اَلْمُكْرَمَةُ النَّبَوِيَّة

فِي

اَلْفَتَاوَى الْمُصْطَفَوِيَّة

شہزادہ اعلیٰ حضرت، امام الفقہا، مفتیٔ اعظم ہند

تصنیف: حضرت علامہ مصطفےٰ رضا قادری نوری علیہ الرحمہ

متوفی (۱۴۰۲ھ/1981ء)

تقدیم

از فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی

بانی مرکز تربیت افتاء جھانگیر ضلع بستی (یوپی)

بسمہ تعالیٰ۔ والصلاۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ

نائب سید المرسلین، سند المحققین، تاجدار اہلسنت، آفتاب رشد و ہدایت، واقف اسرار شریعت، دانائے رموز طریقت، امام الفقہاء، مخدوم العلماء، قطب عالم، حضور مفتی اعظم حضرت علامہ۔ شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری برکاتی نوری علیہ الرحمۃ والرضوان جن کے فتاوی کا مجموعہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ وہ دنیائے اسلام میں اگرچہ مفتی اعظم ہند کے نام سے مشہور رہیں لیکن وہ صرف مفتی اعظم ہند نہیں تھے بلکہ اپنے زمانہ کے مفتی اعظم اسلام تھے۔ اس لئے کہ آپ کے افتاء اور تفقہ فی الدین کی عظمت صرف ہندوستان تک محدود نہ تھی بلکہ عرب، افریقہ اور انگلینڈ و امریکہ وغیرہ بہت سے باہری ملکوں میں بھی تسلیم کی جاتی تھی۔

افتاء لفظ افتاء کا لغوی معنیٰ ہے "جواب دینا" اسی معنیٰ کے اعتبار سے قرآن مجید میں بادشاہ مصر کا یہ قول منقول ہے یٰاَیُّھَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ۔ یعنی اے دربار یو! میرے خواب کا جواب دو[1] اور اصطلاح میں افتاء کا معنیٰ ہے حکم مسئلہ اور شرعی فیصلہ بتانا حضرت سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں الافتاء بیان حکم المسئلۃ حکم مسئلہ کے بیان کرنے کو افتاء کہتے ہیں[2] اور حضرت علامہ شامی قدس سرہ السامی لکھتے ہیں الافتاء فانہ افادۃ الحکم الشرعی۔ یعنی شرعی فیصلہ سے آگاہ کرنے کو افتاء کہتے ہیں[3]

افتاء کی اہمیت و عظمت اس سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ خدائے عزوجل نے قرآن مجید میں افتاء کی نسبت خود اپنی جانب فرمائی ہے۔ ارشاد ہے یَسْتَفْتُوْنَکَ۔ قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِی الْکَلٰلَۃِ۔ اے محبوب تم سے فتوی پوچھتے ہیں۔ تم فرمادو کہ اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں فتوی دیتا ہے۔[4]

خداوند قدوس نے سب سے پہلے افتاء کے منصب سے اپنے مظہر اتم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سرفراز فرمایا۔ آپ کے وصال فرمانے کے بعد صحابۂ کرام میں سے جو لوگ اس منصب پر فائز ہوئے ان میں

---

[1] سورۂ یوسف آیت نمبر ۴۳۔ [2] التعریفات ص۲۶۔ [3] رد المحتار جلد ۴ ص۳۳۶۔ [4] سورۂ نساء آخری آیت

چند مشہور حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ ؎

پھر صحابہ کرام کے بعد تابعین کے دور میں حضرت علقمہ بن قیس نخعی، حضرت سعید بن المسیب، حضرت ابراہیم بن یزید نخعی، حضرت حماد بن مسلم اور حضرت نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسمائے مبارکہ سرفہرست ہیں جو افتاء کے عظیم منصب پر فائز ہوئے۔ لیکن ان میں حضرت امام اعظم ہی نے فن کی صورت میں افتاء کا آغاز فرمایا اور آپ ہی نے سب سے پہلے تدوین فقہ کا کام کیا اور افتاء کے قواعد و ضوابط بھی مقرر فرمائے۔

اور جب تبع تابعین کا دور آیا تو افتاء کی ذمہ داری ان کے سر آئی۔ اس زمانہ میں جن حضرات نے اس فریضہ کو انجام دیا ان میں سے مخصوص لوگوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں، حضرت امام مالک، حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت امام شافعی، حضرت امام ابویوسف اور حضرت امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حضرت امام اعظم کے مقرر کردہ اصول و قواعد سے مسائل و احکام کے استنباط کو آپ کے شاگرد حضرت امام ابویوسف ہی نے فروغ دیا۔ اور امام اعظم کے اصول فقہ پر سب سے پہلے آپ ہی نے کتابیں لکھیں پھر مذہب حنفی حضرت امام محمد نے اسے تنقیح و تہذیب کے بعد اتنے بام عروج پر پہونچا دیا کہ پھر اس میں کسی اضافہ کی حاجت نہ رہی۔ ؎

صحابہ کرام سے تبع تابعین تک مذکورہ بالا حضرات جو منصب افتاء پر فائز ہوئے سب مجتہد اور مفتی مطلق تھے پھر حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد کوئی مفتی مطلق نہیں ہوا سب مفتی منتسب ہوئے مگر خدائے عزوجل نے ان کو بھی حسب درجہ ایک طرح کی اجتہادی قوت سے سرفراز فرمایا۔ اس لئے کہ اس کے بغیر وہ نئے نئے مسائل کو حل ہی نہیں کر سکتے۔ حضرت علامہ شامی قدس سرہ السامی تحریر فرماتے ہیں: التحقیق ان المفتی فی الوقائع لابد لہ من ضرب اجتہاد و معرفۃ باحوال الناس۔ یعنی نو پید مسائل کو حل کرنے کے لئے مفتی کو ایک طرح کے اجتہاد سے متصف اور لوگوں کے احوال سے باخبر ہونا ضروری ہے۔ ؎

دشواری افتاء

چونکہ افتاء کے لئے مفتی کا اجتہاد کی ایک گونہ صلاحیت سے متصف ہونا لازمی ہے اس لئے یہ کام تمام دینی خدمات میں بہت زیادہ دشوار ہے۔ ترتیب یوں ہے کہ ان میں سب سے

؎ مقدمہ عجالۃ النافعہ ص۲۰ از علامہ ارشد القادری قبلہ۔ ؎ ردالمحتار جلد ۱ ص۳۶۔ ؎ شامی جلد ۱ ص۳۷۔ ؎ ردالمحتار جلد ۱ ص۳۸

زیادہ آسان ہے تقریر اس سے مشکل ہے مدرس۔ اور مدرس سے مشکل ہے تصنیف و تالیف۔ اور اس سے بھی مشکل ہے افتاء ــــ کیونکہ فتویٰ معلوم کرنے والے عبادات اور معاملات وغیرہ کے بہت سے نو پیدا ہونے والے مسائل بھی ہر طرح کے سوالات کرتے رہتے ہیں اور مفتی کو ان کے جوابات دینے پڑتے ہیں۔ اسی لئے اس میں بیدار مغزی، ذہانت و فطانت، معاملہ فہمی اور تبحر علمی کے ساتھ ایک طرح کی قوت اجتہاد بھی ضروری ہے شارح بخاری فقیہ عصر حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ امجدی تحریر فرماتے ہیں ــــ

قضا کی دینا ساری دینی خدمات میں سب سے اہم سب سے مشکل اور سب سے سنجیدہ کام ہے۔ اور ایسا اہم کام کی کوئی انتہا نہیں۔ فقہائے کرام نے اگر چہ ہم پر احسان فرماتے ہوئے لاکھوں جزئیات کی تصریح فرما دی پھر بھی حوادث محدود نہیں۔ آئے دن سیکڑوں واقعات ایسے ہوتے رہتے ہیں جن کے بارے میں کوئی جزیہ کسی کتاب میں نہیں ملتا کبھی یہ وقعت ہوتا ہے کہ ایک فقیہ اپنی بالغ نظری، نکتہ سنجی اور قیقہ بینی کی بدولت تمام نظائر سے صحیح حکم مستنبط کر لیتا ہے مگر یہ کام کتنا مشکل ہے اسے بتانا نہیں بتا سکتا جس کے سر پڑتی ہے وہی جانتا ہے لیکن آج کل لوگ اس فن کو بہت آسان سمجھنے لگے ہیں کہ ہر مدرسے والے دار الافتاء کا بورڈ لگا کر کسی کو مفتی بنا کے بٹھاتے ہوتے ہیں جن میں سے اکثر کے فتاوے دیکھ کر بے انتہا افسوس ہوتا ہے کہ وہ غلط فتاوے کر مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اور خود آسمان و زمین کے ملائکہ کی لعنت کے مستحق ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے من افتی بغیر علم لعنہ ملائکۃ السماء والارض[1] یعنی جو بغیر علم کے فتویٰ دے۔ اس پر آسمان و زمین کے ملائکہ کی لعنت ہے۔[2]

عالم اور خود مدرسے والے یہ سمجھتے ہیں کہ درس نظامیہ کا ہر وہ فارغ التحصیل جس کی کچھ صلاحیت ہو وہ فتویٰ دے سکتا ہے۔ حالانکہ درسی کتابیں پڑھنے سے علم الفتویٰ حاصل نہیں ہوتا مگر جس پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہو جائے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ عنہ رد المحتار علی الفتویٰ تحریر فرماتے ہیں ــــ

درسی کتابیں پڑھنے سے آدمی فقہ کے دروازہ میں داخل نہیں ہوتا[3] ــــ اور تحریر فرماتے ہیں کہ علم الفتویٰ پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ مدتہا طلیب حاذق کا مطیب نکیا ہو[4] ــــ

مگر مفتی اعظم ہند قبلہ قدس سرہ نے اس گھر میں آنکھ کھولی جو تقریباً ڈیڑھ سو سال سے فقہ اور فتاویٰ کا علم مرکز رہا کہ آپ کے والد گرامی اعلیٰ حضرت کے جد امجد امام العلماء حضرت علامہ مفتی رضا علی خاں بریلوی قدس سرہٗ (متوفی ۱۲۸۲ھ) ــــ اور آپ کے جد امجد امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی نقی علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ

---

[1] ابو داؤد، العلم حدیث ۳۶۵۷۔ [2] کنز العمال جلد ۱۰ ص ۱۱۱۔ [3] فتاویٰ رضویہ جلد ۳ ص ۵۷۶۔ [4] فتاویٰ رضویہ جلد ۱ نصف اول ص ۱۳۳

علیہ (متوفی ۱۳۰۷ھ) نے صرف یہی نہیں کہ فتویٰ نویسی کا گرانقدر فریضہ انجام دیا بلکہ اپنے زمانہ کے مفتیان کرام و علمائے عظام سے اپنی علمی صلاحیت اور فقہی بصیرت کا لوہا منوا کر مرجع فتاویٰ رہے۔

اور آپ کے والد ماجد اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا بریلوی رضی عنہ رب القوی (متوفی ۱۳۴۰ھ) نے ۱۳ ہی برس کی عمر میں پہلا فتویٰ رضاعت کا لکھا اور پھر ایسے فاضلانہ و محققانہ عربی، فارسی اور خالص کرارو میں بے شمار فتاوے لکھے کہ علمائے عرب و عجم کو حیرت میں ڈال دیا۔ انھوں نے امام احمد رضا کو دل کھول کر خراج عقیدت پیش کیا اور آپ کو چودھویں صدی کا مجدد قرار دیا۔ اعلیٰ حضرت کی تصنیف لطیف العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویہ کی بارہ ضخیم جلدیں اور بہت سی کتابیں و رسالے آپ کی فقہی مہارت و بصیرت پر گواہ ہیں۔

اور حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ پر اللہ و رسول جلت عظمتہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاص فضل و کرم رہا اور پیر و مرشد سید المشائخ حضرت سیدنا شاہ ابو الحسین احمد نوری علیہ الرحمۃ والرضوان (متوفی ۱۳۲۴ھ) کی خصوصی دعائیں رہیں جن کی برکت سے آپ نے ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء میں فراغت کے سال ہی اٹھارہ برس کی عمر میں کسی کتاب کی مدد کے بغیر پہلا فتویٰ تحریر کر دیا۔ اور وہ اتنا اہم تھا کہ جس کو لکھنے کے لئے ملک العلماء حضرت علامہ مفتی ظفر الدین صاحب بہاری فتاویٰ رضویہ دیکھا کرتے تھے۔

اور پھر اس فتویٰ میں نہ ایک لفظ بڑھانے کی ضرورت تھی اور نہ گھٹانے کی۔ اسی لئے اصلاح کے خاطر جب اس فتویٰ کو اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ اسے دیکھ کر بے انتہا مسرور ہوئے۔ تصدیق فرمائی۔ آپ کو انعام دیا۔ فتویٰ لکھنے کی عام اجازت دی اور آپ کے نام کی مہر بنوا کر عنایت فرمائی۔

فقیہ عصر شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب نجلہ امجدی اس فتویٰ کے متعلق فرماتے ہیں ــــ یہ عجیب اتفاق ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے بھی پہلا فتویٰ رضاعت ہی کا لکھا تھا۔ اور ان کے آئینہ جمال و کمال مفتی اعظم نے بھی پہلا مسئلہ رضاعت ہی کا لکھا اور خاص بات یہ ہے کہ اس پہلے فتویٰ پر اعلیٰ حضرت نے نہ ایک نقطہ گھٹایا اور نہ ایک لفظ بڑھایا۔ کوئی اصلاح نہ کی۔ یہ پہلا فتویٰ ہی حضرت مفتی اعظم ہند نے ایسا صحیح اور مکمل لکھا کہ اس میں کہیں انگلی رکھنے کی جگہ نہ تھی ــــ ع آغاز کا جب یہ عالم ہے انجام کا عالم کیا ہوگا۔

اور تحریر فرماتے ہیں کہ ذہین سے ذہین علماء برسہا برس تک مشاقی کرنے اور ماہر فن مفتی سے اصلاح لینے کے بعد اس پر قادر ہوتے ہیں کہ وہ ایک مکمل فتویٰ لکھیں۔ مگر یہ بات دیگر ذہین و فطین اور ذکی علماء کو برسہا برس میں تنقید، اصلاح اور ہدایت کے بعد حاصل ہوتی ہے وہ حضرت مفتی اعظم کو پہلے ہی دن حاصل تھی۔[۱۴]

---

۱۴ مفتی اعظم، ص ۱۰۰، ۱۰۱، کراچی، ۱۹۸۱ء ۔ ۱۳ مفتی اعظم، ص ۲۵۳

اور حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ رضوی دارالافتاء میں اس موقع پر پہونچے تھے جبکہ اس سے پہلے ملک العلماء حضرت علامہ مفتی ظفر الدین بہاری اور حضرت علامہ مفتی سید عبد الرشید عظیم آبادی رضاعت کے اس مسئلہ پر تبادلۂ خیالات کر چکے تھے اور بات کچھ الجھنے پر ملک العلماء فتاوی رضویہ سے روشنی حاصل کر رہے تھے۔ اس وقت حضرت مفتی اعظم ہند کسی کتاب کی مدد کے بغیر فتوی لکھ کر رضوی دارالافتاء کے مفتیان کرام پر سبقت لے گئے [۱۵] ــــ یہ اس بات کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ آپ روز اول ہی مفتی اعظم اور فقیہ اعظم تھے۔

تفقہ فی الدین

احکام شرعیہ کے علم حاصل کرنے کو تفقہ فی الدین کہتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ نے اس کے بارے میں یوں حکم فرمایا ہے۔

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ۔

تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں۔ اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائیں [۱]

اور خدائے عزوجل یہ عظیم نعمت اسی کو بخشتا ہے جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔

من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے تفقہ فی الدین عطا فرماتا ہے۔ [۲]

خداوند قدوس نے حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ قدس سرہٗ کو اس نعمت عظمیٰ سے بھرپور سرفراز فرمایا تھا بلکہ یہ قول حضرت علامہ نظامی الہ آبادی آپ کے ضمیر آپ کے خمیر اور آپ کی سرشت و فطرت کو تفقہ فی الدین کے سانچے میں ڈھال کر اسی فطرت پر آپ کو پیدا فرمایا تھا [۳] ــــ اس مختصر تعارف میں آپ کے تفقہ فی الدین کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

انجکشن سے روزہ ٹوٹنے نہ ٹوٹنے کا مسئلہ جب پہلی بار مفتیان کرام کے سامنے آیا تو بیشتر حضرات متردد رہے، کچھ حضرات نے یہ فتوی دیا کہ ــــ روزہ کی حالت میں انجکشن لگوانے سے روزہ فاسد ہو جائے گا کیوں کہ انجکشن کی سیال دوائیں معدہ میں بھی پہونچتی ہیں۔ اور خارج سے کسی چیز کا معدہ میں پہونچنا مفسد روزہ ہے [۴] اھ

اور کچھ حضرات نے یہ فتوی صادر فرمایا کہ ــــ گوشت میں انجکشن لگوانے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ ہاں رگ میں لگوایا جائے تو فاسد ہو جائے گا کیوں کہ دوائیں گوشت سے معدہ میں نہیں پہونچتی ہیں۔ اور رگ سے

---

[۱۵] مفتی اعظم اور ان کے خلفاء ص ۸۲ ۔ [۱] سورۂ توبہ آیت ۱۲۲ ۔ [۲] بخاری جلد ۱ ص ۱۶ ۔ [۳] مفتی اعظم ہند نمبر استقامت ص ۵

پہونچ جاتی ہیں ۱۲ھ ــــ لیکن مفتی اعظم ہند نے ارشاد فرمایا۔
انجکشن گوشت میں لگوایا جائے خواہ رگ میں کسی بھی صورت میں اس کی دوائیں معدہ تک منفذ کے ذریعہ نہیں پہونچتی ہیں بلکہ مسامات کے ذریعہ پہونچتی ہیں۔ اس لئے روزہ [illegible] پانی سے غسل کرنے میں اس کی تری مسامات کے ذریعہ بسا اوقات معدہ تک پہونچ جاتی ہے اور روزہ فاسد نہیں ہوتا ہے آنکھوں میں دوا ڈالنے، سرمہ لگانے سے اس کا ذائقہ حلق میں محسوس اور رنگت تھوک میں دکھائی دے تو روزہ فاسد نہیں ہوتا ۱۲ھ

اور جب پہلے پہل لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ سنی گئی آواز پر اقتدار کا مسئلہ درپیش ہوا تو بعض علماء نے اسے حقیقۃً اور حکماً ہر لحاظ امام کی عین آواز سمجھ کر اقتدار کو جائز ٹھہرایا ــــ مگر حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ قدس سرہ نے حقیقۃً اور حکماً ہر لحاظ سے لاؤڈ اسپیکر کی آواز کو متکلم کی آواز کا غیر قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ــــ لاؤڈ اسپیکر کی آواز امام کی آواز نہیں۔ مماثل آواز امام ہے۔ اور نماز میں غیر کی آواز کرے یہ مفسد ہے۔ (التفصیل الانور ص۲۲)

اور ایک دوسرے فتوی میں تحریر فرماتے ہیں ــــ اعتبار متکلم کی اس آواز کا ہے جو اس کے دہن سے نکلی اور فضا کی ہوا متحرک کرتی ہوئی بے کسی اور قوت دافعہ کے کان تک پہنچی اس کی وہی آواز ہو کسی قاسر سے ٹکرا کر سکون پا گئی۔ اور اس قاسر کے ٹکرنے کی قوت سے جو متحرک ہو کر پلٹی اس آواز کا اعتبار نہیں ــــ جیسے گنبد سے ٹکرا کر جو آواز پلٹتی ہے یا کنویں کی پلٹتی ہوئی آواز یا صحرا کی صدائے بازگشت نامعتبر ہے۔ آیت سجدہ پلٹی ہوئی آواز سے جسے سموع ہو اس پر سجدہ اسی وقت واجب نہیں ہوتا کہ اب یہ تو پلٹی ہوئی آواز ہے۔ یہ اگرچہ دہن قاری سے نکلی ہوئی ہے مگر قاسر کے ٹکرانے سے یہ اس حیثیت کی نہ رہی۔ اب قاسر کی ٹکر کی قوت سے کان تک پہنچی ہے ــــ یہ نہیں ہے کہ بجلی کی قوت سے فضا کی ہوا سے قاسر جہاں تک دفع ہو گئی ہے بے کسی اور قاسر سے ٹکرائے ہوئے بے اس قاسر کی قوت دفع کے شامل ہوئے محض بجلی کے اس فعل سے کان تک پہنچی ہے (التفصیل الانور ص۲۵)

اور جب چاند پر پہلا قدم رکھنے کے لئے روس و امریکہ ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی جد و جہد کر رہے تھے تو چاند کو خدائی درجہ دینے اور اس کی عبادت و بندگی کرنے والوں کے ساتھ ساتھ بعض مقیمان کرام بھی اسے روس و امریکہ کا جنون و بلوا سمجھ رہے تھے ان کا استدلال یہ تھا کہ ــــ

ماخوذ از پیام رضا مفتی اعظم ہند نمبر مشمولہ مضمون حضرت مفتی مطیع الرحمن مضطر

چاند آسمان کے اندر ہے اور آسمان تک کسی غیر مسلم کا پہونچنا محال شرعی ہے اس لئے روس یا امریکہ کے چاند پر پہونچنے میں کامیاب ہوجانے کا خیال اسلامی اصول کے خلاف ہے ـــــ اور بیشتر علماء کرام گو مگو کی کیفیت سے دوچار خاموش تھے لیکن مفتی اعظم نے فرمایا۔

جب چاند کی طرف نگاہ اٹھائی جاتی ہے تو وہ آسمان کے نیچے دکھائی دیتا ہے ـــــ صحابی رسول رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر کے مطابق بھی سورج چاند اور ستارے سبھی زمین و آسمان کے درمیان مسخر ہیں جیسا کہ تفسیر مدارک میں ہے عن ابن عباس ان الشمس والقمر والنجوم کلها مسخرات بین السماء والارض ـــــ الغرض مشاہدہ اور روایات دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ چاند آسمان کے نیچے ہے اور جب آسمان کے نیچے ہے تو چاند پر پہونچنے سے آسمان پر پہونچنا کہاں لازم آتا ہے کہ چاند پر پہونچنا محال شرعی ہوجائے۔ ہمارے نزدیک انسان کا چاند تک پہونچنا ممکن ہے اور اگر کسی مشینی ذریعہ سے انسان چاند تک پہونچ جائے تو اس سے اسلام کا کوئی اصول مجروح نہیں ہوگا۔

اور اسی زمانہ میں جبکہ امریکہ والوں کے چاند پہونچنے کا چرچا تھا ایک روز حضرت علامہ قاضی شمس الدین صاحب جونپوری اور حضرت علامہ غلام یزدانی صاحب میرٹھی علیہما الرحمۃ اور دوسرے علماء حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ چاند و سورج وغیرہ کی باتیں چل رہی تھیں۔ حضرت نے فرمایا زمین و آسمان دونوں ساکن ہیں۔ اور چاند و سورج چلتے ہیں۔

اس پر علامہ میرٹھی صاحب نے فرمایا کہ قرآن مجید میں ہے وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا یعنی سورج اپنے مستقر میں چل رہا ہے ـــــ تجری سے معلوم ہوتا ہے کہ چلتا ہے۔ اور مستقرلہا سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک جگہ ٹھہرا ہوا ہے ـــــ تو چلنے رہنا اور ایک قرارگاہ میں ٹھہرا رہنا یہ دونوں باتیں کیسے صحیح ہوں گی۔

اس پر حضرت نے فوراً جواب دیا کہ ـــــ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا گیا وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ـــــ تو کیا وہ زمین کے ایک حصہ پر ٹھہرے رہتے تھے؟ چلتے نہیں تھے اپنے مستقر میں رہنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی جائے رفتار سے ـــــ اپنی منزل سے باہر نہیں ہوتا ـــــ چلتا ہے مگر اپنے دائرۂ حرکت میں ـــــ اس پر حضرت میرٹھی صاحب خاموش ہوگئے۔[1]

مذکورہ بالا فتاوے اس بات پر شاہد عدل ہیں کہ حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ بے شک تفقہ فی الدین کی فطرت پر پیدا کیے گئے تھے۔

---

[1] ماخوذ از پیام مفتی اعظم ہند مرتبہ مفتی اعظم ہند حضرت مفتی محمد امین صاحب مدظلہ العالی [2] سورۂ یٰسین آیت ۳۸ [3] سورۂ طٰہٰ آیت ۱۱۹ [4] مفتی اعظم اور ان کے علمی کارنامے [5] سوانح مفتی اعظم ہند تصنیف ڈاکٹر عبدالنعیم صاحب عزیزی

تطبیق اقوال فقہائے کرام کے اقوال جو بظاہر ایک دوسرے کے خلاف معلوم ہوتے ہوں ان کے درمیان موافقت ثابت کرنے کو تطبیق کہتے ہیں جو تفقہ فی الدین کا ایک اہم عنصر ہے حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی ذات گرامی تطبیق و تنصیر میں بڑا مقام رکھتی ہے اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو۔

بہار شریعت حصہ دوم ص۲۸ میں ہے ــــ اگر بے وضو شخص کا ہاتھ یا انگلی یا پورا پاخانہ یا بدن کا کوئی ٹکڑا جو دھونے میں دھویا جاتا ہو بقصد یا بلا قصد دہ در دہ سے کم پانی میں بے دھوئے ہوئے پڑ جائے تو وہ پانی وضو اور غسل کے لائق نہ رہا۔

ہاتھ ڈالنے سے پانی مستعمل ہو جائے گا کسی نے بہار شریعت کے اس مسئلہ کو غلط قرار دیا اور اپنے دعوی کے ثبوت میں فتاوی قاضی خاں مع عالمگیری جلد اول ص۱۸ کی اس عبارت کو پیش کیا ــــ الحدث اذا اصاب الجنب اذا ادخل یدہ فی الاناء للاغتراف ولیس علیہا نجاسۃ لایفسد الماء وکذا اذا وقع الکوز فی الجنب وادخل یدہ علی الجنب الی المرفق لاخراج الکوز لایصیر الماء مستعملا اھ۔

حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ سے جب اس کے متعلق سوال کیا گیا تو اس کی تطبیق میں آپ نے جو تحریر فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ــــ بہار شریعت کا مطلب یہ ہے کہ بے ضرورت دہ در دہ سے کم گہرے ہوئے پانی میں ہاتھ ڈال دے گا تو وہ مستعمل ہو جائے گا ــــ اور فتاوی قاضی خاں کا مطلب یہ ہے کہ اگر ضرورت سے ڈالے گا تو مستعمل نہ ہوگا۔ لہذا دونوں کتابوں کا مسئلہ صحیح ہے۔ ایک دوسرے کے خلاف نہیں ــــ جواب کی پوری تفصیل دلائل کے ساتھ اس مجموعہ فتاوی کے ۱۳۵ پر ملاحظہ ہو۔

دیوبندی فتوے کا رد کسی شخص نے دیوبندی مفتیوں سے پوچھا کہ جب سود مطلقاً حرام ہے تو اس ملک کے اندر بینک میں روپیہ رکھے ہوئے پر منافع لینا کیسا ہے؟ ــــ

دیوبندیوں کے مشہور مولانا انور شاہ کشمیری نے جواب دیا کہ ــــ جس ملک میں عملداری مسلمانوں کی نہ ہو اور فیصلہ مقدمات کا شریعت پر نہ ہو اس ملک کو حنفی مذہب میں دارالحرب کہتے ہیں۔ اور یہ دارالحرب قانون شریعت سے امام ابوحنیفہ کے نزدیک خارج ہے۔ دارالحرب میں مسلم اگر غیر مسلم سے سود لے تو حنفی مذہب میں جائز ہے ــــ لوگوں سے کہتے ہیں کہ بینک میں سے سود لے لو اور غریبوں پر صدقہ کر دو تاکہ پادریوں کے مشن پر خرچ نہ ہو۔

اور مدرسہ امینیہ دہلی کے مفتی حبیب الرسلین نے جواب لکھا کہ ۔۔۔ ہند کے علاقہ میں سود کا لینا مطلق ناجائز ہے مگر غیر مسلم کی بینک میں سود کی رقم چھوڑنی نہیں چاہیے بلکہ ان سے لے کر ایسے محتاجوں پر صرف کرنی چاہیئے کہ جن کا ذریعہ بظاہر کچھ بھی نہ ہو اور ظن غالب یہ بات ثابت ہو کہ اگر یہ مال محتاج نہیں کھائیں گے تو ان کی جان تلف ہوگی۔

حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ قدس سرہٗ سے ان جوابات کے متعلق دریافت کیا گیا۔ آپ نے جواب کا رد فرمایا اس کا خلاصہ ملاحظہ ہو۔ پہلے نے حنفی مذہب میں بعض جگہ سود کو حلال بتایا حالانکہ وہ حرام قطعی ہے کہیں بھی حلال نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مطلقاً حرام فرمایا۔ ارشاد ہے حَرَّمَ الرِّبٰوا[1]

اور لطف کی بات یہ ہے کہ ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر مسلم کا غیر مسلم کو روپیہ دے کر اس سے نفع لینا جسے سود کہا حنفیوں کے نزدیک جائز بتا کر کہا کہ لے لے اور اپنے صرف میں نہ لائے غریبوں کو دے دے ۔۔۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ان کے نزدیک سود لینا جائز ہے تو اس کا اپنے اوپر حرام کرنا کس نے حرام کر دیا۔ اور پھر جب وہ سود ہے تو اس کا لینا ایسا ہی ہے جیسے شراب اپنے پینے کے لئے نہ لے دوسروں کو پلانے کے لئے لے تو ان کے نزدیک جائز مگر جب کہ مفت ملے ۔۔۔ یعنی کوئی کافر اپنی خوشی سے کسی مسلمان کو شراب دے تو ان کے نزدیک اس کو چھوڑنا نہیں چاہیئے بلکہ اسے لے لے خود نہ پیے ان غریب مسلمانوں کو پلا دے جو کافروں کی بھٹی سے خرید کر پیتے ہیں اور اپنا پیسہ کافروں کو دیتے ہیں۔ یا یوں کہئے کہ ایسی بھٹی سے خریدتے ہوں جس کا روپیہ کسی مشن کے لئے ہو یا مشن ہی کی تجارتی شراب کی دوکان سے ۔۔۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔۔۔ اور دوسرے کا جواب بھی محض بیہودہ ہے اور اس پر بھی وہی مواخذات ہیں جو پہلے شخص کے جوابات پر ہیں بلکہ اس سے زائد ہیں۔

حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کی اس تحریر سے ان کے تبحر علمی کی گہرائی کا پتہ چلتا ہے اور دیوبندی مسلک کے یہ مشہور مولوی آپ کی جلالت علمی کے سامنے طالب علم معلوم ہوتے ہیں ۔۔۔ تفصیلی جواب مزید مواخذات کے ساتھ اس کتاب کے صفحہ ۲۰۱ پر ملاحظہ ہو۔

سنی فتوای کارد

کسی نے سنی مدرسہ کے مفتی سے سوال کیا کہ زید نے اپنی منکوحہ سے کہا کہ تو میرے نکاح سے باہر ہے میری بیوی نہیں رہی اور نہ میرے کام کی ہے۔ پھر اس کو گھر سے نکال دیا دو سال سے وہ اپنے میکہ میں ہے۔ تو ایسی صورت میں اس کی زوجہ نکاح میں رہی یا نہیں؟

[1] پ ۳ سورۃ بقرہ آیت ۲۷۵

سنی مفتی نے چار عالموں کی تصدیقات سے فتویٰ لکھا کہ زید کی زوجہ کو طلاق ہوگئی۔ اور تین حیض گذرنے سے غیر حاملہ کی عدت گذر جاتی ہے۔ دوبارہ نکاح بغیر حلالہ ہو سکتا ہے۔

جب یہ فتویٰ حضرت مفتی اعظم ہند کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ نے تحریر فرمایا کہ سوال اگرچہ بہت گول (مول) تھا مگر سوال دیکھتے ہی یہ خیال ہوا کہ شوہر نے یہ الفاظ بطور انشاء نہیں کہے ہوں گے بلکہ اخبار کر سائل سے واقعہ کی تفصیل پوچھی تو یہی معلوم ہوا کہ اس نے یہ اس لئے کہے تھے کہ عورت اس کی بے اجازت چلی گئی تھی۔ جاہلوں میں یہ غلط بات مشہور ہے کہ اگر عورت بے اجازت شوہر گھر سے قدم نکالے تو وہ نکاح سے باہر ہو جاتی ہے۔ شوہر نے اس باطل بات پر روکنا چاہا۔ نہ یہ کہ اسے طلاق دینا مقصود تھا اور اس وقت طلاق دینے کے لیے یہ لفظ کہے۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں اصلاً طلاق نہ ہوئی۔

اور اگر یہ واقعہ نہ بھی ہوتا بلکہ بطور خود اس نے یہ الفاظ کہے ہوتے جب بھی علی الاطلاق حکم طلاق صحیح نہیں ہوتا کہ یہ کنایات ہیں اور کنایہ محتاج نیت..... تو علی الاطلاق حکم طلاق یقیناً محض باطل۔ پھر حضرت نے اپنے دعوٰی کے ثبوت میں فقہائے کرام کی عبارتوں کو پیش فرمایا۔

حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ کے اس فتویٰ میں بھی آپ کی وسعت نظر و شان فقاہت کا جلوہ نظر آتا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ فقہائے کرام کا یہ قول بالکل صحیح ہے من لم یعرف اھل زمانہ فھو جاھل۔ یعنی جو اپنے زمانہ والوں کے احوال و اقوال کو نہ پہچانے وہ جاہل ہے۔ یہ فتویٰ دلائل و براہین کے ساتھ اس مجموعہ کے صفحہ ۳۶۳ پر طبع ہے۔

ایمرجنسی دور کا ایک یادگار فتویٰ

۱۳۹۶-۹۷ھ مطابق ۱۹۷۶-۷۷ء ایمرجنسی کے دور میں جب حکومت نے نسبندی کا جبری قانون نافذ کیا تو لوگوں کو پکڑ پکڑ کر زبردستی ان کی نسبندی کی جانے لگی اور گورنمنٹ کے ملازمین کو سخت تاکید کی گئی کہ خود نسبندی کرائیں اور پانچ دس آدمیوں کو پکڑ کر بھی لاؤ ورنہ تنخواہ روک دی جائے گی اور یا تو ملازمت سے نکال دیئے جاؤ گے حکومت کے اس ظلم و زیادتی کے سبب پورے ملک میں کھلبلی مچ گئی۔ کانگریسی مفتی جو ہمیشہ انگریز اور پیر کے اشارۂ ابرو پر ہر کام کرتے رہے۔ انھوں نے حکومت سے سودا کر لیا اور نسبندی کے جائز ہونے کا فتویٰ دے دیا۔

حکومت نے اس فتویٰ کو ذریعہ بنا کر نسبندی میں اور شدت پیدا کر دی۔ گاؤں اور دیہات میں گھوم

گھوم کر نسبندی کی جانے لگی۔ جب نسبندی ٹیم کی گاڑی گاؤں میں پہونچ جاتی تو لوگ گھر چھوڑ کر بھاگ جاتے اور کھیتوں اور جنگلوں میں جا کر چھپ جاتے ـــــ علمائے حق نے جب اس پر احتجاج کیا تو حکومت سخت برہم ہو گئی اور ان میں سے بعض کو جیل میں ڈال دیا اور دوسرے علماء کی سخت نگرانی کی جانے لگی۔

ایسے وقت میں پاسبان شریعت مجاہد اہلسنت حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان حکومت کے مقابل کلمۂ حق کہنے کے لئے کھڑے ہو گئے اور بڑی بے باکی سے کام لیتے ہوئے فتویٰ جاری کر دیا کہ ـــــ نسبندی حرام ہے ـــــ اور کئی وجوہ سے حرام ہے ـــــ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیز کو بدلنا حرام ـــــ بے وجہ شرعی کسی نس یا عضو کا کاٹنا بھی حرام ـــــ دوسرے کے سامنے ستر غلیظ کھولنا بھی حرام ـــــ اور انسان کا خصی ہونا یا کرنا بھی حرام۔

پھر آپ نے حکومت کے خلاف لکھے گئے اس فتویٰ کو سائیکلو اسٹائل کرا کے پورے ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پھیلا دیا۔ حکومت آپ کے فتویٰ کے مقابل بے بس ہو کر رہ گئی تو اس نے ضلع کلکٹر کے ذریعہ مسلح فورس کے ساتھ حق گوئی کے اس سالار اعظم کی گرفتاری کے لئے وارنٹیں جاری کر دیں۔

لیکن ایک صوبائی وزیر اور سابق اسپیکر یوپی نے مرکزی حکومت کو صورت حال سے آگاہ کیا اور کہا کہ اگر مفتی اعظم کے ہاتھوں میں ہتھکڑی پڑ گئی تو ان کے ماننے والوں کی ایک بہت بڑی تعداد سڑکوں پر نکل آئے گی اور پورا ہندوستان خون میں ڈوب جائے گا۔ اس طرح حضرت کی گرفتاری کا منصوبہ خاک میں مل گیا ـــــ ایمرجنسی دور کا یہ اہم فتویٰ قرآن و حدیث اور تفسیر کے حوالوں سے مزین اس مجموعہ فتاویٰ کے ص۳۳۰ پر مرقوم ہے۔

چند اور اہم فتاوے

اس مجموعہ فتاویٰ میں حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے بہت سے اہم فتاوے ایسے ہیں جو آپ کے تبحر علمی اور فقیہانہ بالغ نظری پر شاہد عدل ہیں۔ ہم ان میں سے یہاں چند فتاوے کی نشاندہی کرتے ہیں جن کے مطالعہ سے ہر شخص کو یہی فیصلہ ہوگا کہ حضرت مفتی اعظم ہند اعلیٰ حضرت محدث بریلوی کے صحیح جانشین اور ان کے مظہر اتم و اکمل تھے۔

ایک سوال میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب سے انکار کرنے والے کی یہ دلیل پیش کی گئی کہ سحر البیان جلد ۲ ص۹۴ میں ہے ـــــ فی الخانیۃ وفی الخلاصۃ لو سمع بشہادۃ اللہ ورسولہ لا یعتقد ویکفر لاعتقادہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعلم الغیب۔

حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ نے پہلے علم غیب کے ثبوت میں آیتیں اور گیارہ حدیثیں پیش کیں اس

کے بعد فرمایا کہ مسئلہ تو صرف اتنا تھا کہ شہادتِ خدا و رسول سے نکاح کرے تو یہ نکاح منعقد نہ ہوگا کہ شرط انصاف نکاح گواہوں کا رہنا ہے حدیث شریف میں ہے لانکاح الا بشھود۔ اس میں مجاہیل نے اتنا اور اضافہ کیا کہ وہ مسلمان شخص کافر ہو جائے گا۔ ظاہر تو یہ ہے کہ یہ بعض مجاہیل معتزلی ہوگا۔ اس نے اپنے مذہب کا پیوند اس میں جوڑ دیا۔ پھر یہ بتاویل علم ذاتی بعض حنفیہ نے بھی اپنی تصانیف میں نقل کر لیا۔

اس کے بعد حضرت مفتی اعظم قبلہ نے اس قول کا ضعیف ہونا فقہائے کرام کے اقوال سے ثابت کیا پھر ردالمحتار، مصفیٰ، خزانۃ الروایات اور معدن الحقائق کی عبارتوں کو پیش فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ شخص کافر نہ ہوگا اس لئے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم غیب جانتے ہیں۔ اس طرح اور بھی بہت سے ائمہ کرام کے اقوال سے مسئلہ مذکور کو مدلل فرمایا ــــ یہ فتویٰ ۱۳۰۱ھ سے ۱۳۵۴ھ تک پھیلا ہوا ہے جو بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

اور حضرت کی خدمت میں یہ سوال پیش ہوا کہ جس نے عشا فرض جماعت سے نہیں پڑھی مگر تراویح باجماعت پڑھی۔ وہ وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وتر کی جماعت میں وہ شامل ہو جائے اگرچہ فرضوں میں شامل نہیں ہوا کیونکہ وتر کی جماعت تراویح کی جماعت کے تابع ہے اس واسطے وتر کی جماعت نہ چھوڑے (صفدری)

حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ قدس سرہٗ کے جواب کا ابتدائی حصہ ملاحظہ ہو ــــ جس نے فرض باجماعت نہ پڑھے ہوں وہ وتر کی جماعت میں شامل نہ ہو کہ اس میں جماعت نہیں مگر یہ تبعاً کہ وہ من وجہ نفل ہے۔ وتر کی جماعت رمضان ہی میں یا بہ تبعیت فرض ہے۔ یا بہ تبعیت رمضان۔ یا بہ تبعیت تراویح۔ اور مشہور یہی ہے کہ بہ تبعیت جماعت فرض یا بہ تبعیت جماعت تراویح ہے۔ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ جس نے فرض جماعت سے پڑھے وہ تراویح بھی باجماعت پڑھے یا نہ پڑھے۔ اگرچہ صحیح یہی ہے کہ وہ تراویح بجماعت پڑھ سکتا ہے۔ جماعت فرض کے تابع ہے جب تو ظاہر ہے کہ اگر فرض بجماعت نہ پڑھے ہوں تو وتر بجماعت نہیں پڑھ سکتا۔ اور بہ تبعیت رمضان ہے تو اس کے یہ معنی نہیں کہ رمضان میں وتر جماعت ہی سے پڑھے بلکہ یہ رمضان میں جماعت سے پڑھ سکتے ہیں۔ بہر صورت جماعت ہی سے پڑھنا اس سے کہاں نکلتا ہے۔ یوں میں اگر تبعیت جماعتِ تراویح ٹھہرائیں جب بھی ــــ اور میں کہتا ہوں تبعیت فرض سے جماعت وتر کیونکر نہیں نکلتی۔ رمضان کے تابع کہو تو اس کے یہی معنی ہیں کہ رمضان ہی میں وتر کی جماعت بہ تبعیت عشا یا بہ تبعیت تراویح

ہوگی۔ یہ نہیں کہ رمضان میں اس میں جماعت علی الاستقلال ہے فانہ لم یقل بہ احد ــــ یہ علمی فتویٰ ٹھوس حوالوں کے ساتھ ص۱۴۸ سے ص۱۵۱ ایک نوصفحات پر مشتمل ہے جو تحقیقات کا بحر ذخار ہے۔

حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی ولادت باسعادت ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ مطابق ۲۵ جولائی ۱۸۹۳ء میں جمعہ کے دن بوقت صبح صادق ہوئی ــــ اور ۹۲ سال کی عمر میں ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ ۱۲ نومبر ۱۹۸۱ء کو رات میں ایک بج کر چالیس منٹ پر وصال ہوا ــــ آپ کے حالات ص۱۵ سے ص۳۳ تک تاثرات مصنف کے تحت ملاحظہ ہوں۔

تصنیفات و ترتیبات

حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ درس و تدریس اور ہدایت و ارشاد وغیرہ طرح طرح کی مصروفیات کے باوجود مختلف موضوعات پر تصنیفات و تالیفات کا ایک بے بہا خزانہ چھوڑ گئے ہیں۔ جو آپ کے بے پناہ علم و فضل، ذہانت و طباعی اور علمی عبقریت پر شاہد عدل ہیں۔ ان کے متعلق مولانا افتخار احمد مصباحی رقم طراز ہیں ــــ وہ (حضرت مفتی اعظم ہند) ایک عظیم محقق و مصنف بھی ہیں۔ ان کی تحریریں ان کے والد جلیل امام احمد رضا قدس سرہٗ کے اسلوب کی جھلک اور ژرف نگاہی نظر آتی ہے۔ تحقیق کا کمال بھی نظر آتا ہے اور تدقیق کا جمال بھی ــــ فتاویٰ کے جزئیات پر عبور کا جلوہ بھی نظر آتا ہے اور علامہ شامی کے تفقہ کا انداز بھی ــــ تصانیف میں امام غزالی کی تحقیق اور امام رازی کی تدقیق اور امام سیوطی کی تلاش و جستجو کی جلوہ گری نظر آتی ہے[1]

حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کی جن تصنیفات و حواشی کا اب تک علم ہو سکا وہ درج ذیل ہیں۔

① فتاویٰ مصطفویہ اس کتاب کا پورا نام کی نام ہے المکرمۃ النبویۃ فی الفتاوی المصطفویۃ (۱۳۲۹ھ) ــــ یہ پہلے چھوٹے چھوٹے تین حصوں میں طبع ہوا تھا۔ اس کا پہلا حصہ ایمان و اعتقاد کے بارے میں فہرست مضامین ایک رسالہ سمیت ۴۸ صفحات فتاویٰ کا مجموعہ تھا جو ۱۲۴ صفحات پر مشتمل تھا ــــ اور دوسرے حصہ میں بھی الگ فہرست نماز اور احکام مسجد سے متعلق ۱۲ فتاوے

---

[1] پندرہ روزہ رفاقت پٹنہ بحوالہ مفتی اعظم اور ان کے تلامذہ ص۳۲ ۔ [2] انوار مفتی اعظم ص۳۲ ۔ [3] ایضاً ص۳۲

تھے جو ۱۲۰ صفحات پر پھیلے ہوئے تھے ـــــ اور اس کے تیسرے حصہ کا آغاز بھی طہارت و نماز کے بقیہ مسائل سے ہوا تھا۔ اور پھر ابواب فقہ کی ترتیب پر جنائز، زکاۃ، روزہ، حج، نکاح و طلاق، بیوع اور وقف، اجارہ و غصب اور حظر و اباحت وغیرہ کے مسائل پر مشتمل فہرست مضامین کے ساتھ کل ۵۵۳ فتاوی کا گنجینہ تھا ـــــ یعنی پہلے تین حصوں میں کل ۳۰۷ فتاوے تھے ـــــ اور اب یہ مجموعہ فتاوی مکمل فہرست کے ساتھ تین رسائل اور ۳۹۰ مسائل پر مشتمل ہے۔

جناب قربان علی صاحب حامدی امیل پوری کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے کے تین حصوں میں صرف ۱۳۴۹ھ سے ۱۳۵۹ھ تک کے فتاوے ہیں[1] لیکن مابعد کے کچھ فتاوے بھی اس میں شامل ہیں جیسے کہ حصہ سوم ص۱۸ کا وہ فتوی کہ جس میں حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ نے دیہات میں بنام جمعہ دو رکعت پڑھنے والوں کو ظہر فرض باجماعت پڑھنے کا حکم فرمایا ہے ـــــ اس لئے کہ اس فتوی کے سوال میں حضرت مفتی اعظم صاحب ہونگیری علیہ الرحمہ کے بریلی دار الافتاء سے لکھے گئے فتوی کا ذکر ہے اور وہ ان دس برسوں میں بریلی شریف موجود ہی نہیں تھے۔

حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے فتاوے بے شمار قرآنی دلائل حدیث شریف کے بے بہا شواہد اور فقہائے عظام و ائمہ کرام کی عبارتوں کے حوالہ جات سے مالا مال ہیں۔ بعض فتاوی میں حضرت نے سیر حاصل بحث فرما کر کلام کو انتہا تک پہونچا دیا ہے۔ اور کچھ فتاوے اگرچہ مختصر ہیں مگر وہ بھی بہت جامع ہیں جو آپ کے فقہی تبحر پر شاہد عدل ہیں۔

(۲) اشد العذاب علی مایدالخناس (۱۳۲۸ھ) ـــــ مولوی قاسم نانوتوی (جن کو دار العلوم دیوبند کا بانی بھوت مشہور کیا گیا ہے[2]) اس رسالہ میں ان کی تصنیف "تحذیر الناس" کا رد بلیغ ہے۔

(۳) وقعات السنان فی حلق المساۃ بسط البنان (۱۳۳۵ھ) ـــــ یہ کتاب ۴۰ صفحات پر مشتمل ہے اس میں مولوی اشرف علی تھانوی کی تصنیف بسط البنان اور مولوی قاسم نانوتوی کی تحذیر الناس پر بھرپور تنقید کی گئی ہے۔ پھر اس کے اندر تھانوی صاحب اور ان کے ہم خیال لوگوں سے ۱۳۲ سوالات کئے گئے ہیں۔ جو بذریعہ رجسٹری تھانوی صاحب کے پاس بھیجے گئے۔ جن کے جوابات سے وہ پوری زندگی عاجز رہے اور انشاء اللہ تعالی ان کی پوری جماعت قیامت تک عاجز رہے گی۔

(۴) الرجم الدراقی علی راس الوسواس الشیطانی (۱۳۳۶ھ) ـــــ یہ رسالہ گویا حسام الحرمین کا خلاصہ

---

[1] عرض حال فتاوی مصطفویہ حصہ سوم ص۱۔ [2] ملاحظہ ہو ڈاکٹر مفتی محمد امجد چشتی کی تصنیف "دار العلوم دیوبند کا بانی کون؟" ص۱۰۰ تا ص۱۰۴

وغیرہ ہے۔ اس میں تفسیر نعمانی کے مؤلف پر حکم کفر وارتداد ہے۔ اعلیٰ حضرت اور حضرت صدر الشریعہ علیہما الرحمۃ والرضوان وغیرہما کی اس کتاب پر تصدیقات ہیں۔

(۵) النکتہ علیٰ مرآۃ کلکتہ (۱۳۳۲ھ) ــــ یہ رسالہ مسئلہ اذان سے متعلق ہے۔ جو ۸ صفحات پر مشتمل ہے اس میں حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ نے بیان فرمایا ہے کہ اذان صدر و مسجد یا فنائے مسجد میں ہو۔ داخل مسجد مکروہ وممنوع ہے یہی ائمہ کرام کی تصریحات ہیں۔ اور یہی حدیث شریف سے ثابت ہے۔ صدر و مسجد میں مسجد کی دیواریں صحن اور دروازہ سب داخل ہیں ــــ اس رسالہ میں حضرت نے ائمہ عظام کی دس تصریحات پیش کی ہیں اذان کی روشنی میں اذان سے متعلق علمائے کلکتہ کے شبہہ کو دور فرمایا ہے۔

(۶) صلیم الدیان لمخلص حبالہ الشیطان (۱۳۳۲ھ) ــــ مولوی عبد الغفار خاں رام پوری نے اپنی کتاب آثار المبتدعین میں مسئلہ اذان سے متعلق سوکتابوں کا جھوٹا نام دے کر مسلمانوں کو دھوکا و فریب میں ڈالا تھا۔ یہ رسالہ اسی کتاب کا پول ادر ہے۔ حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ نے اس میں مسئلہ اذان کو اپنی تحقیق و تدقیق سے ثابت کیا اور مولوی مذکور کے جھوٹ سے مسلمانوں کو آگاہ فرمایا۔

(۷) سیف الجبار علیٰ عبد الغفار (۱۳۳۲ھ) ــــ یہ کتاب آثار المبتدعین کا دوسرا رد ہے۔ مولوی عبد الغفار خاں رام پوری نے بریلی شریف کے ایک مطبوعہ فتاویٰ پر کمال ناانصافی کی۔ اس رسالہ میں اس کی بھرپور پردہ دری کی گئی ہے۔

(۸) نفی العار عن مصائب المولوی عبد الغفار (۱۳۳۲ھ) ــــ یہ رسالہ ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں جمعہ کی اذان ثانی کے متعلق مولوی عبد الغفار خاں رام پوری کی تیسری تحریر کا حضرت مفتی اعظم قدس سرہ نے مدلل رد فرمایا ہے۔ جس میں قاضی عطا علی صاحب بسل پوری اور مولوی سید ظہیر حسن صاحب الہ آبادی کی تحریریں بھی کچھ شامل ہیں۔

(۹) مقتل الکذب وکید (۱۳۳۲ھ) ــــ یہ رسالہ ۷۰ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ اس میں بھی مسئلہ اذان کے متعلق مولوی عبد الغفار رام پوری کی تحریر کا رد ہے۔

(۱۰) مقتل الکذب والجہل (۱۳۳۲ھ) ــــ یہ رسالہ بھی مسئلہ اذان سے متعلق ہے جو ۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں حضرت مفتی اعظم قدس سرہ العزیز والرضوان نے مولوی عبد الغفار خاں رام پوری کی پانچویں تحریر کا رد فرمایا ہے۔ اور مولوی صاحب رام پوری کی اس تحریر کو پہلی تحریروں سے بھی زیادہ الکذب والجہل ہونا

اظہر من الشمس کر دیا ہے۔

(۱۱) ادخال السنان الی الحنک المعلق بسط البنان (۱۳۳۲ھ) ـــــ یہ کتاب ۸۸ صفحات پر مشتمل ہے جو سفط الایمان کی کفری عبارت کی صفائی میں لکھے گئے رسالہ بسط البنان کا دوسرا رد و جواب ہے۔ اس کے متعلق خود حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں ـــــ اس میں تھانوی صاحب سے ایک سو ساٹھ قاہر سوال نہیں (بلکہ) سر و بابیہ پر ایک سو ساٹھ جبال ہیں۔ پچیس سال ہوئے کہ تھانوی صاحب کے یہاں اشاعت شدہ گیا ہے اور آج تک بحمد اللہ لاجواب ہے۔

(۱۲) وقایۃ اہل السنۃ عن مکر دیوبند و الفتنہ (۱۳۳۲ھ) ـــــ یہ رسالہ ۸۴ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ جمعہ میں اذان ثانی کے متعلق کسی کانپوری دیوبندی نے ایک کتاب لکھی تھی۔ اس میں اس کی جہالتوں اور سفاہتوں کا دو فصول میں رد ہے ـــــ پہلے حصہ میں حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ نے اپنے سنی بھائیوں سے گذارش کی ہے کہ وہ ہر بدین گمراہ سے دور رہیں اور ان کو اپنا دینی دشمن سمجھیں۔

(۱۳) الہی ضرب بابل الحرب (۱۳۳۲ھ) ـــــ یہ رد کا دوسرا حصہ ہے جو وقایۃ اہل السنہ کے ساتھ ہے اور اس کے مکمل سے شروع ہوتا ہے۔ اس میں حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ قدس سرہٗ نے دیوبندیوں پر قہر کی بارش کی ہے اور کانپوری تحریر کا بھرپور رد بلیغ فرمایا ہے۔

(۱۴) الموت الاحمر علی کل الجنس الاکفر (۱۳۳۷ھ) ـــــ بقول نائب مفتی اعظم ہند شارح بخاری حضرت مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ امجدی اس کا دوسرا نام "ہشتاد دیوبند بر سکاری دیوبند" ہے ـــــ یہ کتاب ۸۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں دیوبند کے مسلک پر بھرپور تنقید و تبصرہ کیا گیا ہے۔ اور حق کی حقانیت کو خوب واضح کیا گیا ہے۔ اور مذہب دیوبند پر بڑے ٹھوس اعتراضات اور مضبوط مواخذے کیے گئے ہیں۔ اس کے اندر کل اسی سوالات و مواخذات ہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کی فقہی تکفیر کی بحثیں بھی نہایت تحقیق سے پیش کی گئی ہیں۔

(۱۵) الملفوظ چار حصے (۱۳۳۸ھ) ـــــ یہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی عنہ ربانی قوی کے علوم و معارف کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے جو ان کے ارشادات و ہدایات اور کلمات طیبات پر مشتمل ہے۔ یہ اعلیٰ حضرت کی تصنیف نہیں بلکہ ان کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے علم و حکمت کے جواہر پارے ہیں جنہیں حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ نے جمع فرما کر شائع کیا۔

تذکرہ انوار مفتی اعظم ص ۲۷۶

(۱۶) القول العجیب فی جواز التثویب (۱۳۳۹ھ) ـــــ یہ رسالہ اذان کے بعد صلاۃ وسلام پکارنے کے متعلق چند فتاوے کا مجموعہ ہے۔ جو حجم کے اعتبار سے تو بہت چھوٹا ہے کہ صرف ۱۲ صفحات پر مشتمل ہے لیکن مفاہیم ومعانی کے لحاظ سے نہایت ہی جامع ہے۔

(۱۷) الطاری الداری لہفوات عبد الباری (۱۳۳۹ھ) ـــــ یہ کتاب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی اور مولانا عبد الباری فرنگی محلی لکھنوی کے درمیان ہونے والی جملہ مراسلت کا مجموعہ ہے۔ اعلیٰ حضرت نے مولانا کو ان کے غلط نظریۂ سیاست کے متعلق ۲۲ خطوط لکھے اور انھوں نے جواب میں ۱۷ ـــــ حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ نے ان سارے خطوط کو اس کتاب میں جمع فرما کر ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء میں مسعی پریس بریلی شریف سے تین حصوں میں شائع کیا ـــــ ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء میں شاہ پیر محمود احمد صاحب قادری کی ترتیب جدید اور ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نقشبندی کی تنقیدات وتعاقبات کے ساتھ لاہور سے ایک جلد میں طبع ہوئی جو ۴۳۶ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔

(۱۸) طرق الہدیٰ والارشاد فی احکام الافادۃ والجہاد (۱۳۴۲ھ) ـــــ اس رسالہ میں جہاد مخالفت، ترک موالات، نان کوآپریشن اور قربانی گاؤ وغیرہ کے متعلق چھ سوالات کے جوابات ہیں۔ اس میں صفحہ نمبر کے ساتھ کتاب مذکرۃ الرشید کے وہ جملے بھی ہوا نگریزوں کی تعریف اور مسلمانوں کی توہین میں کہے گئے ہیں درج ہیں ـــــ اور اس پر حضرت علامہ ابو الاشرف محمد شرف الدین اشرف البانسی کا ایمان افروز ۱۲ صفحات پر مشتمل پیش لفظ ہے ـــــ آخر میں حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی صاحب اعظمی، حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی، شیر بیشۂ اہلسنت حضرت مولانا حشمت علی خان صاحب لکھنوی، حضرت مولانا مفتی سید اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی مارہروی اور حضرت مولانا حسنین رضا قادری نوری بریلوی وغیرہم جلیل القدر مفتیان کرام وعلمائے عظام علیہم الرحمۃ والرضوان کی تصدیقات ہیں ـــــ یہ رسالہ اس مجموعۂ فتاوی کے ۵۵۱ سے ۵۸۹ تک پھیلا ہوا ہے۔

(۱۹) فصل الخلافہ ـــــ یہ رسالہ ۱۳۴۱ھ میں پایۂ تکمیل کو پہونچا اس کا لقب سراج درسور اخ ہے۔ اس رسالہ میں مسئلہ خلافت اور ترکوں کے ہاتھوں ختم خلافت پر بحث کی گئی ہے۔

(۲۰) محجۃ واہرہ بوجوب الحجۃ الحاضرہ (۱۳۴۲ھ) ـــــ یہ رسالہ ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے بعض لیڈروں نے حج بیت اللہ سے روکنے کی کوشش کی تھی جس کی وجہ انھوں نے یہ بتائی تھی کہ شریف مکہ ظالم ہے اور اس

کے مظالم قراطہ جیسے ہیں۔ اور اس وقت علمائے حج کی ممانعت فرمائی تھی۔ لہٰذا اس وقت بھی اس کی ممانعت ہونی چاہئے ــــ حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ نے اس رسالہ میں اس کا رد بلیغ فرمایا۔ اور حج فرض ہونے کے بعد فوراً اس کی ادائگی واجب ہے۔ اس کو واضح دلائل سے ثابت فرمایا۔

(۲۱) القصورہ علی ادوار المحرالکفرہ (۱۳۴۳ھ) ــــ اس کا نقبی نام "نظر علی رتہ کفر ہے" جس سے ۱۹۲۵ء کا سال نکلتا ہے ــــ اور عربی نام "سیف الجبار علی کفر زمیندار" ہے ــــ اس میں حضرت مفتی اعظم قبلہ قدس سرہٗ نے اخبار زمیندار میں شائع ہونے والے مندرجہ ذیل تین کفری اشعار کا رد بلیغ فرمایا ہے۔

یہ سچ ہے اس پہ خدا کا چلا نہیں قابو ــــ مگر ہم اس بت کافر کو رام کر لیں گے
بجائے کعبہ خدا آج کل ہے لندن میں ــــ وہیں پہنچ کے ہم اس سے کلام کر لیں گے
جو مولوی نہ ملے گا تو مالوی ہی سہی ــــ خدا خدا نہ سہی رام رام کر لیں گے

اس رسالہ پر تمہید حمید حضرت مولانا سید ابو البرکات سید احمد رضوی صدر انجمن حزب الاحناف لاہور کی ہے۔ جو بڑی اہمیت کی حامل ہے ــــ اس فتویٰ پر حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی صاحب اعظمی حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی حضرت شیر بیشۂ سنت مولانا محمد حشمت علی صاحب لکھنوی اور حضرت مولانا مفتی تقدس علی صاحب رضوی بریلوی وغیرہ ۱۹ اکابر اہلسنت کی تصدیقات ہیں ــــ اور حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ کی تائید میں حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب صدر المدرسین شمس العلوم بدایوں، حضرت مولانا مفتی اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی سجادہ نشین آستانہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ، حضرت مولانا مفتی عبد الحکیم صاحب درس السنوی الحنفی مفتی کراچی اور حضرت مولانا مفتی محمد ریحان حسین صاحب مدرس ارشاد العلوم رام پور کے فتاوے بھی علمائے اہلسنت کی تصدیقات کے ساتھ آخر میں شامل ہیں ــــ یہ رسالہ اس مجموعہ فتاوی میں صفحہ ۵۹۱ سے صفحہ ۶۲۶ تک پھیلا ہوا ہے۔

(۲۲) سامان بخشش (۱۳۴۷ھ) عرف گلستان نعت نوری (۱۳۵۴ھ) ــــ یہ حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ قدس سرہٗ کا نعتیہ دیوان ہے۔ جو ۴۴۲ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ اس میں حمد باری تعالیٰ اور نعت و مناقب کے ساتھ غزل و رباعیات بھی ہیں۔ آپ کی شاعری میں جگہ جگہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ عنہ رسہ القوی کی شاعری کا بھرپور عکس نظر آتا ہے ــــ یہ دیوان ۱۳۴۷ھ سے ۱۳۵۴ھ کے درمیان مکمل ہوا اس لئے حضرت نے دونوں سنوں کے حساب سے اس کا دو نام رکھا۔

(۲۳) طرد الشیطان (عمدۃ البیان) ـــــ اس کے متعلق جناب ڈاکٹر عبد النعیم صاحب عزیزی رقم طراز ہیں کہ نجدی حکومت نے (حاجیوں پر) جو ٹیکس لگایا تھا اس کے رد میں حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ نے یہ رسالہ تحریر فرمایا۔

(۲۴) مسائل سماع ـــــ یہ رسالہ ۳۲ صفحات پر پھیلا ہوا ہے جس میں محفل سماع و سرود، راگ و رقص اور مزامیر و معازف سے متعلق پہلا جواب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ ربہ القوی نے نہایت جامع اور مفصل طور پر تحریر فرمایا ہے جو ۱۹۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ اور دوسرا جواب حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا ہے جو ۱۳۲ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔

(۲۵) مسلک مرادآباد پر معتمد مستند و معارک ـــــ حضرت مولانا سید شاہ علی صاحب رام پوری رقم طراز ہیں کہ صولت لائبریری رام پور کی فہرست مطبوعات اردو (مناظرہ فرق) کے صـ۲۴ سطر ۱ میں اس کتاب کو حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ کی تصنیف تحریر کیا ہے۔ اندراج ۲۹۰ ہے۔ مگر کتاب طلب کرنے پر نہ مل سکی۔

(۲۶) نہایۃ البیان (۱۳۳۲ھ) ـــــ یہ مولوی اشرف علی تھانوی کے رسالہ بسط البنان کا تیسرا رد ہے۔ اوخال البنان کے آخر میں تائید پر اس رسالہ کا اعلان ہے۔

(۲۷) شفاء العی فی جواب سوال بمبئی ـــــ اس رسالہ میں کیا تمامی آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ پر عمل ممکن ہے؟ اور کیا اجماع امت و قیاس مجتہدین اصول مذہب سے ہیں؟ اگر ہیں تو ان کے منکرین کا حکم کیا ہے؟ اور کیا کتب فقہ کے احکام کی تعمیل کے بغیر اسلام کامل ہو سکتا ہے؟ اور کیا اہل قرآن و اہل حدیث، اہل سنت و جماعت سے ہیں؟ اس طرح کے بمبئی سے آئے ہوئے چند سوالوں کے ایک استفتاء کا جواب ہے۔ یہ اس مجموعہ فتاوی کے صـ۵۳ سے صـ۸۳ تک پھیلا ہوا ہے۔

(۲۸) الکاوی فی العادی والغادی۔ ۱۳۳۰ھ (۲۹) القسم الفاصم للدامغ القاسم۔ ۱۳۳۰ھ (۳۰) فوز الفقار بین ہند الاذلا و احزاب الشیطان۔ ۱۳۳۰ھ (۳۱) تنویر البصر بالنظر الاحمر (۳۲) دوبارہ کی تفیہ بازی (۳۳) الحجۃ البالغہ (۳۴) فوز العرفان (۳۵) دارھمی کا مسئلہ۔

یہ آٹھ رسالے حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی تصنیفات میں شمار کئے گئے ہیں مگر راقم الحروف کو ان کے متعلق کچھ تعارف حاصل نہ ہو سکے۔

حواشی

(۳۶) کشف ضلال دیوبند (حواشی وتکملیات الاستمداد ۱۳۲۷ھ) ـــــ یہ کتاب ۱۸۲ صفحات میں ہے جو کہ ۱۴۰ اشعار پر مشتمل اردو میں ایک قصیدہ ہے جسے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی عنہ ربہ القوی نے نظم فرمایا ہے ـــــ ان اشعار پر حواشی اور ان کی شرح حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے تحریر فرمایا ہے۔

(۳۷) حاشیہ فتاوی رضویہ جلد اول ـــــ حضرت مولانا مفتی محمد اعظم صاحب رضوی شیخ الحدیث مظہر اسلام بریلی شریف کی روایت کے مطابق یہ حاشیہ حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان ہی کا تحریر فرمودہ ہے۔

(۳۸) حاشیہ فتاوی رضویہ جلد پنجم ـــــ یہ ترتیب جدید کے لحاظ سے ہے۔ اور سابق ترتیب کے اعتبار سے یہ جلد چہارم کا حاشیہ ہے۔ اس لئے کہ موجودہ جلد پنجم کے ۳۰ پرچوں تحریر ہے۔ العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ کی ۱۲ جلدات سے کتاب النکاح کا حصہ چہارم تتمیم واضافہ فوائد نفیسہ ابو البرکات محی الدین جیلانی آل الرحمن محمد مصطفےٰ رضا قادری برکاتی نوری رضوی نور اللہ بالنور الصوری والمعنوی وحقق امله اصلح عمله۔

نوٹ۔ بعض لوگوں نے فتاوی رضویہ جلد دوم کی ترتیب حضرت مفتی اعظم کی طرف منسوب کی ہے مگر وہ صحیح نہیں۔ شارح بخاری فقیہ عصر حضرت مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ امجدی تحریر فرماتے ہیں ـــــ کسی نے فتاوی رضویہ جلد دوم کی ترتیب بھی حضرت مفتی اعظم ہند کی طرف منسوب کر دی جبکہ یہ کام حضرت صدر الشریعہ قدس سرہ کا ہے۔ حضرت صدر الشریعہ نے خود مجھ سے بیان فرمایا کہ جب میں اجمیر جانے لگا تو کچھ کاغذ مطبع اہلسنت میں موجود تھا۔ میں نے جلدی جلدی فتاوی رضویہ جلد دوم کو مرتب کیا اور چھپوا دیا۔ عجلت میں نہ فہرست بنا سکا اور نہ فوائد لکھ سکا۔ تاسیل رہ گیا جسے حضرت جیلانی میاں نے چھپوا کر اس کے ساتھ لگا دیا۔[۱]

(۳۹) حاشیہ تفسیر احمدی ـــــ (۴۰) حاشیہ فتاوی عزیزیہ ـــــ بقول حضرت مفتی محمد اعظم صاحب رضوی شیخ الحدیث مظہر اسلام یہ دونوں حاشیے رضوی دار الافتاء بریلی میں قلمی موجود ہیں۔

نوٹ۔ تصنیفات وحواشی کے یہ تعارف کتاب مفتی اعظم ہند وان کے خلفا اور انوار مفتی اعظم سے

[۱] انوار مفتی اعظم ص۲۰۰

ماخوذ ہیں۔

محترم جناب قربان علی صاحب حامدی بیسل پوری اور جناب مولانا ڈاکٹر فیضان علی صاحب کی کوششوں سے جب فتاوی مصطفویہ حصہ اول و دوم مکتبۃ الرضا بیسل پور ضلع پیلی بھیت سے پہلی بار طبع ہو کر منظر عام پر آئے تو انھیں دیکھ کر بے انتہا افسوس اور بے پایاں رنج ہوا کہ حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے خلفاء اور ان کے مریدین و معتقدین نے ان علمی جواہر پاروں کے ساتھ بڑی بے اعتنائی اور لاپرواہی سے کام لیا ہے ورنہ یہ فتاوے اتنی خراب کتابت، بےتصو طباعت اور معمولی کاغذ پر نہ طبع ہوتے۔ انھیں دیکھ کر بھی حضرت کے مالدار مریدوں کو غیرت نہیں آئی یہاں تک کہ تیسرا حصہ بھی پہلے دو حصوں کی طرح انھیں مجبوراً خراب ہی چھپوانا پڑا۔ جنھیں کسی کو دکھا کر یہ کہتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے کہ یہ حضور مفتی اعظم ہند کے فتاوے ہیں۔

اس لئے میری بہت دنوں سے تمنا تھی کہ حضرت کے فتاوے ان کی شان کے لائق اچھی کتابت اور عمدہ طباعت کے ساتھ عمدہ کاغذ پر طبع ہو جائیں۔ اس سلسلے میں ہم نے کئی لوگوں سے کوششیں کیں یہاں تک کہ حضرت مفتی اعظم قبلہ کے ایسے مالدار مریدوں پر دباؤ بھی ڈالا جو اپنے آپ کو حضرت کا بہت بڑا شیدائی و فدائی ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن ان میں کوئی بھی فتاوی مصطفویہ چھپوانے کے لئے تیار نہ ہوا۔

یہ بہت بڑے افسوس کی بات ہے کہ حضرت مفتی اعظم قبلہ کے عرس میں کھانے پینے اور اسٹیج کی سجاوٹ وغیرہ پر چالیس پچاس ہزار بلکہ لاکھ دو لاکھ تک خرچ کر دینا ان کے مریدین کے لئے کوئی بڑی بات نہیں۔ لیکن جب حضرت کی کوئی تصنیف چھپوانے کے لئے ان سے کہا جاتا ہے تو یہ بات ان کے حلق سے نہیں اترتی۔

فتاوی مصطفویہ حال بیسل پور چھپوانے کے لئے رضا اکیڈمی ممبئی کے فعال و متحرک سکریٹری جناب الحاج محمد سعید صاحب نوری سے بھی ہم نے کہا مگر جب ان کی طرف سے بھی خاموشی رہی تو ہمیں سخت حیرت ہوئی کہ وہ رضا اکیڈمی کی طرف سے بہت سی کتابیں چھپوا کر مفت بھی تقسیم کرتے رہتے ہیں تو اپنے پیر و مرشد کے فتاوے چھپوانے کے لئے کیوں نہیں تیار ہوتے۔ یہاں تک کہ مجھے ان سے ایک طرح کا ملال ہو گیا۔

پھر جب ۱۰ شوال ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۹۹۸ء کو رضا اکیڈمی کی جانب سے امام احمد رضا ایوارڈ لینے کے لئے ہم بمبئی گئے تو فتاوی مصطفویہ چھپوانے کی وجہ ان سے دریافت کی۔ انھوں نے کہا کہ فلاں مفتی صاحب کا مشورہ ہے کہ اس کتاب کی ساری عربی عبارتوں کا اردو ترجمہ ہو جائے اس کے بعد طبع ہو۔ ہم نے کہا جس

طرح فتاوی رضویہ کی ساری جلدیں پہلے اپنی اصلی حالت پر چھپ گئیں اور اب وہ عربی عبارتوں کے اردو ترجمہ کے ساتھ طبع ہو رہی ہیں۔ اسی طرح اصل فتاوی مصطفویہ آپ ترتیب جدید کے ساتھ اعلی پیمانے پر چھپوا دیں۔ پھر بعد میں ان کی عربی عبارتوں کا ترجمہ ہوتا رہے گا۔

بحمدہ تعالی یہ بات ان کی سمجھ میں آگئی۔ انھوں نے کہا اس کے چھپوانے پر تو ہم جیسے خرچ کر سکتے ہیں لیکن ہم کوئی علمی کام نہیں کر سکتے۔ اس کے جواب میں ہم نے کہا کہ ترتیب جدید اور اس کی کتابت کی تصحیح وغیرہ کا سارا کام مرکز تربیت افتاء اوجھا گنج سے فی سبیل اللہ ہو جائے گا۔

واپسی میں اس کے تینوں سیٹ وہ ہمیں اسٹیشن بھجوا دئے۔ وطن پہونچ کر دار الافتاء امجدیہ کے بہت ضروری کاموں سے فارغ ہو کر کتابت کی غلطیاں صحیح کرنے کے لئے ہم نے اس کو بغور پڑھنا شروع کر دیا۔ ۶ ذوالقعدہ ۱۴۱۸ھ مطابق ۶ مارچ ۱۹۹۸ء بروز جمعہ دن میں ۱۰ بجے اس کا کچھ مطالعہ کرنے کے بعد ہم سو رہے تھے تو خواب دیکھا کہ حضور مفتی اعظم قبلہ قدس سرہ دار الافتاء امجدیہ اوجھا گنج میں تشریف لائے ہیں اور بہت خوش ہیں۔

جب خواب سے بیدار ہوئے تو اس کی مسرت افزا کیفیت سے ہم شرابور تھے۔ خواب کی تعبیر بالکل ظاہر ہے کہ حضرت ہمارے اس کام سے بہت مسرور ہیں اور وہ بھی چاہتے ہیں کہ ہمارے فتاوے نئی آن بان کے ساتھ طبع ہو جائیں۔

اس مبارک خواب نے ہمارے کام میں تیزی پیدا کر دی۔ کتابت پرانے انداز کی تھی ہم نے جدید طرز کے طور پر جگہ جگہ اس میں پیراباندی کی۔ عزیزم مولانا مفتی محمد ابراہیم احمد امجدی نے ہماری نگرانی میں نئی ترتیب سے اس کو آراستہ کیا۔ اور آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، اقوال فقہا اور افکار ائمہ کو بڑی محنت و جانفشانی کے ساتھ حوالوں سے مزین کیا۔ اس کام کے لئے علیمیہ لائبریری بحمدہ شاہی کا دو بار انھیں سفر بھی کرنا پڑا۔ ہم نے اس کی فہرست تیار کی اور کاتب کا مکان چونکہ اوجھا گنج سے دور ہے اس لئے بار بار وہاں جانے آنے کی دشواریوں اور طرح طرح کی پریشانیوں سے گذرنے کے بعد اس کی کتابت مکمل ہوئی۔ پھر الحاج محمد سعید صاحب نوری کے اہتمام اور رضا اکیڈمی بمبئی کے خرچ سے طبع ہو کر یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں آئی۔

کتابت مکمل ہونے کے بعد جو فتاوے موصول ہوئے وہ تتمہ کے تحت اس مجموعہ میں شامل

کئے گئے ہیں اور مبادیات کے صفحات اصل کتاب سے الگ کر دیئے گئے ہیں تاکہ ضرورت پر ان میں بآسانی حذف و اضافہ کیا جا سکے ـــــ پرانی طباعت اور نئی کتابت کے اغلاط کی تصحیح کے لئے پوری کتاب تین بار پڑھی گئی۔ پھر بھی اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو آگاہ کیا جائے۔ آئندہ ایڈیشن میں اسے صحیح کر دیا جائے گا۔

جناب صوفی قربان علی صاحب حامدی اور جناب مولانا ڈاکٹر فیضان علی صاحب بیسل پوری کہ جن کی کوششوں سے حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ کے کچھ فتاوے کتابی شکل میں شائع ہوئے۔ اور وہ تمام حضرات کہ جنھوں نے فتاوی مصطفویہ کی ترتیب قدیم و جدید میں کسی طرح کا بھی تعاون پیش کیا۔ خدائے عزوجل ان سب کو اجر جزیل و جزائے جلیل سے سرفراز فرمائے۔ اور رضا اکیڈمی بمبئی کے بانی الحاج محمد سعید صاحب نوری اور اس کے جملہ اراکین و معاونین کی ساری دینی و ملی خدمات کو شرف قبول عطا فرمائے اور انھیں حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی ساری تصنیفات کو زیادہ سے زیادہ شائع کرنے کی توفیق رفیق بخشے۔ آمین بجرمۃ سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین۔

جلال الدین احمد امجدی
۲۲ ذوالحجہ ۱۴۲۰ھ
۲۹ مارچ ۲۰۰۰ء

تعارف مصنف

از حضرت علامہ مولانا محمد حنیف خاں صاحب رضوی

صدر المدرسین جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولادت مرجع العلماء والفقہاء سیدی حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب قبلہ نور اللہ مرقدہٗ کی ولادت باسعادت ۲۲ ذوالحجہ ۱۳۱۰ھ بروز جمعہ صبح صادق کے وقت بریلی شریف میں ہوئی۔

پدر بزرگوار نے اسم محمد معہ مصطفےٰ رضا سے مرشد برحق حضرت شاہ ابوالحسین نوری قدس سرہٗ نے آل الرحمن سے جلالۃ نام تجویز فرمایا اور چھاہ کی عمر میں بریلی شریف تشریف لاکر جملہ سلاسل عالیہ کی اجازت و خلافت عطا فرمائی اور بچپن ہی امام احمد رضا قدس سرہٗ کو یہ بشارت عظمیٰ سنائی کہ

"یہ بچہ دین و ملت کی بڑی خدمت کرے گا اور مخلوق خدا کو اس کی ذات سے بہت فیض پہونچے گا۔ یہ بچہ دنیا کے

حصول علم سخن آموزی کی منزل طے کرنے کے بعد آپ کی تعلیم کا باقاعدہ آغاز ہوا اور آپ نے جملہ علوم و فنون والد ماجد سیدنا الامام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ، برادر اکبر حجۃ الاسلام حضرت علامہ شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان، استاذ الاساتذہ ملا عبد الحق خیرآبادی ثم مانگلوری، شیخ العلماء علامہ شاہ سید بشیر احمد علی گڑھی، شمس العلماء علامہ ظہور الحسین فاروقی رام پوری سے حاصل کرکے ۲۰ سال کی عمر میں تقریباً پچیس علوم و فنون حاصل کرکے سند و فراغت حاصل کی۔

تدریس فراغت کے بعد جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف ہی میں مسند درس و تدریس کو رونق بخشی۔ تقریباً تیس سال تک علم و حکمت کے دریا بہائے۔ برصغیر پاک و ہند کی اکثر درس گاہیں آپ کے تلامذہ و مستفیدین سے مالا مال ہیں۔

تلامذہ بعض مشہور تلامذہ کرام کے اسماء اس طرح ہیں جو بجائے خود استاذ الاساتذہ شمار کئے جاتے ہیں۔
(۱) شیر بیشۂ اہلسنت حضرت علامہ محمد حشمت علی خاں صاحب قبلہ قدس سرہٗ (۲) محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی سردار احمد صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان (۳) فقیہ عصر مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خاں صاحب بریلوی شریف علیہ الرحمۃ والرضوان (۴) فقیہ عصر شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی دامت برکاتہم۔
مستفیدین اور درس افتاء کے تلامذہ کی فہرست نہایت طویل ہے جن کے احاطہ کی اس مختصر میں گنجائش نہیں، صرف اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ آسمان افتاء کے آفتاب و ماہتاب بن کر چمکنے والے مفتیان عظام اسی عبقری شخصیت کے خوان کرم کے خوشہ چیں رہے ہیں جس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند کو افتاء جیسے وسیع و عظیم فن میں ایسا تبحر اور یدطولیٰ حاصل تھا کہ ان کے دامن فضل و کرم سے وابستہ ہو کر ذرے ماہتاب بن گئے۔

درس افتاء فن افتاء کی مثالی تعلیم کا خاکہ خود تلامذہ ہی کی زبانی سنئے۔ نائب مفتی اعظم حضرت مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں۔

میں گیارہ سال تین ماہ خدمت میں رہا اس مدت میں چوبیس ہزار مسائل لکھے جن میں کم از کم دس ہزار وہ ہیں جن پر حضور مفتی اعظم کی تصحیح و تصدیق ہے۔ میں گھسا پٹا نہیں۔ بہت سوچ سمجھ کر جانچ تول کر مسئلہ لکھتا۔ مگر داد دے مفتی اعظم اگر ذرا بھی غلطی ہے یا الجھ ہے یا بے ربطی ہے یا تعبیر غیر مناسب ہے یا سوال کے ماحول کے مطابق جواب میں کوئی کمی ہے یا کہیں سے کوئی خلاف الٰہی انداز یا الٰہی انداز ہے تو فوراً اس پر تنبیہ فرماتے اور اصلاح۔ اصلاح تنقید آسان ہے مگر اصلاح دشوار مگر ستر سالہ مفتی اعظم کا دماغ اور علم ایسا جوان تھا کہ تنقید کے بعد فوراً اصلاح فرما دیتے اور ایسی اصلاح کہ پورا قلم ٹوٹ کر رہ جاتا۔ بارہا ایسا ہوتا کہ حکم کی تائید میں کوئی عبارت نہ ملتی تو میں اپنی سوجھ بوجھ سے حکم لکھ دیتا۔ کبھی دو روز اتنی عبارت سے تائید لاتا مگر مفتی اعظم ان کتابوں کی عبارتیں جو دار الافتاء میں نہ تھیں زبانی لکھوا دیتے۔ میں حیران رہ جاتا۔ یا اللہ کبھی کتاب کا مطالعہ کرتے نہیں۔ یہ عبارتیں زبانی کیسے یاد ہیں۔ مفتی محمد مطیع الرحمن صاحب پورنوی رقمطراز ہیں۔

آپ درس افتاء میں محض نفس حکم سے آگاہ نہیں فرماتے بلکہ اس کے مالہ و ماعلیہ کے تمام نشیب و فراز ذہن نشین کراتے پہلے آیات و احادیث سے استدلال فرماتے پھر اصول فقہ سے اس کی تائید دکھاتے اور پھر قواعد کلیہ کی روشنی میں اس کا جائزہ لے کر کتب فقہ سے جزئیات پیش فرماتے۔ پھر مزید اطمینان کے لئے فتاوی رضویہ سے

امام احمد رضا کا ارشاد نقل فرماتے۔ وغیرہ وغیرہ

یہ اقتباس آپ کی شان فقاہت اور کمال تبحر کا بین ثبوت اور اس بات کا روشن بیان ہے کہ آپ مفتی ہی نہیں بلکہ مفتی ساز اور فقیہ ہی نہیں بلکہ فقیہ النفس تھے۔

مجاہدانہ زندگی آپ کی ۹۲ سالہ حیات مبارکہ میں زندگی کے مختلف موڑ آئے کبھی شدھی تحریک کا قلع قمع کرنے کے لئے جماعت رضائے مصطفےٰ کی صدارت فرمائی اور باطل پرستوں سے پنجہ آزمائی کے لئے سے کفن باندھ کر میدان خارزار میں کود پڑے، لاکھوں انسانوں کو کلمہ پڑھایا اور بے شمار مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت فرمائی۔ قیام پاکستان کے نعرے اور خلافت کمیٹی کی آوازیں بھی آپ کے دور میں اٹھیں اور ہزار ہا دولت شخصیات اس سے متاثر ہوئیں نس بندی کا طوفان بلا خیز آپ کے آخری دور میں رونما ہوا اور بڑے بڑے ثابت قدم متزلزل ہو گئے لیکن ہر محاذ پر آپ استقامت فی الدین کا جبل عظیم بن کر ان حوادث زمانہ کا مقابلہ خندہ پیشانی سے فرماتے رہے۔

وصال ۱۳ محرم ۱۴۰۲ھ کا دن گذار کر شب کو ایک بجکر چالیس منٹ پر واصل بحق ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

فتویٰ نویسی کی مدت آپ کے خاندان کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ تقریباً ڈیڑھ سو سال سے فتویٰ نویسی کا گراں قدر فریضہ انجام دے رہا ہے۔ ۱۸۳۱ء میں سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ سے پہلے حضرت مفتی رضا علی خاں صاحب قدس سرہٗ نے بریلی کی سرزمین پر مسند افتاء کی بنیاد رکھی۔ پھر اعلیٰحضرت کے برادر اکبر حضرت علامہ مفتی نقی علی خاں صاحب قدس سرہٗ نے یہ فریضہ انجام دیا اور متحدہ پاک و ہند کے جلیل القدر علماء میں آپ کو سرفہرست مقام حاصل تھا۔ ان کے بعد امام احمد رضا قدس سرہٗ نے تقریباً نصف صدی تک علوم و معارف کے دریا بہائے اور فضل و کمال کے ایسے جوہر دکھائے کہ علماء ہند ہی نہیں بلکہ فقہاء حرمین طیبین سے بھی خراج تحسین وصول کیا اور سب نے بالاتفاق چودھویں صدی کا مجدد اعظم تسلیم کیا۔

آپ کے وصال اقدس کے بعد آپ کے فرزند اکبر حجۃ الاسلام نے اس منصب کو زینت بخشی اور پھر باقاعدہ سیدنا حضور مفتی اعظم کو یہ عہدہ تفویض ہوا جس کا آغاز خود امام احمد رضا کی حیات طیبہ میں ہو چکا تھا کہ

آپ نے مسئلہ رضاعت سے متعلق ایک فتویٰ نویسی کے زمانے میں بغیر کسی کتاب کی طرف رجوع کئے تحریر فرمایا تھا تو اس سے متاثر ہو کر امام احمد رضا نے فتویٰ نویسی کی عام اجازت مرحمت فرمادی اور مہر بنوا کر بھی مرحمت فرمائی جس پر یہ عبارت کندہ تھی۔

"ابو البرکات محی الدین جیلانی آل الرحمٰن محمد عرف مصطفےٰ رضا"

یہ مہر دینی شعور کی سند اور اصابت فکر کا اعلان تھی۔ بلکہ خود امام احمد رضا نے جب پورے ہندوستان کے لئے دار القضاء شرعی کا قیام فرمایا تو قاضی و مفتی کا منصب صدر الشریعہ مفتی اعظم ہند اور مفتی برہان الحق جبل پوری قدست اسرارہم کو عطا فرمایا۔

غرضکہ آپ نے نصف صدی سے زیادہ مدت تک لاکھوں فتاوٰی لکھے۔ اہل ہند و پاک اپنے الجھے ہوئے مسائل آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوتے اور ہر پیدا ہونے والے مسئلہ میں فیصلہ کے لئے نگاہیں آپ ہی کی طرف اٹھتی تھیں۔ آپ کے فتاوٰی کا وہ ذخیرہ محفوظ نہ رہ سکا اور نہ آج وہ اپنی ضخامت و مجلدات کے اعتبار سے دوسرا فتاوٰی رضویہ ہوتا۔

یہ بھی مالی مرتبہ المہند قربان علی صاحب کی محنت و لگن اور تلاش و جستجو کا نتیجہ و ثمرہ ہے کہ آپ نے بکھرے جواہر پارے ڈھونڈ نکالے اور ان کو شائع کر کے ہم سب پر احسان عظیم فرمایا ورنہ اس ذخیرہ سے شاید امت مسلمہ کو کچھ بھی ہاتھ نہ آتا۔

پوری کتاب حقائق و دقائق کا خزینہ اور علوم و معارف کا ذخیرہ ہے۔ بعض فتاوٰی اگرچہ مختصر ہیں لیکن نہایت جامع اور بعض پر سیر حاصل گفتگو کر کے کلام کو نہایت تک پہنچا دیا ہے۔ انداز بیان نہایت عام فہم لیکن دلائل کی فراوانی اور براہین کی کثرت ایسی کہ بسا مقامات پر شبہہ ہوتا ہے کہ یہ قلم تو مجدد اعظم امام احمد رضا کا ہے۔ گویا آپ کے فتاوٰی "الوجد سہلاب" کی بھی تصویر اور روشن تفسیر ہیں۔

فتاوٰی رضویہ جلد ششم کتاب النکاح باب المحرمات میں ایک فتوٰی حضور مفتی اعظم کا فارسی زبان میں دیکھا تو میں حیران رہ گیا کہ امام احمد رضا کے قلم کی جولانیت و روانی بعینہٖ اس فتوے میں موجود ہے۔ اور پھر بوجل شہادتیں اور اپنے مسلک کے اثبات کے ساتھ مخالف کی جہالت و سفاہت کی نقاب کشائی نیز اس کا نہایت دلچسپ انداز میں رد۔ یہ سب کچھ بلاشبہہ حضور مفتی اعظم ہند پر آپ کے والد ماجد امام احمد رضا قدس سرہٗ کا علمی فیضان تھا کہ ان کی صحبت نے آپ کو مفتی ہی نہیں بلکہ مفتی اعظم اور فقیہ النفس بنا دیا تھا۔

زیر نظر کتاب کے بارے میں کچھ لکھنا آفتاب کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے لیکن قارئین کی مزید دلچسپی کے لئے چند مقامات سے کچھ نشاندہی کرنا ضروری خیال کیا گیا۔ لہٰذا ملاحظہ فرمائیں۔

باب جنائز ص۲۴۲ پر ایک مسئلہ اذان قبر سے متعلق ہے کہ کسی بدعقیدہ نے اس کو علامہ شامی وغیرہ کی عبارت

کو آڑ بنا کر بدعت کہا تھا جس سے اس کا مطلب عدم جواز ثابت کرنا تھا۔

حضرت نے اس کی تردید باحسن وجوہ فرمائی اور اس کی جہالت کا پردہ فاش کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جس کو عدم جواز کی دلیل سمجھا تھا وہ عبارت تو خود جواز کا پتہ دے رہی ہے اسی کو کہتے ہیں جہل مرکب۔ اور فرقہ وہابیہ عام طور پر اس دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔

اسی باب جنائز میں ص۲۲۶ پر ایک سوال میت کے آگے نعت وغیرہ پڑھتے ہوئے چلنے کے بارے میں ہے کہ کیا یہ جائز ہے یا نہیں اس کا جواب نہایت طویل اور تحقیق کا بحر ذخار ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب خاص اس ذکر کی ممانعت شرع مطہر سے ثابت نہیں تو جواز میں شک نہیں۔ بلکہ یہ فعل بدعت حسنہ ملحق بالسنہ ہے کہ اختلاف زمان ومکان سے بہت احکام بدل جاتے ہیں۔ پھر بدعت سے متعلق تفصیلات درج فرمائیں اور حق تحقیق ادا کر دیا بعض متقدمین علماء کہ اس فعل کو مکروہ لکھ چکے تھے ان کے اقوال کی توجیہ فرما دی اور پھر اس پر فقیہانہ نکتہ یہ تمام چیزیں دیکھ کر بے ساختہ کہا جاتا ہے گا کہ بلاشبہ آپ منصب افتاء کے عظیم مرتبہ پر فائز تھے۔

حظر واباحت کے باب میں ص۳۴۹ پر ایک سوال ہے بسا اوقات امام اعظم کے قول کے سوا امام ابو یوسف یا امام محمد کے قول پر فتوی ہوتا ہے جبکہ ہم امام اعظم کے مقلد ہیں۔ تو یہ کیونکر درست ہے۔

یہ اہم سوال امام احمد رضا کی خدمت میں بھی پیش ہوا تھا اور آپ نے اس کے جواب میں ایک رسالہ "اجلی الاعلام" مشمولہ فتاوی رضویہ جلد اول تصنیف فرمایا! اس مسئلہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ صاحب تجسر نے فرمایا کہ یہ ایسا عظیم اشکال ہے کہ ایک طویل زمانہ تک میرے ذہن میں رہا۔ میں اس کا جواب معلوم نہ کر سکا مگر اب ائمہ کے کلام سے میرے ذہن میں آیا۔ اس مسئلہ پر امام احمد رضا نے تحقیق وتدقیق کے دریا بہائے لیکن وہ تحقیق ایسی فاضلانہ ومجتہدانہ ہے کہ عوام تو عوام اکثر فضلاء زمانہ کی فہم سے بھی بالاتر ہے۔

حضور مفتی اعظم نے اپنے فتوی میں جو عطر تحقیق پیش فرمایا وہ سمندر کو کوزے میں بھر دینے کی اعلی مثال ہے۔ فرماتے ہیں۔ فتوی ہمیشہ قول امام پر ہوتا ہے ان کے اصحاب کے اقوال پر بھی فتوی ہوا اور حقیقت قول امام ہی پر فتوی ہے کہ قول دو طرح پر ہے۔ ضروری۔ تو شاگرد کا قول منتی بہ اگرچہ امام کا قول ضروری نہیں لیکن ضعفی ضروری ہے کیونکہ وہ امام ہی کے اصول پر متفرع ہے۔ پھر مثالوں کے ذریعہ اس کی توضیح اور شواہد کے ذریعہ اس کی توثیق فرما کر اس عظیم واہم مسئلہ کی ایسی وضاحت فرما دی کہ کوئی گوشہ تشنہ تحقیق نہ چھوڑا۔

ص۵۲۰ پر ایک سوال امام احمد رضا کے ایک مصرع۔ یاد حضور کی قسم غفلت بیش ہے تم۔ سے متعلق ہے کہ ذات

وصفات باری تعالیٰ کے علاوہ کسی کی قسم کھانا مکروہ ہے پھر اعلیٰ حضرت نے یہ قسم کیوں یاد فرمائی۔

جواب میں نہایت تفصیل اور مختلف حیثیات سے اس کا اثبات ہے لیکن ایک گوشہ اس طرح ہے کہ کیا حضور ذکر رسول ہے اور ذکر رسول بالشبہہ ذکر خدا ہے اور ذکر خدا صفت باری تعالیٰ ہے تو لامحالہ یہ صفت باری کی قسم ہوئی اور یہ جائز۔ لہٰذا اعتراض بے محل اور معترض کے فہم کا قصور ہے۔ یہ تو چند مثالیں مشتے نمونہ از خروارے۔ کے قبیل سے ہیں۔ ورنہ پوری کتاب پڑھ کر یہ اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ یہ کتاب علم و فن اور فقہ و فتاویٰ کا ایک مہکتا ہوا گلشن ہے۔

مولیٰ تعالیٰ حضور مفتی اعظم کے علمی فیضان سے ہم سب کو سرفراز فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

محمد حنیف خاں نوری
جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

نقش سراپا حضور مفتی اعظم ہند

از حضرت مولانا مفتی سید شاہد علی صاحب رضوی رام پوری

گورا مکھڑا جاوے جس پر آ کر پھر جاتے ہیں
اور تم کو بھی ہم صورت ایک ایسی دکھاتے ہیں

لباس نورانی ــــ سیرت نورانی ــــ صورت نورانی ــــ رنگت سرخی مائل سفید ــــ قد میانہ بدن نحیف ــــ سر بڑا گول، اس پر عمامہ کی بہار ــــ چہرہ گول، روشن و تابناک، نور برسا ہوا، جسے دیکھ کر خدا کی یاد آجائے ــــ پیشانی کشادہ بلند، تقدس کے آثار لئے ہوئے ــــ بھویں گنجان بالے ہوئے ــــ پلکیں گھنی، بالکل سفید، بالوں ــــ آنکھیں بڑی بڑی، کالی پتلی گہرائی و گیرائی لئے ــــ رخسار بھرے بھرے گداز، روشن، جلال و جمال کا آئینہ ــــ ناک متوسط قد سے اٹھی ہوئی ــــ مونچھ نہ بہت پست نہ اٹھی ہوئی ــــ لب پتلے گلاب کی پتی کی طرح، جسم کے اعتبار سے ہوئے ــــ دندان چھوٹے چھوٹے ہموار اور موتیوں کی لڑی کی طرح جب تبسم ریز ہوتے ــــ کان متناسب قدرے حاذی لئے ہوئے ــــ گردن معتدل ــــ سینہ فراخ کچھ روئیں لئے ہوئے ــــ کمر نحیف مائل ــــ ہاتھ لمبے لمبے جو مخاوت و فیاضی میں ضرب المثل ــــ کلائیاں، چوڑی روئیں دار ــــ ہتھیلیاں، بھری ہوئی گداز ــــ انگلیاں، لمبی لمبی، موزوں و کشادہ ــــ پاؤں، متوسط ــــ ایڑیاں، گول، موزوں۔

لباس

ٹوپی، دوپلی کڑھی ہوئی ــــ عمامہ بڑے عرض کا زیادہ تر سفید، بادامی ــــ پوشاک، کرتا کالی ملم اس پر صدری، جبہ ــــ پاجامہ، چھوٹی مہری کا علی گڑھی ــــ جوتا، ناگرہ، جے پوری ــــ چھڑی سینگ یا لکڑی کی۔

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ
کتاب الایمان	۱
عقیدے کا بیان	
بحر الرائق کی عبارت لو تزوج بشهادة الله ورسوله لا يصير مسلما ويكفي جواب ازسد تا سکے	
کیا اصول کے دائمی ثابت ہونے سے عالم و نظام عالم ابدی ہو جائیں گے؟	۱۳
جو کہ ہندو بتوں کو سجدہ کرتے ہیں اور ہم کہ کعبہ اور وہ پتھر پانی پھول پڑھا کر پوجا کرتے ہیں اور ہم حج میں کعبہ کو لگتے اور کنکر مارتے ہیں	۱۴
کہاں آدمی ہیجڑا بن گیا کہ اس پر کفر فتوی دیا اور بیوی کو طلاق سے نکل جانے کا حکم کر دیا گیا ہے؟ اگر کہیں ہے تو اس پر شور و غوغا چلانے والوں کے لئے کیا حکم ہے؟	۱۵
جب [illegible]	۱۶
علمائے اس [illegible]	۱۷
کفر کے سبب عورت نکاح سے نکل جاتی ہے کہ عدت جدید کے لئے حرکت جدید ہوگا۔	۱۸
جو کہے قرآن خدا کا کلام نہیں ہے کیا وہ اسلام میں رہتا ہے یا نہیں؟	۱۹
دام کے پاس کافر مسلمان کہنے کی غرض سے آئی گئی۔ انھوں نے کہا بعد شہادت کلام کے کفر کیا ہے؟ اور کیا وہ اسلام نہیں؟ اصل غرض ہے؟	۲۰
اس تحریر پر حضرت جہاد اسلام تھانوی اور رضا خانی بیلا ترجمہ کی گھڑی ہوئی مدعی سنیت کے لیے ہیں وہ قول اور وہ شخص کون ہیں جنھوں نے مسلمانوں کو کافر بنایا کیسا وہ اپنا مسلمان ہیں ہوا اور کیا کسی کو برا نہیں کہنا چاہئے؟	۲۱
کیا اللہ تعالیٰ کو خدا کہنا درست ہے؟	۲۱
کیا اللہ تعالیٰ کو اللہ میاں کہنا درست ہے؟	۲۱

مضمون	صفحہ
ایک پیر نے کہا قرآن پارہ شمار میں پارہ تیرہ نے چاند پارہ اگر کوئی اپنے کو رسول بالمعنی المصدر کہے تو؟	۲۲
ہیں بعثت اور صاحب الخلق کے اطلاق کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بیان کیجئے اور صوفیائے کرام کو فرقہ غالیہ بتا کر ان کو بیان سے ہونے کا الزام دیں کیونکہ اور صوفیاء متصوفا و مجددیہ حضرات کے کلمات کو نہ سمجھ کر ان کو اہل شرک سے سمجھے ہوئے طاعت رسول کی اطاعت اللہ نہ سمجھے آیت تلاوت کے معانی غلط لکھے اور رسولوں کو نام عشوہ گی لکھ کر مسلمانوں کو دھوکا دے اور فتوی لکھ کر رسولوں کا تسلی و تحفظ کرنے مسلمانوں کو فریب دے رہے ہیں اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟	۲۲
خوب خسہ کا علم اگر حضور کو دیا گیا ہے تو کیا اس کا ثبوت قرآن و حدیث سے ہے؟	۲۳
حدیث و معراج میں ہے فعلمت ما في السموات والارض آیت اس معنی واقعات کے بتانے میں دلی کا منتظر کیوں؟	۳۷
زید کہتا ہے حضور کا علم غیب عطائی ہے اور وہ حادث ہیں۔ اور عمر کہتا ہے حضور کا علم غیب بالذات ہے اور وہ قدیم ہیں۔ ان میں کون سچا ہے؟	۳۶
مہتر قوم کے لوگ جو شہر جاتے ہیں ہر ہر گھر لگاتے ہیں ہر [illegible] کی امانت بناتے ہیں حرام امانت سے سب فرض ہو جاتے ہیں ان کی تنخواہ ہر قوم کے یہاں خلیفہ بنائے جاتے ہیں اور ان کے یہاں سے ہر گھر کما کر کھاتے ہیں ان کے ہاں کھانا بھی جاتا ہے اور استعمال ہوتے ہیں ان کے ہاں کو مسئلہ دینے کے لئے کوئی مسلمان نہیں جاتا ہے کیا ان پر [illegible]	۳۲
یہاں تک [illegible]	۳۳
مسلمان کے یہاں ان کی بات اللہ کے یہاں کسی مسلمان کی گواہی [illegible] نہیں ہوتی ان کی برادری میں مسلمان ہو کر رہ سکتا ہے؟	۳۴
اسے حضرت دیتے ہیں ان کے یہاں مردوں کے نام کا حضرت [illegible] اور مردوں کے نام پر گیارہویں وغیرہ کیا اس پر مسلمان کہا جا سکتا ہے اور کیا وہ مسجد میں مسلمان نمازیوں کی صف میں کھڑے ہو سکتے ہیں؟	۴۵

مضمون	صفحہ
امام نے کہا قرأت سکیھنا بھگڑا ہے۔ قواس کے لئے کیا حکم ہے اور اسے امام بنانا کیسا ہے اور وہ نمازیں جو فاتحہ کے بعد سورت سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کو منع کرتا ہے اور امام سے مغرب وعشا میں چھوٹی آواز میں پڑھنے کو کہتا ہے۔ قواس کے ان اقوال کا حکم کیا ہے؟	۴۶
جو کہے کہ خدا کو ہر جا حاضر ناظر کہنے والا گناہ ہے اور یہ کہے کہ اولیاء کرام کی قبروں میں ان کے ساتھ رہتی ہیں اور یہ کہنے والے پیدا ہوئے ہیں اس کے لئے کیا حکم ہے؟	۴۸
افعال العباد فی الکفر پر حدیث شریف سے رد اور اشعث نماز میں چھپ کر ملک بھر میں شائع ہوئی۔	۴۹
بے نماز پر مشتمل کہ اسے قرآن کی قسم کھانے کی ضرورت نہیں مگر وہ کہے تو قواس کا قرآن میں اخذ دلوں تو بیر کیا کہنا کیسا؟	۵۰
جو مولوی یہ کہے کہ نماز میں حضور کا خیال لانا جہل وگمراہی ہے بلکہ یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ تو بہ اللہ یہ اور رسول کی توہین نہیں ہے یا وہ کہتا ہے اگر عوام توہین سمجھتے ہیں تو ہیں تو بہ کرنا ہوا اور تو وہ نام ہو سکتا ہے یا نہیں؟	۵۱
حنفی مذہب کے مطابق اشرف علی کو کیا کہنا چاہئے؟	۵۲
ایک مولوی نے کہا صرف قرآن وحدیث پر چلنے والا کامل مسلمان ہے اور کامل مسلمان کی تمام ضروری باتیں ان میں تفصیلاً نہیں مسائل کو اخذ اور ان کی تطبیق ضروری ہے اجماع امت کی تقلید نہ کرے وہ اسلام سے خارج ہے کیا مولوی مذکور کا یہ کہنا صحیح ہے؟ کیا تمام آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ پر عمل ممکن ہے؟ اور کیا اجماع امت وقیاس مجتہدین اصول مذہب سے نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو قرآن کے منکرین کا حکم کیا ہے؟ اور کیا کتب فقہ کے احکام کی تحمیل کے بغیر اسلام کامل ہو سکتا ہے؟ اور کیا اہل قرآن واہل حدیث اہل سنت وجماعت ہیں؟ نیز یہ کہنا صرف قرآن وحدیث پر چلنے والا کامل مسلمان نہیں ہو سکتا اس نے قرآن وحدیث کو سمجھنے کے لئے کتب فقہ کو اس سے بالاتر مانا؟	۵۳
جواب کا دوسرا رخ	۸۰
شراب پینا اور اس کا کھانا بہتا جانی ماں کے ساتھ نکاح کرنے کے بعد کیا ایسا کہنے والا اسلام سے خارج ہو گیا؟	۸۳

مضمون	صفحہ
ایک شخص سے نماز کے لئے کہا گیا قواس نے جواب دیا معاف کیجئے مجھ سے نماز کی پابندی نہیں ہو سکتی پھر یہ کہا بہت سے لوگ تو کہتے خدا پر ہے اور نمازیں کچھ نہیں اٹھا تو کیا حکم ہے؟	۸۵
کیا کافر کو کافر نہیں کہنا چاہئے اور وہ کون کون سے مشہور مذہب ہیں جن کے افراد کو کافر سمجھا جائے؟	۸۶
ایک شخص نے کہا رشید احمد گنگوہی کے خلیفہ کا خلیفہ یتامے والا ایک شخص کے یہاں اور یتامے جو اپنی خانقاہ کو سب سے بہتر بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میری کرسی کے سبب مجھ سے نماز معاف کر دی۔ تو ان دونوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟	۸۷
عبد النبی وعبد الرسول وعبد الخالق جیسے نام والوں کو عبدالمالک چھوڑ کر نام لینا کیسا ہے؟	۸۹
فوکسار تحریک کے لئے جس میں ہر قسم کے لوگ شامل ہیں کیا حکم ہے؟	۹۱
جس کا عقیدہ شریعت کے مطابق ہو کسی وجہ کے سبب اس پر کفر کا فتویٰ دینا کیسا؟	۹۱
ملزم سے بیان لئے بغیر اس کو مرتد قرار دینا کیسا؟	۹۱
عورت نے کچہری میں اپنے آریہ ہونے کی درخواست دی اس پر شوہر نے اسے طلاق دیدی مگر وہ آریہ ہونے سے انکار کرتی ہے تو قواس پر طلاق پڑی کہ نہیں؟	۹۲
ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ ہندوستان میں کوئی مذہب سے آزاد نہیں ہوتا اپنا عوام کو کوئی سا مذہب سمجھتے ہیں حالانکہ اس گروہ میں جس قدر ہندو ہیں وہ اپنے تئیں ہندو کہتے ہیں نہ مذہب کے بقا کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔ قواس کے بارے میں کیا حکم ہے؟	۹۳
ہندو کے شرکانہ قیسلوں میں تمام ہندو بن کر اپنی عرض خرید وفروخت شریک ہوا کیسا؟ اور ایام دسہرہ میں نئی دلہن کے لئے مٹھائیاں خرید کر بھیجنا اور سوال وجواب کا آنکھوں دسہرہ منانے کی تاکید فرشکہ دینا کیسا؟	۹۴
دسہرہ وغیرہ کے ایام میں ضرورت ہندو کے ہاں سے بطور تحفہ مٹھائی لینا کیسا؟	۹۶
کرانا اور اصحاب کو بھیجنا کیسا؟	۹۶
غلط سوال بنا کر اپنے حسب منشا فتویٰ لینا کیسا؟	۹۷
تین طلاق دے کر رجوع والا بیوی کے کھانے پر کوں کا بائیکاٹ کرنا کیسا؟	۹۸
سے تعلقات رکھنا کیسا؟	

مضمون	صفحہ
معمولی بات پر بے سوچے خدا کا واسطہ دینا کیسا؟	۹۸
خدا جو اب لکھنے والے کے حق میں کیا حکم ہے؟	۱۰۰
کسی نے کہا اگر اللہ و رسول نے چاہا تو کام ہو جائے گا، تو کیا یہ صفات باری تعالیٰ میں شرکت ہیں؟	۱۰۱
واجد گدی کا جلوس اہل ہنود کا ہے یا مسلمانوں کا؟	۱۰۲
کی صورت میں مسلمان شامل ہو سکتے ہیں، اسلامی بھائی کے ساتھ جانا کیسا؟	۱۰۳
تعزیہ نے نصرانی کی دعا کے لئے استہار شائع کیا تو؟	۱۰۴
شوہر والی کافر مسلمان ہوئی، شوہر نے کفر کی طرف لوٹانے کی ہر ممکن کوشش کی،	
تو اس صورت میں مسلمان سے وہ عورت نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟	۱۰۶
تین ماہ سے زیادہ ہوا کافر نے اپنے شوہر سے دعوے کیا اب وہ مسلمان ہو کر نکاح کر سکتی ہے؟	۱۰۷
کیا مسلمانوں کی کچھ قومیں رذیل ہیں؟	۱۰۸
اصل اور کو اصل کی تصغیر کیسا ہے؟	۱۰۸
محمد بن عبدالوہاب نجدی و مولوی اسمٰعیل دہلوی و رشید احمد گنگوہی و غیرہم	
علماء امت و ائمہ دین و سب اولیاء کی قومیں رذیل ہیں یا نہیں؟	۱۰۸
اصل طلب کے کثیر حوالہ جات و بزرگان دین کے اقوال کی کتابوں	
کو رذیل کہلانے کی سند ملی ہیں؟	۱۰۹
غایت الشرک کے بارے میں کیا حکم ہے جو کہ بشہادت اور نقاد	
بلدہ و غیرہ کو اسلام کی بنیاد نہیں مانتا۔	۱۱۰
مشرقی کے چند بیہودہ اقوال۔	۱۱۵
مشرقی کے بیہودہ اقوال و زلزلہ بابل ہیں جس کا قائل اور تابعین	
بینا کافر قادیانی مرتد ہے نماز جنازہ حرام ہے۔	۱۱۲
والدین اگر بے دین ہیں تو ان کو فقیر پر واجب ہے؟	۱۱۲
کیا مرد کا والدین کے ساتھ حسن سلوک فرض ہے؟	۱۱۲
غایت الشرک بلا اس کے ابتداء و تحریک سے متعلق کیا حکم ہے؟	۱۱۵
مشرقی کی تصنیف بیہودگی میں ہندوؤں کو مات کرتی ہیں۔	۱۱۵
جو لوگ مشرقی کے کفریہ بیہودہ اقوال پر خاموش رہیں گے وہ اسلام سے	
خارج ہو جائیں گے۔	۱۱۶
آیت کریمہ لا تقربوا الصلوٰۃ الخ کا مطلب کیا ہے؟	۱۱۸

مضمون	صفحہ
چند مہم سوالات کے جوابات۔	۱۱۸
فاسد اقوال میں ناظم الحق کے عقائد کو چھوڑ کر اصول میں اس کی	
اتباع کریں تو؟	۱۲۵
تمام ہندوستان اور اس میں ہر کچہ قرامت تک ہونے والے سب کے	
مصنوعی شمائل کف دست ملاحظہ فرمائے ہیں۔	۱۳۲
جھنڈا جھی منڈانے اور یہ کہے کہ حضور علیہ السلام بھی اگر اس زمانہ میں	
ہوتے تو وہ بھی جھنڈا جھی منڈاتے یہ سفید کی حیثیت ایک ایڈورٹیسمنٹ ہے	
جیسا کہ سیدہ دہلی میں علانیہ سگریٹ پینے کیا ایسے شخص کو دوست	
دے کر امام، ایل ماسے وغیرہ بنانا جائز ہے؟	۱۳۴
کتاب الطہارۃ	۱۳۶
طہارت کا بیان	
کیا یہ اشتہارت کا یہ مسئلہ صحیح ہے کہ اگر حوض دہ در دہ سے چھوٹا ہے	
اور کسی شخص نے اس حوض میں بلا حوض کے ہاتھ وغیرہ ڈالا	
تو اس پانی سے وضو درست نہ ہوگا جب کہ زنانوی قاضی خاں میں	
ہے: الحد ف فی الحب اذا وضع فیہ ید او رجل او ثوب طاہر	
ولیس علیہا نجاسۃ لا یفسد الماء الخ	۱۳۶
کیا وضو کے بعد نماز سے پہلے یا وضو کرنے میں بات کرنے سے	
وضو ٹوٹ جاتا ہے؟	۱۳۶
غسل کی نیت کیا ہے غسل کے وقت کیا پڑھا جاتا ہے اور غسل	
کیا ہوتا ہے کیا افضل ہے بالٹی کا یا نلکے کا۔	۱۳۶
گول کنوئیں کا اندازہ تقریباً ۲۵ ہاتھ ہے۔	۱۳۸
حوض اندازے دہ در دہ سے مگر اوپر سے نہیں تو؟	۱۳۸
اگر سر کے بال بہت بڑے ہوں تو کیا اس صورت میں بھی استیعاب	
کو بیشانی کی طرف لائے؟	۱۳۸
حوض دہ در دہ سے کیا مراد ہے؟ گز انچ سے اس کو کتنا لمبا	
چوڑا ہونا چاہئے؟	۱۳۹
بیس فٹ تین انچ لمبا اور پندرہ فٹ دو انچ چوڑا ایک حوض ہے	

مضمون	صفحہ
جس کے بیچ میں خوں کا کھجا ہے تو وہ دودھ ہے یا نہیں؟	۱۳۹
کنوئیں کا پختہ پانی نجس ہوا تو جب تک وہ سب نہ نکلے کنواں پاک نہ ہوگا۔	۱۴۰
کچھ لوگ حیض و نفاس والی عورت کے ہاتھ کا پھل کھانے سے پرہیز کرتے ہیں تو؟	۱۴۲
ناپاک کپڑا کی تھوڑی اندر سے نہیں دھوئی گئی تو؟	۱۴۳
کتاب الصلاۃ	
نماز کا بیان	
امام کہتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اگر میرا بھائی موسیٰ علیہ السلام مجھ سے زیادہ ہے اگر زندہ ہوتا تو میرے برابر ان کو ضرور رہا تو۔ تو اس میں حضور کی توہین ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ اس کی اتباع کرتے ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟ اور اس مقررہ امام کی اقتدا کے بشیر دوسرے امام کے پیچھے نماز ہوتی یا نہیں؟	۱۴۴
امام مذکور بیان کرتا ہے کہ حضور نے اپنے پاؤں کے دوم کو پتھر گرم کر کے سینکا اس نے اللہ تعالیٰ سے ظہارت کی تو جنگ احد کے دن اسی پتھر سے حضور کا دانت توڑا اور اطلے بدلایا۔ تو اس سے حضور کی توہین ہوتی ہے یا نہیں؟	۱۴۵
جو شخص تراویح ہونے کے بعد تنہا عشاء پڑھ کر تراویح میں شامل ہوا وہ تراویح چھوڑ کر وتر کی جماعت میں شریک ہوا پہلے چھوٹی ہوئی تراویح پڑھ کر وتر تنہا پڑھے؟	
(مفصل تشفی جواب از صفحہ ۱۴۸ تا ۱۵۶)	
بوسیدہ ناقابل تلاوت قرآن مجید کے کاغذ کی جو قیمت ہوگی وہی استقاط کے حساب میں آئے گی اور ایسا قرآن بنظر ثواب یا صال ثواب دے تو مقصد حاصل نہ ہوگا۔	۱۵۶
مستحق کو نہیں دیا گیا تو نماز وغیرہ کا فدیہ صحیح نہ ہوگا۔	۱۵۶
جو مالک نصاب ہو کر صدقات واجبہ لیتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں۔	۱۵۷

مضمون	صفحہ
جس پر زکاۃ فرض ہے اور وہ زکاۃ نہیں دیتے ایسوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کیا سبب الاعادہ ہے کہ پڑھی گناہ اور پھر پڑھنا واجب۔	۱۵۷
حضور علیہ السلام کو شرع میں نماز کس نے پڑھائی اور کس امام کے مقتدیوں کی پڑھائی؟	۱۵۸
رفع یدین اور آمین بالجہر کس موقع پر کہی اور کس موقع پر منسوخ فرمایا؟	۱۵۸
ظن غالب فقہیات میں حق بالیقین ہے۔	۱۵۹
رفع یدین کی حدیث متمسک شوافع کے متعلق اختلاف کے چند جوابات۔	۱۶۲
اذان کے بعد صلاۃ وسلام پکارنا اور قبر پر اذان دینا کیا قرآن و حدیث اور حضور یا صحابہ سے ثابت ہے؟	۱۶۴
جواب کا دوسرا رخ	۱۶۸
ایک امام نے دو مسجدوں میں پوری پوری نماز تراویح پڑھائی اور دونوں میں جمعہ وعیدین بھی تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟	۱۶۹
اور دوسری مسجد والوں کی نمازیں ہوئیں یا نہیں؟	۱۷۰
کیا فجر اور عصر کی نماز کے بعد قضا پڑھا جائے؟	۱۷۰
بارش کی صورت میں اذان جمعہ کے اندر دے پڑھے یا مسجد میں؟	۱۷۰
کیا جس چھتری میں گوشاں ہو اس کو باندھ کر نماز جائز ہے؟	۱۷۱
جو صلاۃ پڑھنے پر اعتراض کرے اور کہے مردہ کو پکارتے ہیں اس پر کیا حکم ہے؟	۱۷۱
کس رنگ کا کپڑا پہن کر نماز مکروہ ہوتی ہے؟	۱۷۱
کیا عورتیں رنگین کپڑے کو پاک کر کے نماز پڑھیں؟	۱۷۱
کیا مرد نئے کپڑے یا استعمال کریں تو پاک کر کے نماز پڑھیں؟	۱۷۱
اذان محراب سے داہنی جانب پڑھی جائے یا بائیں جانب؟	۱۷۱
عیدین میں دعا مانگنا سنت ہے یا مستحب؟ اور خطبہ سے پہلے دعا مانگے یا بعد میں؟	۱۷۱
اگر کوئی اہانت کے طور پر دعا کا انکار کرے تو؟	۱۷۱
امام بعد نماز فجر و عصر یا وسب یا رکھن منہ کر کے دعا مانگتا ہے اس سے کہا گیا سائل اور بزرگان دین اتر جانب منہ کر کے دعا مانگتا	

مضمون	صفحہ
کہتے تھے۔ اس پر امام نے کہا اگلے بزرگ سب بگڑے ہوئے تھے۔ تو ایسے امام کے لئے کیا حکم ہے؟ اور کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟	۱۷۳
جو شمال و مغرب ہی کی جانب منہ کر کے دعا مانگنا ضروری سمجھتا ہے اذان دو مسجدوں کے علاوہ نا جائز تو اس پر کیا حکم ہے؟	۱۷۵
جو امام کے تکبیر کہنا شمال و مغرب کی طرف منہ کر کے ضروری سمجھتا ہو اور یہ کہتا ہو کہ جنوب کی طرف منہ کرو گے تو قطب کی بے ادبی ہوگی اس صورت میں ہم آپ کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟	۱۷۵
کیا صرف پانی سے استنجا کرنا جائز ہے ڈھیلا کا استعمال بھی ضروری ہے؟	۱۷۵
جو ہر جانب منہ کر کے دعا مانگنا جائز سمجھتا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے کہ نہیں؟	۱۷۵
جامع مسجد سے بھی بہتر یہی ہے کہ نماز عید کے لئے باہر میدان میں نکلیں باہمی مخالفت کے سبب مسجد کو چھوڑ کر اسی عمارت کے میدان میں عید کی دوسری بھی جماعت کریں تو؟	۱۷۷
کیا جمعہ اور عید کا قابل میدان ہوا ہے؟	۱۷۹
کیا شہر میں ہر محلہ کے لوگوں کو مسجد میں جمعہ اور میدانوں میں نماز عید کا حکم ہے؟	۱۷۹
بمبئی شہر کے میدانوں میں عید کی نماز کے متعلق چند سوالوں کے جوابات۔	۱۸۰
امامت کوئی میراث نہیں جو اہل ہو اسے قوم یا متولی امام بنالے۔	۱۸۲
بایاں ہاتھ کولھے سے کٹا ہو تو کیا اس کی امامت درست ہے؟	۱۸۳
حدیث میں ہے ہر فاسق و فاجر کے پیچھے نماز جو جائی ہے تعمیم مراد نماز والے کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کیوں؟ کہ اکثر اوقات ان اسلام فاسق ہوتے ہوئے ہوتو مامور واجب ہے کہ اکثر اوقات ان اسلام فاسق ہوتے ہوئے نماز پڑھاتے تھے اور لوگ ان کے پیچھے پڑھتے تھے۔	۱۸۳
جماعت کی صحت بھی ہوتا ہے اور صحتی حل بھی۔	۱۸۴
ایک مولوی دوسرا حافظ و قاری ان میں کس کو حق امامت ہے؟	۱۹۰

مضمون	صفحہ
عیدگاہ میں برسات جلانا کیسا جب کہ متولی وہاں رہتا ہو؟	۱۹۰
ایک حافظ ایک انکھ والا ہے کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے جبکہ دوسرا دو آنکھ والا حافظ موجود ہو۔	۱۹۰
جمعہ کے دن زوال ہوتا ہے یا نہیں؟	۱۹۱
کیا جمعہ کی پہلی اذان زوال کے وقت جائز ہے؟	۱۹۱
کیا جمعہ کے روز زوال کے وقت سنت پڑھ سکتے ہیں؟	۱۹۱
جمعہ کا خطبہ عربی ہو یا عربی اردو آمیز علیحدہ علیحدہ ہوا تحصر؟	۱۹۱
بیٹھیں مسجد ہی میں پڑھ سکتے ہیں یا امکان میں بھی؟	۱۹۱
صف کے درمیان منبر استوان آجائے تو صف وہیں کی ہوائے یا پیچھے ہٹ کر؟	۱۹۱
شہر کے مسلمانوں نے قاضی شہر کے مرض موت میں اس کے لڑکے کو قاضی منتخب کیا تو وہ شرعاً قاضی ہوا یا نہیں؟	۱۹۳
جس جامع مسجد اور عیدگاہ میں نماز جمعہ و عیدین ہوتی رہی قاضی مذکور نے ان کو وہیں ادا کرنے کا دوسال تک اعلان کیا تو امت جامع مسجد اور عیدگاہ کے علاوہ دوسری مسجد و زمین میں جمعہ و عیدین نہ ہو سکتے ہیں یا نہیں؟	۱۹۳
کیا قاضی کی اجازت کے بغیر محلہ کے لوگ جمعہ قائم کر سکتے ہیں؟	۱۹۴
جس شہر میں قاضی کے بغیر سے عیدگاہ قائم ہو وہاں کے مسلمان عیدین کی نماز مسجد و میں پڑھیں تو؟	۱۹۴
کیا ایسے شہر میں بلا اجازت قاضی جمعہ و عیدین قائم کرنا گناہ ہے؟	۱۹۴
کیا قاضی مذکور اولاد امام میں داخل ہے اور امور مذہبی میں امت کی فرمانبرداری فرض ہے؟	۱۹۴
جو امور مذہبی میں اس کی نافرمانی کرے اس کے لئے کیا حکم ہے؟	۱۹۴
قاضی کے فرائض منصبی و اختیارات کیا ہیں؟	۱۹۴
کیا خطیب و مؤذن کی تقرری و تنزل کا انتظام قاضی کو ہے؟	۱۹۴
قاضی کی اجازت کے بغیر خطیب یا امام جمعہ و عیدین قائم کر سکتے ہیں یا نہیں؟	۱۹۴
شاہی خطیب کی اولاد میں سے کوئی بغیر اذن قاضی خطابت کر سکتا ہے کہ نہیں؟	۱۹۴

صفحہ	مضمون
۱۹۴	مرحوم خطیب کی اولاد میں سے کوئی واقف خطابت نہیں تو کیا قاضی کسی دوسرے اہل کو خطابت پر مقرر کر سکتا ہے؟
۱۹۴	کیا خدمات قضا و استحباب مورد فتن ہیں؟
۱۹۴	آداب قضا و عملیات شاہی جو مشروط بخدمت قضا و غیرہ میں کیا وہ قابل ارث ہیں؟
۱۹۵	جو تنخواہ خطابت اور مؤذنی وغیرہ کی خدمات پر مقرر کیا جائے کیا وہی ایسی مشروط بخدمت جائداد کا مستحق ہے یا فرائض سے مطابق تمام و نہ بھی؟
۱۹۵	اگر مذکورہ آداب قابل ارث نہیں اور خطیب وغیرہ کا کوئی پشتہ دار انھیں حکومت سے قابل ارث ظہیر کر تقسیم کرائے تو؟
۱۹۵	قاضی یا خطیب وغیرہ کی اولاد خود کو قاضی یا خطیب کہلوا سکتی ہے یا نہیں؟
۱۹۵	ایک شخص جنازہ پڑھانا جانتا ہے مگر نہیں پڑھتا۔ کہتا ہے کہ اگر عوانی کے عوض مجھے ملیں تب پڑھاؤں گا تو؟
۱۹۶	فاجر کی نیت پڑھنے کو ہوا اور پڑھ چکا تو معلوم ہوا کہ اس نے فرض کی نیت کی تھی تو؟
۱۹۷	کیا واجبی منڈے کو اذان اقامت اور تکبیر کہنا جائز ہے؟
۱۹۹	عیدگاہ میں منبر کے قریب کچھ قبریں ہیں تو نماز کے لئے کیا حکم ہے؟
۲۰۰	منبر کا کچھ حصہ قبر پر ہو تو کیا نماز میں خرابی آئے گی؟
۲۰۰	بعد نماز امام کو کس رخ پر بیٹھ کر دعا مانگنی چاہئے؟
۲۰۱	خطیب نے خطبے کے درمیان کہا فلاں کو صفت پڑھنے سے روکدو۔ تو کیا یہ جائز ہے؟
۲۰۲	جو بوقت اذان اقامہ کا منکر ہے اس نے کہا اگر یہ بھی چیز ہے تو ہم بعد نماز مسجد پڑھیں گے پھر وہ ایسا ہی کرتا ہے تو؟
۲۰۴	جو ولا الضالین کو ظ کی آواز سے پڑھے اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟
۲۰۵	مقرر قابل امام موجود ہے تو کیا ملازم پیش کی امامت صحیح ہے؟
۲۰۷	جس کی بدمذہبی حد کفر کو پہنچی ہے جیسے وہابی اور قادیانی اس کے پیچھے نماز باطل ہے۔
۲۰۸	جس نے مالم کو خوش آوازیاں دیں کیا اس کے پیچھے نماز ہوگی؟
۲۰۸	صفائیں کو فلانین پڑھنے والے کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں جبکہ وہ عقائد باطلہ بھی رکھتا ہے۔
۲۰۹	جس کی بدمذہبی حد کفر کو پہنچی ہو جیسے وہابی اور قادیانی وغیرہ ان سے سلام و کلام اور راہ و رسم حرام ہے۔
۲۱۰	اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا پر وقف کرکے رکوع کر دیا اور یُدْخِلُ مَنْ یَّشَآءُ پڑھا تو؟
۲۱۰	علامت وقف قیل علیہ الوقف کا عطف ہے اور صل الوصل اولیٰ کا منتف ہے۔
۲۱۰	جو شخص چوری کا سزا یافتہ مجرم اور ناکارہ ہو اس کے لئے اور اس کی حمایت کرنے والوں پر کیا حکم ہے؟ وہ امامت کے قابل ہے یا نہیں؟
۲۱۲	وہابی اپنے عقائد خبیثہ کے سبب اسلام سے خارج ہیں انہیں مسلمانوں کی مسجد میں آنے سے روکا جائے۔
۲۱۲	آئین اور رفع یدین شروع کریں تو انھیں منع نہ کیا جائے کفار مرتدین کو مسجد کی کنجی کا سپرد کرنا جائز نہیں۔
۲۱۳	وہابی غیر مقلدین اور شافعی میں کیا فرق ہے؟
۲۱۳	سنی مسجد میں وہابی اگر جماعت کریں تو؟
۲۱۳	نمازی اور گذرنے والے کے درمیان کوئی چیز حائل ہو تو حرج نہیں۔
۲۱۳	حافظہ عورت صرف عورتوں کی جماعت کو تراویح پڑھا سکتی ہے یا نہیں؟
۲۱۴	عورت نیت باندھنے میں ہاتھ کہاں تک اٹھائے اور کیسے باندھے؟
۲۱۴	انگلیاں کیسے رکھے؟
۲۱۴	عورت رکوع اور سجدے کیسے کرے؟
۲۱۵	قیام میں عورت ہاتھ کس طرح باندھے؟
	مقتدی اگر امام سے پہلے تشہد اور درود وغیرہ سے فارغ ہو

صفحہ	مضمون
۲۱۵	جائے تو کیا کرے؟
۲۱۵	بالغوں کی صف میں بچہ شامل ہوں تو؟
۲۱۵	کھجیاوانی کا وقت کب تک ہے؟
۲۱۵	کتنی نماز پانے پر جماعت پانے کا ستحق کہلائے گا؟
۲۱۸	امام کے سلام پھیرنے پر اتنی بلند آواز سے کچھ پڑھنا کہ جس سے مسبوق کی نماز میں خلل ہو کیا حکم ہے؟
۲۱۸	جھوٹ بول کر مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے والے کے لئے کیا حکم ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا؟
۲۱۸	کسی کا جھوٹ ظاہر ہونے پر اس کا نام لے کر بایں لفظ ہم نے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنا کیسا؟
۲۱۹	تراویح میں دو رکعت پر قعدہ نہ کیا اور چوتھی میں سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرا تو؟
۲۱۹	بحالت خطبہ جب حضور علیہ السلام کا نام سنے دل میں درود شریف پڑھے زبان نہ ہلائے۔ آیت درود سن کر بھی ایسا ہی کرے۔
۲۲۰	خطبہ میں سوائے عربی اور زبان کا لحاظ نہ رکھنا کیسا ہے؟
۲۲۰	**مسجد**
۲۲۱	خطبہ میں ہر وہ بات حرام ہے جو نماز میں حرام ہے۔
۲۲۱	عیدگاہ میں مولوی صاحب نے نمازیوں کو پیچھے کرنے کا اعلان کیا تو ایک صاحب نے کہا ہمارا پیچھے نہیں ہٹے گا ایسے مولویوں کو ہم نے بہت دیکھا ہے تو اس میں حکم شرع کی مخالفت ہوئی تو مبین طلبہ ہے یا نہیں؟ اور اس شخص کے لئے کیا حکم ہے؟
۲۲۱	مسجد یا باہر نمازیوں کی نماز میں کیسی بات کہے اس کو تسبیح کہتے ہیں۔
۲۲۲	کب پڑھیں اور فرض نماز کا وقت ہوا تو کیا کریں؟
۲۲۳	گرہن کی نماز پر تہائی رات کا مقدم کی جائے
۲۲۴	کیا امام کو سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد بآواز بلند کہنا چاہئے؟
۲۲۵	کیا خفیہ الظہر پڑھنا مجھ فرض ہے؟
۲۲۶	کیا فرض کے بعد سجدۂ تلاوت سے پہلے سنت پڑھنا جائز ہے؟
۲۲۶	کیا نماز وتر کے بعد نفل بیٹھ کر پڑھنا چاہئے؟

صفحہ	مضمون
۲۲۷	تحقیق رضوی کہ قنوت نازلہ قبل رکوع ہی پڑھنا اظہر ہے
۲۲۸	تحقیق رضوی کہ تسبیح رکوع مسنون ہے واجب نہیں۔
۲۲۹	تسبیحات رکوع و سجود میں تین کا سنت اور تسبیح کا ادنیٰ درجہ پانچ بار کامل اور سات بار اکمل ہے۔
۲۲۹	گاؤں میں جمعہ نہ جائز ہے اور جہاں ہوتا ہو روکا نہ جائے اور ظہر کی تحقیق کی جائے۔
۲۳۰	جمعہ سے متعلق والی حضرت قدس سرہٗ کے ایک فتوے کی تنقیح
۲۳۱	ہندوستان دارالاسلام ہے۔
۲۳۱	جائیداد مگر گاؤں کے جمعہ میں بحکم فتنہ شریک ہو تو اس کا خطبہ ہونا اور ظہر ادا کرنا ظاہر کرے اور خود بھی پڑھے۔
۲۳۲	مسجد کی دیوار کو اپنے استعمال میں لانا حرام ہے۔
۲۳۲	مسجد میں دنیوی ہر طرح باتیں کرنا شکیوں کو اس طرح کھانا ہے جیسے چوپایہ گھاس کو۔
۲۳۴	بچے کو مسجد میں لانے کی اجازت نہیں۔
۲۳۳	بعد تمام مسجد بیت دیوار مسجد کو کام میں بھی نہیں لا سکتے۔
۲۳۴	دیوار مسجد پر کھڑکیاں رکھنا ناجائز۔ اور فنائے مسجد میں بھی بعد تمام مسجدیت دوکان نہیں بنا سکتی۔
۲۳۴	مال حرام مسجد میں نہ لینا دینا جائز نہیں۔
۲۳۴	مسافر خانہ بھی خلاف شرع واقف بنانا حرام۔
۲۳۴	کسی کی زمین اس کی اجازت کے بغیر مسجد کے تصرف میں لانا کیسا؟
۲۳۴	کیا مسجد دروازہ اور دکانوں کی تعمیر کی زمین کے عوض مسجد کے پرانے دروازہ کا ایک حصہ متروک میں نہ دینا جائز ہے؟
۲۳۵	دروازۂ احاطۂ مسجد کی بام نما توسیع مع انہدام کو شرعی کرایہ مسجد کر سکتے ہیں؟
۲۳۶	دروازۂ مسجد پر کرایہ کی دوکانوں کے متعلق ایک سوال کا جواب۔
۲۳۷	

مضمون	صفحہ
مسجد میں لگائے ہوئے درخت مسجد ہی کے ہیں۔	۲۳۸
مسجد کے اندر اذان دینا جائز ہے یا نہیں؟	۲۳۸
نئی تعمیر میں پرانی مسجد کے بیچ کا ایک درجہ مسجد خانہ وغیرہ بنانے کے لئے چھوڑ دینا کیسا؟	۲۳۹
بلا اجازت دوسرے کی زمین پر حوض بنانا حرام اور واپسی متعذر تو اس سے وضو حلال نہیں۔	۲۴۱
مسجد کی تجرکو دیوار چین کر اوپر سے بند کرنا کیسا جبکہ تجر زمزم سے محفوظ رہے۔	۲۴۲
کیا مسجد کی اس جگہ میں جس کے نیچے قبر ہے پاخانہ پیشاب اور نماز پڑھنا جائز ہے؟	۲۴۲
مسلمان بستی کو مسجد میں آنے سے روکنے والے ظالم ہیں۔	۲۴۳
پاخانہ اٹھانے کا پیشہ حرام ہے۔ اس کا چھوڑنا فرض ہے۔	۲۴۳
مسجد شہید گنج لاہور سے متعلق چند سوالات کے جوابات۔	۲۴۴
مسجد شہید کر دینے سے اس کی مسجدیت باطل نہیں ہو سکتی چاہے کافروں نے شہید کی ہو یا کسی اور نے۔	۲۴۴
مسجد کبھی درخت نہیں کی جا سکتی۔	۲۴۶
مسجد بلکہ بچے مال کی حفاظت میں جو مارا جائے وہ بھی شہید ہے۔	۲۴۷
اذان کا منکر فرض ہے اور مسجد شعار دین ہے اس کا گرانا منکر اعظم ہے۔	۲۴۸
کیا مسجد کے اندر اذان ثانی جائز ہے؟	۲۵۱
محل اذان خطبہ عربی کے ساتھ خاص طور پر بیان میں خطبہ وغیرہ کے متعلق چند سوالات۔	۲۵۳
جوابات از ۲۵۶ تا ۲۶۳	
اذان خطبہ ہی وہ اذان ہے جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام اور شیخین کے عہد میں خطیب کے سامنے خارج مسجد دی جاتی تھی تمام علمائے کرام کے نزدیک مسجد یعنی موضع صلاۃ میں اذان مکروہ ہے اور خطبہ کی اذان اس سے مستثنیٰ نہیں۔	۲۵۶
اعلیٰ حضرت نے صرف ان لوگوں کی تکفیر کی ہے جنھوں نے ضروریات دین میں سے کسی ایک بات کا انکار کیا۔	۲۵۷
دیوبندی اعلیٰ حضرت پر تکفیر مسلمین کا جھوٹا افترا کرتے ہیں بلکہ	۲۵۹

مضمون	صفحہ
وہ تو ہماری دنیا کے مسلمانوں کو کافر و مشرک جانتے ہیں۔	۲۶۰
اذان کے خلاف سنت ہونے سے خطبہ و نماز کی صحت میں خلل نہیں آتا۔	۲۶۱
خطبہ میں کسی اور زبان کا خلط اساءت ہے۔ اور اذان مسجد کے اندر بدعت رافع سنت ہے۔	۲۶۲
قاضی شرع اولی الامر میں سے ہے۔	۲۶۳
مردہ سنت کے زندہ کرنے والے کو سو شہیدوں کا ثواب کیوں ملے گا؟	۲۶۳
روافض تو سنیوں کی مسجد سے کوئی مسجد کا زہیں۔	۲۶۴
بعد تمام مسجد یت مصلحت مسجد کے لئے پائے وغیرہ بنانا جائز ہے مگر پائے بناتے وقت ضرورت سے زیادہ جگہ مشغول نہ کی جائے	۲۶۴
دوکانوں کے اوپر مسجد بنانا کب جائز ہے؟	۲۶۵
مسجدوں میں مذہبی جلسے اور مجلس میلاد منعقد کرنا اور سبیلیں مسجد میں بدمذہبوں کا روا نہیں ہے۔ امرد و امرد پرست منڈے اور ان سے میلاد پڑھوانا چاہیے۔	۲۶۷
بناوٹی حال ناجائز ہے۔	۲۶۷
مسجد قیامت تک مسجد رہے گی اس کی گز بھر زمین پوری ریاست کے بدلے بھی نہیں بیچی جا سکتی۔	۲۶۸
غیر مسلم مسلمانوں کو روپیہ دے کر زمین پر عمارت بنا کر مسلمانوں کو دیدے پھر مسلمان مالک ہو کر بنائیں یا عمارت کو وقف کر دیں تو مسجد ہو جائے گی ورنہ مسجد کا ثواب نہیں ملے گا۔	۲۶۸
ایک مسجد کا مصلیٰ کرسی اور تختہ وغیرہ دوسری مسجد میں نہیں لگایا جا سکتا۔	۲۶۹
مسجد کے نل سے پانی لینے کا شرعی حکم۔	۲۶۹
کتاب الجنائز جنازہ وغیرہ کا بیان	۲۷۰
ملک غیر میں ہے اس کی اجازت میت دفن کرے تو ملک کو نقصان	

مضمون	صفحہ
کھلوانے فبر برابر کرنے اور اس پر کھیتی باڑی کا انتظام ہے۔	۲۷۰
دفن کی اجازت سے زمین وقف نہ ہوگی اور نہ وقف زمین میں غیر مسلم کا دفن جائز نہیں۔	۲۷۱
اس آراضی کے درخت مالک زمین کے ہیں۔	۲۷۱
بے نمازی کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔	۲۷۱
مرد و عورت دونوں کو ایک سرہانے سے دیئے جائیں۔	۲۷۱
جو حصہ زمین قبرستان نہیں اسے بیچ کر قبرستان کی تعمیر مرمت کی جائیداد بنا سکتے ہیں۔	۲۷۲
اذان بالتغبیر بدعت حسنہ مباح و مستحسن ہے۔	۲۷۲
رسالۂ اذان تمہیدی و توضیح کی حمایت کی تصحیح۔	۲۷۳
قبر میں شیطان میت کو بیٹھ کر نے کے لئے پہونچتا ہے۔	۲۷۳
میت کا تعبیر اذان سنانا حدیث سے ثابت۔	۲۷۳
نماز کے علاوہ دو مواقع جن میں اذان مسنون ہے۔	۲۷۴
ذکر خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطلقاً ہر حال میں جائز و مستحب ہے۔	۲۷۵
جنازہ کے ساتھ نعت پاک اور درود و سلام پڑھنا جائز ہونے کا ثبوت	۲۷۶
اختلاف زمان و مکان سے حکم بدل جاتا ہے۔	۲۷۷
بدعت کی قسمیں، ہر بدعت ضلالت نہ ہونے کا ثبوت۔	۲۷۹
مزامیر گیت وغیرہ ہر جگہ حرام ہیں۔	۲۸۰
جنازہ کے ساتھ ذکر بالجہر کے جواز کی تحقیق۔	۲۸۲
سید علی خواص کا ارشاد کہ جب ہمراہیان جنازہ کی حالت معلوم ہو کہ لغو باتوں میں مشغول ہوں تو انھیں کلمہ طیبہ پڑھتے چلنے کا حکم کرنا چاہئے۔	۲۸۳
طلوع شمس کے وقت حنفیہ کے نزدیک نماز جنازہ ہے۔	۲۸۷
ذکر جہر اور صلاۃ الرغائب سے عوام کو روکا نہ جائے گا۔	۲۸۹
غائب پر نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟	۲۹۰
بالغ اور نابالغ سب کی نماز جنازہ ایک ساتھ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر پڑھ سکتے ہیں تو رکھنے کی ترتیب کیا ہوگی؟	۲۹۰
بعد دفن میت کو نکالنا جائز نہیں مگر جبکہ بے اجازت مالک دفن کیا ہو	۲۹۱
بعض نعشوں کا منتقل کیا جانا ہڈی کی کاٹ وغیرہ کے سبب ہو یا کسی خاص جگہ دفن کی وصیت کی تھی وہاں دفن نہیں ہوا تو ان سب کا وصیت پر عمل نہ ہوگا۔	۲۹۱
کتاب الزکاۃ	
زکاۃ کا بیان	
کیا زکاۃ کی ادائیگی کے لئے زکاۃ کو ہبہ کر دینا ضروری ہے؟	۲۹۲
سونے چاندی اور چرائی پر چھوٹے ہوئے جانوروں کا نصاب	۲۹۲
اموال کی زکاۃ۔	
جس وقت سے رقم قدر نصاب ہوگی اسی وقت سے سال تمام پر زکاۃ واجب ہوگی۔	۲۹۴
نصاب کے بعد جس نصاب پورا ہونے تک زیادت ساقط ہے	۲۹۵
زکاۃ کی بعض صورتوں کا حکم۔	۲۹۵
سال تمام پر موجود ہر بقدر نصاب حاجت اصلیہ سے فارغ رہا اس پر زکاۃ ہے۔	۲۹۸
پچھلے سالوں کی عشر کی ادائیگی واجب ہے۔	۲۹۸
کتاب الصوم	
روزہ کا بیان	
روزہ کی حالت میں شرم گاہ میں دوا وغیرہ رکھنے کا حکم۔	۲۹۹
اگر چند کفارے ہوں اداء سب تک نہ دیا ہو تو ایک ہی کفارہ ادا کرنا ہوگا۔	۳۰۰
روزہ کی حالت میں باحتیاط تمام دوا سے علاج خصوصی ہو سکتا ہے۔	۳۰۱
روزہ اور ظہار کا کفارہ ایک ہی ہے۔	۳۰۱
کفارہ ادا کرنے والے کی اس حالت کا اعتبار ہوگا جو وقت ادا ہے وقت وجوب کا اعتبار نہیں۔	۳۰۱

مضمون	صفحہ
کفارہ کی تفصیل۔	۳۰۱
اگر قضائی روزہ سے نقصان کا صحیح اندیشہ ہو تو اس کے نہ رکھنے کی رخصت۔ اور فدیہ دے اچھا ہے مگر جب تندرست ہو جائے تو پھر قضا کا روزہ رکھے۔	۳۰۲
مرض برابر رہا اور موت آگئی تو قضا نہیں۔ صحت کے بعد موت کی گھڑی آئی تو فدیہ کی تفصیل۔	۳۰۳
مطلقہ رجعیہ اور بائنہ بالطہوت یا حیض یا طہر فاصلہ سے انزال ہوا تو قضا ہے کفارہ نہیں۔	۳۰۴
جمعہ کو روزہ کے لئے خاص کرنا منع ہے تو اس کا سبب کیا ہے؟	۳۰۵
کتاب الحج **حج کا بیان**	۳۰۵
پاجامہ میں تری لگی پھر بے غسل طواف کیا اس کا حکم اور کفارہ	۳۰۶
کتاب النکاح **نکاح کا بیان**	
شب زفاف میں غلطی سے غیر مرد دونوں بھائیوں کی بیویاں بدل گئیں تو کیا حکم ہے؟	۳۰۷
بے گواہوں کے نکاح ہو جانے پر پوچھنے پر عورت نے کہا میں نے اذن دیا مرد نے کہا مجھے منظور ہے تو کیا نکاح ہو گیا؟	۳۰۸
ولی اقرب کی غیر موجودگی میں ولی ابعد کے نکاح کا حکم۔	۳۰۹
وقت زفاف تجدید نکاح کا حکم۔	
زید مدعی نکاح ہے گواہ فاسق ہیں اور عورت انکار کرتی ہے تو کیا حکم ہے؟	۳۱۰
بیوی کی سوتیلی ماں سے نکاح حرام نہیں۔	۳۱۱
کیا عدہ بائنہ کا نکاح غیر کفو سے جائز ہے؟	۳۱۲

مضمون	صفحہ
بے عہدی کی بنا پر باپ کا کیا ہوا نکاح فسخ نہیں ہو سکتا۔	۳۱۳
غیر مقلد سے نکاح جائز نہیں۔ اور اس جان میں کرنے والے کا حکم۔	۳۱۴
نابالغی میں جبراً کے سے نکاح ہو جانے بعد بلوغ راضی نہیں تو؟	۳۱۵
مناسبت میں خیار عیب نہیں مگر کوئی عورت کہ۔	۳۱۵
عورت نے مال کے سامنے مہر معاف کیا اور مر گئی اب مال کا کیا حکم ہے؟	۳۱۶
مرنے والی کو جو جہیز دیا ہے گی ماں اور شوہر نے دیا تھا اب وہ کس کا حق ہے؟	۳۱۶
ماموں سے سگی بھانجی کا نکاح حرام ہے۔	۳۱۷
قادیانی کی مطلقہ عدت میں زنا سے حاملہ ہو گئی کیا قبل وضع حمل اس کا نکاح دوسرے سے جائز ہے؟	۳۲۰
سنی مرد و عورت کا نکاح قادیانی و تبرائی وغیر مقلد سے جائز نہیں قادیانی اور رافضی وغیرہ کا نکاح سنیہ سے ان کے مذہب کے طور پر بھی باطل ہے۔	۳۲۱
نابالغہ بچہ کا نکاح ولی اقرب کی موجودگی میں ولی ابعد نے کیا تھا اب لڑکی نے بالغ ہونے پر انکار کر دیا تو کیا حکم ہے؟	۳۲۲
میاں بیوی کے درمیان مصالحت کی صورت۔	۳۲۳
مہر معجل و مؤجل کی تعریف و احکام۔	۳۲۴
کیا خطبہ نکاح و درجہ سنن و نوافل ضروری نہیں؟	۳۲۵
خیار بلوغ کب تک رہتا ہے؟	۳۲۵
آزاد عورت کی بیع باطل اور وہ بلا نکاح حلال نہیں۔	۳۲۶
ولی ابعد نے نابالغہ کا نکاح کر دیا۔ ولی اقرب نے نہ جائز کر دیا اور مر گیا تو کیا حکم ہے؟	۳۲۶
باپ کا چچا زاد بھائی موجود ہے تو وہ ہی ولی ہے ماں نہیں۔	۳۲۸
مال ولیہ کب ہوتی ہے؟	۳۲۸
نابالغوں کے نکاح کی ولایت کی تفصیل۔	۳۲۸
نابالغ کے مال کی ولایت کسے ہے۔	۳۲۸
حضانت (حق پرورش)	۳۲۸
تہمت و لعان سے متعلق۔	۳۲۸

مضمون	صفحہ
شوہر نامرد ہے۔ عورت کے لئے حکم شرع کیا ہے؟	۳۴۰
کچہری سے فسخ نکاح۔ اور خود مختاری	۳۴۰
صغیرہ وغیرہ کا نکاح باپ کے سوا دادا اور بھائی نے کر دیا۔ ماں کا فی دور شوہر خیال کے یہاں بھی تھی؟	۳۴۲
لڑکی ناقابل جماع ہو تو شادی کا کیا حکم ہے؟	۳۴۴
شوہر ۱۵ سال سے بے تعلق ہے نہ رکھتا ہے نہ چھوڑتا ہے۔	۳۴۵
چچا کے ہوتے ہوئے پھوپھی کا نکاح دادی نے کر دیا۔ بعد بلوغ شوہر نے ایک طلاق دے دی پوچھا گیا کہ کتنے طلاق واقعی دے دی؟	۳۴۶
ماں جہاں تو نکاح کیسا ہوا اور طلاق کیسی؟	
حیثیت سے بہت زیادہ مہر قبول کر لینا کیسا ہے اور عورت کو اپنے ذمہ دین نہ رکھنے دینا کس حکم کا کن ہے؟	۳۴۷
باپ کی ماں سوائی ہے اگر اپنی نانی نہ ہو۔	۳۴۸
کیا لڑکے سے نکاح جائز ہے؟	۳۴۹
کافر لڑکی بالغہ نے مسلمان ہو کر محمد عالم سے نکاح کیا کورٹ نے اسے ہندو باپ کے قبضہ میں دیدیا آیا یہ داخلت فی الدین ہے جس پر احتجاج لازم ہے	۳۵۰
غریب عورت کا شوہر ہرا کھل ہو کر غائب ہو گیا تو؟	۳۵۰

کتاب الرضاع

رضاعت (دودھ کے رشتہ) کا بیان

ثبوت رضاعت کے لئے دو عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ضروری ہے۔ دودھ پانے والی کی گواہی مقبول نہیں۔ صاحبین کے نزدیک مدت رضاعت دو سال ہے اور امام اعظم کے نزدیک ڈھائی سال۔ فتویٰ دونوں پر ہے مگر شبہ میں صاحبین کے قول پر عمل کرے۔	۳۵۱
رضائی بہن پھوپھی کا نکاح حرام ہے۔	۳۵۲
نر دس کی عورت کا دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے چاہے وہ شادی شدہ ہو یا نہ ہو۔	۳۵۳

مضمون	صفحہ
جو رشتہ نسب میں حرام ہے وہ رضاع میں بھی حرام ہے۔	۳۵۴

کتاب الطلاق

طلاق کا بیان

اس کو طلاق دیتا ہوں مجھ کو اس سے کوئی تعلق نہیں اور طلاق نہیں پائی ہو گئیں۔	۳۵۳
عورت مجرد بھاگنے سے نکاح سے باہر نہیں ہوتی اور بن شناخت کے نزدیک باہر ہو جاتی ہے ان کے نزدیک بھی اسی شوہر سے نکاح پر مجبور کی جائے گی۔	۳۵۴
دیوبندیوں کے اقوال کفریہ مطلع ہو کر اطمینان ہو مسلمان جانے وہ کافر ہے۔	۳۵۵
کلمہ کفر کی تلقین کفر ہے۔	۳۵۵
شیخین کے نزدیک جنون موجب فسخ نکاح نہیں امام محمد کے نزدیک ہے اس کی تفصیل۔	۳۵۶
مدت رد تفریق سے ہو گی۔	۳۵۶
جہاں مسلمان حکام نہ ہوں وہاں کا سب سے بڑا حنفی حاکم شرع ہے۔	۳۵۷
جنون شوہر پر تفریق کے لئے مرافعہ کی ضرورت اس وقت ہے جبکہ نکاح لازم ہو چکا ہو اور موکوف ہو کر رد کرنے سے رد ہو جائے شوہر اگر اپنی بیوی کے ساتھ بچہ کے زنا کا تصدیق کرے اگرچہ غلط ہو تو عورت اس پر حرام ابدی ہو جائے گی مگر نکاح سے خارج نہ ہو گی۔	۳۵۸
شوہر کے جنون حادث و مطبق پر حکم تفریق کی تفصیل۔	۳۵۹
نامرد اور اس کی بیوی میں تفریق کی صورت۔	۳۶۱
جہاں تفریق کرنے والا عدل نہ ہو تو کیا حکم۔	۳۶۲
رد فاضی کی صورت میں صورت اپنانی عدالت میں ہے ہے	۳۶۳
عدالت کا فیصلہ اگرچہ ظاہر و باطن سے بچانے کافر ہو جائے گا اور بیوی بائنہ۔	۳۶۴

مضمون	صفحہ
یہود و نصاریٰ کا زنار باندھنا کفر ہے اگرچہ ان کے کہنے میں داخل نہ ہو۔	۳۵۴
جو دین کے عناد کفر کو نہ جانتا ہو مگر بعد بتلانے کے علم رکھنے کے باوجود ان میں گھلا ملا رہا تو اس پر حکم کفر ہے اگرچہ اسے کافر نہیں کہتے۔	۳۵۷
دو آدمیوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دعا اللہ شریک صادق بنانا۔	۳۵۸
کافر کسی معاملہ کا خلیفہ نہیں ہو سکتا۔	۳۵۹
مرتد کے مال میں کسی سے نکاح نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اس کے ہم مذہب سے۔	۳۵۹
باپ نے اپنی لڑکی کا نکاح اسے کفو بیان کر کے دیا پھر اس کا غیر کفو ہونا ظاہر ہوا تو یہ نکاح نہ رہا۔	۳۶۰
نابالغہ سے خلوت ہو چکی تو اس کی عدت کی تفصیل۔	۳۶۱
پستان نہ ہونے سے نکاح میں فرق نہیں آتا اگرچہ وہ عورت ہے۔	۳۶۲
امام اعظم کے نزدیک صاحبزادیوں کو دوسرے کے جیسے نہیں۔	۳۶۲
ایسی عورت جو جماع کے قابل نہیں اس سے خلوت نظر ہے۔	۳۶۲
تو میرے نکاح سے باہر ہے یا میری بیوی نہیں یا میری نہیں اور دوسرے کہا ہے سے طلاق واقع ہو گئی۔ دو بچکلاب مدرسہ قادریہ کو اس سے انتہار کی صورت میں اصلاً طلاق نہ ہوئی اور انشاء سے تو کنایات سے ہے۔	۳۶۳
حلالہ میں دخلی شرط ہے اگر بے دخلی طلاق دی تو پہلے کے لئے حلال نہ ہوگی۔	۳۶۴
خلوت سے عدت واجب ہے۔	۳۶۴
خصی نے بیوی سے زنا کیا اور شوہر نے تصدیق کر دی تو عورت ثابت ہو گئی۔	۳۶۴
مس و تقبیل بشہوت سے بھی حرمت مصاہرت ہو جاتی ہے۔	۳۶۴
ایک دو اور تین بول کہہ دوں گا یا طلاق دے دوں گا سے طلاق نہ ہوگی۔	۳۶۵
طلاق واقع ہونے کے لئے تحریر ضروری نہیں زبان سے کہنا کافی ہے۔	۳۶۶
طلاق کا ثبوت اقرار شوہر سے ہوگا یا دو اہل قرعہ کی شہادت سے۔	۳۶۶

مضمون	صفحہ
عورت نے تبدیل مذہب کا ارادہ کیا اسی وقت عدت ہو گئی۔	۳۶۷
لفظ "ایک وقت" کہنے سے اگر ارادہ طلاق نہ تھا تو حکماً طلاق نہیں۔	۳۶۸
تجھے طلاق طلاق طلاق دی سے تین طلاقیں مغلظہ واقع ہو گئیں۔	۳۶۹
معمولی خصومات و نوع طلاق نہیں ہاں اگر خصومت جنون کی حد تک پہنچ جائے تو حکم طلاق نہ ہوگا۔	۳۶۹
امام اعظم کے نزدیک جنون ہب تعریف نہیں اگرچہ مطلقہ ہو گئی ہو۔	۳۶۹
رحمہ اللہ کے نزدیک تعریف ہو سکتی ہے۔	
تعریف کے شرائط اور علامات نقلاً۔	۳۷۰
طلاق دی اور یہ خیال نہیں رہا کہ ایک ترک کیا یا دو ترک کیا حکم ہے؟	۳۷۱
میں نے تجھ کو آزاد کیا یہ بنیت طلاق کہنے سے ایک طلاق بائن ہوئی۔	۳۷۲
تو میری عورت نہیں تیرا خاوند۔ الفاظ طلاق سے نہیں۔	۳۷۲
شوہر پر قرض کی بیوی کو بھلائی کے ساتھ رکھے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دے ادھر ادھر نکالنے رکھنا حرام ہے۔	۳۷۳
کچھ چیز دینا مسنون ہے مگر لازم نہیں اگرچہ وعدہ کر چکا ہو۔	۳۷۴
خصہ جنون کی حد کو پہنچ جائے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔	۳۷۴
طلاق کی قسمیں اور عدت کی تفصیل۔	۳۷۵
طلاق دی طلاق ہے میں تجھے طلاق دیتا ہوں سے تینوں طلاقیں ہو گئیں۔	۳۷۶
طلاق کی کم اور کم کا فرق۔	۳۷۷
میں تجھے چھوڑتا ہوں۔ حال کے لئے ہے۔ اور تجھے چھوڑے دیتا ہوں استقبال کے لئے صریح ہے۔	۳۷۷
میں اپنی بیوی کو شوہر کے سمجھتا ہوں۔ مجھ سے اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ اس سے طلاق کا ارادہ کیا تو ایک بائن طلاق واقع ہوگی۔	۳۷۸
پہلا جملہ بنیت ظہار کہا اور دوسرا بنیت طلاق۔ تو ظہار بھی ہوا اور طلاق بھی۔	۳۷۸
کفارہ کی تفصیل اور یہ کہ قبل کفارہ یا درمیان ادائے کفارہ عورت سے صحبت حرام ہے۔	۳۷۸
عورت کے مطالبہ پر کہا میں نے طلاق دی یا طلاق دیدی تو ہو گئی۔	۳۷۹

مضمون	صفحہ
کتاب اللعان	۳۸۰
لعان کا بیان	
لعان ہونے کی شرطیں۔	۳۸۰
لعان الفاظ شہادت پر موقوف ہے۔ اگر بجائے اشہد باللہ احلف باللہ کہے لعان نہ ہوگا۔	۳۸۲
لعان سے فارغ ہونے کے بعد وطی یا استمتاع حرام ہے مگر نفس لعان سے فرقت نہ ہوگی جب تک قاضی تفریق نہ کرے۔	۳۸۲
ثابت ہونے بر ثبوت لعان نکاح حرام ہوگا۔	۳۸۲
کتاب الوقف	۳۸۳
وقف کا بیان	
وقف کا مستحق واقف پھر وہ مسجد نہ ہو تو واقف کی اولاد سے بھی اس کا اہل ہو۔	۳۸۳
بوقت صحت واقف اس کی اولاد میں سے کوئی بوجہ مفلسی اس لائق نہ ہو تو قاضی کسی اجنبی صالح کو ولایت سپرد کردے جب تک واقف کی اولاد سے کوئی تولیت کا اہل ہو۔	۳۸۴
جس مدرسہ کو واقف نے کہ واقف کی اولاد کو تولیت تو تولیت سے مدرسہ کا رکن بھی اہل ہونا چاہیے۔	۳۸۴
ان بلاد میں احکام علمائے بلد حکم قاضی ہیں۔	۳۸۴
وقف کی بیع جائز نہیں اور تبدیل وقف کی صورتیں۔	۳۸۴
وقف فی سبیل اللہ ہو تو واقف کی مراد اولاد کی صرف ہے۔	۳۸۵
واقف نے تسلیم کا شرط نہ کیا امام محمد کا مذہب ہے اور فتوٰی اسی پر اور تولیت واقف کا امام ابو یوسف کا مذہب ہے۔ اس تعیین میں اجرا نہیں کہ مذہب یہی ہے۔	۳۸۶
فتوٰی مختلف ہو تو مستوں پر عمل ہوگا۔	۳۸۸
مسائل وقف وقضا میں اکثر متعلق بہ قول امام ثانی ہے۔	۳۸۹

مضمون	صفحہ
جو جائداد اپنی نہیں اس کا وقف مذہب صحیح میں درست نہیں۔	۳۸۹
مجوزین کسی مدرسہ کے لئے وقف ہو تو اب دوسرے کام کے لئے وقف نہیں ہو سکتی۔	۳۹۲
متکلم کو اس صلح قبول کرنا جائز نہیں جو خلاف شرع ہو۔	۳۹۲
بنارسی کے فتوٰی کا رد کہ مجوزین کسی مدرسہ دینیہ کے لئے خرید کی گئی وہ اس کے لئے وقف ہے	۳۹۳
بائع کا مدرسہ تمام کرنے کی شرط لگانے سے بیع ناجائز ہوگی۔	۳۹۴
بیع نامہ میں خود کو متولی لکھوا دینے سے وہ متولی نہیں ہوا۔	۳۹۴
وقف وہبہ بغیر قبض بنیت سے نہیں ہوتا۔	۳۹۴
کسی فرزند کا مدرسہ کی نیت سے خریدنا وقف نہیں کر دیتا۔	۳۹۵
اگر متبرع نے اوقاف وغیرہ میں وقف و سکونت کی نیت سے عام اجازت دے پھر اس میں وقف و سکونت ہو تو وقف صحیح ہے۔	۳۹۸
وقف کرنے کی نیت نہ ہو تو وقف نہ ہوگا۔	۳۹۸
ملاظات فی الدین کسی حکومت کے لئے روا نہیں۔	۴۰۰
ازالہ منکر کا مقدور فرض ہے اس پر خاموش رہنا ظالم کو شہ دینا ہے	۴۰۱
وقف میں شروط واقف کے خلاف عمل جائز نہیں۔	۴۰۲
قابل تعمیر مشترک کے وقف میں ہر دو جانب فتوٰی ہے امام ثانی کے قول پر ہے۔	۴۰۴
تعمیر وقف کے لئے ثبوت ضروری ہے۔	۴۰۵
کیا مسجد کے متعلق کی تبرعی مسجد میں بنانا جائز ہے یا اگر نہیں تو اس کی اجازت دینے والے کے لئے تاوان دینا کیسا؟	۴۰۶
کتاب البیوع	۴۰۷
خرید و فروخت کا بیان	
خدا کرے کہ ایک مذہب تو ایسا ہو جس سے سستا خریدا ہو سکے کیسا؟	۴۰۷
بوجہ غیبت عام نرخ پر قدرت نہیں خرید سکتے ہے اور ادھار میں گراں ملتا ہے کیا جائز ہے یا نہیں؟	۴۰۸
مضطر کی خرید و فروخت فاسد ہے مضطر کی تعریف۔	۴۰۸

مضمون	صفحہ
باب الربوا	۴۰۹
سود کا بیان	
جو روپیہ مدرسہ اسلامیہ کے لئے وقف ہے اسے بطور قرض دے کر دس روپیہ پر روپیہ متقرر نفع لینا کیسا؟ اور اس مدرسہ کی آمدنی سے مدرسین کو تنخواہ دینا کیسا؟	۴۰۹
کسی دینی کام میں حرام مال کا خرچ کرنا حرام اور اس پر ثواب کی امید حرام بر حرام۔	۴۱۳
دس کا نوٹ تھوڑے پیسوں پر لینا سود ہے یا نقد۔	۴۱۳
سود حرام قطعی ہے مسلمان سے لینا سود ہے یا نہ لینا سود ہے کافر سے۔	۴۱۳
حدیث لا ربا بین المسلم والحربی فی دار الحرب میں دار الحرب کی قید اتفاقی ہے احترازی نہیں۔	۴۱۳
گورنمنٹ سے جو آمد روپیہ ملتا ہے وہ سود نہیں۔	۴۱۴
دار الحرب کسے کہتے ہیں؟	۴۱۵
بینک کے منافع سے متعلق مولوی شاہ کشمیری اور مولانا مفتی دین کا فتویٰ۔	۴۱۷
جو شرعاً سود نہیں وہ کسی کے سود کہہ دینے سے حقیقۃً سود نہیں۔	۴۱۹
اپنا مطالبہ کافر سے وصول کرنے کے لئے اگر وہ بنام سود کہہ کر دے۔	۴۱۹
فتاویٰ عزیزیہ کی ایک عبارت کی تصحیح۔	۴۱۹
دو باتوں سے مساقات ہو جانا حرام۔	۴۲۰
دو باتوں کے مذکورہ غلط فتاوے کا رد۔	۴۲۰
ہر کافر حربی سے وہ معاملہ سود نہیں جو مسلم کے درمیان سود ہے۔	۴۲۱
رعیت کوئی معاملہ جائز نہیں اور اس لئے تجارت اور زراعت کا مال وہ رعیت استعمال کرے۔	۴۲۱
پوسٹ آفس اور کارخانوں کے بینکوں کا نفع سود نہیں۔	۴۲۲
کافر حربی کا مال غیر معصوم و مباح ہے ذمی کا نہیں۔	۴۲۲
ہندوستان کے کفار حربی ہیں۔	۴۲۳
غالب کے یہاں درکھن ہو تو اس کی وصولیابی کے لئے اسکے	۴۲۳

مضمون	صفحہ
شہر پر چھاپا جائز نہیں ہاں وہ خود بیچ کر اس کا مطالبہ دے تو اس میں حرج نہیں۔	۴۲۳
حربی کافر سے بے تحدید عہدی جو مال طے سے لینا جائز ہے جتنے والے کی بابت کچھ بھی ہو۔	۴۲۳
اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے ایک جواب کی تصحیح۔	۴۲۳
جہاں جنس مختلف ہو تو زیادتی سود نہیں۔	۴۲۵
بالکٹ سنگر بخلاف قانون اور اپنی عزت کو خطرہ میں ڈالنا ہے اس سے احتراز لازم۔	۴۲۶
ڈاک خانہ یا حربی کفار کے بینک کی نفاست سود نہیں۔	۴۲۶
مدرسین کی تنخواہ سے اپنی روپیہ شمار کر کے اپنی روپیہ اس کے نام جمع کرتے رہنا اور پھر اس پر کچھ سالانہ اضافہ دیا جانا سود ہے	۴۲۶
نالش میں سود ڈگری کرانا حرام ہے۔	۴۲۶
جائداد پر سودی قرض ہو تو اس کی آمدنی حرام نہیں اور خریدنا بھی جائز ہے۔	۴۲۷
تجارت پر مال لگا کر مشترکہ روپیہ لینے والوں سے نفع لیا جائے اور سود نہ ہو اس کی صورت۔	۴۲۷
سودی قرض لینا اور دینا دونوں حرام۔	۵۱۰
باب القرض	۴۲۸
قرض کا بیان	
جو اپنے وطن سے دور تھا وہاں پر کچھ لوگوں سے قرض لے کر اپنے گھر آیا اور انتقال کر گیا۔ تو قرض دینے والوں کو ان کا قرض کیسے ادا کیا جائے جبکہ ان کے نام اور پتے بھی معلوم نہیں۔	۴۲۸
اگر قرض دینے والے فوت ہو گئے اور یہ معلوم نہیں کہ ان کے ورثہ میں کوئی اس صورت میں قرض کیسے ادا کرے۔	۴۲۹
کتاب الھبۃ	
ہبہ کا بیان	
مرض الموت میں ہبہ وصیت کے حکم میں ہوتا ہے جو صحیح کے ۲	

مضمون	صفحہ
بے اجازت وہ بغیر صرف تمہارے مال میں نافذ ہوتا ہے۔	۴۲۹
وارث کے لئے وصیت باقی ورثہ کی اجازت پر موقوف ہوگی۔	۴۲۹
امراض مزمنہ کا مریض بحکم مریض صحیح ہے۔	۴۳۰
سرسام اور کنسر امراض مزمنہ سے نہیں۔	۴۳۰
کتاب الاجارہ	۴۳۰
اجارہ کا بیان	
ایک سال کے لئے دوکان کو پہلی فصل سے مقدم شرعی سال پورا بھلے سے پہلے اجارہ کو فسخ نہیں کر سکتا۔	۴۳۱
کسی خاص دوکان کا پہلے سال اجارہ کے لئے عذر نہیں۔	۴۳۱
علم نجوم کی رو سے جو باغات جو اشخاص کرکے دیئے جاتے ہیں اس کی محنت کا اجارت لینا کیسا؟	۴۳۱
حاجت سے زائد علم نجوم سیکھنا اور سکھانا جائز نہیں۔	۴۳۲
علم نجوم کی باتوں پر یقین کرنا حرام ہے۔	۴۳۲
مسلمان سے ہندو مکان کرایہ پر لے کر اس میں بتخانہ بنائے یا پوجا پاٹ کرے تو مسلمان پر اس کا وبال نہیں۔	۴۳۹
کتاب الغصب	
غصب کا بیان	
غیر کی کوئی چیز غصب کرنا اور بدون اس کی رضا مندی کے اس پر تصرف کرنا حرام ہے۔	۴۴۲
جو کسی کی باغیچہ جبراً لے لے قیامت کے دن ساتوں زمینوں سے طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالا جائے گا۔	۴۴۳
جو ظالم ظلم کا اعانت دیں گے وہ جب تک توبہ نہ کریں گے قہر الٰہی میں رہیں گے۔	۴۴۳
جس نے قبرستان کی زمین ناحق غصب کرکے اس میں عمارت بنائی ہے اس کے ورثہ کو چاہئے کہ اس عمارت کو گرا دے۔	۴۴۳

مضمون	صفحہ
کتاب الذبائح	۴۴۴
ذبح کا بیان	
مچھلا اور ٹڈی حلال ہیں۔	۴۴۴
سوار جانور کو فربہ نہ کرنا جائز نہیں۔	۴۴۴
عورت کا ذبیحہ جائز ہے۔	۴۴۴
سانڈ حلال جانور ہے اللہ کے نام پر ذبح کرنے سے حلال ہوگا۔	۴۴۴
بتوں کے نام پر ذبح کرنے سے حلال جانور حرام نہیں ہوتا۔	۴۴۴
حلال اور حرام جانوروں کی تفصیل۔	۴۴۵
مچھلی کے علاوہ دریا کے سب جانور نجس ہیں۔	۴۴۵
ذبح سے پہلے جانور کے مقررہ اعضوں کا کاٹنا جائز نہیں	۴۴۵
جانور سے بلا ذبح کرنے کے متعلق مختلف صورتوں کا حکم۔	۴۴۶
کتاب الحظر والاباحۃ	۴۴۷
حظر و اباحت اور متفرق مسائل	
میلاد شریف پڑھنے والے کیسے لوگ ہوں؟	۴۴۷
جو عالم بتوں وہ طعام کے تائب کب ہیں؟	۴۴۸
تحریر کی قسمیں اور اس کی تمام صورتوں کا تفصیلی بیان۔	۴۴۸
گواہوں سے نعت شریف وغیرہ سننا کیوں منع ہے؟	۴۴۰
غافل ذکر شہادت کا جواز اور اس کے فوائد اور دو منکر۔	۴۴۱
محبوبان خدا کا ذکر ذکر خدا ہے۔	۴۴۱
آتش بازی سے متعلق سوال کا جامع جواب۔	۴۴۲
قبروں پر مکان بنانے کا حکم اور انجام۔	۴۴۳
جو روپیہ بے اصل تصرف جس کام کے لئے ہو وہ اس میں خرچ کریں کچھ تنگ ہے تو کیا کرنا چاہئے؟	۴۴۳
جس نے کہا اسلام تمہارے ذمہ ہے اس پر حج لازم۔	۴۴۹
وقف پر جانا کر نعت شریف وغیرہ پڑھنے کا حکم۔	۴۴۸
کسی منظم کے لئے پر ہوا تو ہر نام خدا ذبح کرنا۔	۴۴۸

مضمون	صفحہ
جاندار کا فوٹو کیسا ہی کھینچنا حرام ہے۔	۴۴۹
پہلے جامع القرآن ہیں الثوبین حضرت صدیق اکبر ہیں۔	۴۴۹
خصی کو قربانی کا گوشت دینا جائز نہیں اور حربی خادم کو دینے کا حکم	۴۵۰
لفظ لاکی حرکت لغوی و عرفی سیاقی کی توضیح۔	۴۵۰
سر کھانا پکانے سے مشورہ کرنا غلط ہے۔	۴۵۱
کون کون سیاہی کھڑے ہو کر پینا چاہئے۔	۴۵۱
کس کو سلام کرنا درست نہیں؟	۴۵۱
عورتوں کو کھڑی انگوٹھی پہننا کیسا؟	۴۵۱
دولہا کو مہندی لگانا، چاندی کا زیور پہنانا اور کنگن باندھنا کیسا؟	۴۵۱
کمدار جوتے اور کالے لباس کا حکم۔	۴۵۲
مرد کو عورت کی وضع جائز ہے۔ سلا سہاگن کا حکم۔	۴۵۲
مجذوب سے دور رہنا چاہئے کہ اس سے نفع کم اور ضرر زائد پہنچنے کا اندیشہ ہے۔	۴۵۲
سونے کی انگوٹھی مرد کو جائز نہیں، اور چاندی کی انگوٹھی ایک مثقال سے کم ہو تو جائز ہے۔	۴۵۲
سونا چاندی جب ہیں تو کہ زکوٰۃ واجب ہو۔	۴۵۲
بزرگوں کا فاتحہ حزار کے سامنے والا افضل ہے یا مطلقاً۔	۴۵۳
تاش کھیلنا حرام ہے اور تاش میں جوا کھیلنا حرام در حرام۔	۴۵۳
فاتحہ کی چیز ہر شخص کو دینا درست نہیں۔	۴۵۳
ہندو کی شیرینی پر فاتحہ ہو سکتی ہے یا نہیں؟	۴۵۳
عورتوں کو قبرستان میں نہیں جانا چاہئے۔	۴۵۳
کیا تجہیز کے بعد جانے سے دل کا لگا ہو جاتا ہے؟	۴۵۳
تجہیز کا کپڑا پیچھے گھسے بغیر قبرستان میں پھانا کیسا؟	۴۵۴
بزرگوں کے مزار پر چادریں چڑھانا کیسا؟	۴۵۴
سلسلہ مدار یہ کے سوخت ہونے کا سوال۔	۴۵۴
جو بداری سلسلہ میں ہوتے ہیں ان سے تعرض نہ کریں کہ اس بے کار بحث کا نتیجہ سوائے فساد کے اور کچھ نہیں۔	۴۵۴
عورتوں کا نامحروں کے سامنے بے پردہ ہونا حرام ہے۔	۴۵۸
راتب خان میک مانگنے والوں کا ایک نیا ڈھنگ ہے۔	۴۵۴

مضمون	صفحہ
روح ہونے کی چیز نہیں جہنم میں جسم جلایا جائے گا۔	۴۵۵
فوٹو کا بنانا اور رکھنا دونوں ناجائز و گناہ۔	۴۵۵
بلا وجہ شرعی مسجد و جماعت کا چھوڑنے والا فاسق ہے۔	۴۵۶
بے نمازی کو پوسے بیوت ہونا جائز نہیں۔	۴۵۶
حدیث لا صلاۃ لجار المسجد الا فی المسجد کا مطلب	۴۵۶
ہندو کا مال مار لینا جائز نہیں۔	۴۵۷
عاق (نافرمان) ہونے کا حکم۔	۴۵۷
ماں باپ میں والدہ کی فرمانبرداری مقدم ہے۔	۴۵۷
بدعتی بعوں سے میل جول رکھنا اور ان سے محبت کرنا کیسا؟	۴۵۷
رافضیہ مرتد ہے اس سے صوری معاملات بھی حرام ہے۔	۴۵۸
چاندی سونے کا خلال ناجائز ہے۔	۴۵۹
اپنا تجربہ کرنے کا حکم دینا کیسا؟ روح کو موت نہیں۔	۴۵۹
کیا جدہ کی طرف حضرت امام حسن کو زہر دینے کی نسبت صحیح ہے؟	۴۶۰
اپنے برتنوں میں ہندو کو کھانا کیسا؟	۴۶۲
افسر کی خلاف شرع رواج پر عمل کرے تو؟	۴۶۳
تجھے ہم شریعت کو نہیں مانتے اس پر تو بہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم۔	۴۶۴
جاندار پنج گرج دیوبند کے مشورہ کا حکم۔	۴۶۴
مروجہ فاتحہ خوانی کے جواز کا ثبوت اور منکرین کا رد۔	۴۶۵
اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو پہونچا سکتا ہے۔	۴۶۶
لڑکے کے سر پر چوٹی رکھنا جائز نہیں۔	۴۶۶
اولیائے کرام کی نذریں منزلات کے خلاف ہیں پر صدقہ سے مجاز	۴۶۶
جائز اور ناجائز منتوں کا حکم۔	۴۶۷
کیا محمد امام اعظم کا قول چھوڑ کر امام ابو یوسف کے قول کو لینے کو حنفی ہونا ہے گا۔	۴۶۹
کیا تلوار رکھنا مسلمان کے لئے ضروری ہے؟	۴۷۳
کیا یہ روایت صحیح ہے کہ جب حضرت مکہ نہ تاتوں حاملہ ہوئیں تو تین سو محمد ہیں رشک و حسد سے مر گئیں۔	۴۷۵
ہندوستان کے کفار ہمیشہ سے حربی ہیں۔	۴۷۶

مضمون	صفحہ
مرتدین کے عقائد کفریہ سے مطلع ہونے کے باوجود ان سے میل جول رکھنے والے حرام کار ہیں۔	۴۷۷
فاسق اعمل کے پاس بھی بیٹھنے کی اجازت نہیں۔	۴۷۷
خارج مسجد درخت جس کے سایہ میں لوگ وضو خانے کرتے ہیں اس کا کاٹنا کیسا؟	۴۷۸
بے علم مفتی دینا حرام اگرچہ وہ صحیح نکلے۔	۴۷۹
عالم تو عالم کسی بھی مسلمان کو ایذا پہونچانا حرام ہے۔	۴۷۹
حرام کمائی والے قرض نے کر کار خیر کرنے سے تو بہ اگر مرتکب خواص الناس کے یہاں نہ جائیں۔	۴۸۰
کوٹھڑوں کی نیاز کو بڑا جاننے والے کا حکم۔	۴۸۱
لوگ قرآن شریف غلط پڑھ رہے اور امام نے توجہ نہیں کی تو؟	۴۸۲
تبارک کرنا جائز ہے۔	۴۸۳
مالی جرمانہ ناجائز اور جائز کی صورت۔	۴۸۳
بچوں کا گلیوں سے کھیلنا جائز ہے۔	۴۸۴
حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے صاحبزادے تین تھے یا چار؟ اور ان کے نام کیا کیا ہیں؟	۴۸۴
حضور علیہ السلام کے مثل شریف ونکاح نہ ہونے سے متعلق سوال	۴۸۵
غیر قرآن فاتحہ کو سنت کہنے والے کا حکم اور فاتحہ کا ثبوت و شرائط	۴۸۶
حلوات پر چادر پوشی کا ثبوت۔	۴۸۷
قیام میلاد شریف و فاتحہ خوانی جائز ہے۔	۴۸۸
کیا تھوڑی شراب جو نشہ نہ لائے وہ حضرت امام شافعی کے نزدیک جائز ہے؟	۴۸۸
عورت پر استاد اور پیر غیر محرم سے پردہ فرض ہے۔	۴۹۰
پردہ سے متعلق ایک دلچسپ حکایت۔	۴۹۰
امر بالمعروف اور انکار منکر قدرت پر فرض ہے۔	۴۹۲
کافر جس اسلام و مسلمین کی دشمن ہے اس سے کبھی مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔	۵۰۰
ضرورت سے زیادہ علم وہ ہے جو فرض عین نہ ہو۔	۵۰۱
جس میں اخلاق فاضلہ ہوں وہ شریف ہے اور جس میں اخلاق	

مضمون	صفحہ
دنیہ ہوں وہ رذیل ہے۔	۵۰۲
قرآن مجید سے طلب شفا متوارث ہے۔	۵۰۳
داڑھی منڈانے والا اور جماعت چھوڑنے والا فاسق ہے اس سے مرید ہونا جائز نہیں۔	۵۰۴
شرائط پیری سے متعلق سبع سنابل شریف کی عبارت۔	۵۰۴
اوروٹنا مجھ میں لکھا ہوا قرض شرعاً ثابت ہوگا یا نہیں؟	۵۰۶
طبر فرم گنگ آواز جانے تو عورتوں کو میلاد شریف پڑھنا جائز ہے۔	۵۰۸
علماء اور اولیاء کی قدم بوسی جائز ہے۔	۵۰۹
بقول شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بھی پیر کا تصور جائز ہے۔	۵۰۹
پیر کو خدا کہنا یا اس کی صورت کو خدا بتانا کفر خالص اور شرک محض ہے۔	۵۰۹
امام ضامن کا رد پیہ باندھنا کیسا؟	۵۱۰
اگر کوئی اپنے تہائی یا چالیسواں کا کھانا کرے تو کیا وہ دوسرے کے فاتحہ کا کھانا کھا سکتا ہے؟	۵۱۰
بوسیلہ بزرگان دین اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا کیسا؟	۵۱۰
کب گندھی کا دودھ پینا جائز نہیں اور کب جائز ہے؟	۵۱۱
خسر یہ کی پڑی کا حکم۔	۵۱۱
فاتحہ کی تاریخ کا حکم۔	۵۱۱
شغنے گے وغیرہ اور اس کے متعلق سوالات کے جوابات۔	۵۱۲
ایک تہمت سے متعلق سوال کا جواب۔	۵۱۲
فاسق معلن کی بات بے تحقیق اعتبار جائز نہیں۔	۵۱۳
کسی مسلمان کی جانب کبیرہ کی نسبت بے تحقیق جائز نہیں۔	۵۱۳
دیوبند کی امامت کیسی؟	۵۱۳
دیوبند بیٹھ بہنوئی بنا لیا پھوپھا اور رشتہ کے بھائی سب چھوڑ دیا	۵۱۴
ہندوستان دار الاسلام ہے دار الحرب نہیں۔	۵۱۵
حج فرض کا دیکھ کر حرام و حرام شدہ بہشت کا مام ہے۔	۵۱۶
فاسقوں سے میلاد شریف نہ پڑھوائے۔	۵۱۹
خواب کے احکام۔	۵۱۹
لڑکیاں بلند آواز سے نعت شریف پڑھیں تو؟	۵۲۰
عورت کی آواز بھی عورت ہے۔	۵۲۰

صفحہ	مضمون
۵۲۰	عورتوں کو زیارت قبور منع ہے (فقیہ کی عبارت)
۵۲۰	اہل حضرت کے شہر یا حضور کی قبر کا مطلب کیا ہے
۵۲۲	نکوہی کی کتاب تقریر تحریر کی ایک کذابی عبارت۔
۵۲۳	بخشش خاص خاص بندوں ہی ہوگی ہے یا ہر مرحلہ؟
۵۲۳	اولیاء کی فیض رسانی ہر جگہ ہے یا صرف قبور میں؟
۵۲۴	جو روایتیں سے میل جول رکھتا ہے اس سے میلاد شریف ہرگز نہ پڑھوائیں۔
۵۲۴	حضور کا تاب روز قیامت کے دن حمد کا علم لے کر آئے گا۔
۵۲۴	ان لفظوں اور حدیثوں کا صحیح مطلب کہ ان سے بظاہر معلوم ہے کہ روز محشر حضور علیہ السلام امتیوں کے بھی کام آئیں گے
۵۲۶	شہادت نامہ اور جنگ نامہ دونوں نام کا ایک معنا کیا؟
۵۲۶	داستان امیر حمزہ کا مصنف رافضی ہے اس میں جگہ جگہ صحابہ پر تبرا ہے۔ اس کا پڑھنا حرام ہے۔
۵۲۶	ظلی کا ناشد حرام وہ شد اکرکھا ہے۔
۵۲۶	بزرگی کی حقیقت سے ناواقف ہیں ذرا سے ایک دعوی جانے پر ہاتھیں اس کے لگانے پر کافر کہا جائے گا۔
۵۲۶	قول یا الحق کی کثرت اور بات ہے اور مرکب کو کافر ٹھہرانا اور۔
۵۲۷	کیا بیوی کی ماں کا ہاتھ تعظیماً چومنا جائز ہے۔
۵۲۸	محرمات نسبیہ سے خلوت جائز ہے مگر رضاعیہ و صہریہ سے
۵۲۸	باہا اگر جبکہ وہ جوان ہو۔
۵۲۹	اگر شہوت و فتنہ کا خوف ہو تو ماں کے ساتھ بھی خلوت جائز نہیں۔
۵۳۰	**ایمرجنسی دور کا ایک یادگار فتوی**
۵۳۱	ضبط تولید کے لئے مرد کی نسبندی یا عورت کا آپریشن متعدد وجوہ سے شرعاً ناجائز و حرام ہے۔
۵۳۱	نسبندی میں اللہ کی پیدا کی ہوئی چیز کو بدلنا ہے جو قرآن و حدیث کی نص سے ناجائز و حرام ہے۔

صفحہ	مضمون
۵۳۱	بے ریش لڑکی کسی نس یا عضو کا لگانا بھی حرام ہے۔
۵۳۱	بلا ضرورت شرعی دوسرے کے سامنے ستر غلیظ کا کھولنا بھی حرام۔
۵۳۱	انسان کا مثلہ ہونا یا کرنا بھی حرام۔
۵۳۱	یہ گمان غلط ہے کہ کثرت اولاد مفلسی کا سبب ہے۔
۵۳۱	اللہ و رسول کی نافرمانی ہے جہنم مفلسی کے اسباب ہیں۔
۵۳۲	سوانگ کی کوئی قسم اگر ناجائز ہو اور اس کا دیکھنا حرام ہے۔
۵۳۲	حضرت امام حسین کا سوگ منانا کیسا؟
۵۳۲	اگر نرل اور دگی شدہ کتابیں بلا اگر کسی گیشہ میں دفن کریں تو؟
۵۳۲	عرس کی چند غلط باتیں جن کے کہنے اور کرنے والوں پر توبہ لازم۔
۵۳۳	دو ہیلوں کی طرف اونٹ میل سے آدمی مستی نام رکھا ہے۔
۵۳۳	بیعت کے لئے شہر کی مسافت ضروری نہیں۔
۵۳۳	عورت جو خود کو اسے دی اس کی مالک ہے۔
۵۳۳	جس نے کہا ہے ہندوؤں کا ایمان زبردست ہے وہ توبہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرے۔
۵۳۴	داڑھی منڈانا حرام ہے اور قصہ نماز قضا کرنا بہت شدید حرام ہے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم شرعی داڑھی رکھ لیں تو ہمارے ہندو افسران کی نوکری سے نکال دیں گے۔
۵۳۴	نیک کام کے لئے بھی بھیر پر چندہ لینا گناہ ہے۔
۵۳۴	تعزیہ داری ناجائز ہے۔
۵۳۵	چند بیہودہ کلمات جن سے توبہ لازم۔
۵۳۶	چراغ کی بتی سنبھال کر ہاتھ دیوار سے پونچھنا کیسا؟
۵۳۶	ایک چراغ سے دوسرا چراغ جلائے تو؟
۵۳۶	سیر میں کی کرتی کے پرکٹ اور کوارٹ کا کیسا؟
۵۳۶	دیوالی اور ہولی کے دنوں میں ہندو بچے کے لئے مٹھائی وغیرہ لانا کیسا
۵۳۶	جو جمعہ پڑھنا ہی نہیں گناہ کرتا ہے۔
۵۳۶	تہمت رکھنے والا شدید گنہگار ہے۔
۵۳۷	دو ایسے نمازی مرد جن کی ہمدردی کرنا حرام ہے۔
۵۳۷	زنا سے جو بچہ پیدا ہو وہ حرامی ہے مگر حرامی کہہ کر اسے ہرگز نہیں پکارنا چاہئے کہ اسے تکلیف پہونچے گی۔
۵۳۷	جامع شرائط پیر کے ہاتھ پر صحیح بیعت کے بعد دوسرے پیر سے

مضمون	صفحہ
بیت قطعی نہیں، طالب تفتیش کر سکتا ہے۔	۵۲۷
بواقع کشمیر حصہ سوم میں حضرت مفتی محبوب علی قاسمی علیہ الرحمہ کے کچھ اشعار چھاپنے کے سبب ان کے متعلق سوال اور اس کا مفصل جواب۔	۵۲۸
کتاب الوصایا	
وصیت کا بیان	
وارث کے لئے وصیت جائز نہیں کہ اسی وصیت کفایت میراث سے منسوخ ہو سکتی۔ حدیث شریف میں اس کی تائید۔	۵۴۲
کسی وارث کو میراث سے قطع کرنا حرام جس پر سخت وعیدیں وارد ہیں۔	۵۴۳
وارث کے لئے کی گئی وصیت اگر دیگر ورثہ جائز کردیں تو جائز ہے ہر وصیت کا پورا کرنا ضروری نہیں۔	۵۴۴
کتاب المیراث	
وراثت کا بیان	
بے تقسیم ترکے سے شرکت ہوئی تو جو وارث کام میں شریک رہا اس کی محنت سے کام ہوتا تو وہ اصل اور نفع وزیادتی میں اپنے حصہ کی مقدار حق رکھتا ہے۔	۵۴۵
بھروسہ کمان مال مشترک سے خاص اپنے لئے کھول گئی اس میں دیگر ورثہ اصل مال کے ہی مستحق ہیں مگر وہ کمان کھولنے والا غاصب ہے اس انتہا تک میں اور دوسرے کا حصہ ہے وہ صدقہ کردے اور اگر ہر فریق کو دیدے۔ اور یہ بیت ہے۔	۵۴۵
ترکے سے جو فرم اور مشترکہ کے نام سے کھولی گئی اس میں کل ورثہ کو وراثت شائع ہیں مگر بیمہ کمپنی میں الفنڈ وغیرہ خاص کیاں ذاتی ہوں اور لڑکے مددگار ہوں کہ انھوں نے لڑکی کا حصہ اس میں نہیں رکھا۔	۵۴۶

مضمون	صفحہ
وارث گناہ کے سبب وراثت سے محروم نہیں ہوگا۔	۵۴۷
شوہر کی موت کے بعد زانیہ بیوی توبہ کرلے تو اور شوہر حلال ہوگئی۔	۵۴۷
عاق نامہ لکھنے کے سبب وارث وراثت سے محروم نہیں ہوگا۔	۵۴۷
بیوی نے شوہر کو ضبط کرکے روپے دیئے پھر مرگئی تو کیا	۵۴۸
اپنی زندگی میں جائداد تقسیم کی اور لڑکی کو محروم رکھا تو گنہگار ہوگا	۵۴۹
لے میراث سے محروم کردیا۔	۵۴۹
مرتد اور مرتدے کی گروہ مسلمان کی وارث نہیں اگرچہ مذہب مفتی پر وہ شکار سے نہیں نکلی۔	۵۴۹
باپ کی گستاخی سخت حرام ہے دینا اس حرکت سے توبہ کرے اور باپ سے معافی مانگنا ہے یہاں تک کہ وہ معاف کردے۔	۵۴۹
ماں باپ کی نافرمانی سے سوءخاتمہ کا اندیشہ ہے۔	۵۵۰
والدین کی نافرمانی پر وعیدیں۔	۵۵۰
عاق (نافرمان بیٹا) اپنے والد کے ترکہ سے محروم نہ ہوگا۔	۵۵۱
قطع میراث کو بعض علما نے گناہ کبیرہ فرمایا۔	۵۵۱
ضمیمہ	۵۵۲
حقیقی بھائی کی رضاعی دودھ کی بیٹی سے نکاح کرلیا؟	۵۵۲
جواب بتفصیل	۵۵۲
بے علم قبوری دنیا حرام اور ایسا کہنے والا ملعون ملائکہ آسمان و زمین اور گمراہ وگمراہ گر ہے۔	۵۵۵
فرقہ ظاہریہ تقلید ائمہ کا مخالف ہے تمام مجتہدین ہے۔ ان کے امام داؤد کا بھی یہی مذہب تھا اس میں اصل نہیں ہے۔	۵۵۵
فرقہ ظاہریہ کی مخالفت کا کچھ اعتبار نہیں ان میں سے کسی کی تقلید جائز ظاہریہ اسلوب العقل ہیں کہ قیاس جلی کے منکر۔	۵۵۶
غیر کا مذہب نقل کرنے میں بادنی ذلت ہوتی ہے۔	۵۵۷
نسبت تخیل زنا بحرمہ ہو والحب بالام العظم محض باطل ہے۔	۵۵۷
نسبت حلت مزاحب بالام العظم باطل محض ہے۔	۵۵۷

مضمون	صفحہ
امام مالک کی جانب حلت متعہ کی نسبت صحیح نہیں۔	۵۵۶
امام مالک متعہ کرنے والے پر زنا کی حد لگاتے ہیں۔	۵۵۷
حنفیہ اور دیگر ائمہ کے نزدیک متعہ حرام ہے مگر زنا کی حد نہ لگائی جائے گی۔	۵۵۷
ابن علیہ ایک محدث ہیں مجتہد نہیں۔	۵۵۷
خلاف متفرد اجماع میں قادح نہیں۔	۵۵۷
ظاہریہ مبتدع ہیں اجماع میں ان کے خلاف کا کچھ اعتبار نہیں کہ مبتدع امت اجابت سے نہیں۔	۵۵۷
ان اللہ ھو من الرمضاء ماحرم من الذنب حدیث مشہور ہے اور اسلام سے اس وقت تک علماء میں متلقی بالقبول ہے۔	۵۵۷
خلاف سنت مشہورہ محکمہ قابل نہیں۔	۵۵۷
جو حکم خلاف کتاب وسنت مشہورہ واجماع امت ہو مردود ہے۔	۵۵۷
قول ضعیف ومرجوح پر حکم ونتوی حرام واجماع ہے۔	۵۵۸
تصدیق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ	۵۵۸
رسالہ طرق الھدیٰ والارشاد الی احکام الاذان والجہاد	۵۵۹
بخش خطاب علامہ محمد شرف الدین بہاولپوری قدس سرہٗ الی ۵۵۹ صفحہ	۵۵۹
اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے لاتھنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون۔ تو پھر مسلمانوں کی تنزل کیوں؟	۵۶۰
عرض محمود ورکنا اور اس کے سبب کا باقی رکھنا سنت تا قیامت ہے۔	۵۶۲
مسلمانوں نے دینی حالت بدلی تو بہت برا وقت دیکھیں گے۔	۵۶۴
مسلمانو اللہ کے قہر سے ڈرو اور اس کے غضب کو تھوڑا نہ سمجھو	۵۶۴
اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا۔	۵۶۵
دین ومذہب سے بے بہرہ علمائے امت سے بدعقیدگی کا نتیجہ ہے۔	۵۶۸
جان کی حفاظت ہم فرائض سے ہے یہاں تک کہ نماز سے بھی اہم تر ہے۔	۵۷۲
ایک جان مسلم کا کافر کو مارڈالنے سے بہتر ہے۔	۵۷۳
جہاد کی تین قسمیں ہیں سنانی لسانی اور جانی۔	۵۷۴
انصاری کو اوفی الاسلام حکم میں سے شمار کرنے والے کون تھے؟	۵۷۵

مضمون	صفحہ
کتاب تذکرۃ الرشید کے دو چھے صفحہ نمبر کے ساتھ جا انگریزوں کی تعریف اور مسلمانوں کی توہین میں کہے گئے۔	۵۷۶
جمعیۃ العلماء اور خلافت کمیٹی سے سوال	۵۷۷
جب انگریزی سلطنت ہیں پار سو سو برس ٹھہرا تھا تب وہابی کچھ اور تھے اور اب کچھ اور ہیں۔	۵۷۸
پہلے وہ انگریزوں کے جاں نثار تھے اور اب دوسرے پیرستے ہیں۔	۵۷۸
ہر فرض بقدر قدرت وشرط استطاعت ہے۔	۵۸۰
خلافت صحیحہ شرعیہ کا مستحق کون ہے؟	۵۸۱
ترک موالات وترک معاملات میں کیا فرق ہے؟	۵۸۱
کیا ان کو آپریشن شرعی ترک موالات نہیں ہے؟	۵۸۱
جس نے کہا قربانی نہ کرو بلکہ اس کا روپیہ خلافت کمیٹی کے فنڈ میں دے دو۔ اور گائے کی قربانی جائز بھی نہیں جیسا کہ افغانستان کے مفتیوں نے فتوی دیا ہے۔ تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟	۵۸۱
علمائے حق کی زبانیں اور ان کے قلم حق بولنے اور حق لکھنے سے کبھی نہیں رکتے۔	۵۸۴
حدیث الخلافۃ بعدی ثلاثون سنۃ سے خلافت راشدہ کا ختم مراد ہے۔	۵۸۵
قربانی بدرالدجیٰ ہے اس کا روپیہ مخمر اور فقیر کو دینے سے ادا نہ ہوگی اور جانور نفیر زندہ صدقہ کرنے سے بھی ادا نہ ہوگی۔	۵۸۶
بے علم فتوی دینے والے پر آسمان وزمین کے فرشتوں کی لعنت ہے	۵۸۷
سنت سے ثابت ہے کہ حضور علیہ السلام نے گائے کی قربانی فرمائی ہے۔	۵۸۷
قربانی کا شعار اللہ ہونے سے مسلمانوں پر اس کا کرنا اور بجا لانا واجب ہے۔	۵۸۷
اولئے ذکوٰۃ کا کرنا جو ایک فقیر ہے بے فقیر کر دیئے ادا نہ ہوگی	۵۸۷
تصدیقات ہند علمائے کرام ذوی الاحترام	۵۸۸
تصدیقات حضرت محمد جیو السلام وحضرت محمد بہان الحق قادری رضوی جبل پوری رحمۃ اللہ علیہما۔	۵۸۹

مضمون	صفحہ
یہ نہیں کہ امام معصوم ہو، امام فاسق معلن ہو	۵۹۰
کب فاسق معلن کے پیچھے جمعہ کی نماز پڑھنا لازم ہے؟	۵۹۰
رسالہ سیف الجبار علی کفر زمیندار	۵۹۱
عرض مترجم مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی	۵۹۲
تنبیہ جدید از حضرت مولانا سید ابوالبرکات سید احمد حنفی صدر مدرس	
حنفیہ الاحناف لاہور	۵۹۳
آنکھ والے میں آدمی کو اپنا دین صنعا والا دشوار ہوگا جیسے	
ہاتھ میں اشکالیا (حدیث)	۵۹۳
صبح کو تو مسلمان ہو شام کو کافر اور شام کو مسلمان ہو صبح	
کو کافر (حدیث)	۵۹۳
مرتد قادیانی (بنی نصرت وسیحیت کا دعوی کرتا ہے	۵۹۳
زبیدی اور رسول کی عظمت پر ایک جملے کا	۵۹۴
جو بی مرتد تمام قرآن وحدیث کو باطل قرار دیتا ہے	۵۹۴
پھر اس کی نبوت حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو ایک گالی کے برابر	
بنا کر ان کی حدیثوں کو بالکل جھوٹ بک دیتا ہے	۵۹۴
(اقتضی (مشبہ) قرآن مجید کو ناقص مانتا ہے۔	۵۹۴
غرض کہ وہ ہر کلمہ گو جو دین کے اصول اور ضروریوں کے ساتھ انکار یا مذاق	
کرتا ہو خواہ کسی جزئی مسئلہ کا انکار کرے یا اس کے ساتھ استہزاء کرے	
بالاتفاق کافر ہے	۵۹۴
نجدی امام اہل اسلام متقدمین کو مشرک بتاتا ہے اور ان کے	
دشمن کفار سے کہیں قریب تر بتاتا ہے۔	۵۹۴
تین کفر کے اشباہ کے متعلق ایک مستقل	۵۹۷
بت پر عذاب کا ثابت ہونا یہ اللہ تعالیٰ کی اصلی توہین ہے۔	۵۹۸
جو جائز ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا۔	۵۹۸
ہر گنہ رام نہیں۔ اور ہر رام خدا نہیں۔	۶۰۰
خدا اور رام کہنا کفر ہے۔	۶۰۰
اللہ و رسول کے کہنے سے ایک گروہ اہل حق مانتا ہے۔	۶۰۱
نجدیوں کے عقیدے۔	۶۰۳
بعض کلمہ پڑھنے والوں کو قرآن نے مسلمان نہیں مانا بلکہ صاف کافر فرمایا	۶۰۹
بعض کلمہ گو مسلمانوں کے ساتھ کفار سے جہاد بھی کرتے تھے مگر	
اللہ و رسول نے انھیں کافر و منافق فرمایا۔	۶۰۹
قتل ہونے کے متعلق ایک بہت مفید حاشیہ۔	۶۱۱
کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کی گھاٹیوں سے نہ	
اترے گا۔	۶۱۱
حدیث متواتر سے قرآن پر زیادت ہوتی ہے (حاشیہ)	۶۱۳
محض کلمہ پڑھنا اہل قبلہ بنانا اور قرآن وحدیث کو تمام لینا مسلمان	
ہونے کے لیے ہرگز کافی نہیں۔	۶۱۳
علماء اگر کافر کہتے ہیں تو اللہ و رسول نے کافر بتایا۔	۶۱۳
علماء اگر فاسق و فاجر اور منافق وظالم کہتے ہیں تو اللہ نے انھیں	
ایسا فرمایا ہے۔	۶۱۵
علماء اپنی طرف سے نہیں کہتے وہ حکم شریعت بیان کرتے ہیں۔	۶۱۶
قرآن نے کچھ لوگوں کو سور کا اور گدھا بنایا۔	۶۱۷
شدت علی الکفار کے متعلق علماء جن خلق باخلاق اللہ پر عامل ہیں	۶۱۷
اللہ تعالیٰ کو ماجز اور عیب دار بتانا کفر ہے۔	۶۱۸
اللہ تعالیٰ کے لئے مکان ثابت کرنا کفر ہے۔	۶۱۹
ہر عیب کے نزدیک کفر ان اس کے عامل پر ہو جاتے ہیں۔	۶۱۹
پوشیدہ گناہ کی توبہ پوشیدہ اور علانیہ گناہ کی توبہ علانیہ ہونا چاہیے۔	۶۱۹
غیر قوم صرف کلمہ پڑھنے سے کلمہ گو نہیں ہوتا۔	۶۱۹
قصد و نیات فقہائے کرام (علمائے عظام۔	۶۲۰
فتوی مفتی محمد امجد علی اعظمی مع تصدیقات دیگر علماء۔	۶۲۱
فتوی حضرت سید آل الرسول محمد میاں صاحب قادری برکاتی	
مارہرہ شریف۔	۶۲۳
فتوای حضرت مفتی عبدالحکیم صاحب کراچی	۶۲۴
فتوی مولانا محمد رحمان صاحب مفتی مدرسہ شاہی لاہور۔	۶۲۵
صریح لفظوں میں تاویل مردود ہے۔	۶۲۶
جو استدلال کسی دلیل کے تحت نہ ہو وہ غیر معتبر ہے۔	۶۲۶
حکم اس پر ہوتا ہے جس پر صراحۃً قائل کا کفر ثابت کرے اگرچہ	
قائل نے قصد کفر نہ کیا ہو۔	۶۲۷

فقہ اور فقہا کی فضیلت[1]

فقہ کا لفظ عرف شرع میں اکثر احکام شرعیہ کے علم پر بولا جاتا ہے۔ اور فقہ کے جاننے والے کو فقیہ کہتے ہیں۔ فقہا اس کی جمع ہے۔

(۱) مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّہْہُ فِی الدِّیْنِ۔ متفق علیہ

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اسے دین کا فقیہ بنا دیتا ہے (بخاری شریف جلد ۱ ص ۱۱)

(۲) فَقِیْہٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ۔ رواہ الترمذی

ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔ (ترمذی مشکوٰۃ ص ۳۴)

(۳) اَفْضَلُ الْعِبَادَۃِ الْفِقْہُ۔ رواہ الطبرانی

عبادت میں افضل فقہ ہے (کنز العمال ج ۱۰ ص ۸۵)

(۴) لِکُلِّ شَیْءٍ دِعَامَۃٌ وَدِعَامَۃُ ھٰذَا الدِّیْنِ الْفِقْہُ۔ رواہ الطیب

ہر چیز کے لئے ایک کھمبا ہے اور اس دین کا کھمبا فقہ ہے (کنز العمال ج ۱۰ ص ۸۶)

(۵) قَلِیْلُ الْفِقْہِ خَیْرٌ مِّنْ کَثِیْرِ الْعِبَادَۃِ وَکَفٰی بِالْمَرْءِ فِقْہًا اِذَا عَبَدَ اللّٰہَ۔ رواہ الطبرانی

تھوڑی فقہ زیادہ عبادت سے بہتر ہے اور انسان کو فقہ کافی ہے جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے (کنز العمال ج ۱۰ ص ۸۵)

(۶) طَلَبُ الْفِقْہِ فَرِیْضَۃٌ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ۔ رواہ الحاکم فی المستدرک۔

فقہ کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر ضروری ہے واجب ہے (کنز العمال ج ۱۰ ص ۹۱)

(۷) خَیْرُ الْعِبَادَۃِ الْفِقْہُ۔ رواہ ابو الشیخ

بہترین عبادت فقہ ہے (کنز العمال ج ۱۰ ص ۸۵)

(۸) لَا عِبَادَۃَ اِلَّا بِفِقْہٍ وَمُجَالَسَۃُ فَقِیْہٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ سِتِّیْنَ سَنَۃً۔ رواہ الدار قطنی

فقہ کے بغیر کوئی عبادت نہیں اور فقہ کی مجلس ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے (کنز العمال ج ۱۰ ص ۸۵)

(۹) علم دین فقہ و حدیث ہے۔ منطق و فلسفہ جاننے والے علماء نہیں۔ یہ امور متعلق بہ فقہ ہیں۔ تو جو فقہ میں زیادہ ہے وہی بڑا عالم دین ہے اگرچہ دوسرا حدیث و تفسیر سے زیادہ استعمال رکھتا ہو (فتاوی رضویہ جلد چہارم ص ۵۸۲)

---

[1] ماخوذ از کتاب علم اور علماء تصنیف فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الایمان

عقیدے کا بیان

مسئلہ زید کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب کو نہیں جانتے تھے اور دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ بحر الرائق جلد ۳ صفحہ ۹۱ مطبوعہ مصر میں ہے وفی الخانیۃ والخلاصۃ لو زوج بشہادۃ اللہ ورسولہ لا ینعقد ویکفر لاعتقادہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب اھ اور ایسا ہی بزازیہ میں ہے۔ جواب شافی بالدلیل مرحمت فرمائے جاویں۔ فقط بینوا توجروا

الجواب زید بے قید پرلے درجہ کا مکر و کید بدترین وہابی لعین ہے اس کا حضور پرنور شافع یوم النشور ایمان جان جان ایمان عالم مایکون وما کان سرور عالم وعالمیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب سے مطلقاً انکار کفر مبین ہے۔ قرآن عظیم کی آیات باہرہ کثیرہ سے انکار ہے۔ قرآن عظیم کا ارشاد کریم ہے تِلْكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ۔ یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم تمہاری طرف وحی فرماتے ہیں۔ اور وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ۔ یہ نبی غیب بتانے پر بخیل نہیں۔ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِن رُّسُلِهِ مَن يَشَاءُ۔ اللہ اس لئے نہیں کہ اے عامۃ الناس خود تمہیں غیب پر مطلع فرمادے اور لیکن اللہ (اس کے لئے) چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔ اور لَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ۔ خدا کسی کو غیب پر مسلط نہیں فرماتا مگر رسول مرتضیٰ کو۔ اور عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا۔ خدا نے سکھا دیا تمہیں جو کچھ تم نہیں جانتے تھے (غیب وشہادت سے) اور اللہ کا تم پر فضل عظیم ہے۔ اور وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ۔ ہم نے یہ کتاب تم پر اتاری ہر شے کی روشن ترجمان کو اور هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۔ وہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہر شے کے علیم ہیں۔ اور يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

۱؎ سورۂ ہود آیت ۴۹ ۲؎ سورۂ تکویر آیت ۲۴ ۳؎ سورۂ آل عمران آیت ۱۷۹ ۴؎ سورۂ جن آیت ۲۶ ۵؎ سورۂ نساء آیت ۱۱۳ ۶؎ سورۂ نحل آیت ۸۹ ۷؎ سورۂ طٰہٰ آیت ۱۱۴

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں ما بین ایدیہم وما خلفہم کو۔ اور علّمہا الانسان مالم یعلم اللہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سکھا دیا جو وہ نہ جانتے تھے۔ وغیرہا آیات شریفہ اس لعین کا یہ ملعون انکار احادیث شریفہ کثیرہ شہیرہ کا انکار ہے۔

حدیث میں ہے ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ہو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ہذہ۔ بیشک اللہ عزوجل نے میرے لئے دنیا اٹھائی (میرے پیش نظر فرمادی) تو میں اسے اور جو کچھ اس میں روز قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس کف دست مقدس کو اور حدیث میں ہے۔ احبّنا عن بدء الخلق حتی دخل اہل الجنۃ منازلہم واہل النار منازلہم ہمیں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابتدائے آفرینش سے جنتیوں کے اور جہنمیوں کے اپنے اپنے منازل میں داخل ہونے تک کی خبر دی۔ اور حدیث میں ہے۔ انّ اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقہا ومغاربہا۔ تحقیق اللہ عزوجل نے میرے لئے دنیا کو سمیٹ دیا تو میں نے اس کے مشارق اور مغارب کو ملاحظہ فرمالیا۔ اور حدیث میں ہے۔ تجلی لی کل شیئ وعرفت۔ ہر چیز مجھ پر روشن ہوئی اور میں نے پہچان لی۔ اور حدیث میں ہے۔ علمت ما فی السمٰوٰت والارض۔ میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے۔ اور حدیث ہے قطرت فی حلقی قطرۃ فعلمت ما کان وما یکون۔ میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکایا گیا تو میں نے جان لیا ما کان وما یکون کو (جو کچھ ہو گیا اور جو کچھ ہونے والا ہے سب کو)۔ اور حدیث میں ہے ما من شیئ کنت لم اعرفہ الا وقد رأیتہ فی مقامی ہذا حتی الجنۃ والنار۔ اور حدیث میں ہے۔ تجلی لی ما بین السماء والارض اور حدیث میں ہے علمت ما بین المشرق والمغرب اور حدیث میں ہے۔ اخبرنا بما کان وبما ہو کائن فاعلمنا احفظنا۔

اللہ عزوجل بار بار ارشاد فرماتے ہم نے رسول کو غیب کی خبریں دیں۔ ہم نے رسول مجتبیٰ کو غیب پر مطلع فرمایا۔ رسول مرتضیٰ کو غیب پر مسلط کر دیا اور رسول کو سکھا دیا جو کچھ وہ نہ جانتے تھے۔ اور ان پر اللہ کا فضل عظیم ہے۔ ہم نے رسول پر وہ کتاب اتاری جو ہر شئے کا روشن بیان ہے۔ ہمارا رسول ہر شئے کا علیم ہے۔ ہمارا رسول ما بین ایدیہم (ابتدائے آفرینش سے) اور ما خلفہم (روز آخر تک) جانتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارہا اعلان سے فرمائیں۔ میں اپنی کف دست مبارک کی طرح دنیا وما فیہا کو روز قیامت سب کو دیکھ رہا ہوں۔ میں جو کچھ آسمانوں زمینوں میں ہے سب کو جانتا ہوں میں ہر شئے کو پہچانتا ہوں ہر شئے مجھ پر روشن

لہ سورۃ علق آیت ۵ لہ زرقانی المواہب اللدنیہ، لہ بخاری، مشکوٰۃ ۵۴۸، لہ مشکوٰۃ، لہ مشکوٰۃ ۵۴۸، لہ مسلم ص ۳۶۵ ج ۲

ہوگئی ہے۔ کوئی چیز جو میری دیکھی نہ تھی وہ ایسی باقی نہ رہی جو میں نے اس مقام میں دیکھ نہ لی جو کچھ مشرق و مغرب میں ہے سب کو میں نے جان لیا۔ مگر بے ایمان وہابی نہ رسول کے فرمانے پر یقین لاتا ہے نہ خدا کے ارشاد پر ایمان وہ کافر دونوں سے کفر کرتا ہے اور کہے جاتا ہے کہ رسول غیب کو نہیں جانتے تھے۔ اور بے ایمانی اور دھوکے اور فریب سے ان نصوص کو اپنی برہان بناتا ہے جن میں علم ذاتی مراد ہے۔ اس سے کہو کہ بے ایمان عبارت میں "الغیب" سے مراد علم ذاتی ہے۔ اور یہ تیری سمجھ میں نہیں آتا تو اسے بھی مطلقاً علم غیب کا انکار کہتا ہے۔ تو تو بجز بے ایمان رکھتا ہے مگر رسول کے قرآن اور اللہ عزوجل کے قرآن کا منکر ہے۔ اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد و فرمان کے آگے بکری کی عبارت پیش کرنا اس کے بھروسہ رسول کے علم سے مطلقاً انکار کرنا یہ تیرے ہی جیسے بے حیا بے ایمان کا ملعون کام ہے۔ اے لعین تو ان ملعون منافقوں کی طرح قرآنی قصے سے کافر ہے جنھوں نے کہا تھا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں فلاں کا ناقہ فلاں وادی میں ہے اور انھیں غیب کی کیا خبر وہ غیب کیا جانیں اور پھر منکر ہو گئے اور جھوٹے بہانے بنانے لگے جس پر قرآن عظیم کا وہ قہری فتویٰ نازل ہوا اور بتا دیا گیا وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ۔

منافقوں نے بھی تو یہی کہا تھا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب نہیں جانتے وہ غیب کیا جانیں انھیں غیب کی کیا خبر۔ اسی پر تو قرآن عظیم نے فرمایا کہ تم اللہ اور قرآن اور رسول کے ساتھ ٹھٹھا کرتے ہو۔ اسی پر تو واحد قہار نے ان کے جھوٹے حیلے بہانوں کو کہ ہم تو یوں ہی ہنس بول رہے تھے فرمایا کہ جھوٹے بہانے نہ بناؤ بیشک تم کافر ہو چکے بعد (اظہار) ایمان کے۔ امنا باللہ الرحمٰن و رسولہ والقرآن۔ ہم مسلمان آیات قرآن و احادیث نبی ذیشان پر ایمان رکھنے والے باتباع قرآن اس وہابی بے ایمان کے کفر پر حکم کرتے ہیں جس نے کہا رسول غیب کو نہیں جانتے تھے۔ اور جس نے لکھا یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ حصہ ۲ صفحہ) اور بکا کہ دیوار پیچھے کا بھی علم نہیں (براہین قاطعہ صفحہ) اور بک دیا کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلاں درخت میں کتنے پتے ہیں تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ و رسول ہی جانتے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر (تقویۃ الایمان صفحہ) اور لکھا کسی انبیاء اولیاء امام یا شہیدوں کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں بلکہ حضرت پیغمبر صاحب کی جناب میں بھی یہ عقیدہ نہ رکھے (تقویۃ الایمان صفحہ) اور لکھا جو کہتے ہیں کہ علم غیب بجمیع اشیاء آنحضرت کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ نے عطا کیا ہوا ہے

۔ سورۃ توبہ آیت ۶۵

سو محض باطل اور خرافات سے ہے (فتاوی رشیدیہ ج ۳ ص ۳۶) اور لکھا جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا (تقویۃ الایمان ص ۳۱) اور لکھا اللہ کا ساتھ اور ثابت کرنا سوا اس عقیدہ سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء اولیاء سے رکھے خواہ پیر و شہید سے خواہ امام و امام زادے سے خواہ بھوت و پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے (تقویۃ الایمان ص ۱) اور ہر چہار ائمہ مذاہب اور جملہ علماء پر افترا کرتے ہوئے بکا اس میں ہر چہار ائمہ مذاہب و جملہ علماء متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں۔ (مسئلہ علم غیب ص ۲) غیب کی بات اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا نہ فرشتہ نہ آدمی نہ جن (تقویت الایمان ص)

اللہ اللہ۔ اللہ عزوجل اپنے حبیب و محبوب طالب و مطلوب دانائے غیوب کو علم غیب عطا فرمائے، اور اپنی کتاب مجید میں اس عطا کا اعلان فرمادے، اور جو ملعون یہ کہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب کیا جانیں اس کے کفر کا وہ قہری فتوی دے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بار بار بر سر مجالس خطبات میں اپنے رب کے اس عظیم نعمت کا اظہار فرمائیں اور طاعنین کا رد علی رؤس الاشہاد ارشاد فرمائیں۔ حدیث میں ہے قام علی المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال مابال اقوام طعنوا فی علمی لاتسئلونی عن شیئ فیما بینکم وبین الساعۃ الا نبأتکم بہ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام من ربہ العزیز الودود المغفور نے منبر مقدس پر قیام فرمایا اللہ عزوجل کی حمد و ثنا بیان فرمائی پھر فرمایا کیا حال ہے ان اقوام کا جو میرے علم شریف میں طعن کرتی ہیں تم مجھ سے نہ پوچھو گے کسی شئی کو جو تمہارے اور قیامت کے درمیان ہے مگر یہ کہ میں تمہیں اس سے خبردار فرمادوں گا۔ مگر ہابی مردود منافق مطرود کی طرح یہی کہے جائے کہ انھیں غیب کی کیا خبر وہ علم طیب کیا جانیں۔ رسول غیب نہیں جانتے تھے... قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا[1]

آیات و احادیث جن سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم غیب کا ثبوت ہے اور بھی ہیں مگر ہابیہ کے دشت انکار کے مقابل دس دس آیات و احادیث پر بس کریں۔ مشہور ہے الغرق یتشبث بالحشیش ڈوبتا سوار پکڑتا ہے۔ بے ایمان وہابی جب بحر کفر میں غوطے کھانے لگا اور قعر کفر میں ڈوبا تو بچاؤ کے لئے بحر الرائق کی اس عبارت کو پکڑا اس مرجوح قول سے سہارا لیا جس کا غیر صحیح ہونا بالکل واضح اور آشکار اور وہابیہ وہابیہ یہ کا گرو مان چکا کہ شرائط تعارض سے تساوی فی القوۃ ہے پس جواب میں اتنا کافی ہے کہ راجح کے سامنے

[1] سورۂ بقرہ پ ۱

مرجوح ساقط و متروک ہے، اور ادب یہ ہے کہ مرجوح میں تاویل مناسب کی جائے۔ (بسط البنان) اس مرجوح قول میں مناسب تاویل نہ کرنے والا اسے اپنی سند بنانے والا بے ادب گستاخ ہے۔ ساقط و متروک و مرجوح کو قرآن و حدیث کے نصوص کے رد کے لئے پکڑنے والا ہے اور اپنے ساتھ کفر کے گڑھے میں صاحب بحر کو بھی ڈبا دینے والا ہے اور طائفہ کے گرو گھنٹال کی معقول بات کو بھی رد کر دینے والا ہے۔

جب طائفہ کے استاد جی کو بھی یہ مسلم ہے کہ ایسی جگہ تاویل مناسب کرنی چاہئے تو لازم تھا کہ بحر وغیرہ علماء کی ایسی عبارت میں یہ سمجھتا کہ ان کی مراد علم ذاتی ہے نہ کہ اس عبارت کو قرآن و حدیث کے رد کے لئے لے دوڑا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ کیا یہ علمائے دین کے ائمہ جن کی وسعت نظر ہم جیسوں کے حسابوں سے بے انتہا جس کی حد تک ہمارا مرغ وہم بھی پرواز نہ کر سکے تو یہ کیا کوئی سلیم الحواس ادنیٰ عالم بھی ان آیات و احادیث پر جس کی نظر ہو وہ مطلقاً انکار علم غیب بلائے انبیاء کر سکے گا لا الٰہ الا اللہ لفتا بسل اللہ۔ کیا کسی ادنیٰ سے ادنیٰ عقل والے کو یہ وہم ہو سکتا ہے کہ یہ اکابر ان آیات و احادیث پر نظر نہ رکھتے تھے یا ان کو دیکھتے ہوئے معتزلیوں اور وہابیوں کی طرح ان کو رد کرتے تھے۔ یا یہ کہ ان آیات و احادیث پر نظر تو رکھتے تھے اور یہ اعتقاد بھی رکھتے تھے کہ انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے غیب کی خبریں تو دیں انھیں غیوب پر مطلع تو فرمایا وہ ایسے امور سے واقف تو تھے جن کا ادراک عقل اقتضا نہ کرے جو کسی طرح حواس سے معلوم نہ ہو سکیں جس تک مرغ عقل کتنا ہی اڑے ہرگز نہ پہونچ سکے جو بے اعلام الٰہی معلوم نہ ہو سکیں مگر اسے علم غیب کہنا جائز نہ رکھتے تھے۔ اسے علم غیب اعتقاد کرنے کو کفر ٹھہراتے تھے باوجودیکہ اللہ عزوجل نے اسے غیب ہی فرمایا۔

اور عقلاً بھی یہ ظاہر ہے کہ وہ امور غیب جن کا علم خدا نے منشا غائب سے حاضر نہ ہو گئے۔ علم منشا کہ غائب کو حاضر اور جو ہو چکے اور جو ابھی تک نہ ہوا اسے زمانہ حال میں موجود کر دیا۔ ماکان و مایکون کو معلوم و مشہود فرما دیا نہ کہ خارج میں حاضر و موجود۔ اور ہر کس و ناکس کے لئے مشہود۔ تو علم غیب عطا فرمانے سے غیب غیب ہی رہا شہادت نہ ہو گیا۔ اور اپنے حبیب عالم کے لئے معلوم فرما دینے اور اپنے محبوب شاہد کے لئے مشہود کر دینے سے غیب شہادت ہو گیا غیب باقی نہ رہا یہ کہا جائے تو کیا معاذ اللہ یہ جہلا بھی کہیں گے کہ خدا کو بھی غیب نہیں کہ وہاں تو سب شہادت ہی ہے اس سے کوئی شے غائب نہیں۔ شہادت وہ ہے جو حواس سے معلوم ہو سکے وہ موجود کہ ہر ایک کے لئے مشہود ہو سکے یہ بھی بعطائے الٰہی ہے اوروں کے لئے۔ ایک ذرہ شہادت کا علم بے عطا بھی دوسرے کو ناممکن۔ جس طرح علم غیب کے ساتھ اللہ تعالیٰ مقید ہے یوں ہی علم شہادت کے ساتھ جس طرح

علم غیب اس کی صفت ہے یونہی علم شہادت۔ قال تعالیٰ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ اور غیب وہ ہے جو بے اعلام الٰہی معلوم نہ ہو سکے جس تک حواس و عقل کی رسائی کسی طرح بے تعلیم الٰہی نہ ہو سکے جو ذاتی طور پر خدا ہی کو ہے اور اس کی عطا سے اس کے محبوبوں کو ہوتا ہے ہر اک کو نہیں ہوتا۔

مختصر یہ کہ شہادت وہ جو ہر اک کے لئے عقل و حواس سے ظاہر فرمادیا ہے اور غیب جو اس کے ساتھ خاص ہے۔ اپنے محبوبوں کو اس سے جتنا چاہا بخشا ہے اور ان کو نہیں دیا ہے حواس سے معلوم کر لینے پر قادر نہیں کیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ غیر خدا کے لئے مطلقاً انکار غیب یہ عقیدہ باطلہ بعض معتزلہ ہے اور یہ وہابیوں ہی کا اب سے پہلا نام ہے اس سے پہلا نام اس طائفہ باطلہ کا خارجی تھا۔ جیسے اب دیوبندی وہابی اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں اور نجدی وہابی اپنے آپ کو حنبلی بتاتے ہیں دیوبندی فقہ حنفی میں کتابیں لکھتے اور اس میں اپنے مذہب کی رعایت کرتے ہوئے مسائل ٹھونسے ہیں یونہی معتزلی اپنے آپ کو حنفی کہا کرتے اور فقہ حنفی میں تصنیف کیا کرتے اور اس میں اپنے مذہب اعتزال کی رعایت کرتے ہوئے بعض مسائل ٹھونس دیا کرتے تھے انھیں مسائل سے یہ مسئلہ بھی ہے بعض نے اسے اخذ کیا اور ان کے ساتھ حسن ظن یہی ہو سکتا ہے کہ انھوں نے اس سے علم ذاتی مراد لیا۔ پھر ان حضرات صاحب بحر وغیرہ نے بھی یہی سمجھتے ہوئے اپنی تصانیف میں نقل کیا اور یہ بھی ہوتا ہے کہ بعض جامع اقوال ہر گونہ اقوال نقل کرتا ہے مثلاً مجمع الانہر میں لکھا کہ نوشتہ حیوانا ماکول اللحم بحمۃ البعاع یکفر (مجمع الانہر میرے پاس اس وقت نہیں اور میسر بھی نہیں آسکتی یاد پر یہ عبارت لکھی ہے ممکن ہے کہ عبارت میں کچھ فرق ہو) پھر اس سے اوروں نے نقل کیا۔ اور ایسا ہوتا ہے۔ تو بعض کا نقل کردہ قول جب کہ اس میں مطلقاً انکار علم غیب مراد ہو جو معتزلہ کے عقیدہ باطلہ کے موافق ہے یا اس کا اپنا بھی جبکہ وہ حنفی ہو معتزلی نہ ہو اس نے ذاتی مراد لیا ہو اسے دیکھنا اور اسے عطائی پر ڈھالنا اور اکابر علماء جہابذۂ ائمہ کا اس قول کے ضعف و مرجوحیت کا جو اشعار فرمایا اسے دیکھ کر اُن دیکھا کر لینا کس درجہ جیاداری ہے؟ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ نیز اس سے بھی وہابی کا نظر چرانا بلکہ بعض خبثاء وہابیہ کا اس اشعار ذاتی کو بھی مطلقاً انکار کی سند ٹھہرانا کس قدر ڈھٹائی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

مسئلہ تو صرف اتنا تھا کہ اگر کوئی شخص شہادت خدا و رسول سے نکاح کرے تو یہ نکاح منعقد نہ ہوگا کہ شرط انعقاد نکاح گواہوں کا رہنا ہے حدیث میں ہے لانکاح الا بشہود[1] مسلمان کے نکاح میں دو مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کا حضور شرط ہے جو عاقل بالغ ہوں اور یہ سمجھیں کہ نکاح ہو رہا ہے وہ کون سا نکاح

[1] سورۂ ہدایت ص۱۔ [2] جامع ترمذی اول ص۱۴۲

ہے جو خدا سے غائب ہو اگر محض خدا کی شہادت سے نکاح کرنا یا فرشتوں مثلاً کراماً کاتبین کی شہادت سے کرنا جب بھی باطل ہوتا کہ شرط صحت نکاح نہ پائی گئی۔ اس میں بعض جاہل نے اتنا اور اضافہ کیا کہ وہ مسلمان شخص کافر ہو جائے گا کیونکہ وہ معتقد علم غیب برائے رسول ہوا ظاہر تو یہ ہے کہ یہ بعض جاہل معتزلی ہوگا۔ اس نے اپنے مذہب کا پیوند اس میں جوڑ دیا۔ پھر یہ بتاویل علم ذاتی بعض حنفیہ نے بھی اپنی تصانیف میں نقل کر لیا۔ مگر اس کی مرجوحیت کو ظاہر کرتے ہوئے کہ علم ذاتی ہی نہیں ہوتا۔ دوسری قسم علم عطائی بھی ہے تو جب یہ احتمال ہے تو کافر نہیں کہہ سکتے اس احتمال کے ہوتے ہوئے تکفیر صحیح نہیں۔ امام فقیہ النفس قاضی خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وادخلنی الجنان نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا رجل تزوج امرأۃ بشہادۃ اللہ ورسولہ کان باطلا لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نکاح الا بشہود وکل نکاح یکون بشہادۃ اللہ وبعضہم جعلوا ذلک کفرا لانہ یعتقد ان الرسول صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب۔ امام فقیہ النفس نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ کفر ہے بلکہ یہ فرما کر کہ بعض نے اسے کفر ٹھہرا دیا اس کے ضعف کا اشعار فرما دیا۔ فتاویٰ خلاصہ میں یہ مسئلہ دو جگہ لکھا جلد اول کتاب النکاح میں تو تجرید سے اتنا لکھا تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ لا یعقد وھل یکفر عرف فی الفاظ الکفر۔ اور جلد ۲ کتاب الفاظ الکفر میں تحریر فرمایا رجل تزوج وقد حضر شاھد فقال خدارا ورسول خدارا گواہ کردم یکفر فی الفتاوی لانہ یعتقد ان الرسول والملک عالم الغیب بخلاف قولہ فرشتہ دست راست را و فرشتہ دست چپ را گواہ کردم حیث لا یکفر لانہا یعلمان۔

فتاویٰ امام حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب المعروف بابن بزاز کردری میں فرمایا تزوجہا بشہادۃ اللہ تعالیٰ جل جلالہ ورسولہ علیہ الصلاۃ والسلام لا یعتقد ویخاف علیہ الکفر لانہ یوہم انہ علیہ الصلاۃ والسلام یعلم الغیب وعندہ مفاتیح الغیب الآیۃ وما اعلم اللہ تعالیٰ نبیا بعبادۃ بالوحی والالہام الا بقی بعد الاعلام بغیبا فخرج عن حصر بین المستفادین من قتل یدل المستد والحصر الا یخاف علیہ الکفر نے صاف کر دیا

؎ اس عبارت میں اگرچہ اشارۂ ضعف و مرجوحیت نہیں مگر جب اور علماء کے کلام سے ثابت ہے تو اس سے ملائکہ وہابیہ کے گرو نے ملک الموت تک کا ابلیس بنانے کے لئے علم غیب ماننا اور خصوص سے ثابت کہہ دیا تو قطعاً ظاہر کہ اس عبارت سے بھی ظاہر الفتاویٰ مراد ہے یہ تکفیر ہمارے ذمہ لازم نہیں۔ ہم نے یہ عبارت علماء سے نقل کی ہے ممکن ہے کہ تمام نسخوں کی عبارت میں ضعف و مرجوحیت کی طرف اشارہ کے الفاظ ہی ہوں جو اس طبع کرنے والے نے نکال دیے ہوں۔ اس طبع کرنے والے نے چند جگہ الحاق کیا ہے جو نسخہ قلمیہ میں نہیں اور ہر حصہ قطعاً محض باطل ہے ۱۲ منہ

؎ فتاویٰ قاضی خاں برحاشیہ عالمگیری جلد اول صفحہ ۴۱۳

کہ مراد امام بزازی علم ذاتی ہے کہ اگر عطائی مانتا بھی کفر ہوتا تو بخاف نہ فرماتے اور سما اعلمہ اللہ تعالیٰ بالوحی والالہام لغیرہ نعبادہ کہہ کر بیشمار عباد کے لئے منجانب اللہ وحی والہام سے علم ہونے کو تسلیم نہ کرتے۔ لہذا غیبا پر دلیل بہت بغلیں بجاتے ہیں اور قول بزازی دکھا دکھا کر مسلمانوں کو اکثر فریب میں ڈالا کرتے ہیں۔ مگر ہماری تقریر بالا سے روشن ہو گیا کہ لہذا غیبا خود اسی طرف مشیر ہے کہ یہاں مراد امام غیب سے غیب ذاتی ہے۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ وہ غیب بعد اعلام باقی نہ رہا جو خدا کے ساتھ خاص ہے۔ علما اہل فہم کی فہم پر اعتماد کرتے ہوئے ایسی قیود ضروریہ اکثر ترک فرما دیا کرتے ہیں جنھیں شراح و محشین ذکر کرتے ہیں لہذا غیبا اسی عنصابا اللہ تعالیٰ در مختار میں ہے تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ لم یجز۔ بل قیل یکفر۔ اس قیل نے ضعف و مرجوحیت تکفیر کا اشعار فرمایا علامہ شامی قدس سرہ السامی نے اس قول پر رد المحتار جلد ۳ میں تحریر فرمایا قال فی التتارخانیۃ وفی الحجۃ ذکر فی المنتقی انہ لایکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وانت الرسول یعلمون بعض الغیب قال تعالیٰ فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول یعنی تاتارخانیہ اور حجہ میں فرمایا کہ منتقی میں ذکر کیا کہ وہ کافر نہ ہوگا اس لئے کہ اشیاء روح نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پیش کی جاتی ہیں اور بیشک رسل علیہم السلام بعض غیب کی معرفت رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول پھر قلت لکھ کر مقطع کا بند فرمایا جس نے ذبابہ کو بالکل ہی ذبح کر دیا ان کی رگ گردن یکسر قطع فرما دی بل ذکر فی الکتب المعتمدات من جملۃ کرامات الاولیاء الاطلاع علی بعض المغیبات ورد فی ذلک علی المعتزلۃ المستدلین بہذہ الایۃ علی نفیہا بان المراد الاظہار بلا واسطۃ والمراد من الرسول الملک لایظہر علی غیبہ بلا واسطۃ الا الملک اما النبی والاولیاء فیظہرہم اللہ بواسطۃ الملک اوغیرہ وقد بسطنا الکلام علی ہذہ المسألۃ فی رسالتنا المسماۃ سل الحسام الہندی لنصرۃ سیدنا خالد النقشبندی فراجعہا فان فیہا فوائد نفیسہ۔ یعنی میں کہتا ہوں بلکہ بعض علماء نے کتب عقائد میں ذکر فرمایا کہ اولیاء کو کرامات سے بعض مغیبات پر اطلاع ہے اور ان ائمہ نے معتزلیوں کا رد فرمایا جو اس آیت سے نفی غیب پر دلیل لاتے تھے کہ مراد آیت اظہار بلا واسطہ ہے اور مراد رسول سے ملک ہے یعنی نہیں مسلط فرماتا اپنے غیب پر کسی کو بلا واسطہ مگر ملک کو لیکن نبی اور اولیاء تو غیب پر انھیں بواسطہ ملک یا کسی اور واسطہ سے مسلط فرماتا ہے اور بیشک ہم نے اس مسئلہ پر کلام مبسوط کیا ہے اپنے رسالہ سل الحسام الہندی لنصرۃ سیدنا خالد النقشبندی میں تو اس کی مراجعت کرو اسے دیکھو کہ اس میں فوائد نفیسہ ہیں۔

۱؎ در مختار مع رد المحتار جلد دوم صفحہ ۔ ۲؎ پ ۱۹ ع ۱۲

امام برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ نے تجنیس والمزید اور علماء کرام اصحاب فتاوی عالمگیری نے فتاوی ہندیہ میں اس قول کے ضعف یا بطلان کی طرف اس کے ترک سے اشارہ فرمایا کہ مسئلہ صرف اتنا ہی لکھا متن[1] تزوج امرأۃ بشہادۃ اللہ ورسولہ لایجوز النکاح۔ وہ ذکر لاعتقادہ ان النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام یعلم الغیب چھوڑ ہی دیا۔ قیل لگا کر بھی نہ لکھا مضمرات وخزانۃ الروایات اور معدن التحقائق میں ہے والصحیح انہ لایکفر لان الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام یعلمون الغیب وتعرض علیہم الاشیاء فلایکون کفرا۔ اور صحیح یہ ہے کہ بتحقیق وہ شخص کافر نہ ہوگا اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام غیب جانتے ہیں اور ان پر اشیاء پیش کی جاتی ہیں۔ تو ان کو علم غیب کا اعتقاد کفر نہ ہوگا۔ وہابیہ کے مرائق کی عبارت ہی دھوکہ کو نہیں دکھاتے اکثر شرح عقائد وشرح فقہ اکبر وبزازیہ کی عبارتیں بھی فریب دینے کو پیش کیا کرتے ہیں۔ عبارت بزازیہ تو اوپر گذر چکی۔ شرح عقائد کی عبارت یہ ہے۔ العلم بالغیب تفرد بہ اللہ تعالیٰ لاسبیل الیہ للعباد۔ مگر عبارت اتنی ہی نہیں اس کے ساتھ اسی میں یہ بھی ہے الا باعلام منہ او الہام تو یہ عبارت علم عطائی ثابت کر رہی ہے نہ کہ علم عطائی ماننے والے کو کافر مشرک ٹھہرا رہی ہے۔ یونہی شرح فقہ اکبر کی یہ عبارت ذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب اتنی پیش کرتے ہیں اور اس کے متصل اس سے اوپر کا اتنا ٹکڑا ہضم کر جاتے ہیں۔ ثم اعلم ان الانبیاء علیہم السلام لم یدعوا الغیب الا ما اعلمہم اللہ تعالیٰ احیانا اس کے بعد ہی وہ عبارت ہے۔ وذکر الحنفیۃ الخ۔ اوپر کی عبارت نے روز روشن سے زیادہ واضح وآشکارا کر دیا کہ علم عطائی کے اثبات کفر نہیں۔ وہ تو عقیدہ اسلامیہ ہے ذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر الخ میں علم ذاتی ہی کے اثبات پر تکفیر ہے۔ علم عطائی تو اعلمہم اللہ تعالیٰ کہہ کر مصنف نے خود مانا۔ تو کیا آگے خود اپنی تکفیر کا ذکر کیا۔ وذکر المتیا الخ۔ وہابی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہمارے پیشواؤں کے کلام میں بھی علم ذاتی کے اثبات پر حکم کفر وشرک ہے کہ وہابیہ کے پیشواؤں کی عبارتیں جو اوپر گذریں ان میں صاف تصریح ہے کہ علم ذاتی مانے یا عطائی ہر طرح شرک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا معاذ اللہ یہ اکابر علماء دین کے ائمہ قدیم وحدیث ذات احدیث اور خود اپنے اوپر اپنی عبارتوں میں حکم کفر کر رہے ہیں ہے۔ صحابہ واہل بیت اطہار اور عرفاء وعلماء دین کی تصریحات سے آفتاب سے زیادہ روشن کہ انبیاء واولیاء علوم غیب پر مطلع ہیں۔ حضور تو حضور ہیں صلی اللہ علیہ وعلیہم وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم جمیع النہایہ میں علامہ شطنوفی فرماتے ہیں وقد ورد ان اللہ تعالیٰ لم یخرج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی اطلعہ

---

[1] فتاوی عالمگیری مرغینانی ج ۲ ص ۲۹۸ [2] شرح عقائد ص ۱۰۱ [3] شرح فقہ اکبر ص ۱۸۵

علی کل شیئ۔ فتوحات وہبیہ شرح اربعین نوویہ میں ہے۔ الحق کما قال جمع اللہ سبحنہ وتعالیٰ لیس بعض شیئا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی اطلعہ علی کل ما ابہمہ عنہ الا امر بکتمہ بعض والاعلام ببعض ــــ علامہ صاوی حاشیہ جلالین زیر کریمہ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَۃِ اَیَّانَ مُرْسٰہَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُہَا عِنْدَ رَبِّیْ لَا یُجَلِّیْہَا لِوَقْتِہَآ اِلَّا ہُوَ ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَا تَاْتِیْکُمْ اِلَّا بَغْتَۃً یَسْئَلُوْنَکَ کَاَنَّکَ حَفِیٌّ عَنْہَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُہَا عِنْدَ اللّٰہِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ قُلْ لَّآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ وَلَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ تحریر فرماتے ہیں قولہ کانک حفی عنہا عن بعلم الہام والمعنی کانک عالم بہا وسیأتی لہا قولہ تاکیدا اعلم الجملۃ لبیان انہا امر اللہ المکتوم الذی استأثر اللہ بعلمہ فلم یطلع علیہ احدا لا من ارتضاہ من الرسل والذی یجب الایمان بہ ان رسول اللہ لم ینتقل من الدنیا حتی اعلمہ اللہ بجمیع المغیبات التی تحصل فی الدنیا والآخرۃ فہو یعلمہا کما ہی عین الیقین لما ورد فی الدنیا انتفی کما تقرر فی محلہ ودرد انہ اطلع علی الجنۃ وما فیہا والنار وما فیہا وغیر ذلک مما کان وما یکون الی یوم القیامۃ وان کان ورد ما یدل بظاہرہ علی ان بعض الاخبار وقع بعد موتہ کقولہ ولوکنت اعلم الغیب ان قلت لعلہ ذاک یشکل علی ما تقدم لنا انہ اطلع علی جمیع مغیبات الدنیا والآخرۃ۔ والجواب انہ قال ذلک تواضعا او ان علمہ بالغیب کلا علم من حیث انہ لا قدرۃ لہ علی تغییر ما قدر اللہ وقوعہ بکون المعنی حینئذ لو کان لی علم حقیقی بان اقدر علی ما اریدہ وقوعہ لاستکثرت الخ

ہاں ہاں اور دل بیمار و باپی جل کر خاک ہو جا واحد قہار اور زیادہ تجھے دنیا و آخرت میں جلنا نصیب کرے جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ تجھے جلائے دم بدم تری جلن زیادہ کرے فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ فَزَادَہُمُ اللّٰہُ مَرَضًا ہاں ہاں اور دیوبندی اپنی آتش غیظ میں بھنکر کباب ہو جا اللہ تجھے بھنا رکھے۔ یتحکم بعذاب اللہ مرسنا ہاں ہاں اور دیوبندی اپنی آتش غیظ میں بھنکر کباب ہو جا اللہ تجھے بھنا رکھے۔ یتحکم بعذاب اللہ مرسنا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ النَّارُ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِیْرَکُمْ اِلَی النَّارِ عَذَابُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ عَذَابُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ ذٰلِکَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰہِ النَّارُ اور کذاب مفتری اور بہتان پر تری، تو تو علماء اسلام پر اتہام رکھتا ہے کہ وہ انبیاء کے لئے علم غیب ماننے والے کو کافر کہتے ہیں مگر اللہ لَا یَہْدِی کَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ اور یاد رکھ خائن، خیانت کوئی کید کوئی مکر کوئی فریب نہ چلا تیرے مکر و کید پھل فریب کی وہیاں تو اتنی ہی عبارات علماء سے اڑ گئیں۔ آگے اور اپنی بے نور آنکھیں پھاڑ کر دیکھ تفسیر بیضاوی مصری جلد ۲ صفحہ ۲۴۲ میں ہے مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ھٰذَا الْاِسْتِفْہَامُ رَاجِعٌ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کَاَنَّہٗ قِیْلَ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَحَدٌ مِّنْ عِبَادِہٖ مُحَمَّدٌ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۱؎ تفسیر بیضاوی جلد دوم صفحہ ۲۴۲ ۲؎ سورۃ اعراف آیت ۱۸۷، ۳؎ سورۃ آل عمران آیت ۱۲۸، ۴؎ سورۃ یوسف آیت ۱۰۶

مابین ایدیہم من اوفیات الامر قبل خلق الخلائق وما خلفہم من احوال القیامۃ۔

حضرت سیدی شیخ محقق عبدالحق قدس سرہٗ مدارج شریف میں فرماتے ہیں "ہر چہ در دنیا ست از زمان آدم تا اوان نفخہ اولی بر روے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منکشف ساختند تا ہمہ احوال اول و ازل تا آخر معلوم گردید یاران خود را نیز از بعضے ازاں احوال خبر دادہ۔ نیز فرماتے ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ وہو بکل شیٔ علیم وری صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وناسب ہر ہر چیز از شیونات علم احکام الٰہی واحکام صفات حق واسماء وافعال وآثار و بجمیع علوم ظاہر و باطن واول و آخر احاطہ نمودہ و مصداق فوق کل ذی علم علیم شدہ علیہ من الصلوات افضلہا ومن التحیات اتمہا واکملہا۔ درۃ الغواص اور الجواہر والدرر کلاہما للعارف سیدی الامام عبدالوہاب الشعرانی قدس سرہٗ الربانی میں ہے "محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہو الاول والآخر والظاہر والباطن قد وسع بحسن اسرٰی بہ عالم الاسماء اولہا مرکز الارض وآخرہا السماء الدنیا بجمیع احکامہا وتعلقاتہا شروع البراق الی انتہائہ وہو السماء السابعۃ شروع عالم العرش الی ما لانہایۃ لہ وانفتح فی برزخیتہ صور العالم الالٰہیۃ والکونیۃ۔" محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہی اول ہیں وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن (یعنی خلق میں) وہ شب معراج عالم اسماء میں داخل ہوئے جس کی ابتدا مرکز ارض اور انتہا سماء دنیا ہے اس عالم کے جملہ احکام و تعلقات جان لے پھر عالم برزخ میں داخل ہوئے اس کے منتہیٰ ساتویں آسمان تک پھر عالم عرش میں داخل ہوئے جس کی انتہا نہیں۔ اور حضور کے باطن میں عالم الٰہی اور حادث عالموں کی صورتیں منکشف ہوگئیں۔

حضرت سیدی عارف باللہ شیخ اکبر محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوحات مکیہ کے باب دہم میں فرماتے ہیں وصل زمان نشأۃ الجسم الظاہری المحمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فظہر مثل الشمس الباہرۃ التی لولوہ وظہرت بسیادۃ الکائنات باطنۃ فہو الاول والآخر والظاہر والباطن وہو بکل شیٔ علیم فانطلق الآیۃ جوامع الکلم وقال عن ربہ عز وجل بیدہ بین کتفی فوجدت برد اناملہ بین ثدیی فعلمت علم الاولین والآخرین الخ۔ جسم ظاہری محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آفرینش کا وقت ہوا پہنچا تو روشن سورج کی طرح حضور نے ظہور فرمایا (اور) اور حضور کی سیادت باطنہ ظاہر ہوگئی تو مخلوق میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی اول و آخر و ظاہر و باطن ہیں اور ان کا علم ہر شے کو محیط ہے۔ امام اجل قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ شفا شریف میں فرماتے ہیں تک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واوتی علم کل شیٔ۔ حضرت عارف مولانا رومی قدس سرہٗ نے مثنوی

میں فرمایا ہے گرچہ ہر نبیے خدا را ستودہ بد دل دراں لحظہ بخود مشغول بود۔ تفسیر روح البیان میں زیر کریمہ ما انت بنعمۃ ربک بمجنون فرمایا بل انت عالم بما کان۔ خبیر بما سیکون نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض جلد ۳ میں فرمایا الانبیاء صلاۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین من جہۃ الاجسام والظواہر مع البشر وبواطنہم وقواہم الروحانیۃ ملکیۃ ولذا تری مشارق الارض ومغاربہا وتسمع اطیط السماء وتشم رائحۃ جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام اذا اراد النزول الیہم سب انبیاء بظاہری اجسام بشر کے ساتھ ہیں اور ان کے باطن اور روحانی قوتیں ملائکہ کی سی ہیں اسی لئے مشارق ارض ومغارب زمین ان کی نظر میں ہوتے ہیں اور آسمان کی چرچراہٹ سنتے اور جبرئیل امین علیہ الصلاۃ والسلام کی خوشبو جب وہ انبیاء کی طرف نزول کا ارادہ کرتے ہیں اسی وقت سے سونگھ لیتے ہیں۔

عارف کبیر سیدی حضرت سید احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر امام شعرانی قدس سرہ النورانی طبقات کبریٰ بندہ کامل کے بارے میں فرماتے ہیں اطلعہ علی غیبہ لانہ بہ شہرۃ ولا خصہ وثقۃ الا بنظرہ مولیٰ تعالیٰ اپنے غیب پر اسے مطلع فرماتا ہے یہاں تک کہ کوئی پیر نہیں اگتا کوئی پتہ نہیں ہرتا ہے مگر اس کی نظر کے سامنے۔ حضرت عارف سامی مولینا جامی قدس سرہ نفحات الانس شریف میں فرماتے ہیں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے امام جلیل الشان حضرت سیدی عزیزان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے زمین در نظر ایں طائفہ چو سفرہ ایست نیز نفحات میں ہے کہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عزیزان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ کلام شریف نقل فرماتے پھر فرماتے و مالی گویم چوں روی نانے است ہیچ چیز از نظر ایشاں غائب نیست۔ حضور پرنور سید الاحیاء غوث الاموات قطب الاقطاب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے قصیدۂ خمریہ مبارکہ میں اپنی نسبت ارشاد فرماتے ہیں نظرت الی بلاد اللہ جمعا کخردلۃ علی حکم اتصال حضرت سیدی شریف عبد العزیز پھر حافظ الحدیث اجمالی اپنی کتاب مستطاب ابریز میں فرماتے ہیں ما السمٰوات السبع والارضون السبع الا کحلقۃ ملقاۃ فی فلاۃ من الارض۔ اولیاء کی نظر میں زمین مثل دستر خوان ہے عارف کی نگاہ میں روئے ناخن کی طرح کہ کوئی چیز ان کی نظر سے غائب نہیں۔ سید العرفاء کی نظر اقدس کے حضور رائی کے دانے کے مانند۔ مومن کامل کی نظر میں ساتوں آسمان ساتوں زمینیں ایسی جیسے کسی لق ودق میدان میں چھلا پڑا ہوا

وہابی بے دین تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے عطائی علم غیب کے اعتقاد کو کفر کہتا اور حنفیہ معتقد علم غیب عطائی کی تکفیر کا افترا وبہتان کرتا ہے کیا حنفیہ کے نزدیک معاذ اللہ یہ علماء اولیاء عرفاء جنہوں

عہ تفسیر روح البیان جلد ۱ صـ۱

نے انبیاء اولیاء کے لئے یہ کچھ فرمایا کافر ہیں؟ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ایسی نجس ناپاک گندی گھنونی خبیث تکفیر وانکار پر حضرت مولانا روم قدس سرہٗ نے خوب فرمایا ہے۔ رومی سخن کوتہ نہ گفتہ است و نہ گویند منکر مشو دیش کافر شدہ آں کس کہ بانکار برآمد مرد و ہماں شد۔ وہابیہ دیوبندیہ کے گروہ گنوچی کا اندھا پن ملاحظہ ہو قرآنی ارشادات تبیانا علیک الکتب تبیانا لکل شیئ۔ ہم نے تم پر یہ کتاب اتاری ہر چیز کے روشن بیان کو ما فرطنا فی الکتب من شیئ۔ ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز اوٹھا نہ رکھی۔ لا رطب ولا یابس الا فی کتب مبین ۰ ہر تر و خشک کتاب مبین میں ہے۔ اور ان کے علاوہ اور آیات باہرات جو اوپر گذریں اور ان کے علاوہ اور احادیث شریفہ زاہرہ جو اوپر بیان ہوئیں اور ان کے علاوہ۔ ان سب کو پیٹھ دیکر براہین قاطعہ ص ۵۱۸ لعنۃ اللہ بہ ات یوصن میں اپنے ایک انبیٹھی خلیل احمق عدو احمد کے ہم سے۔ اللہ کے حبیب محبوب کو یہ صریح دشنام اور ابلیس کی مدح تام چھاپ دی۔ شیطان کا حال دیکھکر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا حصہ ایمان کا ہے شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ معاذ اللہ، معاذ اللہ، معاذ اللہ۔ (وھو تعالیٰ اعلم)

مسئلہ ۲ بہ از شہر بنارس محلہ ہٹیہ مرسلہ اثیر الدین جلال الدین صاحبان۔ ۸ شعبان المعظم ۴۹ھ

علماء دین مندرجہ ذیل عبارت اور اس کے مسائل کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

"اصول کو اہل منطق اور اہل فلسفہ وحدت فطری اور عوام الناس نظم کائنات کہتے ہیں۔ اسی قانون کی برکت اور اسی اصول کا صدقہ ہے کہ کائنات، کائنات کی صورت میں ہے۔ آفتاب کی تیز شعاعیں مہتاب کے تسکین دہ لمعات باد سموم کے تیز جھونکے ریگستان کے ریتیلے ذرات کی مہلک لپٹ بارشوں کا نزول اور انکا عروج غرض کہ کائنات کی ہر حرکت و سکون خاص قوانین اور اصول کے ماتحت ہے۔ جن کو دنیا کی کوئی قوت نہ توڑ سکتی ہے نہ پھوڑ سکتی ہے نہ مٹا سکتی ہے نہ ہلا سکتی ہے وہ اصول پختہ و دائمی مستحکم اور ابدی ہیں"

کیا اس عبارت کے قائل نے نظم کائنات اور کائنات کو دائمی اور ابدی نہیں کہا اور کائنات کو لافانی اور باقی نہیں مانا؟ حکم شرع بیان ہو۔ بینوا توجروا

الجواب قائل نظم کائنات کو ابدی کہتا ہے نہ کائنات کو۔ کائنات کو نہ اس نے ابدی و دائمی بتایا نہ

۔ ۱؎ سورۂ نحل آیت ۸۹

اس کے کسی لفظ سے یہ مترشح نظم کائنات سے اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ نظام دنیا ابدی ہے یوں ہی ابدالآباد تک رہے گا بلکہ نظم کائنات اس نے انھیں اصول کا نام رکھا جن پر نظام کائنات برقرار ہے جن پر نظام کائنات کا مدار ہے۔ رہا یہ کہ کن اصول کو وہ دائمی و مستحکم و ابدی کہتا ہے۔ یہ اس عبارت منقولہ میں نہیں وہ بھی منقول ہوتے تو ان کا حکم بتایا جاتا مگر ایسے اصول ہیں جنھیں ابدی کہہ سکتے ہیں بلکہ وہ بھی جو ازلی بھی ہیں اور ابدی بھی ہمیشہ سے ہے اور ابدالآباد تک رہے گا وہ اصل کیا ہے لا الٰہ الا اللہ جس پر نظام کائنات کا مدار ہے کہ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا اور یوں بھی کہ جب عالم میں کوئی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والا باقی نہ رہے گا جب ہی قیامت قائم ہوگی اور یہ نظام عالم درہم برہم اور عالم تہہ و بالا نیست و نابود ہو جائے گا۔ فنا کی گھاٹ اتر جائے گا تو اسے ابدی دائمی کہنے میں کیا حرج کہ قطعاً ابدی دائمی ہے۔ اصول کے دائمی و ابدی ہونے سے عالم و نظام عالم ابدی و دائمی نہ ہو جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہٗ اتم واحکم۔

مسئلہ ۳ زید کہتا ہے کہ ہندو بتوں کو سجدہ کرتے ہیں اور ہم کعبہ میں جا کر پتھر کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور ہندو پتھر پر پانی پھول چڑھاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ پانی پھول مہادیو کو پہونچتا ہے اور ہم کعبہ میں جا کر کنکریاں مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شیطان کو چوٹ لگتی ہے پھر ہم میں اور ان میں کیا فرق ہے۔ اس کا جواب ایسا سمجھ کو دیجئے کہ مجھ کو سیری ہو۔

الجواب یہ شخص جلد تر توبہ کرے۔ کوئی مسلمان کعبہ کو سجدہ نہیں کرتا ہرگز کعبہ سجدہ خدا کو کرتا ہے کافر بتوں کو سجدہ کرتا ہے۔ ان کی پرستش و بندگی و عبادت کرتا ہے۔ کعبہ جا کر پتھر کو سجدہ کرنا مسلمانوں پر محض افترا ہے جیسے کعبہ سے دور سمت قبلہ سجدہ ہوتا ہے یوں ہی وہاں جا کر عین قبلہ کا استقبال کیا جاتا ہے۔ سجدہ یہاں وہاں سب جگہ خدا ہی کے لئے ہوتا ہے کیا کوئی اونی سمجھ والا بھی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہاں مسلمان مسجد کی دیواروں کو سجدہ کرتے ہیں اور جو مسجد میں نماز نہیں پڑھتے تو وہ گھر کی دیوار کو سجدہ کرتے ہیں بلکہ یہ کہنے کو سمجھ دار ٹھہرا کر فرق اسلام و کفر گرانا کیسی شدید بات ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اس شخص پر توبہ فرض ہے۔ مسلمان رضی جہاد محض امتثال امر کے لئے کرتے ہیں۔ حکیم کے ہر حکم میں مصالح ہوتے ہیں فعال لما یرید لا یعلل ولا یحکم۔ آدمی بہت کام کسی اپنے معتمد کے کہنے سے ایسے کرتا ہے جس کی حکمت خود نہیں سمجھتا جانتا ہے کہ میں اپنے جہل سے اپنی نادانی سے اس کا فائدہ نہیں سمجھتا مگر کچھ نہ کچھ فائدہ ہے ضرور جب تو یہ مجھے اس کے کرنے کا حکم دے رہا ہے۔ تو اس حکیم حقیقی عزت عظمتہ وجلت حکمتہ جس کی شان ہے لا یسئل

کہ سورۂ انبیاء آیت ۲۲

علاوہ اس کے احکام میں چون وچرا کا کیا موقع۔ کہ محال ہے کہ وہ کسی عیب کا حکم دے تو ضرور اس میں فائدہ ہے کوئی یہ نہیں سمجھتا کہ میرا پتھر شیطان کے جسم پر پڑتا ہے۔ محض امتثال امر کے لئے پتھر مارتا ہے نیز اس لئے کہ رب عزوجل کے خلیل جلیل کی سنت کریم ہے علیہ الصلاۃ والتسلیم جہاں خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راہ میں شیطان ان سے معترض ہوا بحکم الٰہی آپ نے اسے پتھر مارے کہ وہ خاسب وخاسر ہوا ہم بھی رب جلیل کے اس خلیل جلیل صلوات جمیل کے اتباع میں ایسا کرتے ہیں۔ کسی کی جانب پتھر پھینکنے سے مقصود جب ہی حاصل نہیں جبکہ وہ پتھر اس کے جا لگے۔ کسی کو بھگانا مقصود ہوتا ہے تو اس کی طرف پتھر پھینکے جاتے ہیں تو بھاگ جاتا ہے۔ اگرچہ ایک پتھر بھی اس کے نہ لگے۔ بندر اور کوا کیا جب ہی بھاگتا ہے جب اس کے جسم پر جا لگتا ہے؟ بلکہ بھگانے کا مقصود کبھی محض اشارہ سے پورا ہو جاتا ہے ہاتھ میں پتھر نہ ہو جھک کر اٹھانا اور بندر کوے کی طرف خالی ہاتھ اس طرح پھینکنا جس طرح پتھر ہاتھ میں لے کر پھینکا جاتا ہے بسا اوقات کافی ہوتا ہے۔ تو اس خیال سے کہ وہ عدو اللہ جو ایسے عظیم وجلیل سے یہاں متعرض ہوا وہ ہم جیسوں کا یہاں کیوں تعرض نہ کرے گا جو ہمارے دم کے ساتھ ہر قدم ہے۔ اس کا وہی علاج کیا جائے جو اس خلیل جلیل نے فرمایا۔ ان کے اتباع کی برکت ہوگی اور عدو اللہ دفع ہوگا اگرچہ خلیل جلیل کا کوئی وار خالی نہ گیا اور ہمارا ہر پتھر خالی جائے۔ مگر پتھروں کی جب بارش ہوگی تو وہ رکے گا نہیں بھاگ جائے گا۔ پھر تذلیل کا مقصد تو حاصل ہے ہی۔ کسی کی تصویر بنا کر اس کے جوتے پتھر مارے جائیں تو اگرچہ اس کے جسم پر وہ پتھر وہ جوتے نہیں لگتے، مگر جس کی تصویر ہے اس کے دل پر زخم کاری لگتا ہے۔ تو شیطان کے قالب پر کاری زخم لگانے کے لئے اس عدو اللہ کے ان مقامات پر جہاں وہ اللہ کے خلیل سے متعرض ہوا مسلمان پتھر مارتے ہیں اس میں اور اس لغو بیہودہ بے معنی حرکت کنکری میں فرق نہ گننا کیسی شدید جہالت ہے۔ پتھر پر پانی پھول چڑھانا اور اس کا مہادیو کو پہونچ جانا اور شیطان کے چوٹ لگنا کیسے ایک سا جانا؟ دل پر چوٹ لگنے کے لئے جسم پر پتھر لگنا ضروری نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۱۵ بازار نگون محل اسٹریٹ ۱۲۰ مسئولہ مولوی حشمت علی لکھنوی قادری برکاتی سلمہ ۱۳۲۱ھ

زید نے اپنے داماد عمرو کے متعلق یہ سنا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں آدمی ہو جاؤں گا جب اس کا چچیرا بھائی بکر نے کہا کہ بھائی یہ شریعت کا معاملہ ہے عمرو کو کسی سنی عالم کے پاس لے جاؤ وہ تحقیق کر کے حکم شریعت بتا دیں گے۔ عمرو کو خالد و زید ایک سنی عالم کے پاس لے گئے عالم دین نے عمرو سے پوچھا تم نے کیا کہا تھا اس

نے پانچ آدمیوں کے سامنے اقرار کیا کہ میں نے یہ کہا تھا کہ اگر میرے سسرال والے اسی طرح میری دشمنی پر آمادہ رہے تو میں آریہ ہو جاؤں گا پھر میرا کیا کر سکیں گے اور یہ کلمات میں نے ہنسی مذاق کے طور پر کہے تھے۔ عالم دین نے فتویٰ دیا کہ تم اسلام سے خارج ہو گئے اور تمہاری بیوی نکاح سے خارج ہو گئی اور اسی وقت عمرو سے توبہ کرائی اور از سر نو تلقین اسلام کی۔ اس فتویٰ پر عمرو کے طرفداروں نے شور و غوغا مچا رکھا ہے۔ کوئی کہتا ہے اعلان کرو ورنہ ہماری برادری کا کوئی آدمی مولوی صاحب کے وعظ میں نہ جائے۔ کوئی کہتا ہے آج ایسے ہی فتووں کا زور رہا تو دنیا بھر کے نکاح فسخ جائیں گے۔ کوئی کہتا ہے زید پر برادری کی طرف سے دباؤ ڈالا جائے کہ وہ پھر اپنی لڑکی کا نکاح عمرو کے ساتھ کر دے اور اگر نہ مانے تو زید کا حقہ پانی بند کر دیا جائے۔ کوئی کہتا ہے کہ بکر کے مشورے سے خالد اور زید عالم دین کے پاس عمرو کو لے کر گئے اگر یہ لوگ ایسا نہ کرتے تو فسخ نکاح کا فتویٰ کیوں ملتا لہٰذا اب عمرو کا دوبارہ جو نکاح ہوا اس کا سارا خرچ بکر اور خالد اور زید سے وصول کیا جائے اگر یہ تینوں نہ دیں تو ان کو برادری سے خارج کر دیا جائے۔

سوال یہ ہے کہ سنی عالم دین کا فتویٰ صحیح ہے یا غلط؟ اگر صحیح ہے تو عمرو کو اپنی بیوی سے دوبارہ جبراً نکاح کرنے کا شرعاً اختیار ہے یا نہیں؟ اور پہلا مہر عمرو کے ذمہ فی الفور واجب الادا ہے یا نہیں اور دوسرے نکاح کا مہر پہلے مہر کے علاوہ اسی قدر ہوگا یا نہیں جس مقدار پر عورت راضی ہو؟ شور و غوغا مچانے والوں کے کلمات شرعاً کیا حکم رکھتے ہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب عالم دین کا فتویٰ حق و صحیح و صواب۔ اور اس پر شور و غل مچانے اور یہ ہودہ غوغا کرنے والے باطل پر بے شک بے ارتیاب مستحق عذاب مستوجب قہر و غضب حضرت رب الارباب۔ فی الواقع صورت مسئولہ میں عمرو پر توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم تھی اسی کا عالم دین نے حکم دیا۔ اگر عمرو اپنے اس بیان میں سچا بھی ہو کہ اس نے یہ باتیں کہا تو شاجب بھی یہی حکم ہے۔ جب لفظ معنی کفر میں ظاہر ہو تو نیت و عدم نیت کا فرق نہیں ہوتا۔ اس کے قائل پر توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح ہی کا حکم ہوتا ہے۔ امام ابن حجر مکی قدس سرہٗ المکی اعلام الاعلام بقواطع الاسلام میں فرماتے ہیں انما یحکم بالکفر باعتبار الظاہر وقصد ذلک وعدمہ انما ترتبط بہ الاحکام باعتبار الباطن اسی میں فرمایا حکمنا انما ہو باعتبار الظاہر فلا یبحث عن المراد اسی میں ہے نحن نحکم بالظاہر فذالک حکمنا بعدم ایمانہ اسی میں ہے اللفظ ظاہر فی الکفر وعند ظہور اللفظ فیہ لا عبرۃ الی نیۃ کما علم من فروع کثیرۃ اسی میں فرمایا المدار فی الحکم بالکفر علی الظواہر ولا نظر للمقصود والنیات

ولا نظر لقرائن حالہ۔ یہ وہاں ہے جہاں لفظ محتمل ہو مگر معنی کفریں ظاہر ہو جہاں دوسرا احتمال راستا ہی نہیں اس کا کیا پوچھنا عمرو کے قول میں تو یہ ہے کہ میں آریہ ہو جاؤں گا جو عزم بالجزم بتا رہا ہے جس میں اصلاً گونی اور احتمال نہیں۔

علماء کرام نے اس سے ہلکے اقوال پر بھی حکم کفر فرمایا جیسا کہ بعض عبارات آئندہ سے ظاہر ہے۔

فتاوٰی بزازیہ میں ہے لو قال دل تنگ شدم کہ نحو اسلم کافر شدن یکفر اسی میں ہے وعظ فاسقا ونبہ الی التوبۃ فقال بعد الیوم اضع علی رأسی قلنسوۃ المجوس یکفر لان وضع تلک القلنسوۃ کشد الزنار خلاصۃ الکفر اخبارہ یکفر بعد حبہ فزال التصدیق المقرر بعد العزم فتاوٰی ظہیریہ امام ظہیر الدین مرغینانی و شرح فقہ اکبر علی قاری میں ہے لمن وعظہ ولامہ علی العصیان فقال آکسو بنا الیوم قلنسوۃ المجوسی وان عنی بہذا المعنی مع استقامۃ القلب کفر لانہ وعد بالاخبار عن الانکار بعد الاقرار للتبرء فی کونہ الشرط الایمان اسی میں فرمایا قالت ان جئتنی کذرت او قالت ان لم اجئتک کذرت فی الحال شرح فقہ اکبر علی قاری میں جواہر سے ہے لمن قال لو کان کذا عندا والا کفر کفر من ساعتہ اسی میں محیط سے ہے لمن قال فلانا کافر او فاکفر یعنی فی جزاء الشرطیۃ المبتدأ او مطلقا قال ابو القاسم ہو کافر من ساعتہ اسی میں ہے لو قال الاخر اتعبتنی حتی اردت ان اکفر قلت وہذا ظاہر لان ارادۃ الکفر کفر اسی میں محیط و مجمع الفتاوٰی سے ہے لمن عزم علی ان یسر احدا بالکفر کان بعزمہ کافرا اسی میں ہے لو قال لما امرنی فلان ای من المشائخ او العلماء او الامراء افعل ولو بکفر او قال ولو کان کلمۃ کفر کعزای لانہ نوی الکفر فی الاستقبال فیکفر فی الحال اسی میں نووی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے ہے لو تلفظ بکلمۃ الکفر طائعا غیر معتقد لہ یکفر لانہ راض بما شرتہ وان لم یرض بحکمہ کالہازل بہ فانہ یکفر وان لم یرض بحکمہ ولا یعذر بالجہل وہذا عند عامۃ العلماء خلافا للبعض۔

فتاوٰی امام فقیہ النفس قاضی خاں میں ہے لمن قال وعلی امر یکفر اگر فتاوٰی خلاصہ سے اسی شرح فقہ اکبر امام اعظم میں ملا علی قاری ناقل لمن عزم علی الکفر ولو بعد سنۃ یکفر فی الحال اسی فتاوٰی خانیہ میں ہے من قال کدت ان اکفر کفر او قال وعلی فقد کفرت کفر اسی بظاہر کلامہ وان احتمل انہ اراد قاربت الکفر وفیہ ما تقدم واللہ اعلم مجمع الانہر میں ہے من اضمر الکفر او ہم بہ فہو کافر ومن کفر بلسانہ طائعا وقلبہ مطمئن بالایمان فہو کافر ولا ینفعہ ما فی قلبہ لان الکفر یثبت ف

۱؎ الاشباہ والنظائر ۲؎ شرح فقہ اکبر ص ۳؎ ایضاً ص ۴؎ شرح فقہ اکبر ص ۵؎ ایضاً ص ۶؎ ایضاً ص

بما یتعلق بہا الکفر فاذا تعلق بالکفر کان کافرا عندنا وعند اللہ تعالیٰ۔ اسی میں ہے اذا عزم علی الکفر غدا حین یکفر فی الحال لزوال التصدیق المستمر اسی میں ہے یکفر بقولہ فلان اکفر منی او قال ضاق صدری حتی اسودت الدنیا او کدت ان اکفر او کان اقرب الی کفر اعلام میں فرمایا فمن ذلک العزم علی الکفر فی زمن بعید او قریب او تعلیقہ بالسان او القلب علی شیئ ولو کان لا عقلیا فیما یظہر فیکون ذلک کفرا فی الحال۔ کما نقلہ الشیخان عن التتمۃ وجزم بہ البغوی وغیرہ کما فی الحلیبی ومحمد الرومی اس کے بعد یہ شبہ لکھ کر وقول ابی نصر الفیشری عندنا لا یتصور العزم علی الکفر الذی ہو الجہل باللہ اذ لا یجمع من العالم باللہ ان یعزم علی الجہل اس کا جواب فرماتے ہیں یجاب عنہ بان المراد بالکفر فی ہذا الباب ما اشعر بالجہل وان کان قلب من صدر منہ شیئ مما ذکر وما یاتی ممثلا ایمانا۔ الا تری ان الاستہزاء والہزل لغیرہما کذلک فی الفعل الآتی فان اراد بانہ نصر انہ وان عزم لا یکون کافرا ففیہ ما فیہ لکنہ لا وجہ لہ لکونہ حینئذ وان اراد حقیقۃ الکفر الذی ہو الجہل لا یجامع حقیقۃ العلم فمسلم لکن لا مدخل لہ فی ما نحن فیہ۔ اسی میں ہے ان الایمان التصدیق وہو منافٍ مع العزم علی ان یقول بکلمۃ الردۃ وزعمانہ اخبر تورید کفر ظاہرا وباطنا یہاں وہ اس سے زیادہ کہہ ہی کیا سکتا ہے کہ میں نے تو ہنسی دل لگی میں ایسا کہہ دیا تھا میرا یہ قصد نہ تھا کہ واقعی آدمی ہو جاؤں گا اس بھی عذر نہ بن سکتا تھا مگر اس عذر بابو کی گردن اگرچہ بعض عبارات مذکورہ سے کٹ چکی پھر بھی خاص جزئیہ لیجئے مجمع الانہر میں فرمایا یکفر بکلمۃ الکفر ہازلا او لاعبا کفر عند الکل ولا اعتبار باعتقادہ۔

جب بفضلہ تعالیٰ عمر سے عالم نے توبہ لی بکر بہ تعالیٰ الزام کفر اٹھ گیا فان التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ کما فی الحدیث۔ مگر اس تجدید اسلام سے اسے عورت پر دسترس حاصل نہ ہوئی کہ اس کلمہ کفر سے جو نکاح ٹوٹ گیا وہ اس تجدید اسلام سے جڑ نہ گیا نہ اس سے عمر کو عورت پر کوئی جبر کا موقع۔ عورت اگر راضی ہو تو اس سے نکاح جدید کرے اور راضی نہ ہو تو وہ مثل اجنبیہ ہے۔ اس کا اس پر کوئی جبر واختیار نہیں اور جب وہ عمر وہی کے کہنے سے اجنبیہ محرمہ ہو چکی تو اگر بعد مانے زنا عمر و اس سے نکاح جدید کرے گا تو ہمیشہ کی جدید ہوگا۔ اور اتنا ہی ہوگا جتنے پر عورت راضی ہوا علام میں فرمایا من الی ما لفظا الکفر جعلہ وقع الفرقۃ بین الزوجین وبعد النکاح بوصام الزوجۃ ان کان الکفر من الزوج وفقد بعد تجدید الایمان والتبری من لفظ الکفر حتی ان من اتی بالشہادتین عادۃ ولم یرجع عما قالہ لا

ف۱ شامی مطبوعہ کرنٹ بلد سوم ص۲۹۲ ف۲ ابن ماجہ مشکوٰۃ ص۲۰۱

یرتفع الکفر عنہ ویکون وطؤہ وطئ زنا وولدہ ولد الزنا فتاوی خلاصہ میں فرمایا ارتداد احد الزوجین یوجب البینونۃ بنفسہ ان کان قبل الدخول بلا توقف علی انقضاء العدۃ وان کان بعد الدخول توقف علی انقضاء العدۃ فان عادت الی الاسلام قبل انقضاء العدۃ فھی امرأتہ بغیر الطلاق عند ابی حنیفۃ وابی یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ ولا عبرۃ لمراجعۃ الزوج الیھا حتی یتزوجھا وعلیہ مھر المثل او المسمی بعد الدخول ونصف المسمی والمتعۃ قبل الدخول وعلیھا العدۃ ان کانت بعد الدخول مجمع الانہر میں ہے ما یکون کفرا بالاتفاق یوجب احباط العمل وتلزمہ اعادۃ الحج ان کان قد حج ویکون وطؤہ حینئذ مع امرأتہ زنا والولد الحاصل منہ فی ھذہ الحالۃ ولد الزنا ثم ان اتی بکلمۃ الشھادۃ فعلی وجہ الاعادۃ لم ینفعہ المرجع عما قالہ لانہ بالاتیان بکلمۃ الشھادۃ لا یرتفع الکفر۔ اگر مسئلہ متنازعہ فیہ جناب بھی عالم کا حکم تو بہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح وغیرہ یقیناً صحیح ہوتا۔ مجمع الانہر میں فرمایا وما کان فی کونہ کفرا اختلاف یأمر قائلہ بتجدید النکاح والتوبۃ والرجوع عن ذلک احتیاطا فلو ھذا اذا اقام الزوج ثم اقتصرا۔

پہلا ہر واجب الکتاب عالم کے فتوی پر شور وغوغا مچانے والے گنہگار ہیں ان پر توبہ لازم ہے۔ زید پر یا اوروں کے مشورہ دینے والے سنی شعار ظالم جتنا کار ہیں یہ سب مستحق نار مستوجب غضب جبار بصورتا وہ جنہوں نے کہا کہ اگر ایسے ہی مختلف کاموں پر ارتداد لازم ہو تو شدید لازم ہو حق شرع میں گرفتار ہیں حق اللہ و حق العبد میں گرفتار مبتلائے قہر جبار ہیں۔ والعیاذ باللہ العزیز الغفار۔ اللہ عزوجل ہدایت دیں اور ہم اور سب مسلمانوں کو تمام گناہوں سے توبہ کی توفیق بخشے اور امراء علی الباطل سے بچائے۔ عناد واستکبار سے محفوظ رکھے۔ آمین واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از شہر بطلی منہری مسجد۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ زید کہتا ہے کہ قرآن شریف آسمانی کتاب ہے اور خدا کا فرمان ہے۔ لیکن بکر کہتا ہے کہ نہیں لہذا زید کو کیا کیا دلیلیں پیش کرنی چاہئے کہ جس سے اس کی تسکین ہو بینوا توجروا

الجواب آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ قرآن خود اپنی دلیل آپ ہے کہ وہ اللہ عزوجل کی کتاب ہے۔ اس زمانہ میں جب فصاحت وبلاغت کا بازار گرم تھا زبان عربی کی ترقی کا عہد شباب تھا فصحاء وبلغاء کا مجمع تھا بچہ، فصیح وبلیغ ماں باپ کی گودیں پلتا زبان کھلتے ہی فصیح وبلیغ ہوتا۔ لڑکیاں تک فصائد برجستہ کہا کرتی تھیں شعراء اپنے قصیدے لکھ لکھ کر کعبہ معظمہ کے دروازے پر لٹکایا کرتے اور ہمیشہ ان کے جواب ہوا کرتے۔ قرآن عظیم

حضرت سیدتنا آمنہ صلی اللہ تعالیٰ علی ابنہا وعلیہا وسلم کے یتیم فرزند ارجمند پر جن کے سر مبارک پر بلائے تربیت و تعلیم باپ دادا نہ تھے جن کی عمر شریف اوائل ایام طفلیہ سعدیہ بدویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں بادیہ میں بسر ہوئی۔ جنھوں نے کسی انسان سے کسی کتاب کا کوئی حرف نہ پڑھا نازل ہوا جس نے تحدی فرمائی کہ وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ یعنی اے مئے فصاحت کے متوالوے شراب بلاغت سے سرشار والے زبان کے ایسے مدعیو کہ دوسروں کو گونگا بتانے والو اگر تم دربارۂ قرآن کسی ادنیٰ سے ادنیٰ شک میں پڑے ہو تو اس کی سی ایک چھوٹی سی سورت کہہ لاؤ اور نہ تم ہی بلکہ فَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ۔ اور اللہ عزوجل کے سوا جنھیں تم نے معبود بنا لیا ہے انھیں بھی مدد کے لئے پکار لو اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر تم ایسا نہ کر سکو اور ہرگز ایسا نہ کر سکو گے تو آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ کہیں فرمایا فَاجْمَعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا سب کے سب جمع ہو جاؤ اپنے شرکا کو بھی جمع کر لو۔ کہیں فرمایا لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ہرگز اس کی مثال نہ لا سکیں گے اگرچہ بعض بعض کے مددگار ہوں۔

قرآن تو کلام اللہ صفۃ من صفات اللہ ہے۔ کوئی اس کا مثل کیونکر لا سکے۔ جو شئی بھی اللہ عزوجل کے یہاں سے ہو محال ہے کہ تمام عوالم مل کر بھی اس کا مثل بنا سکیں پانی کا قطرہ قطرہ مٹی کا ذرہ ذرہ ہوا کا ہر ہر حصہ آگ کی ہر ہر چنگاری نور کا ہر ہر لمعہ عرش کہ عوالم کی ہر ہر شئے کا ہر ہر ریزہ اس پر گواہ ہے نہ اصل کی مثل کو لا سکتا ہے نہ فرع کی مثل کوئی بنا سکتا ہے اصل و فرع روح و جسم کا مثل کیا معنی کوئی محض صورت کا مثل بھی نہیں بنا سکتا وہ رنگ و روپ نہیں لا سکتا۔ ایسی جو چیز عالم میں نظر آتی ہے یا محسوس ہوتی ہے جس کا مثل عوالم میں کسی سے ممکن نہ ہو عقل و شعور رکھنے والا بلکہ پاگل بھی اسے اللہ عزوجل کی محض قدرت سے جانتا اور سچے دل سے اسے اللہ عزوجل کا مخلوق مانتا ہے تو قرآن عظیم جو اس خالق جل مجدہٗ کی صفت ہے جس کی کسی مخلوق کا مثل تمام عالموں میں کسی شئے سے ممکن نہیں تو اس کی صفت کا مثل کوئی کیونکر کس طرح لا سکے قرآن کا مثل ناممکن ہونا اہل دار منادی کہ قرآن منجانب اللہ ہے۔ علماء و بلغاء عرب جس کے مقابلہ سے عاجز ہوئے ان میں بہت وہ جن کے نصیب میں ہدایت تھی اسے سن کر ہی ہدایت یاب ہوئے اور پکار اٹھے کہ یہ کلام کلام بشر نہیں اور سچے دل سے اسے کلام اللہ اعتقاد کر کے ایمان لائے اور بدنصیب جن کے قلوب پر عناد و

حاشیہ سورۂ بقرہ آیت ۲۳، ۲۴، حاشیہ سورۂ یونس آیت ۳۸، حاشیہ سورۂ اسرا آیت ۸۸

جہالت کے خطا تھے اگرچہ دل سے وہ بھی مانتے تھے کلام البشر مجبوراً مانا کئے مگر عناداً کہتے رہے کہ لو نشاء[1] لقلنا مثل هذا

مگر عقلاً بے شک ہی دانند کہ اگر انھیں کچھ مخفی قدرت ہوتی تو کس دن کے لئے اٹھا رکھتے قرآن اگر کلام بشر ہوتا تو کیا وہ زبان داں جو اپنے آگے تمام دنیا کو گونگا جانتے وہ فصحاء وبلغاء جن کے آگے فصاحت وبلاغت ہاتھ باندھے کھڑی رہتی جن کی لونڈیاں برجستہ قصائد پڑھا کرتیں قرآن کے آگے کیوں گونگے ہو جاتے؟ قرآن اگر کلام بشر ہوتا تو اس میں ایسی گرفتگی ایسا جھول ایسی خوبی ایسی خوش اسلوبی یہ حسن یہ ملاحت یہ سلاست یہ لطافت کہاں ہوتی یہ اثر کب ہوتا کہ معاندوں کو جب کچھ نہ بن پڑتا تو کہتے لَا تَسْمَعُوا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ۔ اس قرآن کو نہ سنو نہ کسی کو سننے دو کہ جو سے گا اسی کا کلمہ پڑھے گا ہم سے ٹوٹ کر اسی کا ہو رہے گا جب قرآن پڑھا جائے تو غل شور مچاؤ غل بل غل بل کرو کہ تم غالب آؤ کہ نہ لوگ قرآن سنیں گے نہ ایمان لائیں گے۔ ظاہر ہے کہ اگر وہ کلام بشر ہوتا تو وہ فصحاء وبلغاء اس کے مقابلہ سے کیوں عاجز ودرماندہ رہتے۔ خود ہی ہر شخص علیحدہ علیحدہ مستقل قرآن اس کے مقابل بنا کر پیش کرتا پھر جب کہ قرآن کی وہ تحدی دیکھتا جب تو جان توڑ کوشش سے مقابلہ کرتا۔ جب کہ فراس تحدی پر بھی اس کی سی ایک سورت نہ بنا کر لا سکے جب معاند اس کے سننے سے رکے اور اوروں کو روکا اور اس کی آواز کان میں نہ پڑجائے غل شور مچانے غل بل غل بل کرانے لگے تو روز روشن سے زیادہ روشن واشکارا ہوا کہ قرآن ایسی بے مثل کتاب ہے جس کا مثل کسی سے ممکن نہیں جو ایسی چیز ہو جس کا مثل ممکن نہ ہو وہ خدا ہی کی ہوتی ہے تو آفتاب نصف النہار کی طرح روشن وتاباں کہ قرآن کلام اللہ ہے۔ ہرگز کلام بشر نہیں۔

پھر قرآن کے اٹل احکام لم یزل اور امر ونواہی محکم قواعد قوانین اپنے مخالفوں کو بھی مجبور کر کے کہلوا لیتے ہیں کہ بے شک یہ خداوندی ہے ہرگز یہ بشری نہیں۔ اعلیٰ سے اعلیٰ مقلا جمع ہو کر جو قوانین وضع کرتے ہیں کبھی تو ذرا بھی کچھ دن بعد زمانہ انھیں مجبور کرتا ہے کہ وہ ان میں ترمیم کریں یا منسوخ کر کے نئے قوانین بنائیں مگر قرآنی قوانین ایسے قوانین نہیں جن میں کوئی تبدیل کو تغیر ذرا بھی ترمیم کی کسی تھوڑی سی تنسیخ کی حاجت ہو۔ وہ آج سے تیرہ سو برس پہلے جیسے ضروری تھے ڈیڑھ ہزار برس کے قریب زمانہ گزرتا ہے آج بھی ویسے ہی ضروری ہیں۔ اور تا قیامت ان کی اسی طرح حاجت وضرورت رہے گی۔ دنیا بھر میں قرآنی قوانین کا شہرہ ہے قرآنی قوانین عالمگیر وہمہ گیر قوانین ہیں۔ دنیا بھر کے سلاطین انھیں قوانین کی سرکار کے جوکاری ہیں یا صاحب

[1] سورۂ انفال آیت ۳۱، عدد ۸ پ ۱۰ ع ۱۸

ہے کہ وہ عناد سے تسلیم نہ کریں یا کسی قرآنی قانون کی من مانتی صورت بنالیں۔ قرآن خدا کا کلام ہونے کے ثبوت میں کسی کے کہنے کا محتاج نہیں کہ دنیا کے معتبر لوگ کہیں کہ یہ کلام خدا ہے تو اس کا کلام کلام خدا ہونا ثابت ہو وہ خود آپ اپنی دلیل ہے۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ واللہ تعالیٰ ھو الموفق للصواب واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۶ ۔ زید ایک کافر کو جامع مسجد میں امام مسجد کی خدمت میں جو مولوی اور مفتی بھی ہیں مسلمان کرنے کی غرض سے لایا اور مسلمان کرنے کو کہا امام صاحب نے فرمایا بعد جمعہ مسلمان کروں گا حالانکہ جمعہ کی نماز میں اتنی تاخیر تھی کہ امام صاحب نے کچھ دیر بیٹھ کر بعد دو خطبوں کے پڑھیں اور نصف گھنٹہ وعظ فرمایا پھر خطبہ پڑھا زید نے کہا کہ کافر کو بٹھا کر لایا ہوں ابھی مسلمان کر دیجئے تو وہ جمعہ بھی پڑھ لے امام صاحب نے فرمایا اسلام لانے کے بعد غسل اس پر فرض ہے لہٰذا بعد جمعہ بہتر ہوگا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ بعد اسلام تجدید غسل فرض ہے یا نہیں نیز امام صاحب اس تاخیر کرنے میں حق بجانب ہیں یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب زید اور اس مولوی پر تو بعد تجدید اسلام و تجدید نکاح لازم۔ عورت نے زید سے جس وقت کہا تھا کہ میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں اسی وقت زید پر لازم تھا کہ وہ اسے مسلمان کرتا۔ تفصیل سے تلقین اسلام پر اگر وہ قادر تھا تو کلمہ طیبہ تو پڑھا سکتا تھا۔ اللہ و رسول کی توحید اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی رسالت کا اقرار تو لے سکتا تھا۔ یہ ایمان مجمل کی تلقین اس کے اسلام کو کافی تھی اتنا کرنے کے بعد پھر عالم کے پاس لے جاکر وہ مفصل تلقین کرتا۔ جتنی دیر اس نے اسے غسل کرایا پھر عالم کے پاس لے گیا اتنی دیر کا اس کے ذمہ عذاب تاخیر کا الزام ہے۔ عالم کے پاس جب وہ پہنچی تھی عالم پر فرض تھا کہ فوراً اسے مسلمان کرتا۔ زید نے تو ایک وجہ سے یہ تاخیر کی تھی مگر اس عالم نے بالکل بے وجہ تاخیر کی۔ اس پر اس زید سے زائد الزام ہے۔ زید پر تو حکم مختلف فیہ ہے مگر اس عالم پر حکم میں کوئی اختلاف نہیں معلوم ہوتا۔ اور عقلاً بھی اس پر الزام بشدت ہے کہ جاہل کے لئے جہل اگر شرعاً عذر نہ ہو مگر عقلاً عذر ہو سکتا ہے۔ نماز اگر قائم ہوتی جب بھی قطع صلاۃ کی اس کام کے لئے شرعاً اجازت تھی۔ خلاصہ پھر شرح فقہ اکبر علی قاری میں ہے کما فی[1] قال لمسلم اعرض علی الاسلام فقال اذھب الی فلان یکن۔ شرح فقہ اکبر میں اس کی وجہ یہ لکھی لانہ ربما یشتغل فی الفکر الی حین سلامۃ العالم وقتہ او لجھلہ بتحقیق الایمان لعجزہ او لزیادۃ بکمل الشھادۃ فان الایمان الاجمالی صحیح اجماعاً وقال نجم الائمۃ ان نفسہ الی بالعلم لا یکفر لان العالم ربما یحسن ما لا یحسن الجاھل فلم یکن راضیا

[1] شرح فقہ اکبر ص۱۸۸

بکفرہ ساعۃ قبل کان راضیا باسلامہ انتہی اکمل۔ (شرح فقہ اکبر ص۲۱۸)

مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے۔ کافر جاء الی مسجد وقال اعرض علی الاسلام فقال اذھب الی فلان یکفرو قیل لا۔ نور الایضاح اور اس کی شرح مراقی الفلاح میں ہے۔ یعنی قطعوا السرقۃ ما یساوی درھما اوطلب منہ کافر عرض الاسلام علیہ حاشیہ علامہ طحطاوی علی المراقی میں ہے انما یجب علیہ القیام فی الصلاۃ لتعارض عبادتین ولا یعذب لذلک ما دام یبقائہ علی الکفر بخلاف ما اذا اخرج عن الاسلام وھو فی غیر الصلاۃ (ص۱۱۱) امام ابن حجر کی اعلام الاعلام بقواطع الاسلام میں فرماتے ہیں ومن المکفرات ایضا ان یرضی بالکفر ولو ضمنا کان یسألہ کافر یرید الاسلام ان یلقنہ کلمۃ الاسلام فلم یفعل او یقول لہ اصبر حتی افرغ من شغلی او خطبتی لو کان خطیبا (ص۱۱) اسی میں ہے لو قال کافر لمسلم اعرض علی الاسلام فقال حتی اری او اصبر الی الغد او طلب عرض الاسلام من واعظ فقال اجلس الی آخر المجلس کفر وقد حکینا نظیرہ عن التتارخانی (ص۱۲۸) اسی میں ہے قال لہ کافر اعرض علی الاسلام فقال لا ادری صفۃ الایمان او قال اذھب الی فلان الفقیہ (الی قولہ) ما ذکرنا فی المسئلتین الاولیتین ھو المعتمد کما قدمتہ بما فیہ لما مر انہ متضمن ببقائہ علی الکفر ولو لحظۃ والرضا بالکفر کفر۔ دونوں پر توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح فرض ہے۔ کہ کفر متفق علیہ و مختلف فیہ کا اس بارے میں ایک ہی حکم ہے مجمع الانہر میں فرمایا ما مر فی کون کفرا اختلاف یؤمر قائلہ بتجدید النکاح والتوبۃ والرجوع عن ذلک احتیاطا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کافر غیر ذمی اگر اسلام لائے تو بعد اسلام اسے غسل مندوب ہے اس پر واجب نہیں۔ اور اگر ذمی تھا اور اسلام لایا تو بعد اسلام اس پر واجب غسل میں اختلاف روایت ہے۔ ایک روایت میں واجب اور ایک میں واجب نہیں۔ ملتقی الابحر اور اس کی شرح مجمع الانہر میں ہے۔ یجب علی من اسلم جنبا فی روایۃ عن الامام یجب علیہ الغسل اذا اسلم جنبا وھو وجوبہ بامر ائمۃ المتاخرۃ وھو عندھما مستحب فضائل کالوضوء ولا تجب الجنابۃ مخاطبۃ مستدامۃ وجدوھا بعد الاسلام کما قبلہ فلا یجب الغسل والا لوجب اذا اسلم ولم یکن جنبا فان الغسل مندوب لہ۔ اور یہاں تو وہ عورت نہلا دھلا کر لائی گئی تھی اب اس کے جنبی ہونے کا اس پر غسل فرض بتانا عجیب ہے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اس عالم پر کتنے ہی الزام ہیں سب سے توبہ واجب لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جواب حق وصواب۔ وعجیب مصیب ومثاب ہے۔ بلاشبہ صورت مستفسرہ میں جب کہ زید سے صاف کہہ دیا تھا کہ عورت کو نہلا کر مسلمان کرانے لایا ہے کہ نماز جمعہ بھی ادا کرلے پھر کون وجہ اسے اسلام سے روکنے محروم رکھنے کی تھی آہ! مفتی نے اتنی دیر اسے کفر پر رکھا اور کفر پر راضی رہا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ موت کا وقت معلوم نہیں کوئی حادثہ بالکل پیش آجاتا اور عورت مرجاتی یا شیطان خناس کوئی وسواس اس کے دل میں پیدا کردیتا تو عورت جہنمیہ ابدیہ ہوکر مرتی اور نعمت اسلام سے محروم ہوجاتی اور یہ کفر زید اور مفتی صاحب کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا۔ ان مفت کے مفتی صاحب کو بغرض غلط اگر تلقین اسلام سے بھی کوئی اشد واہم کام تھا تو کلمہ توحید کے دو حرف پڑھانے کیا پھپن پہر لگتے تھے کسی کے خواہش اسلام کے وقت تو نماز جیسی افضل واہم عبادت کا توڑ دینا اور اسے مسلمان کرنا حسب تصریحات فقہائے کرام جائز ہے۔ پھر مسجد میں معطل بیٹھے رہنا اور سنتیں۔ پڑھنا آدھ گھنٹہ خطبہ جمعہ سے پہلے وعظ گوئی میں گذارنا کون اہم فریضہ تھا کہ دو حرف کلمۂ شہادت کے نہ پڑھائے گئے اور پھر عذر بھی کتنا معقول کہ اسلام لانے کے بعد غسل اس پر فرض ہے۔ لہٰذا بعد جمعہ بہتر ہے۔

سبحان اللہ اسلام بعد جمعہ بہتر ہے قبل جمعہ اچھا نہیں؟ اعوذ باللہ من ھمزات الشیاطین وان یحضرون۔ یہ عجیب منطق الطیر ہے۔ بریں عقل ودانش بباید گریست۔ غسل بالفرض اگر فرض تھا تو نماز کے لئے نہ اسلام لانے کے لئے۔ بغیر غسل اتنا ہی تھا کہ نماز ترک ہوتی کیا کلمہ پڑھنا بھی بے غسل کفر وحرام تھا؟ اور بعد اسلام اگر اس پر غسل فرض بھی ہوجاتا تو وہ فرض غسل ادا کرتی یا نہ کرتی مفتی صاحب پر تو اس تاخیر تلقین اسلام سے کفر لازم نہ آتا اور نجاست کفر سے تو وہ پاک ہوجاتی۔ پھر اتنا وقت بھی تھا کہ وہ فریضہ غسل بھی ادا کرلیتی۔ لطف یہ کہ یہ مسئلہ ہی غلط کہ پاک ہوکر بھی کوئی اسلام لائے تو اس پر بھی غسل فرض۔ وہ عورت نہا کر پاک ہوکر قبول اسلام کے لئے بقصد نہانے آئی تھی اس پر کون حدث حکمی باقی تھا جس پر فرضیت غسل کا جبروقی حکم جڑ دیا گیا۔ عامہ کتب فقہیہ میں تصریح ہے کہ اسلام لانے سے پہلے اگر نہالیا اور پاک ہوکر قبول اسلام کیا تو دوبارہ نہانا ہرگز فرض نہیں۔ صرف نظافت کے لئے نہانے تو اچھا ہے۔ محبوب ومندوب ہے فرض نہیں۔ درمختار[1] میں ہے ان اسلم طاھرا فمندوب۔ علامہ شامی نے فرمایا من الجنابۃ والحیض والنفاس بان کان اغتسل او اسلم صغیرا فتامل۔

[1] درمختار مع شامی جلد اول صـ۱۱۴ مطبوعہ کوئٹہ

پھر علامہ عبدالغنی نابلسی نے تصریح نقل فرمائی دربارۂ اغتسالات اربعہ مذکورہ میں فرمایا حاصلہ انھم صرحوا بان ھذہ الاغتسالات الاربعۃ للنظافۃ لا للطھارۃ۔ یعنی انہا کر اسلام لانے اور پورے پندرہ برس کا ہو کر بالغ ہونے اور نماز جمعہ و نماز عیدین کے لئے غسل بتصریح ائمہ محض نظافت کے لئے نہ بضرورت طہارت علمائے کرام نے سولہ چیزیں گنائیں۔ جن کے بعد غسل مستحب فرمایا۔ ایک انھیں میں سے یہی قبول اسلام بھی ہے۔ اور تصریح فرمادی کہ یہ سب غسل بغرض نظافت ہیں نہ بضرورت طہارت مراقی الفلاح اور نور الایضاح میں ہے وندب الاغتسال فی ستۃ عشر شیئا منھا اسلم طاھرا الخ اس پر علامہ شرنبلالی نے فرمایا منھا اسلم طاھرا ای من جنابۃ وحیض ونفاس فلتنظیف من الشرک لان مدۃ کونہ طاھرا قبلہ حاصل تھی پھر کیوں اسے کہہ پڑھا کر جھوٹے حیلہ بہانوں سے شریک عبادت نہ ہونے دیا گیا۔ یہ نیت اسلام جو غسل ہوا اس سے ازالہ حدث حکمی نہیں ہوتا جنابت وحیض ونفاس سے پاک نہیں ہوتا طہارت نہیں ہوتی نماز اس سے حرام ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ بالجملہ ظاہر اقبول اسلام کے بعد ہرگز غسل فرض نہیں مفتی ومقلی امام مرتکب حرام اور مستحق آثام۔ اس پر اور نو مسلم پر توبہ وتجدید نکاح وتجدید اسلام کا حکم ضرور صحیح وصواب۔ بلاشک وبلاکلام۔ واللہ الموفق المنعم واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد حامد رضا خانصاحب غفرلہٗ قادری نوری

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین ایسی کتاب کے بارے میں جس کا مصنف اپنے کو عالم اہلسنت وجماعت کہتے ہوئے مندرجہ ذیل خیالات وعقائد کا اظہار کرے اور صحابہ کے متعلق یہ الفاظ استعمال کرے اور ان پر مصر ہو؟

(۱) "حق یہ ہے کہ ابوالبشر کی اولاد میں حضرت علی جیسی صفات حسنہ مجتمعہ کا انسان پیدا ہی نہیں ہوا اس امر میں تو کوئی شبہہ نہیں کیا جاسکتا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اہل بیت تمام صحابہ سے افضل واعلیٰ تھے۔ اہل بیت کا انحصار موافق حدیث وکشریح آیۃ تطہیر وآیۃ مباہلہ جناب امیر وحضرت فاطمہ وحضرات حسنین میں ہے اہل بیت کے بعد یقینی وقطعی خلفائے ثلثہ تمام صحابہ سے افضل واعلیٰ تھے۔

(۲) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالفین خصوصاً معاویہ اور ان کے ساتھیوں کو ہر بدسے بدفعل کو خالصاً لوجہ اللہ ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف رہنا مقتضائے سنیت دے لیا گیا ہے۔

(۳) معاویہ نے سمجھ لیا کہ قیس دام میں نہ آئیں گے یہ جناب امیر کے سچے ہمدرد اور مطیع ہیں تب دوسرا

۲؎ نور الایضاح صـ۳۲ ، ۳؎ مراقی مع طحطاوی صـ۵۸

جال پھیلایا۔ ان کے بعد عمرو بن عاص کی چالبازیوں نے خوب ترقی کی۔

(۴) حضرات طلحہ و زبیر کی شرکت نے آتش و فتنہ و فساد کو اور بھی مشتعل کر دیا۔ آنحضرت کی صحبت حضرت معاویہ کو کم نصیب ہوئی تھی۔ اور ان کے فیض سے مستفیض ہونا یہاں بالکل مفقود تھا۔

(۵) حضرت امام حسن کی شہادت میں بھی مروان ملعون دریدانی ہے۔ یہ ذہنیت بجز معاویہ کے اور کسی کی نہیں ہو سکتی اگر معاویہ سے زائد مبتلائے معاصی کوئی شخص معاویہ کی جگہ پر ہوتا تب بھی امام حسن اس کو خلافت سپرد کر دیتے۔ معتبر تاریخیں معاویہ کے معائب سے بھری معلوم ہوتی ہیں۔ غرض کہ معاویہ کی دنیا طلبی نے دین سے چھڑا کر تمام رعایا کو دنیاوی خواہشات میں مبتلا کر دیا۔ مسلمانوں کو ان کے حال سے عبرت کرنا چاہئے اور خدا سے پناہ مانگتے رہنا چاہئے۔ جو واقعات جناب امیر کی خلافت میں پیش آئے اس میں معاویہ کی خواہش حکومت میں جذبۂ انتقام بھی پنہاں تھا۔ اس قدر مسلمانوں کا خون معاویہ نے محض حکومت حاصل کرنے کی خواہش میں کرایا تھا۔"

الجواب وہ شخص باوصف ادعاء سنیت، نہ سنیت بلکہ ادعاء پیشوائی اہل سنت ایسے بیہودہ اقوال رکھتا ہے جنھیں مذہب رفض کی جان کہا جائے تو بجا، جو روافض کا دین و ایمان ہیں۔ اس شخص پر ان اقوال سے توبہ و رجوع لازم۔ اس کے اس قول نے کہ ابوالبشر کی اولاد میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی صفات حسنہ مجتمعہ کا انسان پیدا ہی نہیں ہوا۔ حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو تمام صحابہ ہی نہیں جمیع انبیاء خود سرور عالم سید اعظم مولائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی بڑھا دیا۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام بھی سید الانس والجان ہیں اور اولاد کرام حضور ابوالبشر علیہ الصلاۃ والسلام۔ اور اس قول میں ہے کہ مولیٰ علی جیسی صفات حسنہ مجتمعہ کا ابوالبشر کی اولاد میں کوئی انسان پیدا ہی نہیں ہوا۔ تمام صحابہ سے حضرات شیخین کریمین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر و حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم بھی ہیں حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو افضل بتانا ہی تفضیل پر تفضیل کو کافی۔ تو اب ایسا قول جس میں ان کی تمام انبیاء پر بھی تفضیل نکلے کے ساتھ کیا ہوگا؟ اس پر کیا حکم رب جلیل ہوگا؟ پھر ایسے سے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز حضرت سیدنا طلحہ و حضرت سیدنا زبیر و حضرت سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر تبرا کی کیا شکایت؟ یہ شخص مدعی سنیت ہے اور نہیں جانتا کہ اہل سنت حضرات صحابہ کے ساتھ کیسا ادب رکھتے ہیں ان کے آپس کے مشاجرات میں اپنی کیا روش رکھتے ہیں۔

بحمداللہ تعالیٰ ارباب سنت افراط وتفریط دونوں بلاؤں میں مبتلا نہیں، دونوں سے پاک ہیں۔ نہ وہ حضرت مولیٰ علی کی اسے محبت مانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب، حضرت سیدنا مولیٰ علی کے احباب سے کسی کی تنقیص کریں کہ مولیٰ علی کا دامن تھامنے کے مدعی بنیں اور اوروں کو چھوڑ کر لقب رافضی اختیار کریں۔ نہ اوروں کی اس میں محبت مانتے ہیں کہ معاذ اللہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی اہانت کریں اور دائرۂ مذہب مہذب سے قدم باہر رکھ کر خارجی کہلائیں۔

حسن سخی ہے پھر افراط وتفریط اس سے کیونکر ہو۔ ادب کے ساتھ رہتی ہے روش ارباب سنت کی

باپ چچا کی لڑائی میں باپ کی طرف ہو کر چچا کے ساتھ گستاخی کرنے والا چچا کو گالیاں دینے والا کسی ذی عقل کے نزدیک راہ صواب پر نہیں ہو سکتا اگرچہ چچا خطا پر ہو خصوصاً ایسا جس کی پیدائش سے قرنوں پہلے جنگ ہو چکی ہو جس کے حالات جس کے وجوہ وعلل واسباب سے یہ محض بے خبر ہو۔ قطعی طور پر کوئی خبر اسے نہ پہونچی ہو نہ پہونچ سکتی ہو۔ یہ محض اپنے تعلق کی بنا پر باپ کو مظلوم چچا کو ظالم باپ کو حق پر چچا کو ناحق پر بتائے چچا کو گالیاں سنائے۔ یا محض اس لئے کہ اکثر لوگ باپ کو حق پر بتاتے ہیں چچا کو خطا پر چچا کی نیت پر حملہ کرے اور برا کہے۔ تو ان ائمہ دین واعاظم ملت کے باہمی مشاجرات میں کسی ایک طرف ہو کر دوسرے سے تبری، ایک جانب ہو کر دوسرے پر تبرا کیوں کر روا ٹھہرے گا اور کیوں کر سخت تر تبرا نہ ہوگا۔ کیا اللہ عزوجل معاذ اللہ ان کے مشاجرت سے واقف نہ تھا جس نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمالیا جو قبل فتح ایمان لائے۔ اور جو بعد فتح۔ کہ فرمایا وکلا وعد اللہ الحسنی جس نے ارشاد کیا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی۔

وہ عالم الغیوب والشہادۃ عزجلالہ جب ان کی تمام کیفیات سانحے حالات معاملات مشاجرات، ان کی نیات وخطرات سب سے واقف ہے۔ اور جو کچھ جس نیت سے جس سے ہوا اس سے سب کا عالم ہے اور پھر فضل صحبت کی بنا پر اپنے فضل وکرم سے ان سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا ہے تو پھر کسی کو ان پر نکتہ چینی کا کیا موقع ہے۔ ان کے اعمال پر اعتراض کرنے کا کیا منہ ہے۔ صحابہ کو معصوم کون کہتا ہے۔ معصوم نہ حضرت معاویہ تھے نہ اور حضرات نہ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ یا یہ مدعی پیشوائے اہل سنت حضرت مولیٰ علی کو روافض کی طرح معصوم جانتا ہے۔ اور حضرت معاویہ وغیرہ کو غیر معصوم۔ اگر ایسا ہے تو اس کا کفی ہونا معدوم۔ اس تبرا کو تو کسی طرح اس پر محمول کر لیا جاتا کہ ناواقفی سے ایسے کلمات لکھ دیئے۔ روافض کی صحبت

لہ سورۂ حدید آیت ۱۰ ۔ ۲ سورۂ مائدہ آیت ۱۱۹

ان کی کتابوں کے مطالعہ کا یہ نتیجہ ہوا مگر اسے کاہے پر محمول کیا جائے؟

اللہ اللہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ارشاد فرمائیں اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضا من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم من اذاھم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ تعالیٰ یوشک ان یاخذہ[1] اور یہ مدعی پیشوائے اہل سنت امیر معاویہ حضرت طلحہ وغیرہ سے یہ بغض رکھیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ارشاد فرمائیں من سب اصحابی فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین۔ نیز فرمائیں من سب اصحابی جلد اور یہ عالم اہل سنت کہلانے والے اجلہ صحابہ کو یوں گالیاں دیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو فرمائیں لا تسبوا احدا من اصحابی فلوان احدکم انفق مثل احد ذھبا ما ادرک مد احدھم ولا نصیفہ نیز حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہوا لا تسبوا اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلمقام احدھم ساعۃ مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیر من عمل احدکم اربعین سنۃ۔ ایک روایت میں ہے خیر من عبادۃ احدکم عمرہ۔ اور یہ مدعی صاحب ایک حضرت معاویہ ہی نہیں اور بھی کتنے صحابہ عظام پر تبرا بازیاں کریں۔ ع ..... میں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ حضرات اہل بیت طہارت و اصحاب سرکار رسالت علیہا الصلاۃ والتحیۃ سے ہماری محبت ان کی ذوات و نفوس کی حیثیت سے نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ وہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے اہل بیت و اصحاب ہیں۔ تو ہمارے نزدیک جو محب و جاں نثار سرکار برتر ہر کار ہوگا وہ ان سب کا محب و دوست دار ہوگا۔ اور جو ان میں کسی سے بغض رکھے گا ظاہر ہوگا کہ وہ اس سرکار بلند قدر علیہ الصلاۃ والسلام ہی سے بغض رکھتا ہے۔ یہ میں نہیں کہتا انہی خود ارشاد حدیث سے معلوم ہو چکا تو جو حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی محبت و عظمت کا اظہار کرتا ہے اور حضرت امیر معاویہ وغیرہ سے سوء رکھتا ہے وہ حضرت علی کی ذات بابرکات سے محبت کا مدعی ہے۔ مولیٰ علی بن ابی طالب کا دوست دار ہے۔ نہ مولیٰ علی اخ الرسول کا وھذا معنی قول المولوی مولانا جلال الدین الرومی قدس سرہ فی المثنوی

اے گرفتار ابوبکر و عمر ۔۔۔ تو چہ دانی سر حق را کہ غافلی

کما فی المعتمد المستند الشیخ الامجد وسندنا الوالد الماجد قدس سرہ۔ عجب اس عالم اہل سنت کہلانے والے بزرگ سے جسے نہ مذہب اہل سنت کی خبر نہ مسلک اہل سنت معلوم۔ مولیٰ علی کی تعریف پر آتے تو انہیں برخلاف مذہب اہلسنت بے شبہہ تمام صحابہ سے مطلقاً افضل و اعلیٰ بتا دیا کہ دائرہ مذہب اہل سنت سے

---

[1] مشکوٰۃ ص ۵۵۴، [2] مسلم شریف جلد دوم ص ۳۱۰

نکل کر مذہب تفضیلیہ میں قدم رکھ دیا۔ بلکہ اس قول نے انھیں برخلاف اسلام سید الانبیاء سے بھی بڑھا دیا۔ حضرت امیر معاویہ پر نزلہ گرا تو انھیں کیا اور کیا کہہ ڈالا۔ مروان کو تو ملعون تک کہا۔ کیا سنیوں کا یہی مذہب ہے۔ سنیوں کا یہی مسلک ہے؟ کوئی مسلمان کیسا ہی فاسق و فاجر ہو سنی مسلمان کے نزدیک تو اس پر لعنت جائز نہیں۔ بلکہ کسی خاص کافر کو بھی ملعون کہنا نہ چاہئے سوا ان کفار کے جن کا کفر پر خاتمہ قطعاً معلوم ہو لیا جیسے ابوجہل یہ تو جو کچھ تھا مگر ع پتھر کے تلے دبا ہے دامن۔ حضرت امیر معاویہ پر جو طعن اچھل اچھل کر کئے گئے ہیں پھر حضرت سیدنا امام حسن ان طاعن صاحب کی عنایات و منن سے کیوں کر بچ سکتے ہیں کہ انھوں نے ایسے اور ایسے کو خلافت دے دی۔ اور معاذ اللہ اسلام و مسلمین کے ساتھ خیانت کی بلکہ خود حضور تک یہ طعن پہونچا کہ حضور نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس تفویض امامت بامیر معاویہ کو پسند فرمایا۔ معاذ اللہ ایسے بداعمال مفتن مضد یعنی فریبی دھوکہ باز حیلہ ساز مبتلائے معاصی، دنیا طلب، خود مطلب، اپنے مطلب کے لئے مسلمانوں کے خون بے دریغ بہانے والے مسلمانوں کو دین سے پھیر کر دنیاوی فاحشات میں مبتلا کرنے والے کو امام حسن نے خلافت دی اور حضور اسے پسند فرماتے ہیں۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

؎ یوں نظر دوڑے نہ پہچانی تان کر اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

ان صاحب مدعی صحابہ نے تو صاف کہہ دیا کہ اگر معاویہ سے زائد مبتلائے معاصی کوئی شخص معاویہ کی جگہ پر ہوتا تب بھی امام حسن اس کو خلافت سپرد کر دیتے۔ یہ مدعی صاحب اسے امام حسن کے حق میں تبرا نہ جانیں مگر زمانہ تو اسے تبرا ہی جانے گا کہ اتنی عظیم امانت ایسا عظیم مرتبہ مسلمانوں کی جانوں تک کا فیصلہ، اسلام کا بڑے سے بڑا چھوٹے سے چھوٹا نازک سے نازک معاملہ اہم سے اہم فیصلہ ایک خائن ایک فاسق ایک فاجر اور جنہیں دھتکار کے سپرد کر کے خود چین کی زندگی گذارنے، سکھ کی نیند سونے کو سبکدوش ہوں۔ ایک فاسق کی زبان سے مدح کرنے یا کسی طرح کوئی تعظیم کرنے پر تو حدیث میں فرمایا اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتزلذلک العرش۔ یا اب اس قدر اعظم عزت و عظمت، ارفع مرتبت دنیا مسلمانوں کی سب سے اعظم سیادت، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت و خلافت بخشنا کیوں کر کس طرح روا ہو سکتا ہے، خصوصاً امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک، وہ اسے اپنے لئے کیوں کر جائز رکھتے۔

اور پھر اس الزام کا کیا جواب ہوگا کہ بڑے بھائی نے باوجود قوت و شوکت و شش ماہہ خلافت یہ کیا کہ خود بخود ایک ایسے ویسے کو خلیفہ کر بیٹھے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اور چھوٹے بھائی صاحب رضی اللہ

ف: بیہقی، مشکوٰۃ ص۴۱۲

تعالیٰ عنہ نے اپنے اور اپنے بچوں اور عزیزوں سب کی جان پر کھیل کر یزید کی بیعت ہی نہ کی۔ اب دونوں میں سے ایک پر تو مدعی صاحب ضرور الزام رکھیں گے۔ ان کے نزدیک جب امام حسن حضرت معاویہ سے نامہ کو دے سکتے تھے اور حضور نے امام حسن کی اس بات پر کہ انھوں نے خلافت حضرت معاویہ کے سپرد کر دی ان کی تعریف فرمائی تو امام حسین کو بھی راہ چلنا تھی جس کی حضور نے تعریف فرمائی تھی خصوصاً ایسی حالت میں کہ وہ ایک آن کو بھی خلیفہ نہ ہوئے تھے اور یہ ظاہری شوکت و قوت کے سامان نہ رکھتے تھے۔ اس میں وہ اور ان کے بچے اور اہل خاندان اور مسلمان ہمراہی سب محفوظ رہتے۔ کاہے کو اپنے ہاتھوں یہ مصیبتیں اپنے سر لیں۔ اور اگر امام حسین نے جو کچھ فرمایا وہی انھیں کرنا تھا۔ وہی ان کی شان رفیع کے لائق تھا۔ ایک فاسق فاجر سے ان کی بیعت دین میں رخنہ ہوتی۔ بیعت نہ کرنے پر اپنی اور اپنے بچوں اور ہمراہیوں کی جان مال پر بنی ہوتی بیعت کر لیتے تو جان دین ایمان پر بُری بن جاتی۔ تو امام حسن نے کیوں عند المدعی ایک فاسق فاجر کو خلافت سونپ دی؟ وہ بھی لوٹنے کی پوری قوت رکھتے ہوئے۔ یا حضرت شاہزادہ گلگوں قبا مظلوم کربلا سیدنا امام حسین شہید جور و جفا، ایک بے نظیر شجاع بے مثل جری و دلیر نہایت بلند پایہ اعلیٰ درجہ کے بہادر تھے۔ اور معاذ اللہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ..... تھے۔ واستغفر اللہ العلی العظیم۔

ان دونوں شہزادگان کے عمل درآمد ہی نے فیصلہ کر دیا کہ یزید علیہ ما علیہ فاسق فاجر مرتکب کبائر تھا اور نالائق نااہل خلافت۔ اور حضرت سیدنا امیر معاویہ خلافت کے اہل۔ یوں ہی حضرت شہزادہ گلگوں نے ان کے سپرد فرما دی اور شہزادہ خورد نے یزید کے ہاتھ پر بیعت بھی اپنے لئے جائز نہ رکھی۔ مدعی صاحب اگر ان صاحبزادگان سرکار دوشان کے اس عمل ہی پر نظر غور و تامل کریں تو گریبان میں منہ ڈالیں کہ انھوں نے کس پر تبرا کیا ہے اور کس عظیم کو کیا کہا ہے؟ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ یہ مدعی صاحب جو روافض سے سیکھ کر حضرت امیر معاویہ وغیرہ کبار صحابہ پر تبرا کی بوچھار کر رہے ہیں کیا خارجیوں کے مطاعن کے جواب کو بھی تیار ہیں۔ جیسے بے ثبوت دعوے انھوں نے کئے ہیں وہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی کے لئے انھیں کو دہرا دیں گے تو کیا جواب ہوگا؟ کیا وہ نہیں کہہ سکتے کہ قتل حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بپناہ بخدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مشورہ سے ہوا۔ انھوں نے ہی ساری کارروائی کرائی۔ دل سے حکومت کے طالب رہے اور اس کے لئے یہ کچھ کیا مگر زبان سے تقیۃً انکار ہی کرتے رہے۔ یوں ہی ہر ہر بات اگر خارجی حضرت مولیٰ علی کے لئے کہے تو اس کی زبان کون روک لے گا؟

رہا ثبوت تو جیسے تم اس سے بے نیاز بنے ہو ایسے ہی وہ بھی۔ تم نے اکثر بچو کچھ جھوٹے دعوے کر دیئے اور حضرت معاویہ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جو سو سو رکھتے ہو اس کی کچھ بھڑاس نکال لی۔ یوں ہی وہ بھی یہ بے سروپا باتیں اپنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑنے کو کہہ بھاگا۔ اے پیشوائے اہلسنت کے مدعی مذہب و مسلک اہل سنت پہلے تو معلوم کر لیا ہوتا پھر ہی عالم اہل سنت کا جلیل لقب اختیار کیا ہوتا۔ تمام کتب اہل سنت دیکھ جائیے تمام صحابہ کا تزکیہ کرتے ہیں۔ سب کو عدول بتاتے ہیں اور اس تزکیہ صحابہ کو اپنا مذہب ٹھہراتے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ ان صاحب کو علم دے اور اس پر عمل کی توفیق۔ اور سچا سنی عالم بنائے۔ آمین۔ واللہ ہو الموفق۔

سوال نمبر ایک میں جو اس کی عبارت نقل کی گئی ہے وہ صراحۃً مولیٰ علی نیز تمام اہل بیت کو خلفاء سے افضل و اعلیٰ بتا رہی ہے۔ شیخین پر حضرت مولیٰ علی کو جو تفضیل دی عجب کہ وہ کیوں کر مدعی پیشوائے اہل سنت ہو سکتا ہے وہ روافض کا پیشوا اگر اپنے آپ کو کہے تو بجا ہے۔ اہلسنت کے نزدیک تو یہ تفضیل کھلی گمراہی اور دین کی پہلی سیڑھی ہے۔ وہ کتاب ہرگز کسی سنی کے مطالعہ کے قابل نہیں۔ اسے تو روافض ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔ مولیٰ عزوجل سنیوں کو اس تبرائی پوٹ سے محفوظ رکھے۔ واللہ الہادی وھو تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸ مسلمانوں کو کافر کہنا کیسا ہے؟ مثلاً وہابی تو سمجھتے بھی تو مسلمان کہلاتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کسی کو برا کہنا نہیں چاہئے؟

الجواب وہابی مسلمان نہیں مسلمان کو کافر کہنا بہت سخت شدید جرم عظیم ہے۔ خود اپنے اوپر بے وجہ کی تکفیر عود کرتی ہے۔ جو کہتے ہیں کسی کو برا نہ کہنا چاہئے وہ اسی وقت تک کہہ رہے ہیں جب تک ان کا معاملہ نہ پڑا انھیں یا ان کے باپ بھائی یا کسی عزیز کو کوئی "تم نے تو" کہہ دے بلکہ آپ سے تم کہہ دیں تو دیکھیں کہ کیسے آپے سے باہر ہوتے ہیں۔ قرآن و حدیث تو کافروں کو کافر فرمائیں اور یہ ایسا کہیں۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹ اللہ تعالیٰ کو خدا کہنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب اللہ عزوجل پر خدا کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ اور سلف سے لے کر خلف تک ہر قرن میں تمام مسلمانوں میں بلا نکیر اطلاق ہوتا رہا ہے۔ اور وہ اصل میں خود آتا ہے جس کے معنی ہیں وہ جو خود موجود ہو کسی اور کے موجود کئے موجود نہ ہوا ہو۔ اور وہ نہیں مگر اللہ عزوجل ہمارا سچا خدا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰ اللہ تعالیٰ کو اللہ میاں کہنا درست ہے یا نہیں؟ جو اللہ میاں کہتے ہیں ان پر کس قدر گناہ ہے؟

الجواب اللہ تعالیٰ، اللہ عزوجل، اللہ عزجلالہ، اللہ سبحانہ، اللہ عزشانہ، یا جل شانہ وغیرہ کہنا چاہئے۔ میاں نہ کہنا چاہئے۔ عوام میں یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ اس سے احتراز کرنا چاہئے۔ تفصیل کے لئے احکام شریعت دیکھیں۔ اس میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے مفصل تحریر فرمایا ہے۔ گناہ نہیں مگر یہ لفظ اس کی جناب میں بولنا برا ہے۔ اس کی شان و عزت کے لائق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۱ از لودھرا محلہ بالی قاضی امیر حسن بریلی مرسلہ سبحان نصیر الدین صاحب ۲۵ جمادی الآخرہ ۱۳۵۲ھ

ایک پیر جی اپنے مریدوں کو اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ قرآن شریف ہمارا چالیس پارہ تھا۔ دس پارہ فقیروں نے چاٹ لیا ہے۔ آیا اس پیر جی کے متعلق شریعت و معرفت میں کیا حکم ہے؟ بینوا بالدلیل توجروا

الجواب وہ جاہل پیر رد افض کا ہمنوا و ہمسر ہے۔ اس پر اپنے اس گندہ عقیدہ سے توبہ فرض ہے۔ بعد توبہ و تجدید ایمان تجدید نکاح بھی اگر بیوی رکھتا ہو کرے۔ قرآن اللہ عزوجل کی وہ مبارک کتاب ہے جس میں کمی و بیشی، تغیر و تبدیل سے حفاظت و صیانت کا خود اسی نے اسی قرآن میں وعدہ فرمایا ہے لَحٰفِظُوْنَ اور فرمایا لَا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ اس جاہل نے روافض کی طرح وہ بک کر چالیس پارے تھے۔ دس پارے کم ہو گئے قرآن کے محفوظ ہونے کا انکار کیا۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالیٰ الہادی والموفق۔

مسئلہ ۱۲ از موضع اودی محلہ ملا ضلع اعظم گڈھ مرسلہ مولوی حکیم عبدالسلام صاحب ۲۰ جمادی الآخرہ ۱۳۵۲ھ

زید نے چند لوگوں کے سامنے کہا (بلکہ اس کی تحریر و تخطی بھی بندہ کے پاس موجود ہے) کہ مجھے رسول بالمعنی القاصد کہہ سکتے ہیں۔ اب شریعت ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم دیتی ہے۔ حالاں کہ یہ شخص کوئی جاہل بے علم نہیں بلکہ شرح وقایہ، شرح جامی، قطبی وغیرہ پڑھا ہے۔ کیا ایسا شخص اس کہنے سے ایمان سے خارج نہ ہو گیا اور کافر نہ ہوا؟ گو کہ اس نے اپنے کو رسول بالمعنی المذکور ہی کہا ہے۔ کیا کسی کو رسول بمعنی مذکور کہہ سکتے ہیں۔ اگر کہہ سکتے ہیں تو پھر لاکھوں کروڑوں رسالت کا دعویٰ بمعنی مذکور کر سکتے ہیں تو پھر لاتعد و لاتحصیٰ رسول دنیا کے اندر موجود ہو سکتے ہیں۔ اور کیا زید کی بی بی اس کے نکاح سے خارج ہو گئی اور اس کو دوبارہ عقد و تجدید اسلام کی ضرورت ہے؟ صاف صاف جواب عنایت فرمائیں اور بادشاہ حقیقی سے اجر عظیم کے مستحق بنیں۔ بینوا بالکتاب مفصلا توجروا یوم الحساب کثیرا۔

الجواب اگر کوئی رسول کو اللہ عزوجل کی طرف مضاف کر کے اپنے کو کسی غیر رسول کو رسول اللہ کہے

ملاحظہ ہو البقرۃ آیت ۹۷، مائدہ سورۃ ۵ آیت ۴۸

اور کہے میں نے اس سے قاصد پیامی ہونے کا ارادہ کیا تھا اس کی یہ تاویل مردود ہوگی ہرگز نہ سنی جائے گی کہ صریح لفظ میں تاویل کا دعوٰی زنہار مسموع نہیں۔ ورنہ کوئی کفر کفر نہ رہے اپنے آپ کو خدا کہے اور ارادہ بتائے کہ میں نے یہ ارادہ کیا تھا میں خود آیا ہوں۔ خلاصہ و فصول عمادی و جامع الفصولین و فتاوٰی عالمگیریہ وغیرہ کتب معتمدہ میں ہے واللفظ للعمادیۃ قال انا رسول اللہ او قال بالفارسیۃ من پیغمبرم و سویدا بہ من پیغامبرم بروم یکفر۔ علما ایسی تاویل کی نسبت فرماتے ہیں لا یقبل (شفا شریف) نیز فرماتے ہیں ھو مردود حسب القواعد الشرعیۃ (شرح الشفا لملا علی قاری) اور فرماتے ہیں لا یلتفت لمثلہ وبعد ھذا نا (نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض) یوں ہی ہماری زبان میں بے اضافت اگر مثلاً یوں کہیں کہ میں رسول ہوں یا وہ رسول ہے عمادیہ وغیرہا کی عبارت پھر دیکھئے او قال بالفارسیۃ من پیغمبرم الخ بالفارسیۃ اضافت کی طرف اس لفظ کی جب اضافت ہوتی ہے تو وہاں اس لفظ کے لغوی معنی ہی مراد ہوتے ہیں اور یوں بھی اس کا استعمال شائع ہے۔ خود احادیث میں بھی موجود ہے۔ اردو میں بھی اگر کوئی یوں کہے کہ میں فلاں شخص کا رسول ہوں۔ اور قاصد کا ارادہ کرے تو اس میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ اگر شخص مذکور نے اس سے کہا مجھے رسول بالمعنی القاصد کہہ سکتے ہیں یہی ارادہ کیا تھا کہ غیر مولیٰ تعالیٰ کی جانب مضاف کرکے جب تو ٹھیک ہے۔ اسے بھی رسول زید یا عمرو یا بکر وغیرہ اگر کوئی کہے تو مواخذہ نہ ہوگا۔ اور اگر اس کی یہ مراد نہ تھی تو اسے توبہ چاہئے اور تجدید ایمان و تجدید نکاح بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳ از ڈیرہ غازی خاں بلاک نمبر ۱۲ مرسلہ حافظ محمد حبیب اللہ صاحب تاجر کتب۔

مکرم معظم جناب حضرت مولانا و الفضل اولینا دام ظلہم و برکاتہم علی سائر المسلمین بعد از تسلیم نیازمانہ آں کہ شہر ڈیرہ غازی خاں میں ایک شخص بنام عبید اللہ علوم شرعیہ سے بے بہرہ ہے اور اخبار و رسائل مبتدعین کا مطالعہ کیے امور حسب ذیل کا اعتقاد رکھ کر لوگوں میں ترویج دیتا ہے۔

(۱) جن الفاظ کو علمائے کرام باعث سوء ادب یا موہم سوء ادب فرماتے ہیں ان کا اطلاق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بلا تحاشا بولنا اپنا ایمان سمجھتا ہے۔ بلکہ منع کرنے والوں کو کمال گستاخی سے ذکر کرتا ہے اور کہتا ہے حقیقت محمدی البشر بیت ہے۔

(۲) صوفیاء کرام کو فرقہ غالیہ کے ساتھ ناخر کرکے ان کو بھی یہود و نصاریٰ کا فرادر کہی ابن سبا یہودی کا اخص الخواص سے تعبیر کرتا ہے۔

ملہ فتاوٰی عالمگیری مع خانیہ جلد دوم ص ۲۶۳ مطبوعہ بیروت

(۳) صوفیاء کرام خصوصاً وجودیہ عظام کے کلمات نہ سمجھ کر ان کو اہل شرک سے سمجھتا ہے۔

(۴) اطاعت رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کو حقیقۃً اطاعت اللہ تعالیٰ نہیں سمجھتا۔

(۵) آیات شریفہ واحادیث کریمہ کے معانی غلط لکھ کر مولویوں کا نام مصنوعی لکھ کر لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے

(۶) فتوی لکھ کر مولویوں کا نام مصنوعی لکھ کر مسلمانوں کو غلطی میں ڈالتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ بنا بریں التماس ہے کہ ایسا شخص مومن صالح ہے یا فاسق؟ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہ؟ اور اس کے ساتھ تعلقات برادرانہ یا دوستانہ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ فقط

الجواب بیشک حضور علیہ الصلاۃ والسلام بشر ہیں مگر کالبشر۔ اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ بے نظیر و بے ہمتا نے اپنے اس حبیب ومحبوب طالب ومطلوب رسول اکرم سید بنی آدم سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے نظیر اور بے مثیل و بے عدیل و بے ہمتا مبعوث فرمایا اس جان ایمان وایمان جان کو وہ صفات کمالیہ عطا فرمائے۔ جن میں اس کا شریک کسی کو نہ فرمایا اپنی ہر صفت کا مظہر اتم اپنی ذات جمیع الصفات کا آئینہ اجلی بنا کر بھیجا۔ خود وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے تو اپنے اس حبیب پاک صاحب لولاک کو بھی اس کی صفات میں وحدہٗ لاشریک ہی بنایا۔ پاکی ہے شریک سے اس سبوح وقدوس واحد ویکتا بے نظیر و بے ہمتا وحدہٗ لاشریک لہٗ جل جلالہٗ وعز شانہٗ تبارک وتعالیٰ کو جس نے اپنے اس سب سے اعلیٰ محبوب کو ایسا واحد ویکتا بے نظیر و بے ہمتا عدیم المثل فی الصفات العلیا کو بھی شریک سے منزہ و پاک فرمایا۔ امام محمد بوصیری قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

منزہ عن شریک فی محاسنہ ۔۔۔ فجوہر الحسن فیہ غیر منقسم

سوء ادب سخت بدنصیبی ہے۔ توہین کرنے والا تو بالاتفاق کافر ہے۔ اندازہ توہین بشر بشر کہنے والا وہابی انھیں کافروں کی طرح ہے جو انبیاء کو بشر بشر کہتے تھے۔ مثنوی شریف میں حضرت عارف رومی قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

کافراں دیدند احمد را بشر ۔۔۔ چوں نہ دیدند آنرے آں شہ را مگر

خاک بر چشم وسر ایں بین خویش ۔۔۔ دیدہ حس دشمن عقل ست کیش

دیدہ حس را خدا اعماش خواند ۔۔۔ بت پرستش خواند چندیں باش خواند

زانکہ او کف دید دریا را ندید ۔۔۔ زانکہ عالی دید و فردا را ندید

خواجۂ فردا و حالی پیش او ۔۔۔ او نمی بیند نہ کنجی خبہ بتو

ذرۂ ناں آفتاب آرد بدام　　آفتاب آں ذرۂ را گردد غلام
قطرۂ کز بحر وحدت شد سفیر　　ہفت بحر آں قطرہ را باشد اسیر
گر کف خاکی شود چالاک او　　پیش خاکش سر نہد افلاک او

قرآن عظیم نے اس بشریت کہنے کے سبب ان پر قیامت قائم فرمائی۔ حیث قال عز من قائل قالوا ما انتم الا بشر مثلنا وما انزل الرحمٰن من شیئ۔

حضرت عارف نامی مولانا جامی قدس سرہ السامی کا ارشاد گرامی ہے ؎

تو جان پاکی سر بسر نے آب و خاک اے نازنین　　واللہ تو جان ہم پاک تر و حی فدا ک اے نازنین

یہ ہے کہ جسے کہا جاتا ہے کہ حضور سر قدرت ہیں۔ حضور جیسے ہیں اس حقیقت تک کسی کو رسائی نہیں۔ خود ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اور کس سے؟ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنہیں سب سے زائد حضور کی معرفت حاصل ہوئی یا ابابکر لم یعرفنی حقیقۃ غیری۔ امام عارف باللہ سیدی عبدالرؤف مناوی قدس سرہ تیسیر شرح جامع صغیر میں زیر حدیث کنت اول الناس فی الخلق واٰخرھم فی البعث۔ فرماتے ہیں بان جعلہ اللہ حقیقۃ تقصر عقولنا عن معرفتھا۔ نیز اسی میں فرمایا لعبدک الانبیاء حقیقۃ صفاتہ علیہ الصلاۃ والسلام فکیف بغیرھم۔ اسی لئے فقیر نے ایک غزل نعت میں عرض کیا ہے ؎

کوئی کیا جانے تو تم ہو خدا ہی جانے کیا تم ہو　　خدا تو کہہ نہیں سکتے مگر شان خدا تم ہو

ایک دوسری غزل میں عرض کیا ؎

حقیقت سے تمہاری جز خدا اور کون واقف ہے　　کہے تو کیا کہے کوئی جہیں تم ہو جہاں تم ہو

مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام خدا ہیں یا خدا ان میں حلول کئے ہے۔ حلول و اتحاد تو ہمارا الحاد ہے اس کا کوئی مسلمان رہ کر قائل نہیں ہو سکتا۔ اور شامت نفس سے کوئی قائل ہو تو مسلمان نہیں رہ سکتا۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام مظہر ذات الٰہی ہیں۔ حضور کی بشریت عنصری سے ہماری بشریت کو کیا نسبت؟ تو جو اپنی طرح انہیں بشر جانتا ہے اس سرکار ستر ہزار کی شان رفیع گھٹاتا ہے اور کھلی توہین کرتا ہے۔ والعیاذ باللہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) حضرات صوفیاء کرام کو ایسا کہنے والا خود بھی ایسا ہے۔ اس پر توبہ لازم ہے۔ خدا اسے ہدایت

بخشے۔ توفیق توبہ دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) حضرات صوفیاء کرام کو ان کا کلام نہ سمجھ کر انھیں مشرک کہنے والا اس سے ڈرے معاذ اللہ اس کا خاتمہ برا ہو اور وہ اس وبال میں مشرک ہو کر مرے۔ زمانہ حال کے جہال، صوفی بننے والے متصوفہ نقال کی بعض تمام تر بیہودہ ہزلیات اور واہی تباہی سخیف کلمات کا حکم آخر ہے۔ نہ وہ حضرات صوفیاء میں داخل نہ ان کے کلمات کو کلمات صوفیاء کرام کا حکم شامل۔ بلکہ اگر جاہل، صوفی بننے والا حضرات صوفیاء کے وہ کلمات جو ان کی اصطلاح پر بالکل حق و صدق ہیں۔ سمجھے بوجھے، اور ان کے ظاہری معنی مراد لے تو زندیق ہے۔ کہ صوفی محقق ہے۔ اور اس کا جاہل مقلد نقال زندیق۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) جو ایسا ہے کافر ہے کہ قرآن اطاعت رسول کو اطاعت الٰہی فرما رہا ہے کہ فرماتا ہے مَنْ یُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ۔ یہ آیت اگر نازل نہ ہوتی جب بھی اطاعت رسول قطعاً اطاعت الٰہی تھی کہ رسول کی اطاعت یوہیں کی جاتی ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ نیز اللہ عزوجل نے رسول کی اطاعت کا حکم دیا ہے اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ۔ پھر اگر حضور کی اطاعت کو غیر اطاعت الٰہی جانتا ہے تو فرض بھی مانتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کافر ہے کہ قرآن عظیم نے ان کی اطاعت فرض فرمائی۔ کہ ارشاد ہوا "اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ اور اگر فرض مانتا ہے اور اسے غیر اطاعت خداوندی مانتا ہے تو بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) جو ایسا کرتا ہے مستحق نار مستوجب غضب جبار مبتلائے قہر قہار ہے۔ قرآن عظیم فرماتا ہے لَا تَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا فَیُسْحِتَکُمْ بِعَذَابٍ اور فرماتا ہے اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ حدیث میں ہے مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔ اللہ عزوجل اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عمداً افترا مسلمان کا کام نہیں۔ دھوکا دینا حرام ہے۔ حدیث میں ارشاد فرمایا لَیْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّنَا واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) حرام کار ہے۔ مقتری ہے۔ کیا دہے۔ مکار ہے۔ شدید گنہگار ہے۔ حق اللہ اور حق العبد دونوں میں گرفتار ہے۔ سخت شدید مجرم فاعلی، غلط کار، ظالم ستمگر جفاشعار رکھلے فساق و فجار میں اس کا شمار ہے۔ بلکہ اپنے ان بعض کفریات کی بنا پر وہ داخل زمرۂ کفار ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اس کے پیچھے نماز سے احتراز کیا جائے جب تک توبہ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۴ از گجرات پنجاب مدرسہ پیر ولایت شاہ صاحب۔ مسئولہ جناب مولینا مولوی عبدالغفور صاحب

---

۱ سورۂ نساء آیت ۸۰، ۲ سورۂ فاتحہ آیت ۱۱۱، ۳ سورۂ طٰہٰ آیت ۶۱، ۴ سورۂ نحل آیت ۱۰۵، ۵ مشکوٰۃ ص ۳۲

چشتی ہزاروی مدرس اول مدرسہ مذکورہ۔ ۴ ربیع رجب ۱۳۵۲ھ

فرزندۂ رایت شریعت و مروج احکام فطرت دامت عظمتہٗ۔ بعد سلام سنت و اسلام معروض کیا مفہوم خمسہ کا علم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیا گیا ہے یا نہیں؟ اگر دیا گیا ہے تو کون سی صحیح حدیث یا آیت قرآن بطریق یا تفسیر معتبر میں اس کا ثبوت ہے۔ اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے متعلق کوئی کتاب تحریر فرمائی ہے یا نہیں؟ اور اگر نہیں دیا گیا ہے تو بھلا جب کل کی بات نہیں جانتے تو قیامت کی باتیں کیسے جانتے ہوں گے دوم یہ کہ حدیث معراج میں ہے کہ حضور فرماتے ہیں فتجلّی لی کل شیئ۔ یا فعلمت ما فی السّموات والارض۔ او کما قال۔ جب شب معراج میں سب کچھ آپ نے جان لیا تو بھلا بعد میں مدینہ منورہ میں کئی ایک ایسے واقعات ہیں جو آپ سے پوچھے گئے آپ نے وحی کا انتظار کیا اور اسی وقت نہ بتایا بلکہ یہ فرمایا کہ انشاء اللہ العزیز وحی کے آنے پر بتاؤں گا۔ ان سوالات کا مفصل جواب مرحمت فرمایا جائے۔ والسلام۔

الجواب اللہ رب ذوالجلال تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب و محبوب مطلع علی الغیوب کو ان غیوب خمسہ کا بھی علم عطا فرمایا اور ان سے بھی پوشیدہ تر نہایت خفی و اخفیٰ خاص اسرار کا علم بھی بمقتضائے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ سائر الانبیاء وبارک وسلم۔ یہ پانچ تو بے شمار غیبوں کی بہ نسبت اخف ہیں ان کی خصوصیت جو حدیث میں ارشاد فرمائی گئی اس کے یہ معنی نہیں کہ ان کو کسی طرح خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا، بلکہ معنی یہ ہیں کہ خدا کے بے بتائے ان کا علم کسی کو نہیں ہو سکتا۔ جب ان کو بھی بے تعلیم الٰہی کوئی نہیں جان سکتا تو جو ان سے اخفیٰ ہیں وہ بے خدا کے بتائے کسی کو کیوں کر معلوم ہو سکتے ہیں۔ یہ مطلب تو کسی عاقل کے نزدیک نہیں ہو سکتا کہ یہ غیوب خمسہ ایسے ہیں کہ انھیں کوئی اور کسی طرح جان ہی نہیں سکتا۔ ان کے سوا اور غیوب تو خدا دے سکتا ہے یہ ایسے ہیں کہ کسی کو نہیں دے سکتا یا نہیں دیتا۔ علمائے اہلسنت نے اپنی تصانیف مبارکہ میں ان غیوب کا علم حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کے لئے بھی علمائے اعلام، ائمہ کرام کی تصریحات سے ثابت کر دکھایا۔ حضور تو حضور میں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملاحظہ ہو "الدولۃ المکیہ" بالمادۃ الغیبیہ، فائض الاعتقاد، افتاخرین کا نماز علیہ، ادخال السنان، الکلمۃ العلیا" وغیرہ

یہاں بھی کچھ مختصر طور پر ثبوت پیش کریں۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا[1] سکھا دیا تمہارے رب نے جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ اور اللہ کا تم پر فضل عظیم ہے اب اس جو کچھ میں کیا کچھ نہیں آگیا؟ حدیثوں میں بکثرت ثبوت موجود ہے۔ حدیث بھی دیکھ لیجئے۔ ارشاد

[1] مشکوٰۃ صفحہ ۔ [2] سورۂ نساء آیت ۱۱۳

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ھو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ۔ بلکہ عمر بن الخطاب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے صلی اللہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوما الفجر وصعد علی المنبر فخطبنا (الی) ثم صعد المنبر حتی غربت الشمس فذکرنا ما ھو کائن الی یوم القیامۃ فاعلمنا احفظنا (رواہ مسلم)

آیت کریمہ میں تو کج بحثوں کو اتنا زبردستی کا موقع تھا بھی وہ کلمہ ما میں کچھ کٹ حجتیاں کرتے کہ اس سے یہ مراد ہے۔ یہ مراد نہیں کہ حضور کو علم غیب عطا ہوا مگر ان حدیثوں نے تو تسمہ نگانہ رکھا۔ یہ علوم شاید وباید کے طور پر دنیا سے الگ ہوں گے؟ دنیا میں نہ پانی برستا ہے، نہ دنیا میں ماں کے پیٹ میں بچہ نر و مادہ ہوتا ہے، نہ دنیا میں کل ہوتی ہے، نہ کل میں کچھ ہوتا ہے، نہ دنیا میں کوئی مرتا ہے؟ جب حضور نے صراحتاً بالکل وضاحت کے ساتھ ارشاد فرمادیا کہ میں، دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے اور ہونے والا ہے اسے اپنے کف دست مبارک کی طرح دیکھ رہا ہوں۔ تو پانی برسنے اور ماں کے پیٹ میں بچے اور کل کی بات اور موت وغیرہ حضور کے پیش نظر ہے۔ اور سب کچھ جانتے اور پہچانتے ہیں۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام مادامت الیالی والایام

اللہ عزوجل فرمائے ہم نے وہ سب اپنے حبیب کو سکھادیا جو وہ نہ جانتے تھے۔ اور حضور فرمائیں خدا نے دنیا و کائنات سب میرے پیش نظر فرمادیئے ہیں۔ اس سب کو جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے بمثال کف دست ملاحظہ فرمارہا ہوں۔ صحابی فرمائیں کہ حضور نے قیامت تک کی ساری کائنات کی ہمیں خبر دی۔ ہم میں زیادہ اعلم وہ ہے جسے زیادہ یاد رہا۔ مگر وہابی کو کسی طرح یقین نہیں آتا۔ نہ صحابی کا اعتبار، نہ رسول کردگار کے ارشاد پر یقین، نہ خود پروردگار عزجلالہ کے ارشاد پر ایمان۔ وہ یہی بکے جاتا ہے کہ حضور کو کل کی بات معلوم نہیں، حضور پیٹ کے حال سے بے خبر ہیں، حضور کو یہ علم نہیں کہ کون کہاں مرے گا؟ انتہا یہ کہ گنگو ہی پھنکارا اٹھا کہ معاذ اللہ "حضور کو دیوار کے پیچھے کا بھی حال معلوم نہیں"[1] اور اس کو شیخ محقق کے سر منڈھ دیا کہ انھوں نے اسے روایت کیا۔ حالاں کہ شیخ محقق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے اسے روایت نہ کیا۔ بلکہ اس کا رد فرمایا۔ رد کو روایت بنالیا۔ حد ہے کہ وہابی نے یہ بک دیا کہ حضور کو اپنے خاتمہ کا بھی حال معلوم نہیں۔ مفسرین کرام کے اقوال اگر وہ سب جمع کئے جائیں جو ہر ہر آیت علم غیب کے نیچے ہیں جب تو ایک مبسوط کتاب طیار ہو جائے۔ اور اس کی حاجت نہیں۔ علماء اپنی تصانیف مبارکہ میں بہت سے اقوال پیش فرما چکے یہاں تو صرف اسی آیت کریمہ مذکورہ بالا کی تفسیر میں جو کچھ فرمایا گیا ہے وہ زیادہ نہیں دو ایک عبارتیں پیش کریں۔

---

[1] مسلم شریف جلد دوم ص ۳۹۰ ، [2] شرح مواہب اللدنیہ للزرقانی

مدارک میں زیر آیت کریمہ مذکورہ فرمایا من امور الدین والشرائع او من خفیات الامور وضمائر القلوب خازن میں ہے قیل علمك من علم الغیب ما لم تكن تعلمه وقیل معناه وعلمك من خفیات الامور واطلعك علی ضمائر القلوب وعلمك من احوال المنافقین وكیدهم وما لم تكن تعلمه۔ بیضاوی میں ہے من خفیات الامور۔ خاص شمس کے بارے میں امام ابن حجر کا ارشاد بطور نمونہ ذکر کروں۔ جسے اور زیادہ درکار ہوں وہ اہل حق کے رسائل کا مطالعہ کریں جن سے آفتاب کی طرح روشن کہ یہ خمس بھی حضور کے غلام ہی باعطاء الٰہی بطفیل سرکار رسالت پناہی جانتے ہیں۔ امام ابن حجر مکی منح المکیہ شرح قصیدہ ہمزیہ میں فرماتے ہیں۔ اكثر علوم نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تتعلق بالمغیبات بدلیل فعلمت علم الاولین والاخرین فی الحدیث المشهور۔ ولانه تعالیٰ اختص به لكن من حیث الاحاطة به والشمول لعلمه بالكلیات والجزئیات فلا ینافی ذلك اطلاع اللہ تعالیٰ لبعض خواصه علی كثیر من المغیبات حتی من الخمس التی قال فیهن صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم خمس لا یعلمهن الا اللہ تعالیٰ لانها جزئیات معدودة لا غیر۔ واذكار المعتزلة لذلك مكابرة فقد وقع للانبیاء والاولیاء من ذلك ما لم یكن عدّ لا سیما وقع لنبینا صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم وسیأتی بسط جملة مما اخبر به صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم۔ یہ سیأتی سبحان کے لئے فرمایا وہاں بہت اخبار غیبیہ کا بیان فرمایا۔ فرماتے ہیں (تاینہما) فی بیان ما اشار الیه الناظم من كثرة ما اخبر به صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم من الغیوب ما فی القرآن منها ما لا یحیط به هذا۔

وخبر الطبرانی ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیها والی ما هو كائن فیها الی یوم القیامة كما انظر الی كفی هذه۔ وخبر ابی داؤد قام فینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم مقاما فما ترك شیئا الی قیام الساعة الا حدث به وفی الحدیث الصحیح فعلمت علم الاولین والاخرین۔ وصح انه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اخبر بموت النجاشی یوم موته بالحبشة وصلی علیه باصحابه۔ وانه وابا بكر وعمر وعثمان صعد واحدا فتحرك فضربه برجله وقال له اثبت فانما علیك نبی وصدیق وشهیدان فاستشهد۔ وان ملك كسری وقیصر ینقطع بعده من العراق والشام۔ فكان كذلك فی زمن عمر وانه قال سراقة كیف بك اذا لبست سواری كسری فالبسهما عمر لما نزل ملك كسری فی زمنه تحقیقا لذلك۔

(تفسیر ملک جلد اول ص۲۵۰)

واخبر بكتاب حاطب الى اهل مكة ـ وبموضع ناقة ظعين ضلت وتعلقت بخطامها فى الشجرة وبان قريشا بعد الاحزاب لا يغزونه ـ وباستشهاد اهل الجيش الذى ارسله لموتة بلد بارض الشام يوم قتلهم زيد بن حارثة فجعفر بن ابى طالب فعبد الله بن ابى رواحة رضى الله تعالى عنهم وبان فاطمة اول اهله لحوقا به فعاشت بعده ثمانية اشهر اوستة وبان اشقى الاولين والاخرين قاتل علي كرم الله تعالى وجهه يضربه فى يافوخه فيبتل من دمها لحيته ـ فضربه الشقى ابن ملجم ضربة كذلك فمات منها وبان معاوية رضى الله تعالى عنه بلى امراته وبان لم يغلبه راهما ابن عساكر ـ ومن ظن قال على كرم الله وجهه يوم صفين لو ذكرت هذا الحديث ما قاتلته ـ وبان عثمان يقتل مظلوما ـ وبوقعة الحرة من عسكر يزيد عامله الله بعدله بالمدينة فاستحيت نفوس اهلها وابضاعهم واموالهم وقتل سبعمائة يحفظون القرآن ـ منهم ثلثمائة صحابى وافتض منها الف عذراء

وبواقعة الجمل وصفين وقتال عائشة والزبير رضى الله تعالى عنهم ولذلك قال على الزبير لما برز له يوم ذى انشدك الله هل سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم تقاتله وانت له ظالم فانصرف الزبير وقال بلى ولكن نسيت ـ وقد يشكل الوصف بالظلم مع ان الزبير مجتهد ـ فقالية انه مخطئ وله اجر بنص الحديث الصحيح وعجاب بان اصل الظلم وضع الشئ فى غير محله وان لم يكن فيه اثم فالمراد وانت قد وضعت القتال فى غير محله خطاء منك لا تعمدا او فانت له ظالم بحقيقة لو نظرت فى الدليل حق النظر بقرينة ما تقرر ان المجتهد المخطئ له اجر وبقوله فى الحسن بن على كرم الله وجهه ان ابنى هذا سيد وسيصلح الله به بين فئتين عظيمتين من المسلمين فكان كذلك فانه بويع بعد ابيه فمكث خليفة ستة اشهر ثم سار لمعاوية باربعين الفا فلما ترائى الجمعان عند كثرة الفريقين وانه لا يغلب احدهما حتى يقتل الفريق الاخر فرق على المسلمين دماءهم وعرض الملك فى جنب ذلك ابتغاء لوجه الله تعالى كما جاء عنه رضى الله تعالى عنه ثم ارسل لمعاوية ليشترط عليه شروطا وينزل له عن الخلافة فارسل اليه قرطاسا ابيض وقال اشترط ما شئت فاشترط ونزل له عن الملك فصار معاوية من يومئذ خليفة حقيقة ـ

ويقتل الحسين بن على كرم الله تعالى وجهه بالطف ـ واخرج بيده تربة وقال فيها مضجع وصح خبر استئذان ملك القطر ربه ان يزور النبى صلى الله تعالى عليه وسلم فاذن له فكان فى يوم ام سلمة

فلبسها صلى الله تعالى عليه وسلم ان تحفظ الباب فجاء الحسين فاقتحمه فقتله صلى الله تعالى عليه وسلم فقال له الملك احبه قال نعم قال ان امتك سيقتله وان شئت اريتك المكان الذى يقتل فيه فاراه فجاء بسهلة بالكسر رمل خشن او تراب احمر فاخذ فجعلته فى ثوبها فقال الراوى كنا نقول انها كربلاء وفى رواية انه فقال لها اذا صار دما فاعلمى انه قد قتل واخبر عمه انه رأى جبريل معه فى صورة رجل واخبرام عبد الله بن عباس بانها ستلد ولدا وبانه ابو الخلفاء وبان منهم السفاح والمهدى واخبر بان الترك ستغلب على العرب حتى تلحقها بمنابت الخيم والقيصوم وبقوله يوشك الناس ان يضربوا اكباد الابل فلا يجدون عالما اعلم من عالم المدينة قال ابن عيينه وغيره هو مالك ابن انس ومن ثم كان الناس يزدحمون على بابه لاخذ العلم حتى يقتلوا ومن روى عنه من الاكابر الزهرى والسفيانان والشافعى والاوزاعى امام اهل الشام والليث امام اهل مصر وابو حنيفه وصاحباه ابو يوسف ومحمد وذو النون المصرى والفضيل وابن المبارك وابن ادهم رحمهم الله تعالى وبعالم قريش وانه يملا طباق الارض علما قال احمد وغيره ونواه الشافعى لانه لم ينتشر فى طباق الارض لقرشى صحابى او غيره ما انتشر للشافعى اى والذى انتشر لعلى وابن عباس ونحوهما مسائل قليلة جدا كما يعلم ذلك من سير كلامهم واطلع عليه۔

واخبرنا بالخوارج الذين خرجوا على على كرم الله تعالى وجهه وان فيهم رجل اسود احد عضديه مثل ثدى المرأة فقاتلهم على واخرج ذلك الرجل حتى راه الناس بالوصف الذى وصفه به صلى الله تعالى عليه وسلم واخبرنا بالروافض وانهم يرفضون الاسلام وبالقدرية والمرجئة وبان امته تفترق على ثلاث وسبعين فرقة وانها تكون كلها فى النار الا الفرقة التى تكون على ما كان عليه هو واصحابه وهم الطائفة الذين اخبر عنهم بانهم لا يزالون على الحق لا يضرهم من خالفهم الى قيام الساعة اى قريبه بقليل۔ وبامارات الساعة الكثيرة جدا فوقع كثير منها وينظر وقوع الباقى ومما وقع منها النار التى قال عنها صلى الله تعالى عليه وسلم كما رواه الشيخان لا تقوم الساعة حتى تخرج نار من ارض الحجاز تضئ لها اعناق الابل ببصرى فخرجت نار عظيمة فى نحو مرحلة من المدينة المشرفة وتقدمتها نار نزلة عظيمة بعد عشاء الاربعاء ثالث جمادى الاخرة سنة ٦٥٤ اربع وخمسين وستمائة ولم تزل تشتد وتعلى كطيان البحر الى ان ارتفعت منها

الارض ومن عليها حتى ايقن اهل المدينة بالهلاك وكثرت الزلازل حتى وقع منها فى يوم واحد ثمان عشرة زلزلة فكن ببركته صلى الله تعالى عليه وسلم كان يغشى المدينة نسيم بارد ومرأيت من مكة جبال بصرى وانطفأت ليلة الاسراء سابع عشر رجب۔"

قصیدۂ بردہ کے حاشیہ علامہ بجوری میں ہے "لم يخرج صلى الله تعالى عليه وسلم من الدنيا الا بعد ان اعلمه الله تعالى بهذه الامور الخمسة۔" تفسیر روح البیان میں زیر کریمہ "يسئلونك عن الساعة" فرمایا "قد ذهب بعض المشائخ الى ان النبى صلى الله تعالى عليه وسلم كان يعرف وقت الساعة باعلام الله تعالى وهو لا ينافى الحصر فى الآية كما لا يخفى۔" ترجمہ مشکوٰۃ اشعۃ اللمعات میں حضرت محقق مطلق مولانا الشیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں "مراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل وبنہاد اندہ آنہا غیب اند کہ جز خدا کسے آں را نداند مگر آں کہ وے تعالیٰ از نزد خود کسے را بوحی و الہام بداند۔ فتوحات وہبیہ شرح اربعین نوویہ میں ہے "والحق كما قال جميع ان الله سبحانه وتعالى لم يقبض نبينا عليه الصلوٰة والسلام حتى اطلعه على كل ما ابهمه عنه الا انه امره بكتم بعض والاعلام ببعض۔"

یہاں تک کہ علمائے کرام نے ان پانچوں کا علم حضور کے خدام کے لئے فرمایا اور فرمایا کہ اہل تصرف عالم میں بے ان علوم کے تصرف نہیں کر سکتے۔ کتاب الابریز شریف میں ہے "كيف يخفى امر الخمس عليه صلى الله تعالى عليه وسلم والواحد من اهل التصرف من امته الشريفة لا يمكنه التصرف الا بمعرفة هذا الخمس۔" اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے رسالہ مبارکہ "الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ" نیز اردو کے ایک مختصر رسالہ "انتباہ حرمین کا تازہ علمیہ" میں خمس کی بحث ہے۔

بحمداللہ تعالیٰ قرآن عظیم واحادیث نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نیز ارشادات ائمہ کرام وعلماء اعلام سے ہر سمجھ والے پر روشن تر از خمس وابین من الامس ہو چکا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ عزوجل نے بہت کثیر علوم غیبیہ عطا فرمائے جن کا احصار نہیں ہو سکتا۔ اور ظاہر ہوا کہ علوم خمسہ حضور تو حضور حضور کے غلاموں کو عطا فرمائے جاتے ہیں۔ اب یہ سب دیکھ کر پھر خاص قصۂ معراج میں حضور کا ارشاد علمت ما فی السموات و ما فی الارض پاکر پھر یہ وہ شبہات مسلمان کی شان نہیں۔ یہ تو اس حدیث سے مقابلہ ہوا اور اس کے یہی معنی ہوئے کہ حضور نے ایسا فرمایا حالاں کہ حضور کے فرمانے کے بعد جو کچھ پوچھا گیا تو جواب نہ دے سکے، وحی کا

۱؎ روح البیان جلد ۲ ص ۲۹۳

انتظار فرمایا۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ مسلمان کو کبھی یہ خیال نہیں لا سکتا کہ معاذ اللہ یہ ارشاد غلط ہے اور جب وہ اسے غلط نہیں سمجھ سکتا تو یقیناً اسے حق جانتے ہوئے یہی کہے گا کہ بے شک حضور کو شب معراج ما فی السمٰوات والارض کا علم ہو گیا۔ اس کے بعد اگر یہ ثابت ہو کہ حضور سے کوئی سوال کیا گیا اور حضور نے جواب فوراً عطا نہ فرمایا، یہ قطعاً اس لئے نہیں کہ حضور کو اس کے جواب کا علم نہ تھا۔ بہت سوال ایسے ہوتے ہیں کہ جواب معلوم ہوتا ہے مگر فوری جواب نہیں دیا جاتا جس میں مصلحت ہوتی ہے۔

وحی کا انتظار جیسے اس صورت میں ہوتا ہے جب کہ علم نہ ہو تا ایسی ہی اس کی صورت یہ بھی ہے کہ خود جواب عطا ہو اس سے بہتر یہ ہے کہ وحی خداوندی سے جواب ہو۔ جیسا کہ حضرت سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت کے واقعہ میں ہوا۔ حضور اگر اس کے متعلق خود سے کچھ ارشاد فرماتے اس سے بہت بہتر یہ ہوا کہ حضور نے وحی کا انتظار فرمایا۔ اور وحی میں ان کی طہارت بیان فرمائی۔ پھر وحی کا انتظار اس لئے بھی ممکن کہ اس سوال کا جو جواب باعلام الٰہی معلوم ہے۔ اس کا اظہار یا دون ہو فتوحات وہبیہ کی عبارت پھر نظر کیجئے کہ اللہ عزوجل نے ہر قسم پر حضور کو مطلع فرمایا مگر بعض کے کتم کا حکم فرمایا بعض کے اعلام کا جو ذہن بھی کچھ رکھتا ہے وہ اس سے کہ بعد معراج جب حضور نے معراج کا بیان فرمایا کفار نے بیت المقدس کے متعلق کچھ سوال کئے حضور نے فوراً جواب عطا نہ فرمائے اتنا سمجھ سکتا ہے کہ علم ہوتے ہوئے بھی بعض اوقات جواب میں تردد ہوتا ہے اور فوراً جواب نہیں دیا جاتا۔ یا وہابی یہ کہے گا کہ حضور کو بیت المقدس کا بھی علم تھا یہ تو سوا وہابی کے کوئی پاگل بھی نہیں کہہ سکتا۔ جب حضور بیت المقدس تشریف لے گئے تو ضرور حضور کو بیت المقدس کا علم تھا۔ وہاں کے متعلق سوالات کا جواب فوری عطا نہ فرمانا کسی حکمت پر مبنی تھا یا یہ کہ اس وقت اس کی جانب التفات خاص نہ ہونے پر۔ جیسے موزہ و عقاب کے واقعہ میں ادھر التفات نہ تھا۔ مولانا رومی قدس سرہٗ نے مثنوی میں تحریر فرمایا کہ ؎

گرچہ ہر چیزے خدا ما را نمود　　دل در آں لحظہ بحق مشغول بود

ملک العلماء بحر العلوم نے شرح میں فرمایا "از جہت استغراق بعض منعیات بر تبایر مستور شود پھر فرمایا معنی بیت چنیں ست کہ بسبب استغراق توجہ با کوان نبود پس بعض ما کوان مغفول عنہ ماند و ایں وجہ وجیہ است"۔

وہابی تو دشمن ہے وہ تو زبردستی نقص ہی چاہے گا۔ اللہ و رسول و علماء کچھ فرمائیں وہ ڈھونڈ ڈھونڈ

کرایسی باتیں لائے گا جس سے عوام کو دھوکہ دے سکے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵ از درو ضلع نینی تال مسئولہ ارسلہ خاں پشاوری و حافظ عبید اللہ امام مسجد و عبد اللہ صاحب رضوی۔ ۱۳ ذی القعدہ ۔

زید عقیدہ رکھتا ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب عطائی تھا۔ بالذات نہ تھا۔ بالذات سوا خدا کے دوسرے کے واسطے محال۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم غیب اور حضور، حادث۔ خداوند کریم قدیم، اس کا علم بھی قدیم۔ عمرو یہ عقائد رکھتا ہے کہ حضور پرنور شافع یوم نشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم غیب بالذات ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جو صفات الٰہیہ ہیں ان صفات کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ قدیم ہے۔ حادث نہیں۔ دونوں سوالوں کے جواب سے بحوالہ کتاب مشرف فرمائیے۔ فقط

الجواب زید کا قول حق و صحیح اور عمرو کا باطل و فضیح ہے۔ عمرو اور اس کے ہم عقیدہ پر توبہ اور تجدید ایمان اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح فرض ہے۔ اللہ عزوجل کا علم ذاتی کہ جو اس کی ذات سے ہے وہ اس کی صفت قدیمہ ہے۔ کسی کا دیا ہوا نہیں۔ اور اس کے حبیب ولبیب علیہ الصلاۃ والسلام کا علم عطائی ہے کہ اللہ کا عطا فرمایا ہوا ہے۔ ایک ذرہ کا علم بھی جو بے عطا الٰہی مانتا ہے اس پر توبہ فرض ہے۔ از سر نو ایمان لانا لازم محال ہے کہ بے خدا کے بتائے حضور کو ذرہ سے کم تر سے کم تر شیئے کا علم بھی ہو۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "الدولۃ المکیۃ" میں تصریح فرمائی "العلم الذاتی مختص بالمولیٰ سبحنہ وتعالیٰ لا یمکن لغیرہ ومن اثبت شیئا منہ ولو ادنی من ادنی من ذرۃ لاحد من العلمین فقد کفر واشرک۔ علم ذاتی اللہ عزوجل سے خاص ہے۔ اس کے غیر کے لئے محال ہے۔ جو اس میں سے کوئی چیز اگرچہ ایک ذرہ سے کم تر سے کم تر غیر خدا کے لئے مانے وہ یقیناً کافر مشرک ہے۔ جو اللہ کے سوا کسی مخلوق کو قدیم جانے کافر ہے۔"

بے شک حضور علیہ الصلاۃ والسلام اللہ عزوجل کے مخلوق اور عظیم ترین بندہ ہیں۔ اور ان کا علم اور ہر وصف خدا کا دیا ہوا ہے۔ وہ بھی حادث ہیں اور ان کے اوصاف کریمہ صفات عظیمہ بھی۔ "الدولۃ المکیۃ" ہی میں فرمایا فی الموضوعات من اعتقد تسویۃ علم اللہ ورسولہ یکفر اجماعا کما لا یخفی اھ اقول ان اراد

---

[1] الدولۃ المکیہ ص ۱۳ مطبوعہ ترکی، [2] ایضاً ص ۲۳

التسویۃ من کل وجہ فنعماذ یلزم قدم غیرہ تعالی و خلافہ عنہ عزوجل عمرو کو اپنے اس قول سے بھی تو بچانے کہ حضور میں جو صفات الٰہیہ ہیں کہ اس کے ایک برے معنی بھی ہیں وہ یہ کہ خود صفات قدیمہ الٰہیہ بذات حضور قائم ہوں اس نے بالذات عطائی کے مقابل اور قدیم حادث کے مقابل کہہ کر اس تعبیر کی راہ بند کردی کہ بالذات سے مراد یہ ہے کہ حضور کو بے واسطہ علم عطا ہوا اور قدیم کے یہ معنی کہ حضور کو نزول قرآن ہی سے علم حاصل نہیں ہوا بلکہ حضور کو پہلے سے علم بعطائے الٰہی حاصل تھا نزول قرآن عظیم سے حضور کے علوم میں اضافہ ہوا اگر اس کی مراد بالذات سے یہ ہوتی تو بالکل حق ہوتی مگر وہ تو عطائی کے مقابل کہہ رہا ہے تو یہ مراد ہرگز نہیں یوں ہی اگر قدیم سے وہ مراد ہوتی تو کفر سے اسے بچا لیتی مگر وہ تو حادث کے مقابل کہہ رہا ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اللہ عزوجل عمرو اور اس کے ہم عقیدہ کو توفیق توبہ و استقامت علی الحق عطا فرمائے۔ آمین۔ واللہ ھو الموفق وھو الھادی الی الصراط المستقیم لا الٰہ الا ھو سبحنہ وتعالی شانہ لیس کمثلہ شیئ وھو السمیع العلیم

مسئلہ ۱۶ از بنارس رام نگر مسئولہ جناب محمد رضا خانصاحب۔ ۱۸ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ

علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں قوم مہتر جن کے یہاں حسب ذیل پیشہ و نام و کام ہوتے ہیں و طریقہ و رسوم اجرا رہیں۔

(۱) شہنائی بجانے کا کام ہوتا ہے (۲) ڈگڈگی بجانے کا کام ہوتا ہے (۳) جھنک لگانے کا کام ہوتا ہے (۴) حرام چمڑے کی تانت بنائی جاتی ہے (۵) حرام تانت سے سوپ وغیرہ بنایا جاتا ہے (۶) ان کے گھروں کی عورتیں جملہ اقوام یعنی مسلم و غیر مسلم کے یہاں پاخانہ کماتی ہیں وغیرہ وغیرہ (۷) ان کے گھروں کی عورتیں علاوہ مسلمان کے دیگر اقوام کے یہاں کا کھانا جائز و ناجائز ہر قسم کا لاتی ہیں اور سب اس کو کھاتے ہیں شہنائی و ڈگڈگی بجانے کے سلسلہ میں مندروں کا چڑھاوا و پوجا وغیرہ کی چیزیں لاتے ہیں اور استعمال کرتے ہیں (۹) ان کے یہاں کے مردوں کو غسل دینے کے لئے کوئی مسلمان جاہم نہیں جاتا ان کے یہاں کسی کی نذر و نیاز یا فاتحہ خواہ محفل میلاد وغیرہ نہیں ہوتی (۱۱) ان کے یہاں کبھی قرآن خوانی نہیں ہوتی (۱۲) کسی مسلمان کے یہاں ان کی یا ان کے یہاں کسی مسلمان کی آمد و رفت یا شرکت نہیں ہوتی (۱۳) ان کی برادری میں سے جو شخص داخل اسلام ہو جو پیشہ اپنا ترک کرتا ہے اس سے یہ لوگ کھانا پینا چھوڑ دیتے ہیں (۱۴) ان کے یہاں مردوں کے نام بیکو۔ ڈھونڈے۔ بکریدہ۔ جوکران۔ چمرو۔ رجب۔ بھگیلو۔ فتیلی۔ ہینگو۔ پلو۔ تلوا وغیرہ اور عورتوں کے نام جگیا۔ مانکی۔

مولیا سکوتی وغیرہ ہیں ان کل امورات و واقعات کے قائم اجزار رہتے ہوئے کیا وہ قوم ہرگز مسلمان کہے جا سکتے ہیں اور ان کی آمد و رفت فرش مسجد پر ہو سکتی ہے اور وہ مسجد کے بدھنے اور پانی وغیرہ کو چھو سکتے ہیں اور وہ مسلمان نمازیوں کی صف میں شانہ ملا کر نماز پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب بیان سائل سے معلوم ہوا کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ اگر فی الواقع وہ لوگ یہاں کے سے بھنگی نہیں لال گروہ کے پیرو لال کتاب کے ماننے والے نہیں، محض گائے کا گوشت کھانے پر اپنے آپ کو ہندو نہیں سمجھتے مسلمان کہتے ہیں، بلکہ واقعی وہ تمام ضروریات دین اسلام پر ایمان اور سچے مسلمان کے سے عقائد رکھتے ہیں اور کسی حرام قطعی کو حلال نہیں جانتے، حرام شے کو حرام سمجھ کر کھاتے ہیں، مسلمان ہونے پر اعتراض نہیں کرتے، تو وہ مسلمان ہیں اور پاک صاف ہو کر مسجد میں جماعت میں حاضر ہونے کا ہر مسلمان کی طرح حق رکھتے ہیں کوئی انھیں اس سے نہیں روک سکتا۔ جو روکے گا وہ خود شرع کا مجرم گنہگار ہوگا۔ مسجد بیت اللہ ہے کسی کی ملک نہیں اس میں ہر مسلمان آئے گا مگر اس طرح جس طرح شرعاً حاضر ہو سکتا ہے۔ ناپاک یا بدبو کی چیز لے کر کوئی اس پاک طاہر بقعہ میں قدم نہیں رکھ سکتا اگرچہ سلطان ہی کیوں نہ ہو اگرچہ قوم کا سید ہی کیوں نہ ہو۔ ہینگ بیچنے والا پٹھان یا مٹی کا تیل فروخت کرنے والا مسلمان جو کسی قوم کا بھی ہے اگر مسجد میں بایں حال داخل ہو کہ اس کے کپڑوں سے ہینگ کی یا مٹی کے تیل کی بدبو آ رہی ہے اسے مسجد سے روکا جائے گا۔ اور ہر ہر جو مسلمان ہے اگر پاک صاف کپڑے پہن کر آیا ہے مسلمانوں کے برابر کھڑا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال میں جو امور مذکور ہیں ان میں سے کوئی کفر نہیں ہے۔ ہاں نمبر ۲ میں اس وقت حکم کفر ہو سکتا ہے جب کہ یہ ثابت ہو کہ وہ کسی حرام قطعی کو حلال جان کر کھاتے ہیں۔ اور نمبر ۱ میں اس وقت جب کہ یہ ثابت ہو کہ وہ مسلمان ہونے کو معیوب جانتے اور جرم قرار دیتے ہیں مگر یہ کیوں کر معقول ہے کہ وہ خود اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ وہ نام مسلمان سے نہ چڑتے ہوں گائے کا گوشت کھانے کو مسلمان سمجھتے ہوں۔ واقعی مسلمان ہونے کو برا جانتے ہوں اگر معاذ اللہ ایسا ہے تو بے شک وہ مسلمان نہیں۔ جیسے ملکانے کو وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں مسلمانوں کے نام بھی رکھتے ہیں اور سچا مسلمان ہونے کو سخت عیب جانتے ہیں۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۷ از بلی بھیت محلہ میاں صاحب مسئولہ جناب اللہ نواز خاں صاحب ۳۰ ربیع الآخر ۵۳ھ

بکر جو امام ہیں ہم لوگوں کے اور قاری صاحب سے جامع مسجد میں قرارت سیکھنے جایا کرتے ہیں ایک دن زید نے ان سے پوچھا کہ تم کہاں جایا کرتے ہو بکر یعنی امام صاحب نے کہا کہ میں جامع مسجد میں قاری صاحب سے قرارت سیکھنے جایا کرتا ہوں تاکہ قرآن شریف صحیح طور سے پڑھ سکوں۔ اس کے بعد زید نے کہا کہ قرارت سیکھنا جھگڑا ہے اس کو چھوڑو اور سادہ طور سے قرآن شریف پڑھتے رہو پس زید کا یہ قول کیسا ہے؟ اور زید کے لئے شرعاً کیا حکم ہے اور وہ امام بنانے کے قابل ہے یا نہیں؟

(نوٹ) اور جو شخص ان سے میل جول رکھے ان کے پیچھے نماز پڑھے اس کے واسطے کیا حکم ہے؟ اور عمداً جن لوگوں کے سامنے زید نے ایسے ناگفتہ بہ الفاظ کہے ان کے نام درج ذیل ہیں۔

الانور خاں پہلی بیعت۔ عبداللطیف خاں۔ عاشق علی خاں۔ معزالدین خاں۔ اصغر نور خاں۔

کیا ان مذکور بالا کے سامنے زید کے دیگر اقوال یہ بھی ہیں کہ نماز میں سورۃ فاتحہ کے بعد جو سورت قرآن عظیم کی پڑھی جائے اس میں بسم اللہ پڑھنا شریعت سے منع ہے اور امام صاحب سے کہتا ہے نماز مغرب اور عشاء میں چھوٹی سورتیں پڑھا کرو۔ زید کے ان اقوال کا شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب اتنی قرارت سیکھنا جس سے آدمی قرآن عظیم صحیح پڑھے فرض ہے۔ جس نے اس سے منع کیا اس نے فرض سے روکا اور ایک فرض کو جھگڑا بتایا اس پر توبہ فرض ہے۔ اسے تجدید ایمان و تجدید نکاح وغیرہ بھی چاہئے۔ بہت بدکلمہ اس کی زبان سے نکلا۔ والعیاذ باللہ۔ اس بارے میں اختلاف ہے کہ اول سورت نماز میں بسم اللہ پڑھے یا نہ پڑھے؟ امام اعظم و امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک نماز میں اول سورت محل تسمیہ نہیں امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک بعد فاتحہ سورت سے پہلے تسمیہ کا محل ہے اول سورت تسمیہ جائز ہی نہیں بہتر ہے۔ فتح القدیر ہے۔ اما التسمیۃ عند ابتداء السورۃ بعد الفاتحۃ فانہ عند ابی حنیفۃ لا یاتی بہا لا فی حال الجہر ولا فی حال المخافتۃ وکذا عند ابی یوسف لما تقدم انہا لیست بآیۃ من اول السورۃ ولم یروا شیئا فی الاتیان بہا اول السورۃ وعند محمد یاتی بہا فی اول السورۃ اذا خافت لا اذا جہر لانہ المشروع فیہا الاخفاء کما تقدم فلو اتی بہا حال الجہر خالف المشروع بایجاد جہر سکتۃ فی اثناء القراءۃ ولم ار ہا ولا یلزم شدۃ فی الفاتحۃ ملخصا قال الشیخ الجلیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی قول الغنیۃ لم تؤثر القول بل ما اثر بحال الصحاح انہ مجوز بل یحسن التسمیۃ اول کل سورۃ سوی التوبۃ۔ نماز مغرب میں بہتر سورہ قصار ہی ہیں۔ عشاء میں غلط کہتا ہے۔ عشاء میں بہتر اوساط ہیں۔

اس میں اصل حضرت سیدنا امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم کا ارشاد ہے انھوں نے حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تحریر فرمایا اقرأ فی المغرب بقصار المفصل وفی العشاء بوسط المفصل وفی الصبح بطوال المفصل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۸ از شہر بریلی محلہ قاضی ٹولہ متصل درخت کیت۔ اقبال حسین پسر فدا حسین جمادی الاولیٰ ۱۳۵۳ھ

زید کہتا ہے کہ خداوند قدوس کو ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنے اور کہنے والا گمراہ اور بے دین ہے۔ یہ صفت خداوند قدوس کی نہیں ہے بلکہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت کہتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اولیاء کرام کی نیک بی بیاں مرنے کے بعد ان کے ساتھ قبروں میں رہتی ہیں اور دنیا کے تعلقات قبر میں رہتے ہیں اور بچے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ شریعت مطہرہ کا زید کے واسطے کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

الجواب حاضر و ناظر یہ لفظ دربار الوہیت کے لائق نہیں کبھی کسی مسلمان کو بآں کہ "حضور" اپنے آپس میں ایک بڑا تعظیمی لفظ ہے مگر اللہ کو حضور سے تعبیر کرتے نہ سنا ہوگا۔ اور اگر کوئی تعبیر کرے تو مسلمان کا ذہن خدا کی جانب انتقال نہ کرے گا۔ بے شک اللہ عزوجل ہر بڑی سے بڑی چھوٹی سے چھوٹی باریک سے باریک کو روشنی اور اندھیری میں ہر وقت ہر آن، جب و قت و آن نہ تھے انھیں سب کو دیکھنے والا، اور سب اس کے علم میں حاضر وہ ہر پست سے پست آواز کا سننے والا ہے، ہمیشہ سے اور ہمیشہ تو وہ شہید و سمیع و بصیر ہے۔ حاضر و ناظر کے لفظ سے حماقت اور بات ہے۔ اور اس مطلب کا انکار اور بات۔ کون مسلمان ہے جو معاذ اللہ اللہ عزوجل کو شہید و سمیع و بصیر نہیں مانتا۔ تو شہید و بصیر جو اسے مانے وہ لفظ حاضر و ناظر سے منکر ہے کہ یہ لفظ دربار الوہیت کے لائق نہیں نہ بولا جائے۔ نہ کہ سرے سے مطلب ہی کا پھر خدا جگہ سے پاک ہے اور ہر جگہ حاضر کا لفظ بظاہر جگہ میں موجود ہونے کو بتاتا ہے۔ اس لئے اور اس سبب سے جو اس لفظ کو اس دربار عزت کے لائق نہیں بتاتا اور منع کرتا ہے، ٹھیک کہتا ہے۔

وہابی ہمیشہ افترا کیا کرتے ہیں ان کا یہ افترا ہے کہ اولیاء کرام کی بی بیاں ان کے ساتھ مزاروں میں رہا کرتی ہیں اور بچے بھی پیدا ہوتے ہیں صرف اتنا بیان کیا گیا ہے جو امام علام سیدی محمد زرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ انبیاء پر قبور میں ان کی ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں۔ شرح مواہب لدنیہ امام علامہ سیدی محمد عبد الباقی زرقانی قدس سرہ النورانی کی عبارت یہ ہے نقل السبکی فی طبقاتہ عن ابن فورک انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام حی فی قبرہ ابد الاباد علی الحقیقۃ لا المجاز لحیاتہ فی قبرہ یصلی فیہ

ملاحظہ ہو ۳۴

باذان واقامة۔ قال ابن عقیل الحنبلی ویضاجع امرأته ویتمتع بمن أکمل من الدنیا وحلف علی ذالک وھو ظاھر ولا مانع منہ۔ باقی کلی چھنڈے یہ وہابیہ کے ہیں۔ خذلھم اللہ تعالیٰ۔ جیسے حاضر ناظر کے لفظ دربار الوہیت میں بولنے سے ممانعت دربار رسالت میں کہنے کی اجازت کا وہ بنالیا کہ یہ خدا کی صفت نہیں حضور کی صفت ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ظاہر کیا کہ خدا پناہ بخدا شہید و بصیر (جیسے وہابیہ حاضر ناظر کہتے ہیں) ہی نہیں۔ حضور حاضر و ناظر ہیں ازواج مطہرات کے پیش ہونے پر نوحہ اعتراض کئے گئے ہیں اور جو کچھ مذاق اڑایا ہے وہ دین کے معتمد امام سیدی زرقانی کا اڑایا ہے۔ اور روزی و رزق پہونچنے پر جو مذاق اڑایا ہے۔ وہ خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کا حضور نے فرمایا ہے انبیاء زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔ حضور نے فرمایا ہے اللہ نے زمین پر انبیاء کے اجسام کا کھانا حرام فرمادیا۔ فنبی اللہ حی یرزق۔ اللہ کا نبی زندہ ہے روزی دیا جاتا ہے۔ اب وہابی اپنے گندے چیتھڑے کی ساری گندگیاں سب اعتراضوں کی بوچھاروں مذاق اڑانے کو دیکھیں اور خود اپنے آپ ہی سے ان کا جواب لیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۹ مرسلہ جناب مولوی عظیم اللہ صاحب قصبہ گورہٹی مسجد ڈاکخانہ انگس ضلع ہگلی۔

بحضور سراپا عطوفت مرکز دائرۂ کرامت سرچشمہ جود و عنایت حامی سنت ماحی بدعت سیدی و مولای الاعظم دامت برکاتہم العالیہ مدامت الایام بعد تسلیمات اخلاص و تمنائے قدم بوسی معروض بارگاہ آج کل افتخار الحق رہتگی مصنف حامض الاسنان اس امر کی بڑی پرزور اشاعت کر رہا ہے کہ دنیا میں میری تکفیر کرنے والی صرف شاہ علی حسین صاحب کی ذات ہے۔ جو صاحب فتوٰی نہیں ہیں اور ایک شخص کی صدا نہ قابل توجہ اور نہ قابل اعتناء۔ ہاں وہ علماء ہریلی کہ حق گوئی اور افتراء من کا حق وحصہ ہے اور ان کے قلم (جیسی حق گوئیوں میں شمشیر بے نیام ہیں اور اظہار حق اور ادماغ باطل میں سب سے پیش پیش ہیں ساکت ہیں۔ میرے معاملہ میں اور ان حضرات کی تحریر و تقریر سے میرا کفر ہرگز ثابت نہیں ہے۔ اور یہ فتنہ نہایت جوش کے ساتھ کلکتہ میں گشت کر رہا ہے۔ لہٰذا للہ الکریم دست اعانت بڑھا کر اس ضلالت کو سرفرمایا جائے اور تحریر مدلل تحریر سے اس شبہ کا ازالہ فرمایا جائے۔

الجواب افتخار الحق صاحب رہتگی کی یہاں سے تکفیر ہوئی اور شائع ہوئی۔ یہاں کا رسالہ پیش خانہ چھپ کر ملک میں شائع ہو چکا ہے۔ آہ زمانہ کی حالت اب یہ ہے کہ ایسے واضح فاضح کفریات پر بھی جب تک

کوئی شخص کفر کا فتوٰی نہ دے لوگ انھیں کفار و قائل کو کافر نہیں جانتے۔ نہیں نہیں ایک دو نہیں لاکھ کفر کے فتوے دیجئے مگر پھر بھی لوگ نہیں مانتے۔ اور یہی کہے جاتے ہیں سو میں سے ننانوے باتیں بھی کفر کی ہوں ایک اسلام کی ہو جب بھی کافر نہیں کہنا چاہئے۔ اس غلط و باطل فتوٰی کو دین کا فتوٰی سمجھا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالٰی والیہ المشتکی، فتوٰی دینے والے ہی کے سر ہوتے ہیں۔ اسی کو مجرم ٹھہراتے ہیں گویا ان کے نزدیک کفر بکنا کوئی جرم نہیں کافر کہنا جرم ہے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اسلام جس کا کفر ہونا بدیہی ہو ورد و دشمن کی طرح آشکارا ہو وہ جب ہی کفر ٹھہرے گا جب کوئی صاحب فتوٰی اسے کفر بتائے گا؟ صاف صاف غیر خدا کی خدائی کا ادعا ماقرار بھی کفر نہیں تو اور کفر کیا ہوگا؟ شاہ علی حسین صاحب صاحب فتوٰی نہیں تو مسلمان تو ہیں انھیں کفر و اسلام میں امتیاز تو ہے ایک بات جو کھلی کفر ہے جو کسی طرح اسلام نہیں اسے ہر مسلمان کفر کہے گا۔ عالم و غیر عالم اس میں برابر ہیں۔ اور یہی کفر تو اخبث کفر ہے۔ جسے ایک عامی بھی کفر بتائے چہ جائیکہ شیخ و عالم۔ فرعون و نمرود کے کفر کو کون کفر نہیں جانتا پھر کیا ان کا کفر ان کی شخصیتوں کے ساتھ خاص تھا کہ وہ انھوں نے کیا تو اس لئے کہ وہ فرعون نے کیا کفر ہوا دوسرا کوئی بھی وہ کفر کرے کفر نہیں؟ کہ وہ خاص فرعون و نمرود نہیں۔ حضرت شاہ صاحب مدظلہم کی خلافت تو معتبر اور دستاویز بنانے کے لائق تھی مگر جب انھوں نے حقیقت حال سے اطلاع پاکر خلافت بوجہ کفر و فساد کو واپس لائق اعتبار نہیں حضرت شاہ صاحب لائق اعتماد نہیں۔ مفتی کا فتوٰی تو اکثر بعد استفتا ہوتا ہے۔ پھر کیا اگر کسی کھلے الشرد اخبث کفر بکنے والے کے کفر کے متعلق کوئی استفتا نہ ہو مفتی کو اس کے کفر بکنے کی اطلاع نہ ہو اور وہ فتوٰی کفر نہ دے اس سے وہ کفر کفر نہ ہوگا؟ کفر تو کفر ہی ہے اگر چہ عالم بھر میں کوئی فتوٰی اس کے متعلق نہ ہو۔ بہت وہ کفریات ہوتے ہیں جنھیں جاہل سا جاہل بھی جانتا ہے۔ وہ لائق استفتا نہیں ہوتے تو ایسے تمام اخبث ترین کفریات کفر نہ ہوں گے کہ ان کے کفر ہونے کا مفتی نے فتوٰی تو دیا ہی نہیں ہے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مسئلہ ۲۰ از ولی کمیت ضلع الموڑہ مسئولہ طالب حسین صاحب ۲۰ ذی قعدہ ۵۳ھ

پیر و مرید کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی اس میں ایک شخص نے کہا کہ قرآن عظیم کی قسم کھا کر کہا یہ بات ٹھیک ہے پیر نے کہا کہ قرآن کی قسم کھانے کی ضرورت نہیں ہے اگر یہ سچے تو اس کا قرآن میں خود ہوں پیر کا یہ کہنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب پیر نے جو وہ کلمہ کہا ہرگز اگر وہ جاہل ہے۔ عالم ہو جب بھی ایسا کہنا نہ چاہئے۔ قرآن اللہ عزوجل کا کلام اس کی صفت غیر مخلوق ہے۔ پیر اگر صاحب مرتبہ بھی ہو، تو کتنا ہی بلند پایہ رکھتا ہو اللہ کا بندہ اس کی مخلوق ہے۔ قرآن کی جگہ کیوں کر ہو سکتا ہے؟ اگر پیر عالم ہے اور اس نے وہ کلمہ بایں معنی کہا کہ اگر یہ سمجھے تو میں اس کا ہادی اور قرآنی تعلیم کرنے والا خدا تک رسائی کا واسطہ ہوں، تو مطلب ٹھیک ہے۔ مگر لفظ برے ہیں۔ اور اگر جاہل ہے تو ہرگز اس مطلب کا وہم بھی اسے نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ہو تو نرا اور ہاں جھوٹ۔ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی نے قرآن اپنے آپ کو نہ کہا قرآن کی جگہ اپنے آپ کو نہ رکھا، مصنف فرمایا کہ فرمایا ھذا مصحف صامت وانا مصحف ناطق۔ او کما قال رضی اللہ عنہ۔ اس میں اس میں بڑا فرق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبت ھذا التقفوا اثر بعد زمان مراجعت الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ لسیدی المولیٰ عبد الغنی النابلسی قدس سرہ القدسی فی مسئلۃ فوجدت فیھا بحمد اللہ ما یوید ھذا الفتوی واللہ الحمد۔ وھذا نصہ نعم الشارح وھو الشیخ الصادق العارف الکامل فی متینی العلم والعمل الجامع بین علمی الظاھر والباطن کافیۃ للمریدین ومغنیۃ لھم عن قراءۃ الکتاب والمطالعۃ والاشتغال فی العلوم اذ ھمتہ وحدھا وغیرتہ الالھیۃ لا تترکھم علی جھل فی حکم من الاحکام مطلقا وحیث دخلوا تحت تربیتہ فھو کتاب لھم زیادۃ لانا عند لا نسمع ما یحتاجون الیہ فی الکتاب وربما کانت قراءتھم ومطالعتھم وحدھا تستھم علی استاذ غیرہ مانعۃ لھم من الدخول تحت امرہ وتمیعہ فیما یعلمہ من صلاح احوالھم علی مقتضی الشریعۃ المحمدیۃ فوریثا ھم عن طلب العلم لانا آلت قلوبھم الاکثر من العلم مع ترک العمل بہ فیکون علیھم حجۃ علیہ وبعلمھم ما ینفعھم شیأ فشیأ لانہ اعرف بمصالحھم منھم وما اذا کان شیخھم قاصرا جاھلا لا یعلم حکم اللہ تعالیٰ علیہ ولا علیھم وقد امرھم بذلک فھو ضال مضل اھ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۱ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین ان مسئلوں میں۔

۱ زید باوجود موحد ہوتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ نماز میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال لانا بیل وگدھے سے برا ہے۔

۲ زید کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے مگر بولے گا نہیں۔ زید کے ان قولوں پر حکم

وغیرہم کہتے ہیں کہ زید نے اللہ و رسول کی توہین کی۔ اور عوام میں گڑبڑ ہوگئی ایسی صورت میں تین مولویوں نے یہ فیصلہ کیا کہ بیل گدھے کا اطلاق خیال لانے والے پر ہوتا ہے نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔ اور خلاف جھوٹ بول سکتا ہے مگر اس کی شان کے خلاف ہے۔ ان کلمات کے اندر ہرگز توہین اللہ و رسول کی نہیں لازم آتی ہے۔ انھیں مولویوں کے کہنے سے زید نے کہا کہ میرے قول میں ہرگز توہین نہیں ہوتی۔ اگر عوام سمجھتے ہوں تو میں توبہ کرتا ہوں۔ اب ایسی صورت میں زید امام ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب بے شک ان اقوال بدتر از اول میں اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہے۔ اور ضرور کذب پر قدرت ماننا اللہ عزوجل کو عیب لگانا ہے۔ کذب عیب ہے یہاں تک بھی وہی نہیں جو عیب میں ملوث ہو۔ مولیٰ عزوجل کے سر پر وہ عزت تک عیب کی رسائی ہو سکتی ماننا بھی اسے عیبی بتانا ہے۔ اور جو عیبی ہو سکے ہرگز خدا نہیں۔ علماء اسلام کتب عقائد و کلام میں تصریح فرماتے ہیں کہ الکذب علی اللہ تعالیٰ محال۔ صدق اللہ عزوجل کی صفت ہے۔ قال تعالیٰ ومن اصدق من اللہ قیلا وقال عزوجل ومن اصدق من اللہ حدیثا۔ اور اس کی صفات واجب۔ کذب ممکن ماننا صدق کو غیر واجب ماننا ہے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اس مسئلہ کو تفصیلات سے سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح میں ملاحظہ کیجئے۔ زید کو ہرگز امام نہ بنایا جائے۔ اس کے پیچھے نماز حرام ہے۔ وہ مولوی بھی ملعون سے پرلی طرف ہیں جنھوں نے کہا کہ بیل گدھے کا اطلاق خیال لانے والے پر ہے۔ ان کا یہ قول بہتیرے حمار سے بدتر ہے اور صوت حمیر سے انکر ہے۔ قائل صاف یک رہا ہے کہ "خیال لانا بیل گدھے سے برا ہے" نہ کہ خیال لانے والا۔ پھر یہ بولی بول کر بھی کیا بنا لیا؟ اب یہ ہوا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا خیال نماز میں لانے والا ایسا ہے کہ بیل گدھے اس سے اچھے ہیں۔ یہ حضور کا خیال معاذ اللہ اس درجہ شنیع ہے کہ خیال کرنے والا ان بے تمیزوں کے نزدیک بیل اور گدھے سے بدتر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ واللہ ھو الموفق للسداد وھو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲ از فرید پور بنگال۔ مرسلہ مولوی عبدالمجید صاحب قادری رضوی سلمہٗ بجادی الاولیٰ ۱۳۵۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متقیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مطابق مذہب حنفی اشرف علی تھانوی کو کیا کہنا چاہئے؟ بینوا توجروا۔

الجواب علمائے عرب و عجم نے شخص مذکور کو اس بنا پر کافر کہا کہ اس نے حضور پرنور محبوب رب العالمین محمد رسول اللہ

۱؎ شرح مقاصد، ۲؎ سورۂ نساء آیت ۱۲۲، ۳؎ ایضاً آیت ۸۷

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ایسی صریح گستاخی کی اور کھلی گالی دی جس میں اصلاً تاویل ممکن نہیں۔ برسہا برس سے وہ اور اس کے حواری سب سر جوڑ کر تاویل کی کوشش کیا کئے مگر ناکام و نامراد رہے کوئی کچھ کہتا ہے، اور کوئی کچھ۔ اور سب ہیچ بودہ پادر ہوا، محض لغو و باطل پوچ لچر۔ اس کی اس صریح توہین پر کہ اس نے اپنے حفظ الایمان صفحہ پر کی، یہ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جاتا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد بعض ہے یا کل۔ اگر بعض ہے تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو و بکر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ تلاریب یہ کفر صریح ہے اور سنت ترسٹھ شام حضور سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ما دامت اللیالی والایام کی شان رفیع میں شخص مذکور نے مدتہا مدت بعد ایک چور قی کتاب شائع کی جس کا نام "بسط البنان لکف اللسان عن کتاب حفظ الایمان" اس میں لغو باطل تاویلات کیں۔ کفر واضح و فاضح سے توبہ نصیب نہیں ہوئی اس کتبیا کے دور و جبھی ۱۳۰۰ھ میں وقعات السنان۔ "ادخال السنان" شائع کر دیتے گئے۔ جو بحمد اللہ تعالیٰ اب تک لاجواب ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک لاجواب رہیں گے۔ اور حق کے مقابل باطل کب جم سکتا ہے۔ آفتاب حق کے طلوع کرتے ہی ظلمات باطل دور ہو جاتی ہیں، جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا کا جلوہ آشکارا ہو جاتا ہے۔ "وقعات السنان" اور "ادخال السنان" میں روشن سے زائد اس قول قبیح کا کفر صریح ہونا واضح کر دیا۔ واللہ الحجۃ البالغۃ علماء حرمین شریفین نے کفر مذکور کی نسبت فرمایا ہے جو اس کے اس قول بد تمام پر مطلع ہو کر اس کے کافر اور مستحق عذاب ہونے میں شک کرے خود کافر من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔ علماء حرمین کا فتویٰ جسے دیکھنا ہو وہ "حسام الحرمین" دیکھے اور ہند و سندھ و پنجاب وغیرہ کے علماء کا مستفتہ فتویٰ جسے ملاحظہ کرنا ہو وہ "الصوارم الہندیۃ" ملاحظہ کرے۔ اور شخص مذکور اور اس کے حواریوں کے دھوکے اور فریبوں سے جسے بچنا اور ان کی تاویلات رکیکہ باطلہ کی دھجیاں جسے اڑانا ہو وہ "وقعات السنان" وغیرہ دیکھے۔ وباللہ التوفیق وھو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳ از بمبئی بھوساری محلہ چراغ انور ہوٹل مرسلہ منشی مصطفیٰ خاں قادری برکاتی

بھڑوچ کی جامع مسجد کا مقدمہ علماء سے ضروری استفسار حضرات مقلدین علماء اہلسنت سے بھڑوچ کی جامع مسجد کے مقدمہ کے متعلق ایک ضروری استفسار ایک ایسی جماعت نے جو اس کی قائل ہے کہ

۱؎ پ ۱۵ ع ۸

دین کا معاملہ اس دن سے پیچیدہ اور مشکل ہو گیا جب سے علماء نے طریقہ نبوی یعنی عملی تعلیم سے روگردانی کی اور کتب فقہ کے جمادلات اور قیل و قال کو اپنا شیوہ بنا لیا پھر ستم یہ کیا کہ مخلوق خدا کو مجبور کرنے لگے کہ دین کو ان کتابوں سے حاصل کریں قیود و شرائط موزیر کار بند ہوں جو انھوں نے اپنی عقل و رائے سے قرار دے رکھے ہیں بے شمار قیدیں اور شرطیں ہیں انسان دیکھتے ہی گھبرا جاتا ہے اور کسی طرح نہیں سمجھتا کہ ان میں حق کتنا ہے اور باطل کتنا علاوہ ازیں ان کتابوں میں طرح طرح کے ایسے مسائل موجود ہیں جو کبھی واقع نہیں ہوتے وہ محض فرض و تخمین کی پیداوار اور ذہن و دماغ کے اختراع ہیں ان سے کوئی علم بھی حاصل نہیں ہوتا البتہ دماغ پریشان اور فکر پراگندہ ہوتی ہے اور سب سے بڑی یہ بات ہے کہ وہ نہ تو خدا کے احکام ہیں اور نہ ان پر کاربند ہونے کا اس نے حکم دیا ہے۔ کوئی مضائقہ نہیں کہ یہ کتابیں کتب خانوں میں بطور تاریخی یادگاروں کے محفوظ رکھی جائیں یہ تو کسی حال میں بھی درست نہیں کہ ہم ان کتابوں کو مقدس مان کر ان کی عبادت شروع کر دیں ان کی سطر سطر کو وحی سمجھیں اور اختلاف کو ناقابل معافی گناہ سمجھیں۔ علماء نے تقلید کو شیوہ بنا لیا ہے پھر ستم یہ کہ تمام مسلمانوں پر ان کتابوں کے اتباع اور ان کے مصنفین کی تقلید ضروری ٹھہراتے ہیں اگر کوئی روگردانی کرے اور کہے کہ میرے لئے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کفایت کرتی ہے اس پر زندیقیت اور خروج عن الملت کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔" مولوی محمد ابراہیم صاحب پیش امام مسجد کھڑک سے تھانہ کے کورٹ میں سوال کرایا کہ صرف قرآن حدیث پر چلنے والا آدمی مسلمان ہے یا نہیں؟ مولوی صاحب موصوف نے جواب دیا کہ "صرف قرآن حدیث پر چلنے والا آدمی کامل مسلمان نہیں ہوتا اسلام کی تمام ضروری باتیں قرآن و حدیث میں تفصیلاً نہیں ہیں ان میں سے اکثر پائی جاتی ہیں مسلمانوں کو ائمہ اربعہ کی تقلید کی ضرورت ہے جو ان کی تقلید نہ کرے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے سنی نہیں۔"

آیا یہ جواب مولوی صاحب موصوف کا صحیح و درست ہے یا خلاف دین و ملت اور کیا تمامی آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ پر کسی کو عمل ممکن ہے اور کیا اجماع امت اور قیاس مجتہدین اصول مذہب و دین سے نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو ان کے منکرین کا کیا حکم ہے اور کیا بغیر کتب فقہ کے احکام کی تعمیل کے کسی کا اسلام کامل ہو سکتا ہے؟ اور جماعت مذکورۂ بالا اور جو کہ اپنے کو اہل قرآن و اہل حدیث کہتے ہیں اہل سنت و جماعت سے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب اصول شرع چار ہیں۔ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم)

اجماع امت قیاس۔ اصل من کل وجہ اور اصل الاصول کتاب اللہ ہے۔ اور اصلیں ایک جہت سے اصل ہیں دوسری جہت سے فرع۔ جس طرح سنت کو مخالف بھی اصل مانتا ہے مگر اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ وہ فرع کتاب اللہ ہے۔ یوہیں اجماع امت و قیاس ہمارے نزدیک اصل بھی ہیں اور فرع بھی۔ بے شک جو ان اصول اربعہ سے کتاب یا سنت یا اجماع امت کا منکر ہو وہ خارج از اسلام ہے اور قیاس کے منکر کی تکفیر کی گئی ہے۔ سنت کتاب اللہ سے ثابت اور اجماع و قیاس کتاب و سنت دونوں سے۔ تو جو ان تین کے کسی کا منکر ہے وہ اصل کتاب ہی کا اور اصل منکر ہے اور جو ان میں سے بعض پر نہ چلا اور بعض پر نہ چلے اس کے دین میں ضرور نقصان ہے۔

مولوی ابراہیم صاحب کا مطلب درست ہے مگر الفاظ برے ہیں کہ صرف قرآن و حدیث پر چلنے والا کامل مسلمان نہیں ہوتا جس نے وہ سوال کیا تھا اس سے پوچھا ہوتا مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ۔ جب کہ مسلمانوں کا یہ لقب ہے صرف قرآن پر چلنے والا مسلمان ہے یا نہیں جو جواب وہ اس کا دیتا وہی جواب اپنے سوال کا سمجھ لیتا قرآن و حدیث پر چلنے والا مسلمان ہے تو چاروں اصول کو مانتا ہے۔ جو چار اصول نہیں مانتا وہ قرآن و حدیث کا نام ہی لیتا ہے درحقیقت وہ قرآن و حدیث پر چلتا ہی نہیں۔ اگر قرآن و حدیث پر چلتا تو ہرگز اجماع امت و قیاس کا منکر نہ ہوتا ضرور ان پر چلتا۔ جیسے صرف قرآن پر چلنے کے مدعی اہل قرآن اپنے آپ کو کہنے والے، حدیث کے منکر ہر گز قرآن پر نہیں چلتے۔ کہ بِمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ اور فَاسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اور اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۨ الْمَسَاقُ ۝ وَاِلَى الْمَلِكِ اِذِ الْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ۨ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ۝ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ۝ اور كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ اور وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝ اور فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝ الَّذِيْنَ اِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۭ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝ وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِذْ هَمَّتْ طَّاۗىِٕفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ مُنْزَلِيْنَ ۝ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ۝ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَاۗىِٕبِيْنَ ۝ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّاۗءِ وَالضَّرَّاۗءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۠ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ۭ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاۗءَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـــًٔا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ۭ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۭ وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ۝ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۭ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰي مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَاۗىِٕفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَطَاۗىِٕفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۭ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ۭ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ۭ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ۭ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۠ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ۭ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَاۗءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ۚ وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ۭ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا تَّبَعْنٰكُمْ ۭ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَىِٕذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ۭ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۚ لِلَّذِيْٓ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ الَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۝ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْۗءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ۝ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَاۗءَهٗ ۠ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـــًٔا ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـــًٔا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۭ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰي مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَي الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَاۗءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ۭ قُلْ قَدْ جَاۗءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَاۗءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۭ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۡ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۚ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰي رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّىْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ۝ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۚ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ۝ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِا

حامل فقہ غیر فقیہ ورب حامل فقہ الی من ھو افقہ منہ اور حدیث معروف و مشہور حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حین بعثہ النبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) الی الیمن قال کیف تقضی اذا عرض لک قضاء فقال اقضی بکتاب اللہ فقال فان لم تجد فی کتاب اللہ قال بسنۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال فان لم تجد فی سنۃ رسول اللہ قال اجتھد برائی فقال علیہ السلام الحمد للہ الذی وفق رسول رسول اللہ بما یرضی بہ رسول اللہ۔ اور حدیث انما نزل کتاب اللہ یصدق بعضہ بعضا فلا تکذبوا بعضہ ببعض فما علمتم منہ فقولوا وما جھلتم فکلوہ الی عالمہ اور حدیث انزل القرآن علی سبعۃ احرف لکل آیۃ منھا ظھر وبطن ولکل حد مطلع اور حدیث العلم ثلثۃ آیۃ محکمۃ او سنۃ قائمۃ او فریضۃ عادلۃ وما کان سوا ذلک فھو فضل وغیرہ سے متبحر ہیں۔

جیسے غیر مقلدوں کے نزدیک بھی، وہ اہل قرآن بننے والے حدیث کا انکار کرنے والے ہر گز مسلمان نہیں۔ کامل الایمان ہونا تو بڑی بات ہے۔ یوں ہی اہل سنت کے نزدیک اجماع امت کا منکر نیز قیاس کا۔ ہاں ہاں قرآن نے فرمایا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ہاں ہاں اس نے ارشاد کیا نَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ ہاں ہاں اس کا ارشاد ہے مَّا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ اور بے شک بے شک لاریب اس کا ہر ارشاد حق ہے۔ جیسے اہل قرآن بننے والے اہل حدیث بننے والوں کے نزدیک بھی اس آیت کو وہ اپنے مذہب کی دستاویز نہیں بنا سکتے نہ اس ارشاد سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سند ٹھہرا سکتے ہیں یہ جو انھوں نے فرمایا حسبنا کتاب اللہ۔ یوں ہی غیر مقلد، اپنے آپ کو اہل حدیث کہنے والے کو حلال نہیں کہ وہ قرآن و حدیث پر اقتصار کرے اور اجماع و قیاس کا انکار۔

بلاشک و ارتیاب ضرور ضرور قرآن و حدیث میں سب کچھ ہے۔ مگر کس کے لئے جو آنکھیں رکھتا ہو جس کی آنکھ میں جتنی قوت ہے وہ اتنا دیکھتا ہے۔ یوں تو صرف قرآن عظیم ہی میں سب کچھ ہے لَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ اور کُلُّ صَغِیْرٍ وَّکَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ اور مَّا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ اور نَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وغیرہا آیات خود اس کے ارشادات ہیں۔ من و تو اور ہر کہ ومہ کے لئے تو نہیں۔ قرآن جن پر نازل ہوا ان کے لئے ہر شے کا روشن بیان ہے۔ خود امت کے لئے نہیں۔ امت سے تو جس کو جتنا مبین قرآن علیہ الصلاۃ والسلام نے سکھا دیا اسے اتنا علم ہوا۔ خود

۱؎ مشکوٰۃ ص ۳۲۳ ۲؎ مشکوٰۃ ص ۳۵، ۳؎ سورۂ انعام آیت ۱۵۹، ۴؎ سورۂ نحل آیت ۸۹، ۵؎ انعام آیت ۳۸، ۶؎ انعام آیت ۵۹، ۷؎ قرآن آیت ۵۴

قرآن کا ارشاد ہے۔ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ۔ فقہ قرآن وحدیث سے الگ کوئی چیز نہیں۔ فقہ، شرح وتفسیر حدیث وقرآن ہے۔ فقہ انھیں کا روشن بیان۔ فقہ عطر مجموعہ سنت رسول وکتاب مجید فرقان ہے۔ فقہ مجمل کی تفصیل ہے۔ فقہ دینی تیسیر وتسہیل ہے۔ فقہ راہ حسن وصواب وہدیٰ وثواب پر دلیل ہے۔ فقہ رحمت رب جلیل ہے۔ تفقہ واجتہاد جہاد اعظم واکبر ہے۔ تقلید ائمہ مجتہدین، فرض شرع مطہر ہے۔ قرآن اس کا گواہ حدیث اس کی شاہد ساری امت مرحومہ اس کی قائل اس کی قائل اس کی فاعل اس پر عامل جس روز قرآن کا ارشاد نازل ہوا کہ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ معلوم ہوگیا کہ بفضل اللہ تعالیٰ چہار دین کامل ہوگیا مگر جس طرح غیر مقلد کے نزدیک بھی بغیر حدیث کے کامل دین پر عمل ممکن نہیں جب تک مبین قرآن مبین بیان نہ فرمائیں اور مطالب قرآنیہ کا ایضاح نہ کردیں ناسخ منسوخ۔ عام وخاص۔ فرض وندب۔ واباحت وارشاد وغیرہ کی وضاحت نہ فرمادیں۔ یہاں تک بعض الفاظ شریفہ سے کیا مراد یہ نہ بتادیں قرآن پر عمل ناممکن۔

جو کتاب جس موضوع کی ہو اس کے متعلق اس میں سب کچھ ہوتا ہے۔ مگر جب تک استاد پڑھائے نہیں مطلب سمجھاتا نہیں شاگرد نہیں جانتا تلمیذ نہیں سمجھتا کتاب کامل ہے۔ جس موضوع پر لکھی گئی اس پر پوری کامل بحث اس میں موجود ہے۔ مگر یہ اس کمال سے منتفع ومتمتع نہیں ہوسکتا جب تک بتانے والا بتائے نہیں۔ یا کتاب اندھیرے میں رکھی ہو روشنی نہ ہو تو اگرچہ وہ کامل ہو مگر دیکھنے والا اسے بے روشنی نہیں دیکھ سکتا یہی ہے وہ جو قرآن نے فرمایا قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۔ اسی لئے فرماتے ہیں حضور علیہ الصلاۃ والسلام عَنِ المقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ الا انی اوتیت الکتاب ومثلہ معہ الا یوشک رجل شبعان علی اریکتہ یقول علیکم بھذا القرآن فما وجدتم فیہ من حلال فاحلوہ وما وجدتم فیہ من حرام فحرموہ وان ما حرم رسول اللہ کما حرم اللہ الا لا یحل لکم الحمار الاھلی ولا کل ذی ناب من السباع ولا لقطۃ معاھد الا ان یستغنی عنھا صاحبھا ومن نزل بقوم فعلیھم ان یقروہ فان لم یقروہ فلہ ان یعقبھم بمثل قراہ[1] ایک اور حدیث ہے عن الحسن بن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک ان یقعد الرجل منکم علی اریکتہ یحدث بحدیث من حدیثی فیقول بیننا وبینکم کتاب اللہ فما وجدنا فیہ حلالا استحللناہ وما وجدنا فیہ حراما حرمناہ وان ما حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما حرم اللہ عزوجل ایک اور حدیث ہے عن

---

[1] سورۂ آل عمران آیت ۱۸۷، [2] سورۂ مائدہ آیت ۱۵، [3] ابوداؤد، ترمذی، مشکوٰۃ صفحہ

ابی رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا الفین احدکم متکئا علی اریکتہ یاتیہ من امری مما امرت بہ او نھیت فیقول لا ادری ما وجدنا ہ فی کتاب اللہ اتبعناہ

ایک اور حدیث ہے عن العرباض بن ساریۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ایحسب احدکم متکئا علی اریکتہ یظن ان اللہ (تعالیٰ) لم یحرم الا ما فی ھذا القرآن الا وانی قد امرت ووعظت ونھیت عن اشیاء انھا مثل القرآن او اکثر وان اللہ لم یحل ان تدخلوا بیوت اھل الکتاب الا باذن ولا ضرب نسائھم ولا اکل ثمارھم اذا اعطوکم الذی علیھم۔

یوں ہی جب تک ائمہ مجتہدین علماء دین متین جب تک بہ نظر غور وتامل قرآن وحدیث کو دیکھ کر ہمیں ان کے مطالب سے آگاہ نہ فرمادیں، ناسخ منسوخ وغیرہ نہ بتادیں، کلیات سے نئے نئے حوادث وجزئیات کا حکم استنباط کرکے نہ سمجھادیں اس وقت تک عامۃ الناس کو دین کامل پر کامل عمل ممکن نہیں جیسے سنت حضرت سرکار رسالت وصحابۂ کرام علیہم ثم علیہم الصلاۃ والسلام سے دین کی تکمیل غیر مقلدین بھی مانتے ہیں۔ یوں ہی اہل سنت نابان حضرت رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ائمہ کرام علماء اعلام کے بیان وایضاح مطالب کتاب وسنت سے۔ ان کے ارشادات کوئی اور چیز نہیں، مجمل کی تفصیل کلیات سے احکام جزئیہ کی تشکیل ہیں۔ جس طرح سنت کوئی دوسری چیز نہیں کتاب اللہ کی تفصیل وتفسیر وتاویل اور جزئیات کے احکام کی تشکیل ہے۔ جو کتاب اللہ میں منصوص نہیں۔ ظاہر تکمیل دین کے یہ معنی نہیں کہ دین بعد نزول قرآن ناقص تھا جسے سنت نے کامل کیا بلکہ یہ معنی ہیں کہ کتاب اللہ کو سنت کی عینک سے دیکھے گا تو کمال پائے گا۔ چراغ سنت ہاتھ میں لے گا تو پوری طرح اسے نظر آئے گا۔ راہ سنت پر چلے گا تو بروجہ کمال مقصد تک پہونچے گا۔ اسے چھوڑے گا تو کامل طور پر دین نہ سمجھ سکے گا اس کا دین ناقص رہے گا۔ عورتوں سے زیادہ۔ کہ ان کے لئے باعتبار رجال بعض امور میں خود شرع نے کمی رکھی ہے۔ اور اس نے خود اپنے آپ عمل میں کمی کی۔ عورتوں کا دین فی نفسہ کامل ہے اس میں نقصان اعتباری نسبتی ہے۔ اور اس کے دین میں نقصان حقیقی۔ سنت پر عمل کرتا تو دین کامل پر حال ہوتا۔ اور اگر سنت سے منھ موڑے گا جب تو کتاب اللہ ہی سے رد وگرداں ہوگا۔ سارے دین پر نہ آدھے پر کسی پر بھی عامل نہ ہوگا۔ ایسے کو عِلَّۃ نَاقِصَۃ نَقْصٌ نَامٌ اخَاوِیَۃ اور وَقَدِمْنَا اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰہُ ھَبَاءً مَّنْثُوْرًا کا مژدہ ملے گا۔ اور وہ کبھی ہرگز سر

۱؎ ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۲۹، ۲؎ سورۂ غاشیہ آیت ۲۱، ۳؎ سورۂ فرقان آیت ۲۳

تک بے قبول سنت، سنت پر چلے نہ پہونچ سکے گا۔ ؎

خلاف پیمبر کسے رہ گزید ۔۔۔ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

اعاذنا اللہ تعالیٰ من ان نکاس السنن وانھاکھا۔ علیٰ ہذا القیاس سنت کو جب تک ائمہ دین متین حضرات مجتہدین کے ارشادات کی روشنی میں نہ دیکھے گا اندھیرے میں رہے گا۔ ہرگز منزل تک نہ پہونچ سکے گا یہ ممکن ہی نہیں ہے گا۔ ائمہ کا دامن تھامے ان کے قدموں پر چلے گا تو راہ سنت پر گامزن ہوگا۔ اور یوں کتاب اللہ پر عمل کر سکے گا تو اس کا دین کامل ہوگا۔ اور ان کا دامن چھوڑے گا تو ہمیشہ نقصان میں ہوگا اس کا دین ناقص ہی رہے گا اور ان کے اصول سے منہ موڑے گا تو اندھے کنویں میں گرے گا جس سے بے انھیں ہاتھ دیئے نہ نکل سکے گا۔ بس الحمد پہونچ گا اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ آمین۔

بے شک کتاب اللہ نے دین کامل فرمادیا مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتادیا کہ تمہارے پاس دو چیزیں آئی ہیں ایک اللہ کی کتاب ایک خدا کا نور یہ کہ کتاب کو اس نور سے دیکھو۔ اللہ کے رسول سے کتاب اللہ کو سیکھو۔ رسول کتاب و حکمت سکھاتے ہیں کتاب کا ظاہر بھی سمجھاتے ہیں اور اس کا باطن بھی اس کے منصوصات کے مطالب بھی بتاتے ہیں اور اس کے اشارات بھی تعلیم فرماتے ہیں۔ یعلمھم الکتاب والحکمۃ کلیات بھی پڑھاتے ہیں اور ان سے استنباط جزئیات بھی دکھاتے ہیں۔ رسول کی اطاعت اللہ ہی کی اطاعت ہے یہ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ اسی لئے ارشاد ہوا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ بے شک اس کتاب اللہ نے جس نے دین کامل فرمادیا ساتھ میں یہ بھی تو فرمادیا وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ اور اطاعت کرو اپنے اولی الامر (علماء) کی اور یہ بھی تو فرمادیا فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ جب اپنے دین کی تکمیل یعنی دین پر کامل عمل کے لئے اہل ذکر سے دریافت کرنے اولی الامر کے حکم پر چلنے اور ان کی تقلید و پیروی کا حکم صاف ارشاد فرمایا تو تقلید ائمہ دین اہل ذکر، کمال دین اور غیر مقلدی نقصان دین۔

بے شک بے شک سنت سے تکمیل دین ہے۔ مگر سنت کی تعلیم وہ تو کار ائمہ دین متین ہے۔ جب تک ان کی پیروی نہ ہوگی راہ راست نہ ملے گی۔ جو تقریر یہ ہے "ضد البدعۃ فی العادۃ الزائدۃ المقابلۃ لسنۃ الھدیٰ ومعنی زیادتھا کونھا لیست لتکمیل الدین بخلاف سنۃ الھدیٰ فان الدین یتکمل بھا" دیکھو حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ہاں کہ قرآن کا ارشاد ہے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ یہ فرمایا ایسب احد کم تکملا علی امیکنہ یظن ان اللہ لم یحرم الا ما فی ھذا القرآن۔ الحدیث بلکہ خود

ف بقرہ آیت ۱۲۹، ۲ نساء آیت ۸۰، ۳ نساء آیت ۵۹، ۴ نحل آیت ۴۳، ۵ مائدہ آیت ۳

قرآن کا ارشاد سنایا قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ اور یٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِیْ اَھْدِکُمْ سَبِیْلَ الرَّشَادِ اور مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا۔ بعد نزول آیت کریمہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ یہ ارشاد نہ فرمایا کہ اب تمہارا دین تو کامل ہو ہی گیا ہے قرآن سے ہی اپنے سارے دینی احکام دیکھ لیا کرو۔ دیکھو حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے باں کہ سنت سے کتاب اللہ کے اجمال کی ضروری تفصیل فرمادی ناسخ منسوخ کی عام خاص وغیرہ کی تعلیم دے دی یہی ارشاد فرمایا اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّھِمُ اقْتَدَیْتُمْ اھْتَدَیْتُمْ۔ صحابہ کی پیروی وتقلید کا حکم ہوا یہ نہ فرمایا کہ ہمارے ارشادات جمع کئے جائیں قرآن کے ساتھ شائع کر دیئے جائیں کہ اہل قرآن بننے والے قرآن ہی سے اپنا دین سیکھ لیں اور اہل حدیث بننے والے قرآن وحدیث دونوں سے اپنے دین کی تعلیم حاصل کریں۔ بلکہ جمع حدیث کی تو ممانعت فرمائی تھی اگرچہ وہ منسوخ ہی سہی۔

دیکھو! حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے قرآن کے ساتھ اپنی سنت کی پیروی کا حکم فرمایا اپنی سنت کے ساتھ سنت خلفاء کی پیروی کا حکم دیا کہ فرمایا عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اس کے ساتھ اقتداء صحابہ کا حکم فرمایا۔ سواد اعظم کے اتباع کو ارشاد فرمایا۔ نیز اجماع امت کو حق بتایا، تفقہ واجتہاد کو سراسر تکمیل دین کی یہ راہ ہے جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے بتائی جو اس سلسلہ کو تھامے رہے گا وہی وہی راہ سنت پر مستقیم رہے گا۔ جو اسے چھوڑے گا سنت سے منہ موڑے گا اپنا نقصان وخسارہ کرے گا۔ تحصیل وتکمیل علم وعمل کی اس راہ پر چلے گا تو دین کامل پائے گا۔ قرآن وحدیث کو ان کے علماء سے حاصل کرے ان کی پیروی کرے۔ ورنہ ڈرے کہ کسی گڑھے میں نہ گر پڑے۔ شیطان اسے دھکا نہ دے دے قرآن وحدیث سے ہدایت پانے والے ہدایت پاتے ہیں۔ اور گمراہ ہو جانے والے گمراہ ہو جاتے ہیں۔ خود قرآن عظیم کا ارشاد ہے یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا وَمَا یُضِلُّ بِہٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔

یونہی حدیث کے لئے فرمایا گیا الاحادیث مضلۃ الا للفقہاء۔ فقہاء صحابہ کی اقتداء صحابہ غیر مجتہدین وتابعین پر لازم ہوئی کہ ان کی اقتداء حضور علیہ الصلاۃ والسلام ہی کی اقتداء ہے۔ تابعین کی اقتداء تبع تابعین پر۔ کہ وہ نہیں مگر اقتداء صحابہ جو اقتداء سرکار رسالت علیہ افضل الصلاۃ والتحیۃ ہے۔ صحابہ میں بوجہ اختلافات حدیث اور اپنے اپنے اجتہادات کی بنا پر اختلاف جاری ہوا۔ وہ اختلاف ان کے پیروؤں مقلدوں میں ساری ہوا۔ تابعین وتبع تابعین مجتہدین میں اپنے اپنے اصول سے نئے حوادث کے احکام استنباط کرنے

۱؎ سورۂ آل عمران آیت ۳۱، ۲؎ سورۂ اعراف آیت ۱۴۳، ۳؎ سورۂ حشر آیت ۷، ۴؎ سورۂ مائدہ آیت ۱۶، ۵؎ سورۂ بقرہ آیت ۲۶

میں اور اجتہادی اختلافات ہوئے۔ اور وہ ان کے مقلدوں میں جاری اور ساری ہے مگر یہ سب ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں حاصل سب کا ایک ہی۔ جیسے شاخوں کے متعدد ہونے سے ثمر مختلف نہیں ہوسکتا۔ جس شاخ سے حاصل کرو ثمر وہی ملے گا کسی سے آم کسی سے املی نہیں مل سکتی۔ ایک ہی دریا کی سب نہریں ہیں۔ پانی سب میں وہی، دریا کا پانی ہے۔ ایک ہی راہ کی یہ متعدد شاخیں ہیں جو اصل سے ملی ہیں۔ جس سڑک پر چلو گے اصلی راہ پر پہنچو گے۔ اسی لئے ارشاد ہوا ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ اور جو اصل راہ ہے اس سے منہ موڑو گے تو بئس المصیر پہنچو گے۔

جس سے بھاگے تھے یعنی اقتدار اور پیروی سے یہاں بھی نجات نہیں۔ اب شیطانی پیروی ہوئی یہ اختلاف، اختلاف مذموم و ممنوع نہیں، یہ اختلاف رحمت ہے۔ کما فی الحدیث حدیقہ ندیہ میں فرمایا نقل قائلا یزعم ان المجتہدین من اھل السنۃ والجماعۃ اختلفوا ایضا اختلافا کثیرا وتباینوا تباینا شدیدا فھم وان اختلف اجتھادھم فیما یسوغ فیہ الاجتھاد فقد اجتمعوا من حیث لم یخالف واحد منھم کتابا نصا ولا سنۃ قاطعۃ ولا اجماعا ولا قیاسا معتبرا عندہ وان کل واحد منھم قد ادی ما کلف من الاجتھاد وانحرز الاجر الموعود علی طلب الثواب۔

دیکھو! ہاں کہ قرآن عظیم میں سب کچھ ہے کوئی بات ایسی نہیں جو اس میں نہیں۔ مگر حضور کے ارشادات سے یہی واضح ہوا کہ صحابہ بھی قرآن سے ہر حلال و حرام معلوم نہ فرما سکتے تھے۔ سن و تو کی کیا گنتی دیکھو! جس طرح ہاں کہ قرآن عظیم ہر شئے کا روشن تبیان ہے۔ اتباع سنت بھی ضرور ہے بے اتباع سنت قرآن عظیم تک رسائی ناممکن۔ یوہیں اگرچہ سنت نہایت روشن بیان ہے مگر اس تک رسائی بے پیروی و اتباع علماء سنت ممکن نہیں۔ کہ جیسے قرآن عظیم میں ناسخ منسوخ وغیرہ ہے یوہیں سنت میں بھی۔ کتاب و سنت کا علم حاصل کرنے، انھیں سمجھنے کے لئے ہم ائمہ و علماء کے محتاج ہیں۔ تفاسیر قرآن و شروح حدیث کے ہم حاجت مند ہیں تقلید کے بغیر ہم ایک قدم نہیں اٹھا سکتے۔

امام بخاری وغیرہ محدثین کو اگر حق پہونچتا ہے کہ وہ حدیث کے مطالب کے ایضاح کے لئے سنہ کھولیں احادیث سے استنباط مسائل کریں تو اب ائمہ مجتہدین جو بخاری وغیرہ سے اقدم اور کہیں زیادہ فقیہ و اعلم ہیں۔ ان کا یہ حق (جن کی تقلید جن کے اتباع و پیروی کا قلادہ امام بخاری کا بھی زیب گلو ہے) غیر مقلدین کیوں سلب کرتے ہیں؟ یہ بیچارے ائمہ مجتہدین ہم کو مصداق آیۃ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ

۱؎ مشکوٰۃ صفحہ ۵۸۵ ۲؎ حدیقہ ندیہ صفحہ ۱ ۳؎ سورۂ توبہ آیت ۱۱۵

(من دون اللہ) بتانے والے، بخاری تو بخاری شوکانی بلکہ قنوجی وبھوپالی پر سر منڈانے والے خود اپنے آپ کو اس کا مصداق کیوں نہیں جانتے؟ اے بخاری وغیرہ کو اپنے طور پر ارباب من دون اللہ ٹھہرانے والو امام بخاری وغیرہ محدثین ہی کی مانو! تقلید و تفقہ و اجتہاد کو حق جانو۔ دیکھو! تحصیل و تکمیل دینی علم و عمل کی راہ یہ ہے جو اس راہ پر چلو گے تو دین کامل پاؤ گے۔ قرآن و حدیث کو علماء کتاب و سنت سے لو۔ ان کی پیروی کرو ورنہ ڈرو کہ کسی عمیق گڑھے میں نہ گر پڑو۔ بلکہ شیطان نے دھکا دیا اور تم گر چکے ہو۔ اگر اس گہرے گڑھے سے نکلنا چاہو تو اس کی ایک یہی صورت ہے کہ تقلید کرو۔

حضور علیہ الصلاۃ والسلام جب تک اس عالم ظاہر میں جلوہ افروز تھے اختلاف رہ ہی نہیں سکتا تھا جب حضور نے اس عالم سے رحلت فرمائی صحابہ کہ سب مجتہد تھے جو جو امور مجمع علیہ تھے ان کے سوا بہت امور میں اپنے اجتہاد سے مختلف ہوئے۔ جیسے وہ سب بحکم حدیث حق و ہدایت پر ہیں یوہیں سارے ائمہ مجتہدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ جیسے صحابہ کی اقتدار کمال دین ہے یوہیں ائمہ مجتہدین کی تقلید۔ جو وجوہ اختلاف صحابہ کے ہیں وہی وجوہ ان کے اختلاف کے۔ بے شک وہ کامل الاسلام نہیں جو سنت سرکار رسالت کو چھوڑ کے اس پر عمل پیرا نہ ہو۔ پیروی صحابہ، قرآن کے ارشاد فاسئلوا اھل الذکر پر عمل نہ کرے اور وہ مسلمان نہیں جو اوامر قرآنیہ و احکام حدیثیہ سے منہ موڑے انھیں سنا نے اس کا دین کامل نہیں۔ اس کا دین باطل ہے ترک تقلید گمراہی ہے۔ بے شک وہ شخص سنی نہیں۔

غیر مقلدین زمانہ پر جو حکم کفر ہے اور وجوہ سے ہے نہ بوجہ ترک تقلید۔ ہماری اس تحریر سے اگرچہ سوال کا جواب کافی ہو گیا۔ بیہودگی غیر مقلد کا اگرچہ جواب کچھ ضرور نہیں مگر اسے آگے آئینہ بھی دکھا دیا جائے گا جس میں اسے اس کی مکروہ صورت نظر آجائے گی یہاں اپنی تائید اور مسلمانوں کے نفع مزید کے لئے اس وقت جو دو ایک کتابیں سامنے موجود ہیں ان سے بعض عبارات پیش کریں۔ حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں حضرت عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی زیر حدیث حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ وسنۃ معہ وھو السنۃ النبویۃ فان اللہ تعالیٰ اتاہ ایاھا ایضا کما اٰتاہ الکتاب ثم رد علیہ امام بیہقی سے نقل فرماتے ہیں وسنۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من ثلاثۃ اوجہ احدھا ما نزل اللہ تعالیٰ فیہ نص کتاب فسن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مثل نص الکتاب والثانی ما انزل اللہ تعالیٰ فیہ جملۃ کتاب فبین عن اللہ معنی ما اراد بالجملۃ ووضع

[1] حدیقہ ندیہ ص۹۹

کیف فرضها أعلاها وخاصا وکیف امرادان یاتی بها العباد والثالث ما سن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مما لیس فیہ نص کتاب فمنهم من قال جعل اللہ لہ ما افترض من طاعتہ وسبق فی علمہ من توفیقہ لرضاہ ان یسن فیما لیس فیہ نص کتاب ومنهم من قال لم یسن سنة قط الا ولها اصل فی الکتاب کما سنّ صلوٰتہ لتبیین عدد الصلوٰة وعملها عن اصل جملة فرض الصلوٰة وکذلک ما سن فی البیوع وغیرها من الشرائع لان اللہ تعالیٰ قال لاَ تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْکُمْ وقال اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فما احل وحرم فانما بین فیہ عن اللہ عزوجل کما بین الصلوٰة ومنهم من قال بل جاءته بہ رسالة اللہ جل ثناؤہ فاثبت سنة بفرض اللہ عزوجل ومنهم من قال القی اللہ تعالیٰ فی روعہ کما سن وسنتہ الحکمة التی القیت فی روعہ عن اللہ عزوجل۔

اسی میں مدخل مذکور امام بیہقی کی یہ روایت بھی ہے عن عبد اللہ بن ابی رافع قال سمعت ام سلمة عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی قصة الرجلین یختصمان فی مواریث واشیاء قد درست فقال انما اقضی بینکم برای فیما لم ینزل علی فیہ۔ اسی میں ہے وروی ایضا باسنادہ عن ابن شهاب ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال وهو علی المنبر ان الرأی انما کان من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لانہ کان یوحی الیہ انما هو منا الظن والتکلف اسی میں ہے وذکر البیهقی ایضا قال وامر اللہ انما صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وجهان احدهما وحی یتلوہ علی الناس والثانی رسالة عن اللہ تعالیٰ والحکمة ما جاءته الرسالة بہ عن اللہ فاثبت سنة لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی میں ہے وعن حسان بن عطیة قال کان جبریل علیہ السلام ینزل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالسنة کما ینزل علیہ بالقرآن یعلمہ ایاها کما یعلمہ القرآن اھ وقد مضی ھذا فیما سبق فالسنة مما انشاہ اللہ تعالیٰ لنبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وایست مما جاء بہ عن نفسہ۔

اسی میں حدیث مذکور کے لفظ علیکم بهذا القرآن کے نیچے تحریر فرمایا علیکم أی الزموا الاقتصار علی العمل بهذا القرآن فاعملوا بما وجدتم فیہ ولا یمکن ان یجدوا الا بحسب قدر فهمهم والا فکل شیئ فی القرآن کما قال تعالیٰ ما فرطنا فی الکتاب من شیئ فالقاصر یجد علی حسب قصورہ فیلزم ان یجهل اکثر مما یعلم من) حکم (حلال) وهو ما نص علی تحلیلہ بعینہ او جنسہ کالبیع وأکل الخبز فاعملوا ای احکم بحلہ واعملوا علی ذلک وما وجدتم فیہ (من) حکم (حرام) وهو ما نص علی تحریمہ بعینہ او جنسہ کالربوا

والرشوة (فحرموه) ای احکموا تحریمه ایضا واترکوا العمل به۔ وهذا القول من قائله ذلك الرجل المذکور فیه قصور واضح اذ لا یمکنهم ان یجدوا فی القرآن کلما حظه الله تعالیٰ لهم وحرمه علیهم وان کان القرآن جامعا لجمیع ذلك فلابد من النظر فی السنة النبویة ایضا فان فیها بیان ما خفی فی القرآن و ایضاح مجمله وتفصیل مقتضیاته۔ اسی میں زیر حدیث ابی رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے لا الفین ای اجدن والمعنی لاجعلنی الله تعالیٰ اجدن احدکم متکئا علی اریکته یاتیه امری ای شانی مما ای من جهة الامر الذی امرت به الامة بطریق الخلافة عن الله تعالیٰ فی الارض او نهیت الامة عنه بالنیابة عن الله تعالیٰ فیقول لا ادری هذا الوارد انی من الامر او النهی ما ای الحکم الذی وجدناه فی کتاب الله تعالیٰ من الامر والنهی اتبعناه لاغیر وهذا قول من طبع الله علی قلبه فاراد ان یفرق بین الله ورسوله ولن یصل الی ذلك ابدا۔ قال البیهقی فی المدخل رواه ابو عبد الله فی روایته بهذا الاسناد عن الشافعی رضی الله تعالیٰ عنه قال وفی هذا اثبتت الخبر عن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم واعلامهم انه لازم لهم وان لم یجدوا له نص حکم فی کتاب الله عز وجل۔

اسی میں زیر حدیث عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے ایحسب احدکم متکئا علی اریکته یظن ان الله تعالیٰ لم یحرم علی الامة شیئا الا ما ای الذی فی هذا القرآن من المحرمات الظاهرة منه لکل احد والا فقد قال تعالیٰ ما فرطنا فی الکتاب من شیئ۔ وفی الحدیث قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم الحلال ما احل الله والحرام ما حرم الله فی کتابه وما سکت عنه فهو مما عفا عنه۔ اخرجه السیوطی فی الجامع الصغیر۔ فان فی القرآن من الاحکام ما لا یظهر بالبداهة لغالب الانام ولهذا المادق نظر اما ما ابی حنیفة رضی الله تعالیٰ عنه فی استنباط المسائل من القرآن ما لم یعثر علیه اکثر المجتهدین نسب الیه القاصرون القول بالرأی فان من وجد الحکم فی کتاب الله تعالیٰ لا یعدل عنه الی السنة ومن لم یجده فی الکتاب عدل الی السنة الا تری قد امرت بالمعروف الذی وجدته فی کتاب الله تعالیٰ ما لم یجده غیری وهی الحکمة التی قال الله تعالیٰ عنها وانزل الله علیك الکتاب والحکمة وهی السنة النبویة کما قدمناه فان امره صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من امر الله تعالیٰ لانه نبیه ورسوله۔

روى البيهقي في المدخل باسناده عن ابي جعفر عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم انه دعى اليهود فسألهم فقد نولوا على عيسى عليه السلام فصعد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم المنبر فخطب الناس فقال ان الحديث سيفشو فما وافق القرآن فهو عني وما اتاكم عني يخالف القرآن فليس عني. وقال الشافعي رضي الله تعالى عنه وليس يخالف الحديث القرآن ولكن يحدث رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم مبينا معنى ما اراد خاصا وعاما وناسخا ومنسوخا فيلزم الناس ما سن بفرض الله تعالى فمن قبل عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فعن الله قبل. وعن علي رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم انها تكون بعدي رواة يروون عني الحديث فاعرضوا حديثهم على القرآن فما وافق القرآن فخذوا به وما لم يوافق القرآن فلا تاخذوا به ووعظت اي ذكرت الترغيب والترهيب وبشرت وانذرت اخذا من كتاب الله تعالى يوجه لم ينكشف لغيري. ونهيت الامة عن اشياء من الاقوال والافعال والاعتقادات والاحوال التي وصلت الى من كتاب الله تعالى وادلته اعتدادا الى طريقها احد من المجتهدين اصلا لان طريق الوصول اليها الوحي والنبوة لا الاجتهاد وان اقر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قول المجتهد المخطئ ووعده بالثواب عليه مرة لضرورة فقد ان الوحي والنبوة انها اي تلك الاشياء التي نهيت عنها مثل خلاف الظاهر مما ذكر من القرآن لا في احد شيء منه بالوحي والنبوة ولا امر ونهي الا في القرآن.

يدل عليه ما رواه البيهقي في المدخل باسناده عن ابن عباس عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في مرضه الذي مات فيه يا ايها الناس لا تمسكوا على شيء قال لا احل الا ما احل الله ولا امر الا امر الله في كتابه ام وجميع علم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم من القرآن لكنه من وجه الوحي والنبوة فذلك لا يمكن ان يصل اليه خبر نبي وفق الاديان وان كان في القرآن ايضا كذلك ولكنه من وجه اخر خبر وجه الوحي والنبوة وكذا ذلك علم المجتهد بين ولكنهم رجعوا بالاخذ من بيان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم الذي هو السنة وبيان خيرهم من المومنين الذي هو الاجماع والتامل بالمدايسة في الكتاب والسنة والاجماع الذي هو القياس والكل يجمعون في اصل واحد هو يتخذ هم وهو القرآن اخذ المنه النبي سنته والولي فحصه والمجتهد علمه. واكثر من المناهي الظاهرة مما ذكر من القرآن لزيادة اطلاع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم على كتاب الله تعالى

مالم تطلع علیہ الاولیاء ولا المجتہدون لکثرۃ من اکثر ما ظہر لہم کلہم۔ فلہذا تمسک الامام الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ من المجتہدین بالسنۃ اکثر من الکتاب۔ حیث قال الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذا صح الحدیث فہو مذہبی۔

حضرت شیخ علامہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ زیر حدیث ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ فرماتے ہیں۔ ہرچہ بر آں اتفاق کنند حق وصواب نبود۔ ودست قدرت واحسان الٰہی بر جماعت ست وایں کنایت است از برائے استنباط احکام واطلاع بر دریافت حق۔ وکسے کہ تنہا اقتداز جماعت وبیروں آید از سواد اعظم انداختہ می شود در آتش دوزخ اھ مختصرا۔ اسی حدیث مذکور کے نیچے حضرت سیدی علامہ عبدالرؤف مناوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں ان اللہ لا یجمع امتی ای علماءھم علی ضلالۃ لان العامۃ عنہا تاخذ دینہا والیہا تفزع فی النوازل فاقتضت الحکمۃ حفظہا وید اللہ علی الجماعۃ کنایۃ عن الحفظ ای الجماعۃ المتفقۃ فی الدین فاہل السنۃ ہم الفرقۃ الناجیۃ اھ مختصرا۔ الاسا انوا اذا خالفوا یہ جس حدیث کا ذکر ہے اس کے نیچے حضرت شیخ محدث لکھتے ہیں۔ گفت جابر بن عبداللہ انصاری بیروں آمدیم ما در سفری پس رسید مردے را اندر فرقان ماسنگے پس جراحت کرد آں سنگ در سر آں مرد پس محتلم شد آں مرد پس پرسید یاران خود را آیا می یابید برائے من رخصت در تیمم یا دن او گفتند نمی یابیم برائے تو رخصت در تیمم حالانکہ تو قدرت داری بر آب وآب موجود ست نزد تو۔ فہم کردند ایں جماعت از قول حق سبحانہٗ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً کہ وجود آب وقدرت بر تحصیل آں مانع ست از جواز تیمم ونمی دانستند کہ مراد قدرت بر استعمال وعدم تضرر بآنست پس غسل کرد آں مرد پس مرد۔ پس ہر گاہ کہ اقدوم آوردیم بر پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خبر کردہ شد آں حضرت ایں واقعہ فرمود تقلوہ قتلہم اللہ کشتند اورا بکشد ایشاں را خدائے تعالیٰ چرا سوال نکردند ما را وقتیکہ ندانستند حکم کس نیست شفا ودور شدن علت عجز ونادانی نا فہمیدن مراد تر سیدن بوے مگر سوال کردن وپرسیدن از دانایاں الخ۔

تیسیر شرح جامع صغیر میں زیر حدیث نضر اللہ عبدا اسے بین بہ ان راوی الحدیث لیس الفقہ من شرطہ انما شرطہ الحفظ وعلی الفقیہ الفہم والتدبر۔ اشعۃ اللمعات میں زیر حدیث حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ گفت آں حضرت چہ گوید حکم می کنی وچہ حکم می کنی وقتیکہ پیش آید ترا قضیہ گفت معاذ حکم می کنم بہ کتاب خدا گفت آں حضرت اگر نیابی آں حکم را در کتاب خدا گفت حکم می کنم بسنت پیغمبر

عہ سورۂ نساء آیت ۴۳، عہ ترمذی مشکوٰۃ ص۳۰، عہ اشعۃ اللمعات ص۱۲۱، عہ ابوداؤد ص۱۵۱، عہ ابوداؤد ص۱۵۱

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گفت پس اگر نیابی در سنت رسول خدا گفت معاذ کاری بندم عقل و فکر خود را و تقصیر نمی کنم در اجتہاد طلب صواب پس دست زد بسینہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در سینہ معاذ از برائے تنبیت و افادۂ زیادت علم گفت آں حضرت سپاس و ستائش مر خدائے را کہ توفیق داد رسول رسول خدا را بچیزے کہ راضی و خوشنود ست بوے رسول ۔۔۔ و در یں حدیث دلیل ست بر شریعت قیاس و اجتہاد بر خلاف اصحاب ظواہر کہ منکر قیاس اند۔ انتہی میں زیر حدیث انما انزل کتاب اللہ الخ ہے۔ آنچہ بدانید از کتاب خدا و بر سد علم شما بداں پس بگوید و بیاں بکنید آنچہ بدانید و بر سد علم شما پس بسا رید آں را بدانند فرا او یعنی اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ و بعضے گفتہ اند مراد علمے ست کہ علم کتاب و تفسیر آں دارد۔

اسی میں زیر حدیث انزل القرآن علی سبعۃ احرف الخ ہے۔ مخرج و فرستادہ شدہ است قرآن بر ہفت حرف۔ حرف در لغت بمعنی طرف ست و ایں جا ہفت نوع و ہفت طریق و آنچہ مناسب ایں معنی افتد مراد ست ہر آیتی را ازاں حروف سبعہ کہ قرآں بر آں منزل ست ظاہرے ست و باطنی مراد بظاہر آنچہ ہمہ اہل زباں می فہمند و باطن آنچہ بندگان خاص حق تعالیٰ بر آں مطلع اند مراد بظاہر آنچہ بیان می کنند آں را تفسیر و باطن آنچہ کشف می نماید آں را تاویل و تفسیر آنچہ متعلق بروایت ست و تاویل آنچہ متعلق بدرایت ست۔ و بعض گویند مراد بظاہر ایماں و بباطن عمل۔ یا بظاہر قرائت و تلاوت و بباطن تفہم و تدبر یا ظاہر لفظ و باطن معنی یا مراد آنست کہ قصص قرآن در ظاہر اخبار ست و در باطن اعتبار و لکل حد مطلع بضم میم و فتح طا مشددہ جا بلند کہ بر آں برآیند و بر پایاں دے مطلع شوند و حد بمعنی طرف و نہایت از ظہر و بطن را حدے و نہایتے ست و ہر حد و نہایت را مقابلے ست کہ ترقی و صعود بر آں متصور ست و مقام اطلاعی واقع می شود بر آں حد و نہایت پس مطلع ظہر تعلم عربیت ست و علوے کہ ظاہر معنی قرآں بداں متعلق ست و معرفت اسباب نزول و ناسخ و منسوخ و امثال و مطلع بطن ریاضت و اتباع ظاہر و عمل بمقتضائے آں و تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب و تخلیۂ سر کہ بعد حصول آں بر علوم قرآن اطلاع افتد۔ و بعضے گفتہ اند کہ مراد بحد احکام شریعت ست کہ تعیین نمودہ و حد فرمودہ است و ہر یک از احکام او را مطلعے ست کہ بداں اطلاع افتد بر ہر حکم و تمامۂ آں حدود و احکام و مواضع اطلاع بر آں حاصل نبود مگر حضرت رسالت را صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علماء راسخاں طبقات و منازل و مقامات ست بعضہا فوق بعض راہ مختلف۔

اسی میں زیر حدیث العلم ثلاثۃ الخ ہے علم اصول دین و شریعت سہ است بیکے آیۂ کہ محکمات

لہ اشعۃ اللمعات ص۱۰۵ ج۱ ، لہ اشعۃ اللمعات ص۱۰۶ ج۱ ، لہ ایضاً جلد اول ص۱۰۷

اشارت بکتاب اللہ ہست و تخصیص بآیت محکمہ بجہت آنست کہ ایں ام الکتاب و اصل او ست و محفوظ است از احتمال و اشتباہ و ہر چہ جز او ہست از متشابہات محمول بر آنست و علوے کہ مبادی و وسائل آنست متعلق است بداں یا سنتے کہ ثابت است بحفظ متون و اسانید آں یا فریضہ ایست کہ مثیل و معدل کتاب و سنت است و اشارت است باجماع و قیاس کہ مستند و مستنبط انداز آں و بایں اعتبار آں را مبادی و معادل کتاب و سنت داشتہ اند و تعبیر از آں بفریضہ کردند تنبیہ بر آں کہ عمل بر آنہا واجب است چناں کہ بکتاب و سنت پس حاصل معنی حدیث آں شد کہ اصول دیں چہار است کتاب و سنت و اجماع و قیاس و ہر چہ ہست از مواد علوم جزیں پس آں فضل است و لا یعنی۔ تیسیر شرح جامع صغیر میں اسی حدیث کے نیچے ہے۔ او فریضہ عادلۃ ای مساویۃ للقرآن فی وجوب العمل بہا وفی کونہا صدقا وصوابا۔

تفسیرات احمدیہ میں قاضی بیضاوی سے زیر کریمہ فلولا نفر الآیۃ ذکر کیا فی الآیۃ دلیل علی ان الفقہ من فروض الکفایۃ۔ اسی میں فرمایا التفقہ ہو الاجتہاد ومن المعلوم انہ فرض کفایۃ اسی میں ہے التفقہ ہو الجہاد الاکبر اسی میں زیر کریمہ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ ہے قد تمسک بہ الامام فخر الاسلام البزدوی وغیرہ علی کون اجماعہم حجۃ لانہ من ثمرات خیریتہم فی الدین وقال القاضی الاجل یستدل بہذہ الآیۃ علی ان الاجماع حجۃ لانہا تقتضی کونہم آمرین بکل معروف ناہین عن کل منکر اذ الامر فیہا الاستغراق ولو اجمعوا علی باطل کان امرہم علی خلاف ذلک۔ اسی میں زیر آیہ وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا الآیہ ہے۔ قد استدل الشیخ ابو المنصور الماتریدی بالآیۃ علی ان الاجماع حجۃ لان اللہ تعالیٰ وصف ہذہ الامۃ بالعدالۃ والعدل ہو المستحق بقبول قولہ فاذا اجمعوا علی شیئ وشہدوا بہ لزم قبولہ ہکذا فی المدارک والیہ مال القاضی البیضاوی وتمسک الشیخ الامام فخر الاسلام البزدوی ایضا بہ وبآیتین اخریین قولہ تعالیٰ کنتم خیر امۃ وقولہ تعالیٰ ومن یشاقق الرسول الآیہ۔

اسی میں زیر آیہ واطیعوا اللہ الآیہ ہے۔ قیل المراد باولی الامر علماء الشرع فکانۃ امر الجاہلین باطاعۃ العلماء والعلماء باطاعۃ المجتہدین۔ لقولہ تعالیٰ ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم وقد یضعف ہذا التوجیہ بقولہ تعالیٰ

۱؎ تفسیرات احمدیہ ص۱۳۱ مطبع رحیمی دہلی ۲؎ ایضاً ص۱۲۱ ۳؎ ایضاً ص۱۲۱ ۴؎ تفسیرات احمدیہ ص۱۳۸ مطبوعہ رحیمی دہلی

فان تنازعتم فی شیئ لان معناہ ان تنازعتم انتم واولوا الامر ولیس للعبد ان ینازع المجتہد فی حکمہ الا ان یقال ان معناہ ان تنازعتم بینکم وبین اولی الامر مع اولی الامر وبالجملۃ فالاستدلال بہ منکر و القیاس علی ان القیاس لیس بحجۃ لان اللہ تعالیٰ اوجب الرد المختلف الی الکتاب و السنۃ دون القیاس ولنا ان نلزم شبہتہم بان الرد المختلف الی الکتاب والسنۃ انما ہو القیاس علیہا یدل علیہ لفظ الرد ولما امر بہ بعد اطاعۃ اللہ تعالیٰ واطاعۃ الرسول دل علی ان الاحکام ثلثۃ مثبت بظاہر الکتاب وسنت بظاہر السنۃ وثابت بالرد علیہما علی وجہ القیاس فکانت حجۃ لنا فی ان القیاس حجۃ ہکذا فی البیضاوی۔ والحق ان المراد بہ کل اولی الحکم اماما کان او امیرا سلطانا کان او حاکما عالما کان او مجتہدا قاضیا کان او مفتیا۔ علی حسب مراتب التابع والمتبوع لان النص مطلق فلا یقید من غیر دلیل الخصوص۔

اسی آیت میں زیر کریمہ فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ ہے۔ اللہ تعالیٰ امرنا بالاعتبار وہو التامل فی المثلات المذکورۃ والقیاس نظیر بینہ لان الشرع شرع احکاما یعرف اشارۃ الیہا کما انزل مثلات باسباب تقتضیہا وہو یکون اثبات حجۃ القیاس عقلیا ای ثابتا بدلالۃ النص المشابہ القیاس لا ثابتا بعین القیاس والا یلزم الدور والقول ان اللہ تعالیٰ امرنا بالاعتبار والاعتبار رد الشیئ الی نظیرہ وہو عام شامل للقیاس والمثلات وہو یکون اثبات حجۃ القیاس بعبارۃ النص فہذہ ادلیل جامع بین العقل والنقل ولذا تراک تری اہل الاصول یجعلونہ تارۃ عقلیا واخری نقلیا وقد تمسک بہ صاحب المدارک والبیضاوی۔ وایضا الحجۃ النقلیۃ ما روی عن معاذ بن جبل قال لہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بم تقضی یا معاذ الحدیث۔

اسی آیت میں زیر آیۂ ومن یشاقق الرسول الآیۃ ہے معناہ ومن یشاقق الرسول ای یخالفہ ویتبع غیر سبیل المومنین من عمل او اعتقاد نولہ ما تولی ای نسلط علی ما احبہ من الردۃ والکفر والضلال ونصلہ جہنم ای ندخلہ فیہا وساءت المہنم مصیرا لہ والحاصل ان ہذہ الایۃ ہی التی تدل علی ان الاجماع کالکتاب والسنۃ کما ذکر اہل الاصول والمفسرون جمیعا وفی ذلک لان اللہ تعالیٰ جعل اتباع سبیل المومنین کمشاقۃ الرسول علیہ السلام حیث جعل کلا منہما شرطا فی جزاء واحد وہو قولہ ما تولی ونصلہ جہنم والجزاء المذکور جزاء لکل منہما بالاستقلال کما قال فی البیضاوی الآیۃ

تدل على حرمة مخالفة الاجماع لانه تعالى رتب الوعيد الشديد على المشاقة واتباع غير سبيل المؤمنين وذلك اما لحرمة كل واحد منهما او احدهما او الجمع بينهما والثانى باطل اذ لا يصح ان يقال من شرب الخمر واكل الخنزير استوجب الحد وهكذا الثالث لان المشاقة محرمة ضم اليها غيرها او لم تضم واذا كان اتباع غير سبيلهم محرما كان اتباع سبيلهم واجبا لان ترك اتباع سبيلهم ممن عرف سبيلهم اتباع غير سبيلهم هذا لفظه فعلم ان اتباع سبيل المؤمنين اى ما عليه المؤمنون باجمعهم واجب وذلك يسمى بالاجماع فيكون الاجماع حجة قطعية يكفر جاحده كالكتاب والسنة المتواترة ويكون مقدما على الخبر المشهور والاحاد اذا انتقل الينا باجماع كل عصر فى نقله واما اذا انتقل الينا بالافراد كان كنقل السنة بالاحاد ولابد فى الاجماع من داع مقدم وهو قد يكون من خبر الواحد والقياس يعنى لابد ان يثبت الحكم من خبر الواحد او القياس ثم تجمع عليها الامة والعزيمة فيه ان يقول كل واحد اجمعنا فى هذا الحكم او يشرع كل واحد على الفعل والرخصة فيه ان يتكلم البعض او يفعل البعض دون البعض واهل الاجماع من كان مجتهدا غير ذى هوى ولا فسق وقيل لا اجماع الا للصحابة وقيل لا اجماع الا لاهل المدينة والكلام فيه طويل مذكور فى اصول الفقه ان شئت فارجع اليه۔

حل تحرير ما يس قرأ قوله تعالى يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ يريد بهم امراء المسلمين فى عهد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وبعده ويندرج فيهم الخلفاء والقضاة وامراء السرية وقيل علماء الشرع لقوله تعالى ولو ردوه الى الرسول و اولى الامر منهم ذكره البيضاوى وقال الواحدى اطيعوا الله واطيعوا الرسول اتباع الكتاب والسنة واولى الامر منكم قال ابن عباس فى رواية الوالبى هم الفقهاء والعلماء اهل الدين يعلمون الناس معالم دينهم اوجب الله تعالى طاعتهم (كذا) قال جابر وهو قول الحسن والضحاك ومجاهد وقال الزجاج وجملة اولى الامر من يقوم بشان المسلمين فى امر دينهم وجميع ما ادى اليه صلاحهم وقال شيخ زاده فى حاشيته على البيضاوى عند قوله تعالى و علم آدم الاسماء كلها المراد من اولى الامر العلماء فى اصح الاقوال لان الملوك يجب عليهم طاعة العلماء ولا ينعكس۔

وقال الشیخ العینی رحمہ اللہ تعالیٰ فی شرح الکنز قولہ وللشاب العالم ان یتقدم علی الشیخ الجاھل فی مسائل شتّٰی اخرالکنز لانہ افضل منہ قال اللہ تعالیٰ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ وقال اللہ تعالیٰ اَطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔ والمراد باولی الامر العلماء فی اصح الاقوال۔ فان تنازعتم ان تنازعتم واولی الامر منکم فی شیئ من امور الدین وھو یؤید الوجہ الاول یعنی من المراد باولی الامر الامراء اذ لیس للمقلد ان ینازع المجتھد فی حکمہ بخلاف الرؤس الا ان یقال الخطاب لاولی الامر علی طریقۃ الالتفات قالہ البیضاوی وقال الخازن تنازعتم یعنی اختلفتم فی شیئ من امر دینکم والتنازع اختلاف الآراء واصلہ من انتزاع الحبۃ وھو ان کل واحد من المتنازعین ینزع الحبۃ لنفسہ فردوہ الی اللہ والرسول ای ردوا الحکم الامر الذی تنازعتم فیہ الی کتاب اللہ عزوجل والی رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما دام حیا و بعد وفاتہ الی سنتہ فان وجد ذلک الحکم فی کتاب اللہ اخذ بہ فان لم یوجد فی سنۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فان لم یوجد فی السنۃ فسبیلہ الاجتھاد وقیل الرد الی اللہ و رسولہ ان تقول لما لا تعلم اللہ ورسولہ اعلم وقال البیضاوی فردوہ فراجعوا فیہ الی اللہ الی کتابہ والرسول بالسوال عنہ فی زمانہ والمراجعۃ الی سنتہ بعد وفاتہ واستدل بہ منکر القیاس وقالوا انہ تعالیٰ اوجب رد المختلف الی کتابہ وسنتہ دون القیاس واجیب بان رد المختلف الی المنصوص علیہ انما یقول بالقیاس والبناء علیہ وھو القیاس ویؤید ذلک الامر بہ بعد الامر بطاعۃ اللہ و طاعۃ رسولہ فانہ یدل علی ان الاحکام ثلثۃ مثبت بالکتاب ومثبت بالسنۃ ومثبت بالرد الیھما علی وجہ القیاس اھ مختصرا۔

اسی میں ہے ومن یشاقق الرسول ای یخالفہ ویتبع غیر سبیل المؤمنین ای غیر ما ھم علیہ من اعتقاد وعمل ذکرہ البیضاوی نولہ ما تولی ای نجعلہ والیا فیما تولی من الضلال ونخلی بینہ وبین ما اختارہ ونصلہ جھنم وساءت مصیرا۔ قال البیضاوی الایۃ تدل علی حرمۃ مخالفۃ الاجماع لانہ تعالیٰ رتب الوعید الشدید علی المشاقۃ واتباع غیر سبیل المؤمنین الخ۔ اسی میں اس حدیث کی شرح عن الحارث بن الاعور رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال مررت بالمسجد فاذا الناس یخوضون فی الاحادیث فدخلت علی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاخبرتہ فقال أوقد فعلوھا قلت

نعم قال اما انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول الا انہا ستکون فتنۃ قلت فما المخرج منہا یا رسول اللہ قال کتاب اللہ فیہ نبأ ما قبلکم وخبر ما بعدکم وحکم ما بینکم ہو الفصل لیس ہو بالہزل من ترکہ من جبار قصمہ اللہ ومن ابتغی الہدی فی غیرہ اضلہ اللہ الحدیث فرماتے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المخرج منہا کتاب اللہ تعالیٰ ای التمسک بہ وترک الامراء العقلیۃ فان فیہ بیان حکم ہذہ المسألۃ فی کتاب اللہ بیان حکم کل شیئ حتی المسألۃ المذکورۃ فی الکلم فی المساجد بکلام اہل الدنیا وفیہ المعافاۃ من کل داء والسلامۃ من کل فتنۃ وکل محنۃ ظاہرا وباطنا فیہ ای فی کتاب اللہ نبأ ای خبر ما ای الذین قبلکم وخبر ما بعدکم یعنی علوم الاولین والآخرین وہی قصص الأمم الماضیۃ وحدیث ہذہ الامۃ الی یوم القیامۃ وحکم ما بینکم فی الدنیا من حلال وحرام ومندوب ومکروہ ومباح وصحیح وفاسد وفی الآخرۃ من ثواب وعقاب وعتاب و سوال وحساب وخلود فی نعیم او فی عذاب الیم ہو یعنی کتاب اللہ تعالیٰ الفصل لیس ہو بالہزل من ترکہ ای لم یعمل بہ ولم یقف عند حلالہ وحرامہ ولم یتعظ بمواعظہ من جبار بیان لمن ترکہ وہو کل عات قصمہ اللہ تعالیٰ اہلکہ اللہ ودمرہ فی کل امر شرع فیہ لکونہ ترک الاقتداء والاتباع لکتاب اللہ تعالیٰ وترجیح رأیہ وعقلہ ومن ابتغی الی طلب الہدی الایصال الی الحق فی غیرہ ای فی غیر کتاب اللہ تعالیٰ وفی السنۃ والاجماع والقیاس التابع لہذہ اللہ فہی من الکتاب ایضا لدلیل قولہ تعالیٰ وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وقولہ وَلَا تَفَرَّقُوْا وقولہ وَلَا تَنَازَعُوْا وقولہ كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ وقولہ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ فان الاعتبار ہو القیاس کما ان النہی عن التفرق والتنازع یقتضی الحث علی الاجماع وذکر الخازن فی تفسیر قولہ تعالیٰ ومن یشاقق الرسول الآیۃ قال روی ان الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سئل عن آیۃ من کتاب اللہ قول علی ان الاجماع حجۃ فقرأ القرآن ثلث مائۃ مرۃ حتی استخرج ہذہ الآیۃ وہی قولہ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ وذلک لان اتباع غیر سبیل المؤمنین مفارقۃ الجماعۃ وہو حرام فوجب ان یکون اتباع سبیل المؤمنین ولزوم جماعتہم واجبا لان اللہ تعالیٰ الحق الوعید لمن یشاقق الرسول ویتبع غیر سبیل المؤمنین فثبت بہذا ان اجماع الامۃ حجۃ وذکرہ البیضاوی ایضا فی تفسیر الآیۃ المذکورۃ

اسی میں اس حدیث عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم قال ستة لعنتهم ولعنهم الله وكل نبي مجاب الدعوة الزائد في كتاب الله" الحدیث کے نیچے لکھتے ہیں الزائد یعنی الذی زاد فی کتاب اللہ تعالیٰ ما لیس منہ عامدا متعمدا بان وضع کلمۃ مثلا زائدۃ وعلمها لمن لم یقرأ القرآن بعد او کتب کلمۃ زائدۃ وادخلها فی کلام اللہ تعالیٰ او اخترع کیفیۃ عمدا او قرأ بها أیۃ من کتاب اللہ تعالیٰ او زاد حکما من احکام اللہ تعالیٰ بمجرد قیاس عقلہ وطبعہ کمن حرم ما لم یحرمہ اللہ تعالیٰ فی کتابہ او اباح ما لم یبحہ اللہ تعالیٰ فی کتابہ ولا یدخل فی ذلک من حرم او اباح بالسنۃ او الاجماع او القیاس فی حق المجتہد فانہ حکم بالکتاب ایضا لانہا منہ کما قدمنا وکذلک من اخترع بعقلہ ورأیہ معنی لأیۃ من کتاب اللہ تعالیٰ لا یلیق بالشریعۃ کما روی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار وفی روایۃ من قال فی القرآن برأیہ اخرجہ الترمذی وقال حدیث حسن۔ قال العلماء انما نہی عن القول فی القرآن بالرأی انما ورد فی حق من یتأول القرآن علی مراد نفسہ وما ہو تابع لہواہ وہذا لا یخلوا ما ان یکون عن علم او لا فان کان عن غیر علم فہو الذی یحتج ببعض آیات القرآن علی تصحیح بدعتہ وہو یعلم ان المراد من الأیۃ غیر ذلک لکن غرضہ ان یلبس علی خصمہ بما یقوی حجتہ علی بدعتہ کما یستعملہ الباطنیۃ والخوارج وغیرہم من اہل البدع فی المقاصد الفاسدۃ لا یغرو ابذلک الناس۔ وان کان القول فی القرآن بغیر علم لکن عن جہل وذلک ان تکون الأیۃ محتملۃ لوجہ فیفسرہا بغیر ما تحتملہ من المعانی والوجوہ فہذان القسمان مذمومان وکلاہما داخل فی النہی والوعید الوارد فی ذلک۔ فاما التاویل وہو صرف الأیۃ علی طریق الاستنباط الی معنی یلیق بہا تحتمل لما قبلہا وما بعدہا وغیر مخالف للکتاب والسنۃ۔ فقد رخص فیہا اہل العلم فان الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم قد فسروا القرآن واختلفوا فی تفسیر علی وجوہ ولیس کل ما قالوہ سمعوہ من النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولکن علی قدر ما فہموا من القرآن تکلموا فی معانیہ وقد دعی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لابن عباس فقال اللہم فقہہ فی الدین وعلمہ التاویل۔ فکان اکثر ما نقل عنہ التفسیر کذا قالہ ابو محمد الخازن فی اول تفسیرہ۔

یہی علامہ محمد آفندی رومی برکلی "طریقہ محمدیہ" اور عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی دمشقی

لہ حدیقہ ندیہ ص ۱۱

قدس سرہ القدسی اسی حدیقہ ندیہ میں اس شبہہ کے جواب میں کہ جب اوپر فصل الاعتصام بالکتاب والسنۃ اور اس کے بعد کی فصل میں یہ گذر چکا ہے کہ کتاب عزیز قرآن اور سنت نبویہ محمدیہ امر دین میں ہر مکلف کو کافی ہیں وہ ظاہر و باطن کسی میں ان دونوں کے غیر کی طرف محتاج نہیں انھیں کے انوار اسے کافی ہیں۔ وہ کسی اور روشنی کا حاجت مند نہیں ہو سکتا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ جو امر کتاب و سنت سے ثابت نہیں بدعت، مکروہیہ ہے اور گمراہی و ضلالت۔ جب یہ بات ہے تو فقہا کا یہ ارشاد کہ ادلہ شرعیہ چار ہیں، کیوں کر مستقیم ہوگا۔ امام غسنی کے منار میں فرمایا اصول شرع تین ہیں۔ کتاب، سنت، اجماع امت اور چوتھی اصل قیاس ہے۔ امام فخر الاسلام نے فرمایا اصل رابع انھیں اصول سے مستنبط قیاس ہے۔ مرقاۃ الوصول میں فرمایا "ادلہ چار ہیں۔ کتاب، سنت، اجماع، قیاس، کہ دلیل یا وحی ہوگی یا غیر وحی۔ وحی متلو ہوگی تو یہی کتاب ہے یا متلو نہ ہوگی یہی سنت ہے۔ اور غیر وحی اگر ایک زمانہ کے سارے مجتہدوں کا قول ہے تو یہی اجماع ہے اور اگر سب کا نہیں یہی قیاس ہے۔

فرماتے ہیں فلنا فی الجواب عن ذلک نعم ادلۃ الشرع اربعۃ ولکنھا ترجع الی اثنین الکتاب والسنۃ اذ لابد للاجماع من سند ای دلیل یستند قول اھل الاجماع الیہ قال فی شرح مرقاۃ الوصول لابد للاجماع من سند ای دلیل او امارۃ یستند الاجماع الیہ لاستحالۃ الاتفاق بلا داع عادۃ ولان الحکم الذی ینعقد بہ الاجماع ان لم یکن عن دلیل یعلمہ کان عن عقل وقد ثبت ان الحکم لہ عندنا وفی شرح المنار لابن ملک وقیل ینعقد الاجماع لا عن دلیل بل بالھام وتوفیق بان یخلق اللہ تعالیٰ فیھم علما ضروریا او یوفقھم لاختیار الصواب کبیع التعاطی واجرۃ الحمام ولکن نقول ذلک باسد لان العدول لا یتصور منھم الاجماع علی حکم من احکام اللہ تعالیٰ جزافا بل بناء علی حدیث او معنی من النصوص وما ذکرہ من بیع التعاطی واجرۃ الحمام فالاجماع فیھما واقع عن دلیل لانہ لم ینقل الینا القیام بالاجماع کذا فی جامع الاسرار۔

وقال التفتازانی فی التلویح والجمھور علی انہ لا یجوز الاجماع الا عن سند وامارۃ لان عدم السند یستلزم الخطاء اذ الحکم فی الدین بلا دلیل خطاء ویمتنع اجماع الامۃ علی الخطاء وایضا اتفاق الکل من غیر داع مستحیل عادۃ کالاجتماع علی اکل طعام واحد وفائدۃ الاجماع بعد وجود السند سقوط البحث وحرمۃ المخالفۃ وصیرورۃ الحکم قطعیا ثم اختلفوا فی السند

فذهب الجمهور الى انه يجوز ان يكون قياسا وانه واقع كالاجماع على خلافة ابى بكر رضى الله تعالى عنه قياسا على امامته فى الصلوة حتى قيل رضيه رسول الله صلى الله عليه وسلم لامر ديننا افلا نرضاه لامر دنيانا. وذهب الشيعة وداؤد الظاهرى ومحمد بن جرير الطبرى الى المنع من ذلك ولما جواز كون السند خبر واحد متفق عليه كذا فى عامة الكتب وقد وقع فى الميزان واصول الامام السرخسى ان المذكور بين خالفوا فى القطعى قياسا كان او خبر واحد ولم يجوز والاجماع الا عن قطعى لانه قطعى فلا يبتنى الا على قطعى لان الظن لا يفيد القطع وجوابه ان كون الاجماع حجة ليس مبنيا على دليله بل هو حجة لذاته كرامة لهذه الامة واستدامة لاحكام الشرع والدليل على بطلان مذهبهما انه لو اشترط كون السند قطعيا لوقع الاجماع لغوا ضرورة ثبوت الحكم قطعيا بالدليل القطعى من احدهما اى من الكتاب والسنة حالا بان كان صريح آية او حديث او خبر واحد او مآلا اى مرجعا يرجع الى الكتاب او سنة وهو القياس كما قدمنا على القول الصحيح اذ فى اشتراط السند للاجماع خلاف ذكرناه وكذا فى كون القياس وخبر الواحد سندا الخلاف الذى مر ولابد للقياس ايضا من اصل ثابت باحدهما اى بالكتاب او السنة فانه اى القياس مظهر للحكم الثابت به لا مثبت له قال فى شرح مرقاة الوصول القياس مظهر لا مثبت والمثبت ظاهرا الدليل لا صل وحقيقة هو الله تعالى ثم قال فى شروط القياس وان يكون المعدى حكما شرعيا ثابتا باحد الاولة الثلثة الكتاب والسنة والاجماع اذ لو كان حسيا او لغويا لم يجز الخ

اى ميں ہے فى شرح المنار لابن ملك قدم الكتاب لانه حجة من كل وجه واعقبه بالسنة لان حجيتها ثابتة بالكتاب واخر الاجماع لتوقف حجيته عليهما ثم قال والقياس اصل بالنسبة الى حكمه فرع بالنسبة الى الثلثة اه وكون حجية السنة موقوفة على الكتاب لقوله تعالى وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ وتوقف الاجماع عليهما بسبب اشتراط السند له وهو من احدهما حالا او مآلا فالكتاب اصل من كل وجه والسنة والاجماع اصول من وجه وفروع من وجه وفرجع الاحكام الشرعية كلها (وثبتها) اى الحاكم باثباتها اثنان) فقط فى الحقيقة وهما الكتاب والسنة والاولة الباقية راجعة اليهما واما شرائع من قبلنا فملحقة بالكتاب والسنة. والعرف والتعامل ملحق بالاجماع والاستصحاب والتحرى عمل باحد الاربعة والعمل بالظاهر والاظهر

عملٌ بالاستصحاب والاخذ بالاحتیاط عمل بقولہ علیہ السلام دع ما یریبک الی ما لا یریبک والقرعۃ لتطییب القلب بالسنۃ او الاجماع وآثار الصحابۃ وکبار التابعین بشبہۃ الحدیث او بقولہ علیہ السلام اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم۔ وقولہ علیہ السلام خیر القرون قرنی الذین انا فیہم ثم الذین یلونہم الحدیث۔

وفی شرح ابن ملک علی المنار فان قلت قد ثبت الحکم بشرائع من قبلنا وبتعامل الناس وبالاخذ بالاحتیاط وبالتحری وبآثار الصحابۃ فکیف حصرت الاصول فی الاربعۃ قلنا ہذہ الاحکام غیر خارجۃ عنہا اما شرائع من قبلنا فقد صارت شریعۃ لنا لان نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قصہا علینا ولم ینکرہا والتعامل الحق بالاجماع العملی والاخذ بالاحتیاط العمل باقوی الدلائل کما فی الاصول الثلثۃ والعمل بالتحری عمل بالسنۃ لانہا وردت فی جوازہ عند الحاجۃ والعمل بالآثار عمل بقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اصحابی کالنجوم انتہی۔ والحاصل ان کلہا ذکر راجع الی الاصول الاربعۃ والاصول الاربعۃ راجعۃ الی الکتاب والسنۃ۔ والسنۃ شرح الکتاب وبیانہ فہی راجعۃ الیہ۔ قال البیہقی فی اول المدخل ووضع یعنی اللہ تعالیٰ رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی دینہ موضع الابانۃ عنہ ما اراد بکتابہ عامًا وخاصًا وفرضًا وندبًا واباحۃً وارشادًا ووقتًا وعددًا۔ فقال جل ثناؤہ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ اہ فالاصل الحقیقی ہو کتاب اللہ تعالیٰ لاغیر فظہر لک ایہا المنصف ان اصول الشریعۃ اربعۃ ترجع الی اثنین ہما الکتاب والسنۃ اہ باختصار یسیر۔

بحمد اللہ سبحانہ وتعالیٰ شانہ بجہاں بروجہ اتم آیات کریمہ واحادیث فخیمہ واقوال علماء وائمہ سے آفتاب نصف النہار سے بھی زیادہ روشن وتاباں ہوا کہ اصول شرع چار ہیں بے ان چار اصول کے شریعت پر عمل ممکن ہی نہیں۔ جو یہ چار اصول نہ مانے وہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کا نام ہی لیتا ہے درحقیقت کتاب اللہ وسنت رسول اللہ پر عامل نہیں۔ اور نہ غیر مجتہد کو بے تقلید کتاب وسنت پر عمل ممکن۔ وہاں یہ بھی آشکارا ہو گیا کہ علماء وائمہ محض اپنی رائے سے دین میں کچھ نہیں کہتے نہ سے جائز رکھتے ہیں وہ تو اسے حرام وکبیرہ جانتے ہیں کذاب غیر مقلدوں کا یہ ظلم عظیم ہے کہ وہ ان پر یہ بہتان اٹھانے سخت شدید خبیث افترا کرتے ہیں۔ جسے یہ غیر مقلدین اختراع فی الدین کہتے ان کی رائے بتاتے ہیں ہرگز

وہ ان کا اختراع نہیں ہرگز وہ ان کی رائے محض نہیں۔ تفقہ واجتہاد کو رائے اور اختراع کہنے والے آنکھیں کھولیں اگر فضول عناد نے ابھی انھیں بالکل ہی اندھا نہ کر دیا ہو۔ تفقہ واجتہاد کے متعلق علماء وائمہ کے جو ارشادات اوپر ان کی عبارات میں گزرے انھیں دیکھیں اور عقل رکھتے ہوں تو سمجھیں کہ تفقہ واجتہاد اور چیز ہے اور عقلی گدے اور اپنی رائے محض کے ڈھکوسلے اور اپنی خواہش وہوائے نفس وطبیعت کے منصوبے اور چیز۔

اوپر کی عبارات میں اس مطلب کے اشارات نہ سمجھ سکیں یا اس مطلب کے صریح ارشادات تلاش گراں جانیں تو "طریقہ محمدیہ" "حدیقہ ندیہ" کا یہ ارشاد ہی دیکھ لیں۔ فرماتے ہیں لایغوننک طاعات الجہال المتسکین الفاسدین المفسدین الضالین المضلین بغیرھم الی قولہ خارجین عن مناھج علماء الشریعۃ المحمدیۃ لتمسکھم باحکام عقولھم الضعیفۃ وآرائھم السخیفۃ وعلماء الشریعۃ یتمسکون باحکام کتاب اللہ وسنۃ رسولہ واجماع الامۃ المھدیین وتعمیم الدلیل بحکم القیاس فی الثابت بالیقین الخ تفقہ واجتہاد کا فرض ہونا علماء نے ثابت فرمادیا اور مجرد قیاس عقل وہوائے نفس وخواہش طبیعت سے کوئی حکم کرنا سے منہی عنہ، ناجائز وحرام بتادیا۔ تفقہ واجتہاد کا سنت صحابہ نہ فقط صحابہ بلکہ سنت رسول علیہ السلام ہونا آشکارا کر دیا۔ علماء کے ارشادات پر اگر غیر مقلد عناداً انظر الصفات نہ کرے تو اس پر سخت آفت غضب مصیبت تو یہ ہے کہ حدیثوں میں بھی لفظ رائے موجود ہے اوپر دونوں حدیثیں گذریں۔

ایک انما اقضی بینکم برأیی فیما لم ینزل علی فیہ دوسری حضرت فاروق عادل اعظم کا فرمان ان الرأی انما کان من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معیبا لان اللہ تعالیٰ کان یریہ انما ھو منا الظن والتکلف یہاں رائے کا لفظ دیکھ کر غیر مقلد معلوم نہیں اپنی اوندھی اندھی سمجھ سے حضرت سیدنا فاروق بلکہ خود حضور سید نا سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کیا رائے قائم کرے۔ کیا غیر مقلد ان حدیثوں کو بھی مخترعہ بتادینے کی جرأت کرے گا یا معاذ اللہ تعالیٰ امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس رائے کی بنا پر مخترع فی الدین ٹھہرائے گا۔ غیر مقلد سے یہ جرأت تو عجب نہیں مگر اس پر قہر بلا اور سخت قیامت تو خود قرآن عظیم نے قائم فرمائی ہے کہ یہ فرما کر وداؤد وسلیمن اذ یحکمن فی الحرث اذ نفشت فیہ غنم القوم وکنا لحکمھم شھدین ففھمناھا سلیمن وکلا اتینا حکما وعلما[1] تفقہ واجتہاد کو مجرد عقلی ڈھکوسلوں سے ممتاز فرمادیا۔ تفقہ واجتہاد کو عطیۂ خداوندی نعمت الٰہی قرار دیا۔ تفقہ

[1] سورۂ انبیاء آیت ۷۹

واجتہاد اور اس سے حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کو سرا یا۔ ایک قضیہ سے متعلق حضرت سیدنا داؤد و حضرت سیدنا سلیمان علیٰ نبینا وعلیہما وعلیٰ سائر الانبیاء والرسل الصلاۃ والسلام۔ کے دو فیصلوں کا آیہ کریمہ مذکورہ میں قصہ بیان فرمایا ہے کیا دفرمائیے۔ داؤد و سلیمان کو جب وہ دونوں ایک کھیتی کے بارے میں فیصلہ کر رہے تھے جب کہ اس میں گھس کر لوگوں کی بکریاں اسے چر گئی تھیں ہم ان کے فیصلوں کو دیکھ رہے تھے تو ہم نے اس کے بہتر حکم کی سمجھ سلیمان کو دی انھیں سمجھا دیا اور داؤد و سلیمان ہر ایک کو ہم نے حکومت و علم عطا فرمایا۔

مفصل قصہ یوں ہے کہ عہد سیدنا داؤد علیہ السلام میں کسی کے کھیت میں بکریاں رات میں پڑیں اور سارا کھیت چر گئیں۔ حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کے حضور مقدمہ آیا آپ نے نقصان زرع اور بکریوں کی قیمت کا حساب لگایا۔ تو کھیت کا نقصان ساری بکریوں کی قیمت کے برابر تھا لہٰذا آپ نے فیصلہ دیا کہ یہ سب بکریاں جنھوں نے کھیت چر لیا ہے کھیت والے کو دے دی جائیں۔ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں وہ لوگ حاضر ہوئے اور وہ فیصلہ ان سے عرض کیا۔ انھوں نے فرمایا کہ اچھا فیصلہ فرمایا مگر ایک دوسرا فیصلہ جو ارفق بالفریقین ہے۔ جب حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام نے ان کا یہ قول سنا انھیں بلا کر پوچھا کہ تم کیا حکم دیتے انھوں نے فرمایا میں بکریاں کھیت والے کو دلا دیتا اور کھیت بکری والے کو کہ وہ اس کے دودھ وغیرہ سے فائدہ مند ہوتا رہتا یہاں تک کہ جب سال آئندہ اس کا کھیت پھر اسی حالت میں آجائے تو بکریاں واپس کر دے۔ حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام نے بھی یہ فیصلہ پسند فرمایا اپنے فیصلہ کو واپس لیا اور اسی فیصلہ پر عمل کیا گیا تفسیرات احمدیہ میں فرمایا قیل کان بالاجتہاد الا ان اجتہاد سلیمان اشبہ بالصواب وھو المختار للامام الزاھد وفخر الاسلام اس آیت اور قصہ سے علماء نے باب اجتہاد کے بعض مسائل مستنبط فرمائے اسی میں ہے واذا کان بالاجتہاد فلیتبط من الآیۃ والقصۃ مسائل باب الاجتہاد وھو المقصود لنا من ذکرھا فی ھذا المقام۔

اور یوں بفضلہ تعالیٰ یہ بھی ثابت ہو لیا کہ ارشادات علماء وائمہ ارشادات شرعیہ ہیں۔ وہ اوامر و نواہی الٰہیہ ہیں۔ جیسے کہ صحابہ کے ارشادات۔ غیر مقلد جھوٹا ہے کہ "وہ نہ تو خدا کے ارشادات ہیں نہ ان پر کاربند ہونے کا اس نے حکم دیا ہے۔" بے شک اس نے حکم دیا ہے کہ فرمایا فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ[1] یوں تو وہ صحابہ کے اقوال بلکہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے ارشادات کو بھی یہی کہہ بھاگے گا۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ علماء نے ان کی کوئی رگ پھڑکتی نہیں چھوڑی ہے۔ تفسیرات احمدیہ میں

[1] تفسیرات احمدیہ صلاۃ مطبع تحکیم [2] سورۂ نحل آیت ۴۳

سیدی عارف باللہ حضرت ملا جیون رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس بیہودگی کا بھی جواب تحریر فرمادیا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں انہ قال قائل ای ضرورۃ فی تبعیۃ ابی حنیفۃ مثلا حیث لم یأمر اللہ بہ ولا رسولہ بل لم یصرح بہ ابو حنیفۃ ایضا ولو سلم ان تبعیۃ المجتہد لا تقلد فای ضرورۃ فی التزامہ مذہبا واحدا بعینہ بل یجوز لہ ان یعمل بمذہب ثم ینتقل الی آخر (الی ان قال) قلت اما الاول فلان الانسان لا یخلو اما ان لم یعمل شیئا من الاشیاء او یعمل والاول باطل لقولہ تعالیٰ ایحسب الانسان ان یترک سدی ولانہ یحتاج الیہ فی البیع والشراء واللباس والطعام وغیر ذلک وان لم یعمل الصلوٰۃ والصوم فتعین ان یعمل باعمال ویشتغل بافعال یعیش بہا لا یخلو اما ان یتمسک ان یتمسک بالکتاب والسنۃ وحینئذ لا یخلو اما ان یکون لہ قدرۃ علی معرفۃ وجوہہ ومعانیہ وطرقہ واحکامہ اولا والثانی لابد ان یکون تابعا لاحد من الائمۃ فہو المراد والاول اما ان یکون لہ مع ذلک ملکۃ الاستنباط والقدرۃ التامۃ علی استخراج المسائل اولا۔

الاول ہو المجتہد ولا کلام فیہ بل نحن ایضا مقرون بعدم ابتاعہ لمجتہد اخر والثانی اما ان یکون تابعا لاحد من الائمۃ فہو المراد او لا یکون تابعا لاحد بل یقول ان عمل علی الاصول التی ہی ثلثۃ ولست بتابع لاحد فنقول لہ ان کون اصول الشرع ثلثۃ انما ہو اول مسألۃ بناہ ابو حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ وایضا لا اقل من ان یحتاج فی المسائل القیاسیۃ وفی معرفۃ الناسخ والمنسوخ وفی معرفۃ کون الاجماع قطعیا مقدما علی خبر الواحد وکون العام المخصوص ظنیا واشالہ من جمیع تقسیمات الکتاب والسنۃ والاجماع واحکامہا اذ ما کل ذلک الا اصطلاحات ابی حنیفۃ فالی ای شیئ یرجب یلزم التبعیۃ ضرورۃ واما الثانی وہو انہ اذا التزم التبعیۃ یجب علیہ ان یدور علی مذہب التزمہ ولا ینتقل الی مذہب اخر فلان الانتقال یوجب ان یظہر حقا بطلان المذہب السابق والحال ان اہل کل مذہب یقولون بحقیۃ المذاہب الاربعۃ فقد وقع فیما ابی علی ان العالم لا وجہ لہ الی الانتقال والعالم غایۃ وجہ انتقالہ ترجح الادلۃ من جانب المرجوح الیہ وہو موقوف علی اتیاد الفضیلۃ وفقدانہا فان کل واحد ینصب دلائل علی طبق مذہبہ والعالم الغیر المجتہد لیس فی قدرتہ ترجیح المذاہب بحسب الدلائل فان ذلک موقوف علی معرفۃ اصطلاحات کل واحد ومعرفۃ الکتاب بتقسیماتہ الاربعۃ وکذا السنۃ مع تخصیصاتہا

المنتسبة بها والاجماع باقسامها الثلثة والاقیسة بشروطها واحکامها وارکانها ووقوعها وکل ذلک متعذر فی حق المقلد وحینئذٍ کل ذلک لایعلم ماھو الحق عند اللہ تعالیٰ فالانتقال من مذھب الی مذھب ترجیح بلا مرجح الخ۔

وبابیہ مقلد ہوں یا غیر مقلد ان پر سب سے زیادہ مصیبت کا پہاڑ شاہ ولی اللہ صاحب یا حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے اقوال ہوتے ہیں افسوس کہ اس وقت میرے پاس شاہ ولی اللہ صاحب کی کتابیں موجود نہیں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے فتاویٰ سے دو فتوی ایک متعلق اہانت علم وعلماء دوسرا متعلق انکار کتاب فقہ نقل کرتا ہوں۔ سوال کسے کہ از کتاب فقہ منکر شود از روئے شرع شریف حکم چیست۔ جواب۔ اگر آں شخص منکر شود بجہت آں کہ ایں کتاب از فضائل سنت است پس آں شخص مبتدع ست چہ انکار آں شخص بجہت عدم اعتقاد بحقیقت آں کتاب ست ..... گو مطابق باحادیث صحیحہ اہل سنت باشد بخلاف انکار شافعی کتاب حنفی را انکارش بجہت ترجیح مذہب خود بر مذہب حنفی می باشد نہ بجہت بطلان اصول وفروع حنفیہ اھ بالاختصار۔ سوال کسے کہ اہانت علم وعلماء کند حکم او چیست۔ جواب۔ کسے کہ اہانت علم دین وعلماء نماید بجہت آں کہ ایں علم وایں علماء موجب اختیار باطل واہانت حق اند وایں علم محض برائے قضایا وحق تلفی موضوع ست پس آں شخص کافر ست اھ غیر مقلد۔ شاہ صاحب اپنے امام الطائفہ التالفہ اسمٰعیل دہلوی کے استاذ وپیشوا اس کے دادا کے یہ فتوے دیکھیں اور اپنا حکم سمجھ لیں۔ توفیق الٰہی مساعدت فرمائے تو توبہ کریں۔ واللہ الھادی وھو الموفق للصواب والیہ المرجع فی کل باب۔ تمام آیات واحادیث پر عمل ممکن نہیں کہ ان میں ناسخ بھی ہیں منسوخ بھی اور عمل بالمنسوخ شرعاً ناجائز وحرام۔ ناسخ ہی پر عمل ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم۔

——— الحمد للہ تم الحمد للہ جواب باحسن وجوہ تمام ہوا۔ اور شفاء العی فی جواب سوال بمبئی اس کا نام والحمد للہ اولا وآخرا والصلوٰۃ والسلام علی سید الانام وسائر الرسل الکرام وآلہ وصحبہ وحزبہ اجمعین وبارک وسلم ما دامت اللیالی والایام۔

جواب کا دوسرا رخ

ہم نے وعدہ کیا تھا کہ غیر مقلد کو آئینہ دکھائیں گے لہٰذا حسب وعدہ اس کے منہ کے آگے آئینہ رکھتے ہیں اپنی کریہہ صورت اس میں دیکھے مگر دیکھ کر آئینہ پر غصہ نہ کرے اپنی حالت پر تاسف کرے اور

اس بدعالت کو بدلنے کی کوشش کرے۔ واللہ ھوالموفق۔ کیا غیر مقلد اپنی طرح اہل قرآن بننے والوں کو یہ کہنے کی اجازت دے گا کہ مدوین کا معاملہ اس دن سے پیچیدہ اور مشکل ہو گیا جب سے علماء نہ صرف علماء بلکہ صحابہ نے طریقہ نبوی نہ صرف صحابہ بلکہ (خاک بدہن گستاخ) سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طریقہ قرآنی سے روگردانی کی۔ علماء نے کتب احادیث کے مجادلات اور قیل وقال (جرح وتعدیل صحیح وحسن وضعیف وغریب ومنکر ومقطوع وموضوع وغیرہ وغیرہ اور صحابہ وتابعین اور امام بخاری وغیرہ محدثین کے اختلافات کثیرہ (معاذ اللہ ان بیچاروں) کو اپنا شیوہ بنالیا (پناہ خدا) صحابہ اور (خاک بدہن گستاخ) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی رائے سے احکام لگائے۔ معاذ اللہ دین میں اختراع کرنے کا دروازہ کھول دیا۔ پھر (معاذ اللہ) ستم یہ کیا کہ سب مخلوق خدا کو مجبور کرنے لگے کہ دین کو یوں حاصل کریں کتب حدیث اور ان کے قیود وشرائط موضوعہ پر کاربند ہوں جو انھوں نے اپنی رائے سے قرار دے رکھے ہیں بے شمار قیدیں اور شرطیں ہیں انسان دیکھتے ہی گھبرا جاتا ہے۔ اور کسی طرح نہیں سمجھتا کہ ان میں حق کتنا ہے اور باطل کتنا علاوہ ازیں ان کتابوں میں طرح طرح کے ایسے مسائل موجود ہیں جو کبھی واقع نہیں ہوتے وہ محض فرضی تخمین کی پیداوار اور ذہن ودماغ کے اختراع ہیں ان سے کوئی علم بھی حاصل نہیں ہوتا البتہ دماغ پریشان اور فکر پراگندہ ہوتی ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ نہ تو خدا کے احکام ہیں اور نہ ان پر کاربند ہونے کا اس نے حکم دیا ہے کوئی مضائقہ نہیں کہ یہ کتابیں کتب خانوں میں بطور تاریخی یادگاروں کے محفوظ رکھی جائیں یہ تو کسی حال میں بھی درست نہیں کہ ہم ان کتابوں کو مقدس مان کر ان کی عبادت شروع کر دیں ان کی سطر سطر کو وحی سمجھیں (غیر مقلدین کتب حدیث کو مقدس مانتے ہیں تو اپنے منہ ان کی عبادت کرتے ہیں اور ان کی سطر سطر کو وحی سمجھتے ہیں) اور اختلاف کو ناقابل معافی گناہ سمجھیں علماء نے تقلید کو شیوہ بنالیا ہے اور اللہ ورسول وصحابہ نے ان کا دروازہ کھول دیا ہے پھر ستم یہ کہ تمام مسلمانوں پر ان کتابوں کے اتباع اور ان کے مصنفین کی تقلید ضروری ٹھہراتے ہیں اگرچہ لفظ تقلید سے بھاگتے ہیں اور اگر کوئی روگردانی کرے اور کہے کہ میرے لئے کتاب اللہ کفایت کرتی ہے اس پر زندیقیت اور خروج عن الملۃ کا فتویٰ لگاتے ہیں۔

ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ جو جواب اہل قرآن بننے والوں کی اس بیہودہ بک بک کا غیر مقلدین اور وہی جواب اپنی اپنی اس لغو وباطل جھک جھک کا ہماری جانب سے سمجھ لیں۔ فقط۔

مولیٰ عزوجل انھیں توفیق توبہ دے اور ہمیں اور انھیں سب کو راہ حق وہدایت پر مستقیم رکھے انہ علی ما الاجابۃ جدیر وھو علی کل شیئ قدیر وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم الی الیوم الاخیر۔

مسئلہ ۲۴ ۔ از بدایوں شریف مدرسہ قادریہ مرسلہ مولوی محمد ابراہیم صاحب سمستی پوری دربھنگوی ۲۰ جمادی الاخری ۱۳۵۴ھ

زید نے غیر مقلدین کے سوال پر جو کہ احکام فقہیہ کو اختراعات ائمہ بتاتے ہیں اور فقہیات کو کہتے ہیں کہ یہ خدا اور رسول کے حکم نہیں ہیں حلفاً بیان دیا کہ صرف قرآن وحدیث پر چلنے والا آدمی کامل مسلمان نہیں اور اسلام کی ضروری باتیں قرآن وحدیث میں تفصیلاً نہیں پائی جاتی ہیں ان میں سے اکثر بالتفصیل تو پائی جاتی ہیں مگر تمام نہیں یہ زید کے جواب کو علمائے اہل سنت وجماعت صحیح بتاتے ہیں عمرو کہتا ہے کہ زید نے قرآن وحدیث کو ناقص بتایا اس نے غیر ضروری باتیں اور لغو باتیں قرآن میں ہونا ثابت کیں کتب فقہ کو قرآن وحدیث سے بالاتر مانا صرف قرآن وحدیث پر عمل کرنے والے کو کامل مسلمان نہ سمجھا قرآن کو تمام ضروری باتوں سے خالی بتایا لہٰذا زید اسلام سے خارج ہوا اس پر مرتدین کے احکام صادر ہونا چاہئے۔ اب مفتیان دین سے عرض ہے آیا کہ زید کا حلف اور علماء کی تصویب صحیح ہے یا عمرو کا قول؟ بینوا توجروا۔

الجواب زید نے جو کہا اس کا مطلب درست ہے بالکل حق وصواب ہے۔ مگر یہ لفظ قلب پر گراں ہے کہ صرف قرآن وحدیث پر چلنے والا کامل مسلمان نہیں۔ غیر مقلد جہنموں نے تکفیر مسلمین کو اپنا فرض اولین سمجھا ہے وہ زید پر کیوں نہ فتوائے کفر وارتداد دیں گے ان کے کفر شرک کی بوچھار سے مسلمان اول میں کون ہے جو بچ رہا ہے تمام امت حضرات صحابہ حضرت سرکار رسالت بلکہ خود حضور پر نور شمع مرتبت خاتم نبوت علیہ وآلہ وصحبہ افضل الصلاۃ والتحیۃ بلکہ خود اللہ رب العزت جل جلالہ وعم نوالہ۔ حسبک ھذا فتدبر ولا تعجل کیسا شوق دیکھئے۔ کیسا اندھا کیا۔ زید کے کون سے حرف سے یہ نکلا کہ قرآن وحدیث میں غیر ضروری لغو باتیں ہیں؟ زید نے کب قرآن کو تمام ضروری باتوں سے خالی بتایا؟ زید نے کب قرآن وحدیث کو ناقص ٹھہرایا؟ زید نے کہاں کتب فقہ کو قرآن وحدیث سے بالاتر مانا؟ اندھوں کو دن میں سورج نظر نہ آئے تو کوئی کیا کرے تفصیلاً اور بالتفصیل جسے نظر نہ آئے اس کی آنکھوں پر غشاوہ نہیں تو کیا ہے؟ زید پر کفر مرتد

لہ ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۹۱

کا نرا افترا اور کھلا بہتان ہے۔

مگر ہاں وہ غیر مقلدین جو زید کو یہ کہتے ہیں ان پر ضرور انھیں کے منہ یہ الزام قائم کہ وہ صرف قرآن کو کافی نہیں جانتے قرآن کو ناقص مانتے ہیں حدیث کو قرآن سے بالاتر نہ سہی اس کے برابر مانتے تھیں "حدیث، حدیث قدسی و ارشاد نبوی و آثار صحابہ سب کو شامل" غیر مقلدین اپنے اس قول کی بنا پر قرآن میں (معاذ اللہ) غیر ضروری اور لغو باتیں ماننے والے ہوئے قرآن کو تمام ضروری باتوں سے خالی جاننے والے لہٰذا وہ خود اپنے منہ کافر و مرتد و خارج از اسلام ہوئے۔ زید کو جواب یوں دینا تھا کہ غیر مقلدین سے سوال کرتا کہ تمہارے نزدیک صرف قرآن پر چلنے والا مسلمان ہے یا نہیں جو جواب غیر مقلد اس سوال کا دیتے وہی جواب ہمارے جانب سے اپنے سوال کا سمجھ لیتے۔ غیر مقلدین، امام بخاری، داؤد ظاہری، ابن تیم، ابن تیمیہ، ابن حزم، اور شوکانی کے اقوال پر سر مڈاتے انھیں قرآن و حدیث سے بالاتر جانتے ہیں۔ آدمی اپنے ہی احوال پر کرتا ہے قیاس۔ اَلْمَرْءُ یَقِیْسُ عَلٰی نَفْسِہٖ۔ ساون کے اندھوں کو ہرا ہی ہرا سوجھتا ہے۔ آئینے میں اپنی ہی شکل دیکھی اور زید پر اپنے عیوب کا الزام لگا کر کافر مرتد خارج از اسلام کہہ ڈالا۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵ از ہوڑہ کلکتہ سراسلہ محمد رفیق صاحب سردار معرفت مولوی عبدالمجید در بھنگی۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین و نائبان سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس مسئلہ میں اگر کوئی شخص کسی کو فرمائے تمہیں یا یہ کہے کہ شراب پینا اور تاش کھیلنا یعنی جوا کھیلنا بمقابلہ اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنے کے ہے یعنی جس طرح ماں کے ساتھ انسان زنا کو حرام سمجھتا ہے اسی طرح شراب تاش جوا کھیلنے کو بھی حرام سمجھے اور بچے۔ ایک مرتبہ مولانا کفر قوڑ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسی جملہ کو دوران تقریر میں بیان فرمایا تھا کہ شراب پینا اور تاش یعنی جوا کھیلنا بمقابلہ اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنے کے ہے۔ زید کہتا ہے کہ اس جملے کا کہنے والا خارج از اسلام ہو گیا۔ اب اسے تجدید ایمان کرنا چاہئے۔ آیا یہ قول زید صحیح ہے۔ اگر صحیح نہیں تو کیا یہ شرابیوں اور جواریوں کی اہانت نہ ہوئی کیا یہ شریعت مطہرہ کے اندر رخنہ اندازی نہیں ہوئی۔ آیا اس جملے کے کہنے پر خارج از اسلام بتانے والا نہ ہوئے شریعت مطہرہ کیسا ہے بیان جواب سے سرفراز فرمائیں۔

الجواب واللہ الموفق للصواب۔ زید کا قول غلط ہے کیوں کہ شراب اور جوا اور زنا تینوں کی

حرمت قرآن مجید سے ثابت ہے جس کا منکر کافر ہے۔ لقولہ تعالیٰ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ الآیۃ لہٰذا حرمت میں یہ دونوں اشیاء مثل ماں سے زنا کرنے کے ہے بلکہ حدیث میں ہے کہ سود کے ستر درجے ہیں ان میں سب سے آسان یہ ہے کہ اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے رواہ ابن ماجہ فی سننہ۔ لہٰذا زید اپنے قول مذکور کی وجہ سے سخت گنہگار ہوا۔ اس کو توبہ کرنا چاہئے۔ حدیث میں ہے ایما رجل قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدھما۔ اخرجہ البخاری فی صحیحہ ملخصاً یعنی جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہے تو بے شک ایک ان دونوں میں سے کفر کے ساتھ لوٹتا ہے۔ واللہ اعلم۔

کتبہ السید محمد عیم الاحسان المجددی الکرنی عفی عنہ

الجواب بے شک سود کا ایک درہم لینا چھتیس زناؤں سے خطیر میں بڑھ کر ہے۔ بے شک سود لینا اپنے ماں کے ساتھ زنا کرنے سے بدتر ہے۔ حدیث میں ہے الربوا اثنان وسبعون حوبا ایسرھا ان ینکح الرجل امہ ایک حدیث میں ہے الربوا اثنان وسبعون بابا ادناھا مثل اتیان الرجل امہ۔ ایک حدیث میں ہے الربوا ثلاثۃ وسبعون بابا ایسرھا مثل ان ینکح الرجل امہ۔ اور ایک حدیث میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الدرھم یصیبہ الرجل من الربوا اعظم عند اللہ فی الخطیئۃ من ست وثلاثین زنیۃ یزنیھا الرجل اور فرماتے ہیں اھون الربوا کالذی ینکح امہ۔ وان اربی الربوا استطالۃ المرء فی عرض اخیہ۔ پہلی حدیث کے نیچے علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ تیسیر میں فرماتے ہیں فیہ وما قبلہ ان الربا من اعظم الکبائر قال بعضھم وھی علامۃ علی سوء الخاتمۃ۔ ان حدیثوں سے اس کا ثبوت ہے کہ ربا اعظم الکبائر ہے بعض علماء نے فرمایا کہ وہ سوء خاتمہ کی علامت ہے۔ اور شراب بھی زنا سے بدتر ہے۔ وہ ام الخبائث ہے وہ مزیل عقل وحواس ہے زنا مزیل عقل وحواس نہیں ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ جوئے کی حرمت زنا کی حرمت کی طرح ہے۔ یہ بھی حرام قطعی وہ بھی حرام قطعی۔ زید جھوٹا ہے۔ مسلمانوں کی ناحق تکفیر کرتا ہے اپنے دل سے فتویٰ گڑھتا ہے مستحق لعنت ملائکہ سمٰوات وارض ہے مبتلائے قہر وغضب الٰہی مستوجب عذاب نامتناہی ہے۔ اس پر توبہ لازم ہے توبہ کرے اور تجدید ایمان ونکاح اگر بی بی رکھتا ہو۔ واللہ الموفق وھو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۶ از بریلی محلہ بھوڑ مرسلہ منصور حسین صاحب۔ ۱۷ جمادی الاولیٰ یوم جمعہ ۱۳۵۵ھ

۱؎ مشکوٰۃ ص ۲۴۱، ۲؎ کنز العمال جلد ۴ ص ۲۵۸

ایک شخص کو نماز کی تاکید کی جاتی ہے حالاں کہ ان لوگوں نے اس شخص مذکور کو کبھی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اب جو اس کو کہا گیا کہ بھائی ہمارے یہاں سب لوگ نماز کو جاتے ہیں آپ بھی مہربانی کر کے اگر نماز کی طرف توجہ کریں تو بہت اچھی بات ہے۔ اس نے اس کے جواب میں کہا کہ ہزاروں نماز کے دعوے دیکھے۔ اور ایک مہینہ کے بعد تمہیں بھی سلام کرلیں گے۔ ہمارے چار پانچ بچے ہیں ہم اس کی پرورش کرتے ہیں یہ بھی عبادت ہے اور کہا کہ مجھے معاف کیجئے مجھ سے نماز کی پابندی نہیں ہو سکتی ہے۔ تو ان لوگوں نے یہ جواب دیا کہ اور لوگ دنیا میں ایسے نہیں۔ جو تم سے زیادہ اولاد زندہ رکھتے ہیں اور باوجود فاقہ کشی کے ہر وقت بجگانہ نماز ادا کرتے ہیں تو شخص مذکور نے جواب دیا کہ بہت سے لوگ توکل خدا پر مر گئے اور نماز میں کچھ نہیں ملا۔ پھر وہ لوگ خاموش ہو کر چلے آئے۔ اب شرعاً شخص مذکور کے حق میں کیا حکم ہے؟

الجواب اس بدنصیب پر توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم ہے۔ اگر وہ توبہ نہ کرے اور نماز کا پابند نہ ہو تو اس سے میل جول سلام کلام قطعاً موقوف کر دیا جائے اگر وہ معاذ اللہ بے توبہ کئے مر جائے تو مسلمانوں کی قبرستان میں دفن نہ کیا جائے۔ نماز دین کا ستون ہے جو نماز پڑھتا ہے دین کو قائم رکھتا ہے اور جو قصداً ترک کرتا ہے دین کو ڈھا دیتا ہے۔ مسلم و کافر کے درمیان فارق نماز ہے۔ یہ سب حدیث کا ارشاد ہے حدیث میں ہے اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ مَنْ اَقَامَهَا اَقَامَ الدِّیْنَ وَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ هَدَمَ الدِّیْنَ۔ دوسری حدیث میں ہے اَلْفَرْقُ بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوۃِ تیسری حدیث میں ہے مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ۔ محض ترک صلاۃ پر حدیثوں میں ایسا ارشاد ہوا۔ جو شخص نماز سے انکار کرتا ہے وہ بھی ایسا کہ بہت لوگ توکل خدا پر مر گئے اور نماز میں کچھ نہیں ملا۔ اس بدنصیب پر اشد غضب الٰہی ٹوٹتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اس بدنصیب کو نماز سے کچھ نہ ملنا نظر آیا مگر قرآن و حدیث سے پوچھو کہ نماز سے لااقل اتنا تو نقد وقت ہوتا ہے کہ نماز بے حیائیوں اور ناجائز باتوں سے روکتی اور دین کو استوار رکھتی مسلم و کافر میں فرق کرتی ہے۔ اس سے بڑھ کر اس بدنصیب کے نزدیک اور کیا ہے جسے کہتا ہے کہ نماز سے کچھ نہ ملا اندھے کو آفتاب نہ سوجھے تو کوئی کیا کرے۔ اس کا یہ کہنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی اندھا کہے مجھے آفتاب سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ وہ فائدہ اسی کو سمجھتا ہے کہ اسے نظر آئے۔ جو نظر نہ آئے وہ اس کے نزدیک فائدہ ہی نہیں۔ یا دنیا ملنے کے لئے نماز پڑھتا ہے اگر نماز پڑھنے سے دنیا ملتی نظر آتی۔ مگر اندھے کو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ برکت کوئی ایسی چیز نہیں جسے آنکھوں سے دیکھ سکے نماز پڑھنے سے ضرور برکات دنیا بھی ملتے

۲؎ مسلم، مشکوٰۃ ص۵۸

ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲ بریلی بڑا بازار مرسلہ فضل الرحمٰن صاحب۔ ۲۵ شعبان المعظم ۱۳۵۵ھ متصل مسجد پنجہ شاہ

زید کہتا ہے کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہئے اس کا مقصد کیا ہے کیا مسلمان اپنے آپس میں بر سبیل تذکرہ کسی کافر کو کافر نہ کہیں یا اس کے سامنے اس کو کافر نہ کہیں جیسا حکم ہو مطلع فرمایا جائے۔ دیگر عرض یہ ہے کہ وہ کون کون سے مشہور مذہب ہیں جن کے افراد کو کافر سمجھا جاتا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب زید غلط و باطل کہتا ہے اس پر تو یہ لازم ہے کافر کو کافر ہی سمجھا جائے گا۔ کافر ہی کہا جائے گا۔ مسلمانوں کو مسلمان ہی کہا جائے گا۔ ایک غلط بات جاہلوں کی زبان زد ہے۔ "کافر کو کافر اس لئے نہ کہا جائے کہ اس کے خاتمہ کا حال معلوم نہیں کیا معلوم کہ وہ آخر میں مسلمان ہو جائے" احمق یہ نہیں سمجھتے کہ کافر کو کافر اس وقت اس کے کفر کے سبب کہا جاتا ہے جب وہ مسلمان ہو جائے گا اسے اس وقت کافر نہ کہا جائے گا۔ یوں تو کسی مسلمان کو بھی مسلمان نہ کہیں گے کہ خاتمہ کا حال معلوم نہیں کیا معلوم معاذ اللہ کسی مسلمان کہلانے والے کا خاتمہ کفر پر ہو۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ یہ وہ لوگ بکا کرتے ہیں جو اپنا مذہب صلح کل رکھتے ہیں۔ گائے کا گوشت کھانے والے مسلمانوں کا سا نام رکھنے والے، بعضے کام مسلمانوں کے کرنے والے، ظاہر میں مسلمان بننے والے، پیچھے منافق کیسے ہی کفریات بکیں "انھیں مسلمان ہی سمجھو۔ مسلمان ہی کہو کافر کو بھی کافر نہ کہنا چاہئے یہ تو مسلمان کہلاتے ہیں" ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

یہ ان کی نئی شریعت ہے۔ شریعت پاک تو کافر کو کافر ہی کہنے کا حکم فرماتی ہے۔ وہ منافق جو حضور نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے حضور حاضر رہتے نمازیں روزے ہی نہیں رکھتے تھے حضور کے ساتھ جہاد بھی کرتے تھے۔ کافروں سے قتال کرتے تھے۔ اللہ عزوجل نے ان کا پردہ چاک فرما دیا۔ قرآن نے ان خبثاء کو کافر فرمایا۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی مسجد پاک سے ایک ایک کو نکال دیا۔ یہ فرما کر اخرج فانک منافق۔ ایک منافق نے آپس میں کہا تھا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خبر دیتے ہیں کہ فلاں کی گم گشتہ ناقہ فلاں وادی میں ہے انھیں غیب کی کیا خبر وما یدریہ بالغیب اللہ عزوجل نے اپنے حبیب ومحبوب علیہ الصلاۃ والسلام کو اس کی خبر دے دی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ولئن سألتھم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب اگر آپ ان سے دریافت فرمائیں گے تو کذب مکر جائیں گے جھوٹے بہانے بنائیں گے

[1] سورۂ توبہ آیت ۶۵

کہ ہم تو یوں ہی ہنسی دل لگی آپس میں کھیل کر رہے تھے۔ ان کی اس بکواس کا جواب بھی قرآن عظیم نے فرمادیا لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم۔ "تم فرماؤ جھوٹے بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے (دعوی) ایمان کے بعد" دین اسلام کے علاوہ جو ادیان ہیں سب کفر ہیں اور اسلام کے مدعیوں میں جو جو ضروریات دین سے کسی بات کے منکر ہیں وہ سب کافر ہیں جیسے قادیانی، دیوبندی، وہابی، رافضی، بابی، نجدی وغیرہم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۸ از شہر محلہ قلعہ مسئولہ امجد علی صاحب معرفت مختار احمد صاحب طالب علم مدرسہ منظر الاسلام۔ بریلی ۴ رجب ۱۳۵۶ھ

ایک شخص کی سید احمد زوقی جو اپنے آپ کو خلیفہ وارث حسین کو ٹراجہان آبادی کا کہتا ہے۔ اور وارث حسین اپنے آپ کو رشید احمد گنگوہی کا خلیفہ کہتا ہے اور زوقی اس وقت تک مہمان ہے اور زندہ پلاؤ قورما۔ طرح طرح کا کھانا کھانے کے بعد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مرید مسمی ابو القاسم جو بریلی شہر کہنہ محلہ کبد زیں رہتا ہے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا خلیفہ بتاتا ہے۔ اور اپنی خانقاہ کو مسجد سے بہتر بتاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ حضور پر نور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ کعبہ کمزور ہو گیا تجھ کو نماز معاف ہے۔ ہر سال قوالی مزامیر کے ساتھ عرس میں کراتا ہے اور خود سنتا اور لوگوں کو سناتا ہے۔ زوقی نے مع چند دوستوں کے ابو القاسم کے یہاں جاکر مزامیر کے ساتھ قوالی سنی اور زوقی کو ابو القاسم نے نہایت تعظیم و تکریم سے لیا۔ اور اپنی مسند زوقی کے لئے چھوڑ دی اور اس پر اس کو بٹھایا اور مجلس سماع گرم ہوئی۔ اور خوب گانا سنا۔ جو لوگ ایسے شخص کی تعظیم کریں اور اس کے مرید ہوئے یا ابو القاسم کے مرید ہوئے ایسے لوگوں سے بیعت ہونا چاہئے؟ یا ان کی تعظیم کرنا اور ان کو پیر بنانا مرید ہونا بموجب شریعت مطہرہ کے جائز ہے یا ناجائز؟ حلال ہے یا حرام؟ اور جن لوگوں نے ان کے ساتھ کھانا کھایا اور سماع سنا ان کے واسطے کیا حکم ہے؟ اور اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یا صاحبزادہ مولانا مولوی حامد رضا خاں صاحب نے یا مولوی مولانا مصطفےٰ رضا خاں صاحب نے ان کو یعنی ابو القاسم کو خلیفہ کیا ہے اور مرید کرنے کی اجازت دی ہے یا نہیں؟ برائے خدا جواب باصواب سے مع مہر اور دستخط کے مشرف فرمائیے اور سیدھے لوگوں نادانوں اور بھولی بھیڑوں کو گمراہی سے بچائیے۔ بینوا توجروا۔

لہ سورۂ توبہ آیت ۶۶

الجواب گنگوہی کی نسبت علمائے کرام حرمین طیبین کا فتویٰ مدت سے شائع ہے۔ بے شک گنگوہی اپنے ان کفریات قطعیہ کے سبب ایسا ہے کہ جو اس کے ان خبیث اشنع کفروں یا ان میں سے کسی ایک ہی پر مطلع ہو کر اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں ادنیٰ شک کرے وہ بھی کافر۔ نہ کہ اسے پیرو پیشوا امام و مقتدا ماننے والا۔ اگر وہ شخص ادعا کرے کہ وہ محض بے خبر ہے اسے آج تک اس کے ایسے اشنع حال کا اطلاع نہ ہوتی۔ نادانستہ وہ اس کے سلسلہ میں منسلک ہو گیا۔ تو آج گنگوہی کے کفریات اس پر پیش کئے جائیں اگر انھیں دیکھ کر وہ بے تامل اسے کافر مان لے اور اس سے بیزاری کا اظہار کر دے اور اس بیعت کو اب بیعت نہ مانے جب تو یہ سمجھا جائے کہ واقعی یہ شخص بے خبر تھا۔ اور اگر اب مطلع ہو کر بھی اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے تو وہ اسی کی رسی میں گرفتار ہے۔

ابو القاسم نہ ابن القاسم نہ قاسم اس نام کا کوئی شخص اعلیٰحضرت کا خلیفہ نہیں۔ اس سے اس کی کیا شکایت کہ وہ اپنی خانقاہ کو مسجد سے بہتر بتاتا ہے جب وہ اپنے لئے نماز ہی کو معاف جانتا ہے۔ ما علی مثلہ یعد الخطاء جب کہ اس کی عقل کا دیا اس کی کھوپڑی میں ٹھنا رہا ہے المعتمد المستند میں اعلیٰحضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں: المصرفة للملة المكلفة القائلة بالاتحاد والحلول وسقوط التكاليف عن العارفين مع بقاء العقول بعضهم اجهر اذا وصلوا حتى ان لا يصرفوا شيئا وبعضهم اخفى فجعل الله لهم الحرام وسط عظم الفرائض وترى بعضهم يتقشف بالشريعة الغراء جهارا ويقول الشرع طريق فمن وصل فالله والطريق ويقول صلوٰة الزاهدين الركوع والسجود وانما صلاتنا ترك الوجود يمسك به على تهاونه بالصلوٰة وتركه الجمع والجماعات (الی قولہ) بالجملة هؤلاء كفار ومرتدون وخارجون عن الاسلام باجماع المسلمين وقد قال في البزازية والدرر والغرر والفتاوى الخيرية وجمع الانهر والدر المختار وغيرها من معتمدات الاسفار في مثل هؤلاء المكفار "من شك في كفره وعذابه فقد كفر"۔

ردالمحتار میں علامہ شامی قدس سرہٗ السامی رسالہ ابن کمال و امام غزالی کی کتاب التفرقہ بین الاسلام والزندقہ سے نقل فرماتے ہیں: ومن جنس ذلك ما يدعيه بعض من يدعي التصوف انه بلغ حالة بينه وبين الله تعالى اسقطت عنه الصلوٰة (الی قولہ) فهذا مما لا اشك في وجوب قتله اذ ضرره في الدين اعظم وينفتح به باب من الاباحة لا يسد وضرر هذا فوق ضرر من يقول بالاباحة مطلقا فانه يمتنع عن الاصغاء اليه لظهور كفره اما هذا فيزعم انه لم يرتكب الا تخصيص عموم

لہ ۲۴۵ مطبوعہ استانبول محہ ردالمحتار جلد سوم ص ۳۲۵ مطبوعہ کوئٹہ

التکلیف بمن لیس لہ مثل درجتہ فی الدین ویتداعی ھذا الی ان یدعی کل فاسق مثل حالہ اھ ملخصاً۔

فتاوی برازیہ میں ہے لا اصلی اذ لا تجب علی اولیاء ومربیا یکفر۔ اسی میں ہے دلت المسألۃ ان تھاون الصلوٰۃ والترک مستحقا کفر۔ شفا شریف اور اس کی شرح ملا علی قاری میں ہے کل مقالۃ صرحت بنفی الربوبیۃ او الوحدانیۃ او عبادۃ احد غیر اللہ او مع اللہ فھی کفر کمقالۃ الدھریۃ (الی قولہ) وکذلک من ادعی مجالسۃ اللہ والعروج الیہ ومکالمتہ او حلولہ فی بعض الاشخاص کقول بعض المتصوفۃ ای المشتھرۃ بالصوفیۃ من الحلولیۃ والوجودیۃ والاتحادیۃ زعموا ان السالک اذا امعن فی سلوکہ ربما فنی فی اللہ وصولہ واستغرق فی بحر حضورہ فیحل فیہ سبحانہ وتعالی کحلول الماء فی الخمر فیرتفع الامر والنھی الخ۔ شامی میں ہے اجمع المسلمون علی کفر بعض غلاۃ المتصوفۃ الزاعمین انھم وصلوا الی اللہ فرفع عنھم التکلیف قال الدبلی وقد ادرکت بعضا منھم یقول اسقط اللہ عنی التکلیف فاستباح فطر رمضان والخلوۃ بالاجنبیات من النساء ونحو ذلک۔

اس کا یہ قول کفر صریح ہے۔ اور حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عمداً افترا قبیح یہ یوں بھی کفر ہے۔ اور فرضیت نماز کا انکار ہے یوں بھی۔ اس قائل کے کافر و مستحق عذاب نار ہونے میں کیا شک ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ ایسے سے قوالی مع مزامیر کرانے سننے سنانے یا کسی حرام کے ارتکاب کی کیا شکایت۔ بدمذہب کی تعظیم بھی حرام ہے۔ جو لوگ ایسوں سے بیعت ہوتے ہیں وہ شیطان کے سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں۔ جب تک ایسے لوگ توبہ نہ کریں مسلمان ان سے میل جول موقوف رکھیں۔ واللہ الہادی وہو الموفق وہو تعالیٰ اعلم۔ اس فقیر نے ہرگز ابوالقاسم کو نہ ابن القاسم نہ قاسم اس نام کے کسی شخص کو آج تک خلافت نہیں دی اور اگر کسی نے بحالت اسلام ایسے کو خلیفہ کیا بھی ہو تو وہ بیعت ہی نہ رہی خلافت کیسی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۹ از بریلی محلہ صالح نگر مسئولہ کفایت حسین صاحب رضوی یکم شعبان ۱۳۵۶ھ

زید دریافت کرتا ہے کہ چند نام جیسے عبدالقادر و عبدالقدیر عبدالرزاق ان میں عبد لفظ عبدال چھوڑ کر نام لینا کیسا ہے عمرو کہتا ہے کہ انسان کو صرف ایسے نام بغیر عبدال ملائے پکارنا کفر ہے لہٰذا حق کیا ہے؟

الجواب ایسے ناموں سے لفظ عبد کا حذف بہت برا ہے۔ اور کبھی ناجائز و گناہ ہوتا ہے اور کبھی

ط بزازیہ ہامش ہندیہ جلد ۳ صفحہ ۳۰۴ مطبوعہ بیروت

سرحد کفر تک بھی پہونچتا ہے قادر کا اطلاق تو غیر پر جائز ہے۔ اس صورت میں عبدالقادر کو قادر کہہ کے پکارنا برا ہے۔ مگر قدیر کا اطلاق غیر خدا پر ناجائز۔ کما فی البیضاوی اور اگر کسی کا نام عبدالقدوس عبدالرحمن عبدالقیوم ہے تو اسے قدوس رحمن قیوم کہنا ایسا ہی ہے جیسے اسے جس کا نام عبداللہ ہو اللہ کہنا بہت سخت بات ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ جس کا نام عبدالقادر ہو اسے بھی عبدالقادر ہی کہا جائے جس کا عبدالقدیر اسے عبدالقدیر ہی کہنا ضروری ہے۔ عبدالرزاق کو عبدالرزاق عبدالمقتدر کو عبدالمقتدر۔ غیر پر اطلاق قدیر و مقتدر میں علماء کا اختلاف ہے کما فی غایۃ القاضی حاشیہ شرح البیضاوی۔ عبدالقدوس کو عبدالقدوس عبدالرحمن کو عبدالرحمن عبدالقیوم کو عبدالقیوم عبداللہ کو عبداللہ ہی کہنا فرض۔ یہاں عبد کا حذف اشد درجہ حرام و کفر ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ فتاوی ظہیریہ پھر شرح فقہ اکبر میں فرمایا من قال لمخلوق یا قدوس او القیوم او الرحمن کفر۔ اھ مختصراً بلکہ یہاں تک ظہیریہ میں فرمایا گیا کہ اولو قال اسماء من اسماء الخالق کفر۔ فتاوی ظہیریہ کی اس عبارت کی بنا پر بظاہر عبدالقادر کو قادر کہنا بھی کفر ٹھہرے گا مگر اس صورت میں کہ اس کی مراد معنی لغوی ہوں اور وہ کہاں ہوتے ہیں۔ شرح فقہ اکبر میں وھو یفید انہ من قال لمخلوق یا عزیز ونحوہ یکفر ایضا الا ان اراد بہما المعنی اللغوی لا الخصوص الاسمی۔

مگر بات یہی ہے کہ بعض اسماء الٰہیہ جو اللہ عزوجل کے لئے خصوص ہیں جیسے اللہ قدوس رحمن قیوم وغیرہ انھیں کا اطلاق غیر پر کفر ہے ان اسماء کا نہیں جو اس کے ساتھ خصوص نہیں جیسے عزیز رحیم کریم علیم حی وغیرہ۔ بعض وہ ہیں جن کا اطلاق مختلف فیہ ہے۔ جیسے قدیر مقتدر وغیرہ۔ اسی لئے اعلیٰحضرت قدس سرہ نے شرح فقہ اکبر کی اس عبارت پر اپنے حاشیہ میں فرمایا اقول لیس من ھذہ الافادۃ فی شیئ وانما اراد باسماء الخالق الاسماء المختصۃ بہ۔ اعلیٰحضرت قدس سرہ کے ارشاد کی تائید مجمع الانہر کی یہ عبارت فرماتی ہے۔ اطلق علی المخلوق من الاسماء المختصۃ بالخالق نحو القدوس والقیوم والرحمن وغیرھا یکفر خیر حدیقہ ندیہ میں ہے واعلم ان التسمی بھذا الاسم حرام وکذا التسمی باسماء اللہ تعالیٰ المختصۃ بہ کالرحمن والقدوس والمھیمن وخالق الخلق ونحوھا۔ وکذا فی الشرح النووی علی صحیح مسلم عمر وجہ علی الاطلاق حکم کفر کرتا ہے وہ صحیح نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۱ از کوہ مری ضلع راولپنڈی پنجاب بازار کلاں متصل ہوٹل مجیب خاں۔ مرسلہ جناب عبدالرحمن صاحب۔ رجب ۱۳۵۱ھ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل میں (۱) خاکسار تحریک جو کہ تقریباً ہر شہر و قصبہ اور گاؤں میں ہے اور تقریباً ڈھائی لاکھ مسلمان اس میں شریک ہیں عقیدے سے کوئی بحث نہیں جو سب مسلمانوں کے عقیدے خواہ کیسے ہی ہیں اس میں شامل ہوتے ہیں اس کے بانی یعنی عنایت خاں المشرقی نے جو کتاب "تذکرہ" لکھی ہے اس کی وجہ سے سب کو کافر کہنے والا حق بجانب ہے یا نہیں۔ اعتقاد صحیح کے بیان اور عمل کرنے کے باوجود پھر بھی زبردستی مرتد اور کافر کہنا کہاں تک درست ہے۔ والسلام مع الاکرام

(۲) جس شخص کا یہ بیان ہے کہ میرا عقیدہ صحیح مطابق شریعت غرا کے ہے پنج ارکان اسلام دیگر اصول کو مانتا ہوں اور فی المقدور عمل بھی کرتا ہوں کسی رنج کی بنا پر اس کو کفر کا فتویٰ دینا کیسا ہے؟

(۳) کیا شریعت اس کی اجازت دیتی ہے کہ ملزم کی غیر حاضری اور اس کے بیانات لئے بغیر اس کے خبط کے بغیر اس کو مرتد قرار دیا جائے مرتد کہنے والا کون اور کس گناہ کا مرتکب ہے؟

الجواب (۱) خاکسار تحریک کیا ہے میں نہیں جانتا۔ تذکرہ میں اگر کوئی بات کفر کی ہے تو وہ کفر ہے پھر کفر لزومی ہے یا التزامی۔ اگر کفر التزامی ہے تو جو اس پر مطلع ہو کر کتاب جس کی ہے اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے گا کافر ہو جائے گا جیسے قادیانی کہ نبوت کا مدعی تھا اور توہین و تنقیص انبیاء کا مرتکب۔ اس کے مریدین سب کافر مرتدین ہیں کہ اسے بعض نبی جانتے ہیں اور بعض مجدد مانتے ہیں۔ باوجودے کہ اس کی اس گندگی پر مطلع ہیں۔ خاکسار تحریک میں جو لوگ شامل ہوں اگر سب اس تذکرہ کے اس کفر پر مطلع ہیں جو التزامی ہے اور پھر اس تذکرہ والے کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک بھی کرتے ہوں تو خود اس کی طرح کافر ٹھہریں گے۔ اور اگر سب مطلع نہیں تو جو مطلع ہو کر اسے اپنا مقتدا جانے گا بلکہ اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں تردد ہی کرے گا کافر ہو جائے گا۔

خاکسار تحریک میں ہر قسم کے لوگ اگر شامل ہیں تو لاقل گنہگار تو ہیں کہ بدمذہبوں سے میل جول ناجائز ہے ان کے پاس اٹھنا بیٹھنا ناروا ان سے سلام و کلام ممنوع۔ قال تعالیٰ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ اگر کوئی ایسی بات نہیں ہے جو مسلمان اس میں شریک ہیں وہ کسی کفر کے مرتکب ہیں نہ کسی کو اس کے کفر التزامی کے باوجود جو محل تاویل ہی نہیں یا اس کے ایسے کفر پر جو معلوم ہو کر اس نے کفر ہی کے لئے یہ قول کیا اسے مسلمان سمجھتے ہیں تو ایسے لوگوں کو کافر کہنے والا جو بطور سب و شتم نہ کہتا ہو بلکہ ان کے کفر کا معتقد ہو ان کی تکفیر کو حکم شرع جانتا ہو خود بحکم حدیث

کافر ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) اگر اس میں کوئی ایسی بات نہیں جس پر اس کی تکفیر کی جائے تو جو شخص بے وجہ اس کی تکفیر کرتا ہے وہ تکفیر بحکم حدیث خود اس کی ناحق تکفیر کرنے والے پر لوٹتی ہے اور اگر بطور سب وشتم کہتا ہے جب بھی سخت گنہگار مستحق نار حق اللہ اور حق العبد میں گرفتار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) اگر اس شخص کا کفر وارتداد بروجہ مقبول شرعی ثابت ہوگیا ہو اس کا کلام ناقابل تاویل ہو تو اسے کافر مرتد بے اس کا بیان لئے کہا جائے گا۔ اور اگر قول پہلو دار ہو تو اس سے پوچھا جائے گا یہ کہنا بشرط صدور قول یا فعل ہوگا کہ وہ قول یا فعل اس سے صادر ہوا ہے تو حکم یہ ہے۔ باقی حکم قاضی تو قضاعلی الغائب جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۱ از دہلی سرائے توپ خانہ مرسلہ مولوی محمود حسن صاحب ۲۷ شوال ۱۳۵۶ھ

میاں بیوی کی ناچاقی بہت تھی لیکن قصور اس میں خاوند کا تھا وہ قصور یہ تھا کہ ایک بچے کو اس کی ماں سے جو شیر خوار تھا لے گیا اور اس کا پتہ نہیں دیا ان لوگوں نے رپٹ درج کرادی تب بھی وہ لڑکے کو نہیں لایا اس معاملہ کے اندر اس قدر اتفاق ہوئی کہ لڑکی نے دعوی دائر کردیا اور اس کے بعد جب وہ کچہری میں حاضر نہ ہوا تو لڑکی نے کچہری میں اپنے آریہ ہونے کی درخواست دی۔ درخواست کچہری سے منظور ہوئی اور حکم صادر ہوا کہ تم کو اپنے فعل کا اختیار ہے اب اسی مضمون پر اگر اس شخص نے اس کو طلاق دے دی آریہ وہ نہ ہوئی بلکہ مسلمان ہی رہی اور اب تک ہے۔ اب اس صورت میں طلاق اس کو جائز ہوئی یا نہیں ہوئی شریعت مطہرہ کے مطابق کیا حکم ہے؟

الجواب عورت اپنی اس درخواست کی بنا پر اسلام سے خارج ہوگئی اس پر توبہ وتجدید ایمان فرض ہے۔ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں فرمایا من اضمر الکفر او شک فھو کافر ومن تکفر بلسانہ طائعا وقلبہ مطمئن بالایمان فھو کافر ولا ینفعہ ما فی قلبہ لان الکافر یعرف بما ینطق بہ بالکفر فاذا نطق بالکفر کان کافرا عندنا وعند اللہ تعالیٰ اسی میں ہے اذا عزم بالکفر بعد حین یکفر فی الحال لزوال التصدیق المنور عالمگیریہ وغیرہا میں ہے القادر احدی اللسانین جب تک وہ تجدید ایمان نہ کرے اس کا نکاح کسی سے نہیں ہوسکتا لانہ مرتد ولا یجوز نکاح المرتد والمرتدۃ مع احد۔ کذا صرح بہ فی العالمگیریۃ وغیرھا۔

عہ فتاوی عالمگیری مع خانیہ جلد اول صفحہ ۲۸۲ مطبوعہ بیروت

اس بارے میں کہ عورت کے کفر سے نکاح پر کیا اثر ہوتا ہے، تین روایتیں ہیں۔ ایک ظاہر الروایۃ کہ فسخ عاجل ہوتا ہے۔ مگر وہ توبہ و تجدید ایمان و شوہر ہی سے تجدید نکاح باقل مہر پر مجبور کی جائے گی راضی ہو یا ناراض۔ دوسری روایت نوادر، اس میں بھی فسخ عاجل ہے۔ اور یہ کہ عورت باندی ٹھہرے گی تیسری روایت یہ ہے کہ عورت کی ردت سے نکاح پر کوئی اثر نہیں ہوتا وہ بدستور اس کی بی بی رہتی ہے۔ تجدید ایمان کرائی جائے گی۔ قال تعالیٰ ولا تمسکوا بعصم الکوافر۔ نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں ہے حتماً لباب الفتنہ فسخ نکاح و بینونت کا حکم نہ ہوگا۔

آج اسی روایت پر فتویٰ ہمارے نزدیک واجب اس مسئلہ کی تفصیل و تحقیق بازغ اور تینوں روایتوں میں صورت تطبیق ہمارے فتاویٰ میں ہے۔ پہلی دوسری روایت جن میں حکم فسخ نکاح ہے ان پر بھی اگر فتویٰ ہو تو بھی اس طلاق کے وقوع کا حکم اس صورت میں ہے جب کہ عورت عدت کے اندر ہو۔ مجمع الانہر میں ہے۔ ان النکاح لما افسخ بالردۃ کانت المرأۃ معتدۃ فان طلقها بقع اور جب کہ تیسری روایت ماخوذ ہوئی تو ظاہر ہے کہ طلاق ہو گئی اگرچہ کتنے ہی زمانہ کے بعد ردی ہو کہ جب فسخ ہی نہ ہوا تو عدت کیسی؟ برجندی میں ہے قال الفقیہ ابو القاسم الصفار والفقیہ ابو جعفر وبعض ائمۃ سمرقند ان ردۃ المرأۃ لا یوجب البینونۃ[1] خانیہ میں فرمایا منکوحۃ ارتدت والعیاذ باللہ تعالیٰ حتی عن ابی نصر وابی القاسم الصفار انهما قالا لا یقع الفرقۃ بینهما حتی لا تصل الی مقصودها الخ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲ از رام پور محلہ گھیر میاں ضیاء النبی صاحب مسئولہ سید محمد عبد اللہ شاہ صاحب بتاریخ ۲ محرم الحرام ۱۳۵۷ھ

سرزمین ہند میں ایک گروہ ایسا پیدا ہو گیا ہے کہ جو یہ کہتا ہے ہندوستانیوں کو اب مذہب سے آزاد ہو جانا چاہئے خواہ کوئی سا مذہب رکھتے ہوں۔ ان کا خیال ہے کہ مذہب ہی بنی نوع انسان میں بھگڑوں اور تباہی کا باعث ہے۔ حالاں کہ اس گروہ میں جس قدر ہندو ہیں وہ اپنی قدیمی مذہب کے بقاء اور قیام اور ترقی کی بیش از بیش کوشش کر رہے ہیں اور ان کو اپنے قرون سابقہ کی معراج تک پہونچانا چاہتے ہیں۔ اس گروہ کا یہ بھی خیال ہے کہ زمینداری کو رفتہ رفتہ یا یک قلم منسوخ کر دیا جائے اور جائدادوں پر کاشت کاروں یا گورنمنٹ کا خاصہ نہ قبضہ کرا دیا جائے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ سرمایہ داروں کا روپیہ ضبط کر لیا جائے اگر ان کا روپیہ کسی مقروض پر آتا ہے تو قرض کو اصل اور سود سے منسوخ کر دیا جائے اس گروہ کا یہ بھی خیال ہے کہ جہیز

---

[1] ہدایہ روایت ص ۲۳۷، [2] خانیہ بر حاشیہ ہندیہ جلد اول ص ۳۴۶ مطبوعہ بیروت

نظام تمدن کو چاہے وہ کسی قوم و فرقہ کا ہو اس طور پر جبراً و کلیۃً درہم برہم کیا جائے کہ انقلاب پیدا ہو کر موجودہ نظام حکومت فنا ہو جائے۔

حالاں کہ اس گروہ کے دوش بدوش اور اس سے اشتراک عمل کرتا ہوا ہندو کا وہ گروہ بھی شامل ہے جو اس انقلاب سے فائدہ اٹھا کر قدیم تمدن ہنود کو مع اپنے تمام بت پرستانہ و اوہام پرستانہ ذہنیت کو قائم کر دینا چاہتا ہے یہاں تک کہ گوشت خور قوم کو اپنے شعار قومی سے ترغیباً یا جبراً باز رکھنا چاہتا ہے اور گائے کو دیویت کے تخت پر دوبارہ بٹھانا چاہتا ہے ان تحریکات کے کچھ ممد و معاون وہ لوگ ہو گئے ہیں جو اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے چلے آ رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس سے مسلمان کے مذہب اور تمدن یا معاشرت کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ یہ گروہ مسلمانوں کو اپنے ساتھ اشتراک عمل کی پیہم دعوت دے رہا ہے مگر مسلمین کا سواد اعظم ان تحریکات کے سخت خلاف ہے اور اپنے آپ کو ان کے مقابلہ کے واسطے منظم کر رہا ہے مگر اول الذکر قلیل گروہ مسلمین کا اس سواد اعظم کو ملک اور انسانیت اور ترقی کا دشمن بنا رہا ہے۔

شرعی ارشادات ان مسائل پر کیا ہیں اور مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب دہریوں اور اباحیوں کا وجود آج نہیں عرصہ دراز سے ہے۔ یہ لوگ ابلیس کے ایجنٹ شیطان کے وکیل، شیطنیت کے پروپیگنڈہ کرنے والے ہیں۔ انھیں اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی علاقہ نہیں۔ جیسے ان کے پیر و استاد ابلیس لعین کو۔ ان بدعقلوں نے خطوات شیاطین کا اتباع کیا۔ ابلیس کے نقش قدم پر چلے تو دین و دیانت ہی کو پیٹھ نہ دی بلکہ عقل کو بھی۔ حیا و شرم و غیرت کو بھی۔ واقعات، محسوسات، مشاہدات جن سے روز روشن کی طرح روشن کہ دین و مذہب کے اتباع ہی سے دینی دنیوی ہر قسم کی ترقیاں ہوتی ہیں۔ اور جس قوم نے دین حق کی پیروی سے روگردانی کی ہے وہ ہی قعر ذلت میں گری اور حضیض تنزل میں پڑی ہے ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم + چشمۂ آفتاب راچہ گناہ۔

یہ نمائشی آنکھیں رکھنے والے حقیقۃً حقیقی بینائی سے محروم، دل کے اندھے، اس پاگل اندھے کی طرح ہیں جو خاص دوپہر کو جب کہ آفتاب بروجہ کمال روشن و آشکارا ہوا آفتاب کے وجود کا انکار کرے نابینائی کے سبب اسے دیکھ نہ سکے۔ اور پاگل پن کی وجہ سے کسی اور طرح بھی اس کے وجود کو محسوس نہ کر سکے جیسے اس پاگل اندھے کے احساسات باطل ہو گئے۔ جو آفتاب کے وجود سے انکار کرے

یوں ہی ان نابیناؤں کے احساسات باطل ہیں جو ایسا سمجھتے ہیں۔ آج مسلمان کروڑوں ہیں اور آج سے تیرہ سو برس پہلے کتنے تھے؟ ان نابیناؤں کی آنکھیں چیر کر ان کے کان کھول کر تاریخ ہی کے اوراق دکھاؤ سناؤ۔ جب تک مسلمان دین حق کی بروجہ کمال پیروی تعمیل احکام کرتے رہے روز افزوں دن دونی رات چوگنی ترقیات کرتے رہے۔ دین حق کی پیروی سے اس معراج ترقی پر پہونچے جہاں تک کوئی قوم نہ پہونچی۔ مسلمانوں کے خون کے پیاسے مسلمان کی جان و مال عزت و آبرو سب کے دشمن بھی اس کا اعتراف کرتے آئے۔ اور آج تک برابر مان رہے ہیں والفضل ماشهدت به الاعداء۔

جب سے مسلمانوں میں سستی آئی احکام دین حق پر عمل میں تکاسل پیدا ہوا جب ہی سے ان کی ترقیاں بند ہوئیں نہ صرف یہ بلکہ روز بروز انحطاط و تنزل ہو رہا ہے جتنی جتنی مذہب سے دوری ہوتی جا رہی ہے۔ خدا مسلمانوں کی آنکھیں کھولے وہ قوم جو جاہلیت میں جہالت کا پیکر تھی وحشت کا مجسمہ ان کی آن میں ایسی مہذب ہوئی کہ ہادی و مہذب بن گئی۔ ساری دنیا میں جس کی تہذیب کا ڈنکا بج گیا۔ بحر و بر میں جس کی اہلیت کا سکہ بیٹھ گیا۔ وہ قوم جو کنگال تھی لوٹ مار اور طرح طرح کے ظلم و جفا کی خوگر، جو ڈاکو تھی اور سلطنت کی دشمن۔ انھیں دہریوں اور اباحیوں کی طرح سلطنت سے دیکھتے دیکھتے دنیا بھر کی بادشاہت ان کے قدموں پر نثار ہوئی اور اس کے پاؤں چومنے لگی۔ اس قوم کی خلافت سلطنت سے بہت اعلیٰ چیز ٹھہری جس سے وہ قوم نہ صرف بادشاہ بلکہ شہنشاہ تاج بخش بادشاہوں کی ہوئی۔

اس موضوع پر کچھ زیادہ لکھنے کی حاجت بھی نہیں اور فقیر کو فرصت بھی نہیں۔ جو لوگ مسلمان نام رکھ کر اس دہریت اور اس اباحیت کے حامی ہیں وہ محض نام کے مسلمان ہیں درحقیقت دہریا باحیہ ہیں اگر وہ لوگ توبہ نہ کریں مسلمان محض ان کے اسلامی ناموں کی بنا پر مسلمان نہ سمجھیں محض نام لینے کے گوشت کھانا مسلمان نہیں بناتا۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس ملعون تحریک سے مذہب کا کچھ نقصان نہیں وہ اس پاگل کی طرح ہیں جو قلعہ کی در و دیوار ڈھاتا جاتا ہے اور بکتا جاتا ہے کہ اس سے قلعہ کو کوئی نقصان نہیں۔ حدود الہیہ کو توڑ دو دائرۂ دین کو مٹاؤ اور بکے جاؤ کہ اس سے دین و مذہب کو خطرہ نہیں۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ان ہی دہریوں اباحیوں کی جماعت کا نام آج کل بولشویک ہے جو اس بولشویک تحریک کا حامی ہے اس سے اسلام سے کوئی علاقہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از پور نیہ علاقہ بانسی مرسلہ مولوی محمد غیاث الدین صاحب موجبی مدرس مدرسہ قمر گنج۔

کیا فرماتے ہیں علمائے ملت مسائل ذیل کی نسبت؟

(۱) ہنود کا وہ مشرکانہ میلہ جو بتوں کی پرستش کے لئے ہوا کرتا ہے جیسے دسہرہ، جنم اشٹمی، درگا پوجا، کالی پوجا وغیرہم جس میں مراسم کفریہ و شرکیہ کے علاوہ ہر قسم کے ناچ تماشے اور دیگر لہو ولعب ہوتے ہیں اور رنڈیاں بھی منگائی جاتی ہیں ان میلوں میں اکثر ضرورت وغیر ضرورت کی اشیاء ملتی ہیں اور ان میلوں کی نسبت زیادہ تر مسلمانوں ہی سے ہوتی ہے چوں کہ یہی زیادہ تر خریدار و تماشہ میں ہوتے ہیں ان میں بیشتر دوکانیں ہنود ہی کی ہوتی ہیں۔ ایسے میلوں میں مسلمانوں کا بحیثیت تماشائی یا بغرض خرید و فروخت شریک ہونا کیسا ہے؟

(۲) بعض جاہلوں کا یہ طریقہ کہ ایام دسہرہ میں نئی دلہن کے لئے اس کے مناسب حال چیزیں مٹھائیاں خرید کر سسرال بھیجنا نیز سسرال والوں کا یہ فعل کہ اشٹمی دسہرہ منانے کی غرض سے نوشہ کو نذرانہ دینا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

(۳) دسہرہ وغیرہ کا میلہ بلا ضرورت بطور رسم جانا اور میلہ سے بطور تحفہ چیزیں خرید کر لانا و نیز مٹھائیاں وغیرہ خرید کر بطور ہدیہ احباب کے یہاں بھیجنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا

الجواب ایسے میلوں میں بحیثیت تماشائی جانا حرام حرام حرام اشد حرام بہت اخبث نہایت ہی اشنع کام بحکم فقہائے کرام معاذ اللہ کفر انجام ہے۔ حدیث کا ارشاد ہے من کثر سواد قوم فھو منھم۔ خزانۃ الروایات میں ہے فی الفصول قال الشیخ ابوبکر الطرخانی من خرج الی السدۃ فقد کفر لان فیہ اعلان الکفر وعلی قیاس مسئلۃ السدۃ الخروج الی نیروز المجوس والموافقۃ معھم فی مایفعلون فی ذلک الیوم۔ اسی میں ہے کذلک الخروج فی لیلۃ التی یلعب فیھا کفرۃ الھند بالنیران والموافقۃ معھم فی مایفعلون تلک اللیلۃ فیلزمان یکون کفرا وکذا الخروج الی لعب کفرۃ الھند فی الیوم الذی یدعوہ الکفرۃ والموافقۃ معھم من تزین البقور والافراس والذھاب الی دور الاصنام یلزمان یکون کفرا۔

ان لوگوں پر توبہ تجدید ایمان تجدید نکاح لازم۔ جو لوگ تجارت کے لئے جاتے ہیں انھیں مجمع کفار سے علیحدہ قیام چاہئے۔ اول تو جانا ہی نہ چاہئے اور جائیں تو وہاں سے دور رہیں اس قدر دور کہ ان سے ان کے مجمع میں اضافہ ہو کر اس کی شوکت نہ ہو۔ ان کی دوکانوں سے اس کی زینت نہ ہو۔ ان کے آگے اعلان کفر نہ ہو۔ مجمع کفار محل لعنت ہے خصوصاً ایسا مجمع جو اظہار و اعلان کفر کا ہو۔ محل لعنت سے یوں بھی تو بچنا ضرور ہے اگرچہ اس وقت اظہار کفر نہ ہو۔ تجارت کے لئے اگر جاتے ہیں مجمع کفار سے بالکل علیحدہ جہاں سے ان کی کفری

باتیں دیکھ سن نہ سکیں راہ میں رہیں مقصد تجارت یوں بھی حاصل ہوگا اگر وہ لوگ خریدنا چاہیں گے راہ میں خریدیں گے نہ خریدنا چاہیں گے وہاں بھی نہ خریدیں گے۔ آج کل تو یہ نری ہوس خام ہے۔ کفار تو مسلمانوں کا بائیکاٹ کر چکے ہیں ان سے وہ ضرورت پر تو خریدنا روا نہیں رکھتے۔ میلہ میں بے ضرورت اور گراں ان سے خریدیں گے؟ میلوں میں ہمیشہ چیز گراں بکتی ہے۔ وہ مسلمانوں کو میلوں میں آنے کے روادار نہ ہوتے۔ وہ ممانعت نہیں کرتے کہ مسلمان میلوں میں آئیں اور انھیں موقع ڈھونڈھ کر خوب لوٹیں برسوں سے متعدد مواقع پر ایسا ہو رہا ہے مگر مسلمانوں کی آنکھیں نہیں کھلتیں۔ لٹتے ہیں مارے جاتے ہیں اور پھر پہونچتے ہیں۔ نہ دین کا لحاظ نہ دنیا۔ خدا ان کی آنکھیں کھولے۔ واللہ تعالیٰ ھو الموفق وھو الھادی۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

(۲) (۳) دہرہ منانے والے سوال میں مذکور ہے ایسا کرنے والے از سر نو کلمہ اسلام پڑھیں ان پر تجدید ایمان تجدید نکاح لازم ہے یہ لوگ اگر باز نہ آئیں، تجدید ایمان تجدید نکاح نہ کریں تو ان سے تا توبہ مقاطع کیا جائے سلام کلام میل جول نشست برخاست یک لخت موقوف کیا جائے فتاوٰی صغیری میں ہے من اشتری یوم النیروز شیئا ولم یکن یشتریہ قبل ذلک ان اراد بہ تعظیم النیروز کفر۔ شرح فقہ اکبر میں ہے من اھدی یوم النیروز والا دبہ تعظیما لنیروز کفر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۴ از پیلی بھیت محلہ ڈومن گنج۔ دوکان حاجی نبی بخش صاحب حاجی صوفی صفی اللہ صاحب سوداگران تمباکو۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شب میں مسمی چھدا کے مکان پر برادری کے لوگ جمع ہو کے باہم گفتگو ہو رہی تھی اتنے میں مسمی تھوڑا محمد عوض نے ملا کفایت اللہ صاحب کو فحش الفاظ کہے۔ چوں کہ ہماری برادری میں ملا کفایت اللہ صاحب مذکور معزز ہیں سب ان کا ادب کرتے ہیں بدیں وجہ تھوڑا محمد عوض مذکور کو برادری پنچایت سے خارج کر دیا دوسرے روز صبح کو چھدا مذکور کے مکان پر چھدا مذکور کی لڑکی کی شادی تھی کل برادران کا شادی بلاوا تھا چھدا مذکور کے مکان پر سب برادری کے لوگ جمع ہوئے۔ وہاں پر تھوڑا مذکور جو برادری سے خارج کر دیا گیا تھا وہ بھی موجود تھا۔ لہٰذا چھدا مذکور سے برادروں نے کہا کہ تھوڑا مذکور یہاں کیوں موجود ہیں؟ کیوں کہ یہ برادری سے خارج ہے اس کے ہمراہ ہم لوگ کھانا نہیں کھائیں گے۔ اس پر مسمی اتواری نے کہا کہ خدا کے واسطے آپ سب صاحبان میرے مکان پر

کھانا کھا لیجئے۔ چوں کہ مسمی اتواری چھدامذکور کا چچا ہے اتواری کے کہنے پر مسمی ولی اللہ نے اتواری سے کہا کہ ایسی فروعات اسی باتوں پر خدا کا واسطہ نہیں دینا چاہئے اور یہ ڈانٹ کر کہا کہ آپ اس کا جواب دیجئے کہ آپ ہم لوگوں برادروں کو کھانا کھلانا چاہتے ہیں یا صرف نتھو کو اس پر چھدا نے یہ کہا کہ میرے چچا اتواری نے جو کہا ہے کہ خدا کے واسطے سب صاحب میرے یہاں کھانا کھا لیجئے وہی میں بھی کہتا ہوں۔ اس پر ولی اللہ نے جواب دیا کہ آپ لوگ ایسے موقع پر نہ سمجھتے ہوئے ایسی معمولی باتوں پر خدا کا واسطہ دیتے ہیں یہ بات خلاف مصلحت ہے آپ ان باتوں کا جواب دیجئے کہ آپ ہم لوگوں کو کھانا کھلانا چاہتے ہیں یا نتھو کو؟ اگر آپ کو نتھو مذکور کے ساتھ ہمدردی ہے تو نتھو کا معاملہ طے کرا دیجئے تب ساتھ میں کھانا کھا سکتے ہیں ورنہ نہیں کھائیں گے کچھ عرصہ بعد حاجی نبی بخش صاحب تشریف لائے انھوں نے نتھو برادران کے معاملہ کو معلوم کیا اور نتھو کا قصور ثابت ہوا لیکن نتھو نے بیان کیا میں نے فحش الفاظ کوئی نہیں کہا اگر میں نے کہا ہو تو خدا مجھ کو غارت کرے نتھو کے اس کہنے پر حاجی نبی بخش صاحب نے نتھو مذکور سے ایمان پر معاملہ ختم کر دیا لہٰذا معاملہ طے ہونے پر کل برادران و نتھو نے باہم مل کر کھانا کھایا۔ اب کچھ نزاع باقی نہیں رہا۔

اس قضیہ کے چند ایام بعد نتھو کی لڑکی کی شادی تھی نتھو نے چند حرکتیں خلاف قواعد اصول پنچایت و خلاف شریعت کیں جو حسب ذیل ہیں۔ (۱) یہ کہ تقریب شادی میں دوسرے معاملات برادری میں برادری کا اصول ہے کہ برادران کے بلا مشورہ کوئی کام نہ ہو اور ہر کام میں سرداران قوم کو ضرور بلایا جائے لیکن نتھو نے اس کی خلاف ورزی کی۔ (۲) یہ کہ ایک شخص ابن ولد کلن نے اپنی منکوحہ بی بی کو طلاق دے کر کچھ عرصہ بعد بلا حلالہ کئے ہوئے اسی مطلقہ بی بی کو دوبارہ اپنی زوجیت میں استعمال کر لیا جو کہ شرع کے قطعی خلاف ہے بہ نوجہ جمیع برادران نے ابن مذکور کو قطعی برادری سے خارج کر دیا تھا جس کو عرصہ تین سال کا ہوا۔ تعلقات قطعی منقطع کر لئے۔ لیکن برخلاف برادری کے حکم کے نتھو و کلن والد ابن ہردو نے ابن ملزم مذکور سے تعلقات قائم رکھے۔ اس پر برادران نے نتھو و کلن ہردو کو برادری سے خارج کر دیا ان سے بھی تعلق منقطع کر دیئے اور بلا کفایت اللہ و ولی اللہ نے ہردو اشخاص کو برادری سے خارج کرنے میں زیادہ کوشش کی ان کی رائے پر کل برادران نے اتفاق کر کے ہردو کو برادری سے خارج کر دیا ان دونوں ملزمان نے ہر ہر رنجش کے غلط سوال قائم کر کے فتویٰ حاصل کر لیا جن صاحب سے فتویٰ حاصل کیا ہے وہ صاحب پنچایت کے باشندہ نہیں ہیں باہر کے ہیں۔ سوال و جواب حسب ذیل ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسمی چھدا کے یہاں تقریب شادی میں برادری کے لوگ جمع تھے برادرانہ نفاق پر گفتگو ہو رہی تھی جس میں وقت بہت گذر گیا لہذا مسمی چھدا صاحب خانہ نے چودھری وکل برادران سے عرض کیا کہ اب سب لوگ خدا و رسول کے واسطے پہلے کھانا کھا لیجئے گا اس پر ولی اللہ و کفایت اللہ نے ٹوک کر کہا کہ خدا و رسول کا واسطہ نہیں مانا جائے گا بات طے ہو جائے دوبارہ کچھ دیر بعد مسمی تواری نے خدا و رسول کا واسطہ دیتے ہوئے کھانا کھانے کے واسطے کہا تو انھیں دونوں شخصوں نے پھر یہی جواب دیا کہ ہر وقت خدا و رسول کا واسطہ نہیں مانا جاتا ہے۔ جس کے لوگ گواہ حسب ذیل ہیں۔

شرع شریف کی رو سے اس مسئلہ پر کیا حکم ہے اہل علم و چودھری صاحب سے طلبہ اس کی تصدیق ہو سکتی ہے گواہ شد گواہ شد گواہ شد۔ گواہ شد محمد عرش و گواہ شد گواہ شد کریم بخش و گواہ شد حسین و گواہ شد چھدا و گواہ شد عبدالرزاق و تواری و گواہ شد عاشق حسین و محمد عرش و چھدا و گواہ شد عبداللہ و چھدے و گواہ شد.....

الجواب صورت مستفسرہ میں ولی اللہ و کفایت اللہ دونوں بحکم جمہور فقہائے کرام خارج از اسلام ہو گئے دونوں پر از سر نو کلمہ پڑھ کر توبہ کر کے اسلام لانا فرض و ہر فرض سے بڑھ کر اہم فرض ہے پھر اگر اپنی بیوی کو رکھنا چاہیں تو ان کی رضا سے جدید مہر پر نیا نکاح کریں اور اگر وہ ما قال اللہ اس حکم شرعی پر عمل نہ کریں تو برادری والوں پر فرض ہے کہ ان سے میل جول سلام کلام حقہ پانی بند کر دیں۔ یہاں تک کہ وہ توبہ کریں خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا واسطہ ہر بات پر نہیں دینا چاہئے اگر کوئی ضروری بات ہو رہی تھی جس کا طے کرنا پہلے مقدم تھا تو اس کو روک کے طے خدا و رسول کا واسطہ ہرگز نہیں دینا چاہئے تھا جب واسطہ دیا گیا تھا تو اس کے جواب میں یوں کہنا تھا کہ خدا و رسول کا واسطہ برحق ہے مگر اس ذریعہ سے ایک اہم بات چھوڑی نہیں جا سکتی مگر یہ کلمہ سوال میں مذکور ہے بہت شنیع و قبیح ہے بہر حال تو بہ و تجدید ایمان فرض ہے۔ واللہ اعلم۔

اب از روئے شرع شریف جواب طلب حسب ذیل امور ہیں کہ شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے ہے

(۱) یہ کہ غلط سوال قائم کر کے جواب لینا جس سے ولی اللہ و کفایت اللہ کو دلی صدمہ و روحانی تکلیف پہونچی اور توہین ہوئی۔

(۲) یہ کہ ابن ملزم جس نے اپنی عورت منکوحہ کو طلاق دے کر بلا حلالہ کئے ہوئے دوبارہ اپنے پاس

رکھ لیا جس کو برادری نے خارج کیا اور تعلقات قطع کر لئے تھے اس سے نتھو ولد محمد عوض و کلن ولد ابن ملزم سے ہر دو اشخاص نتھو و کلن کا تعلقات قائم رکھنا۔

(۳) یہ کہ چھدا کا اپنے یہاں ابن ملزم کو بلانا دعوت ولی بات پر بے موقع خدا کا واسطہ دینا و برادروں کو ایسے اہم ملزم کے ہمراہ کھلانے کی کوشش اس کے شرکاء و شریک ہونا یعنی نتھو و کلن کی کرنا۔

(۴) یہ کہ یہاں ایک مولوی صاحب کو یہ سوال و جواب دکھلایا گیا مولوی صاحب نے دیکھ کر فرمایا کہ یہ جواب غلط ہے ایسی صورت میں غلط جواب لکھنے والے پر از روئے شرع شریف کے کیا حکم ہے جملہ برادران قوم شہر ہیں بابت دو سرداران قوم؟

الجواب دھوکا دینا فریب کرنا شدید بدکام ہے ہی خصوصاً مفتی کو فریب دے کر اپنے حسب منشاء جواب لینا حدیث میں ہے۔ لیس منا من غشنا۔[1] جھوٹ بولنا افترا کرنا دھوکا دینا یہ مسلمان کا کام نہیں تحریف کلام یہود کا کام ہے۔ یحرفون الکلم عن مواضعہ۔ جنھوں نے یہ شنیع حرکت کی توبہ کریں اور جن پر الزام لگے ان سے معافی بھی چاہیں وہ لوگ حق اللہ اور حق العباد میں گرفتار زیاں کار گنہگار ہوئے۔ واللہ اعلم۔

(۲) جس نے اپنی مطلقہ بطلاق مغلظہ کو بے حلالہ رکھ لیا۔ اسے بے حلالہ اپنے تصرف میں لایا زانی ہے اور وہ نابکار عورت زانیہ۔ ان سے تا توبہ قطع تعلق کا حکم برادری کا حکم نہیں حکم شریعت ہے۔ برادری نے حکم شریعت پر عمل کیا اور عمل کرنا چاہا جس نے نہ مانا اس نے برادری ہی کا جرم نہ کیا شریعت کے حکم عمل سے سرتابی روگردانی کی۔ حکم شرع مقدس کو پیٹھ دی۔ شرع مطہر کا مجرم ہوا۔ اس سے بھی برادری نے قطع تعلق کیا اچھا کیا یہی کرنا تھا۔ جب تک یہ لوگ توبہ نہ کریں انھیں برادری سے بند رکھا جائے اور جو ان کا ساتھی ہو اسے بھی یہی سزا دی جائے۔

(۳) جن لوگوں کو برادری نے بحکم شرع بند کیا تھا چھدا نے انھیں اپنے یہاں بلایا برا کیا۔ بلایا تھا تو ان سے توبہ ورجوع کے لئے کہتا جب وہ توبہ کر لیتے تو برادری سے کہتا کہ انھوں نے ہمارے سامنے توبہ کر لی اب ان کی بندش کھول دی جائے برادری اپنے سامنے توبہ کا اقرار لے کر بندش کھول دیتی۔ ان مجرموں کو بلایا پھر اتنا ہی نہیں ان کا جرم اسی طرح رہتے ہوئے برادری سے مل لینے کی کوشش وہ بھی خدا کا واسطہ دے دے کر۔ جن شرعی مجرموں کو بحکم شرع بند کیا تھا ان کو خدا کا واسطہ دینا یہی ہے کہ خدا کے واسطے یہ خلاف شرع کرو۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

---

[1] مسلم شریف جلد اول ص۷۰

خدا کے لئے شریعت کا اتباع کیا جاتا ہے یا معاذ اللہ مخالفت شرع خدا کے واسطے کی جاتی ہے۔ کسی سے مخالفت شرع کرانا گناہ ہے اور اس پر خدا کا واسطہ دینا تو اور بھی اشد حرام ہے۔ اگر اس خلاف شرع کو خلاف شرع سمجھتے ہوئے خدا کا واسطہ دے جب تو معاذ اللہ بہت اشد تر الزام ہے۔ ایسے شخص پر تو بہ تجدید ایمان تجدید نکاح کا حکم ہوگا۔ حقیر بات پر تو خدا کا واسطہ دینا نہ چاہئے اور جو دے تو جسے دے پسندیدہ یہ ہے کہ وہ بات نہ کرے۔ درمختار میں ہے۔ فی المختارات قال ابن المبارك سأل لوجه الله او بحق الله يجب ان لا يعطيه شيئا لانه عظم به غير الله تعالى کسی ایسی بات پر خدا کا واسطہ دینے سے اس کا کرنا لازم نہیں ہوجاتا جو جائز ہو۔ جب حقیر بات پر خدا کا واسطہ دینے پر رد کرنا پسندیدہ ٹھہرا تو کسی ناجائز بات پر خدا کا واسطہ دینے اور مان لینے والے کا حکم ظاہر۔ ناجائز بات کا کرنا تو گناہ تھا ہی اس پر خدا کا واسطہ اور گناہ بالائے گناہ ہوا۔

ایسے ہی سائل کے لئے جو ناحق پر خدا کا واسطہ دے حدیث شریف میں ارشاد ہوا ملعون من سأل لوجه الله رواه الطبراني بسند رجاله رجال الصحيح عن ابي موسى رضي الله تعالى عنه اسی حدیث کا آگے کا ٹکڑا یہ ہے وملعون من سأل بوجه الله ثم منع سائله ما لم يسأل هجرا یعنی قبیح حدیث سے جہاں یہ واضح ہوگیا کہ جس شخص نے ناجائز بات ماننے کے لئے خدا کا واسطہ دیا وہ بحکم حدیث مذکور ملعون ہے تو اب یہ بھی معلوم ہوا کہ بہادری نے جو یہ واسطہ خدا کا اچھا کیا اسے یہ واسطہ دینا جائز نہ تھا۔ یہ لوگ ملعون ہوئے کہ ان سے سوال قبیح کا تھا جس پر خدا کا واسطہ دیا گیا تھا۔ قبیح پر خدا کا واسطہ دینا ہی ملعون کا کام ہے۔

(۴) عفا الله عن الفتى۔ مفتی نے فتوٰی دینے میں عجلت کی اور غور و تامل سے کام نہ لیا خدا اور رسول کا واسطہ ماننے سے انکار و نہ کرو حکم لگا دیا سائل نے مفتی کو دھوکا بھی دیا مگر مفتی اگر تامل کرتا تو یہ حکم نہ دیتا اللہ اسے معاف فرمائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۳ مسئولہ مولوی شمس الحسن صاحب محلہ ذخیرہ بریلی۔ ۷ ذی قعدہ ۱۳۵۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زید نے کہا کہ اگر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا تو فلاں کام ہو جائے گا یہ سن کر بکر نے کہا کہ توبہ کرو۔ یہ شرکت فی صفات الباری تعالیٰ ہے۔ اس کی مشیت میں کوئی شریک نہیں۔ وہ فاعل مطلق و مختار ہے ایسا نہیں کہنا چاہئے۔ زید اس پر ہے کہ میں نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔ خدا کی مشیت کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی وابستہ ہے لہٰذا اس پر حکم شریعت کیا ہے۔ برائہ کرم

ل جامع الرموز ص ۲۸۱ مطبوعہ کوئٹہ، ۲ شامی جلد ۵ ص ۲۸۱ بحوالہ ابوداؤد

اس کا جواب بالتفصیل مع حوالہ جات کتب معتبرہ مرحمت فرمایا جاوے۔

الجواب ایسا کہنے سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے یہود کے اعتراض کرنے اور شرک کا چور دروازہ بند کرنے پر ممانعت فرمائی۔ تو جس چیز سے حضور نے ممانعت فرمادی اس سے باز رہنا چاہئے۔ قال تعالیٰ ما نھٰکم عنہ فانتھوا۔ اگر کہیں تو یوں کہیں کہ اللہ پھر اس کے رسول جل وعلا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہود تو اللہ اور آپ چاہیں پر موقوف آئے تھے۔ مگر یہودی صفت نجدی مت لوگ اس پر بھی شرک شرک بکیں گے حالاں کہ ایسا کہنا حضور نے خود تعلیم فرمایا ابن ماجہ باب النہی ان یقال ماشاء اللہ وشئت میں یہ دو حدیثیں لائے۔

حدثنا ھشام بن عمار حدثنا عیسیٰ بن یونس ثنا الاعلج الکندی عن یزید بن الاصم عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حلف احدکم فلا یقل ماشاء اللہ وشئت ولکن لیقل ماشاء اللہ ثم شئت۔ حدثنا ھشام بن عمار حدثنا سفیان بن عیینۃ عن عبد الملک بن عمیر عن ربعی بن حراش عن حذیفۃ بن الیمان ان رجلا من المسلمین رأی فی النوم انہ لقی رجلا من اھل الکتاب فقال نعم القوم انتم لولا انکم تشرکون تقولون ماشاء اللہ وشاء محمد وذکر ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اما واللہ ان کنت لاعرفھا لکم قولوا ماشاء اللہ ثم شاء محمد (علیہ الصلاۃ والسلام)۔

نسائی شریف کے باب الحلف میں یہ حدیث ہے اخبرنا یوسف بن عیسیٰ امرأۃ من جھینۃ ان یھودیا اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انکم تندون وانکم تشرکون تقولون ماشاء اللہ وشئت وتقولون والکعبۃ فامرھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا ارادوا ان یحلفوا ان یقولوا ورب الکعبۃ ویقول احدھم ماشاء اللہ ثم شئت۔

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ صحابہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام میں عرض کیا کرتے تھے کہ اللہ اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاہیں اللہ اور آپ چاہیں حضور نے اول اسے نہ روکا۔ پھر اس سے ممانعت فرمائی۔ اگر یہ یہودیوں کا شرک ہوتا تو کیا ایک آن کو بھی وہ ماحی شرک وکفر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پر صبر فرماتے۔ جب ممانعت فرمادی تو یوں کہنا ممنوع ہوگیا۔ ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ ایسا کہنے والے نے حضور سے (بطور تغلیط) یہ بھی ارشاد ہوا کہ کیا تم نے مجھے اللہ کا مماثل ٹھہرایا۔ بغیر میری مشیت کے کہو ماشاء اللہ ثم

۱؎ مسند احمد بحوالہ مشکوٰۃ آیت بث، ۲؎ سنن ابن ماجہ ۱۵۲ مطبوعہ رشیدیہ، ۳؎ نسائی جلد دوم ص ۱۳۲

حدیث میں بھی یہ نہیں کہ حضور نے اس پر حکم شرک فرمایا ہو اور ان سے توبہ لی ہو۔

طریقہ محمدیہ اور اس کی شرح حدیقہ ندیہ میں ابن ماجہ سے حدیث نقل کی ہے ص۱۸۵ ج ۲۔ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان رجلا جاء رجل الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فکلمہ فی بعض الامر فقال الرجل للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما شاء اللہ وشئت وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجعلتنی للہ تعالیٰ عدیلا (ای معاونا مماثلا) قل ما شاء اللہ وحدہ۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے جب اس سے روکا ہے تو ایسا ہرگز نہ کہا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۵ از بریلی محلہ قلعہ مرسلہ مولوی عزیز احمد خاں وکیل۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس کے متعلق کہ ایک جلوس راج گدی کا اہل ہنود نکالنا چاہتے ہیں جس میں ہندو اوتاروں کی صورت میں انسان بٹھائے جاتے ہیں اور مجمع عام اہل ہنود کا اس کے ساتھ ہوتا ہے مسلمانوں سے اصرار کیا جاتا ہے کہ وہ بحالی امن اور رشتہ اتحاد مضبوط کرنے کے لئے اس جلوس کی جلو میں چلیں اگر مسلمان اس جلوس کے ساتھ چلتے ہیں تو لازمی طور پر اس سے راج گدی کے جلوس کی زینت اور شہرت میں اضافہ ہوتا ہے کیا اس حالت میں مسلمان بلا ارتکاب گناہ کئے ہوئے اس جلوس کی معیت میں چل سکتے ہیں؟ اور اگر نہیں چل سکتے تو گناہ جو ان سے سرزد ہوگا وہ کس درجہ کا ہوگا؟ بینوا توجروا

الجواب اس کے حرام حرام اشد حرام ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ کفار کے ایسے کاموں کے محض تماشہ کے لئے وہاں چلنا تو حرام ہے۔ نہ کہ رشتہ اتحاد قائم کرنے کے لئے۔ کفار سے رشتہ اتحاد کفار ہی کا ہے مسلمان کا کسی کافر سے رشتہ اتحاد قائم نہیں ہو سکتا۔ اس کا مضبوط کرنا کیسا۔ جو لوگ اس نیت سے شریک ہوئے وہ ضرور کفار سے متحد ہو گئے۔ اسلام سے جدا۔ ایسے امور کفار کے جلوس میں شرکت ہی نہیں اس کے جلوس میں چلنا ان کی تعظیم ہے۔ اور ان کے ایسے امور کی تعظیم سے تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم۔ چاہے یہ تعظیم خود کی ہو یا حکماً۔ آج اگر کسی حاکم کا حکم اس کے لئے مان لیا گیا اور اسے حکم کفر سے بچاؤ کی ڈھال سمجھ لیا ہے تو کل بتوں کو سجدہ کا بھی حکم ہوگا اور ایسے بے خرد لوگ جب بھی تعمیل حکم کریں گے اور اسے حکم کفر سے بچاؤ کی ڈھال سمجھیں گے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ

یہی لوگ ہیں جنھوں نے ایسی ایسی کمزوریاں نمایاں کر کے اسلام کو نظر کفار میں معاذ اللہ ذلیل

کیا ہے۔ کل کافران سے یہی چاہیں گے کہ امن اور رشتہ اتحاد کو مضبوط کرنے کے لئے ہمارے ساتھ ان ان کفروں میں ہماری موافقت کرو۔ ہمارے ساتھ بتوں کو سجدہ کرو اور گھری پوجو اور مہادیو کے آگے ڈنڈوت بجالاؤ وغیرہ وغیرہ۔ اگر تم ایسا نہیں کروگے تو امن نہ رہے گی مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جائیں گے۔ یہ ہوگا وہ ہوگا۔ تو یہ کافروں سے رشتہ اتحاد کرنے والے اسلام کو کافروں کے آگے معاذ اللہ ذلیل و رسوا ٹھہرانے والے وہ سب کچھ کریں گے جس جس کے کرنے کا انھیں حکم ہوگا۔ کذاب مخالفین جن میں اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ڈر نہیں ہمارے لئے تو یہ جس پر چیگنڈا کرتے ہیں کہ ان کے یہاں کفر کی مشین ہے جس میں دن رات ایسے فتوے ڈھلتے ہیں جس سے کوئی مسلمان محفوظ نہیں رہتا یہ ہر ایک کو کافر بتاتے ہیں حالاں کہ یہ ہم پر ان کذابوں کا بدترین افترا ہے خود ان مخالفین ہی کا اپنا یہ حال ہے جو بالکل ظاہر ہے۔ بالکل واضح بے پردہ۔ مگر چوں کہ عوام کو ایسا دھوکہ دیتے ہیں اس لئے ہم مخالفوں کا منہ بند کرنے کے لئے مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کے فتاوی سے ایسے لوگوں کا حکم لکھتے ہیں ان کے یہاں تو تکفیر کی مشین مخالفین نہیں بتاتے۔ فتاوی مولوی عبدالحی صاحب میں ہے "ایسے لہو ولعب کفار میں اہل اسلام کو شریک ہونا حرام ہے بلکہ ان کی موافقت و رضا موجب کفر ہوتی ہے۔

حدیث میں وارد ہے۔ من کثر سواد قوم فھو منھم۔ اور خزانۃ الروایات میں ہے فی الفصول قال الشیخ ابوبکر الطرخانی من خرج الی السدۃ فقد کفر لان فیہ اعلان الکفر وعلی قیاس مسئلۃ السدۃ الخروج الی نیروز المجوس والموافقۃ معھم فیما یفعلونہ فی ذلک الیوم من المسلمین کفر وکذا الخروج الی لعب کفرۃ الھند فی الیوم الذی یدعونہ بزعمھم والموافقۃ معھم فیما یفعلونہ من تزیین البقور والافراس والذھاب الی دور الاغنیاء یلزمہ ان یکون کفرا وکذا الخروج فی لیلۃ تلعب فیھا کفرۃ الھند بالنیران والموافقۃ معھم فیما یفعلونہ فی ذلک اھ اور فتاوی بزازیہ میں ہے۔ الخروج الی نیروز المجوس والموافقۃ معھم فیما یفعلونہ فی ذلک الیوم کفر واکثر ما یفعل ذلک من کان اسلم منھم فخرج فی ذلک الیوم وواقق معھم فیما یفعلونہ فی ذلک الیوم فیصیر بذلک کافرا ولا یشعر بہ" اھ

اسی میں اس سوال کے جواب میں "زید خالد بکر عمرو یہ چار شخص صاحب ریش کلاں شریف صورت اگر نوکری نہ دیں برہمن قبول کریں وبعدہٗ امور ذیل کے مرتکب ہوں اول جب کہ برہمن بیٹھا ہو

ـ ۱ جلد سوم صفحہ ۳۱۱ طبع بیروت

اور زید بکر وغیرہ بھی دربار عام نام پردہ میں بیٹھے ہوں اور بت موسومہ ٹھاکر کو ایک برہمن پوجیری چاندی کے طشت میں لاوے تو برہمن مذکور سر و قد اٹھ کر تعظیم پیشگی کرے زید بکر بھی بخوف ناخوشی و سوء ادبی و بخیالِ ننگ خود و بخیال اس کے کہ گستاخی ہوگی اور بے ادب کہلاؤں گا اور مشاہرہ بند ہو جائے گا ساتھ ہی بنظر تعظیم بت مذکور اٹھ کھڑا ہو۔

دوئم۔ برہمن مذکور ہر روز تولید مہان خود مجلس جشن پر قص زنان بدکار بحضور بت قائم کرتا ہے تو حکم دیتا ہے کہ نوکراں ہمارے آن کر شریک فور و زنہوں۔ اور اگرچہ ہم زیب انجمن نہ ہوں مگر ہر ایک نوکران و ملازمان مجلس پر ہمارا حکم ہے کہ حسب دستور بت پرستی جب سامنے آوے بت کا پوجا ہو تو سب کے سب حاضران اٹھ کھڑے ہو کر بت کی تعظیم کریں۔ چنانچہ یہ دستور بت پرستی برہمن مذکور و تعظیم و تکریم ہمیشہ سے جاری ہے پس زید بکر اگر بتعمیل حکم زینت بخش مجلس مذموم رہتے ہیں باوجودیکہ برہمن مذکور نہیں رہتا ہے۔ زید بکر خود بخود دستور العمل بت پرستی نام پردہ یکبارگی فی الفور سب کے سب حضار مجلس بت کی اٹھ کر تعظیم کرتے ہیں اور جب بت کی پوجا ہونے لگتی ہے تو باادب پیش بت جشن مذکور میں تعظیماً کھڑے رہتے ہیں۔ بخوف برخواستگی رد گرداں ہو کر ملحدہ ہو نہیں سکتے۔ بطبع زر کھڑے رہتے ہیں۔

سوم۔ جب کہ بت مذکور ایک بت کدہ سے دوسرے بت خانہ میں بہو نچایا جاتا ہے تو بڑی تیاری سے مثل اقوام ہندو برہمن مذکور بت کے پیچھے پیچھے پیادہ جاتا ہے اور تمامی زید و بکر کو یہ حکم عام رہتا ہے کہ اس وقت خوش پوش ہو کر جلوس میں پیچھے پیچھے بت کے تا در بت خانہ چلیں۔ چنانچہ زید بکر وغیرہ بغرض تحصیل مشاہرہ خود بخود خوشی و عدہ فی السمار زتکم و سامن دابۃ الخ بخوشی ان افعال کو بجالاتے ہیں۔

چہارم۔ برہمن مذکور کے تعمیل حکم کو مقدم سمجھ کر جان کر روزمرہ اذان سن کر جماعت میں نہیں آتے اور جمعہ کے روز جان بوجھ کر کہ آج جمعہ ہے حکم یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ[1] سے روگرداں ہو کر تارک جمعہ ہوتے ہیں عذر کرتے ہیں کہ رزق کا معاملہ ہے۔ حکم حاکم مرگ مفاجات۔ بوجہ مجبوری انجام امور اسلام نہیں کر سکتے ہیں۔ بظہور امور موجبات کفر متذکرہ صدر ہے زید بکر استعمال کلمات رد کفر سے غافل و سالہا سال موجبات کفر پر مصر رہیں تو ان سب کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم ہے یا نہیں و بطبع زر زید بکر جان بوجھ کر نماز نہ آدیں تو کافر اور بیوی ان کی نکاح سے باہر ہوئی یا نہیں اور بہ نسبت اولاد ان کے کیا حکم ہے؟

[1] سورۂ جمعہ آیت ۹

فقہائے کرام کتب فقہ میں ایسی صورت میں کہ اس میں تحسین اعمال کفار اور شرکت افعال کفار اور موافقت ان کی عبادت کی ہو حکم کفر لکھتے ہیں۔ اور جو شخص مرتکب ایسے امر کا ہو جس کا سوال میں ذکر ہے اس پر حکم لزوم تجدید ایمان و تجدید نکاح کا دیتے ہیں۔ خزانۃ الروایات میں ہے فی الفصول قال الفقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ من خرج الی السدۃ فقد کفر لان فیہ اعلان الکفر اھ اگر ان لوگوں میں ایسا بھی کوئی ہو جسے اعلیٰحضرت کی خدمت میں عقیدت کی سعادت حاصل تھی اور اب بھی باقی ہے تو اس کے لئے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا فتویٰ بھی حاضر بعض قناوی میں فرماتے ہیں "دسہرہ کی شرکت حرام ہے بلکہ فقہا نے اسے کفر کہا (الی ان قال) بحر الرائق میں ہے یکفر بعض وجوہہ الی سیرۃ المجوس لموافقتہ" آخر میں ان دونوں فتووں کی تائید میں ایک عبارت شرح فقہ اکبر کی فقیر بھی پیش کرتا ہے۔ زیادہ نہیں صرف ایک سطر۔ من خرج الی السدۃ ای جمع اھل الکفر فی یوم النیروز کفر لان فیہ اعلان الکفر وکانہ اعانتھم علیہ۔ محض تماشائی کی حیثیت سے جانے کا تو یہ حکم ہے۔ کفری جلوس کی پیشوائی اور کافروں سے احمادو سگائی پر خدائے جبار و قہار کی کس قدر اشد ترین لعنت ہوگی۔ ایسوں کو فوراً فوراً تجدید ایمان و تجدید نکاح و تجدید حج جب کہ بیوی رکھتے ہوں حج کر چکے ہوں لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۶ از سورت، کھارواڑ متصل بالا پیر، مرسلہ غلام نظام الدین۔ فیض اللہ صاحبان۔

۲۳ رجب ۱۳۵۷ھ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

کیا فرماتے علماء اہلسنت و مفتیان ملت مسائل ذیل میں۔

۱۔ زید نے اشتہار کے ذریعہ اعلان کیا کہ سب مسلمان اپنے اپنے محلہ کی مسجد میں جمع ہو کر فلاں نصرانی مرحوم کے لئے رحمت کی دعا کریں۔ لہٰذا زید کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

۲۔ کافرہ مشرکہ مسلمان ہوئی اور چاہتی ہے کہ کسی مسلمان سے نکاح کر لوں۔ اس کے لئے عدت کا کیا حکم ہے اس نومسلمہ کا شوہر ہے وہ اسے کفر کی طرف پلٹانا چاہتا ہے اور اسے ڈر ہے کہ اگر کسی سے نکاح نہ ہوا تو سمجھا پھسلا کر پھر اسے کفر کی طرف لوٹائے ایسے موقع پر یہ نومسلمہ فی الفور نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

۳۔ اور ایک کافرہ اپنے شوہر سے تین ماہ سے زیادہ مدت سے علیحدہ ہے اور اب مسلمان ہوئی

عہ شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۳۰ ، لے جلد ۵ صفحہ ۱۳۲ مطبوعہ کوئٹہ

اس کے لئے عدت کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

الجواب زید بے قید اپنے اس اعلان ہادم ایمان کے سبب شدید گنہگار مستحق نار مستوجب غضب جبار ہے۔ اسے توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح چاہئے اگر بی بی رکھتا ہے۔ نصرانی یا کسی کافر کو مرحوم کہنا لکھنا حرام حرام سخت اخبث و اشنع بدکام ہے۔ اور اس کے لئے اس کے مرنے کے بعد دعاء رحمت کرنا کرانا تکذیب قرآن ہے قال تعالٰی استغفر لھم او لا تستغفر لھم ان تستغفر لھم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لھم وقال عز من قال سواء علیھم استغفرت لھم ام لم تستغفر لھم لن یغفر اللہ لھم وقال تعالٰی ولا تصل علی احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ انھم کفروا باللہ ورسولہ وماتوا وھم فسقون وقال تعالٰی ومن یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ ومأوٰہ النار وقال تعالٰی ما کان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربٰی من بعد ما تبین لھم انھم اصحٰب الجحیم[1] تفسیرات احمدیہ میں حضرت سیدی عارف باللہ الاحد عیون رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں۔ المراد من الصلوٰۃ الدعاء للمیت والاستغفار لہ وھو ممنوع فی حق الکافر۔ اسی میں ہے الدعاء والاستغفار منع مطلقا فی حق المیت الکافر اھ۔

حربیہ پر مدت تو نہیں مگر فی الفور نکاح بھی نہیں کر سکتی ہے کہ بعد اسلام زن یہاں، جہاں حکومت اسلامیہ نہیں تین حیض کی مدت گزارنا قائم مقام انکار اسلام زوج ٹھہرائی جائے گی کہ عرض اسلام یہاں نہیں ہو سکتا۔ جب تین حیض کی مدت گذر جائے گی تو حکم فرقت ہوگا۔ وہ بائنہ دوسری طرح ہو سکتی ہے حکومت اسلام جہاں ہو وہاں شوہر پر عرض اسلام کیا جائے اور وہ انکار کرے تو فرقت ہوگی۔ اور جہاں حکومت اسلام نہیں وہاں تین حیض کی مدت گذر جائے اور اس مدت میں شوہر اسلام نہ لائے تو یہ مدت حیض گذرنا اس کے انکار کے قائم مقام ہو کر فرقت ہوگی۔ درمختار[2] میں ہے لو اسلم احدھما فی دار الحرب وعلق بھا لم تبن حتی تحیض ثلاثا قبل اسلام الاٰخر اقامۃ لشرط الفرقۃ اھ ردالمحتار[3] میں ہے قولہ (اقامۃ لشرط الفرقۃ) وھو معنی ھذہ المدۃ مقام السبب وھو الاباء اھ۔ تفرق القاضی۔ واللہ تعالٰی اعلم

عورت کی حفاظت کی جائے اس کے کافر شوہر سے اسے ملنے نہ دیا جائے کہ وہ اسے معاذ اللہ مرتدہ بنا سکے۔ عورت جب اسلام لائی ہے خدا اسے اور ہمیں سب کو اسلام پر ہمیشہ قائم رکھے تو وہ ایسے موقع پر کیوں کھڑی ہو جہاں شیطان اور اس کی ذریت اسے بھگائے اور اس کے بہک جانے

---

[1] سورۂ توبہ آیت ۸۰، [2] تفسیرات احمدیہ صفحہ ۲۸۰ مطبوعہ مجتبائی دہلی، [3] ایضاً صفحہ ۲۸۱، [4] درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۲۱۳

کا اندیشہ ہو بعد مضی مدت کسی مسلم سے نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲ از پیلی بھیت مرسلہ حبیب احمد صاحب رضوی قادری پیلی بھیتی۔ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں۔

(۱) مسلمانوں کی کون کون قومیں رذیل ہیں۔ جواب بحوالہ کتب اور مدلل مرحمت ہو۔

(۲) اصل اور کم اصل کی تعریف کیا ہے اور ان کی شناخت کیا ہے؟

(۳) محمد بن عبدالوہاب نجدی۔ مولوی نذیر حسین۔ مولوی اسمٰعیل مقتول۔ رشید احمد گنگوہی۔ خلیل احمد انبیٹھی۔ اشرف علی تھانوی۔ ثناء اللہ امرتسری۔ عبداللہ چکڑالوی۔ سرسید احمد خاں نیچری۔ مرزا غلام احمد قادیانی۔ مرزا حیرت دہلوی۔ عبدالمجید خاں وغیرہم جنھوں نے فرق باطلہ کی بنیادیں ڈالیں یا ان کی تبلیغ کی دعوٰی نبوت کیا یہ سب اور ان کی قومیں رذیل ہیں یا نہیں؟

(۴) اصل طیب کے اکثر یا چند افراد بدمذہب ہو جائیں تو وہ اور ان کی ساری قومیں رذیل کہلانے کی مستحق ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا۔ جواب مدلل مع حوالہ کتب مرحمت ہو۔

الجواب مسلمان سب بعزت اسلام معزز ہیں۔ قال تعالیٰ وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین۔ اسلام عزت ہے۔ کفر ذلت۔ کافر ذلیل بلکہ ذلیل ترہیں قال اللہ تعالیٰ اولئک فی الاذلین۔ پھر تقوٰی و طہارت عزت و کرامت ہے۔ اور فسق و فجور ذلت و حقارت و رذالت قال تعالیٰ ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم اس خالص دینی عزت اسلام پھر عزت تقوٰی میں سب برابر نہیں جو اتقی از روئے ایمان اقوی ہے وہ زیادہ معزز اعز المومنین اکرم المتقین ہے جس کو ایمان و تقوٰی سے جس قدر حصہ ملا ہے اتنا ہی وہ عزت والا ہے۔ یوں ہی دنیوی عزت میں چھٹائی بڑائی ہے خدا نے بادشاہ کو عزت دی اس کی دولت اس کی عزت اس کی حکومت۔ فقیر محتاج اس عزت دولت کرامت سے بے نصیب ہے۔ بیچ میں جو جتنی دولت و حکومت و امارت رکھتا ہے اتنا ہی معزز ہے۔ اس میں چھٹائی بڑائی ہے۔ یوں ہی باعتبار اخلاق فرق مراتب ہے۔ یوں ہی باعتبار انساب۔ یہ ہو سکتا ہے اور ہوا ہے اور ہوگا کہ ایک فقیر جو عزت دنیا سے بالکل بے نصیب ہو وہ بعزت دینی و قوت ایمانی و کرامت تقوٰی سے عند اللہ بادشاہ و غیر معززین سے اعز ہو۔

پھر ایک عزت و شرافت شخصی ہے ایک نوعی ایک جنسی وصفی۔ تو اگر کوئی نوعی یا جنسی شرافت نہیں رکھتا تو شخصی سے بے نصیب ہونا کیا ضرور ہو سکتا ہے کہ شخصی شرافت کے اعتبار سے اعز ہو اگرچہ دوسری قسم کی

۱؎ منافقون آیت ۸، ۲؎ سورۂ مجادلہ آیت ۲۰، ۳؎ سورۂ حجرات آیت ۱۳

شرافت اور عزت سے خالی ہو۔ سوائے عزت و شرافت و کرامت ایمانی و دینی اور اقسام عزت و شرافت و کرامت کا انکار عقل و نقل سب کو بیٹھ دینا ہے۔ اس کی ضرورت ہے کہ تعیین سے کہلوایا جائے کہ مسلمانوں کی کون کون سی قومیں رذیل ہیں اس قسم کے سوال کا جواب حضور پر نور قاسم عزت و مبر نعمت سرکار عالی شان شہنشاہ نبوت و رسالت کے کلام معجز نظام خیارکم خیارکم فی الجاهلیة سے روشن۔

قرآن و حدیث و فقہ کے خدام پر تو ظاہر ہی ہے مگر ہر ذی عقل پر یہ روشن ہے کہ خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ فلا انساب بینهم یومئذ۔ واتبعث الاذلون اور انا جعلناکم شعوبا وقبائل الایہ کی تفاسیر اور حدیث عن انس ابن مالك قال قیل یارسول الله ما نترك الامر بالمعروف والنهی عن المنكر قال اذا ظهر فیكم ما ظهر فی الامم قبلكم قلنا یارسول الله وما ظهر فی الامم قبلنا قال الملك فی صغاركم والفاحشة فی كباركم والعلم فی رذالتكم (ابن ماجہ) اور حدیث اذا كان المغانم دولا والامانة مغنما والزكوة مغرما وتعلم لغیر الدین واطاع الرجل امرأته وعق امه وادنى صدیقه واقصى ابیه وظهرت الاصوات فی المساجد وكان زعیم القوم ارذلهم واكرم الرجل مخافة شره وظهرت القینات والمعازف وشربت الخمور ولعن آخر هذه الامة اولها فلیرتقبوا عند ذلك ریحا حمراء وزلزلة وخسفا ومسخا وقذفا وآیات تتابع كنظام بال قطع سلكه فتتابع (ترمذی) وغیرہ وغیرہ کثیر احادیث و اقوال صحابہ و علماء سے ظاہر۔

اصل طیب وہ جو فضائل کی حامل اور اخلاق حسنہ طیبہ رکھتی ہو۔ کم اصل وہ جو اس سے خالی ہو یہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص جو باعتبار نسب کم اصل ہو مگر خود فضائل، عمدہ خصائل کا حامل ہو کہ شخصی عزت سے اعلیٰ درجہ کا معزز ہو۔ مگر یوں معزز ہو کہ جنسی و نوعی عزت کا اگر منکر ہوگا تو عقل و نقل سب سے روگرداں ہوگا۔ پان باعتبار اپنی نوع کے معزز ہے۔ اگر چہ کسی عارض سے کوئی پان کڑوا ہو۔ اس کی کڑواہٹ کو دیکھ کر کوئی کہے کہ پان کی نوع اچھی نہیں ہوتی۔ اس میں اور نیم میں کیا فرق ہے؟ تو ایسا شخص عقل سے عاری بھی کہا جائے گا یا معاند۔ کھٹے آم کے درخت میں کوئی پھل خوشبودار خوش مزہ ہو اس سے کوئی عاقل اس درخت کو شیریں آموں کے درخت کے برابر نہ ٹھہرائے گا۔ یہ ہوا اور ہے اور ہوگا کہ اصل طیب کے بعض افراد بگڑ کر کسی اور عزت کے مستحق نہ رہے ہوں اور ان کی وہ عزت نسبی وغیرہ لائق اعتبار نہ رہی ہو۔ یوں کہ اصل کے بعض افراد فضائل سے آراستہ عمدہ خصائل اچھے اطوار بہتر شمائل کے حامل ہوں اور ان فضائل کو دیکھتے ان کی کم اصلی ان کے آفتاب فضائل کی تجلی میں گم ہو جاتے۔ شرافت نسبی وغیرہ کا اعتبار عقلاً و شرعاً ہر طرح بہت جگہ ہوتا ہے اور بعض مواقع پر نہیں کیا جاتا۔

امام فخر الدین رازی زیر آیہ کریمہ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ فرماتے ہیں فان قیل هذا مبنی علی عدم اعتبار النسب ولیس كذلك فان النسب اعتبار اعرفا وشرعا حتی لا یجوز تجویز الفر

لہ تفسیر کبیر ج ۱ ص ۱۱۲، کہ ابن ماجہ ص ۳۰۰، کہ ایضاً ص ۲۹۹

بالنسبة فنقول اذا جاء الامر العظیم لا یبقی الامر الحقیر معتبرا وذلک فی الحس والشرع والعرف
اما الحس فلان الکواکب لا تری عند طلوع الشمس ولجناح الذباب دوی ولا یسمع عند ما یکون بعد
قوی واما فی العرف فلان ما جاء مع الملک لا یبقی لہ اعتبار ولا الیہ التفات اذا علمت ھذا فنقول
فی الشرع کذلک اذا جاء اشرف المذمومین الاشقی لا یبقی الامر ھناک اعتبار لانسب ولا لنسب الا تری
ان الکافر وان کان من اعلی الناس نسبا والمؤمن وان کان من ادنی الناس لا یقاس احدھما بالآخر و
کذلک ما ھو من الدین مع غایۃ وجودہ لا یصلح للمناسب الدنیویۃ کالطعام والشھادۃ کل شریف
ووضیع اذا کان دینا صالحا صار لا یصلح لشیئ منھا فاسق وان کان قرشی النسب وفاروقی النسب
ولکن اذا اجتمع فی اثنین الدین المتین واحدھما نسیب ترجح بالنسب عند الناس لا عند اللہ لان
اللہ تعالیٰ یقول وان لیس للانسان الا ما سعی وشرف النسب لا یکتسب ولا یحصل بسعی۔ ملا علی قاری
مکی لکھتے ہیں العلم ھو العلم والتقوی ھو التقوی لا علی مجرد النسب المعتبر فی الدنیا لا نعقبی مواہب لدنیہ
کی شرح زرقانی میں ہے انما یلاحظ الاصل والعنصر عند القبلی بالفضائل والتخلی عن الرذائل۔
اشخاص مذکورین فی السوال اگرچہ نسبا اور مال و دولت کے اعتبار سے کیسے ہی زیادہ گنے جاتے
ہوں مگر جب وہ کفر وارتداد وغیرہ ذلتوں کے گڑھے میں گرے اور نجاسات فسق وابتداع وکفر وارتداد سے
ملوث ہوئے اور ان کی وہ فانی عزتیں ساقط و بے اعتبار ہوگئیں مگر ان اشخاص کے اپنی عزت پھونک
دینے سے ان کی قومی عزتیں نہ جاتی رہیں۔ اصل طیب کے بعض افراد اگر گمراہ یا بدمذہب ہوجائیں یا
معاذ اللہ یوں فرض کیجئے کہ سب ایسے ہوجائیں تو اس سے ان کی اصل میں خرابی نہ ہوگی وھذا ظاھر
واللہ تعالیٰ اعلم۔ قیامت کے قریب جب کوئی لا الہ الا اللہ کہنے والا نہ رہے گا تو کیا ان سب افراد کے
کفر کے سبب شرافت انسانیت وکرامت آدمیت ہی جاتی رہے گی اس وقت بھی جو کفار ہیں اگرچہ وہ اپنے
کفر کے سبب اذلین میں ہیں مگر شرافت انسانیت وعزت آدمیت رکھتے ہیں اگرچہ کفر کے سبب کہیں وہ
اعتبار نہیں کی جاتی اور کہیں اس حال میں بھی اس کا اعتبار موجود۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۸ از شہر کہنہ بریلی کا نکڑولہ مسئولہ شمشاد علی خاں اور کمال الدین صاحب۔ محرم الحرام ۱۳۲۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین عنایت اللہ خاں مشرقی کی بابت جس نے اپنی
تصانیف "تذکرہ" وغیرہ میں نماز روزہ حج وزکاۃ کلمہ شہادت کے بنیاد اسلام ہونے سے انکار کیا ہے۔

تذکرہ صفحہ ۲۰ میں ہے کہ یورپ کی قومیں اب بھی بدرجہا اچھی ہیں ان میں ایفاء عہد کا خاص اہتمام ہے۔ آگے چل کر لکھتا ہے اسی لئے صحیح معنوں میں متقی و محبوب خدا ہیں۔ تذکرہ دیباچہ صفحہ ۱۹ پر ہے "وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ عرب کی امت اسلام کے الٰہی اور نبوی تخیل پر تیس برس سے زیادہ قائم نہ رہ سکی" تذکرہ دیباچہ صفحہ ۹۱ "قرآن کی الصلاۃ (نماز) صرف ایک لوکر کا سبق و قصہ سلام ہے" آگے چل کر کہتا ہے "یہ مگر بالکل قطعاً نہیں۔ تذکرہ دیباچہ صفحہ ۳۳ آج بھی الصلاۃ نماز وہ شئے ہے جو روحی تکلیف دل وہ نتیجہ خیز اطاعت وہ ضبط نفس وہ توقیت عمل وہ اخوت اور موالات وہ تعاون و محافظت پیدا کردے جو ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے لائے ہوئے پیغام میں مقصود تھی محمدی نماز کے خلو ہر ارکان سے اس کو کچھ سروکار نہیں۔ اور جس طرح نتائج پیدا ہو جائیں اس کی نظروں میں بارگاہ خدا میں مقبول ہیں۔ تذکرہ صفحہ ۹۰ "ادھر امتوں نے اپنے رہنماؤں سے ذاتی عقیدت اور نیازمندی ظاہر کرنے کو اور حسب مطلب احکام کو ضرورت سے زیادہ اہم سمجھنے میں نادرہ غلو کیا۔

"پھر ایک سطر بعد ہے" پھر لوگ انبیاء کی وساطت سے خدائی قانون کی تعمیل کرنے اور ان کو ذریعہ علم سمجھنے کی بجائے ان کے پیچھے لگ گئے فرقہ بندی ہوگئے خدا کو تسلیم کرنے مسلم بننے کے بجائے موسوی کلوتی، عیسائی، محمدی بن گئے انھیں کو سراپا ان کو اپنے اعمال و افعال میں بت بنا لینا جزو دین جانا" چار سطر بعد لکھتا ہے "عیسائی مسیح کو سچ مچ ابن خدا کہنے لگے مسلمانوں نے ڈاڑھیوں تہمدوں مسواکوں ڈھیلوں کو اسلام سمجھ لیا یہودی تسبیحوں کے پیچھے لگ گئے، بدھ چلہ کشی میں مصروف ہوگئے۔ گبر نے نور آتش کو خدا سمجھ لیا۔ پھر حج چاتری نماز زکاۃ روزے برت وغیرہ وغیرہ سب کے سب بے مطلب رسم اور بے نتیجہ شمار ہوگئے۔

تذکرہ صفحہ ۱۰ میں ہے کہ اسلامی جماعت کے اندر سب نظری اور اعتقادی سب قولی اور اعمالی سب انتہائی اور غیر انتہائی سب شرعی اور فقہی تفرقے کے برخلاف ہوں سب کو علانیہ مٹانا چاہتا ہوں سب مطبوعوں اور مطاعوں مریدوں مرادوں کو خدائی سرزنش کا قطعی اہل سمجھتا ہوں۔ اور عذاب آخرت کا مستحق" ایک قول اس کا مرقومہ صفحہ ۹۸ بھی قابل دید ہے کہتا ہے "اصل دین میرے نزدیک توحید ہے اور توحید قلوب کے اندر بہت شکنی کرتے رہنا ہے یہی عبادت خدا ہے صوم و صلاۃ حج و زکاۃ کو رہنے یا ادا کرنے یا کلمہ شہادت کو بصحت تمام پڑھ لینا میرے نزدیک قطعاً کوئی عبادت نہیں" تذکرہ صفحہ عربی

شروع کرنے سے پہلے لکھتا ہے "تھدیۃ الی اللہ عزوجل رب انی قد جئتک بشیئ غریب مما اتیتنی من لدنک وقلبی وجل انی راجع الیک فی یوم لاریب فیہ فتسئلنی عما فعلت فتقبل منی واصلح لی فی تدابیری وثبت بہ فؤادی واجعل افئدۃ من الناس تھوی الیہ فیعلموا انہ الحق منک فتھب لک قلوبھم رب واصلح المؤمنین واھدھم بنورک فی ھذا کما اصلحتھم وھدیتھم من قبل فانھم قوم لا یعلمون رب اخبرتنی انھم لھا کون من قریب فاتیتھم بنبأ عظیم" نبأ عظیم کی تشریح اردو سٹ پر کر کے لکھتا ہے۔ یہی اس نبأ عظیم کا لب لباب تھا جو محکمہ قضا و قدر کے آستانہ علیہ سے نبیوں کو ملی اور یہی سچی نبوت ہے یہی انتہا علم و خبر ہے کمال کشف و انکشاف ہے۔ اس علم کے بالمقابل ماسوا کا علم ہیچ ہے۔"

الجواب ان ناپاک اقوال میں بہت اقوال بدتر از ابوال وہ ہیں جو صراحتاً ہادم اساس دین و ایمان، نافی و مناقی اسلام و مسلمان ہیں جن میں کوئی تاویل دور کی بھی نہیں ہو سکتی۔ اس کا قائل اور قابل یقیناً کافر قادیانی مرتد سے زائد اصر الکفر اس کے کفر و استحقاق عذاب میں اصلاً شک و تامل کو راہ نہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ وہ مسلمانوں ہی کو کافر نہیں ٹھہراتا بلکہ خود اسلام کو معاذ اللہ کفر اور اپنے گڑھے ہوئے خود ساختہ تخیل کو نبأ عظیم اور سچی نبوت اور انتہا علم و خبر کہتا ہے جس کے بالمقابل ماسوا کا علم ہیچ بتاتا ہے۔ اپنی نبوت کا اشعار کرتا ہے۔ کفار کے صحیح معنی میں متقی اور محبوب خدا ہونے کا اقرار کرتا ہے اسلام و مسلمین کے کفر و کفار ہونے کا اظہار کرتا ہے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم والعیاذ باللہ تعالیٰ ربنا الخ العلیم وھو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از مسئولہ زین الدین صاحب ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں (۱) والدین اگر بے دین ہوں یا مرتد تو ان کا نفقہ لڑکے پر واجب ہے یا نہیں۔ (۲) والدین مرتدین کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی اطاعت ضروری ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب والدین اگر کافر ذمی ہوں تو ان کا نفقہ ذمہ ولد مسلم موسر قضاءً بھی واجب ہوگا جب کہ وہ کسب پر قادر نہ ہوں۔ اور اگر ولد معسر ہو تو صرف دیانۃً بقدر طاقت۔ یونہی اور حسن سلوک غیر کفر و معاصی میں ان کی اطاعت بعض صور میں واجب بعض میں جائز لقولہ تعالیٰ وبالوالدین احسانا

۱؎ سورۃ بقرہ آیت ۸۳

وقولہ عزوجل وصاحبھما فی الدنیا معروفا کفر وشرک ومعاصی میں ان کی اطاعت کفر وشرک وحرام ہے قال اللہ تعالیٰ وان جاھداک علی ان تشرک بی مالیس لک بہ علم فلا تطعھما۔ وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔ وقال علیہ الصلاۃ والسلام انما الطاعۃ فی المعروف۔ اگر اس امر میں جس کا حکم والدین وغیرہما ایسے شخص نے دیا جس کی اطاعت چاہئے اس کی نصیحت اس کا نفع جس کے نقصان کا دفع اور اس کی تکمیل وتربیت احوال ہے تو اطاعت واجب ہے اور اگر ایسے ایک امر مباح کام کا امر ہے کہ اس کے حق میں اس کا عدم وجود برابر ہے تو اطاعت مباح ہے واجب نہیں۔

غرض جہات شرعًا پسندیدہ ومقتضائے تکریم ہو اس میں اطاعت لازم یا جائز ہے۔ معصیت میں ہرگز ہرگز اطاعت نہ کی جائے اگرچہ والدین مسلمان ہوں۔ حدیقہ ندیہ میں ہے الحاصل ان کل من لزمتہ طاعۃ غیرہ کالابن یجب علیہ طاعۃ ابویہ فیما ھو طاعۃ والرعیۃ یجب علیھم طاعۃ السلطان فیما ھو طاعۃ والزوجۃ یجب علیھا طاعۃ الزوج فیما ھو طاعۃ والعبد یجب علیہ طاعۃ مولاہ فیما ھو طاعۃ کما اذا صدر الامر من الآمرین الی المامورین فیما ھو نفع فی حقھم ولنفع لھم وتربیۃ لاحوالھم وتکمیل لنقصانھم یجب طاعتھم فی ذلک واما فی الامر بالمباح الذی وجودہ فی حق المامورین وعدم وجودہ سواء ولا انتفاع لھم بہ ولا دفع ضرر بہ عنھم فان طاعتھم فیہ جائزۃ لا واجبۃ کما قررناہ وحررناہ فی حق امر السلطان فی غیر ھذا الکتاب۔

یا وہ جس میں آمرین کا وہ امر جس کے کرنے میں مامور کا نفع یا اس سے دفع ضرر نہ ہو مگر آمر کا نفع جائز نیز اس کا دفع ضرر نہ ہو جس کے کرنے میں شرعی کوئی ممانعت نہ ہو وہ بھی واجب ہونا چاہئے اور جس میں ان کا نفع اور ان کے ضرر کا دفع نہ ہوگا وہ مباح ہوگا۔ وہ امر جس کے کرنے میں مامور کا نفع یا اس سے دفع ضرر نہ ہو مگر اس کا نفع جائز یا اس کا دفع ضرر ہو جس کے کرنے میں شرعی کوئی ممانعت نہ ہو وہ بھی واجب ہونا چاہئے جب کہ مامور کے امکان میں ہو۔

اختلاف دین سے سوا والدین واجداد اور جدات از قبل اب وام وفروع وزوجہ جب کہ ہندی ہوں اور انگریز ہوں کا نفقہ ساقط ہوتا ہے۔ اور اگر اصول وفروع وزوجہ حربی ہوں تو ان کا نفقہ بھی ساقط ہو جاتا ہے۔ حدیقہ ندیہ میں ہے یجب علی الولد المسلم نفقۃ الوالدین الکافرین اذا عجزا عن الکسب۔ اسی میں شرح درر سے ہے لا نفقۃ مع الاختلاف دینا الا الزوجۃ والاصول والفروع الذمیین لقولہ تعالیٰ

بہ سورہ لقمان آیت ۱۵، ۱۲ حکومت آیت ۸، ۱۳ ترمذی جلد اول ص ۳

صاحبهما فی الدنیا معروفا وفسرها النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحسن العشرۃ والاجداد والجدات کالابوین ولایجب للمسلم علی انفاق ابویہ الحربیین ولا الحربی علی انفاق ابنہ المسلم اذا لذمی لا یملک فی بطریق الصلۃ نہی عنہ بقولہ تعالیٰ انما ینہاکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین۔ ولہذا لایجبر الابن بین من ھو فی دارنا وبینہم وان اتخذت ملتہم وقیدنا بالذمیین احتراز عن الحربی والمستأمن لما الاول فلانا نہینا عن البر الی حق من یقاتلنا واما الثانی فلعرضیہ اذ یلحق بالاصادق ویجب علی المسلم خدمتہما ای الوالدین الکافرین یجب علیہ ایضا برہما ای الاحسان الیہما بقدر وزیارتہما فی بعض الاحیان الا ان یخاف الولد ان یتجبہا ای ابواہ الکافرین علی الکفر والتذیین بدینہما فیجوز لہ ان لایزورہما حینئذ ولہذا ذکر فی تنویر الابصار وغیرہ من الحضانۃ علیہا تجب للذمیۃ کالمسلمۃ ما لم یعقل الصغیر دینا وان یالف الکفر کذا فی الخلاصۃ۔ ولا یجوز ان ولد المسلم یقودہما ای الوالدین الکافرین اذا عمیا الی البیعۃ والکنیسۃ لاعانتہما علی الکفر ھو لایجوز انما یقودہما ای والدیہ منہما علی المنزل قال الوالد رحمۃ اللہ علیہ فی مسائل التفرقۃ من شرحہ علی الدرر معزیا الی القدسی لایقادہ الاعمی علی البیعۃ ویقادہما ونحوہ فی البزازیۃ وغیرہا۔

عالمگیریہ[1] میں ہے یجبر الولد الموسر علی نفقۃ الوالدین المعسرین مسلمین کانا او ذمیین قدر ما علی الکسب او لم یقدر لاختلاف الدارین المستامین ولا یشارک الولد الموسر احدا فی نفقۃ ابویہ معسرین کذا فی العنایۃ۔ اسی میں ہے[2] ولا تجب النفقۃ فی اختلاف الدین الا للزوجۃ و الوالدین والاجداد والجدات والولد وولد الولد۔ اسی میں ہے۔ لایجبر المسلم والذمی علی نفقۃ والدیہ من اھل الحرب ان کان مستأمنین وکذلک الحربی الذی دخل علینا بامان لاتجب علی والدیہ النفقۃ اذا کان مسلمین او کان من اھل الذمۃ کذا فی المحیط۔ تفسیرات احمدیہ میں ہے۔ لما اطاعتہما فی غیر المعاصی فواجب بقدر ما امکن ولہذا قال علیہ السلام فی اطاعۃ الوالدین وان امراک ان تخرج من اھلک ومالک ولہذا اشرع الاحسان والنفقۃ علیہما علی الولد ویحرم علیہ ابتداء قتلہما وان کانا کافرین علی ما یدل علیہ قولہ وصاحبہما فی الدنیا معروفا ویتضح ھذا الشرح وبمقتضیہ الکرولوی کلہ یشیر کلام صاحب الہدایۃ حیث قال فی باب النفقۃ وعلی الابوین واجداد ولا وجدات اذا کانوا فقراء وان خالفوا فی دینہ اما الوالدان فلقولہ تعالیٰ وصاحبہما

---

[1] فتاوی عالمگیری مترجم جلد اول ص۵۶۳ مطبوعہ بیروت، [2] ایضاً ص۵۶۵، [3] ایضاً ص۵۶۸ [4] ص۵۰۵ مطبوعہ مجتبائی دہلی

فی الدنیا معروفا نزلت فی الابوین الکافرین ولیس من المعروف ان یعیش فی نعم اللہ تعالیٰ وترکوا ما یجب ان جوعا واما الاجداد والجدات فلانهم من الاباء والامهات وبه ایضا تمسك فی کتاب الجهاد ان الابن ان وجد اباه فی صف المشرکین لایقتل ابتداء وان قصد الاب قتله بحیث لایمکن دفعه الا بقتله لابأس به لانه دافع حینئذ لا قاصد۔

ان عبارات سے یہ ظاہر و باہر ہے کہ معصیت میں ماں باپ سلطان کی اطاعت نہیں ہے۔ اور غیر معصیت میں بعض سے مطلق وجوب معلوم ہوا کہ بعض میں یہ ہے کہ بعض امور میں اطاعت واجب بعض میں مباح۔ اور قضیہ نظر قضیہ یہی ہے کہ مطلقاً واجب نہیں۔ اللہ اور رسول سے زائد اطاعت کس کی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے اوامر میں بعضیت ہے۔ بعض وجوب کے لئے اور بعض ارسال میں۔ یونہی تفصیلات ہوں ضرور کہ جس مباح کی ماں باپ۔ سلطان تاکید فرمائیں امر بمعنے وجوب کریں یعنی اس کام کو مامور پر لازم کریں وہ واجب ہوگا۔ اور اگر امر بطور امرار شادی ہو تو مباح ہی رہ جائے گا۔ ھذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی۔

مرتد کا کوئی نفقہ نہیں۔ جیسے حربی کا یوں ہی مرتد کا بلکہ اس سے زیادہ کہ مرتد سے تو نرمی معاملت بھی ناجائز ہے۔ کہ اس کے ساتھ صلہ حسن سلوک اس کی اطاعت شعاری فرمانبرداری مرتد کے لئے نہیں مگر توبہ دیر تلوار۔ مرتد والدین حربی والدین سے بدتر ہیں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

مسئلہ از شہر کہنہ محلہ رویلی ٹولہ محمد رضا خاں صاحب۔ ۲۸ محرم الحرام ۱۳۵۸ھ

علمائے دین کیا فرماتے ہیں عنایت اللہ مشرقی کی بابت اور اس کے اتباع کی بابت اس کی تحریک میں شامل ہو کر خاکسار بننے کی بات؟ آج کل بریلی میں لوگ اس جماعت میں شامل ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس کے اقوال اور اصلیت سے ناواقف ہیں چند اقوال لکھ کر اس کے اور متبعین کی بابت حکم شرعی مطلوب ہے۔ مؤلف صفحہ اول میں تمہید یا الٰہی کے ضمن میں عربی عبارت لکھتا ہے۔ رب اخبرنی انهم لها لکون من قریب فاتوسهم بنباء عظیم۔ پھر دیباچہ کے ۵ پر لکھتا ہے "یہی اس نباء عظیم کا لب لباب تھا جو مکمل تقضائے قدر کے آستانہ علیہ سے نبیوں کو نول اور یہی سچی نبوت ہے یہی انتہا علم و خبر ہے کمال کشف و انکشاف ہے۔ اس علم کے بالمقابل سب ماسوا کا علم ہیچ ہے۔ سب کتر معاملوں کی خبر ہیچ ہے" دیباچہ تذکرہ صـ۹ پھر لوگ انبیاء کی وساطت سے قانون خدا کی تعمیل کرنے اور ان کو

ذریعہ علم سمجھنے کی بجائے ان کے پیچھے لگ گئے فرقہ بند بن گئے خدا کو تسلیم کرنے اور مسلم بننے کی بجائے موسوی۔ عیسائی اور محمدی بن گئے اور ان کو سراہنا ان کو اپنے اعمال و افعال میں بت بنا لینا جزو دین جانا۔

پھر دو تین سطر بعد لکھتا ہے "عیسائی پر حج ابن خدا کہنے لگے مسلمانوں نے داڑھیوں اور تہبندوں سواکوں ڈھیلوں کو اسلام سمجھ لیا۔ پھر دو سطر بعد لکھتا ہے۔ پھر حج جاتری نماز، زکاۃ، روزے، عمرت وغیرہ وغیرہ سب کے سب بے مطلب رسوم اور بے نتیجہ شعار ہو گئے۔" الخ تذکرہ ص۷ نبی آخر الزماں علیہ السلام کا واحد مطمح نظر رہ گئے زمین پر غلبہ حاصل کرنا اور امت عرب کو بقار دوام کے معراج پر پہنچانا تھا یہی ان کے مبعوث ہونے کی واحد اور صحیح غرض تھی۔ تذکرہ ص۷ کرشن علیہ السلام تذکرہ ص۲۸ اگر آج اسلام کسی بڑی بڑی پگڑیوں والے مولوی حضرات یا گز بھر لمبی داڑھیوں والے فقیہوں کی کم فہمی کے باعث سواکوں اور ڈھیلوں استنجاؤں پائجاموں اور عماموں اور داڑھیوں کے اندر گھس چکا ہے اگر اس کی اشد شدید حکمت اور مبلغ علم حیض و نفاس کے مسئلوں گردن مروڑی مرغیوں کی تشریحوں آمین بالجہر رفع یدین کی بحثوں پر ختم ہو چکے ہیں" الخ تذکرہ ص۹۱ قرآن کی الصلاۃ "صرف نوکر کا بیچ وقتہ سلام ہے" چار سطر بعد لکھتا ہے مگر عبادت قطعاً نہیں۔

تذکرہ ص۹۲ "ایسی عبادت وقت اور مقام قوموں اور قعدوں رکعتوں اور رکنوں سے قطعاً مستغنی ہے فجر ظہر عصر اور مغرب عشا یا اشراق سے اس کو کچھ واسطہ نہیں یہ ایک پیہم اور مسلسل عمل ہے چند لمحوں تک کھڑا ہونا یا بیٹھ جانا اس کو ادا کرنے کا اسلوب نہیں قرآن کی بتائی ہوئی الصلاۃ اگر کسی معنوں داخل عبادت ہے تو اس لئے کہ یہ بھی ادب بیسوں حکموں میں خدا کا ایک حکم ہے" تذکرہ ص۹۸ پس اصل دین میرے نزدیک توحید ہے اور توحید قلوب کے اندر پیہم بت شکنی کرتے رہنا ہے یہی عبادت خدا ہے صوم و صلاۃ حج و زکاۃ کو رسماً عادتاً یا تعظیماً ادا کر لینا یا کلمہ شہادت کو بصحت تمام پڑھ لینا میرے نزدیک قطعاً کوئی عبادت نہیں" تذکرہ ص۹۹ "پتھر کی رسماً پرستش یا خدا کے آگے رسمی سجدے کر لینے سے کسی قوم یا فرد کے عابد خدا یا عابد ماسوا ہونے کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے مشرک یا موحد ہو جانے کا معاملہ طے نہیں ہو سکتا" فقط

الجواب۔ یہ تیسرا سوال مشرقی کے اقوال بد ترازابوال اور اس کے زبوں حال پر ملال بدمآل

سے متعلق آیا ہے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے غالباً ہر سوال میں نئے نئے اقوال پیش ہوئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی کتاب ایسے ہی خبیث اقوال کا خزانہ ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ اس کے اقوال اسلام کو کفر کفر کو اسلام ٹھہراتے ہیں۔ ایمان کو از بیخ برکندہ کرتے اور مشرق کے گڑھے ہوئے بے ڈول لاکھ ہزار نفریں ولاحول مذہب کو از نام اسلام پیش کرتے ہیں مسلمانوں کو کھلا کافر بت پرست مشرک بتاتے اتباع واطاعت انبیاء کو شرک بت پرستی سمجھاتے ہیں۔ ان میں ارکان اسلام وشعائر دین، سنن سید المرسلین کے ساتھ استہزا ان کی توہین بیین ہے۔ عبادتوں کے عبادت ہونے سے انکار۔ اسلام ومسلمین وعلماء دین واحکام شرع متین پر بے طرح بوچھار ہے اس کی کتاب میں ایسے اقوال ہیں جن کی کوئی تاویل صحیح نہیں ہو سکتی جن پر مطلع ہو کر فقہائے کرام کفر وعذاب میں شک وارتیاب موجب کفر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

جو لوگ اس کے ان اقوال پر مطلع نہیں ہیں اس کی جماعت میں شریک ہو گئے ہیں ان پر ابھی الزام نہیں۔ ہاں مطلع ہو کر پھر اس کی جماعت میں شریک رہیں گے تو ملزم ہوں گے اور اس کے کفر واستحقاق عذاب میں بعد اطلاع شک کریں گے تو خود اسلام سے خارج ٹھہریں گے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ دین کی اصل صرف توحید ہی مانتا ہے پھر عقل کا پتلا صرف جڑ ہی کو درخت جانتا ہے اسلام کے شعائر وارکان واحکام کا مضحکہ اڑاتے ان کے ساتھ استہزا کرتے ہوئے کہتا ہے "آج اسلام (تا) ختم ہو چکے ہیں"۔

اس کا خود ساختہ خود تراشیدہ مذہب جسے یہ اسلام بتاتا ہے وہ بھی تو ان سے معرا نہ ہوگا۔ اثباتاً و نفیاً کچھ تو ان امور کے بارے کہتا ہوگا۔ اور خود اس کا دل بھی۔ تو کیا اس کے طور پر کوئی اور بھی ایسا کہہ سکتا ہے کہ مشرقی کا اسلام اس کے اور اس کے متبعین کی شرم گاہوں میں گھس پکا ہے کہ انھیں ڈھیلے سے صاف کریں یا پانی سے یا کپڑے سے یا کاغذ سے یا یوہیں لتھڑا رکھیں۔ یہ لوگ اذان کی عورتیں قبل جماع بحال جماع بعد جماع یہ کریں یہ نہ کریں۔ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت رکھیں یا نہ رکھیں ہر ایک کے لئے یا خاص خاص کے واسطے یا کسی ایک شخص کے لئے انھیں برائے استمتاع پیش کیا کریں انھیں چھپائیں یا کھلا رکھیں ہر ایک کو دکھائیں۔ موئے زیر ناف رہنے دیں یا صاف کریں۔ کریں تو کب کتنے دن بعد اور کس طرح کس کس چیز سے۔ حیض ونفاس والیاں کیا کیا کریں ان کے ساتھ کیا کیا جائے کیا نہ کیا جائے؟ اگر اس کا خود ساختہ دین اس سے بالکل معرا بفرض غلط ہو تو کیا اس کے دین کو کوئی ایسا کہہ سکتا ہے کہ اس کا دین اس کی بی بی، ماں، بیٹی، بہن، بھتیجی، پھوپھی، خالہ، بھانجی اور ہوتی سوتی کی اگلی پچھلی اور خود اپنی شرم گاہوں

میں گھس چکا ہے؟ اپنے متبعین کی مقعدوں اور فرجوں میں دھنسا ہوا ہے؟ زنا و لواطت اور حیض و نفاس اور بول و براز کی نجاست میں پڑا ہے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ خدا سے اور اس کے متبعین اس کے اقوال کے قبول کرنے والوں کو توبہ کی توفیق دے۔ آمین واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از بریلی محلہ مسئولہ ۱۶ صفر مظفر ۱۳۵۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین چند امور مندرجہ ذیل سوالات پر عمل کرنے والا کافر ہو گیا یا نہیں؟

۱۔ قرآن حکیم آیت کریمہ ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمنا کا صحیح مطلب کیا ہے مفسرین کی اس آیت کے متعلق کیا رائے ہے اور حدیث شریف سے کیا شہادت ہے؟ مفصل اور مدلل جواب کی ضرورت ہے۔

۲۔ کسی مسلمان کے خلاف نہ ہونا اور اپنے بڑے کا کہنا ماننا۔ ۳۔ سب ہمسایہ طاقتوں سے رواداری رکھنا۔ ۴۔ مجاہدانہ اور سپاہیانہ قابلیتیں پیدا کرنا اور ورزش کرنا۔ ۵۔ اللہ اور اسلام کی راہ میں ہر وقت اپنا مال و جان حتیٰ کہ فرزندوں کو قربان کرنے کی طاقت پیدا کرنا۔ ۶۔ پابندی وقت کرنا۔ ۷۔ خدا کے سوا کسی طاقت سے خوف نہ کھانا۔ ۸۔ روئے زمین کی بادشاہت اور اسلام کا اجتماعی غلبہ پیش نظر رکھنا۔ ۹۔ روحانی جذبات کو پیدا کرنا شیطانی اور نفسانی جذبات کو کچل دینا۔ ۱۰۔ خدمت خلق بغیر کسی اجرت کرنا۔ ۱۱۔ نماز پر قائم رہنا اور باقی ارکان اسلام پر عمل رہنا۔ ۱۲۔ صف میں برابر کھڑے ہو کر مسلمانوں کی اونچ نیچ کو برابر کرنا۔ ۱۳۔ تمام غفلتوں اور سستیوں کو دور کرنا۔ ۱۴۔ ہر مسلمان کو ایک لڑی میں پرو کر بنیان مرصوص بنانے کی سعی کرنا۔ ۱۵۔ سننے والا اور عامل ہونا کہنے والا اور نہ کرنے والا نہ ہونا۔ ۱۶۔ حتی الوسع مسلمانوں سے سودا خریدنا۔

الجواب آیت میں سلام یا بمعنی القیاد ہے۔ یا سلام سے مراد سلام تحیۃ اسلام ہے۔ شان نزول آیت یہ ہے۔ کہ مرداس بن نہیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے۔ ان کی قوم مسلمان نہ ہوئی۔ اس قوم پر غازیان اسلام کو روانہ فرمایا گیا وہ ان کے آنے کی خبر سن کر بھاگ گئے۔ اور مرداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں باقی رہ گئے کہ اپنے اسلام سے اپنے آپ کو قتل سے بچالیں گے۔ جب غازیان اسلام کو دیکھا بایں خیال کہ یہ کوئی اور قوم ہوا اپنی بکریاں لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے۔ جب غازی وہاں تک پہونچے اور تکبیر کہی تو

ف سورۂ نساء رکوع ۱۲

انھوں نے بھی تکبیر کہی اور پہاڑی سے اترے اور کلمۂ شہادت پڑھا اور علیکم السلام کہا۔ اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں قتل کر دیا۔ یہ خبر حضور پر نور علیہ الصلاۃ والسلام کو پہنچائی گئی حضور نے فرمایا تم نے انھیں مال غنیمت کے لئے قتل کیا پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ آیت کا مطلب یہ ہوا کہ جو شخص ایسا جس کے اصرار علی الکفر سے تم ناواقف ہو اظہار اسلام کرے اسے قتل نہ کرو۔ اس کے قتل سے رکے رہو تاکہ اس کے حال کی تفتیش کر کے اس پر وقوف پاؤ۔ اگر محض زبانی ہو جیسے منافقوں کا اظہار اسلام اور وہ سچے دل سے اسلام نہ لائے قابل قتل ہوگا اگرچہ یہ نہ دے گا اور اگر بعد تفحص یہ کھلے کہ وہ سچے دل سے اسلام نہ لایا ہے تو وہ مسلمان ہے۔ ناحق اس کا قتل حرام اشد کبیرہ ہوگا۔ سیاق و سباق آیت دیکھو فرماتا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَتَبَیَّنُوْا وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَیْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِیْرَةٌ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ فَتَبَیَّنُوْا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا[1] اے ایمان والو جب تم جہاد کو چلو تو تحقیق کر لو اور جو تمہیں سلام کرے اس سے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں یعنی جس میں اسلام کی کوئی علامت پاؤ اس سے ہاتھ روکو اس کے قتل میں جلدی نہ کرو۔ جب تک اس کا کفر ثابت نہ ہو جائے (تم چاہتے دنیا کا اسباب چاہتے ہو تو اللہ کے پاس بکثرت غنیمتیں ہیں پہلے تم بھی ایسے ہی تھے (یعنی جب تم اسلام لائے تھے تو تمہاری زبان سے کلمۂ شہادت ہی نے تمہاری جان مال محفوظ کر دیئے تھے۔ تمہارا یہ اظہار اسلام نالائق اعتبار نہ ٹھہرایا گیا تھا) پھر اللہ نے تم پر احسان کیا تو تم پر تحقیق کرنا لازم ہے بے شک اللہ تمہارے کرتوت سے خبردار ہے۔

تفسیرات احمدیہ میں حضرت عارف باللہ ملا احمد جیون قدس سرہٗ استاذ سلطان عالمگیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ معنی الایۃ یایھا الذین اٰمنوا اذا ضربتم ای سرتم فی طریق الغزو فتبینوا ای اطلبوا بیان الامر وثباتہ ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمنا والسلام ھو الانقیاد والتسلیم الذی ھو تحیۃ اھل الاسلام حال کونکم تبتغون بھذا القول عرض الحیوۃ الدنیا ای عنی المال والغنیمۃ التی ھی سریع النفاد فعند اللہ مغانم کثیرۃ تغنیکم عن قتل رجل یظھر الاسلام ویتعوذ بہ من التعرض یعنی ان رجلا اذا القی الیکم السلام ویدعی الاسلام فلا تقتلوہ بل تقولونہ لاجل متاع الدنیا وھو الغنیمۃ فلا تفعلوا کذلک بل توقفوا حتی تعلموا ایمانہ وقد اخفاکم اللہ

[1] پ۵ سورۂ نساء آیت ۹۴، جلد ۱ صفحہ ۳۸۵ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب

تعالیٰ بالغنایم الکثیرۃ لا احتیاج لکم الی غنیمۃ رجل مسلم وان تدعوا انہ لا یوافق لسانہ قلبہ فکذالک کنتم من قبل ای اول ما دخلتم فی الاسلام سمعت من افواھکم کلمۃ الشھادۃ فحصنت دمائکم واموالکم من غیر اطلاع علی مواطاۃ قلوبکم لا لسنتکم فمن اللہ علیکم بالاستقامۃ و الاستشھاد بالایمان فافعلوا بالداخلین فی الاسلام کما فعل بکم فتبینوا فی ذالک ولا تھافتوا فی القتل وھذا مضمون الایۃ بحسب ماذکرہ فی الدارک وقال ھو فی نزولہ روی ان مرداس بن نھیک اسلم ولم یسلم من قومہ غیرہ فغزتھم سریۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فھرب واہلی مرداس توقعہ باسلامہ فلما رأی الخیل اقبلت غنیمتہ الی جبل من الجبل وصعد فلما تلاحقوا وکبروا کبر ونزل وقال لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیکم السلام فقتلہ اسامۃ بن زید واستاق غنیمتہ۔ فاخبروا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوجد وجدا شدیدا وقال قتلتموہ ارادۃ ما معہ ثم قرأ الایۃ۔

حدیث میں ہے کہ حضور جب لشکر روانہ فرماتے فرماتے اگر تم مسجد دیکھو یا اذان سنو تو قتل نہ کرنا آیت کا سیاق وسباق بتا رہا ہے اور حدیث و فقہ سب شاہد کہ آیت کا یہ مطلب نہیں کہ جو کوئی اسلام کا اظہار کرے یا تم پر سلام کرے وہ مسلمان ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ یہود و نصاریٰ کوئی اہل کتاب اگر کہے میں مومن ہوں تو اس کا اعتبار نہ کیا جائے گا کہ وہ اپنے دین ہی کو ایمان سمجھتا ہے۔ نہ کہ صرف السلام علیکم کہنے پر اسے مسلمان سمجھ لیا جائے بلکہ اگر کلمہ شہادت بھی پڑھے تو بھی اسے صرف اتنا نفع نہ دے گا جب تک اپنے دین باطل کو باطل نہ کہے اور اس سے اظہار بیزاری نہ کرے۔ یوں ہی مدعیان اسلام سب اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں بلکہ اپنے آپ ہی کو مسلمان کہتے ہیں تو ان کا السلام علیکم کہنا کلمہ شہادت پڑھنا اور طرح طرح اظہار اسلام کرنا انھیں کیوں کر نافع ہو سکتا ہے باوجود ان کے ان کفروں کے جنھیں انھوں نے اسلام سمجھا ہے۔

آج بہت ہندو جب مسلمانوں سے ملتے ہیں السلام علیکم کہتے ہیں کیا وہ اس سے مسلمان ہو جاتے ہیں؟ تحریف کلام مسلمان کا کام نہیں خصوصاً کلام الٰہی میں۔ یہ تو یہود کی صفت ہے جسے قرآن عظیم میں فرمایا یحرفون الکلم عن مواضعہ بات کو اس کے محل اس کے موضع سے پھیرتے کہیں سے توڑ کر کہیں جوڑتے ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ آیت کے یہ معنی ہوں تو جو کوئی بھی کسی مسلمان پر سلام

* سورۂ نساء آیت ۹۴

کرے مسلمان ہو جائے۔ حاشا نہ یہ دین اسلام کا حکم ہے۔ نہ عقل ہی کا مقتضیٰ۔ بت پرست بتوں کو پوجتا ہے مجوسی آگ کی پرستش میں مبتلا ہے۔ نصرانی تین خدا اور عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتا رہے۔ یہودی حضرت عزیر کو ابن اللہ کہتا رہے۔ اور اور کفریات کرتا رہے پس مسلمان پر سلام عرض کرے اور پکا مسلمان۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

یوہیں وہ فضی قرآن کو قرآن نہ مانے بیاض عثمانی کہتا رہے، تغیر و تبدیل کمی بیشی کا قائل رہے۔ مولیٰ علی و اہل بیت کرام کو سوائے حضور علیہ الصلاۃ والسلام تمام انبیاء عظام سے افضل و اعلیٰ بلند و بالا مانتا رہے۔ مولیٰ علی میں خدا کا معاذ اللہ حلول مانتا رہے۔ مولیٰ علی کو خدا جانتا رہے، جبرئیل امین کو نبوت رسالت پہونچانے میں غلطی و غلط کار ٹھہراتا رہے کہ خدا نے نبوت بھیجی مولیٰ علی کے لئے تھی جبرئیل نے (معاذ اللہ) غلطی کی کہ حضور کو دے گئے۔ دنیا میں رجعت اموات کا قائل رہے، خدا کو کہتا رہے کہ خدا ایک حکم دیتا ہے پھر معاذ اللہ بھولتا رہتا ہے، وغیرہ وغیرہ ہذیانات۔

وہابی۔ دیوبندی اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص کرتا رہے، امکان کذب باری ہی نہیں معاذ اللہ وقوع کذب کا قائل رہے، حضور کے علم کو شیطان کے علم سے کم بتاتا رہے، حضور کے علم کو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم حتیٰ ہر کاسۂ زمین داخل کہے علم کے ناپاک تشبیہ دیتا رہے، حضور کے لئے کہتا رہے کہ انھیں دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں بلکہ اپنے خاتمہ کا بھی حال معلوم نہیں، وہ (معاذ اللہ) مر کر مٹی میں مل گئے وغیرہ وغیرہ خرافات۔

قادیانی مرزا کو نبی اور مجدد مانتا رہے۔ قادیانی عیسیٰ کلمۃ اللہ علیٰ نبینا و علیہ السلام کی طرح طرح توہین کرتا رہے۔ قادیانی کہتا رہے ہے ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے، قادیانی قرآن کو جھٹلاتا رہے نبی کی تکذیب کرتا رہے، قادیانی اور رسل علیہم الصلاۃ والسلام کی توہین کرتا رہے، وغیرہ وغیرہ خرافات۔

یوہیں مشرقی اور اس کے اقوال بد تر از اقوال کو ماننے والا بکتا رہے کہ مشرقی نبیاء عظیم الشان جسے تذکرہ صفحہ پر بھی نبوت کہا۔ وہ بکتا رہے تذکرہ صفحہ ۹ "لوگ انبیاء کی وساطت سے قانون خداوندی کی تعمیل کرنے اور ان کو ذریعہ علم سمجھنے کے بجائے ان کے پیچھے لگ گئے فرقہ بندی ہو گئے۔ خدا کو تسلیم کرنے اور مسلم بننے کے بجائے (نام محمدی بن گئے۔ ان کو سراہنا اور اپنے افعال اعمال میں بت بنالینا جزو دین جانا۔" اس کا صاف کھلا مطلب ظاہر کہ جو مسلمان کہے جاتے ہیں یہ مسلمان نہیں ہیں یہ خدا کو تسلیم نہیں کرتے مسلمان نہیں بنے۔

انھوں نے خدا کو ماننے اور مسلمان ہونے کے بجائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سراہنا اپنا جزو دین اور انھیں رب بنا لیا یہ ان کے متبع ہوئے۔ محمدی بن گئے تو مسلم نہیں مشرک ہوئے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

حضور کی اتباع اور حضور کے سراہنے اور حضور کے سنن پر عمل کرنے کو کفر و شرک بتایا اور خدا کو نہ ماننا ٹھہرایا۔ نماز، روزے، حج، زکاۃ، ارکان اسلام اور شعائر دین اور سنن سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ استہزا کرتا ہے۔ نماز وغیرہ فرائض کے عبادت ہونے کا انکار کرتا ہے، ہنود کی پوجاؤں سے انھیں ملاتا ہے، انھیں بے نتیجہ بے مطلب رسم بتاتا ہے، نماز کو اسلام نہ مانے پتھر کی پرستش کو کفر نہ جانے [illegible] مسلمانوں نے داڑھیوں نہ رکھنے والوں کو اسلام کھو دیا" ص۱۰ "حج جائزی نماز کا ذکر ہی نہیں" ص۱۱ "داڑھی برت وغیرہ وغیرہ سب کے سب بے مطلب رسوم اور بے نتیجہ شعار ہو گئے" ص۴۸ "اگر آج اسلام کسی بڑی بڑی پگڑیوں والے مولوی حضرات یا گز گز بھر کی داڑھی والے فقیہوں کی کم نگہی کے باعث مسواکوں اور ڈھیلوں استنجاؤں پائجاموں اور عمامہ اور داڑھیوں کے اندر گھس چکا ہے اگر اس کی اشد شدید رکت اور مسلم حکم جس ونفاس کے مسئلوں گردن مروڑی مرغیوں کی تشریحوں آمین بالجہر رفع یدین کی بحثوں پر ختم ہو چکے ہیں" ص۱۰ قرآن کی الصلاۃ صرف نوکر کا بیج وقتہ سلام ہے۔ مگر عبادت قطعاً نہیں" ص۹۹ "اصل دین میرے نزدیک توحید ہے اور توحید قلوب کے اندر بہم بہت تمکن کرتے رہنا ہے۔ یہی عبادت خدا ہے۔ صوم وصلاۃ حج وزکاۃ کو رسماً عادتاً یا تعظیماً ادا کر لینا یا کلمۂ شہادت کو بصحت تمام پڑھ لینا میرے نزدیک قطعاً کوئی عبادت نہیں" ص۹۹ "پتھر کی رسمی پرستش یا خدا کے آگے رسمی سجدے کر لینے سے کسی قوم یا فرد کے عابد خدا یا عابد اسوا ہونے کا فیصلہ نہیں ہو سکتا اس کے مشرک یا موحد ہونے کا معاملہ طے نہیں ہو سکتا" وغیرہ وغیرہ ابلیسات بکتا رہے۔ بس مسلمان پر عرض سلام کرلے پکا مسلمان۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

سلام نہیں اگر دین بدلت کلمۂ اسلام رہتا ہے اور سارے ارکان اسلام بجا لاتا ہے جب تک ان اقوال اور ان جیسے ہادم دین ہیچ مدن اسلام، اقوال بدتر از ابوال سے توبہ نہ کرے گا ہرگز مسلمان نہ ہوگا۔ پھر کس نے مشرقی اور اس کے متبعوں کی تکفیر ان سوا۱۲ باتوں پر، جو سوال میں مذکور ہیں کہ جس کے لئے فتوی طلب کیا جاتا ہے؟ یہ بھی وہی تحریف کلام ہے۔ مشرقی کے ان ہولناک نجس ناپاک اقوال پر تکفیر ہے۔ اور اس کے ماننے والوں پر اس شرط پر کہ اس کے ان اقوال بدتر از ابوال پر مطلع ہو کر اسے مسلمان جانیں، نہ ان سوا

پر ان سوالات امور (جو چوبیس سے سائل نے دکھائے آنکھ بچائے ہیں) کے رد کا کیا مطلب ہے؟ وکسی مسلمان کے خلاف نہ ہونا یہ مسلمان سے واقعی مسلمان مراد ہے یا ہر مدعی اسلام قادیانی رافضی وہابی دیوبندی نیچری وغیرہ؟

بہر حال یہ ایک بیہودہ محض لغو ولایعنی باطل بے معنی بات ہے۔ شرعاً عقلاً ہر طرح۔ کہ ہر اختلاف سے تحرز ناممکن۔ یہ جن کا اصول ہے وہ خود اس پر کبھی کاربند نہیں نہ ہو سکتے ہیں۔ جو مسلمان واقعی ہو اس سے بھی اختلاف کبھی شرعاً عقلاً ضروری ہوتا ہے۔ نہ کہ غیر واقعی اور محض نام کے مسلمان سے۔ نام کے مسلمان سے واقعی مسلمان کا اختلاف تو ہر وقت ہے۔ اس وقت تک جب تک وہ نام کا مسلمان۔ سچا مسلمان نہیں اس کے خلاف نہ ہونا کیا معنی؟ سنی مسلمان سے ہزار اختلاف ہو سکتے ہیں۔ عقائد میں نہیں اعمال میں۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر جو فرض ہے اس فرض کا ادا کرنے والا بے شمار بار بداعمال لوگوں بد دینوں بد مذہبوں کے خلاف ہوگا۔ سیکڑوں اختلاف دنیوی ہوتے ہیں۔ ہزاروں دعوی محض باطل ہوتے ہیں تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ باطل سے باطل بات کہنے والے مسلمان اور مدعی اسلام سے کبھی اختلاف نہ کیا جائے گا۔ ہر باطل و ناحق کو حق۔ غلط کو صواب۔ کذب کو صدق مانا جائے گا کہ ایسا نہ ہوگا تو مسلمان (اور مدعی اسلام نام کے مسلمان) کے خلاف ہوگا اور نہ خلاف ضابطہ خلاف قاعدہ خلاف اصول ہوگا۔ پھر مسلمان مسلمان سے ہزارہا اختلاف موجود ہیں۔ اور مسلمان اور نام کے مسلمان سے تو دینی اختلاف ہے۔ اور اصول ٹھہرایہ کہ کسی مسلمان کے خلاف نہ ہوگا۔ تو بتایا جائے کہ کس طرح سب سے اتفاق ہوگا کسی سے اختلاف نہ ہوگا؟

مشرقی کے متبعین پر اپنے اس اصول سے بھی لازم کہ وہ مسلمانوں سے خلاف نہ ہوں۔ مشرقی کے بام اساس دین و ایمان، جج کن مسلمان یقین کرنے میں مسلمانوں کے ساتھ اتفاق کریں۔ نیز اپنی یہ خاکساری چھوڑیں۔ اور ہر وہ بات جو اس کے متعلق مسلمان کہتے ہیں اسے مانیں۔ جو ہیں اپنے سے چھوٹے اور برابر والے کا بحیثیت اس کے کہ وہ مسلمان ہیں اور عمر یا علم و فضل یا مال و دولت کسی طرح مسلمان بڑے کا بحیثیت اس کے بھی کہ وہ بڑا ہے بڑے کا ہر کہا ماننے کے متعلق بھی اسی طرح سمجھیں۔ کہ بڑا اگر کسی ناجائز بات کے لئے کہتا ہے تو ہرگز اس کا کہا ماننا نہ چاہئے۔ حدیث میں ہے لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق اگر یہ عبارت یوں ہوتی کہ کسی سنی مسلمان کے بے سبب معقول اور بے وجہ مقبول

لہ جامع ترمذی جلد اول ص۳

خلاف نہ ہونا اور اپنے بڑے کا ہر جائز کہا ماننا" تو کوئی خرابی نہ ہوتی۔

اگر عبارت یوں ہوتی تو سائل کا مطلب نہ بنتا کہ سادہ لوح مجیب سے اسے عبارت کے اس طرح ہوتے ہوئے جواب اپنے حسب مرضی ملنے پر اسے تو اپنی دستاویز بنانے کی امید تھی کہ مشرقی پڑھا لکھا سکے کہ فلاں مفتی صاحب نے فتویٰ دے دیا ہے۔ ہم ان کے فتوٰی سے مشرقی کا کہنا مانتے اس کے خلاف نہیں ہوتے ہیں۔ انھوں نے ہمارے اس اصول ۲ کو پسند کیا مسلمان کے خلاف نہ ہونا اچھی بات ہے۔ بڑے کا کہنا ماننا عمدہ بات ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ لطف یہ کہ مشرقی کے طور پر اسلام کفر ہے اور سارے مسلمان کافر۔ اور اس کے قول سے خود وہ بھی مسلمان نہیں ٹھہرتا تو یہ اصول بے معنی ہے۔ ہاں وہ جو اس نے یورپی اقوام کے لئے کہا کہ وہ متقی اور محبوب خدا ہیں اگر ان کے خلاف نہ ہونا مراد ہے تو اس صورت میں بے معنی تو نہ ہوگا۔

۲۔ اصول ۲ کا کیا مطلب ہے یعنی جو کچھ وہ کریں انھیں کرنے دینا چاہے الٹی چھری سے اسلام کو ذبح کریں اور کرتے رہیں۔ بایں خلافت کی طرح صاف کہہ دینا کہ میں ہندو بھائی سے نہ لڑوں گا چاہے وہ میری ماں کو بے عزت کریں، چاہے وہ میرے قرآن کو پھاڑ ڈالیں۔ پھر ۳ میں مجاہدانہ اور سپاہیانہ قابلیتیں پیدا کرنا کس لئے؟ ہاں اگر ہم سایہ طاقتوں سے رواداری رکھی جائے اور یہ قابلیتیں اس لئے ہم کی جائیں کہ مسولینی اور ہٹلر کے ساتھ لندن واسپین وغیرہ پر گولہ برسائے جائیں۔ ہم پھینکے جائیں۔ یا ملک سے باہر کہیں اور اپنے ہم سایہ طاقت کانگریس کے ساتھ افغانستان وترکستان وعراق وغیرہ پر یا ہندوستانی ریاستوں پر جہاد کرنے کا خیال ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ ہم سایہ طاقتوں سے تو رواداری برتی جائے گی وہ اسلام کے ساتھ کیسی ہی کچھ حرکتیں ظاہر کریں اس کی بیخ کنی میں دقیقہ اٹھا نہ رکھیں پھر بھی ہر وقت اپنا مال وجان حتی کہ فرزند وزن قربان کرنے کا موقع۔ اللہ اور اسلام کی راہ میں کب ہوگا؟ کیا وہی مشرقی کے متقی اور محبوب خدا لوگوں اور اس کے گڑھے ہوئے اسلام کی راہ میں؟ کہ ہمارے اسلام کو تو اس کے اقوال کفر بتاتے ہیں۔

مسئلہ ۴۲ از محلہ ملوک پور مسئولہ اختر یا نفاں شوزر مرچنٹ وقت صبح بار دوم بعد مغرب از ذخیرہ مرسلہ محمد علی صاحب پسر مولوی مسعود علی صاحب بدست رضا حسن خاں صاحب رام پوری حال آگرہ الحق صاحب مرحوم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس صورت میں کہ ہم مذہب اہل سنت وجماعت ان تمام عقائد سے جو ہمارے مذہب اور عقائد کے خلاف ہیں بیزار ہیں بیزار رہیں گے اس حالت میں اگر ہم ایک جماعت خاکساران طیار کریں اور اس میں شریک ہوں اور خاکساران میں جو ناظم اعلیٰ ہو اس کے اصول میں باستثنا اس کے عقائد کے اس کا اتباع کریں ایسی صورت میں کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا ذخیرہ کے سوال میں جس عبارت پر خط کردیا گیا ہے اس کی بجائے یہ عبارت ہے خاکساران میں جو ناظم اعلیٰ ہو اور وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو۔

الجواب جو کوئی ادعا اسلام کرتا ہے اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو ضروری نہیں کہ وہ فی الحقیقت مسلمان ہو۔ خصوصاً اس زمانہ قرب قیامت میں۔ قرب قیامت تو حالت یہ ہوگی کہ حدیث میں فرمایا صبح کرے گا اس حال میں کہ مسلمان ہوگا شام اس حال میں کرے گا کہ کافر ہوگا۔ شام کو مسلمان ہوگا صبح کافر ہوجائے گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ قرآن عظیم کا ارشاد ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ[1] عہد شریف حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی تک منافق نہ رہے کہ پھر منافقوں کا بیج مارا گیا ہو۔ ہر زمانہ میں رہے اور آج تو وہ اس کثرت سے ہیں جن کا شمار نہ کیا جائے مشرق کے طور پر تو اسلام کفر ہے اور مسلمان سب کافر اور عہدہ بھی اس گڑھے ہوئے اسلام پر بھی مسلمان نہیں ٹھہر سکتا۔ اس کے اقوال پچھے ہوئے نہیں چھپے ہوئے ہیں ان پر مطلع ہوتے ہوئے سوال میں یہ لکھنا کہ ناظم اعلیٰ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو بہت ہی عجیب ہے خصوصاً اس عبارت کے ساتھ کہ وہ ان تمام عقائد سے جو ہمارے مذہب اور عقائد کے خلاف ہیں۔ اپنے آپ کو مسلمان کہہ دینے سے کوئی شخص باوجود اپنے کفریات پر اصرار کے مسلمان ٹھہر جاتا ہے اور اس کے کفریات مٹ جاتے ہیں۔ مگر یہ قرآن کے خلاف ہے ابھی اوپر آیت ذکر ہوئی کہ بعض لوگوں سے وہ ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ اور قیامت پر حالاں کہ وہ مسلمان نہیں۔ وہ اللہ اور مسلمانوں کو فریب دینا چاہتے ہیں۔ اور وہ فریب نہیں دے رہے ہیں مگر اپنی جانوں کو اور انھیں اس کا شعور نہیں۔[2]

اللہ سچا اور اس کا کلام سچا۔ تو محض ادعا اسلام اس کے کام نہیں آسکتا۔ جو سنی مسلمان اپنے دین ومذہب پر قائم رہتے ہوئے کسی کافر سے اگرچہ وہ کیسا ہی اظہار مودت ومصداقت کرتا ہو جو موالات کرے گا اگرچہ فقط اتنا ہی کہ اس کا حلیف بنے بحکم قرآن وحدیث شدید گنہگار ہوگا خصوصاً مرتد سے اگرچہ وہ اسلام کا مدعی ہو کہ مرتد

---

[1] سورۂ بقرہ آیت ۸۔

[2] سورۂ بقرہ آیت ۹۔

سے تو نری معاملت بھی حرام ہے۔ تو کسی کافر خصوصاً مرتد کو والی بنانا اس کے ہاتھوں پٹنا اسے سربراہ کار کرنا کیا اشد حرام ہوگا؟ یہ تو موالاۃ صوریہ کا حکم ہے اور اگر معاذ اللہ حقیقیہ ہو جب تو آفت بہت سخت ہے۔ ایسے کے لئے قرآن عظیم کا ارشاد ہے مَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ اور فرماتا ہے لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ اور فرماتا ہے وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ۔

حرمت موالات کفار کی آیات بہت کثیر ہیں یہاں دو تین آیتیں ذکر کی جاتی ہیں فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ اے ایمان والو انھیں جنھوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل ٹھہرا لیا جنھیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور سب کفار ان میں کسی کو حبیب نہ بناؤ ولی و مددگار نہ ٹھہراؤ اور اللہ سے ڈرو اگر تم مسلمان ہو۔ اور فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ۝ اے مسلمانو اپنے غیروں سے کسی کو رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری نقصان رسانی میں کمی نہ کریں گے۔ تمہارا مشقت میں پڑنا ان کی دل کی تمنا ہے۔ دشمنی ان کے منہوں سے ظاہر ہو چکی اور وہ جو ان کے سینوں میں دبی ہے اور بڑی ہے ہم نے تمہارے لئے نشانیاں صاف بیان فرما دیں اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَيَبْتَغُونَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۝ منافقوں کو مژدہ الیم کی بشارت دیجئے جو مسلمانوں کے سوا کافروں کو یار بناتے ہیں۔ کیا کافروں کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں تو عزت تو ساری اللہ کے لئے ہے۔ اسی کے قبضہ میں ہے۔

تفاسیر دیکھئے تفسیر ابن جریر میں پہلی آیت کے نیچے ہے لا تتخذوهم ايها المؤمنون انصارا و اخوانا و حلفاء فانهم اعداء الله و اعداء رسوله و اعداء المؤمنين و انكم ان فعلتم ذلك فقد صار حكمكم حكمهم و صار الله منكم بريئا۔ اے مسلمانو کافروں کو مددگار یا بھائی اور حلیف نہ بناؤ وہ تمہاری ضرر رسانی میں کمی نہ کریں گے اگرچہ دوستی اور یارانہ ظاہر کریں۔ تفسیر کبیر میں امام فخر الملۃ والدین رازی زیر آیۂ ثانیہ تحریر فرماتے ہیں۔ انّ المسلمين كانوا يشاورونهم في امورهم و يواسونهم لما كان بينهم من الرضاع و الحلف فبين انهم و ان خالفوهم في الدين فهم في صفوت

لهم فی اسباب المعاش فنهاهم اللہ تعالیٰ بهذه الآیة عنه فمنع المؤمنین ان یتخذوا بطانة من غیر المؤمنین فیکون ذلک منهیا عن جمیع الکفار۔ وقال تعالیٰ[1] یا ایها الذین اٰمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء۔ یعنی کہ مسلمان کچھ یہود سے اپنے معاملوں میں مشورہ لیا کرتے اور باہم موانست رکھتے دل بہلایا کرتے کہ کوئی کس کا دودھ شریک تھا کوئی کسی کا حلیف تھا اس گمان پر یہ مشورت وغیرہ تھی کہ وہ اگرچہ دین میں ہمارے مخالف ہیں دنیوی امور میں تو ہماری خیر خواہی کریں گے۔ تو اللہ عزوجل نے اس آیت سے انہیں اس مشورت وغیرہ سے روکا اور حکم فرمایا کہ کسی کافر کو اپنا رازدار نہ بناؤ۔ تو یہ ممانعت صرف یہود سے نہیں جمیع کفار سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے اور اپنے دشمن کو یار نہ بناؤ اھ۔

علامۃ الوجود حضرت سیدی ابوالسعود علیہ الرحمۃ ربہ الودود تیسری آیت سوم فرماتے ہیں بیان لنہیہم عما ظہر منہم من بطون موالاۃ الکفرۃ العزۃ والغلبۃ فان العزۃ للہ جمیعا تعلیل لبطلان رایہم فان احضار جمیع افراد العزۃ فی جنابہ عزوعلا بحیث لا یبقی الا اولیاء۔ وقال تعالیٰ وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین یقتضی بطلان التعزز بغیرہ واستحالۃ الانتفاع بہ۔ تفسیر لباب التاویل میں ہے المعنی لا یجعل المؤمن ولایتہ لمن ہو غیر المؤمن نہی اللہ المؤمنین ان یوالوا الکفار او یلاطفوہم لقرابۃ بینہم او لصحبۃ او معاشرۃ۔ مدارک میں ہے ای لا تتخذوہم اولیاء تبصرونہم وتستشیرونہم وتوادونہم وتعاشرونہم معاشرۃ المؤمنین۔ کبیر میں ہے المراد ان اللہ تعالیٰ امر المسلمان لا تتخذ الحبیب والناصر الا المخلص نیز اسی میں ہے لا تتخذوہم اولیاء ای لا تعتمدوا علی الاستنصار بہم ولا توادوا الیہم۔ تفسیر ابوالسعود وفتوحات الٰہیہ میں ہے نہوا عن موالاتہم لقرابۃ او صداقۃ جاہلیۃ ونحوہا من اسباب المصادقۃ والمعاشرۃ وعن الاستعانۃ بہم فی الغزو وسائر الامور الدینیۃ۔

ان آیات اور تفاسیر کی عبارات سے روشن کہ کسی کافر سے دوستی بھائی چارہ محبت ان کو انصار و مددگار بنانا ان کے حلیف بننا ان سے مل کر ظہور عزت چاہنا تمنی گمان سے مشاورت وموانست دینی امور تو نہیں دنیوی باتوں ہی میں بھی ان سے ملاطفت ان سے مسلمانوں کی معاشرت سب حرام ہے۔ تو مرتد تو مرتد ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ، کافر سے میل کیسا اس کی طرف ادنیٰ میل حرام ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ ان کی طرف ادنیٰ میل نہ کرو جنہوں نے ظلم کیا۔ کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔ کافروں بلکہ فاسقوں سے مجالست کی ممانعت ہے۔ مولیٰ عزوجل فرماتا ہے وما ینسینک

---

[1] سورۃ ممتحنہ آیت ۱ ، [2] تفسیر مدارک ص۲۸۶ ، [3] تفسیر کبیر جلد ۴ ص۲۴۵ ، [4] سورۃ ہود آیت ۱۱۳

الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظٰلمین اور اگر تجھے شیطان بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھ۔ تفسیرات احمدیہ میں ہے الظٰلمین یعم المبتدع والفاسق والکافر والقعود مع کلھم ممتنع۔ حدیث میں فرمایا لاتجالسوھم حدیث میں مبتدع کے بارے میں فرمایا من اعرض عن صاحب بدعۃ بغضاً لہٗ اللہ قلبہ امناً وایماناً ومن انتھر صاحب بدعۃ امنہ اللہ تعالیٰ یوم الفزع الاکبر ومن اھان صاحب بدعۃ رفعہ اللہ فی الجنۃ مائۃ درجۃ۔ ایک حدیث میں ہے من سلم علی صاحب بدعۃ اولقیہ بالبشر او استقبلہ بما یسرہ فقد استخف بما انزل علی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم۔ اور حدیث میں ہے اذا لقیتم صاحب بدعۃ فاکفھرا فی وجھہ۔ منافق کے لئے حدیث میں ارشاد ہوا۔ لاتقولوا للمنافق سیداً فان یکن سیدکم فقد اسخطتم ربکم عزوجل۔ تو منافق فاسق کی تعظیم حرام ہے۔ حدیث میں ہے اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتز لذلک العرش۔

تو کسی مرتد کے ساتھ دوستی محبت اس کی اطاعت اس کی نصرت اس سے استعانت اس سے مشاورت اس سے موانست وملاطفت اس سے خواہش غلبہ وعزت اس کے ساتھ عوام نہیں خواص مسلمین سے بھی بالاخص خواص کی سی معاشرت اسے رازدار سربراہ کار بنانا ہی نہیں اس کے ہاتھ پر اپنی گردن دے دینا اسے والی وامام ماننا کیسا اشد ظلم اور اشد حرام اخبث واشنع کام ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

آیات کریمہ واحادیث وتفسیر کے یہ ارشادات دیکھنے کے بعد سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرکے دل پر ہاتھ دھر کے کہو کیا وہ جس نے کہا کہ "لوگ انبیاء کی وساطت سے قانون خدا کی تعمیل کرتے اور ان کو ذریعہ علم سمجھنے کی بجائے ان کے پیچھے لگ گئے فرقہ بندیوں گئے خدا کو تسلیم کرنے مسلم بننے کے بجائے والی قولہا محمدی بن گئے۔ ان کو سراپا ان کو اپنے افعال واعمال میں بت بنالینا جزو دین بلکہ اسلام کو شرک ٹھہرا کر انبیا کی اطاعت وعبت ان کے سر اپنے کو بت بنالینا اسے شرک سمجھا کر خدا کی تسلیم سے اسے انکار اور سارے مسلمانوں کو نامسلم مشرک کافر صراحۃً بتا کر خود کافر مرتد ہوا یا نہیں؟ مبتدع نہیں فاسق کے متعلق اوپر حکم معلوم ہو چکا۔ تو خود بتاؤ کہ ایسے شخص کو والی وامام بنانے والا کیسا ہوگا؟ کیا وہ جس نے نماز اور ارکان اسلام کے متعلق یہ کہا کہ "صوم وصلاۃ حج وزکاۃ کو رسماً یا عادتاً یا تعظیماً

۔ عہ مشکوٰۃ ص ۴۱۳، ۱۲ ص ۴۳۶ مطبوعہ نور محمد کریم کتب خانہ کراچی۔

ادا کر لینا یا کلمہ شہادت کو صحت تمام پڑھ لینا میرے نزدیک قطعاً کوئی عبادت نہیں" اور کہے "قرآن کی تلاوت نوکر کا بیچ وقتہ سلام ہے (الی قولہ) مگر عبادت قطعاً نہیں" اور جس نے کہا کہ صفحہ ۹۰ کام چور اور حرام خور نوکر کے لئے یہ ہر وقت سلام کرتے رہنا یہ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جانا یا سو دب سر و قد ہو جانا پرلے درجہ کی بد معاشی ہے" اور جس نے کہا صفحہ ۱۲ "جس طرح کسی آقا کی ملازمت میں وقت کی تخصیص نہیں ہوتی اسی طرح عبادت بھی وقت سے متعلق نہیں ہے۔ الصلاۃ صرف ایک بیچ وقتہ حاضری اور سلام ہے بجائے خود عبادت نہیں" نیز جس نے کہا صفحہ ۹۹ "پتھر کی رسمی پرستش یا خدا کے آگے رسمی سجدے کر لینے سے کسی قوم یا فرد کے عابد خدا یا عابد سوا ہونے کا فیصلہ نہیں ہو سکتا" اس کے مشرک موحد ہونے کا معاملہ طے نہیں ہو سکتا" نیز کہا "اگر کوئی فرد یا قوم اپنے اعمال میں خدا کے احکام پر چل رہی ہے لیکن رسماً یا عادتاً یا رواجاً کسی بت کسی پتھر کسی شکل و قسم کے آگے ماتھا ٹیک رہی ہے تو وہ درحقیقت خدا کی عابد ہے" نیز جس نے کہا صفحہ ۱۱۱ "مسلم کا خدا کو منہ سے ایک ایک بیٹھے رہنا کلمے اور اعمال پڑھ کر حنت کا حقدار بننا قرآن کا ایک ایک حرف پڑھ کر دس دس نیکیوں کا مستحق رہنا پیروں کی پرستش قبروں کی زیارت پھونکا پھانکی اور استنجاؤں کو دین سمجھنا وغیرہ فی الحقیقت ناکارہ لازاد بے دلیل باتیں ہیں کہ ہر سلیم الذہن شخص کو ان سے اعراض کرنے کے سوا چارہ نہ تھا"

خود بتاؤ کہ یہ شخص بیچ کن اسلام مشرف بے لگام ہوا یا نہیں؟ اور جو ایسا ہوا خود سمجھو کہ اسے مطاع ٹھہرانا اپنے سیاہ سپید کا اختیار دینا کیسا ہے؟ کیا اسلام دشمنی مسلم بیچ کنی اس کے منصب سے ظاہر نہ ہو چکی کیا اس نے جو کچھ اسلام اور ارکان اور شعائر دین اور سنن سید المرسلین کے متعلق کہا اس سے آشکارہ نہ ہوا کہ اس نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنا لیا؟ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجود اصرار بسیار کہ بے اس کے کام نہ چلے گا ایک کافر کو محرری کا عہدہ دینے پر راضی نہ ہوتے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی میرا ایک محرر نصرانی ہے فرمایا تمہیں اس سے کیا تعلق ہے خدا تم سے سمجھے۔ کیوں نہ کسی کھرے مسلمان کو محرر رکھا کیا تم نے یہ ارشاد الٰہی نہ سنا اے ایمان والو یہود و نصاریٰ کو یار نہ بناؤ میں نے عرض کیا اس کا دین اس کے لئے ہے مجھے تو اس کی محرری سے کام ہے اس پر صاف فرمادیا کہ میں کافروں کو گرامی نہ کروں گا جب کہ اللہ نے انھیں خوار کیا نہ انھیں عزت دوں گا جب کہ اللہ نے انھیں ذلیل کیا نہ انھیں قرب دوں گا جب کہ اللہ نے انھیں دور کیا"

جب حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر عرض کیا کہ "امیر کا کام ہے اس کے نہ چلے گا

اس پر فرمایا مات النصرانی والسلام یعنی فرض کرو کہ وہ نصرانی مرگیا اب اس کے بعد کیا کرو گے جو اس وقت کرو گے وہ اب کرو۔ کسی مسلمان کو مقرر کر کے اس سے بے پرواہ ہو جاؤ۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری کو ایک فرمان بھی تحریر فرمایا تھا جس میں ہے لیس لنا ان نأتمنهم وقد خونهم الله ولا ان نرفعهم وقد وضعهم الله ولا ان نعزهم وقد اهانهم ولا ان يعلوا الجزية عن يدوهم صاغرون۔ ہمیں جائز نہیں کہ کافروں کو امین بنائیں حالاں کہ اللہ تعالیٰ انھیں خائن بتاتا ہے یا ہم انھیں رفعت دیں حالاں کہ اللہ نے انھیں پستی دی یا انھیں عزت دیں حالاں کہ ہم حکم فرمائے گئے کہ کافر ذلت و خواری کے ساتھ اپنے ہاتھ سے جزیہ پیش کریں۔

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافر نصرانی کو باوجود اصرار محرری نہیں دیتے اسے حرام فرماتے ہیں کہاں یہ۔ اور کہاں یہ کہ آج ایسے شخص کو جو اسلام و مسلمین کا سخت دشمن ہے، ان کا ایسا دشمن پر فن ہے جس کے نصف سے دشمنی بار بار ظاہر و آشکار ہو چکی، جو اسلام کو کفر کفر کو اسلام ٹھہراتا ہے، اسے اپنا والی اپنی جانوں کا مختار بنانا چاہا جاتا ہے۔ کہ اس کے عقائد سے بیزار رہیں۔ بیزار رہیں گے مگر اپنی جانیں اس کے سپرد کیوں نہ کر دیں۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون" ع۔ ہمیں تفاوت رہ از کجاست تا کجا۔ اس کا جواب بھی حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد سے سمجھ لو۔ کہ اس کے عقائد سے ہم بیزار ہیں بیزار رہیں گے یعنی اس کے عقیدے اس کے لئے ہیں ہمیں تو اس کی تحریک سے کام ہے۔ پھر لطف یہ کہ اس کی تحریک مذہبی تحریک ہے۔ جسے زبردستی یہ کہا جاتا ہے کہ وہ مذہبی نہیں۔ اس کا انکار آفتاب کے انکار سے زیادہ بدتر ہے۔ اس کی کتابیں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ یہ تحریک مذہبی ہے۔ اس نے ایک اسلام اور گڑھا ہے۔ جسے رواج دینا چاہتا ہے۔ اور اس اسلام کو کفر ٹھہراتا ہے۔

بہت کثیر عبارات اس کی ایسی پیش کی جا سکتی ہیں اس وقت صرف ایک ہی عبارت پیش کی جاتی ہے۔ یہ عبارت بالکل واضح کرنا چاہتا ہوں، یہ ہے کہ خاکسار تحریک خالص مذہبی تحریک ہے۔" اور اس نے اپنا دین اپنا عقیدہ اپنا مذہب بھی کھول کھول کر بتایا ہے۔ اور جو بیس اصول میں بھی اسے رکھا ہے اگرچہ وہاں الفاظ دین و مذہب و عقیدہ نہیں لکھا ہے۔ تحریک چودہ نکات سے بھی ایک عبارت پڑھ لیجئے۔

(۱) قرن اول یا قرون اولیٰ کا عمل اسلام ہی صحیح اسلام ہے خاکسار سپاہی رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریق عمل کے سوا کسی شئے کو دین اسلام نہیں سمجھتا۔

(۳) مولوی کا آج کل کا بنایا ہوا راستہ غلط ہے خاکسار سپاہی اس غلط مذہب کو صفحہ زمین سے مٹائے اور اس کی جگہ نبوی اسلام پھر رائج کرنے کے لئے اٹھا ہے"۔ ــــــــ کہئے۔ جب وہ تحریک مذہبی ہے اور سپاہی اس کو رواج دینے کا پابند اور حلف نامہ یا عہد نامہ جو وہ جب یہ سب کچھ دیکھ کر لکھے گا تو کیوں کر اس کے دین و مذہب سے علیحدہ رہ سکے گا۔ اور اگر کوئی بالفرض بے دیکھے بھالے بے سوچے سمجھے دستخط کرے گا تو بعد علم اگر رہے گا تو کیسے اس کے دین سے علیحدہ رہے گا۔ اس کا دین تو اسی عمل کا نام ہے پس اس کی تصریحات بے شمار سے یہ آشکار۔ جو مشرقی کے گروپ میں شریک ہوگا شرع ہی کو پیٹھ نہ دے گا بلکہ عقل سے بھی کوئی واسطہ نہ رکھے گا جب کہ اس کے اقوال پر مطلع ہو کر شرکت کرے گا۔ کہ بیع کن اسلام و مسلمین سے خدمت ایمان و مومنین کی امید باندھنے اور اسے بلکہ اسی کو اس کا اہل جاننے والے ایسے ہی ہیں جیسے پہلے گاندھی کی آندھی میں پتے کی طرح اڑنے پھرنے اور اسے مرنی بیکس مسلمانوں کا حامی و یار و مددگار سمجھا مردہ قوم کو جلانے والا۔ اب چڑھ جیوان پلانے والا۔ فتر قوم ایک خدا سے ڈرانے والا۔ رحمت خدا بن کر مبعوث من اللہ ہی بالقوۃ سجود ملائکہ کہنے اور یہ لکھنے والے سے ہمیں امید ہے ہم کامیاب ہوں گے ضرور۔ کہ میں ہماری مدد پر بھانتا گاندھی بجائے خطبہ جمعہ گاندھی کی مدح کے گیت گانے والے اسے مقدس ذات ستودہ صفات کہنے والے اس کی مدح میں ایسے ہوش گمانے والے حمد الٰہی کا مصرع اس کی مدح میں پڑھنے والے یہ شعر گانے والے ہے

تعریف کوئی کرے ان کی یہ نادرست ۔۔۔ خاموشی از ثنائے تو حد ثنا نرست

جب گاندھی کی آندھی کا گرد و غبار بکرم کردگار دفع ہوا اور آنکھیں کھلیں اور اپنی زبوں تر حالت اور بسر انفعال نظر آیا اور سمجھے کہ ہم بڑے عظیم جال میں پھانسے گئے تھے۔ اور ہمارے حلیف دراصل ہمارے حریف تھے۔ وہ برادران وطن نہ تھے بلکہ ہمارے خون کے پیاسے تھے۔ جنہوں نے ہمیں سبز باغ دکھلا کر اور طرح طرح بہلا کر ہمارا بھیجا ہی نہ کھایا بلکہ سارا ہمیں چوس کر سوکھی ہڈی کی طرح کر چھوڑا۔ جب بھیانک سیاہ ظلمت کی تاریکی دور ہوئی اور خدا نے نور کا تڑکا کیا اور آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اس ملت ہماری عشق بازی کسی کالی بلا کے ساتھ رہی جیسا عجب بے تحاشہ افسوس یوں ہی اب آنکھیں بند کر کے اندھا دھند اتباع اطاعت محبت کا تھپ ہوگا۔ تاریکی دور ہونے دو نور کا تڑکا ہونے دو۔ کچھ دیر جاتی ہے کہ صبح ہوتی ہے اور معلوم ہو جائے گا۔

بوقت صبح شود ہم چو روز معلومت ۔۔۔ کہ با کہ باختہ عشق در شب دیجور

اللہ مسلمانوں کی آنکھیں کھولے اور اس فتنہ اور تمام فتنوں سے محفوظ رکھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۳ از بہڑی ضلع بریلی مرسلہ خلیل الرحمن صاحب حنفی مستری

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین زید نے عمرو سے یہ سوال کیا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم اولین وآخرین اللہ تعالیٰ نے مرحمت فرمایا تمام جہاں کو آج بھی مثل کف دست ملاحظہ فرمارہے ہیں۔ (عمرو کا جواب) علم بہ تحت (فاوحی الی عبدہ ما اوحی) تسلیم لیکن مثل کف دست تمام جہاں بہ تحت ملاحظہ بہ نص یا عطا بہ ثبوت نص ہے تو تسلیم ہو سکتا ہے اور نبی کریم روحی فداک حیاۃ النبی ہیں عمرو کے جواب پر زید نے کہا کہ میں اس کو بالکل نہیں مانتا۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ عمرو کا جواب کیا برو کے شرع ٹھیک ہے اور زید کے انکار پر شریعت کا حکم کیا ہے فقط بینوا توجروا

الجواب بے شک بے شبہ بے ریب حضور پر نور شافع یوم النشور محبوب اعظم رب غفور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے چاہنے والے رب کریم کی عطا سے مطلع علی الغیب ہیں۔ اس حی قیوم عزوجلالہ کی ہر صفت کے مظہر اتم آج قبر مبارک میں بھی ہیں۔ بے شک تمام جہاں کو اور اس میں جو کچھ قیام قیامت تک ہونے والا ہے سب کو مثال کف دست مبارک ملاحظہ فرمارہے ہیں۔ جو کچھ کہا گیا سب نصوص قرآن وحدیث سے ہے قرآن عظیم نے فرمایا۔ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ اس لئے اس فقیر نے اپنی ایک غزل نعت شریف میں سرکار سرمہ کار دونوں عالم کے تاجداروں کے تاجدار سے عرض کیا ہے

مسلط کر دیا تم کو خدا نے اپنے غیبوں پر　　رسول مرتضیٰ تم ہو نبی مجتبیٰ تم ہو

اور اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا ہے نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ اور اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا ہے عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا۔

ان کے سوا بھی بہت آیات قرآنیہ ہیں جن سے روز روشن سے زیادہ آشکارا کہ سرکار دولت مدار سید ابرار احمد مختار علیہ الصلاۃ والتسلیم کو اللہ عزوجل نے علم غیب ذرہ ذرہ کا عطا فرمایا ہر تر وخشک کا علم بواسطہ قرآن عظیم رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کو ہوا پھر خود سرکار نے بارہا اس کا اظہار فرمایا کبھی فرمایا عَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ کبھی ارشاد ہوا فَعَلِمْتُ مَا كَانَ وَمَا یَكُوْنُ۔ کبھی فرمایا اَنَّ اللّٰهَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا کبھی فرمایا اِنَّ اللّٰهَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهَا وَاِلٰی مَا هُوَ كَائِنٌ فِیْهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ كَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی كَفِّیْ هٰذِهٖ۔ بے شک اللہ عزوجل نے سارا جہاں میرے لئے اٹھایا یعنی مجھ پر ظاہر فرمایا میرے

۱؎ پ۱۴ الجن آیت ۲۶، ۲؎ پ۱۹ النمل آیت ۶۵، ۳؎ پ۵ النساء آیت ۱۱۳، ۴؎ مشکوٰۃ ص۵۴۳، ۵؎ مشکوٰۃ ص۵۴۲، ۶؎ ایضاً ص۵۱۲

سامنے کردیا، تو میں اسے اور جو کچھ اس میں تا قیامت ہونے والا ہے سب کو ایسا ملاحظہ فرما رہا ہوں جیسے اپنی اس کف دست مبارک کو دیکھ رہا ہوں۔

عمر و نصوص دیکھے اور اپنے بے جا توقف سے باز آئے اور زید بے قید جو کہتا ہے میں اس کو بالکل نہیں مانتا اس سے اس کی مراد مطلقاً انکار از علم غیب نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم ہے کہ حضور کے لئے بھی ذرا بھی علم غیب بعطاء الٰہی نہیں مانتا۔ اگر یہ مراد تو یہ تو قرآن عظیم کی آیات کا انکار ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور نبی کے تو معنی ہی ہیں غیب کی خبریں دینے والا۔ بہت غیوب ہیں کہ حضور نے دوسروں کو بتائے بعض غیوب کے علم کے بغیر تو آدمی مسلمان ہی نہیں ہو سکتا تو ہر مومن کو بعض علم غیب بعطائے خداوندی پھر بعطائے نبوی ہے جیسے فرشتے۔ حور و غلمان جنت نار و ہاں کے بعض بعض احوال و اہوال بعض حالات قیامت۔ کوثر۔ صراط۔ میزان وغیرہ وغیرہ۔ اور اگر یہ مراد ہے کہ میں یہ نہیں مانتا کہ حضور مثال کف دست ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ تو حدیث دیکھے اور اپنا عقیدہ درست کرے انکار سے توبہ کرے۔ کسی چیز کا اقرار جس طرح خود نہیں کیا جا سکتا یوں ہی من عند نفسہ انکار بھی تو نہیں ہو سکتا اس نے انکار کیا۔ توبہ کرے۔

یوں ہی اس نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی حیات طیبہ سے انکار کیا اس سے توبہ کرے۔ حدیث میں فرمایا ان اللہ تعالیٰ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق حضرت شیخ محقق رحمۃ مشکوٰۃ میں اس حدیث کے نیچے لکھتے ہیں: بدرست کہ خدائے تعالیٰ حرام گردانیدہ است بر زمین خوردن جسد ہائے تنہائے پیغمبراں را پس پیغمبر خدا زندہ است بحقیقت حیات دنیاوی۔[1] آں کہ روزی دادہ می شود ہم جلد اول ص۲۸۴ فصل ثالث اس سے اوپر فصل ثانی میں فرمایا ص۲۸۳ قال ان اللہ حرم علی الارض اجساد الانبیاء گفت آں حضرت بدرست کہ خدا حرام گردانیدہ است بر زمین تنہائے پیغمبراں را کنایت است از حیات چناں کہ صریح در فصل ثالث از حدیث انی در دار بیاید و حیات انبیاء متفق علیہ است ہیچ کس را در روے خلاف نیست حیات جسمانی دنیاوی مثل حیات معنوی روحانی چناں کہ شہدا را است و در ہیں حدیث کہ فرمود ان اللہ تعالیٰ حرم علی الارض اجساد الانبیاء اشارت ست بداں اگرچہ دریں باب کہ عرض صلاۃ و حصول علم و ادراک ست حیات روحانی نیز کافیست ولیکن مذہب ہماں ست کہ گفتہ شد و تحقیق ایں مسئلہ در تاریخ مدینہ کہ مسمی ست بہ جذب القلوب الی دیار المحبوب کردہ شدہ است ازاں جا باید جست۔

امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ فتاوی حدیثیہ میں حضرت ابن عربی سے تائیداً نقل کرتے ہیں۔[2]

---

[1] فتاوی حدیثیہ ص۱۰۳ [2] مشکوٰۃ ص۱۳۰

یمنع رویۃ ذات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بروحہ وجسدہ لانہ وسائر الانبیاء احیاء وردت الیھم ارواحھم بعد ما قبضوا واذن لھم فی الخروج من قبورھم والتصرف فی الملکوت العلوی والسفلی ولا مانع من ان یراہ کثیرون فی وقت واحد لانہ کالشمس واذا کان القطب عرشاً لکون کما قال قالہ التاج ابن عطاء اللہ فما بالک بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا یلزم من ذلک ان الرائی مصاب لان شرط العصمۃ الربوبیۃ فی عالم الملک وھذہ رؤیۃ وھو فی العالم الملکوت وھی لا تفید عصمۃ والا لثبتت لجمیع امتہ لانھم عرضوا علیہ فی ذلک العالم فرأھم ورأوہ کما جاءت بہ الاحادیث واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۴ از یعنی تال مسئولہ قاضی ظفر اللہ خاں گھڑی سارنگ بڑا بازار ۱۴۱۱ء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱ زید داڑھی منڈاتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اگر محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اس زمانہ میں ہوتے تو وہ بھی داڑھی منڈانے کا حکم دیتے۔

۲ تذکرہ میں یہ کہتا ہے کہ پیغمبر کی حیثیت ایک لیڈر جیسی ہے جیسا کہ اس زمانہ کا گاندھی لیڈر اپنے زمانہ کے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ایسے لیڈر تھے۔

۳ زید مذکورہ بالا برج بھی کھیلتا ہے یعنی تاش پر روپیہ کی بازی لگا کر کھیلا جاتا ہے جس میں کافی روپیہ کی بارجیت ہوتی ہے آیا یہ برج شرعاً قمار ہوا ہے یا نہیں اور زید مذکور ماہ رمضان المبارک میں بازار اور شارع عام پر سگریٹ پیتا ہوا نکلتا ہے اور پردہ کو غیر ضروری خیال کرتا ہے نیز نماز کا بھی پابند نہیں ہے۔ اب ایسے شخص کو میونسپل بورڈ ڈسٹرکٹ بورڈ اسمبلی وغیرہ جس سے مسلمانوں کی دینی اور دنیاوی اغراض وابستہ ہوں مسلمانوں کا نمائندہ بنا کر بھیجنا اور اس کو ووٹ دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں بحوالہ کتب فقہ واحادیث بینوا علی صاحبھا الصلاۃ والتحیۃ جواب مرحمت فرمایا جاوے۔ بینوا بالتفصیل توجروا بالاجر الجزیل۔

الجواب داڑھی شعار اسلام ہے تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی سنت کریمہ ہے زید نے وہ کلمہ کہا حضور علیہ التحیۃ والثناء پر افترا کیا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام ایسی چیز کے لئے اپنے پہلے حکم کے خلاف حکم دیتے داڑھی منڈانا شعار کفار ہے۔ رکھنا شعار اسلام۔ شعار اسلام کو مٹانے اور وضع کفار کو اختیار کرنے کا حکم دینے والا باللہ تعالیٰ۔ کفار کی وضع پسند فرماتے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ اس نے دوسرا کلمہ شنیعہ فظیعہ خبیثہ لعینہ کفریہ بک کر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین کی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ اس پر اس عظیم جہل وبال کے ہوتے

ہوئے پھرا اس کا دامن اور پتھروں کے نیچے دبا ہونے کا کیا ذکر۔ کہ وہ جو اکھیلنا ہے ضرور وہ حرام جوا ہی ہے رمضان المبارک میں شارع عام پر سگریٹ پیتا ہے پردہ کو غیر ضروری خیال کرتا ہے اور ان سب میں بڑھ کر یہ کہ نماز کا پابند نہیں ماحل شریعہ الخطا ایسے شخص کو ذلیل کار سربراہ کار بنانا حرام ہے۔ قال تعالٰی یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا الآیۃ وقال تعالٰی لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء۔

تفسیر مدارک میں فرمایا ای لا تتخذوهم اولیاء تنصرونهم وتستنصرونهم وتوالونهم و تعاشرونهم معاشرة المسلمین۔ تفسیر کبیر میں ہے المراد ان اللّٰہ تعالٰی امر المسلمان لا یتخذ الحبیب والناصر الا من المسلمین اسی میں ہے لا تتخذوهم اولیاء ای لا تعتقدوا علی الاستنصار بهم ولا تعتمدوا الیهم تفسیر علامہ ابو سعود و فتوحات الہیہ میں ہے نهوا عن موالاتهم لقرابة او لصداقة جاهلیة و نحوها من اسباب الصداقة والمعاشرة وعن الاستعانة بهم فی الغزو وسائر امور الدینیة تفسیر کبیر میں زیر آیہ شریفہ یا یها الذین اٰمنوا لا تتخذوا بطانة من دونکم الآیة ان المسلمین کانوا یشاورونهم فی امورهم ویؤانسونهم لما کان بینهم الرضاع والحلف فلما نهوهم ان خالفوهم فی الدین فهم ینصحونهم فی اسباب المعاش فنهاهم اللّٰہ تعالٰی بهذه الآیة عنه ام ایسے شخص کو وال امور بنانا اس کے سپرد اپنے دینی و دنیوی کام کرنا حرام ہے۔ قال تعالٰی انما ولیکم اللّٰہ ورسوله والذین اٰمنوا الآیۃ ایسا شخص تو ایسا شخص فاسق مسلمان کی تعظیم و تقدیم بے عذر معقول و مقبول ناجائز۔ علماء فرماتے ہیں لو قدموا فاسقا یأثمون لان فی تقدیمه تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعاً اسے ورثہ دینا اس کی مدد کرنا اور یہ اس لئے ہے کہ اسے اپنا ناصر و معین مددگار یار و یاور ٹھہرانا ہے اور یہ سب حرام علماء اعلام ائمہ کرام کی عبارت سے واضح۔ واللّٰہ تعالٰی اعلم۔

۱؎ سورہ آل عمران آیت ۱۱۸، ۲؎ تفسیر مدارک جلد اول صفحہ ۱۸۶، ۳؎ تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۴۱۵، ۴؎ فتوحات الہیہ جلد ۱ صفحہ ۳۲۱، ۵؎ سورہ آل عمران آیت ۱۱۸، ۶؎ تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۴۱۵

کتاب الطہارۃ

مسئلہ از قصبہ سیوانی ضلع گورکھپور مرسلہ جناب مولوی ظہور الحق صاحب قادری مہتمم مدرسہ دار الاشاعت۔

صاحب بہار شریعت نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر حوض دہ در دہ سے چھوٹا ہے اور کسی شخص نے اس حوض میں بلا دھوئے ہوئے ہاتھ وغیرہ ڈال دیا تو اس پانی سے وضو درست نہیں ہوگا مگر زید کہتا ہے کہ مسئلہ مذکورہ بالا صاحب بہار شریعت نے غلط تحریر فرمایا ہے اور فتاوٰی قاضی خان جلد اول وغیرہ سے عبارت مندرجہ ذیل صاحب موصوف کے خلاف اور اپنے دعوٰی کے اثبات میں پیش کرتا ہے (۱) جلد فتاوٰی قاضی خان بحاشیہ عالمگیریہ ص۱۵ الحدث والجنب اذا ادخل یدہ فی الاناء للاغتراف ولیس علیھا نجاسۃ لا یفسد الماء وکذا اذا وقع الکوز فی الحب فادخل یدہ فی الحب الی المرفق لاخراج الکوز لا یصیر الماء مستعملا ۱۲ پس التماس ہے کہ صاحب بہار شریعت حق پر ہیں یا زید کا دعوٰی حق ہے؟ بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب۔

الجواب زید غلط کہتا ہے۔ بہار شریعت میں مسئلہ صحیح لکھا ہے فتاوٰی امام قاضی خان کی عبارت بہار شریعت کے مخالف نہیں۔ بہار شریعت کا مطلب یہ ہے کہ بے ضرورت دہ در دہ سے کم گہرے ہوئے پانی میں ہاتھ ڈال دے گا تو مستعمل ہو جائے گا اور فتاوٰی قاضی خاں کا مطلب یہ ہے کہ اگر ضرورت سے ڈالے گا تو مستعمل نہ ہوگا یہ دونوں صحیح ہیں۔ ایک دوسرے سے معارض نہیں اگر زید اس عبارت کے آگے یہ لفظ بھی دیکھ لیتا تو مسئلہ سمجھ جاتا اور بہار شریعت کے مسئلہ کو غلط بتانے کی جرأت نہ کرتا عبارت مذکورہ سوال کے آگے بالکل اس کے متصل ہی ہے وکذا الجنب اذا ادخل یدہ فی البئر لطلب الدلو لا یصیر الماء مستعملا لکان الضرورۃ پھر کچھ آگے ہے ویتوضأ ادخل یدہ او رجلہ فی الاناء للتبرد یصیر الماء مستعملا لانعدام الضرورۃ اخراج کوزہ تو ضرورت ہی ہے اعتراف بھی عاقل ضرورت ہی سے کرتا ہے کہ پانی نکالنے

ملاحظہ ۱۔ حاشیہ مع عالمگیری جلد اول ص۱۵

کا کوئی ظرف موجود نہیں للاغتراف خود ضرورت بتا رہا ہے اغترف نہیں فرمایا بلکہ یوں فرمایا ادخل یدہ فی الاناء للاغتراف تو خانیہ کے ان دونوں مسئلوں میں ضرورت ہے اور بے شک ضرورت کے وقت محض ہاتھ ڈالنے سے حکم استعمال نہ ہوگا اسی مسئلہ اغتراف کو اگر عالم گیری میں دیکھا ہوتا تو وہاں للضرورۃ مل جاتا عالم گیری میں یہ مسئلہ یوں لکھا اذا ادخل المحدث او الجنب او الحائض التی طهرت یده فی الماء للاغتراف لا یصیر مستعملا للضرورۃ کذا فی التبیین۔ خود امام قاضی خان نے دونوں مسئلوں کے بعد تحریر فرمایا ہے لامکان الضرورۃ جس کا تعلق دونوں سے ہے نہ صرف صورت اخیر سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۲ وضو کرنے کے بعد نماز سے قبل بات کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا وضو کرتے میں بات کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

جواب۔ نہیں۔ مگر وضو کرتے میں اور اس کے بعد نماز سے قبل دنیا کی باتیں کرنا نہ چاہئے مستحب یہ ہے کہ دنیوی باتیں نہ کرے وضو کرتے میں وضو کی مسنون دعائیں پڑھے اور بعد وضو تحیۃ الوضو وغیرہ نماز میں مشغول ہو فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۳ غسل کی نیت کیا ہے اور غسل کرتے وقت کیا پڑھا جاتا ہے۔ غسل تہبند باندھ کر افضل ہے یا برہنہ۔

جواب۔ غسل بہ نیت طہارت کریں مگر طہارت حاصل ہونے کے لئے نیت ضروری نہیں یوں ہی اگر پانی سارے جسم پر بہا لیں گے طہارت ہو جائے گی غسل پھر از سر نو نیت طہارت کر کے کرنا لازم نہ ہوگا[1] غسل خانہ میں جانے سے پہلے ستر کھولنے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھ لیں غسل خانہ میں جا کر کوئی دعا پڑھنا نہ چاہئے تہبند باندھ کر غسل بہتر ہے۔ مگر احتیاط کریں کہ سارے جسم پر پانی بہہ جائے اس طرح تہبند جسم سے علیحدہ کر کے پانی ڈالیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از نبی پور ضلع بھروچ مرسلہ موسیٰ ابراہیم بخش صاحبان۔ ۲۰ جمادی الآخرہ ۵۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے یہاں ایک کنواں بڑا ہے جس کی گولائی پانی سے ۵ انگل اوپر ناپ لینے سے پونے چھتیس ہاتھ اور روز انچ ہوتی ہے اور اس کا وسط یعنی قطر گیارہ ہاتھ ۵ انگل ہے اور یہ پانی کے ساتھ کی دیوار سے ناپ لیا ہے جو ناپ لینے والے ہیں وہ اعتماد سے کہتے ہیں کہ گولائی میں اگرچہ ۵ انگل پانی کے اوپر سے لیا ہے لیکن پانی کے ساتھ ناپ لیا جائے تو بھی قریب قریب

[1] فتاوی عالمگیری مع خانیہ جلد اول ص ۲۲

وہی ناپ ہے جو مذکور کیا جو ہاتھ گولائی اور وسط کے لکھتے ہیں وہ ہاتھ کا ناپ اٹھارہ انچ کا ہے مذکور کنواں وہ دہ در دہ ہے یا نہیں اگر اس میں کوئی چوہا گرے اور پھٹ جائے تو اس میں سے پانی نکالنے کی ضرورت ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب اس کا دہ در دہ بلکہ اس سے زائد ہونا ظاہر ہے چوہا کوئی جانور اس میں گر کر مرے اور پھولے پھٹے یا کوئی نجاست گرے پانی اس وقت تک ناقابل استعمال نہ ہوگا جب تک اس نجاست کا اثر رنگ یا بو یا مزہ میں ظاہر نہ ہو ہاں جب ان اوصاف میں سے کوئی وصف اس نجاست سے بدلے گا تو پانی فاسد ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم اعلیٰحضرت سیدنا الوالد الماجد قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ العزیز نے اپنے رسالہ مبارکہ المنحی المنیر فی المار بالسدر میں ثابت فرمایا ہے کہ تحقیق یہ ہے کہ دور تقریباً ساڑھے پینتیس ہاتھ چاہئے پینتیس ہاتھ احتیاط ۴۹ تو قطراً پانچ گز ساڑھے دس گرہ بلکہ دس گرہ ایک انگل یعنی ۲۸ ۱۱ ہاتھ تو یہاں تو دور پونے چھتیس ہاتھ سے بھی دو انچ زائد ہے ہم نے حساب کیا تو اپنے حساب سے مسئلہ کا جواب لکھا پھر اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا فتاویٰ مبارکہ دیکھا بحمدہٖ تعالیٰ اس سے معلوم ہوا کہ پونے چھتیس نہیں ساڑھے پینتیس ہاتھ کے قریب بھی دور ہوتا تو بھی وہ دہ در دہ ہوتا جسے تفصیل درکار ہو وہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا رسالہ مذکور مطالعہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵ از راج کوٹ کریم پورہ عبدالمجید پیش امام۔

حوض اوپر سے دہ در دہ نہیں ہے اندر سے ہے تو اس حالت میں وضو درست ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب جب اوپر سے حوض دہ در دہ نہیں ہے تو بے وضو ہاتھ ڈالنے سے پانی مستعمل ہو جائیگا ہاں اگر ہاتھ علیحدہ پانی سے دھو کر ڈالے اور ہاتھوں سے پانی لے کر وضو کرے مستعمل نہ ہوگا اگر کوئی ظرف وہاں نہیں ہے جس سے پانی نکال کر ہاتھ دھویا جائے تو اس صورت میں انگلیوں کو ملا کر ایک ہاتھ سے پانی نکال کر تین ہاتھ دھوئے اور اس کے بعد دوسرا ہاتھ دھو کر وضو کرے مگر حوض سے پانی نکالتے وقت وضو کی نیت نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶ اگر سر پر بال ہوں (یعنی زلفیں) تو مسح کرنے کی حالت میں ہتھیلیوں کو پشت سر کی جانب سے واپس پیشانی کی طرف کو لانا چاہئے یا نہیں؟

الجواب بال ہوں یا نہ ہوں اگر مسح اس طرح کرے گا کہ ہر ہاتھ کی تین تین انگلیاں مقدم رہیں

پر رکھ کر دو دو انگلیاں اور ہتھیلیاں اٹھاتے ہوئے گردن تک ان تین تین انگلیوں کو لے جائے گا تو پورے سر کا مسح جب ہی ہوگا جب کہ ہتھیلیوں سے سر کے دونوں جانبوں کا مسح کرے گا اور اگر مسح اس طرح کرے گا کہ تین تین انگلیاں اور ہتھیلیاں مقدم راس سے اس طرح جانب گردن لے جائے گا کہ سر کے دونوں جانب بھی پوری پوری ہتھیلیوں کے نیچے آ ہی جائیں گی تو اس صورت میں یوں ہی پورے سر کا مسح ہوگیا پیچھے سے آگے لانا بے کار ہے۔ اور اولیٰ یہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از بمبئی کھڑک پائے دھوبی مرسلہ ایوب عبدالرحمٰن صاحب ۲۱ محرم الحرام ۵۵ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں حوض دہ دردہ کیا مراد ہے اور رائج الوقت گز انگلش کے حساب سے کتنی مساحت اور کتنا عرض وطول دہ دردہ کے لئے درکار ہے۔ بینوا بالکتاب وتوجروا یوم الحساب۔

(۲) ایک حوض نقشہ ذیل کی مساحت کے مطابق موجود ہے آیا یہ دہ دردہ کی حد میں شمار ہوگا یا نہیں؟ جواب دیجئے اور اجر اللہ تعالیٰ سے لیجئے۔ فقط۔

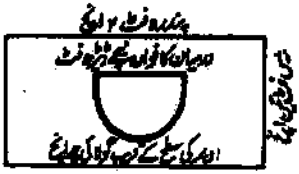

الجواب دہ دردہ وہ حوض ہے جس کی مساحت ہاتھ سے سوا ہاتھ گز سے ۲۵ گز فٹ سے سوا دس فٹ ہو مربع ہونا کچھ ضرور نہیں اگر مثلاً سوا ہاتھ طول ہو ایک ہاتھ عرض جب بھی دہ دردہ ہوگا عمق اتنا ہونا چاہئے کہ لپ میں پانی لینے سے زمین نہ کھلے قال الامام فقیہ النفس قاضی خان ادخلہ اللہ تعالیٰ دار الجنان[1] واللہ خلتابہ واطرعلیہ شآبیب الرحمۃ والرضوان فی الخانیۃ وحد ق طولہ مائۃ ذراع او اکثر فی عرض ذراعین قال مائۃ المشائخ لا یجوز فیہ الوضوء وقال بعضھم یجوز اذا کان ماؤہ الحد ق کثیرا بحیث لو اغتسل انسان لا یکون عشرا فی عشر اھ مختصرا قال شیخنا المجدد ی سیدی الوالد الماجد فی فتاوٰہ الشریفۃ العطایا النبویۃ بعد نقل ھذہ العبارۃ قلت وھو المختار درس عن عیون المذاھب والظاھر وھو صحیح فی المحیط والاختیار وغیرھما اھ واللہ تعالیٰ اعلم۔

[1] فتاوٰی خانیہ مع عالمگیری جلد اول صـ مطبوعہ بیروت

۲ جواب سوال اول سے اس کا بھی جواب روشن کہ جب دہ دردہ سوا دو سو فٹ ہوا در کنارہ ہے تو یہ تو تین سو فٹ چوڑا پنج ہے۔ دہ دردہ سے کہیں زیادہ پنج کا فوارہ جو ایک طرف تو فقط چھ پنج ہے اور ایک طرف زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ فٹ اس حوض کی دہ دردہ مقدار سے زیادہ مقدار کو بھی بہت کم نہیں کرتا نہ کہ اسے دہ دردہ سے بھی کم کردے۔ ضرور دہ حوض اس فوارہ کے باوجود دہ دردہ سے زائد ہے۔ اور اگر فوارہ کا پایہ نیچے سے اتنا عریض بھی ہوتا کہ نیچے کی طرف حوض دہ دردہ سے کم ہوجاتا جب بھی جب کہ سطح بالا دہ در دہ سے زائد یا دہ دردہ ہوتی سطح بالا کا پانی نہ نجاست پڑنے سے ناپاک ہوتا نہ وضو وغسل سے مستعمل ہاں جہاں سے دہ دردہ سے کم ہوتا اس جگہ کا پانی نجاست سے ناپاک وضو وغسل سے مستعمل ہوتا۔ فی التبیین اعلاہ عشر فی عشر واسفلہ اقل وھو متصل یجوز التوضی فیہ والاغتسال فیہ وان نقص لا واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸ ایک کنواں میں چوہا گرا اس کے چند روز کے بعد اس کنواں سے مٹی برآمد کی گئی بعد نکالنے مٹی کے اس کنوئیں سے پانچ سو ڈول پانی پھینکا گیا اور اس کنوئیں میں دس گیارہ ہاتھ پانی ہے جو کہ تقریباً دس گیارہ سو ڈول پانی ہے اور اس کنوئیں کی یہ خاصیت ہے کہ جس قدر پانی نکالا جاتا ہے اتنا ہی پھر ہوجاتا ہے تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ کنواں پاک ہوا یا نہیں۔ اور چوہا جو نکلا تو وہ گلا ہوا تھا یہاں تک کہ گوشت پوست کنوئیں ہی میں رہ گیا تھا۔ زید کہتا ہے کہ جب کہ کنوئیں سے مٹی نکالی گئی اور اور پانی پانچ سو ڈول پھینکا گیا تو کنواں پاک ہوگیا یہاں تک کہ ۳۶۰ ڈول پانی نکالنا بھی کفایت کرتا اس طرح چھپکلی یا مثل اس کے پھول پھٹ جائے تو کیا حکم ہے۔ فقط۔ بینوا توجروا

المستفتی ابو صالح محمد حاذق الفرقی کان اللہ تعالیٰ لہ ضلع مونگیر۔

الجواب جس قدر پانی اس کنوئیں کا نجس ہوا سب جب تک نہ نکلے اس وقت تک کنواں پاک نہیں ہوسکتا مثلاً اس کنوئیں میں ہزار ڈول پانی ہے تو جب تک ہزار ڈول پانی نہ نکل جائے گا کنواں پاک نہ ہوگا۔ مٹی اور پانچ سو ڈول پانی نکل جانے سے جس نے کنوئیں کو پاک بتایا اس نے غلط بتایا خدا معاف فرمائے۔ تین سو ڈول پانی کا اندازہ جہاں کے کنوؤں کے لئے ہے۔ یہ حکم وہاں کے لئے ہے عام نہیں کہ جہاں پانچ چھ سو جہاں ہزار بارہ سو ڈول پانی ہو وہاں بھی تین سو ساٹھ ڈول نکال دینا کافی ہو۔ بلاد مقدس کے کنوؤں میں تقریباً اتنا ہی پانی ہوتا تھا کہ تین سو ساٹھ ڈول نکالنے سے ٹوٹ جاتا تھا وہاں کے لئے یہ حکم فرمایا گیا۔ جیسے امام اعظم نے کوفہ کے کنوؤں کے لئے سو ڈول نکالنے کا حکم فرمایا۔ ظاہر ہے کہ جب وقت

وقوع نجاست ہزار ڈول پانی کنوئیں میں ہے تو یہ سارا ہی پانی نجس ہے۔ تو پانچ سو یا کم و بیش ہزار سے کم نکالنے پر سارا نجس پانی نہ نکلا اور جب سب نجس پانی نہ نکلا تو کنواں کیوں کر پاک ہوا۔ مٹی اگر بالکل نہ نکلتی اور ہزار ڈول پانی نکلتا تو کنواں پاک ہوتا کہ مٹی نکالنا واجب ہی نہیں ہے۔ پانی بالکل نکالا جاتا اور مٹی جتنی نکال دی گئی اس سے بہت زیادہ نکال دی جاتی تو بھی کنواں پاک نہیں ہوتا۔ عبارات علماء سے سب روشن ہے۔

غنیہ صلہ ۱۶۱ میں فرمایا ان کانت البئر معینا لایمکن نزحها الا بعسر وحرج عظیم اخرجوا مقدار ما کان فیها من الماء وقت ابتداء النزح شعان المشائخ اختلفوا کیف یقدر ما کان فیها اذ ذاک۔ قال بعضهم تحفر حفرة مثل عمق الماء وطوله وعرضه وتخصص فینزح الماء حتی یملأ الحفرة وقال بعضهم یرسل فیها قصبة ویجعل المبلغ الماء علامة ثم ینزح منها عشرولا عشلا ثم تعاد القصبة فینظر کم نقص فینزح الکل قدر ما نقص عشرولا عشلا وهذان القولان مرویان عن ابی یوسف وعن ابی حنیفة ینزح حتی یغلبهم الماء وقال بعضهم وهو روایة عن ابی حنیفة ایضا یحکم فیه عدلان من اهل البصارة بالماء فینزح منها بحکمهما فان قال ان ما فیها ذلک الوقت الف دلو مثلا نزح ذلک قال صاحب الهدایة وهذا ای الاخذ بقول العدلین اشبه بالفقه قال فی الکافی انه الاصح اذ الرجوع الی اهل البصیرة اصل فی کثیر من الصور کما فی الحکمین والشاهدین ولقوله تعالی فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون الخ

اسی کے صلہ ۱۶۲ میں ہے وروی عن محمد انه قال ینزح منها مائتا دلو الی ثلثمائة وانما اجاب بذلک بناء علی کثرة الماء فی آبار بغداد کذا فی المبسوط۔ والمروی عن ابی حنیفة انه اذا نزح منها مائة دلو بکل وهو بناء علی آبار الکوفة لقلة الماء فیها کذا فی الکفایة فعلی هذا لا ینبغی الفتوی بالمأتین ونحوهما مطلقا بل ینظر الی غالب آبار البلد وهو لا یسر علی الناس والاول وهو اعتبار مقدار الماء فی کل بئر علی حدة اسوا

فتاوی عالمگیریہ میں فرمایا ان جاء بقصبة فیرسل فیها ویجعل علی راس الماء علامة ثم ینزح منها دلاء ثم یقدر بالقصب فینزح الباقی بحساب ذلک ولا یجب نزح الطین فکان الحرج عالمگیریہ میں ہے اذا وجب نزح حیوان او نضح ینزح جمیع ما فیها صغر الحیوان او کبر وهکذا فی الهدایة اسی میں ہے اذا وجب نزح جمیع الماء ولم یمکن فراغها لکونها معینا ینزح مائة دلو کذا فی التبیین وهذا ایسر کذا فی الاختیار شرح المختار و الاصح ان یوخذ بقول رجلین لهما بصارة فی امر الماء فای مقدار قال انه فی البئر ینزح ذلک القدر وهو الاشبه بالفقه کذا فی الکافی وشرح المبسوط للامام السرخسی والتبیین۔

الدر المختار[1] میں ہے ان تعدد نزح کلها لکونها معینا فیقدر ما فیها وقت ابتداء النزح قاله الحلبی یوخذ ذلک بقول رجلین عدلین لهما بصارة بالماء به یفتی وقیل یفتی بما ثبت الی ثلث مائة وهذا ایسر وذاک احوط۔ رد المحتار میں ہے قوله وقیل ضعف هذا القول فی الحلیة وتبعه فی البحر بانه اذا کان الحکم الشرعی نزح الجمیع فالاقتصار علی عدد مخصوص یتوقف علی دلیل سمعی یفیده واین ذلک بل الماثور عن ابن عباس وابن الزبیر خلافه حین افتیا بنزح الماء کله حین مات فی بئر زمزم زنجی (قوله) مروی ای ان مسائل الابار مبینة علی اتباع الآثار علی انهم قالوا ان محمدا افتی بما شاهده فی آبار بغداد فانها کثیرة الماء وکذا ما روی عن الامام من نزح مائة فی مثل آبار الکوفة لقلة مائها فیرجع الی المولی الاول لانه تقدیر معین له بصارة وخبرة بالماء فی تلک النواحی لا لکون ذلک لازما فی آبار کل جهة

چھپکلی یا چوہا مری جانور مرکر پھول پھٹ جائے سب پانی نکلے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۔ از رائے بریلی مرسلہ شیخ چھدا صاحب ۲۵ محرم الحرام ۵۸ھ

جن عورتوں کو حیض ونفاس ہوتا ہے جب تک وہ پاک نہیں ہوتیں تب تک بعض بعض شخص ان کے ہاتھ کا کھانا اور ان کے ہاتھ کا چھوا پانی کھانے پینے میں بڑے اعتراض کیا کرتے ہیں کیا ایسا ہی حکم شریعت میں ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں ناجائز وگناہ کے مرتکب ہوئے اور مشرکین عنود یہود بے بہبود ومجوس نامسعود کی رسم مردود کی پیروی کرتے ہیں۔ بحالت حیض ونفاس صرف شرمگاہ سے استمتاع ناجائز ہے۔ بس اس سے احتراز لازم۔ مشرکین ویہود ومجوس کی طرح حیض ونفاس والی عورت کو بھنگن سے بھی بدتر سمجھنا بہت ناپاک خیال نرا ظلم عظیم وبال ہے یہ ان کی من گھڑت ہے۔ ما انزل اللہ بها من سلطٰن[2] کریمہ ویسئلونک عن المحیض قل هو اذی فاعتزلوا النساء فی المحیض الآیة کا شان نزول ہی یہ ہے کہ مشرکین عرب ویہود ومجوس ایسی عورت کے ساتھ کھانا پینا بستے نہ تھے اس حالت میں عورت کو گھر میں نہ رہنے دیتے نکال باہر کرتے تھے ان کی طرف دیکھنے کو روا نہ رکھتے ان سے بات کرنے کو حرام ٹھہراتے تھے اور نصرانی اس کے برعکس اس حالت میں ان کے ساتھ زیادہ اختلاط کرتے اور ان سے باکرہ وطی کرنا چاہتے تھے۔ یہ کریمہ حضرت ثابت بن دحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس سوال پر کہ یا رسول اللہ حیض بڑا سخت ہے اور کپڑے کم۔ تو کیا ہم عورتوں کو اپنے ساتھ کپڑوں میں کرلیں اور ہمارے

---

[1] جلد اول ص۱۸۷ [2] سورۂ نجم آیت ۲۳، پ۲۷ سورۂ نمل آیت ۴۰

عورتوں کے ساتھ کیا سلوک برتیں؟ اس پر یہ آیت اتری یعنی تم اسی کا حکم کئے گئے ہو کہ ان کے ساتھ جماع نہ کرو جب وہ حائضہ ہوں۔ اور تمہیں خدا اس کا امر نہیں فرماتا کہ انھیں گھروں سے باہر کردو۔ یعنی افراط و تفریط سے بچو۔ نہ یہود کی سی تفریط کرو نہ نصاریٰ کا سا افراط۔ تفسیرات احمدیہ صفحہ ۸۰ میں ہے "نقل فی نزولہ انہ کانت العرب لم تؤاکلوا الحائض ولم یشاربوھا ولم یجامعوھا کفعل الیھود والمجوس فسأل ثابت بن الدحداح عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقال یارسول اللہ البرد شدید والثیاب قلیلۃ لایسع الاھل اما ان نجمعھن فی ثیاب وہای وجہ نساءنا بھن فنزلت ھذہ الآیۃ یعنی انما امرتم ان تعزلوا نساءکم ان تجامعوھن اذا حضن ولم یامرکم باخراجھن من البیوت وقیل انہ لما کانت الیھود یتفرون من نساءھم فی حالۃ الحیض غایۃ التنافر بحیث لایظرون الیھن ولا یاکلون معھن ویعرسون الکلام بھن وکانت النصاریٰ علی عکسھم یغلون فی الاختلاط ویقصدون الوطی بھن بالاکراہ فنزلت ھذہ الآیۃ یعنی افعلوا الاقتصاد فی النساء الحیض وکفوا عن الافراط والتفریط۔ مسلمانوں پر لازم کہ جو لوگ ایسا کرتے ہیں انھیں سمجھائیں اور یہود و مجوس و ہنود عنود کی اس ناجائز موذی رسم کی پیروی سے روکیں اگر وہ جہالت پر جمیں اپنی ہٹ پر اڑیں ضد پر رہیں تو ان سے برادرانہ تعلقات چھوڑیں یہاں تک کہ وہ توبہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰ از شہر کہنہ از مکان مصطفےٰ علی خاں۔ بریلی

اگر لوٹا ناپاک ہوگیا ہو اور اس کی ٹونٹی اندر سے دھوئی نہیں جا سکتی اس صورت میں لوٹا پاک ہو جائے گا یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب ۔ ٹونٹی میں سے لوٹا بھرنے سے جب پانی بجائے گا تو اثر نجاست نہ رہے گا تو ٹونٹی بھی پاک ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتابُ الصّلاۃ

نماز کا بیان

مسئلہ ۔ از ترسائی علاقہ کا ٹھیاوار۔ مرسلہ مسلمانان اہل سنت والجماعت بتوسط حضرت مولانا مودی محمود جان صاحب جام جودھپوری۔ ۲۶ ذوالقعدہ ۱۳۴۸ھ۔

(۱) زید امام مسجد ہے اس کی جہالت کا یہ عالم ہے کہ وہ بسم اللہ کی ترکیب بھی نہیں جانتا اس کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ائمہ مساجد کا مرتبہ مجھ سے زیادہ ہے اور اگر اتنا نہ جانو تو میرے برابر البتہ ان کو جانو۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس قول کے قائل نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کی یا نہیں اور غیر نبی کو نبی کے مرتبہ سے برابر جاننا کفر ہے کہ نہیں اور جو لوگ زید کو اس قول کا قائل جان کر اس کی حمایت کریں اور اسے امامت سے معزول نہ کریں اور اس کے پیچھے نماز پڑھیں ایسے لوگوں کا شرعاً کیا حکم ہے اور جو لوگ یہ کہیں کہ جن لوگوں نے زید کی بلا اجازت کہ جو امام مقرر ہے اور دوسرے کو اپنا امام بنالیا اور اس کے پیچھے جتنی نمازیں پڑھیں وہ نمازیں نہ ہوئیں اس لئے کہ زید امام مقرر کی بلا اجازت دوسرے امام کے نمازیں پڑھائیں ان لوگوں کا یہ قول شرعاً کیسا ہے قابل قبول ہے یا مردود و باطل اگر ان کا یہ قول مردود و باطل ہے تو شرعاً ان لوگوں پر کچھ الزام ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

(۲) زید اکثر اوقات نماز میں اپنے وعظ میں یہ قصہ بیان کرتا ہے کہ ایک بار سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک ورم کر گئے تھے حضور علیہ الصلاۃ والسلام ایک پتھر کو آگ پر گرم کر کے ورم کو اس پتھر سے سینکتے تھے پتھر نے بارگاہ رب العزت جل وعلا میں عرض کیا کہ الٰہی تیرا رسول مجھے اپنے قائدے کے لئے آگ پر بار بار گرم کرتا ہے جس سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی کہ میں تیرا بدلا لوں گا چنانچہ فرشتوں نے اللہ عزوجل کے حکم سے اس پتھر کو جبل احد کی طرف پھینک دیا۔ جنگ احد کے دن اسی پتھر کو حبشی نے لے کر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف پھینکا جس سے حضور کا دندان مبارک شہید ہو گیا۔

اس سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین ہوتی ہے یا نہیں۔ ایسے بے علم شخص کو ہمیشہ کے لئے امام رکھنا باوجود اس کے کہ قوم آسودہ حال ہے وہ بہتر سے بہتر دوسرا امام رکھ سکتی ہے مگر پھر بھی زید کو امامت سے علیحدہ کیا نہیں جاتا آیا ان لوگوں پر کچھ مؤاخذہ شرعی ہے یا نہیں اور ایسے شخص سے وعظ کہلانا کہ جس سے گمراہی پھیل رہی ہے جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب۔ زید بے قید اپنے اس ملعون قول بدتر از بول کے سبب کافر ہوگیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ وہ سخت بے باک نہایت ناپاک جری ہے اللہ کے حبیب سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مفتری ہے۔ ائمہ مساجد کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تراشیدہ لاکہنا یا انھیں حضور کے برابر ٹھہرانا دونوں یقیناً حضور کی توہین ہیں اور توہین حضور علیہ الصلاۃ والسلام کفر حضور پر عود اقبح الکفر ہے ہر عاقل جانتا ہے کہ کسی غلام کو کسی حاکم سے برتر یا اس کے ہمسر کہنا حاکم کی توہین ہے۔ تو کسی ادنیٰ غلام کو بادشاہ عالی مقام کا ہمسر یا اس سے برتر بتانا احکم الحاکمین رب اکبر کے حبیب ومحبوب بادشاہ عرش بارگاہ سلطان دارین باعث تخلیق کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی ادنیٰ غلام کو ہمسر اور ان سے برتر کہنا کیوں کر سخت شدید شنیع اخبث توہین اور اشد تر کفر نہ ہوگا اس پر توبہ ورجوع فرض ہے اسے لازم کہ نئے سرے سے مسلمان ہو از سر نو کلمہ اسلام پڑھے اور اپنی بیوی سے اگر بیوی رکھتا ہو نکاح جدید مہر جدید کرے اگر وہ راضی ہو اور عورت اگر راضی نہ ہو تو اسے اس پر کوئی دسترس نہیں رہی وہ جس سے چاہے اپنا نکاح کر سکتی ہے اور اپنا مہر جب چاہے اس کی جائداد ضبط کرلے سکتی ہے۔

اس کے اس شنیع کلمہ خبیثہ پر مطلع ہو کر جو اس کی حمایت کرتے ہیں سب توبہ کریں اور سب تجدید ایمان اور تجدید نکاح بھی۔ اس کے پیچھے نماز باطل محض امام مقررہ کب رہا جب کہ کافر ہو چکا کیا کفر کے بعد بھی امامت برقرار ہے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اسے امامت سے معزول کرنا کیا معنی معزول تو وہ کیا جائے جو بدستور قائم ہو وہ تو معزول ہو چکا وہ جو اسے بدستور اپنا امام مانے جاتے ہیں کچھ عقل سے بالکل ہی کورے ہیں اور اس جہالت کا کیا کہنا کہ امام مقرر کی بلا اجازت جو نماز کسی اور کے پیچھے پڑھی جائے وہ ہوتی ہی نہیں۔ احمق لوگ جو خود اپنی بے علمی اور جہالت سے بکتے ہیں اسے فتوی شریعت جانتے ہیں حالانکہ حدیث کا ارشاد ہے مَنْ اَفْتٰی بِغَیْرِ عِلْمٍ لَعَنَتْہُ مَلٰٓئِکَۃُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جو بے علم فتوی دے اس پر ملائکہ زمین وآسمان لعنت کرتے ہیں۔ یہ تو اس کے لئے ہے جو بے علم کے فتوی دے اگر چہ صحیح پھر

لہ جمع الاحادیث ص۱۴۱

اس کا کیا پوچھنا جو غلط و باطل کہے اور اسے فتوٰی شریعت جانے والعیاذ باللہ تعالیٰ یہ لوگ ارشاد حدیث آمنوا بغیر یغفر فکفروا واکفروا کے مصداق ہیں ان سب پر توبہ فرض ہے۔ واللہ ھوالموفق وھو تعالیٰ اعلم۔

(۲) یہ قصہ بھی نرا من گھڑت ہے کہیں یہ روایت نہیں نہ ہرگز کسی طرح معقول اللہ اکبر ہر کافر تو پتھر سے یہ اور ہزار ہا طرح اور تقے سکے مگر اللہ کا حبیب و محبوب اگر اسے اپنی عنایت سے نوازے تو وہ اللہ شاکی ہو اور اللہ عزوجل اپنے حبیب کے لئے پتھر سے کام لینے کو ناروا ٹھہرائے بدلہ کسی ظلم کا لیا جاتا ہے تو معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پتھر سے ظلم کرنے والے ٹھہرے۔ والعیاذ باللہ کیسا دیدہ دین ہے جلد بتائے کہ اس نے یہ قصہ کہاں سے کس معتمد و معتبر کتاب سے اخذ کیا ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور وہ ہرگز ثبوت نہ پیش کر سکے گا وہ مفتری علی الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے سخت جھوٹا کذاب جری و بیباک ہے اس حدیث کا مصداق ہے من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار۔

مسئلہ۔ از دیوبند تحصیل جہلم مرسلہ جناب صوفی محمد فاضل صاحب مالک اسلامی دوکان ۱۹ شوال ۵۰ھ

مکرم و محترم حضرت مولانا صاحب زاد عنایتکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و دوسرا رمضان شریف جا رہا ہے اس مسئلہ کا فیصلہ نہیں ہوا اس دفعہ بھی کافی شور ہوا علاقہ میں دو فریق ہو گئے آپ براہ الطاف مفصل واضح کر دیں تاکہ اختلاف دور ہو اور رہی فتوٰی آ چکے ہیں لیکن معتبر سب پر آپ کا فتوٰی ہوگا۔

(۱) دو تین آدمی مسجد میں آئے جب کہ فرض عشا ادا ہو چکے تھے سامع جماعت کے اور جماعت تراویح شروع تھی انھوں نے فرض علٰحدہ علیحدہ پڑھ کر جماعت تراویح میں شامل ہو گئے جب تراویح ختم ہوئیں تو ان کے ذمہ کچھ تراویح باقی تھیں وہ بقایا تراویح چھوڑ کر جماعت وتر میں شامل ہو جائیں یا پہلے بقایا تراویح ادا کریں اور جماعت وتر چھوڑ دیں بعض کہتے ہیں کہ نماز وتر میں شامل ہو جائیں اور بعد کو تراویح پوری کریں اگرچہ فرضوں میں شامل نہیں ہوئے کیوں کہ جماعت وتر تابع جماعت تراویح کے ہے اس واسطے وتر کی جماعت نہ چھوڑے (صغیری) بعض کہتے ہیں کہ اگر فرض عشا جماعت سے نہیں پڑھے تو وتر بھی جماعت سے نہ پڑھے۔

(۱) کتاب بہار شریعت مصنفہ جناب مولانا مولوی حکیم ابوالعلا امجد علی صاحب اعظمی حصہ چہارم ص۲۰ مسئلہ اس کا وقت فرض عشا کے بعد سے طلوع فجر تک ہے۔ وتر سے پہلے بھی ہو سکتی ہے اور بعد بھی تو اگر کچھ رکعتیں اس کی باقی رہ گئیں کہ امام وتر کو کھڑا ہو گیا تو امام کے ساتھ وتر پڑھ لے باقی پھر ادا کرے جب کہ

(۱) بخاری و مسلم و مشکوٰۃ ص۲۲، (۲) بخاری و مشکوٰۃ ص۳۴

فرض جماعت سے پڑھے ہوں اور یہ افضل ہے۔ (۲) کتاب بہار شریعت ص۳۳ حصہ چہارم مسئلہ اگر عشا جماعت سے پڑھی اور تراویح تنہا تو وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے اور اگر عشا تنہا پڑھی اگرچہ تراویح باجماعت پڑھی تو وتر تنہا پڑھے۔ (درمختار ردالمحتار)

(الف) ہمارے علاقہ میں رواج ہو گیا ہے کہ جب کوئی آدمی مرجاتا ہے تو چند قرآن مجید جو عموماً ۸ ردیہ سے زیادہ نہیں ہوتے اور نہایت بوسیدہ ہوتے ہیں کیوں کہ حضرات علماء کو وہ پھر دیئے جاتے ہیں جب کوئی فوت ہوا میاں صاحب کے گھر سے وہ پھٹے ہوئے قرآن جو اسی غرض کے واسطے رکھے ہوئے ہوتے ہیں دام چکائے اور لے آئے بعض اوقات مسجد سے بھی دیئے جاتے ہیں تقسیم کے وقت وہ پھر ملاں صاحب کے حصہ میں بدستور رواج آجاتے ہیں۔ کیوں کہ یہ قرآن مجید مسجد و بنی کے نام سے تقسیم ہوتے ہیں فلاں حضرت فلاں مسجد کے امام ہیں انھیں دیا جائے مسکینوں کا نام تک نہیں جب امام صاحب کے حصہ میں آیا انھوں نے پھر طاق میں جا کر ڈال دیا اور کوئی فوت ہوا تو انھوں نے پھر پیسے بٹورنے یہ کہاں تک جائز ہے۔ ایسے قرآن مجید بیچنے خریدنے والوں کو کیا کچھ وعید ہے یا نہ جن مردے کے پیچھے دیئے جاتے ہیں کوئی ثواب ہے یا نہ یہ مصحف قابل تلاوت نہیں ہوتے۔

(ب) اسی طرح مردے کے پیچھے کچھ نقدی اور غلہ بھی دیا جاتا ہے جس کو استقاط یا حیلہ کہا جاتا ہے اس کی تقسیم مندرجہ ذیل طریقہ پر ہوتی ہے۔ بموجب حیثیت مردہ (چوں کہ یہ رواج عام ہے اگر ایک ۸ر مسجد دے تو دوسرا خواہ غریب ہی ہو اس نے بڑھ کر دے گا تقریباً ایک روپیہ) ایک روپیہ یا اٹھنی یا چار آنے مسجد دی جائے گی۔ تمام مسجدوں کے علماء اکٹھا کر کے ایک لائن میں بٹھائے جاتے ہیں وہ منہ سے بولتے ہیں کہ فلاں گاؤں کی مسجد دو تقسیم کنندہ دیئے جاتے ہیں اگر ایک گاؤں کے دوسرے گاؤں کی مسجد میں نہیں دیتے تو جہاں کا کوئی مرجاتا ہے ان کو نہیں دیتے۔ آئے دن ایسے تنازع ہوتے رہتے ہیں کیا اگر استقاط جائز ہے تو یہ تقسیم جائز ہے اگر جائز نہیں تو جو دیدہ و دانستہ یہ فعل کرتا ہے اس کے پیچھے نماز جائز ہے بلکہ یہ رواج اس قدر ترقی کر گیا ہے کہ گروہ کے گروہ بازاروں میں پھرتے ہیں اور خبر رسانی کے عجیب عجیب سلسلے قائم کر رکھے ہیں کہ آج کہاں کوئی فوت ہوا اسی دھن میں لگے رہتے ہیں۔ اگر استقاط کا مصرف صحیح نہیں تو کیا دینے دلانے خرچ نہیں فضول خرچ کے واسطے کیا وعید ہے مردے کے پیچھے ایسی خیرات دینے سے مردے کو کچھ فائدہ ہوتا ہے۔ صدقہ فقیروں اور مساکین کا مال ہے جو شخص متمول ہو (بینک میں روپیہ جمع ہو) وہ صدقہ کھائے

شرعاً اس کے واسطے کیا حکم ہے جان بوجھ کر زکاۃ نہ دیتا ہو اور صدقہ بھی کھائے کیا ایسے آدمی کی امامت جائز ہے؟ بینوا توجروا

الجواب۔ جس نے فرض جماعت نہ پڑھے ہوں وہ وتر کی جماعت میں شامل نہ ہو کہ اس میں جماعت نہیں مگر تبعاً کہ وہ من وجہ نفل ہے۔ وتر میں جماعت رمضان ہی میں یا بہ تبعیت فرض ہے یا کہ تبعیت رمضان یا بہ تبعیت تراویح اور مشہور یہی ہے کہ بہ تبعیت جماعت فرض یا بہ تبعیت جماعت تراویح ہے علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ جس نے فرض جماعت سے نہ پڑھے وہ تراویح بھی بجماعت پڑھے یا نہ پڑھے اگرچہ صحیح یہی ہے کہ وہ تراویح بجماعت پڑھ سکتا ہے۔ جماعت فرض کے تابع ہے جب تو ظاہر ہے کہ اگر فرض بجماعت نہ پڑھے ہوں تو وتر بجماعت نہیں پڑھ سکتا اور بہ تبعیت رمضان ہے تو اس کے یہ معنی نہیں کہ رمضان میں وتر جماعت ہی سے پڑھے بلکہ یہ کہ رمضان میں جماعت سے پڑھ سکتے ہیں۔ بہر صورت جماعت ہی سے پڑھنا اس سے کہاں نکلتا ہے۔ یوہیں اگر بہ تبعیت جماعت تراویح ٹھہرائیں جب بھی۔ اور میں کہتا ہوں کہ تبعیت فرض سے جماعت وتر کچھ کہو نہیں نکلتی رمضان کے تابع کہو تو اس کے یہی معنی ہیں کہ رمضان ہی میں وتر کی جماعت بہ تبعیت عشا یا بہ تبعیت تراویح ہوگی۔ یہ نہیں کہ رمضان میں اس میں جماعت علی الاستقلال ہے فانہ لم یقل بہ احد۔

وتر کا نماز مستقل غیر تابع عشا ہونا اور بات ہے اور اس میں جماعت کا استقلال اور بات اس خلاف کا ثمرہ یہ نہیں کہ جن کے نزدیک جماعت وتر تابع جماعت فرض ہے وہی بحالت فوت جماعت عشا جماعت وتر سے ممانعت کریں اور جن کے نزدیک اس کی جماعت تابع جماعت تراویح ہے۔ وہ اس نے جب کہ جماعت تراویح فوت نہ کی ہو یا اور جن کے نزدیک تابع رمضان ہے اسے مطلقاً جماعت وتر کی اجازت دیں بلکہ اس خلاف کا ثمرہ یہ ہے کہ جس نے فرض ایک امام کے پیچھے پڑھے اور تراویح دوسرے امام کے پیچھے یا فرض و تراویح دونوں ایک امام کے پیچھے اور وتر دوسرے کی اقتدا سے یا فرض جماعت سے اور تراویح بے جماعت پوری یا کچھ جماعت سے یا بالکل نہ پڑھیں تو جو اس کی جماعت تابع جماعت فرض ٹھہراتے ہیں وہ امام فرض کے پیچھے ان سب صورتوں میں اس کی جماعت جائز بتاتے ہیں دوسرے کے پیچھے اجازت نہیں دیتے اور جو جماعت تراویح کے تابع بتاتے ہیں وہ امام تراویح کے پیچھے بشرطیکہ اس نے تراویح سب یا کچھ جماعت سے ادا کی ہوں اور جو اسے رمضان کے تابع ٹھہراتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ امام فرض

کے پیچھے پڑھے یا امام تراویح کے یا کسی اور امام کے خواہ تراویح سب یا کچھ جماعت سے پڑھی ہوں یا علیحدہ یا بالکل نہ پڑھی ہوں۔

غنیہ میں فرمایا اذا لم یصل الفرض مع الامام فعن عین الائمۃ الکرابیسی انہ لا یتبعہ فی التراویح ولا فی الوتر وکذا اذا لم یتابعہ فی التراویح لا یتابعہ فی الوتر اسی میں فرمایا لو صلی العشاء وحدہ فلہ ان یصلی التراویح مع الامام وھو الصحیح حتی لو دخل بعد ما صلی الامام الفرض وشرع فی التراویح فانہ یصلی الفرض اولا وحدہ ثم یتابعہ فی التراویح وفی القنیۃ لو ترکوا الجماعۃ فی الفرض لیس لھم ان یصلوا التراویح جماعۃ لانھا تابع للجماعۃ ردالمحتار میں تاتارخانیہ اس میں تتمہ سے ہے سئل علی بن احمد عمن صلی الفرض فی التراویح وحدہ او التراویح فقط ھل یصلی الوتر مع الامام قال لا اھ اس کے بعد شامی میں فرمایا ثم رأیت القھستانی ذکر تصحیح ما ذکرہ المصنف من جواز الوتر جماعۃ لمن صلی التراویح منفردا ای والفرض جماعۃ اھ (المختار) ثم قال لکنہ اذا لم یصل الفرض معہ لا یتبعہ فی الوتر۔ اعلیحضرت سیدنا الوالد الماجد قدس سرہ نے حاشیہ شامی جد الممتار میں فرمایا فالمتحصل مما ذکر ان من صلی الفرض بجماعۃ یجوز لہ الدخول فی جماعۃ الوتر سواء صلی الفرض خلف ھذا الامام او خلف غیرہ سواء صلی التراویح وحدہ او خلف ھذا الامام او خلف غیرہ بل ومن لم یصلھا اصلا کما یشعر بہ اطلاق قولہ ولم یصلھا الامام یصلی الوتر فانہ یصدق باتمام الفجر والمفید کما فی البحر واللہ تعالیٰ اعلم والمنفرد فی الفرض ینفرد فی الوتر کما مشی علیہ فی الھدایۃ وغیرھا من انہ لو ترکوا الجماعۃ فی الفرض لم یصلوا التراویح بجماعۃ ولو لم یصلھا مع الامام صلی الوتر بہ لانہ تابع لرمضان وعند البعض لا لانہ تابع للتراویح عندہ وفی القھستانی یجوز ان یصلی الوتر بالجماعۃ وان لم یصل شیئا من التراویح مع الامام او صلاھا مع غیرہ وھو الصحیح۔

صغیری اور اس کی اصل کبیری میں یہ مسئلہ ہماری نظر میں دو جگہ ہے کہ اگر کسی کا ایک تراویح یا دو تراویح یا اکثر فوت ہو گئے اور امام وتر کو کھڑا ہو گیا تو یہ امام کے ساتھ وتر پڑھے یا اپنی باقی تراویح ادا کرے دونوں جگہ اس کا کہیں پتہ نہیں کہ اگر یہ فرضوں میں شامل نہیں ہوسکے کیوں کہ جماعت وترتیب جماعت تراویح کے ہے۔ صغیری وکبیری کی عبارت یہ ہے۔ ان فاتتہ مع الامام ترویحۃ او ترویحتان او اکثر ھل یقضیھا قبل الوتر او یوترھم یقضیھا ذکرہ فی الذخیرۃ اختلف المشائخ فی زماننا قال بعضھم یوترھم مع الامام ثم یقضی ما فاتہ من التراویح احرازا لفضیلۃ الجماعۃ مع ان التراویح تجوز بعدہ وقال بعضھم یصلی التراویح

المتروکۃ شفعوتر انہیں میں دوسری جگہ زیر فروع ہے فاتتہ تروبحۃ اوتروبحتان وقام الامام الی الوتر یوتر مع الامام شیئ یقضی ما فاتہ ان میں یہ کہاں ہے اگرچہ فرضوں میں شامل نہیں ہوئے اور نہ یہاں یہ ہے کہ جماعت وتر تابع جماعت تراویح ہے۔ اس صورت مسئلہ کو فوت جماعت فرض سے کیا تعلق وہ صورت ان دونوں کتابوں میں زیر فروع اسی مسئلہ مذکورہ سے متصل ذکر فرمائی ہے کہ اور جب کہ فرض امام کے ساتھ نہ پڑھے ہوں تو امام عین الائمہ کرابیسی سے منقول ہے کہ نہ امام کے ساتھ تراویح پڑھے نہ وتر اھ

پھر اس صورت میں بھی کبیری میں بعد بیان اختلاف حکم دو وجہ ہر حکم یہ تحریر فرمایا کہ لاشک ان تاخیر الوتر اولی وان فاتت الجماعۃ فیہ فان الانفراد بہ اولی علی قول الجمہور کما بیاتی انشاء اللہ تعالیٰ یعنی بے شک تاخیر وتر اولی ہے اگرچہ وتر کی جماعت جاتی رہے کہ وتر میں انفراد ہی بر قول جمہور اولی ہے جیسا کہ عنقریب مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ نیز صغیری میں بعد بیان اختلاف فرمایا ولاشک ان تاخیر الوتر اولی وکذلک الانفراد بہ کہاں یہ اور کہاں وہ کہ اگرچہ فرضوں میں شامل نہیں ہوئے کیوں کہ جماعت وتر جماعت تراویح کے تابع ہے اور جماعت وتر جماعت تراویح کے تابع ہے اس سے لزوم جماعت وتر یا بہر حال بے کراہت اس کا جواز کیوں کر نکلا اگرچہ فرضوں کی جماعت کھوئی ہو مگر وتر جماعت ہی سے پڑھے تابع ہونے کا حاصل تو اتنا ہی ہے کہ تراویح جماعت سے پڑھی جاتی ہیں تو رمضان میں ان کی تبعیت سے وتر بھی جماعت پڑھ سکتے ہیں نہ یہ کہ وتر بہر حال جماعت ہی سے پڑھیں۔

ہاں صغیری کی یہ عبارت واذا لم یصل الفرض مع الامام قیل لایتبعہ فی التراویح ولا فی الوتر وکذا اذا لم یصل معہ التراویح لایتبعہ فی الوتر وا تصحیح انہ یجوز ان یتبعہ فی ذلک کلہ الخ میں اس کا ایہام ضرور ہے کہ اگرچہ فرض بے جماعت پڑھے ہیں وتر میں شامل ہو سکتا ہے مگر یہ زراوہم ہے اس کا کوئی قائل نہ ہوا۔ کتب فقہ دیکھ جائیے دور کیوں جائیے کبیری ہی دیکھ لیجئے اختصار کے سبب یہ وہم پیدا ہوگیا۔ تصحیح دو قولوں سے ایک کی ہوتی ہے یہاں کوئی دوسرا قول ہی نہیں ومن ادعی فعلیہ البیان پھر اگر خود تابھی تو اصحاب تصحیح سے اس کی تصحیح اگر ہوتی تو علامہ ابراہیم حلبی صاحب صغیری یہ فرما سکتے کہ واصحیح اللہ کہ خود یہ اصحاب تصحیح سے نہیں کہ خود کسی قول کی تصحیح کریں بات یہ ہے کہ اس میں اختلاف ہے خود کبیری ملاحظہ کیجئے اس میں پہلے امام عین الائمہ کرابیسی سے یہ نقل فرمایا کہ جس نے فرض جماعت سے نہ پڑھے وہ نہ تراویح جماعت سے پڑھے نہ وتر یوں جس نے امام کے ساتھ تراویح نہ پڑھیں وہ وتر بھی امام کے ساتھ

۱؎ منیہ ص ۲۹۱ ۲؎ ایضاً ص ۲۸۶

پڑھے پھر اس میں خلاف نقل فرمایا کہ فرمایا وقال ابو یوسف البانی اذا صلی مع الامام یصلی التراویح یعنی معه الوتر وکذا اذا صلی وحده یصلی معه شیئا یعنی امام ابو یوسف البانی نے فرمایا کہ اگر کچھ تراویح بھی امام کے ساتھ پڑھی ہوں تو اس کے ساتھ وتر پڑھ سکتا ہے۔ یوہیں اگر کچھ بھی امام کے ساتھ نہ پڑھی ہوں وتر اس کے ساتھ پڑھے۔

پھر فرمایا وکذا اذا صلی التراویح مع غیرہ لہ ان یصلی الوتر معه یعنی یوں ہی جب کہ امام کے سوا کسی اور امام کے ساتھ تراویح پڑھیں تو اسے امام وتر کے ساتھ وتر پڑھنا پائے وھو الصحیح ذکرہ ابو اللیث صحیح ہے امام ابو اللیث نے اسی کو صحیح فرمایا آگے فرمایا وکذا قال ظھیر الدین المرغینانی لو صلی العشاء وحدہ فلہ ان یصلی التراویح مع الامام وھو الصحیح۔ یوں ہی امام ظہیر الدین مرغینانی نے فرمایا کہ اگر عشا تنہا پڑھی تو اسے جائز ہے کہ تراویح امام کے ساتھ پڑھے۔ وھو الصحیح۔ اور یہی صحیح ہے حتی لو دخل بعد ما صلی الامام الفرض وشرع فی التراویح فانه یصلی الفرض اولا وحدہ ثم یتابعه فی التراویح یہاں تک کہ اگر امام کے فرض پڑھ لینے اور تراویح شروع کر دینے کے بعد آیا تو پہلے فرض علیحدہ پڑھے پھر تراویح میں امام کی اتباع کرے۔ کیسری میں اس کا کہیں نشان ہے کہ فرض بے جماعت پڑھے ہوں تو بھی وتر جماعت سے پڑھ سکتا ہے حاشا کہیں نہیں اس کا کہیں پتہ ہی نہیں تصحیح کیسی۔ انھوں نے پہلے امام عین الائمہ سے تین حکم نقل فرمائے۔ (۱) جس نے فرض بے جماعت پڑھے ہوں وہ تراویح میں امام کی اتباع نہ کرے۔ (۲) یوں ہی وتر میں (۳) جس نے تراویح میں اتباع امام نہ کیا ہو وہ وتر میں بھی اتباع نہ کرے یہ مسئلہ مطلقاً تھا اس میں اختلاف ذکر کیا۔ پھر امام ابو اللیث نے امام ابو یوسف البانی کے اس قول کی تصحیح نقل فرمائی کہ تراویح ایک کے پیچھے پڑھیں تو دوسرے کے پیچھے وتر پڑھ سکتا ہے یوں ہی پہلے میں بھی اختلاف تھا اور قول آخر یعنی جواز جماعت تراویح بحال فوت جماعت فرض صحیح تھا۔ اسے لکھا اور اس کی امام ظہیر الدین مرغینانی سے تصحیح نقل فرمائی۔

دیکھئے امام عین الائمہ کرمانی کے جواب میں انھوں نے ان دونوں مسئلوں میں امام ابو اللیث و امام ظہیر الدین مرغینانی سے تصحیحیں نقل فرمائیں اور جہاں سادہ خلاف قول تھا وہاں سادہ نقل فرمایا۔ ان کا وہ دوسرا مسئلہ کہ جس نے فرضوں کی جماعت کھوئی ہے وہ وتر جماعت سے نہ پڑھے خلاف سے ہی پاک تھا اسی لئے اس کے خلاف کوئی سادہ قول بھی نقل نہ فرمایا اگر اس کے خلاف کوئی قول ہوتا تو ضرور نقل

فرماتے ہیں بحمدہ تعالیٰ روشن تر ہوگیا کہ صغیری کی عبارت سے جو وہم ہوتا ہے وہ نراوہم ہے ہرگز ان کی مراد یہ نہیں کہ فرض بے جماعت پڑھے ہوں جب بھی وتر جماعت سے پڑھے ہی صحیح ہے اس کا صحیح ہونا کہیں یہ کسی کا قول ہی نہیں فالحمد للہ والمنۃ علی کشف الغمۃ وھو ولی النعمۃ وکتبت علی تلک العبارۃ الموھمۃ علی ھامش الصغیری قولہ فی ذلک کلہ یعنی اتباعہ فی التراویح صحیح فیما اذا لم یصل الفرض جماعۃ وکذا اتباعہ فی الوتر فیما اذا لم یصل التراویح بالجماعۃ لان اتباعہ فی الوتر یصح فیما اذا لم یصل الفرض مع الامام فافھم وتدبر وتثبت وتشھد۔ لما قدنا اقتصارہ فی التصریح علی لفظ التراویح ھذا کلہ کتبتہ بتوفیق اللہ تعالیٰ تفقھا ثم بعد تحریرہ بشھر او اثنین ظفرت بصغیری مکتبۃ سیدنا الوالد الماجد رحمہ اللہ تعالیٰ فراجعتھا فوجدت بحمد اللہ تعالیٰ ما حاشیۃ علی تلک العبارۃ الموھمۃ۔ اجاب عنھا بعینہ ما اجبت وبحث ما بحثت وللہ الحمد وھذا نصہ قولہ والصحیح انہ یجوز ان یتبعہ فی ذلک کلہ لیس ھو رحمہ اللہ تعالیٰ من اصحاب التصحیح وانما ھو ناقل ویرشد الی مطالعۃ شرحہ الکبیر والملخص منہ ھذا الصغیر ان التصحیح للامام الفقیہ ابی اللیث والامام ظھیر الدین المرغینانی وانھما انما یرجحان ان فی تصحیح جواز الاتباع فی الوتر وان لم یتبع فی التراویح وجواز الاتباع فی التراویح وان لم یتبع فی الفرض ولا اشرفھما التصحیح جواز الاتباع فی الوتر وان لم یتبع فی الفرض فراجعہ ص۳ فالواقع ھھنا شیئان اقتصارہ فعل فلیتنبہ لیس الفرق بینھما الا فرق اللسان کانہ ھو فانظر الی ھذا التوارد ومن اتاہ اللہ شیئا مما ھذا الا بفضل اللہ فیض خدمتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا وعنہ بعد ما مضی علی ھذا بیرھۃ من النھار ظفرت بکرم اللہ تعالیٰ بباب الوتر والنوافل من فتاواہ المنیفۃ المبارکۃ قدس اللہ تعالیٰ سرہ وافاض علینا برہ فراجعتہ فوجدت فیھا ھذا السؤال بالعربیۃ ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ فی الرجل الذی اقتدی بالامام فی التراویح وقد صلی الفرض فی بیتہ او مع غیر الامام ھل یصلی الوتر بالجماعۃ امرا او الوتر بالجماعۃ تابع لرمضان ام لجماعۃ الفرض۔

الجواب من صلی الفرض منفردا الا یدخل فی جماعۃ الوتر ومن صلاھا بجماعۃ ولو خلف غیر ھذا الامام فلہ ان یأتم بہ فی الوتر ای وان لم یکن ادرک التراویح معہ ھو الصحیح المعتمد فی المنیۃ شرح المنیۃ للعلامۃ ابراھیم الحلبی اذا لم یصل الفرض مع الامام اھ رسمت ھذہ العبارۃ بتمامھا فی صدر فتوای وقال فی رد المحتار قولہ لو لم یصلھا ای التراویح بالامام لہ ان یصلی الوتر

معه (الى قول القهستانى لا يتبعه فى الوتر كما مر قلت وعزاه القهستانى للمنية وهى منية الفقهاء للامنية المصلى كما ظنه بعض المتصدين للفتوى فى عصرنا فنبه الى عدم مطابقة النقل المنقول عنه قال الشامى فقوله (يعنى المصنف) ولو لم يصلها اى وقد صلى الفرض معه لكن ينبغى ان يكون قول القهستانى معه احترازا عن صلاتها منفردا قلت فيكون على وزان قول الغنية اما اذا اقيمت معه شيئا منها فانما اراد به الانفراد لما يأتى من الادراك مع غيره بدليل قوله عطفا عليه وكذا اذا صلى التراويح مع غيره قال الشامى اما لو صلاها (يعنى الفريضة) جماعة مع غيره ثم صلى الوتر معه لا كراهة تأمل انتهى۔

اقول معلوم ان الضمير فى قوله لا يتبعه للامام مطلقا لا لخصوص هذا الامام فان من صلى الفريضة منفردا ليس له ان يدخل فى جماعة الوتر لا مع هذا الامام ولا مع غيره فكذا ذلك فى قوله معه وبالجملة فالمتحصل شيئان احدهما ان المنفرد فى الفرض ينفرد فى الوتر وما وقع فى منية المفتى الذى يعتمد فى مسائل الصيام والقيام والعيد الفاضل المفتى محمد عنايت احمد عليه رحمة الاحد ان من لم يصل الفرض بجماعة فلا يدخل فى جماعة الوتر وعزاه لحاشية الطحطاوى فهو وان ناقد راجعت المعزى اليه فلم اجد له نسبا ظن نعم قد تشم من بعض كلماته رائحة ذلك حيث قال عند قول الدر المختار لو تركها الكل (يعنى جماعة التراويح هل يصلون الوتر بجماعة فليراجع قضية التعليل فى المسئلة السابقة (اى لو تركوا الجماعة فى الفرض لم يصلوا التراويح جماعة) بقولهم لانها تبع ان يصلى الوتر جماعة فى هذه الصورة لانه ليس بتبع للتراويح ولا للعشاء عند الامام رحمه الله تعالى انتهى حلبى انتهى فقد يوهم قوله ولا للعشاء جواز الوتر بجماعة ولو لم يصل هو بل الكل الفرض بها كما لا يخفى كما علمت خلاف المنصوص فان الذى فى رد المحتار عن شرح النقاية عن المنية ان لا يدخل على ما سيأتى ادخل فى الرد على هذا الايهام۔

واما ما ذكر انه ليس بتبع عند الامام فنعم ونعم الجواب عنه ما افاده المولى المحقق ابن عابدين ان اصالته فى ذاته لا تنافى كون جماعته تبعا قلت الا ترى ان الظهر والعصر من اعظم الفروض المستقلة والجمع بينهما من توابع الوقوف بعرفة ولو فى حجة نافلة فانهم قال الشامى على انهما اختلفوا فى افضلية صلاتها بالجماعة بعد التراويح (اى فكانت جماعته اذن حالا من جماعة التراويح المسنونة عند الجمهور حتى لو تركها الكل اثموا فكيف بجماعة الفرض الواجبة على الصحيح الرجيح فتأمل

ان یکون تبعا فی الجماعة وان کان اصلا فی الذات حتی افسدت ذکروہ المکتوبات قلت علی ان التعلیل بالقضیة المذکورة تعلیل بالنفی وھو عندنا من التعلیلات الفاسدة کما صرحوا بہ فی الاصول وحصر العلة فی التبعیة ممنوع محتاج الی البیان ھذا۔ والاحران من صلی الفرض بجماعة یجوز لہ الدخول فی جماعة الوتر سواء صلی الفرض خلف ھذا الامام او غیرہ کما قرر الشامی وبسواء صلی التراویح وحدہ او خلف ھذا الامام او غیرہ کما نصوا علیہ قلت بل ومن لم یصلها ر أکما یشملہ اطلاق قولھم ولو لم یصلها بالامام یصلی الوتر فانہ یصدق بانتفاء القید و المقید جمیعا ولیحرر۔

اما ما ذکروا ان جماعة الوتر ھل ھی تبع لجماعة التراویح امر لا جزم الفاضلان الحلبی والطحطاوی فی حواشی الدر الی الثانی کما سمعت واستظھر الشامی الاول قائلا ان سنیة الجماعة فی الوتر انما عرفت تابعة للتراویح قلت وھذا ھو الاظھر فان شرعیة جماعتہ لو کانت لاصالة لائمة لا تختص برمضان شرأیت العلامة البرجندی نص فی شرحہ للنقایة ان الجماعة فیہ بتبعیة التراویح علی ما ھو المشھور اھ فقد ثبت روایة واعتمد درایة وترجح شھرة فانقطع النزاع فاعلم ان ھذا کلہ لو ترک الکل جماعة التراویح کما قدمنا من الغنیة عن القنیة اما اذا جمع القوم وتخلف عنھا ناس ثم ادرکوا الوتر مع الامام فلا شک ان لھم الدخول فی جماعة الوتر اذا کانوا اصلی الفرض بجماعة کما سمعت نعم ذھب بعض کالامام علی بن احمد وجمین الائمة الکرابیسی الی تبعیتھم لجماعة التراویح فی حق کل مصل یعنی ان من لم یرد ادرکھا مع الامام لا یتبعہ فی الوتر لکنہ کما علمت قول مرجوح قلت وبھذا التحقیق ظھر التوفیق بین کلام العلامة البرجندی المذکور وکلام الفاضل الشیخ زادہ فی مجمع الانھر شرح الملتقی الابحر حیث قال لو لم یصلوا (یعنی التراویح) مع الامام صلی الوتر بہ لانہ تابع لرمضان وعند البعض لا لانہ تابع للتراویح عندہ وفی التھستانی ویجوز ان یصلی الوتر بالجماعة وان لم یصل شیأ من التراویح مع الامام او صلاھا مع غیرہ وھو الصحیح اھ ما فی المجمع فانہ صریح فی ان القول بتبعیة للتراویح قول مرجوح خلافا للجمھور وصریح ما فی البرجندی انہ ھو القول المشھور۔

ووجہ التوفیق ان التبعیة فی کلام المجمع ماخوذة بالنظر الی کل احد فی خاصة نفسہ ولذا ابقی علیہ منع من لم یرد ادرکھا مع الامام عن دخولہ فی الوتر وفی کلام البرجندی بمعنی وقوعہ بعد اقامة

الناس جماعة التراويح وان لم يدركها بعض القوم فليكن التوفيق وبالله التوفيق ثم انما المعنى بتبعيته لرمضان ان جماعته غير مشروعة الا فيه لا سلب بتبعيته عنها سواه مطلقا حتى ينافي تبعيته لجماعة التراويح بل والفرض فان فيه ما قدمناه فاذن لا خلاف بين التبعيتين الا على قول لبعض المرجوح فلكن لا ينبغي التحقيق والله تعالى ولي التوفيق سيدعمر وقع في شرح المنية الصغير ما نصه اذا لم يصل الفرض مع الامام قيل لا يتبعه في التراويح ولا في الوتر وكذا اذا لم يصل معه التراويح لا يتبعه في الوتر والصحيح انه يجوز ان يتبعه في ذلك كله حتى لو دخل بعد ما صلى الامام الفرض وشرع في التراويح فانه يصلي الفرض اولا وحده لا شفعا بعده في التراويح وفي القنية لو تركوا الجماعة في الفرض ليس لهم ان يصلوا التراويح جماعة اهـ.

فاوهم ذلك عند بعض الناس ان المذهب صحة جواز اتباع الامام في الوتر وان لم يتبع في الفرض وانا اقول ليس هو رحمه الله تعالى من اصحاب التصحيح وانما وظيفة النقل عن ائمة الترجيح ومعلوم ان شرحه الصغير انما هو ملخص شرحه الكبير وهذه عبارة الكبير ثم رأيت حين منذ لا تترى فيه تصحيحا اصلا ناظرا الى هذا المتوهم وانما فيه تصحيحان الاول من الامام الفقيه ابي الليث لجواز اتباع الامام في الوتر سواء صلى التراويح كلها او بعضها معه او مع غيره او وحده منفردا وهذا احمل قوله يجوز ان يتبعه في ذلك كله والثاني عن الامام ظهير الدين المرغيناني لجواز الاتباع في التراويح وان لم يتبعه في الفرض وعليه يتفرع الفرع المذكور في الشرحين معا حتى لو دخل بعد ما صلى الامام الفرض. فما المتوهم الحاصل في عبارة الشرح الصغير انما منشؤه ما وقع فيه هنا من الاختصار المخل الا ترى انه اقتصر في التفريع المذكور كاصله الكبير على قوله يتابعه في التراويح ولو كان مراده بقوله في ذلك كله ما يشمل المتوهم لزاد ايضا والوتر والجملة فالمعروف المعلوم من تصحيحات الائمة هو الذي بينه في شرح الكبير وهذا المتوهم لا يعرف له تصحيح ولا ترجيح فلا يعارض ما نص عليه في منية الفقهاء وحكم به حكما جازما من دون ذكر خلاف. فعليك بالتبصر والانصاف.

وذلك ان تقول ان الامام معرف باللام وضمير يتبعه راجع اليه والمعرفة اذا اعيدت معرفة كان المراد عين الاول غالبا. فالمعنى اذا لم يصل الفرض مع هذا الامام فله ان يتبعه في الوتر اي لا يجب لاتباعه في الوتر ان يكون اتبع هذا الامام بعينه في الفرض وهذا صحيح لا شك. ويؤيد هذا الفهم

ان الفقہ فی لما قال اذا لم یصل الفرض معہ لا یتبعہ فی الوتر احتاج الشامی الی اہانۃ مراد ہ سبحانہ ان المقصود مع امامہ الامیح خصوص ہذا الامام وان جاد ل مجادل فتقول الشرح الصغیر وطالب تصحیح نقل ہذا التصحیح الذی لا یعلم لہ اصلا فی کتاب قبلہ حتی فی الکبیر الذی کان اصلہ واللہ الموفق فقد تحریر ما تقرر ان جماعۃ الوتر تبع لجماعۃ الفرض فی حق کل احد من المصلین ولجماعۃ التراویح فی الجملۃ لا فی حق کل ولرمضان بمعنی انہا تکرہ فی غیرہ لو علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعۃ بواحد کما فی الدر عن الذخیرۃ حتی جاز اقتدام ثلثۃ بامام بلا کراہۃ فی الامیح کما فی حاشیۃ العلامۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح للعلامۃ الشرنبلالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علی العلماء جمیعا اتقن ہذا فانک لا تجد ہذا التحریر فی غیر ہذا التقریر وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت الیہ انیب واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم فالحمد للہ حمدا وافیا تنعمہ النظار کیف صنع علی بعین اکثر ما صنع علی ابی بفضلہ الوفی واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال دوم

(الف) یہ رواج برا ہے۔ بازار بھاؤ سے جو کاغذ کی قیمت ہوگی وہی اسقاط کے حساب میں آئے گی وہ بھی اس وقت جب کہ مستحق کو پہونچے اور اگر اسقاط میں وہ قرآن عظیم نہیں دیئے جاتے بلکہ یوہیں بغرض ایصال ثواب دیئے جاتے ہیں تو جب کہ وہ ناقابل تلاوت ہیں تو قرآن عظیم دینے سے جو مقصود ہے وہ حاصل نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ب) اسقاط تو چاہئے۔ باقی یوں تقسیم یہ سرے ہی سے ناجائز ہے جب کہ اس میں مستحق ناستحق کا کچھ لحاظ نہیں ہوتا۔ ایک جگہ کی مسجد کا امام مستحق ہے اسے دیا گیا تو یہ دینا ٹھیک ہوا دوسری جگہ کا امام مستحق ہے اسے دیا گیا یہ جائز نہ ہوا نہ اس کے دیئے اسقاط صحیح۔ اور پھر اس خیال سے کہ وہاں کے لوگوں نے ہمارے یہاں کے امام کو دیا تھا ہم وہاں کے امام کو دیں نہ دیں گے تو مفت نزاع ہوگا یہ دینا خالصاً خدا کے لئے دینا بھی نہ ہوا جو اس پر لڑتے ہیں جاہل ہیں گناہ کرتے ہیں۔ اور اگر اس کا لحاظ بھی ہے کہ مستحق کو نہ دیا جائے مستحقین ہی کو پہونچے جب بھی اس طریقہ کو ضروری خیال کرنا ٹھیک نہیں۔ کہ جب مساکین ہی کو دینا ہے تو وہ جہاں کے ہوں اور اپنے محتاج اقربا کا خیال مقدم پھر الاقرب فالاقرب نیز الاحوج

فالاحوج پر نظر بہتر۔ امام زمرۂ فقراء و مساکین میں وہی داخل ہوگا جو فقیر و مسکین ہو۔ امامت مسکینی نہیں کہ جو امام ہو مسکین ہو۔ جو امام مسکین ہے اسے فدیہ لینا جائز ہے جب کہ ہاشمی نہ ہو۔ جو مسکین نہیں اسے حرام ہے۔ قرآن عظیم کا ارشاد ہے۔ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ الآیۃ نہ اسے دینا جائز نہ اسے دیئے فدیہ ادا ہو ذمہ سے کہ اس کا کوئی ثواب کہ مستحق کو دینے کا کوئی ثواب ہی نہیں۔

صدقات واجبہ تو فقراء مساکین کے لئے ہیں غنی متمول کو نہ دینا جائز نہ اسے لینا حلال۔ جو غنی ہو کر لیتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں فرض تارکین کا ابطال کرتے ہیں باطل طور پر مسلمانوں کے اموال کھاتے ہیں اور قرآن عظیم کے ارشاد لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ کا خلاف کرتے ہیں۔ پھر بے ضرورت سوال حرام ہے اگرچہ صدقات واجبہ نہ مانگے اور یہ تو دہرا حرام ہوا۔ ایسے سائل کو دینا حرام ہے اگرچہ صدقۂ واجبہ نہ دے۔ لانہ تعاون علی الاثم والعدوان۔ وقال تعالٰی لا تعاونوا علی الاثم والعدوان نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم فرماتے ہیں لَا تَحِلُّ الصدقۃ لغنی ولا لذی مرۃ سوی جو غنی ہو کر صدقات واجبہ لیتا ہے وہ بھی مانگ مانگ کر وہ طرح طرح حرام کا رشدید گنہگار مستحق نار داخل زمرۂ فساق و فجار ہے۔

جس پر زکاۃ فرض ہے اور وہ زکاۃ نہیں دیتا مبتلائے قہر قہار مستوجب غضب جبار ہے اسے قرآن عظیم سے مژدہ عذاب نامزد ہے کہ وہ سونا چاندی جن کی اس نے زکاۃ نہ دی جنھیں اس نے کنز ظالم اٹھانے کی جگہ نہ اٹھایا اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ نہ کیا وہ جہنم کی آگ سے تپائے جائیں گے پھر ایسوں کی پیشانی اور پہلو اور پیٹھ ان سے چھکے جائیں گے کہ یہ مواضع بقدر ان کنوز کے وسیع کر دیئے جائیں گے اور یہ کنوز تپا کر ان کی پیشانیوں پہلوؤں پشتوں پر رکھ دیئے جائیں گے۔ (والعیاذ باللہ تعالٰی) اور ان سے ارشاد ہوگا یہ ہے وہ جسے تم نے اپنی جانوں کے لئے جمع کیا تھا۔ (اللہ تعالٰی کی راہ میں خرچ نہ کیا زکاۃ میں نہ دیا تھا) تو چکھو اس کا بدلہ قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے اَلَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝ تفسیر امام جلیل جلال الدین سیوطی قدس سرہٗ میں ہے لا ینفقونہا فی سبیل اللہ ای لا یؤدون منہا حقہ من الزکاۃ والخیر ایسوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے کہ بڑھی گناہ اور پھیرنی واجب لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب

۱؎ سورۃ توبہ آیت ۶۰ ۲؎ البقرۃ آیت ۱۸۸ ۳؎ مائدۃ آیت ۲ ۴؎ توبہ آیت ۳۴ ۵؎ جلالین مع صاوی ج ۲ ص ۱۰۲۳ ۶؎ الدر المختار جلد اول باب الامامۃ مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۸۲

علیہما حاشیۂ شرنبلالی در مختار وغیرہا اسفار میں فرمایا کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳ از بہیڑی مسئولہ بعض غیر مقلدین ۲۶ جمادی الآخرہ ۵۱ھ

(۱) جناب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز شروع میں کس نے پڑھائی اور موافق کس امام کے مقلدوں کے پڑھائی۔

(۲) رفع یدین اور آمین بالجہر کس موقع پر کہی ہے اور کس موقع پر منع فرمایا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب حضور علیہ الصلاۃ والسلام الی یوم النشور فرضیت صلاۃ سے پہلے نماز پڑھتے تھے یہی دیکھو کہ نماز لیلۃ الاسرا میں فرض ہوئی اور فرض ہونے سے پہلے کہ وہ بعد عروج ہوا قبل عروج الی السمار حضور علیہ صلاۃ ربہ العزۃ الغفور نے بیت المقدس میں نماز باجماعت پڑھی حضور نے امامت فرمائی اور انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام نے اقتدا کی اذان واقامت بھی ہوئی جبرئیل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے تو بعد فرضیت دو روز صبح لیلۃ الاسرا سے امامت کی ہے وہ برائے تعلیم صلاۃ نہیں بلکہ برائے تعلیم اوقات تھی حضور کو نماز حضور کے رب عزیز غفور جل جلالہ وعم نوالہ نے سکھائی جس نے انھیں ذرے ذرے قطرے قطرے کا عالم بنایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امام شافعی وامام احمد وامام نسائی وترمذی وابوداؤد وغیرہ نے جو احادیث امامت جبرئیل روایت کی ہیں ان سے یہ ظاہر و باہر ہے نسائی کی ایک حدیث مواہب لدنیہ اور اس کی شرح علامہ زرقانی سے نقل کریں[1] عن جابر بن عبد اللہ ان جبرئیل اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعلمہ مواقیت الصلاۃ صبیحۃ لیلۃ الاسراء فتقدم جبرئیل ورسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلفہ والناس خلف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فصلی الظھر حین زالت الشمس واتاہ حین کان الظل مثل شخصہ فصنع کما صنع (فی الظھر) فتقدم جبرئیل فصلی العصر (فی اول وقتہ) ثم اتاہ حین وجبت الشمس فتقدم جبرئیل فصلی المغرب (لاول وقتھا) ثم اتاہ حین غاب الشفق فتقدم جبرئیل فصلی العشاء (اول وقتھا) ثم اتاہ حین انشق الفجر فتقدم جبرئیل فصلی الصبح اول وقتہ ثم اتاہ فی الیوم الثانی حین کان ظل الرجل مثل شخصہ فصنع کما صنع بالامس (من تقدمہ والنبی خلفہ والناس خلف النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فصلی الظھر (فی الوقت الذی صلی فیہ العصر بالامس) ثم اتاہ حین کان ظل الرجل مثل شخصہ فصنع کما صنع بالامس فصلی العصر (فی آخر

[1] در مختار مع شامی جلد اول صـ۳۲۳ مطبوعہ کوئٹہ ، [2] نسائی جلد اول صـ۸۹

وقتها) ثم اتاه حين وجبت الشمس فصنع كما صنع بالامس فصلى المغرب (فى اول وقتها كما صلاها امس فنام ثم قام فاتاه فصنع كما صنع بالامس فصلى العشاء ثم اتاه حين اسدا الفجر (فى اول وقتها امس) فاصبح والنجوم بادية مشتبكة وصنع كما صنع بالامس فصلى الغداة ثم قال ما بين هاتين الصلاتين (فى اليومين) للصلاة وقت۔

اس سوال سے غیر مقلد کو کیا فائدہ۔ محض بے کار سوال ہے یہ اگر قطعاً معلوم ہوتا کہ اس طرح حضور نے نماز پڑھی اور اسی طرح پڑھتے رہے یہاں تک کہ وصال مبارک ہوا تو ائمہ میں اختلاف ہی کیوں ہوتا ہر امام اپنے اجتہاد سے جس نتیجہ پر پہونچتا ہے وہ ظن غالب ہوتا ہے جو فقہیات میں ملحق بالیقین ہے نہ کہ یقین وجزم و قطع اجتہاد سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر اگر اس نماز خاص کا علم قطعی بھی ہوتا جو حضور قبل فرضیت صلاۃ پڑھا کرتے یا جو لیلۃ الاسرا بیت المقدس میں پڑھی جس میں انبیاء کی امامت فرمائی یا وہ جس میں بعد فرضیت دو دن حضرت جبرئیل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے امامت کی۔ تو اس کے علم قطعی سے غیر مقلد کیا پاتا کہ نسخ کا امکان موجود۔ جب اس طریقہ سے کچھ مختلف طریقہ پر پھر حضور کا آخر وقت پڑھنا کسی امام کو پہونچتا وہ اس حدیث سے جب کہ وہ ناسخ ہو سکتی پہلے طریقہ کے منسوخ ہونے کا قول کرتا اور جسے نہ پہونچتی وہ اسی طریقہ پر کاربند رہتا۔ ابتدائے اسلام میں بعد فرضیت صلاۃ تو سوا مغرب باقی تمام نمازوں کی دو دو رکعتیں تھیں پھر کیسا غیر مقلد دیکھ کر آج بھی سب نمازوں کی سوا مغرب کے دو دو رکعتیں ہی فرض جانے گا۔ دو دو ہی پڑھا کرے گا۔

روایت ابن خزیمہ و ابن حبان و بیہقی از حضرت سیدتنا عائشہ سے روشن کہ جب تک کہ مقیم تشریف رکھی فجر، ظہر، عصر، عشاء سب میں دو دو ہی رکعت فرض پڑھے۔ اول اول مدینہ طیبہ میں بھی پھر جب، مدینہ طیبہ میں مطمئن ہو کر تشریف رکھی تو سوا فجر اور نمازوں ظہر و عصر و عشاء میں زیادت فرمائی گئی فجر میں بوجہ طول قرأت زیادت نہ فرمائی گئی حتٰی عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرضت صلاۃ الحضر والسفر رکعتین رکعتین فلما قدم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم المدینۃ واطمأن زید فی صلاۃ الحضر رکعتان رکعتان وترکت صلاۃ الفجر لطول القرأۃ وصلاۃ المغرب لانہا وتر النہار۔ اسی بنا پر فتح الباری شرح صحیح البخاری میں امام ابن حجر عسقلانی نے فرمایا ان الصلاۃ فرضت لیلۃ الاسرا رکعتین الا فی المغرب ثم زید بعد الہجرۃ الا الصبح[1] ابتدائے اسلام کے احکام پر نظر کی جائے تو دو دو رکعتیں غیر مقلد پڑھا کرے اور اسی

[1] فتح الباری جلد اول ص ۱۴ مطبوعہ بیروت

کو فرض جانے۔ بہت باتیں ایسی ملیں گی جن پر غیر مقلد کو اس کے طور پر عمل ناگزیر ہوگا مثلاً نماز میں کلام مسجد میں مستعمل جوتیاں پہنے آنا بلکہ نجاست سے ملوث جوتیاں پہنے نماز پڑھ لینا ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے رفع و عدم رفع دونوں مروی اور ایک وقت دونوں پر عمل ناممکن۔ لہٰذا کسی ایک کی ترجیح درکار اور وہ بے مرجح ممکن نہیں تو اقوال صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور قیاس سے چارہ نہیں ان کی طرف مصیر ناگزیر جو قیاس کا منکر ہے تو اسے یہاں کسی پر عمل ممکن نہیں مگر باتباع ہوا۔ کہ اس کی ہوا جسے اڑا دے وہ اڑ جائے گا جو باقی رہ جائے گا وہ اس پر عمل کرے گا مگر اس عمل سے حاصل کچھ نہ ہوگا۔ اس کے ہاتھ کچھ نہ آئے گا خالی ہوا۔ شوافع کے دامن میں وہ نہیں آسکتا اور حنفیہ سے تو گریزاں تھا ہی حنفیہ عدم رفع کو بعض اصول سے مرجح ٹھہراتے ہیں شوافع رفع کو دوسرے اصول پر اپنا مذہب اور یہ متبع ہوائے نفس لا الیٰ ھٰؤلاء ولا الیٰ ھٰؤلاء نے اصل باتیں بنانا اور اتنکل بچ ہوائی گھوڑے دوڑانا ہے اور اگر کہے کہ ہم بھی شافعی اصول پر عمل کرتے ہیں تو ان کی تقلید کا پھندا ابھی اپنے گلے میں ڈال لیا اور پھر بھی ہوائے نفس کی مصیبت سے پیچھا چھڑا کہ جس میں نفس نے چاہا شافعی اصول اختیار کر لیا اور جہاں چاہا اسے چھوڑا حنفیہ کا اور جب چاہا اسے چھوڑا مالکیہ کا دامن تھاما جب چاہا اسے چھوڑا حنبلیہ سے رشتہ جوڑ لیا اور جب چاہا اسے چھوڑا پھر شافعیہ کا اخذ کر لیا۔ یوں ہی چک پھیریاں کرتے رہے۔ اس عمر بھر کے طواف کا نتیجہ اور اس کے ثواب کا جو ثمرہ ملا وہ یہ کہ ہوائے نفس کا پابند ایک در گیر و محکم گیر پر عمل نہ کیا تو حاصل کیا ہوا یہ کہ غیر مقلد گھر کا رہا نہ گھاٹ کا۔ جہاں جاتا ہے دُر دُر چھٹ چھٹ سنتا ہے۔

دربارۂ رفع یدین حنفیہ و شافعیہ میں اختلاف ہے شوافع رفع کو اپنے اصول سے مرجح ٹھہراتے ہوئے قائل ہیں محمد[1] ابن عمر قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا قام الی الصلاۃ رفع یدیہ حتی تکونا حذو منکبیہ ثم کبر فاذا اراد ان یرکع فعل مثل ذلک واذا رفع من الرکوع فعل مثل ذلک ولا یفعلہ حین یرفع رأسہ من السجود یعنی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام جب نماز کو کھڑے ہوتے تو دونوں دست مبارک اپنے دونوں دوش اقدس تک اٹھاتے پھر تکبیر تحریمہ فرماتے پھر جب ارادہ رکوع فرماتے تو پھر اسی طرح رفع یدین کرتے اور جب

[1] مسلم شریف جلد اول ص ۱۶۸

رکوع سے اٹھتے تو پھر ایسا ہی رفع یدین فرماتے اور سجدہ سے سر مبارک اٹھاتے وقت رفع یدین نہ کرتے۔ اخرجہ الستۃ عن الزھری عن سالم عن ابیہ عبد اللہ ابن عمر۔

یہ حدیث چھ ان اصحاب صحاح نے زہری سے انھوں نے سالم سے انھوں نے اپنے والد ماجد حضرت سیدنا عبد اللہ بن سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ یہ حدیث ایک جماعت صحابہ سے مروی ہے جیسے حضرت مولیٰ علی و حضرت ابو ہریرہ و حضرت وائل بن حجر وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم شوافع نے اس کی سند عالی کبھی تو اپنے اصول ترجیح بعلو الاسناد کی بنا پر اس حدیث کو مرجح ٹھہرایا اور اپنا معمول بہ بنایا۔ حنفیہ نے اپنے اصول ترجیح بفضل فقہ الراوی لا بعلو الاسناد سے اس کے معارض اس حدیث کو اپنے مذہب مہذب عدم رفع کی بنا رکھی۔ عن عبد اللہ بن مسعود ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ عند تکبیرۃ الافتتاح ثم لا یعود۔ یعنی حضرت سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام تکبیر افتتاح کے وقت رفع یدین فرماتے تھے پھر نہ فرماتے رواہ الامام الاعظم و امام الاوزاعی حین روی حدیث ابن عمر المذکور امامہ عن حماد عن ابراھیم النخعی عن علقمۃ والاسود عن عبد اللہ بن مسعود امام اوزاعی اور امام اعظم دار المناطین مکہ معظمہ میں مجتمع ہوئے امام اوزاعی نے دریافت کیا مالکم لا ترفعون عند الرکوع و الرفع منہ یعنی آپ لوگ (اہل عراق) رکوع کو جاتے اور رکوع سے اٹھ کر کیوں رفع یدین نہیں کیا کرتے امام نے فرمایا لانہ لم یصح عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیہ شیٔ اس لئے کہ اس رفع کے بارے میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے کچھ درجہ صحت کو نہ پہونچا۔ امام اوزاعی نے کہا کیف لم یصح و قد حدثنی زھری الخ کیسے صحیح نہ ہوا کہ مجھ سے زہری نے حدیث بیان کی وہی حدیث مذکور ابن عمر مع سند پڑھی امام نے فرمایا حدثنا حماد عن ابراھیم الخ یہی حدیث مع سند فرمائی۔ اس پر امام اوزاعی نے تعجب سے فرمایا واعجبا احدثک عن الزھری عن سالم عن ابیہ و تقول حدثنی حماد عن ابراھیم میں تم سے حدیث زہری عن سالم عن ابن عمر بیان کرتا ہوں اور آپ فرماتے ہیں مجھ سے حدیث بیان کی حماد نے ان سے ابراہیم نے۔ امام نے فرمایا کان حماد افقہ من الزھری و کان ابراھیم افقہ من سالم و علقمۃ لیس بدون ابن عمر فی الفقہ و ان کانت لابن عمر صحبۃ ولہ فضل صحبۃ ولو لا سبق ابن عمر لقلت علقمۃ افقہ منہ والاسود لہ فضل کثیر و عبد اللہ عبد اللہ۔

یعنی حماد زہری سے اور ابراہیم نخعی سالم سے افقہ ہیں اور علقمہ حضرت ابن عمر سے فقہ میں کم نہیں اگرچہ حضرت ابن عمر کے لئے صحبت وفضل صحبت ہے اور اگر حضرت ابن عمر سابق نہ ہوتے تو میں فرماتا کہ علقمہ ان سے افقہ ہیں۔ اور اسود کے لئے بڑا فضل ہے یا فضل کثیر ہے۔ اور حضرت عبداللہ ابن مسعود تو عبداللہ ہیں۔ نیز حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطریق آخر مروی الا اصلی بکم صلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصلی ولم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ۔ وفی لفظۃ فکان یرفع یدیہ فی اول مرۃ ثم لا یعود اخرجہ ابوداؤد والترمذی عن وکیع عن سفیان الثوری عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمۃ۔ قال الترمذی حدیث حسن واخرجہ النسائی عن ابن مبارک عن سفیان الثوری الخ نیز حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں صلیت مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلم یرفعوا ایدیہم الا عند افتتاح الصلاۃ رواہ الدارقطنی وابن عدی عن محمد بن جابر عن حماد بن ابی سلیمان عن ابراہیم عن علقمۃ بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

نیز ہمارا متمسک یہ حدیث ہے عن البراء انہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع یدیہ حین افتتح الصلاۃ ثم لم یرفعہما حتی انصرف رواہ ابوداؤد باسنادہ۔ نیز یہ حدیث عن جابر بن سمرۃ قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانہا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلاۃ رواہ مسلم نیز یہ حدیث عن عبداللہ بن عمرو بن عباس انہما قالا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ترفع الایدی فی سبع مواطن عند افتتاح الصلاۃ وعند استقبال القبلۃ والصفا والمروۃ والموقفین والجمرتین اور ایک روایت میں یوں لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن اس رفع یدین کے بارے میں جو طرق وآثار ہیں وہ اس قدر ہیں کہ ان کا احصا صعب ودشوار ہے۔ اور کلام بھی بسیار ہے اس حدیث متمسک شوافع کے جواب ہمارے علماء دیتے ہیں۔

(۱) وہ محمول علی الابتداء ہے کہ ابتداء اسی میں ایسا تھا پھر منسوخ ہوگیا جیسے رفع یدین سجود کہ ہمارے اور امام شافعی کا اتفاق سجدہ کے وقت کا رفع یدین منسوخ ہے اب وہ مسنون نہیں علیٰ ہذا القیاس یہ رفع یدین رکوع۔ اور اس کے مؤید حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے

لہ ابوداؤد ص ۱۰۱

مروی عنہ انہ رأی رجلا یصلی فی مسجد الحرام یرفع یدیہ فی الصلاۃ عند الرکوع وعند رفع الرأس منہ فلما فرغ من صلاتہ قال لہ لا تفعل فان ھذا شیئ فعلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم ترکہ۔ یعنی آپ نے مسجد حرام میں کسی شخص کو نماز پڑھتے دیکھا کہ وہ رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے رفع یدین کرتا ہے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا آپ نے فرمایا رفع یدین نہ کر کہ یہ ایک شیئ ہے جسے حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے کیا پھر اسے ترک فرمایا نیز حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی کہ فرمایا رفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرفعنا وترک فترکنا۔

(۲) حضرت عمر بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یوں ہی حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ جن سے وہ رفع یدین کی روایتیں ہیں خود ان کا عمل ان روایتوں کے خلاف مروی اور جب راوی روایت کے خلاف عامل ہو اس کی روایت متروک ہوتی ہے۔ کما عرف فی موضعہ نیز ان حضرات کا اپنی روایات رفع یدین کے خلاف پر عمل یعنی رفع یدین نہ کرنا بالعلی ندائے منادی کہ ان کی روایات رفع محمول علی الابتداء ہیں کہ پہلے پہلے ایسا ہوتا تھا پھر منسوخ ہو گیا اور نسخ کا انھیں علم ہوا تو منسوخ کو چھوڑا ناسخ کو معمول بہ بنایا۔ حسن بن عیاش نے بسند صحیح اسود سے راوی کہ انھوں نے کہا رأیت[1] عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یرفع یدیہ سنا اول تکبیرۃ شم لا یعود رواہ امام الطحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نسبت حضرت مجاہد سے مروی کہ حضرت مجاہد نے فرمایا خدمت ابن عمر عشرسنین فما رأیتہ یرفع یدیہ فی شیئ من صلاتہ الا فی التکبیرۃ الاولیٰ تحریم حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی نسبت عاصم بن کلیب سے منقول کہ انھوں نے کہا سمعت علقمۃ بن قیس یحدث عن ابیہ انہ رأی علیا یرفع یدیہ الا فی تکبیرۃ الافتتاح یہی عاصم بن کلیب اپنے والد سے راوی ان علیا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ رفع یدیہ فی اول تکبیر الافتتاح ثم لم یعد نیز ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا ان العشرۃ الذین شھد لھم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالجنۃ ما کانوا یرفعون ایدیھم الا لافتتاح الصلاۃ۔

(۳) سرمایہ اعتماد رواۃ ہوتے ہیں حدیث عدم رفع کے راوی بدری ہیں۔ جو نماز میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے قریب رہتے تھے اور اس حدیث تمسک شوافع کے رواۃ میں زیادہ تر غیر بدری جو حضور سے دور جگہ پر کھڑے ہوتے اور ظاہر ہے کہ جب ایسے اصحاب کے اقوال متعارض ہوں گے تو اخذ

[1] طحاوی جلد اول صفحہ ۱۳۶

بقول الاقرب اولیٰ ہوگا۔ غرض جواب بہت ہیں اور دونوں جانب سے کلام بہت طویل الذیل شوافع کی جانب سے ان احادیث و آثار اور ان کے طرق پر جن سے حنفیہ تمسک کرتے ہیں کلام ہے جن کے جواب ہمارے علماء نے اپنی کتب مبسوط میں بسط و تفصیل سے دیئے ہیں۔ انھیں کہاں تک نقل کریں۔

غرض بعد ایں و آں و چنیں و چناں مقطع کا بند تو یہ ہے کہ رفع اگرچہ بالرفع ثابت مگر اس کا دوام کہاں ثابت اور یہ کہاں ثابت کہ پہلے رفع نہیں ہوتا تھا پھر رفع فرمایا گیا۔ بلکہ ابھی اوپر یہ گذر چکا ہے کہ رفع کیا جاتا تھا پھر ترک فرمایا اور اس کی ممانعت فرمائی بس سات جگہ سے باقی رکھا گیا۔ پھر ترک رفع وقت تعارض اخبار ہی اولیٰ ہے کہ دو حال سے خالی نہیں کہ یا واقع میں رفع ثابت ہوگا یا عدم اگر رفع ثابت ہوگا تو زیادہ بریں نیست کہ وہ سنت ہوگا اور اگر عدم ثابت ہوگا تو پھر رفع نماز میں ایک ناجائز کام ہوگا۔ ظاہر کہ ترک امر ناجائز بیان سنت سے اولیٰ ہے رفع ثابت مانو جب بھی اس کا ترک ہو جب فساد صلاۃ نہیں ہو سکتا اور عدم رفع غلبت ہوا اور رفع کیا گیا تو یہ اس ترک سے بہت بڑھ کر ہوگا۔ نیز حنفیہ فرماتے ہیں کہ ہمارا مذہب یوں مرجح ہے کہ یہ بات تو معلوم ہے کہ کچھ اقوال و افعال نماز میں مباح تھے اس رفع کی جنس سے تھے اور ان کا منسوخ ہونا معلوم ہو چکا ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ یہ رفع عند الرکوع و عند الرفع عن الرکوع بھی انھیں منسوخوں میں شامل ہو خصوصاً اس صورت میں کہ اس حدیث مثبت رفع کے معارض وہ احادیث ایسی ثابت ہیں جن کا رد نہیں۔ بخلاف عدم رفع کہ اس میں احتمال عدم شرعیۃ آہی نہیں سکتا لانہ لیس من جنس ما عہد فیہ ذلک بلکہ وہ تو جنس سکون سے ہے کہ جس کے مطلوب فی الصلاۃ ہونے پر اجماع ہے۔

مسئلہ۔ از شہر بریلی محلہ جھولی مسئولہ ۲۲ رجب ۵۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ صلاۃ یعنی اذان کے بعد لوگوں کا بالفاظ صلاۃ و سلام کے کہ اطلاع کرنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے یا نہیں و نیز قبر پر اذان دینا حضور سے یا آپ کے صحابہ سے ثابت ہے یا نہیں خدائے قہار و جبار کو حاضر ناظر سمجھ کر جواب قرآن و حدیث سے مرحمت فرمائیے۔ بینوا توجروا

الجواب۔ اصل اباحت ہے اور حرمت و کراہت عارض۔ لہٰذا مما لا یخفی علی المبتدی فضلا عن الماہر کریمہ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ[1] سے یہ امر ظاہر و باہر تو جس بات

[1] سورۂ مائدہ آیت ۱۰۱

سے قرآن عظیم نے منع نہ فرمایا حدیث کریم نے اسے ممنوع نہ ٹھہرایا ہو تو وہ اپنی اصل اباحت پر ہے یعنی مباح ہے بے دغدغہ جائز اسے ممنوع و ناجائز بتانا شرع شریعت گھڑنا اور شرع مقدس پر افترا ہے یونہی کراہت کے لئے بھی دلیل خاص درکار بے دلیل خاص دعوی کراہت باطل علماء فرماتے ہیں لابد لها من دلیل خاص تو ایسے امر کے جائز و مباح جاننے والے غیر مکروہ ماننے والے سے یہ مطالبہ کہ کہاں قرآن میں اسے جائز فرمایا ہے کہاں حدیث میں اس کا جواز آیا ہے۔ حضور سے یا صحابہ سے کہاں ثابت ہوا ہے کہ انھوں نے ایسا کیا ہے کھلا ظلم بھی ہے نرا جور نری جفا ہے۔ کہ وہ تو اصل اباحت سے کہہ رہا ہے جب علت تحریم و دلیل کراہت نہیں تو ظاہر ہے کہ روا ہے۔ اس سے قرآن و حدیث میں اس کا جواز دکھانے کا سوال ہی الٹا ہے۔ قرآن و حدیث سے دکھانا تو اس کے ذمہ ہے جو اسے امر ممنوع کہہ رہا ہے ایسا امر حرام ہے جس کا یہ دعوی ہے وہ بتائے کہ کہاں سے کہتا ہے قرآن سے یا حدیث سے دکھائے کہاں اسے حرام فرمایا ہے۔ جانے دے اقوال ائمہ فقہاء و علماء ہی سے دکھا دے کہ سب نے یا فلاں فلاں بعض نے ایسے امور کو ممنوع لکھا ہے جن کی نسبت قرآن و حدیث میں کوئی خاص حکم جواز و عدم جواز نہیں فرمایا گیا ہے۔ کیا وہی امور حلال ہیں جن کے جواز کا بیان قرآن نے فرمایا یا حدیث میں آیا یا جن کا کرنا حضور علیہ الصلاۃ والسلام یا صحابہ کرام علیہم رضوان المولی العلام سے ثابت ہوا۔ باقی سب مکروہ و حرام۔ کراہت تنزیہی کے ثبوت کو تو دلیل خاص درکار بحرام چہ رسد۔

ہاں اگر کوئی جواز کے ساتھ ایسے امر کی سنیت کا بھی مدعی ہو تو البتہ اس سے یہ سوال ہوگا کہ بتاؤ کہ حضور یا صحابہ سے یہ کہاں ثابت ہوا ہے۔ تم نے بے ثبوت دعوئ سنیت کیوں کیا ہے یہ تثویب و اذان قبر دونوں ایسے ہی امر ہیں جن کے کرنے کی ممانعت کہیں قرآن حکیم و حدیث نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم میں نہیں و من ادعی فعلیہ البیان۔ یونہی اذان قبر کی ممانعت ہرگز کسی صحابی سے بھی کوئی نہیں بتا سکتا اور یونہی اس تثویب کی بھی۔ اور وہ جو باطل کوش بدعت و بابیت کے حلقہ بگوش دکھاتے ہیں مطعون فیہ و متمل فیہ۔ والظن لا یغنی من جوع والاحتمال لا یشبع پھر اگر قطعی طور پر مانا جائے کہ اس تثویب کو بعض صحابہ نے روکا اس پر انکار فرمایا۔ تو صحابہ ہی سے یہ بھی بتایا جائے کہ ان کا وہ انکار اس عہد کریم سے جس میں غفلت کا نام نہ تھا اذان کے ساتھ ہی مسجد میں حاضری ہوتی۔ خاص نہ تھا حاجت و بلا حاجت اس پر مطلقاً انکار فرمایا بعد عہد صحابہ تابعین کا فجر کے وقت یہ تثویب مکرر اطلاع رائج کرنا ان

صحابہ کے اس انکار کا مطلب نہایت روشن بیان کر رہا ہے اگر تثویب ایسی چیز ہوتی جس پر انکار مطلقاً ہوتا تو تابعین کیوں کسی وقت رائج کرتے۔ کیا یہ مانعین خدا کو ہاں ہاں اسی واحد قہار جبار کو سمیع و بصیر و علیم و خبیر مان کر کہہ سکتے ہیں کہ قرآن نے اس تثویب کو یا اذان قبر کو کہیں منع فرمایا۔ یا حدیث نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ممنوع ٹھہرایا یا فلاں صحابی نے اذان قبر کو یا قطعاً اسی تثویب کو ممنوع کہا مکروہ رکھا۔ اگر ان میں سے کوئی اس کی جرأت کرے تو آیت یا حدیث یا قول صحابی پیش کرے۔

ہم مجوزین اذان قبر یا اس تثویب کو سنت کب بتاتے ہیں جن سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ تثویب مکرر اطلاع کرنا اور قبر پر اذان دینا حضور سے یا آپ کے صحابہ سے ثابت ہے یا نہیں۔ اور جواز کے لئے حضور یا صحابہ کا کرنا ضرور نہیں۔ پھر عدم ثبوت ثبوت عدم نہیں یعنی جس بات کا کرنا ثابت نہ ہو اس لئے اس کا عدم ثابت ہونا بھی ہرگز مقبول نہیں محض خیال باطل عاطل ثانیاً صلاۃ و سلام کا تو حکم قرآن عظیم نے مطلق ارشاد فرمایا ہے کسی وقت و مکان کے ساتھ مخصوص نہیں اس میں وقت دون وقت کا کچھ مذکور نہیں۔ زمان دون زمان کا تو کوئی ذکر نہیں صلاۃ و سلام جس زمان و جس مکان جہاں اور جس طرح ہو مہرا یا سرا۔ وہ کریمہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا کی تعمیل ہے۔ اگر کوئی اذان کے بعد صلاۃ و سلام بلند آواز سے عرض کرتا ہے تو اسی ارشاد صلوا علیہ وسلموا تسلیما کے نیچے داخل۔ اور بیک کرشمہ دو کار اس سے تنبیہ غافل بھی حاصل اور استعمال ذکر بر آئے آگاہی غافل موجود۔ مثلاً تنبیہ امام کے لئے سبحان اللہ کہا ہر غافل کی غلطی پر تنبیہ کے لئے سبحان اللہ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ العظمۃ للہ وغیرہ دائر و سائر یہ تو اس خاص طریقہ تثویب بالفاظ درود شریف کے متعلق آیہ کریمہ اب مطلقاً ہر تثویب کے متعلق سنئے وہ چاہے جن متعارف الفاظ سے ہو قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا مَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ جسے مسلمان اچھا سمجھیں تو وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے الحمد اعلام فقہاء عظام علمائے کرام نے اسی حدیث سے تثویب اعلام بعد اعلام مکرر اطلاع کو حسن فرمایا۔

نیز قرآن عظیم کا ارشاد ہے وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور نماز بروقت اور غافلوں کو اس کے قرب قیام کی اطلاع کیجئے اذان کے بعد سے اب تک غفلت کی اب نماز قائم ہونے والی ہے اب کچھ غفلت نہ کرو آؤ ورنہ نماز نہ ملے گی یا کامل نہ پاسکو گے۔

لہ سورۃ احزاب آیت ۵۶ ۔ مہ سورۃ حشر آیت ۷ ۔ سے مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۳۷۹ ۔ ۴ سورۃ مائدہ آیت ۲

بر وتقوٰی پر تعاون۔ حضرت سیدی امام ملک العلماء ابوبکر مسعود کاسانی قدس سرہٗ النورانی نے اس تشویب (یعنی اطلاع) کے متعلق ارشاد فرمایا زیادۃ الاعلام من باب التعاون علی البر والتقوٰی فکان مستحسنا نیز قرآن کریم کا ارشاد کریم ہے ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ اور اس سے بہتر کس کی بات جو اللہ کی طرف بلائے اور تشویب کا دعا الی اللہ ہونا آشکار و روشن از آفتاب نصف النہار نیز حدیث کا ارشاد فیض بنیاد ہے من دعا الی ھدی فلہ اجرہ واجر من تبعہ جو ہدایت کی جانب بلائے تو اس کے لئے دو اجر ہیں ایک اس کا اپنا اور اس کے متبع کا۔ اور تشویب ظاہر ہے کہ دعا الی الہدٰی ہے تو بحمدہٖ تعالٰی قرآن و حدیث ہی سے تشویب کا جائز نہ فقط جائز بلکہ مندوب و مستحب و مستحسن خوب و مرغوب و بہتر ہونا ثابت ہوا۔ سائل صاحب کی یہ ضد تو پوری ہوگئی اب وہ خود ہی اس قابل اپنے آپ کو نہ سمجھتے ہوں تو جتنے مانعین ہیں ان سب کو لفجراء اجمعوا شرکا شکہ جمع کر کے سب کی کوشش سے کوئی آیت ممانعت کوئی حدیث منع قرآن و احادیث نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے پیش کریں۔ اسی سمیع و بصیر علیم و خبیر عزجلالہٗ کو شہید اعتقاد کرتے ہوئے۔

رہی اذان۔ تو ظاہر ہے کہ وہ ذکر الٰہی و ذکر حضرت رسالت پناہی جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے اور ذکر الٰہی کی نسبت ارشاد ہے واذکروا اللہ عند کل شجر و حجر ہر پیڑ پتھر کے پاس یعنی ہر جگہ ذکر الٰہی کرو۔ تو قبر کے پاس اذان دینا داخل۔ پھر اذان ذکر اللہ ہے اور ذکر الٰہی دافع عذاب بلکہ خاص اذان کا دافع عذاب ہونا حدیث سے ثابت۔ اذان ذکر حبیب علیہ الصلاۃ والسلام پر مشتمل اور ذکر رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باعث نزول رحمت۔ اذان دافع وحشت و باعث جمعیت خاطر اور میت پر اس وقت کی وحشت کا کیا پوچھنا والعیاذ باللہ تعالٰی۔ اذان سے تلقین اتم حاصل اور میت کو اس وقت تلقین کی حاجت۔ اور تلقین نزد قبر تصریحات علماء مستحب و مستحسن جس طرح ہو۔ حدیث میں ہے ما من شیئ انجی من عذاب اللہ من ذکر اللہ عذاب الٰہی سے نجات دینے والی کوئی شئی ذکر الٰہی سے زیادہ نہیں۔ حدیث ہی میں فرمایا اذا اذن فی قریۃ امنھا اللہ من عذابہ فی ذالک الیوم جس جگہ اذان کہی جاتی ہے وہ جگہ اس دن عذاب الٰہی سے مامون فرما دی جاتی ہے۔ حضور کا ذکر ذکر الٰہی اور ذکر الٰہی لاشبہ باعث نزول رحمت الٰہی و سکون و راحت قلب قال اللہ تعالٰی الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ذاکرین کی نسبت حدیث میں وارد حفتھم الملائکۃ وغشیتھم الرحمۃ ونزلت علیھم السکینۃ جہاں ذکر صالحین

۱؎ سورۂ حم سجدہ آیت ۳۳، ۲؎ مسلم مشکوٰۃ ص ۲۹، ۳؎ طبرانی مشکوٰۃ ص ۱۹۹، ۴؎ علم الکبیر للطبرانی ص ۲۵۰، ۵؎ مسلم شریف ج ۲ ص ۳۴۵، ۶؎ معجم الکبیر ص ۱۵۸ ج ۲۲، ۷؎ سورۂ رعد آیت ۲۸

ہوتا ہے وہاں نزول رحمت ہوتا ہے پھر حضور تو سید الصالحین ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود ذکر سے دفع وحشت وحصول اطمینان ظاہر اور حدیث میں دفع وحشت کے لئے اذان ہونا ثابت۔

جب حضرت سیدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام جنت سے ارض ہند میں نازل ہوئے انھیں گھبراہٹ اور بے چینی ہوئی جب حضرت جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے اتر کر اذان دی تو دفع ہوئی۔

امام اجل ابو سلیمان خطابی دربارۂ تلقین قبر فرماتے ہیں لاجدلہ حدیثا مشہورا الی قولہ وکل ذلک حسن۔ امام اجل نووی نے کتاب الاذکار میں فرمایا یستحب ان یقعد عند القبر بعد الفراغ ساعۃ قدر ما ینحر جزور ویقسم لحمہ ویشتغل القاعدون بتلاوۃ القرآن والدعاء للمیت والوعظ والحکایات لاھل الخیر والصالحین حضرت شیخ محقق نے بعض علماء سے نقل فرمایا کہ نزد قبر کسی مسئلہ فقہی کا ذکر مستحب ہے پھر خود فرمایا کہ مسئلہ فرائض اور مناسب اور فرمایا کہ ختم قرآن کریں تو یا اولیٰ وافضل ہے ان امور مذکورہ میں یعنی تلاوت قرآن نزد قبر ودعا میت ووعظ وذکر صالحین میں بالخصوص کون سی حدیث وارد ہے پھر یہ کیوں مستحب ومستحسن اور اذان کیوں ناجائز وناروا ٹھہرے وہ کیوں مستحب نہ ہو۔

یہاں ہم نے ایذان الاجر ہی سے کچھ تھوڑا بطور خلاصہ لکھا ہے جسے تفصیل درکار ہو وہ لا جواب رسالہ مبارکہ مذکورہ جو اذان قبر ہی کے بارے میں ہے اور مدت سے چھپا ہوا ہے جسے چھپے پچاس برس کے قریب ہوئے مطالعہ کرے۔ اور بالفرض سے پوچھے کہ خدا کو سمیع وبصیر علیم وخبیر شہید وقدیر اعتقاد کرتے ہوئے بتائے کہ کس آیت کس حدیث میں اذان قبر کی ممانعت ہے۔ اور کس آیت کس حدیث میں تلاوت قرآن وذکر صالحین وغیرہ نزد قبر کرنے کا بالخصوص ارشاد ہے۔ بعض علماء نے اذان عند القبر کو سنت فرمایا اور وہ بنظر عمومات شرع ضرور فرد سنت مگر ہم اسے فرد اسنت نہیں جانتے یعنی ذکر سنت ہے اور اذان افراد ذکر سے ایک فرد ہے کہ خود اذان ہی سنت ہے۔ مگر مستحب ومستحسن قطعاً ہے جس سے ممانعت سخت جرأت ہے اور شریعت پر افترا وتہمت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب کا دوسرا رخ

قرآن عظیم میں زیر زبر پیش جزم وتشدید لگانا حجاج ظالم کے وقت کی بدعت حسنہ ہے اس کا اس زمانہ میں کرنا بتصریح علماء کرام واجب ہے اور ترک ناجائز۔ کیا خدا کو سمیع وبصیر علیم وخبیر یقین کرتے

لہ الاذکار المنتخبۃ ص۱۳۵ مطبوعہ بیروت، سلہ اشعۃ اللمعات جلد اول ص۲۰۰ مطبوعہ لاہور، سلہ ایضاً جلد اول ص۲۰۱

جیسے بالخصوص اس کے وجوب کا حکم خاص قرآن و حدیث سے وجوب کا نہ سہی استحسان و استحباب ہی سہی ثابت کیا جاسکتا ہے۔ کیا حضور سے یا حضور کے صحابہ سے اسے ثابت کیا جاسکتا ہے۔ مساجد کے گنبد و مینار کا کیا حکم ہے کیا انھیں عہد نبوی یا زمانہ صحابہ سے ثابت کیا جاسکتا ہے یا ان کے بنانے کا حکم قرآن و حدیث سے پیش کیا جاسکتا ہے۔ کیا یہ ناجائز ہے کیا ان کا دور کرنا ضروری ہے۔ جو کچھ کہا جائے قرآن و حدیث و عہد نبوی و عہد صحابہ سے اس کا ثبوت پیش کیا جائے۔ مؤذن و امام و مدرس علم دین کی تنخواہ کا کیا حکم ہے کیا حدیث میں نہیں کہ ان اتخذت مؤذنا فلا تأخذ علی الاذان اجرا۔ اگر تم مؤذن بناؤ تو اذان پر اجرت نہ لینا۔

باوجود اس ارشاد حدیث اور ممانعت تمام ائمہ متقدمین آج یہ زبردستی مانعین تثویب و اذان قبر اس تنخواہ کو جائز کیوں جانتے ہیں نہ صرف جائز بلکہ خود مؤذن ہو کر تنخواہ مؤذن امام ہو کر تنخواہ امام مدرس ہو کر تنخواہ مدرس کیوں لیتے ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے کہ بعض احکام تبدل و تغیر زمانہ سے بدل جاتے ہیں اذان قبر کے متعلق تو قطعاً کوئی ممانعت نہیں اور اس تثویب سے مشابہ ہوتا۔ اور تمام علماء متاخرین اس کے استحسان پر قرناً فقرناً اتفاق فرماتے آئے اذان قبر کو بعض نے سنت تک فرمایا۔ اس اجرت پر تو قربت کی تو خود حدیث میں ممانعت ہے۔ تمام متقدمین اسے منع کرتے رہے پھر اسے شیرمادر بنانا اور انھیں ناجائز بدعت بتانا سچ کہنا کس قدر ظلم عظیم ہے مگر ہے یہ کہ اس میں مانعین کا مالی فائدہ ہے اور ان میں مسلمانوں کا دینی و دنیوی فائدہ اس میں ان کا تو کوئی فائدہ نہیں۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ اسی جہار نہار دیان عزہلالہ کو سمیع و بصیر علیم و خبیر شہید و قدیر مانتے ہوئے یہ بھی بتایا جاسکتا ہے کہ خدا کو حاضر ناظر کہنا قرآن کی کس آیت یا کس حدیث میں آیا ہے۔ یا حضور یا صحابہ نے کہاں خدا کو حاضر و ناظر فرمایا ہے۔ علماء نے حاضر و ناظر کہنے کو کیسا بتایا ہے حاضر ناظر خدا کو کہنا جائز ہے یا کیا یہ چندانہ نہ راہ مت نمود از خردار۔ فقط۔

مسئلہ ۔ زید گاؤں کی ایک مسجد میں پیش امام ہے اس امام نے اپنی مسجد میں نماز تراویح پڑھائی اور پھر دوسری مسجد میں جاکر دوسری مسجد میں نماز تراویح پڑھائی رمضان بھر اسی طرح کیا اور نماز جمعہ اور نماز عید الفطر بھی ایک جگہ پڑھا کر پھر دوسری مسجد میں پڑھائی ایسے امام کے لئے کیا حکم ہے اور جن مقتدیوں نے دوسری مسجد میں اس امام کے پیچھے نماز پڑھی ہے ان کی نماز ہوئی یا

لہ جامع ترمذی جلد اول ص۷۹

نہیں ؟ بینوا توجروا

الجواب ۔ ایسا شخص گنہگار ظالم حق اللہ وحق العباد میں گرفتار ہے دوسروں کے فرض کھونے والا سنت کا ان کے ذمہ باقی رکھنے والا ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ نماز جمعہ اور نماز عید الفطر تو ظاہر ہے کہ جب وہ ایک دفعہ پڑھا چکا اس کا فرض اس کا واجب ادا ہو گیا اب دوسری جگہ پڑھے گا متنفل ہوگا اور مفترض کو متنفل کے پیچھے اقتدار جائز نہیں۔ جنھوں نے نماز جمعہ اور نماز عید الفطر اس کے پیچھے پڑھیں ان کا فرض وواجب ادا نہ ہوا جنھیں معلوم ہو کہ یہ شخص نماز جمعہ پڑھ چکا تھا اور پھر امامت کی وہ اب ظہر ادا کریں۔ تراویح کبھی قول صحیح پر ایسے شخص کے پیچھے جائز نہیں جو اپنی پڑھ چکا ہو۔ غرض جہاں بناء قوی علی الضعیف ہوگی اقتدا درست نہ ہوگی۔ منیہ شرح منیہ میں ہے۔ لا یصح اقتداء البالغ بغیر البالغ فی الفرض وغیرہ وھو الصحیح لان صلاۃ البالغ اقوی لزوھا ولا یجوز بناء القوی علی الضعیف وھو اصل یخرج علیہ کثیر من المسائل (الی قولہ) وکذا لا یقتدی المفترض بالمتنفل لما قدمنا وما فی الصحیح عن معاذ انہ کان یصلی مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم العشاء ثم یرجع الی قومہ فیصلی بھم تلک الصلاۃ فلیس فیہ انہ کان یصلیھا معہ علیہ الصلاۃ والسلام فرضا وما وقع فی روایۃ الشافعی لہ من قولہ ثم ینطلق الی قومہ فیصلیھا بھم ھی لہ تطوع ولھم فریضۃ ادراج من الشافعی بناء علی اجتھادہ ولھذا لا ینصرف تلک الزیادۃ الا من جھتہ اھ میں ہے لو صلی فی التراویح مرتین فی مسجد واحد کرہ وکذا الوصلاھا مرتین ما وما فی مسجد واحد وان فی مسجدین اختلف فیہ حکی عن ابی بکر الاسکاف انہ لا یجوز یعنی لا یجوز تراویح اھل المسجد الثانی واختارہ ابو اللیث اھ میں فرمایا اذا صلی التراویح منفردا یا بمن یصلی نافلۃ غیر التراویح اختلفوا والصحیح انہ لا یجوز اھ مختصرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۶ بعد نماز عصر قضا نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں یا بعد نماز فجر طلوع سے قبل قضا نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں ؟ بینوا توجروا۔

جواب ۔ قبل تغیر آفتاب قضا پڑھ سکتے ہیں اسی طرح قبل طلوع بھی بعد تغیر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۷ ۔ بارش کثرت سے ہو رہی ہے اس حالت میں اذان مسجد کے اندر یا حجرہ کے اندر پڑھنا درست ہے یہ بھی تحریر کر دیجئے کہ مسجد کے اندر پڑھے یا حجرے کے اندر پڑھے ؟

جواب ۔ مسجد کے اندر اذان مکروہ ہے چھتری لگا کر خارج مسجد اذان دیں اور اگر بیرون مسجد

---

[1] منیہ ص ۳۸۱، [2] ایضاً ص ۳۸۹

کوئی جگہ ایسی ہو جہاں بارش سے بچے وہاں دے۔ حجرے یا دالان کے اندر گھس کر اذان دینے میں خصوصاً بارش کے وقت میں باہر آواز بھی کافی طور پر نہ پہنچے گی اور اذان کا مقصد ہی حاصل نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۸۔ جس پگڑی میں گوٹا لگا ہو اس کو باندھ کر نماز پڑھنا درست ہے؟ بینوا توجروا

جواب۔ جائز ہے جب کہ گوٹا چار انگل سے کم ہو اور سچا ہو جھوٹے سے نماز مکروہ ہوگی۔

سوال ۹۔ جو شخص صلاۃ پڑھنے میں اعتراض کرے اور یہ کہے کہ معاذ اللہ مردے کو پکاتے ہیں اس پر شریعت سے کیا حکم ہوتا ہے؟ بینوا توجروا

جواب۔ ایسا شخص سخت بے ادب بدانجام ہے بے ہودہ بکتا ہے اس پر توبہ فرض ہے اسے تجدید ایمان و تجدید نکاح بھی چاہئے وہ بدنصیب شاید التحیات میں السلام علیک ایھا النبی بھی نہ پڑھتا ہوگا غالباً یہ شخص وہابی ہے اگر ایسا ہے تو وہابی تو اس سے نماز گستاخیاں کرتے ہیں اس کی اس سے کیا شکایت یا وہابی کی صحبت میں بیٹھنے والا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۱۰۔ وہ کون سا رنگ ہے جس رنگ کا کپڑا پہن کر نماز نہیں ہوتی؟

جواب۔ زعفران و کسم کا رنگا مرد کو ممنوع ہے اس سے نماز مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۱۱۔ عورتیں جو رنگین کپڑے پہنتی ہیں ان کو کیا لازم ہے کہ رنگین کپڑوں کو پاک کر کے نماز پڑھیں؟

جواب۔ نہیں۔ ہاں ناپاک رنگ میں رنگیں تو اپنے آپ ہی پاک کرنا ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۱۲۔ مرد رنگین پگڑی باندھ کر نماز پڑھتے ہیں یا کرتا پہنتے ہیں ان کو لازم ہے کہ پاک کر کے نماز پڑھیں؟

جواب۔ نہیں مگر جب کرتا پاک رنگ میں رنگے ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۱۳۔ اذان محراب سے داہنی طرف پڑھی جاوے یا بائیں طرف؟

جواب۔ جدھر مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۴۔ بعد نماز عیدین دعا مانگنا سنت ہے یا مستحب یا کچھ اور اگر سنت ہے یا مستحب تو قبل خطبہ یا بعد خطبہ مع ادلہ بیان فرمائیں بہ اعتبار شریعت جو حکم بھی ثابت ہو اگر کسی نے بغرض اہانت دعا کا انکار کیا تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی ابوالوفا غلام جیلانی قادری غفرلہ شاہدی بہاری

الجواب ۔ دعا یقیناً اللہ کا ذکر و عبادت ہے کل دعا ذکر کما فی المرقات شرح المشکوٰۃ و دعا اعظم مرد بات و اجل مطلوبات سے ہے۔ کسی زمان و مکان و وقت کے ساتھ مقید و مخصوص نہیں جس آن میں جہاں ہو ماموربہ ہے قال اللہ تعالیٰ فاذکرونی اذکرکم۔ وقال تعالیٰ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان وقال تعالیٰ ادعونی استجب لکم وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علیکم بالدعاء وقال علیہ الصلاۃ والسلام صلوٰتی واجتہادی بالدعاء وقال علیہ التحیۃ والثنا اکثر من الدعاء فان الدعاء یرد القضاء المبرم اور نماز کے بعد دعا ادب نماز سے ہے قرآن عظیم فرماتا ہے فاذا فرغت فانصب والی ربک فارغب۔ اور نماز کے بعد دعا اور مجمع کثیر میں دعا یہ دونوں محل اجابت۔

حدیث میں ہے قلنا یا رسول اللہ ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل ودبر الصلاۃ المکتوبات

علامہ علی قاری مکی نے اس کی شرح میں فرمایا ای عقیب الصلاۃ المفروضات والتقیید بہا لکونہا افضل الصلات فہی ارجی لاجابۃ الدعوات نماز نفل کے بعد دعا کے لئے حدیث میں فرمایا الصلاۃ مثنی مثنی تشہد فی کل رکعتین وتخشع وتضرع وتسکن وتقنع یدیک یقول ترفعہما الی ربک مستقبلا ببطونہا وجہک وتقول یارب یارب من لم یفعل ذلک فہو کذا کذا اور ایک روایت میں یوں ہے مثنی لم یفعل ذلک فہو خداج علامہ طاہر فتنی تکملہ مجمع البحار میں حدیث مذکور کی شرح کرتے ہیں ثم تقنع یدیک ہو عطف علی محذوف ای الا فرغت منہا فسلم ثم ارفع یدیک فوضع الخبر موضع الامر نیز علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں ای اذا فرغت منہا فسلم ثم ارفع یدیک فوضع الخبر موضع الطلب حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا یجتمع ملأ فیدعو بعضہم ویؤمن بعضہم الا اجابہم اللہ اس لئے حصن حصین میں مجمع مسلمانان کو اوقات اجابت سے شمار فرمایا کہ فرمایا اجتماع المسلمین علامہ قاری نے اس کی شرح میں لکھا کل ما یکون الاجتماع فیہ اکثر کالجمعۃ والعیدین وعرفۃ یتوقع فیہ رجاء الاجابۃ اھ

تو بعد نماز عیدین دعا کا مستحب و مستحسن اور خوب اور مرغوب ہونا تو ظاہر تر ہے رہا اس کا مسنون ہونا تو اس کا تا بعین عظام کی سنت ہونا معلوم۔ حضرت سیدنا امام محمد کا کتاب الآثار میں ارشاد مبارک ہے اخبرنا ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم قال کانت الصلاۃ فی العیدین قبل الخطبۃ ثم وقف الامام علی رأحلتہ بعد الصلاۃ فیدعو ویصلی بغیر اذان واقامۃ بلکہ بعض احادیث پر نظر کرنے سے اس دعا کا ثبوت فعل خود حضور اقدس علیہ الصلاۃ والسلام سے ملتا ہے نیز اس حدیث بخاری سے بھی کہ فرماتے ہیں

لہ سورۂ بقرہ آیت ۱۵۲، ۲ سورۂ مومن آیت ۶۰، ۳ حصن حصین ص ۲۱ مزید فیہ ۱۸۸، ۴ حاشیہ حصن حصین ص ۲۲ ۵ ملا علی قاری ۶ مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص ۱۶۱ بیروت، ۷ ص ۱۲۷، ۸ مستدرک ج ۱ ص ۳۴۱، ۹ حصن حصین ص ۲۳، ۱۰ کتاب الآثار ص ۴۱

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تخرج العواتق وذوات الخدور والحیض ویعتزل الحیض المصلی ویشھدن الخیر ودعوۃ المسلمین۔ بعد نماز دعا کا مسنون ہونا تو معلوم ہے مگر اس کی تصریح نظر میں نہیں کہ بعد نماز متصلاً قبل خطبہ دعا ہو یا بعد خطبہ غرض ناجائز نہ ہے نہ وہ ہمارا معمول بعد خطبہ ہی ہے مجھے جہاں تک یاد ہے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا معمول بھی بعد خطبہ ہی تھا اور یہ یوں مناسب بھی ہے کہ اگر بعد نماز دعا ہو جائے تو بہت لوگ خطبہ سے محروم رہیں دعا ہوتے ہی چلے جائیں میرے نزدیک جب یہ معلوم نہیں ہے کہ عہد رسالت میں دعا کس کے بعد ہوتی تھی تو اگر دونوں کے بعد ہو تو زیادہ مناسب ہے کہ اس میں یقیناً سنت بھی ادا ہو جائے گی اور مکرر دعا کا دہرا ثواب بھی ہوگا ھٰذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی وھو سبحانہ جسے زیادہ تفصیل درکار ہو وہ اعلیٰ حضرت سیدنا والد ماجد قدس سرہٗ العزیز کا رسالہ سرور العید مطالعہ کرے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) کسی مسلمان سے دعا کا انکار بطور اہانت مظنون نہیں انکار کرتا ہوگا تو اس موقعہ خاص پر اس کے مسنون ہونے کا اپنی جہالت سے انکار کرتا ہوگا فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۵۔ از شاہجہاں پور رنگیں چوپال مرسلہ جناب مولوی حکیم سلامت اللہ صاحب قادری رضوی۔ ۱۲ جمادی الآخرہ ۵۲ھ

زید ایک محلہ کی مسجد میں امام ہے فجر و عصر کی نماز کے بعد پورب دکھن کی طرف منھ کر کے دعا مانگتا ہے مقتدیان نے امام صاحب سے کہا کہ ہم نے مولوی بلغاری صاحب اور مولوی نظام محی الدین خاں صاحب پیش امام سابق جامع مسجد اور نیز بزرگان دین کے پیچھے نماز پڑھی ہے وہ سب صاحبان آخر کی طرف منھ کر کے دعا مانگا کرتے تھے جس پر زید مذکور نے جواب دیا کہ اگلے بزرگ سب گمراہ تھے اور حضرت کے چچا ابو جہل بھی گمراہ تھے۔ تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور ایسے شخص کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ نماز کے بعد انحراف چاہے خواہ جنوباً کرے خواہ شمالاً اور اگر شمالاً یا جنوباً انحراف کا موقع نہ ہو تو قبلہ کو پشت کرے اور نمازیوں کی طرف منھ کرے حالت صلاۃ میں تو بوجہ استقبال قبلہ نمازیوں کی طرف پشت بمجبوری تھی۔ اب جب کہ نماز سے فارغ ہو چکے تو نمازیوں کی طرف پشت نہ ہونی چاہئے۔ لہٰذا انحراف کرے اور ہر بات میں تیامن مستحب ہے تو شمالاً انحراف احب ہے اور جائز جنوباً و شرقاً بھی

لہ فتاوی رضویہ جلد سوم صلاۃ بحوالہ بخاری جلد اول صلاۃ

ہے خود حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے بعد انصراف انحراف احادیث میں موجود اور عن یمینہ وعن یسارہ بھی۔ اور حضور کی تیامن کے ساتھ محبت اور اس کا اعتماد کسے معلوم نہیں اور اس سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے کہ لوگ انحراف عن یمین ہی کو حق اور اس کے سوا کو ناجائز نہ جاننے لگیں قولاً و فعلاً تنبیہ بھی فرمائی غنیہ شرح منیہ میں ہے اذا تمت صلاۃ الامام فھو مخیر ان شاء انحرف عن یسارہ وجعل القبلۃ عن یمینہ وان شاء انحرف عن یمینہ وجعل القبلۃ عن یسارہ وھذا اولی لما فی مسلم من حدیث البراء کنا اذا صلینا خلف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احببنا ان نکون عن یمینہ حتی یقبل علینا بوجھہ فان مفھومہ ان وجھہ صلی اللہ علیہ عند الاقبال علیھم کان یقابل من ھو عن یمینہ وذلک انما یکون اذا کان المسجد عن یمینہ والقبلۃ عن یسارہ وقیل معناہ حتی یقبل علینا بوجھہ قبل من ھو عن یسارہ فیفید الانصراف عن یمینہ لانہ یجلس منحرفاً بل یستقبلھم فی القعود بعد الانصراف عن یمینہ کما فی حدیث انس عن مسلم ایضاً کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ینصرف عن یمینہ وما فی الصحیحین وغیرھما من حدیث ابن مسعود قال لا یجعل احدکم للشیطان شیئاً من صلاتہ یری ان حقا علیہ ان لا ینصرف الا عن یمینہ لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کثیراً ینصرف عن یسارہ لا یعارض ذلک لان فعلہ علیہ الصلاۃ والسلام ذلک تعلیماً للجواز مع محبتہ للتیامن واعتیادہ بہ وھو ای الجواز مراد ابن مسعود فانہ انما نفی ان یری الانصراف عن الیمین حقا لا یجوز غیرہ[1] تو وہ جس نے دکھن کی جانب اور پورب کی طرف ہی وقت دعا منھ کرنے کو حق جانا اور اور کو ناجائز نہ صرف ناجائز بلکہ گمراہی وہ اپنا حکم خود دیکھے۔ اس نے غلط و باطل قول دیا یا نہیں اللہ اکبر بوجہ محبت تیامن و اعتیاد تیامن حضور علیہ الصلاۃ والسلام تنبیہ کے لئے انحراف عن یسارہ بھی فرمائیں۔ اور انحراف عن یمینہ ہی کو حق جانیں اور انحراف عن یسارہ کو ناجائز ٹھہرائے سے نہی ارشاد بھی فرماتیں اور یہ حضور کے محبوب انصراف عن یمینہ ہی کو نہ صرف ناجائز بلکہ گمراہی بتائے تمام بزرگوں کو گمراہ ٹھہرائے اب بتائیے کہ وہ بحکم حدیث من افتی بغیر علم لعنتہ ملائکۃ السمٰوٰت والارض۔ ملعون ملائکہ آسمان و زمین ہوا یا نہیں اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک سارے بزرگوں کو گمراہ ٹھہرایا یا نہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اس پر توبہ لازم اگر توبہ نہ کرے تو اس کے پیچھے نماز سے سخت احتراز لازم وہ توبہ کے ساتھ تجدید ایمان و تجدید نکاح بھی کرے۔ واللہ الموفق وھو تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔

---

[1] غنیہ ص ۴۳۹ ، [2] مختار الاحادیث ص ۱۴۱

مسئلہ ۱۶

مسئولہ ۲۶ جمادی الآخر ۱۳۵۱ھ

جو شخص شمال و مغرب ہی کی جانب منہ کر کے دعا مانگنا ضروری اور لازمی لابدی سمجھتا ہے اور علاوہ ان دو سمتوں کے ناجائز آیا اس شخص کا ایسا سمجھنا یا عقیدہ رکھنا کیسا ہے اور ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

۲۔ تکبیر کے وقت امام کو تکبیر کا سننا شمال و مغرب ہی کی طرف منہ کر کے ضروری و واجبی سمجھتا ہو اور امام سے یہ کہے کہ تاوقتیکہ تم شمال کی جانب رخ نہ کرو گے ہم تکبیر نہ کہیں گے اور نہ نماز پڑھیں گے اس لئے کہ شمال کی جانب قطب ہے اور جب تم جنوب کی طرف رخ کر کے بیٹھو گے تو اس کی بے ادبی ہو گی آیا ایسا کہنا اور ایسا عقیدہ رکھنا جائز ہے یا ناجائز؟

۳۔ اور صرف پانی سے استنجا کرنے کو ناجائز بتاتا ہو اور ڈھیلے کو ضروری قرار دیتا ہو اور امام سے کہے صرف پانی سے استنجا کرو گے تو تمہارے پیچھے نماز نہ پڑھوں گا؟

۴۔ ایسے امام کے پیچھے جو مذکورہ بالا باتوں کو ضروری نہ سمجھتا ہو مثلاً دعا کا ہر جانب رخ کر کے مانگنا جائز سمجھتا ہو وغیرہ وغیرہ نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ دعا قبلہ رو مانگنا آداب دعا سے ہے مگر امام کو اس کے لئے مسنون یہ ہے کہ وہ جنوباً یا شمالاً اور اگر اس کی گنجائش نہ ہو تو شرقاً تحویل کرے کہ مسلمانوں کو پشت نہ ہو لان حرمۃ المسلم الواحد کحرمۃ المسلمین جمیعا[1] اور فی الغنیۃ لمسائل الغنیۃ شرح المنیۃ للعلامۃ ابراھیم الحلبی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ شمال و مغرب کی جانب رخ کر کے دعا ضروری نہیں جو ایسا کہتا ہے غلط و باطل کہتا ہے قال تعالیٰ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ[2]۔ یہ جاہلوں میں غلط مشہور ہے کہ قطب کی جانب پیٹھ نہ کرنا چاہئے اس لئے وہ جاہل جنوب کی طرف منہ کر کے دعا مانگنے کو ناجائز جانتا ہو گا اس صورت میں قطب کو پیٹھ ہو گی اور پورب کی طرف منہ کرنے میں قبلہ کو پشت ہو گی قبلہ کو منہ یا پشت وقت رفع حاجت ممنوع ہے یوں ہی قبلہ رو صحت نہ ہونا چاہئے برہنہ غسل کے وقت بھی قبلہ کو رو و پشت نہ کی جائے ویسے قبلہ کی جانب بھی پشت ہونے میں حرج نہیں کہ شرع رفق و تیسیر پسند فرماتی ہے تنگی و تضیق نہیں پسند فرماتی حرج گوارہ نہیں فرماتی ایسا ہوتا تو بہت زیادہ وقت و حرج ہوتا جب قطب کی جانب پشت کرنا اس جاہل کے نزدیک ممنوع ہے تو وہ رفع حاجت کے وقت کیا کرتا ہو گا کہ نہ قبلہ کی جانب رو و پشت کر سکتا ہے نہ شمال کی جانب ہی

---

[1] غنیہ ص۳۳۰، [2] سورۂ بقرہ آیت ۱۱۵

جب اور وقت پشت نہیں کرسکتا تو ایسے وقت برہنگی کی حالت میں وہ اسے کیسے جائز کہے گا اور جب پشت کرنا جائز نہیں تو برہنہ ہو کر اُدھر منھ کرنا کیسے ناجائز نہ جانے گا یہ جہالت عجب بدبلا ہے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

۲۔ اس سوال سے وہی علت بے ادبی معلوم ہوگئی یہ اس کا بے ہودہ قول ہے اور ناجائز ہے نادرا منہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۔ صرف پانی سے استنجا کرنے میں ترک سنت ہے۔ مسنون یہی ہے کہ ڈھیلوں سے پاک صاف کرکے استنجا کرے مگر جو کوئی صرف پانی سے طہارت کرے اس کے پیچھے نماز ناجائز نہیں یہ اس کی بیہودہ ہٹ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴۔ اس کا جواب اوپر کے جوابوں سے ظاہر کہ اس کے پیچھے نماز میں کوئی اس وجہ سے حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از بمبئی پوئی ماؤنٹڈی پریل۔ انجمن رفیق الاسلام مرسلہ ممبران انجمن مذکورہ معرفت جناب شیخ نظام الدین صاحب سکریٹری۔ ۱۰ ذی القعدہ ۵۲ھ

جامع علوم شریعت وطریقت سید المفسرین زبدۃ العارفین حضرت مولانا مولوی مفتی قبلہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب ادام اللہ فیوضہٗ وبرکاتہٗ السلام علیکم۔ حضور والا مؤدبانہ درخواست ہے کہ مندرجہ ذیل باتوں کو پیش نظر رکھ کر استفتاء ہذا کا جواب دیجئے کیوں کر یہی وہ اسباب ہیں جن کی بنا پر خدمت والا میں استفتاء روانہ کرنا پڑا اور ان ہی وجوہات سے میدان میں بھی نماز کا انتظام کیا گیا۔

کیا فرماتے ہیں حضور والا اس مسئلہ میں کہ شہر بمبئی کے محلہ پریل تکیہ مسجد میں نماز عیدین ہونے کے باوجود محلہ کے مسلمان قرب وجوار کے مسلمانوں کی معیت میں ایک کھلی جگہ میدان میں مالک جگہ سے اجازت لے کر نماز عیدین مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر ادا کرتے ہیں۔

۱۔ شرعاً بمقابلہ محلہ کی مسجد کے کھلی جگہ میں نماز عیدین افضل ہے۔

۲۔ مسجد متذکرہ میں جگہ تنگ ہونے کی وجہ سے مصلیوں کو عام گذرگاہ پر بیٹھ کر نماز عیدین ادا کرنی پڑتی ہے۔ اور نماز ختم ہونے کے بعد مصلیوں کو پولیس اور عام گذرگاہ کا خیال کرکے فوراً اٹھ جانا پڑتا ہے جس کی وجہ سے گذرگاہ کے مصل خطبہ سننے سے محروم رہ جاتے ہیں۔

۳ محلہ اور اس کے اطراف کی تمام مسجدوں میں تقریباً ایک ہی وقت میں نماز عیدین ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے باقی ماندہ لوگوں کو نماز نہیں ملتی۔

۴ پریل اور اس کے اطراف میں متذکرہ میدان کے سوا کوئی ایسی مسجد یا جگہ نہیں رہتی ہے جہاں باقی ماندہ لوگ نماز عیدین ادا کر سکیں صرف میدان مذکور میں قرب وجوار کی تمام مسجدوں میں نماز عیدین ختم ہو جانے کے بعد نماز ہوتی ہے۔

۵ محلہ کی مسجد میں جگہ کی اتنی گنجائش نہیں جس میں تمام مسلمان طمانیت قلب اور اطمینان کے ساتھ نماز عیدین ادا کر کے خطبہ سن سکیں ——— اب از روئے کتب معتبرہ فقہ حنفیہ مذکورہ بالا وجوہ کو دیکھتے ہوئے جواب دیجئے کہ مثل سابق میدان مذکور میں نماز عیدین ہوتی رہے یا بند کر دی جائے۔ اور مسجد میں ہوتے ہوئے میدان کی نماز جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب۔ وجوہ مذکورہ سوال سب درست اور قابل لحاظ ہیں اور کوئی وجہ نہ ہوتی جب بھی محلہ ہی کی مساجد نہیں بلکہ مسجد جامع سے بھی بہتر یہی ہے کہ نماز عید کے لئے باہر میدان میں نکلیں اور جمع عظیم کے ساتھ نماز عید ادا کریں مگر بوڑھے اور مریض ناطاقت لوگ۔ ائمہ مشائخ کے نزدیک بھی مسنون ہے یہی تمام ترکتب معتبرہ فقہیہ میں مسطور و مزبور ہے فتاویٰ میں فرمایا الخروج الی المصلی وھی الجبانۃ سنۃ وان کان یسعھم الجامع وعلیہ عامۃ المشائخ حضرت مولی المسلمین مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی سے مروی ہے قال علیہ الصلوٰۃ والسلام بخروج لورا الفطر والاضحیٰ الی المصلی شرح منیہ میں ہے فان ضعف الضعفاء الخروج امر الامام من یصلی بھم فی المسجد اگرچہ مسجد جامع اس قدر وسیع ہو کہ تمام لوگ اس میں سما سکیں جب بھی حکم ہے جیسا کہ عبارت فقیہ مصرح ہے عیدین کی نماز بدستور وہاں جاری رکھی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۸۔ از بمبئی بنگ مسلم ایسوسیشن پریل ۱۲ ہری بلڈنگ ایسٹ فلور دوم ۱۵ مرسلہ سکریٹری صاحب مولوی نذیر احمد صاحب تجندی۔ ۱۲ ذی القعدہ ۱۳۵۲ھ

ایک محلہ میں باہمی مخالفت و ذاتی مخاصمت کی بنا پر مسلمانوں میں دو جماعتیں ہو گئی ہیں جدید جماعت محض مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنے کی غرض سے نماز عید مسجد کو چھوڑ کر جہاں ہمیشہ عیدین کی نماز ہوتی ہیں اسی محلہ کے میدان میں دوسری جماعت عید کی کرنا چاہتی ہے۔ ایسی جماعت کا شرعاً کیا حکم ہے۔

---

۱ ۔ منیہ ص ۵۲۴

از روئے شرع یہ فعل ان کا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ اس قضیہ سے متعلق ایک سوال انجمن رفیق الاسلام پونی باؤنڈری بمبئی سے بھی آیا تھا جس کا جواب اسی ہفتہ میں بھیجا گیا ہے اس استفتاء کے ساتھ ایک خط بھی تھا جس میں اور خود استفتاء میں اس کی معقول وجوہ لکھی تھیں اور ظاہر کیا تھا کہ ان وجوہ سے ایسا چاہا جاتا ہے۔ ہرگز اس سے مقصود مخالفت و مخاصمت نہیں۔ مسجد کے منتظمین لوگوں سے کہتے ہیں کہ میدان کی نماز افضلیت و سہولیت کی خاطر نہیں ہوتی بلکہ باہمی مخالفت و مخاصمت کی بنا پر ہوتی ہے۔ اس کے جواب کے لئے ایک تو منتظمین نماز میدان کا حلف کرنا لکھا کہ میدان کے منتظمین حلفیہ بیان دیتے ہیں کہ ہم نے میدان میں نماز عیدین کا انتظام باہمی مخالفت یا مخاصمت کی بنا پر نہیں کیا ہے۔ نیز یہ کہ آپس میں نفاق پیدا ہونے کے ڈر سے میدان کی نماز عیدین کے منتظمین نے مسجد کی نماز عیدین منتظمین سے کہا کہ اگر آپ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ میدان کی نماز عیدین کا انتظام ہم نہ کریں تو اسے ہم منظور کرتے ہیں آپ ہی لوگ میدان کا بھی انتظام کیجئے۔ ہم لوگ ضمانت دیتے ہیں کہ کوئی شخص مخالف نہ ہوگا۔ اور اس سلسلہ میں جو خدمت بھی ہم سے لی جائیگی ہم اسے بخوشی منظور کریں گے۔ اس کا جواب دیا گیا کہ ہماری مرضی ہی نہیں ہے اس لئے میدان کی جاری شدہ نماز عیدین بند ہی کر دی جائے۔

وہ معقول وجوہ بیان کرتے ہیں انھیں سن کر ماننا تھا اور خواہ مخواہ بدگمانی نہ چاہئے تھی۔ پھر وہ حلف کرتے ہیں۔ جسے سن کر اگر بدگمانی کی کوئی وجہ بھی ہوتی تاہم یقین کرنا تھا۔ مزید برآں اس سے زائد اطمینان کی صورت ان کے پاس اور کیا تھی کہ انھوں نے کہہ دیا کہ آپ انتظام کریں اور ہم سے جو خدمت لیں ہم اسے بجا لائیں گے اور ضمانت دیتے ہیں کہ ہم میں کا کوئی مخالفت نہ کرے گا۔ اس آخری ذریعۂ اطمینان کو پیش کرتے ہیں مگر مسجد کے منتظمین تسلیم نہیں کرتے ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ اس سوال کا سرے سے منشا ہی غلط ہے۔ دوسرے فریق نے ہر طرح اطمینان دلایا کہ ہرگز وہ کسی مخالفت و مخاصمت کی بنا پر ایسا نہیں کرتا ہے بلکہ ان معقول وجوہ کی بنا پر مگر یہ فریق وہی کہے جاتا ہے کہ نہیں وہ تو محض مخالفت و مخاصمت ہی کی بنا پر تفریق کرتے ہیں ایسی زبردستی پھر یہ کہ فرض کیجئے کہ اس فریق نے یہ سب کچھ بناوٹ کی محض جھوٹ کہا واقعی وہ مخالفت و مخاصمت ہی کے لئے میدان میں نماز کا انتظام کرتا ہے تو اس سے وہ جماعت کیوں ناجائز ہو جائے گی بُری نیت کا الزام ان پر ہوگا۔ مگر جو اچھا کام وہ کر رہے ہیں وہ اچھا

ہی ہے گا۔ اس میں ان کی اس بری نیت سے کوئی خرابی نہ آئے گی۔ علماء کا تو یہاں تک ارشاد ہے کہ الاصل لایبطل بالعوارض حضور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ فاذا احسن الناس فاحسن معہم وان اساؤا فاجتنب اساءتہم جب لوگ کوئی اچھا کام کریں تو ان کے ساتھ اچھا کام کیا جائے اور جب کوئی برا کام کریں تو اس سے بچا جائے۔ عیدین کی نماز میدان میں افضل ہے مسجد محلہ ہی نہیں مسجد جامع سے بھی اگر یہ مسجد جامع تمام لوگوں کو کافی ہو۔ تو جو لوگ اس سنت پر عمل کرتے ہیں اگرچہ ان کی نیت کچھ بھی ہو تو ان کا ساتھ دینا چاہئے۔ ان کی اسی بدنیت سے سنت تو معاذ اللہ بری نہ ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹ ۔ از بمبئی مرسلہ عبدالرحمن مسلم ایسوسی ایشن پریل معرفت مولوی نذیر احمد صاحب خجندی ۸ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ

قبلہ نما مولانا المحترم زید مجدکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مسلم ایسوسی ایشن پریل کے استفتاء پر جناب والا کا جواب میری نظر سے گذرا میں اس کو جانتے ہوئے کہ رفیق الاسلام انجمن والوں نے اپنے استفتاء میں غلط بیانیوں سے کام لیا بالخصوص ان کا فقرہ ۲ و ۳ صراحۃً جھوٹ پر مبنی ہے اس قصہ میں پڑنا نہیں چاہتا صرف حضور والا سے شرعی نقطۂ نظر سے بصورت ذیل دریافت کرنا چاہتا ہوں کیا فقہائے کرام نے جانہ و صحرا کے جو الفاظ استعمال فرمائے ہیں اس سے ہر محلہ کا کوئی خالی میدان جو آبادی میں ہو مراد ہے۔

۲۔ کیا کسی بڑے شہر میں ہر محلہ کے نمازیوں کو مسجدیں چھوڑ چھوڑ کر انھیں محلہ کے میدانوں میں اسی تعداد کی صورت میں جو مسجدوں کے اندر موجود تھا نماز عید ادا کرنے کا حکم ہے۔

۳۔ تمام شہر کے لئے آبادی سے باہر مسجد کے طور پر بشرائط مخصوصہ صلوٰۃ عید پڑھانے کا حکم ہے اور اسی کی افضلیت کتب احادیث و فقہ میں مرقوم اور جانہ و صحرا سے وہی مراد۔ نہ کہ مسجد سے قریب محلہ کا میدان جہاں اتفاقاً عمارت نہ بن سکی ہو۔ نماز عیدین کے متعلق واقعہ یہ ہے کہ بمبئی میں دس برس سے میدانوں میں بھی مسجدوں کے علاوہ نماز ہوتی ہے اور وہاں آج کل بیس پچیس ہزار نمازیوں کا اجتماع ہوتا ہے اس مانا النزاع میدان میں تو زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ سو آدمی تھے پریل کی مسجد کے ایک جانب لال باغ کی وہ مسجد ہے جس کا میں امام ہوں اور یہاں پریل پاولی باڑی کی مسجد سے پون گھنٹہ بعد جماعت کھڑی ہوتی ہے دوسری جانب دادر کی مسجد ہے وہ ہم سے بھی پندرہ منٹ بعد پڑھتے ہیں لہٰذا ان کے استفتاء کا فقرہ ۲ و ۳ صراحۃً کذب پر مبنی ہے۔

۳۔ اگر بمبئی والے اسی طرح جداگانہ میدانوں میں نکل نکل کر اپنے اپنے محلوں ہی کی حدود اربعہ میں

۱؎ بخاری کتاب الاذان جلد اول ص۹۱

نمازیں ادا کرنا شروع کر دیں تو کیا اجتماع امت اور غیر مسلموں پر اخوت اسلام سے رعب قائم کرنے کا وہ مفہوم ادا ہو جائے گا جو جیانہ و صحرا یا عیدگاہ کے الفاظ میں مخفی ہے۔

۴۔ مذکورہ تینوں مسجدیں ہنود کی آبادی سے گھری ہوئی ہیں اور بڑی سڑک کے کنارے پر ہیں۔ عید کے دن سڑکوں کا بھر جانا گلیوں تک نمازیوں کا پہونچ جانا گاڑیوں کا رکا رہنا اجتماع اسلامیان کی شان رکھتا ہے یہ ضمنی گلی کے کسی میدان میں کہاں ممکن ہے۔ فافہم وقدر بر خوب یاد آیا غالباً ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۲ء میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز نے شہر دین محلہ کباڑی واڑی کی عیدگاہ کے متعلق حسب طلب مرحوم مولانا ہدایت رسول ایک زبردست فتویٰ ارقام فرمایا تھا یہ قصہ اسی سے ملتا جلتا ہے نوراً اس فتویٰ کو بھی ملاحظہ فرمالیجئے گا۔

صب مکرم ذوالمجد والکرم زید مجدکم جواب تحریر فرماتے وقت امور مندرجہ ذیل ملحوظ خاطر رہیں اور حتی الوسع جلد ارسال فرمائیے۔

(۱) بمبئی میں کوئی مستقل عیدگاہ نہیں ہے اس لئے عیدین کی نماز مسجدوں ہی میں ادا کی جاتی ہے گیارہ سال سے میدانوں میں نماز عیدین کا انتظام ہوتا ہے جہاں بیس پچیس ہزار آدمی جمع ہو جاتے ہیں۔

(۲) جس محلہ میں یہ نماز عید الفطر پڑھی گئی وہاں صرف سوا ڈیڑھ سو آدمی تھے۔

(۳) اگر محلہ محلہ یوں اجازت دے دی گئی تو اجتماع و اتحاد مسلمین کا مقصد کیوں کر پورا ہوگا۔

(۴) افتراق و تشتت کی صورت بہر نہج ظاہر تر ہے۔ مکرراً کہ اس استفسار کے الفاظ پر پھر نظر ثانی فرمائیے اور حسب سوال جدید جواب سے میرے پتہ پر عزت بخشئے۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک محلہ میں باہمی مخالفت و ذاتی مخاصمت کی بنا پر مسلمانوں میں دو جماعتیں ہوگئی ہیں جدید جماعت محض مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنے کی غرض سے نماز عید مسجد کو چھوڑ کر جہاں ہمیشہ عیدین کی نمازیں ہوتی ہیں اسی محلہ کے میدان میں دوسری جماعت عید کرنی چاہتی ہے ایسی جماعت کا شرعاً کیا حکم ہے از روئے شرع یہ فعل ان کا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا اجرکم اللہ تعالیٰ۔

الجواب۔ اگر فی الواقع ذاتی مخاصمت باہمی مخالفت کی بنا پر بعض لوگ تفریق جماعت کر رہے ہیں تو وہ اس تفریق چاہنے کی ملزم ہیں۔ اور اگر انھوں نے جھوٹ بولا ہے تو وہ جھوٹ کے مرتکب جرم فریب دہی کے مجرم ہیں مسجد والے اگر کسی طرح میدان میں نماز عید کو تیار نہ ہوں اور لوگ بھی اپنی اپنی مساجد

ہی میں پڑھتے رہیں تو یہ مٹھی بھر آدمی خواہ مخواہ اپنی علیحدہ قائم کر کے تفریق کے ملزم کیوں بنیں۔ ایک مستحب کے لئے اپنے سر تفریق کا الزام نہ لیں اور جماعت میں مناقرت نہ کریں جبانہ و صحرا و فصل سے کوئی خاص عمارت عیدگاہ مراد نہیں بلکہ بیرون شہر زنانہ کا میدان عام ازیں کہ وہاں کوئی عمارت بنام عیدگاہ بنائی گئی ہو یا نہ بنائی گئی ہو۔ زمان برکت نشاں حضور سید الانس والجان علیہ الصلاۃ والسلام الاتمان الاکملان بیرون مدینہ طیبہ کف دست میدان تھا سرکار طیبہ کے شرقی دروازہ مسجد اطہر کے باب السلام سے ہزار قدم کے فاصلہ پر کما فی الفتاوی التاتارخانیۃ عن المواہب واللفظ قال عن قتم الباوی عن عمر بن ابی شیبۃ فی اخبار المدینۃ عن ابی غسان الکنانی صاحب مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنن ابن ماجہ وصحیح ابن خزیمۃ وتخریج اسمٰعیل بن ابی سہل عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یعدو الی المصلی فی یوم عید والعنزۃ تحمل بین یدیہ فیصل الیہا وذلک ان المصلی کان فضاء لیس فیہ شیئ یستترہ۔

میدان کی نماز میں حکمت اظہار شعار اسلام و کثرت مسلمین ہے شوکت اسلام کا اظہار تو جمع عظیم سے ہی ہوگا مگر اظہار شعار اسلام چند ہی لوگوں کے اجتماع سے ہو جائے گا گھرے ہوئے مکان کی نماز میں نہ اظہار شعار اسلام اس درجہ ہو سکتا ہے نہ اظہار شوکت اسلام یہ حکمت صحرا کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ شہر میں اگر وسیع میدان ہو جہاں بکثرت مسلمان جمع ہو سکیں وہاں بھی حاصل تو جس طرح میدان بحیثیت میدان نماز عید کے لئے ملحوظ نہیں کہ مساجد بحیثیت مساجد اور نمازوں سے بہتر اور میدان بحیثیت میدان نماز عیدین کے لئے بلکہ اسی حکمت کی بنا پر میدان ملحوظ ہے۔ یوں ہی صحرا بحیثیت صحرا ملحوظ نہ ہوگا بلکہ وہ مکان جہاں اقامت صلاۃ عیدین میں وہ حکمت بدرجہ اکمل ہو سکے اور شک نہیں شہر سے باہر صحرا میں اظہار شعار اسلام و شوکت اسلام مجمع عظیم اہل اسلام کیا جائے یہ یوں ہی ہے کہ شہروں میں اس قدر عظیم ترین میدان نہیں ہوتے اور اگر کہیں وسط شہر میں بڑا میدان ہو تو شہر کے اندر اظہار سے کہیں زائد اور مقصود شرع کے بہت ہی موافق ہوگا بمبئی ایک عظیم شہر ہے جس کے تین طرف سمندر ہے ان اطراف میں تو اس مقصد کو لے کر گذر نہیں رہی چوتھی طرف تو میلوں کوسوں فاصلہ پر شہر کے باہر اجتماع نہایت گراں ہوگا۔ لہٰذا بروجہ کافی اجتماع نہ ہوگا تو اگر شہر کے اندر ہی کسی فضا میں جہاں عظیم اجتماع ہو سکے پڑھیں تو مساجد میں پڑھنے سے یقیناً یہ بہتر ہوگا کہ حکمت اظہار شعار اسلام و شوکت و کثرت اہل اسلام اس میں صحرا کی طرح حاصل ہوگی۔

ملہ فتاوی رضویہ جلد سوم ۹۸ ، بحوالہ سنن ابن ماجہ ۹۳ مطبوعہ لاہور

اور اگر فنا نہ ہی میں اسٹیشنوں ریلوے لائنوں انگریزی کیمپوں فوجی بارکوں کی بنا پر میدانوں میں جمع عظیم کی گنجائش ہی نہ ہو یا گورنمنٹ سے اجازت نہ ہو تو فنا سے دور اگر اہل اسلام جمع بھی ہوں اور نماز عید پڑھیں تو اگرچہ اظہار شعار اسلام ہوا اگرچہ اس جمع عظیم سے شوکت اسلام و کثرت مسلمین کا اظہار ہو مگر بظاہر یہ ایسا ہی ہے جیسے مساجد میں پڑھ لیتے بلکہ اس سے بھی کم کہ شہر کی مساجد میں مسلمانوں کا اجتماع کسی نہ کسی طرح کفار کی نظر میں آتا ہی ہے بخلاف اس کے کہ شہر سے منزلوں نہیں تو کوسوں دور جنگل بیابان میں اس اظہار سے وہ حکمت یقیناً حاصل نہیں ہو سکتی اور ہوئی بھی تو فنا شہر سے باہر جواز ہی نہ رہا وہاں نماز عید کا کیا ذکر کہ اس کے لئے شہر یا فنا شرط ہے خارج فنا شہر نماز عید نا جائز صحرا و جہانہ سے جنگل بیابان شہر سے جدا ہر گز مراد شرع نہیں بلکہ یقیناً شہر ہی کے متصل جو میدان ہو مراد ہے ہم بتا چکے کہ نفس صحرا بھی مراد شرع نہیں بلکہ وہ مقام مراد ہے جہاں اقامت صلاۃ عیدین بجمع عظیم ہو اور وہ حکمت حاصل ہو۔

لہٰذا خواہ وہ میدان ہو جو متصل شہر مصالح شہر کے لئے ہوتا ہے جسے فنا مصر کہتے ہیں خواہ وہ جو شہر کے اندر اتنا وسیع ہو کہ اہل اسلام اس میں جمع ہو سکیں دونوں میں نماز عید مساجد میں علیحدہ علیحدہ متفرق پڑھنے سے بہتر ہوگی اور دونوں سے یکساں مقصود شرع حاصل ہوگا تو میدان شہر میں نکل کر نماز پڑھنا ادائے سنت و اظہار شعار و شوکت و ادارت کثرت ہے اگر وہاں کے مسلمان اسے نہیں سمجھتے اور مساجد ہی میں تنہا پڑھنا چاہتے ہیں تو مٹھی بھر لوگ بھی انھیں کا ساتھ دیں کہ منافرت نہ ہو فان درء المفاسد اھو من جلب المصالح بلکہ یہ لوگ جو پریل کے میدان میں علیحدہ نماز عید پڑھنا چاہتے ہیں اس میدان کی نماز میں کیوں نہ شرکت کریں جسے سوال میں لکھا ہے کہ بیس تیس ہزار کے مجمع کے ساتھ دس گیارہ سال سے ہوتی ہے ہاں اگر وہاں اب اور نماز کی گنجائش نہ ہو تو مجبوری ہے۔ اعلیحضرت قدس سرہٗ کا وہ فتوٰی مجھے تلاش پر بھی دستیاب نہ ہوا کہ میں اسے دیکھوں اگر حضرت کا فتوٰی میرے خلاف ہوگا اور اس سے مجھے اپنا خطا پر ہونا ظاہر ہوگا میں اپنی غلطی کا اعتراف کرلوں گا۔ واللہ تعالٰی ھو الموفق لاتباع الحق والصواب وھو تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۰ از تحصیل ایبٹ آباد ڈاکخانہ سرائے نعمت خاں ضلع ہزارہ۔ مرسلہ جناب سید سکندر شاہ صاحب امام مسجد شب یکم محرم الحرام ۵۳ھ

اگر امام برضا خود امامت چھوڑ دے تو قوم امام جدید کو قائم کریں تو کیا امامت سابقہ کا پھر امامت کا

کوئی حق ہے یا نہ یا اس کی نسل سے کوئی بیٹا یا برادر زادہ یا اور کوئی وارث اس کے قائم مقام ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے یا نہ اور امامت وراثت قرار دی جاتی ہے یا قوم کی رضا پر موقوف ہے۔

الجواب۔ امامت کوئی میراث نہیں جو اہل ہو اور اسے قوم یا متولی امام بنالے وہ امامت کرے گا امام سابق کا بیٹا بھائی ہونا زبردستی امامت کا حق نہیں دیتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۱

۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا بایاں ہاتھ بچپن میں کلھوے سے کٹ گیا تھا زید مسائل سے پڑھا لکھا آدمی ہے وہ گاؤں میں امامت کرتا ہے اور کوئی دوسرا آدمی گاؤں میں پڑھا لکھا نہیں ہے کیا زید کے پیچھے نماز درست ہے اور اس کی امامت درست ہوگی یا

الجواب۔ واقف و عالم ہونا ہی درکار نہیں عامل ہونا بھی ضرور ہے۔ عالم نہ ہو مگر استنجا و وضو صحیح کر لیتا ہو کافی ہے اگرچہ عالم نہ ہو۔ عالم ہو اور وضو وغیرہ میں کچھ خامی اس سے رہتی ہو وہ قابل امامت نہیں۔ اگر وہ استنجا۔ وضو غسل صحیح کر لیتا ہے تو نماز پڑھا سکتا ہے اور اگر اپنے آپ یہ سب یا ان میں سے کوئی ایک ٹھیک نہیں کر سکتا صحیح وضو وغیرہ کرنے سے معذور ہے مگر کوئی دوسرا اسے وضو وغیرہ ٹھیک کرا دیتا ہے تو اس کے پیچھے اس صورت میں بھی کوئی حرج نہیں اور بہتر یہی ہے کہ کوئی سالم الاعضاء جو امامت کا اہل ہو اس کے پیچھے نماز پڑھی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۲

از بنارس بازار سردار انجمن اشاعۃ الحق۔ مرسلہ عبد الغفور صاحب۔ ۶ جمادی الآخر ۱۳۰۳ھ

جناب مخدومی مکرمی حضرت مولانا مفتی اعظم صاحب قبلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد آداب کے قدم بوسی و آستانہ بوسی کے بندہ ملتمس ہے کہ حضرت نے جو تقریظ فتویٰ امامت کی ترمیم کر کے تحریر فرمائی تھی وہ مع ایک نوازش نامہ کے ناچیز کو ملی حضرت کی اس بندہ نوازی کا شکریہ نہیں ادا کر سکتا۔ مولوی صفی الرحمٰن صاحب بنارسی کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے فرمایا مجھے اس میں کلام ہے ناچیز نے عرض کیا کون سا کلام ہے تو فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ہر فاسق فاجر کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے اور حضرت نے تحریر فرمایا ہے کہ داڑھی منڈانے والے اور کترانے والے کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ پہلی گناہ اور چوتھی ہو اس کا اعادہ واجب تو جب حدیث شریف سے ثابت ہے کہ نماز ہو جاتی ہے تو واجب الاعادہ کیسا۔ یہ پہلا کلام ہے اور دوسرا کلام یہ کہ جس مکروہ تحریمی سے اعادہ واجب ہوتا ہے وہ

کون مکروہ تحریمی ہے خارج نماز یا داخل نماز اور یہ بھی فرمایا کہ اکثر بادشاہان اسلام فاسق ہوتے تھے اور نماز پڑھاتے تھے اور لوگ پڑھتے تھے اور فرمایا کہ اگر اس کی تصریح جماعت فقہ سے ہو تو بہتیلی سے حاصل کیجئے ہم مان لیں گے۔ جناب مولوی صفی الرحمٰن صاحب سے ناچیز نے یہ بھی کہا کہ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احکام شریعت میں بھی لکھا ہے کہ فاسق کے پیچھے جو نماز پڑھی اس کا اعادہ واجب ہے۔ حضور سے التجا ہے کہ ان باتوں کا جواب ان کے لئے تشفی بخش ارسال فرمائیں ہے

الجواب۔ جواز بمعنی صحت بھی ہوتا ہے اور بمعنی حل بھی فاسق و مبتدع جس کی بدعت حد کفر تک نہ پہونچی ہو ان کے پیچھے نماز جائز ہوتی ہے یعنی صحیح ہو جاتی ہے مگر مکروہ ہوتی ہے فرض گردن سے اُتر جاتا ہے اور ناجائز ہے یعنی ان کے پیچھے پڑھنا انھیں امام بنانا حلال نہیں۔ رد المحتار میں فرمایا جاز اي مع کراھة التصریح بہ وہ حدیث جس کا مولوی صاحب نے ذکر کیا یہ ہے صلوا خلف کل بر و فاجر علامہ سید عبدالرؤف مناوی قدس سرہٗ تیسیر شرح جامع صغیر میں اس حدیث کی شرح میں فرمایا صلوا جوازا خلف کل بر و فاجر ای فاسق فان الصلاۃ خلفہ صحیحۃ لکنھا مکروھۃ ایک اور حدیث ہمارے پیش نظر ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الصلاۃ واجبۃ علیکم خلف کل مسلم برا کان او فاجرا وان عمل الکبائر رواہ ابوداؤد کیا اس حدیث یا اس کے ظاہر پر عمل کیا جائے گا اور برخلاف جماہیر فقہا مبتدع کے پیچھے نماز جائز یعنی غیر مکروہ تحریمی مانی جائے گی؟

حدیث میں کل مسلم کا لفظ ہے اور مبتدع جس کی بدعت حد کفر تک نہ پہونچی ہو مسلم ہی ہے۔ جب ان حدیثوں کو دیکھتے فاسق کے پیچھے نماز غیر مکروہ بکراہت تحریم ٹھہرائیں گے تو مبتدع کے پیچھے مکروہ بکراہت تحریم کیوں کر مانیں گے۔ عجب ان بعض فضلاء سے جنھوں نے فاسق و مبتدع میں فرق کی ٹھہرائی جو کہ کل مسلم دونوں کو شامل۔ نیز فسق کے دونوں حامل ایک فاسق العقیدہ ایک فاسق العمل یہ مبتدع کے پیچھے پھر کیوں مکروہ بکراہت شدیدہ کہتے ہیں جیسے یہ مبتدع کے پیچھے باوجود دونوں مذکور حدیثوں کے مکروہ بکراہت شدید فرماتے ہیں یوں ہی ہم ہر فاسق کے پیچھے ان حدیثوں کا مطلب جواز ہے اور جواز بمعنی صحت مراد اشعۃ اللمعات میں حضرت شیخ محقق مطلق مولانا العلامہ عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ رحمۃ ربہ الباری زیر حدیث مذکور فرماتے ہیں۔ نماز واجب است بر شما بجماعت پس ہر مسلمانے بر ما فاجر و ان عمل الکبائر یعنی جائز ست کہ بوے اقتدا کنند اگرچہ مکروہ است یا واجب ست اعتقاد جواز آں و بعض استدلال کردہ

مسند ابوداؤد و مشکوٰۃ صفحہ ۷۹ ، ۲ منہ غفرلہ ۱۲

اندایں بوجوب جماعت وایں بر تقدیر اینست کہ فسق وے بسر حد کفر نکشد و مرد صالح حاضر نباشد۔

فاسق شرعاً واجب الاہانت ہے اس کی تعظیم حرام یہاں تک کہ زبان سے ذرا سی اس کی مدح پر حدیث کا ارشاد ہے اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتز لذلک العرش جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو رب تبارک وتعالیٰ غضب فرماتا ہے اور عرش الٰہی لرز جاتا ہے۔ اسے امام بنانا تو اس کی اعلیٰ ترین تعظیم ہے ظاہر ہے کہ یہ گناہ وحرام ہے اور نماز جب کسی مکروہ تحریمی کے ساتھ ادا ہو تو واجب الاعادہ ہوتی ہے یعنی صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم یعاد واجب بحالت نماز ایک گناہ کا ارتکاب کرنا رہا تو نماز اس گناہ پر مشتمل ہوئی۔ نماز امامت پر مشتمل اور امام فاسق اس کی امامت ناجائز تو جس نے اسے امام کیا اس کی نماز ایک ناجائز امر پر مشتمل ہوئی کراہت کے لئے اشتمال کافی ہے وہ مکروہ داخل ہو یا خارج مرد کو ریشم کا کپڑا پہننا گناہ ہے سونا استعمال کرنا ممنوع ہے اگر کوئی شخص ریشم کا کپڑا یا سونے کی انگشتری پہنے ہوئے نماز ادا کرے جیسے یہ نماز مکروہ ہوگی ایک گناہ کے ساتھ ادا ہوئی یوں ہی فاسق کی امامت مکروہ ہے کے ساتھ والی نماز۔ صالح کی امامت واجب فاسق کی امامت میں ترک واجب وارتکاب حرام ہے فتاوٰی عجم پھر فیہ میں ہے لو استویا فی العلم والصلاح واحدھما اقرأ فقدموا الاخرس اولا یأثمون فالاساءۃ لترک السنۃ وعدم الاولیٰ لعدم ترک الواجب لانھم قد موا جاھلا عالما۔

فقہاء نے کراہت امامت فاسق کی دو تعلیلیں کیں ایک یہی کہ اس کی امامت اس کی تعظیم ہے اور فاسق کی تعظیم کیسی اس کی تو اہانت واجب ہے۔ فلہٰذا جو اسے امام بنائے گا گنہگار ہوگا اور نماز گناہ پر مشتمل ہوگی۔ دوسری یہ کہ فاسق کو دین کی پرواہ نہیں ہوتی اس سے شروط صلاۃ میں کوئی خلل اور منافی صلاۃ کسی امر کا ارتکاب کچھ دور نہیں بلکہ اس کے فسق کو دیکھتے یہی غالب ہے اور فقہیات میں ظن غالب ملحق بالیقین ہوتا ہے نیز احکام فقہ غالب پر جاری ہوتے ہیں۔ نادر کو نہیں دیکھا جاتا علماء فرماتے ہیں احکام الفقہ تجری علی الغالب من دون نظر الی النادر فساق کا غالب حال ایسا ہی ہے اور ان سے گمان غالب یہی کہ کسی منافی صلاۃ ومخل شروط صلاۃ امر کو کر بیٹھیں یا جو کرنا ضروری ہے اسے نہ کریں۔ لہٰذا یوں بھی پس فاسق کی نماز مکروہ ظہری اگرچہ اس میں اختلاف ہے کہ فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی مگر کراہت تحریم کی دلیل قوی ہے۔ لہٰذا ہمارے نزدیک مختار یہی قول تحریم ہے۔

امام فخر الدین زیلعی تبیین الحقائق میں فرماتے ہیں کرہ امامۃ الفاسق لانہ لا یھتم لامر دینہ

۱؎ حلیہ شرح منیہ کبیری، ۲؎ درمختار ردالمحتار شامی جلد اول ص ۳۳۶ بلیدہ کوئٹہ، ۳؎ حلیہ ص ۴۷۵، ۴؎ تبیین الحقائق جلد اول ص ۱۳۱

ولان فی تقدیمہ الامامۃ تعظیمہ وقد وجب علیہما اھانتہ شرعاً غنیۃ المستملی میں علامہ ابراہیم حلبی فرماتے ہیں لو قدموا فاسقاً یأثمون بناء علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم لعدم اعتنائہم بامور دینہ وتساھلہم بواجباتہ فلا یبعد ذلک لانحلال بعض شروط الصلوٰۃ وفعل ما ینافیہا بل ھو الغالب بالنظر الی فسقہ ولذا لم یجز الصلاۃ خلفہ اصلاً عند مالک وروایۃ عن احمد الا ان جوزنا ھا مع الکراھۃ لقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم صلوا خلف کل بر وفاجر اسی میں ہے قال اصحابنا لا ینبغی ان یقتدی بہ الا فی الجمعۃ للضرورۃ فیہا بخلاف سائر الصلوات للتمکن من التحول الی مسجد آخر فیما سوی الجمعۃ وعلیہ یحمل عمل الصحابۃ والتابعین فی الاقتداء بالحجاج وعلی ھذا فینبغی ان تکرہ الجمعۃ ایضا اذا تعددت الجوامع کما فی زماننا ویکرہ ایضا تقدیم العبد والاعرابی وولد الزنا والاعمی وینبغی ان تکون الکراھۃ فی ھؤلاء دون الکراھۃ فی الفاسق لانہا امر محتمل غیر محقق ولا غالب وھو الانحلال ببعض الشروط بناء علی الجھل الغالب فی العباد اھ۔

اسی میں ہے اذا تأملت وجدت سبب الکراھۃ فی الاعمی اخف من غیرہ ولذا لم یکرہ تقدیمہ عند الائمۃ الثلاثۃ افاد یکرہ تقدیم الاعمی اذا کان غیرہ افضل منہ ویکرہ تقدیم المبتدع ایضا لانہ فاسق من حیث الاعتقاد وھو اشد من الفسق من حیث العمل وانما یجوز الاقتداء بہ مع الکراھۃ اذا لم یکن ما یعتقدہ یؤدی الی الکفر اما اذا کان مؤدیا فلا یجوز اصلا کما لغلاۃ من الروافض۔ درر وغیرہ میں ہے کرہ امامۃ الفاسق لانہ لا یھتم باسر دینہ ومبتدع ای صاحب ھوی لا یکفر صاحبہ حتی اذا کفر بہ لم تجز اصلا وان تقدموا جاز مع الکراھۃ لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام صلوا خلف کل بر وفاجر۔ حسن مجتبیٰ علی الدرر میں ہے قولہ وفاسق یکرہ تقدیمہ الفاسق کراھۃ تحریم وعند مالک لا یجوز تقدیمہ وھو روایۃ عن احمد وکذا المبتدع ویکرہ تقدیم العبد والاعرابی وولد الزنا والاعمی والکراھۃ فیھم دون تلک الکراھۃ۔ شرح کنز المسکین میں ہے کرہ امامۃ الفاسق وقال مالک لا تجوز الصلاۃ خلفہ والمبتدع۔

حاشیہ علامہ ابوجود ابو مسعود میں ہے اما الفاسق فلانہ لا یھتم باسر دینہ وما فی المعراج من قولہ الا فی الجمعۃ ان تعدد ومنعہ یبتنی علی القول بعدم جواز تعدد الجمعۃ اما علی المفتی بہ من جواز التعدد فلا فرق نھر عن الفتح وان تقدموا جاز مع الکراھۃ لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام صلوا

خلف کل بروفاجر درر ویکرہ الاقتداء بہم کراھۃ تنزیھۃ ان وجد غیرھم والا فلا کراھۃ بحر وفی النھر عن المحیط لو صلی خلف فاسق او مبتدع فقد احرز فضل الجماعۃ واقول علل الزیلعی الکراھۃ فی الفاسق بان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعا مفادہ کون الکراھۃ تحریمیۃ۔ نوح آفندی درمختار میں ہے ویکرہ تنزیھا امامۃ عبد واعرابی وفاسق واعمی الا ان یکون ای غیر الفاسق اعلم القوم فھو اولی ومبتدع ردالمحتار میں ہے واما الفاسق فقد علل وا کراھۃ تقدیمہ بانہ لایھتم لامر دینہ وبان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعا ولا یخفی انہ اذا کان العلم من غیرہ لاتزول العلۃ فانہ لایؤمن ان یصلی بھم بغیر طہارۃ فھو کالمبتدع تکرہ امامتہ بکل حال بل مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم لما ذکرنا قال ولذا لم تجز الصلاۃ خلفہ اصلا عند مالک ورواۃ عن احمد فلذا حاول الشارح فی عبارۃ المصنف وصل الاستثناء علی خیر الفاسق۔

طحطاوی علی الدرمیں ہے قولہ وفاسق والمراد الفاسق بجارحۃ بدلیل عطف المبتدع علیہ وتکرہ امامتہ ولو فی جمعۃ لوجود المندوحۃ بالانتقال الی امام اخر فیھا الا ان المنع بہ جواز تعددھا الا ان یکون ای غیر الفاسق وھو العید والاعمی اما الفاسق الاعلم فلا یعد مرلان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعا ومفاد ھذا کراھۃ التصریح فی تقدیمہ۔ فتاوی خلاصہ میں ہے رأیت بخط شمس الائمۃ الحلوانی انہ یمنع عن الصلاۃ خلف من یخوض فی علم الکلام ویناظر صاحب الاھواء ویکرہ الاقتداء بمن کان معروفا باکل الربوا والفاسق اذا کان یوم الجمعۃ ویعجز القوم عن منعہ قال بعضھم یقتدی بہ فی الجمعۃ ولا یترک الجمعۃ بامامتہ وفی غیر الجمعۃ ھم یسعھم ان یتحولوا الی المسجد الاخر ویأتموا بذلک ولو صلی خلف مبتدع او فاسق فھو محروم ثواب الجمعۃ لکن لا ینال ما ینال خلف تقی۔ بزازیہ میں فرمایا اما الفاسق یوم الجمعۃ ولم یمکن منعہ قال بعضھم یقتدی بہ ولا یترک الجمعۃ بامامتہ وفیہ اثر ابن عمر رضی اللہ تعالی عنھما الخ خانیہ میں فرمایا الفاسق اذا کان یؤم ویعجز القوم عن منعہ تکلم الناس فیہ قال بعضھم فی صلاۃ الجمعۃ یقتدی بہ ولا یترک الجمعۃ بامامتہ لان فی الجمعۃ لا یوجد غیرہ الی ان قال) ومن شر الطائفۃ المجاعۃ ان یری الصلاۃ خلف کل بروفاجر منح الغفار شرح متن الاظہر میں ہے ان تعذر منعہ

ف۱ ردالمحتار مطلب فی احکام المرتدین ج۱ ص۳۶۷ مطبوعہ کوئٹہ ف۲ بزازیہ علی ہامش ہندیہ ج۱ ص۵۵ مطبوعہ بیروت ف۳ خانیہ علی ہامش ہندیہ ج۱ ص۸۱ مطبوعہ بیروت

یصلی الجمعۃ خلفہ وفی غیرھا ینتقل الی مسجد اخر وکان ابن عمر وانس رضی اللہ تعالیٰ عنھما یصلیان الجمعۃ خلف الحجاج مع انہ کان افسق زمانہ۔

ان عبارات سے بعض میں کراہت تحریم کی نص گذری اور ان سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ تقدیم مکروہ ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ نفس تقدیم مکروہ ہے وبس۔ جیسا کہ آج کل ہمارے بعض کرم فرما علماء کا خیال ہے کہ فاسق کو آگے بڑھانا یہ مکروہ تحریمی ہے۔ اس کی امامت اس کی اقتدا مکروہ نہیں یعنی اسے لوگ امام بنائیں نہیں اگر وہ بے ان کے امام بنائے خود امامت کرے یا ان کے بڑھائے خود بڑھ جائے تو کچھ حرج نہیں کہ صرف تقدیم قابل الزام شمار کی گئی وہ نہ پائی گئی اول تو یہ خود ہی واضح البطلان تھا پھر جب علماء سے کہا امامۃ الفاسق۔ یکرہ الاقتداء بھم۔ جوزنا ھا مع الکراھۃ وغیرہ گذرا تو اس خیال کا بطلان اور بھی زیادہ اوضح ہوگیا۔ وللہ الحمد۔ جو حضرات کراہت تنزیہہ کے قائل ہیں وہ بھی یہ نہیں کہتے کہ صرف تقدیم مکروہ تنزیہی ہے۔ بلکہ اقتدا پس فاسق وامامت فاسق ہی کو فرماتے ہیں بحرالعلوم نے فرمایا ویکرہ الاقتداء بھم کراھۃ تنزیھۃ ان وجد غیرھم والا فلا کراھۃ ملک العلماء بحرالعلوم قدس سرہٗ رسائل الارکان میں فرماتے ہیں یکرہ امامۃ الفاسق بعد الاعتداد علی الایتان بشروط الصلاۃ علی وجہ الاحتیاط شرح المنیۃ اذا وجد امام تقی وتقدم علیہ الفاسق واما اذا لم یجد فلا کراھۃ وان صلی خلف الفاسق او المبتدع جاز ویحرز ثواب الجماعۃ لکن لا یحرز ثواب المصلی خلف التقی ویکرہ امامۃ المبتدع فیجوز خلفھم الصلاۃ لکن یکرہ کراھۃ شدیدۃ ام مختصراً۔

دیکھئے ان عبارتوں میں یکرہ الاقتداء اور یکرہ امامۃ الفاسق فرمایا ملک العلماء نے تو تقدم علیہ فرما کر نخل آرزو کی جڑ ہی کاٹ دی۔ الحمد للہ رب العالمین دربارۂ تقدم فاسق اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی اس کی نص صریح بھی پائی غنیہ میں ہے ان تقدموا جاز لکن جاءت الصلاۃ ولو لھم مع الکراھۃ ولا تفسد وفی الفاسق خلاف مالک فان عندہ لا تصح امامتہ والاقتداء بہ وکذا عند احمد فی روایۃ لان الامامۃ کرامۃ والفاسق لیس باھل لھا ام۔ جاز کے بعد ولا تفسد فرمایا جو بالائے ندار منادی کہ یہاں جواز بمعنی صحت ہی مراد ہے ہرگز بمعنی حل نہیں ان کی اس عبارت سے جہاں یہ بات معلوم ہوئی کہ تقدیم پر کراہت موقوف نہیں اور نفس تقدیم ہی مکروہ نہیں بلکہ بصورت تقدم بھی کراہت ہوگی اور نماز مکروہ ہوگی۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوگیا کہ یہاں جواز بمعنی حل نہیں بلکہ بمعنی صحت یجوز

لہ بحرالرائق جلد اول ص۳۲۱ مطبوعہ کوئٹہ

خلفهم الصلاۃ ای یصح۔ انھیں عبارات سے روشن ہوا کہ صحابہ جو اقتدار حجاج کرتے تھے اس کا عمل کیا ہے شرح عقائد نسفی نہایت متداول کتاب میں ہے لا کلام فی کراھۃ الصلاۃ خلف الفاسق والمبتدع اھ طوالع الانوار میں ہے اما الفاسق العالم فلا یکون الافضل لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علینا اھانتہ شرعا والصلاۃ خلفہ مکروھۃ شرعا۔

۱ مقطع کا بند۔ حاوی قدسی سے حضرت محترم جناب مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب اعظمی رام پوری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے رسالہ اوضح البراہین علی عدم جواز الصلاۃ خلف غیر المقلدین میں ناقل۔ قال ابوحنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ اکرہ ان یکون الامام صاحب ھوی او بدعۃ او فاسقا او اکرہ لرجل ان یصلی خلفھم اور تنویر غفرلہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ متقدمین اکرہ برائے کراہت تحریم اور احب برائے وجوب استعمال فرمایا کرتے۔ ردالمحتار ج ۲ یقول المتقدمون اکرہ ای یحرم عندی واحب ذلک ای یجب عندی بلکہ خود مجتہد کے لئے فرمایا کہ مجتہد کبھی حرام کے لئے اکرہ کا استعمال کرتا ہے اسی میں ہے لفظ قد یستعمل اجتھد فی الحرام بلکہ خود امام سے ایسا استعمال منقول۔ امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا امام اعظم سے وقت خطبہ ذکر درود کا حکم پوچھا امام نے ارشاد فرمایا میرے نزدیک احب یہ ہے کہ نہ سنیں اور خاموش رہیں۔ علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ ج ۲ میں فرماتے ہیں ذکر الشیخ ابوالمعالی رحمہ اللہ تعالیٰ فی شرحہ علی شرح المنار قال سأل ابو یوسف اباحنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ اذا ذکر الامام ھل یذکرون ویصلون علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال احب الی ان یتعوذوا وینصتوا ولم یقل لا یذکرون ولا یصلون فقد احسن فی العبارۃ واحتشم من ان یقول لا یذکرون ولا یصلون علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اور ظاہر ہے کہ استماع وانصات فرض ہے اور اس وقت ہر وہ امر جو منافی استماع وانصات ہو ناجائز تو امام نے احب الیہ اور مراد امام کی نہی ہے کہ استماع وانصات کا منافی کہ وہ کراہت تحریم ہے بلکہ امام کے اس ارشاد کی تفسیر کے لئے خود امام ہی سے جو روی ہوا کیوں نہ پیش کردں۔ فتاوی تاتارخانیہ میں فرمایا روی عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ وابی یوسف رحمہ اللہ ان الصلاۃ خلف اھل الاھواء لا یجوز وفی تنویر الغفار روی محمد عن ابی حنیفۃ وابی یوسف رحمھما اللہ تعالیٰ ان الصلاۃ خلف اھل الاھواء لا یجوز اغتنم ھذا التحریر الرشیق لعلک لا تجد مثل ھذا التحقیق الانیق فی غیرہ والحمد للہ تعالیٰ ولی التوفیق خیر الرفیق علی حسن التوفیق وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وآلہ

۱ شرح عقائد نسفی ص۱۰۱، ۲ فتح القدیر بلد اول ص۳۰۱ مطبوعہ پشاور

وصحبہ وبارک وسلم الی ابد الآباد۔

مسئلہ ۲۳ ۔ زید مولوی ہے اور بکر حافظ اور قاری ہے ان میں کس کو حق امامت کا حاصل ہونا چاہئے جواب بحوالہ کتب معتبرہ مع عبارت و دستخط وہر۔

الجواب ۔ اگر مولوی سنی ہے اور ایسا قرآن عظیم پڑھ لیتا ہے کہ نماز صحیح ہو جائے۔ حروف کے مخارج کو نکال لیتا ہے فن تجوید سے واقف نہیں۔ اور سنی حافظ ضروری مسائل طہارت وصلاۃ کا واقف ہے۔ مولوی اور حافظ دونوں ضروری مسائل طہارت وصلاۃ کا لحاظ رکھتے اور ان پر عمل کرتے ہیں تو مولوی اولیٰ بالامامت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۴ ۔ قصبہ رجھا ڈاکخانہ خاص ضلع بریلی مرسلہ فقیر بخش متولی عیدگاہ۔

عیدگاہ میں چراغ جلانا اس صورت میں متولی عیدگاہ اس جگہ رہتا ہو نماز اذان کبھی اندر دالان عیدگاہ اور کبھی بیرون عیدگاہ پڑھتا ہو جائز ہے یا ناجائز لہذا جواب باصواب مرحمت فرمایا جائے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ۔ صورت مستفسرہ میں چراغ جلانے میں کوئی حرج نہیں کہ بے ضرورت نہیں اگر عیدگاہ کے اندر پڑھتا ہو تو اسی صورت میں جلائے اگر بیرون عیدگاہ یعنی احاطہ عیدگاہ سے باہر نماز پڑھتا ہے تو نہ جلائے اس لئے کہ بلا ضرورت ہے حسب بیان سائل جب زمانہ قدیم سے یہاں عمل درآمد ہے اور خلاف شرط واقف نہیں تو اگرچہ آمدنی وقف متعلق عیدگاہ سے جلایا جاتا ہے کچھ حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵ ۔ از راج کوٹ کریم پورہ عبدالمجید پیش امام

ایک شخص یک چشم ہے اور امامت کرتا ہے حافظ قرآن بھی ہے کیا اس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے جب کہ دو آنکھ والا موجود ہو حافظ بھی ہو مگر مسائل وغیرہ سے بھی واقف ہو امید ہے کہ جواب سے مطلع فرما کر ممنون و مشکور فرمائیے گا عین بندہ نوازی ہوگی ساتھ قرآن شریف و حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

الجواب ۔ یک چشم کے پیچھے نماز میں کچھ حرج نہیں دوسرا شخص جب کہ اس سے زیادہ اعلم ہے تو وہ اولیٰ بالامامت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۶ ۔ از پونہ کیمپ جامع مسجد بابوت اسٹریٹ ۶۸۶ مرسلہ سید محمد امام

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین زادھا اللہ شرفا وتعظیما ان بابوں میں کہ ۱ جمعہ کے لئے زوال ہے یا نہیں۔ ۲ جمعہ کی پہلی اذان زوال کے وقت میں کہنا جائز ہے یا نہیں۔ ۳ کیا جمعہ کے روز زوال کے وقت سنتیں اور نوافل پڑھ سکتے ہیں۔ ۴ جمعہ کا خطبہ عربی ہو یا غیر عربی اردو آمیز ہو طول ہو یا مختصر کیا صورت افضل ہے۔ ۵ سنتیں مسجد ہی میں پڑھ سکتے ہیں یا مکان میں بھی۔ ۶ صف کے درمیان نمبر پاستون آجائے تو صف وہیں کی جائے یا پیچھے ہٹ کر۔ بحوالہ کتب حنفیہ احادیث وفقہ سے تمام مسائل سے حوالہ کتب وصفحہ تحریر فرمائیے ۶ کے مسئلہ پر زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب ۔ زوال تو ہر دن ہوتا ہے ہمارے امام اعظم اور امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک جمعہ کے دن بھی وقت زوال تطوع ناجائز ہاں امام ابو یوسف سے روایت مشہور یہ ہے کہ جمعہ کے دن وقت زوال نفل جائز ہے یہی مذہب امام شافعی کا ہے ان کا متمسک یہ حدیث ہے۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نھی عن الصلاۃ نصف النھار حتی تزول الشمس الا یوم الجمعۃ امام اعظم اس حدیث سے مطلقاً کراہت کا حکم فرماتے ہیں۔ ثلث ساعات کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ینھانا ان نصلی فیھن او نقبر فیھن موتانا حین تطلع الشمس بازغۃ حتی ترتفع وحین یقوم قائم الظھیرۃ حتی تمیل الشمس وحین تضیف الشمس للغروب حتی تغرب یہ نہی مطلق ہے اور حرم مسجد پر مقدم کسی وقت کی اذان کسی دن وقت سے پہلے جائز نہیں فیہ میں ہے لا یجوز الاذان للصلاۃ قبل دخول وقتھا الا فی الفجر وجمعہ کا خطبہ خالص عربی ہو خطبہ جمعہ میں اور کسی زبان کی آمیزش مکروہ اور خلاف سنت ہے مختصر پڑھے گا ہمارے امام کے نزدیک جب بھی خطبہ ادا ہو جائے گا یعنی فرض ادا ہو جائے گا۔ بروجہ سنت نہ ہوگا خطبہ قدر طوال مفصل ہونا سنت ہے اس سے زیادہ طویل کرنا مکروہ مختصر کے یہ معنی کہ مثلاً اگر کسی نے فقط الحمد للہ نیت خطبہ پڑھا ہمارے امام کے نزدیک فرض خطبہ ہو گیا۔ عالمگیری میں فرمایا الخطبۃ تنقل عن فرض وسنۃ فالفرض شیآن الوقت وھو بعد الزوال وقبل الصلاۃ حتی لو خطب قبل الزوال وبعد الصلاۃ لا یجوز ھکذا فی التبیین شرح الھدایۃ والثانی ذکر اللہ تعالیٰ کذا فی البحر الرائق وکفت تحمیدۃ او تھلیلۃ او تسبیحۃ کذا فی المتون ھذا اذا کان علی قصد الخطبۃ۔ اسی میں ہے اما سننھا فالی ان قال الرابع عشر تخفیف الخطبتین بقدر سورۃ

ردالمحتار ص۹۰ ج۲ ، مسلم ، مشکوٰۃ ص۹۲ ، عالمگیری جلد اول ص۱۴۱ مطبوعہ بیروت

من طوال المفصل ونکرہ التطویل خود حدیث میں فرمایا ان[1] طول صلاۃ الرجل وقصر خطبتہ مئنۃ من فقہہ فاطیلوا الصلاۃ واقصروا الخطبۃ۔ نسائی میں فرمایا اقدہ اقدہ اقدہ۔ یعنی طول کی اعلیٰ مقدار بقدر تشہد ہے۔

ستیں مکان میں بھی پڑھ سکتے ہیں مکان میں پڑھنا افضل ہے۔ صف میں خلل اگر بے عذر ہو نہایت ناپسند و مکروہ ہے احادیث میں اس کے لئے وعید ہے۔ صف کا سیدھا رکھنا برابر ہونا بیچ میں کہیں ذرا کشادگی نہ ہونا لازم ہے حدیث میں ہے صفوں کو برابر کرو۔ اور مونڈھوں کو مقابل کرو اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ کشادگی کو بند کرو کہ شیطان بھیڑ کے بچے کی طرح تمہارے درمیان داخل ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے جو صف کو ملائے گا اللہ تعالیٰ اسے ملائے گا اور جو قطع صف کرے گا اللہ تعالیٰ اسے قطع کر دے گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام صف کے کنارے سے دوسرے کنارے تک جاتے اور ہمارے مونڈھے یا سینہ پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے مختلف کھڑے مت ہو کہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام ہماری صفیں تیر کی طرح سیدھی کرتے ایک دن تشریف لائے ایک شخص کا سینہ صف سے نکلا دیکھا فرمایا اے اللہ کے بندو صفیں برابر کرو یا اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف ڈال دے گا۔ عالمگیریہ[2] میں ہے ینبغی للقوم اذا قاموا الی الصلاۃ ان یتراصوا ویسدوا الخلل ویسووا بین مناکبھم فی الصفوف بے عذر ایسی جگہ کھڑا ہونا نہ چاہئے جہاں کسی حائل سے قطع صف ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۷۔ انتالیسک مرسلہ قاضی چراغ الدین صاحب ڈپٹی کلکٹر بتاریخ ۲۸ رمضان المبارک ۱۳۵۲ھ

احکام جمعہ وعیدین

اکثر بلکہ تمام فقہ حنفی کی کتابوں میں نماز عید و جمعہ پڑھنے کے لئے چھ شرطیں مقرر فرمائی ہیں کہ ان میں سے اگر ایک شرط بھی مفقود ہو تو نماز ہوگی ہی نہیں۔ شرطیں ۱ مصر یا قائم مصر ۲ سلطان اسلام یا اس کا نائب جسے جمعہ قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے ۳ وقت ۴ خطبہ ۵ جماعت ۶ اذن عام (نوٹ) شرط دوم کے متعلق فقط دریافت کرنا ہے کہ ہندوستان پر غیر مسلم حکومت کا تسلط ہے متقدمین حنفیہ کے نزدیک شرط ہے کہ جمعہ کی نماز وہاں درست ہوگی کہ اس جگہ مسلمان بادشاہ ہو یا اس کا نائب

[1] مسلم شریف جلد اول ص۲۸۶

[2] فتاوی عالمگیری جلد اول ص۸۹ مطبوعہ بیروت

اور متاخرین حنفیہ نے سلطنت چنگیزیہ کے زمانہ میں فتویٰ دیا ہے کہ کفار کی طرف سے شہر میں جو مسلمان حاکم ہو وہ بمنزلہ سلطان کے قرار دیا جائے اور اس کے لئے جائز ہے کہ جمعہ وعید قائم کرے ان لوگوں کے بعد جو متاخرین حنفیہ ہوئے انھوں نے اس سے بھی زیادہ وسعت دی چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ بلاد علیہا ولاۃ کفار یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ وصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین ویجب علیہم ان یتعوا والیا مسلما کما فی معراج الدرایہ یعنی وہ شہر کہ وہاں کفار کے حکام ہیں وہاں مسلمانوں کے لئے جائز ہے کہ جمعہ قائم کریں اور اہل اسلام اپنی رائے سے جس کو قاضی مقرر کریں وہ قاضی ہو جائے گا اور اہل اسلام پر واجب ہے کہ وہ مسلمان بادشاہ کی تلاش کریں۔ ایسا ہی معراج الدرایہ میں لکھا ہے۔

تو ان متاخرین نے اہل شہر کا اتفاق بجائے اس کے قرار دیا ہے کہ گویا اسلام کی طرف سے بادشاہ مقرر کیا گیا اور ایسا منتخب شدہ قاضی کافی ہے کہ جمعہ وعید قائم کرے۔ (فتاویٰ عزیزیہ) صاحب بہار شریعت مولانا مولوی مفتی امجد علی صاحب بہار شریعت حصہ چہارم جمعہ کے بیان میں فرماتے ہیں۔ یہ ایک بات ضروری ہے جس کی طرف عوام کی بالکل توجہ نہیں ہے یہ ہے کہ جمعہ کو اور نمازوں کی طرح سمجھ رکھا ہے جس نے چاہا جمعہ عید قائم کر دیا اور جس نے چاہا پڑھا دیا یہ ناجائز ہے اس لئے کہ جمعہ وعید کرنا بادشاہ اسلام یا اس کے نائب کا کام ہے جہاں اسلامی سلطنت نہ ہو وہاں طریقہ مذکورہ کے مطابق جو شخص مقرر کر دیا گیا ہو وہ قائم مقام سلطان کے سمجھا جاوے وہی جمعہ قائم کرے بغیر اس کی اجازت کے جمعہ ہو ہی نہیں سکتا قاضی کے ہوتے ہوئے عوام بطور خود کسی کو امام نہیں بنا سکتے نہ یہ ہو سکتا ہے کہ محلہ کے دو چار شخص کسی کو امام مقرر کریں ایسا جمعہ کہیں سے ثابت نہیں۔ شرائط مذکورہ کے مطابق اگر کسی شہر کے مسلمانوں نے قاضی شہر کے مرض موت کے زمانہ میں اس کی اولاد میں سے اس کے خلف اکبر کو قاضی شہر منتخب کیا ہو اس کی تقرری کا حصر تیار ہوا ہے اس پر شہر کے رؤسا نے دستخط کئے ہوں اسے اپنا قاضی قبول فرمایا ہو تو ایسا شخص شرعاً قاضی ہو گیا یا نہیں؟

(۲) ایسے مقررشدہ قاضی نے شاہی زمانہ سے جس جامع مسجد میں اور عیدگاہ میں نماز جمعہ وعیدین ادا ہوتی ہے وہیں ادا ہونے کا اعلان متواتر دو سال تک شائع کیا ہو تو اس جامع مسجد اور عیدگاہ کے سوائے شہر کی دوسری مسجدوں میں نماز جمعہ وعیدین صحیح و درست ہوگی یا نہیں؟

۱؎ فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص۱۴۶ مطبوعہ بیروت

(۳) فقہی احکام کے مطابق شہر کی دوسری مسجدوں میں (جامع مسجد کے سوا) بغیر اجازت قاضی محلہ کے لوگ جمعہ قائم کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(۴) ایسے شہر میں جہاں اصول مذکور کے جمعہ وعیدین قائم ہوئے ہوں وہاں کے اکثر مسلمان عیدین کی نماز بلا عذر عیدگاہ میں نہ پڑھتے ہوں اگر مسجدوں میں پڑھ لیں تو ان کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

(۵) ایسے شہر میں بغیر اجازت قاضی جمعہ وعیدین محلہ محلہ قائم کرنا گناہ ہے یا نہیں؟

(۶) شہر کی کچھ آبادی شافعی المذہب ہوں تو (پانچ معتبر حنفیوں میں دو تو شافعی المذہب) تو انھیں نماز جمعہ وعیدین جامع مسجد و عیدگاہ میں ادا کرنا چاہیے یا نہیں؟

(۷) ایسا مقرر شدہ قاضی اولی الامر میں داخل ہے یا نہیں اور امور مذہبی میں اس کی فرمانبرداری واطاعت فرض ہے یا نہیں؟

(۸) جو مسلمان امور مذہبی میں اس کی نافرمانی کرے اس کے لئے شریعت نے کیا حد مقرر کی ہے؟

(۹) قاضی کے فرائض منصبی واختیارات عہدہ کے لحاظ سے فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں کیا کیا مذکور ہیں مفصل بیان فرمائیے؟

(۱۰) شہر کے مسلمانوں نے قاضی کا انتخاب ومقرری کے بعد خطیب ومؤذن وفراشی وغیرہا خدمات شرعیہ کی تقرری وتنزلی کا اختیار قاضی کو دے یا نہیں؟

(۱۱) قاضی کی اجازت وحکم کے بغیر خطیب یا ائمہ مساجد میں جمعہ وعیدین قائم کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(۱۲) شاہی زمانہ کے مندیافتہ خطیب کی اولاد میں سے کوئی بدون اذن قاضی خطابت کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۱۳) مرحوم خطیب کی اولاد میں سے کوئی خطابت کے لائق نہیں ہو تو قاضی کسی دوسرے کو جو اس کام کا اہل ہو خطابت پر مقرر کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۱۴) اسی موافق خدمات قضا واحتساب موروثی ہیں یا نہیں؟

(۱۵) آراضیات وظیفہ وغیر عطیات شاہی جو مشروط بخدمت مثلاً قضا واحتساب وخطابت وموذنی وغیرہ ہوں وہ قابل ارث ہیں یا نہیں؟

(۱۶) جو شخص ان خدمات پر مقرر کیا جائے وہی تنہا ایسی مشروط بخدمت جائداد کا مستحق ہوتا ہے یا

فرائض کے مطابق تمام ورثہ بھی اس میں شریک ہو سکتے ہیں؟

(۱۷) ایسی مشروط بخدمت جائداد اراضیات وغیرہ قابل وارث نہیں ہیں تو خدمت گار قاضی وخطیب و مؤذن فراشی وغیرہ کے بھائی بند رشتہ دار وغیرہ حکومت کے ذریعہ ایسی مشروط جائدادوں کو قابل وارث ٹھہرا کر تقسیم کرادیں تو ایسی ہستیاں ظالم وغاصب ہیں یا نہیں اور ان کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے؟

(۱۸) قاضی خطیب مؤذن وغیرہ اہل خدمات شرعیہ کے نام ہیں جو شخص ایسی خدمتوں پر مقرر کیا جائے وہی فقط ان ناموں سے خطاب کیا جاتا ہے لیکن موجودہ زمانہ میں ہر شخص جسے ان خدمت گاروں سے ذرا برابر بھی رشتہ یا تعلق ہو خود کو قاضی یا خطیب لکھتا ہے کہلواتا ہے یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں مقررہ شدہ قاضی یا خطیب وغیرہ کی اولاد یا بھائی بند یا رشتہ دار خود کو قاضی یا خطیب کہلوا سکتا یا لکھوا سکتا ہے یا نہیں اگر کوئی شخص خود ان خدمتوں میں سے کسی خدمت کی طرف نسبت کرے تو ایسے شخص کو ایسی نسبت سے منع کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب ۔ (۱) جہاں سلطنت اسلامیہ نہیں وہاں عالم واقعہ علماء بلد جو سنی صحیح العقیدہ ہو قائم مقام سلطان ہے اس کے قائم کئے نماز جمعہ قائم ہو سکتا ہے یا اس کے ماذون کے لئے مسلمانوں کو ایسے امور میں اسی کی طرف رجوع لازم ہے اور اپنے ایسے کام اسی کی طرف سپرد کرنا چاہئے عوام ایک زمانہ سے خود سر و خود رائے ہو گئے ہیں۔ اللہ عزوجل انھیں سے اس سے توبہ کی توفیق دے اور اتباع شریعت اور اطاعت اولی الامر کی ہدایت عطا فرمائے۔ قاضی بنانا عوام کا کام نہیں۔ سلطان کا کام ہے یا اس کے قائم مقام کا علماء قائم مقام سلطان ہیں جیسا اوپر مذکور ہوا وہ جس عالم اہل تقا کو قضا پر مامور کریں وہ قاضی ہوگا حدیقہ ندیہ میں فتاوی خانیہ سے ہے اذا خلا الزمان من سلطان ذی کفایۃ فالامور موکلۃ الی العلماء ویلزم الامۃ الرجوع الیھم ویصیرون ولاۃ فاذا عسر جمعھم علی واحد استقل کل قطر باتباع علمائہ فان کثروا فالمتبع اعلمھم فاذا استووا فرع بینھم قالہ المھدوی ھذا من حیث انعقاد الولایۃ الخاصۃ فلا ینافی وجوب اطاعۃ العلماء مطلقاً عالمگیریہ میں ہے فرمایا اذا اجتمع اھل بلدۃ علی رجل وجعلوہ قاضیا یقضی فیما بینھم لا یصیر قاضیا ولو اجتمعوا علی رجل وعقد وا معہ عقد السلطنۃ او عقد الخلافۃ یصیر خلیفۃ وسلطانا کذا فی المحیط۔ قاضی بھی دوسرے کو قاضی نہیں کر سکتا جب تک کہ اس کو استخلاف کا اذن نہ ہو۔ اسی میں ہے السلطان اذا قال لرجل جعلتک قاضیا لیس لہ ان

لہ حدیقہ ندیہ جلد اول صفحہ ۲۵۱ لہ فتاوی عالمگیری جلد سوم صفحہ ۳۱۵ مطبوعہ بیروت

یستفاد الا اذا اذن لہ فی ذلک صریحًا او دلالۃ بان یقول لہ جعلتک قاضی القضاۃ لان قاضی القضاۃ ھو الذی یتصرف فی القضاۃ تقلیدا و عزلا کذا فی الذخیرۃ۔

(۲) جس نئی جگہ لوگ خود جمعہ قائم کریں گے جمعہ نہ ہوگا کہ اس کی شرط سلطان ہے یا اس کا ماذون و نائب اور جہاں یہ نہیں وہاں علماء قائم مقام سلطان ہیں ان کے اذن کی حاجت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) اس کا جواب اوپر کے جواب میں واضح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) جہاں سب شرائط نماز عیدین وجمعہ ہوگی ہو جائے گی کہ عیدگاہ یا مسجد جامع ان کے لئے شرط نہیں ہاں افضل یہی ہے کہ جمعہ جامع مسجد میں اور عیدین کی نماز عیدگاہ میں جمع عظیم کے ساتھ ادا کریں اس سے شوکت اسلام کا اظہار ہوگا۔ تعدد جماعت جائز ہونا اور بات ہے مگر اظہار شوکت اسلام اس تفریق جماعت سے قطعًا جاتا رہتا ہے لہذا سوائے ضعیف اور مریض لوگوں کے اگر شہر کے تمام مسلمان ایک جا جمع ہو کر نماز عیدین ادا کریں تو یہ بہت بہتر اور موافق سنت ہو۔ جمعہ بھی دس بیس جگہ نہ پڑھیں زیادہ سے زیادہ دو چار جگہ اس میں علاوہ اظہار شوکت اسلام اور بھی بعض مصالح ہیں ایک جہتی مسلمانوں کا ربط ضبط میل ملاقات وغیرہا اور ایک دوسرے کے حالات سے باخبر ہونا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) اس کا جواب بھی اوپر سے ظاہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) شافعیہ کی نماز حنفیہ کے پیچھے اور حنفیہ کی نماز شافعیہ کے پیچھے ہو جاتی ہے جب کہ امام مقتدی کے مذہب کا لحاظ کرے مقتدی کے خیال میں امام میں کوئی ایسی بات نہ ہو کہ اس کی نماز اس کے پیچھے اس کے خیال میں جائز نہ ہو۔ شافعیہ کو اپنا جمعہ و عید علیحدہ قائم کرنے کے بجائے ساتھ ہی پڑھنا بہتر ہے جب کہ ان کے مذہب کی رعایت امام کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۷) اس سوال کا جواب جواب سوال اول میں گذر چکا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۸) اس کا جواب بھی اوپر گذر چکا واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۹) اس کے لئے درمختار ہدایہ وغیرہ کے معتبر اردو ترجمے دیکھ لئے جائیں جو بات سمجھ میں نہ آئے وہ دریافت کر لی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۰) کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۱۱) اس کا جواب اوپر ضمنًا گذر چکا ہے بغور دیکھا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۱۲) امامت یا خطابت میں وراثت نہیں ہے اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ علماء کا ماذون جمعہ و عیدین کی امامت کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۳) اس کا جواب اوپر کے جوابات سے واضح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۱۴) موروثی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۱۵) نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۱۶) جو خدمت پر مقرر کیا جائے اور خدمت کرے وہی مستحق ہے وہ ترکہ نہیں کہ تقسیم ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۱۷) یقیناً ظالم و غاصب ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۸) جو غلط عرف رائج ہو جائے اسے چھوڑنا چاہئے قاضی ایک نہایت معزز عہدہ شرعی ہے اس کا استعمال ہر کہ دمہ کے لئے بزبان ہے قاضی کی اولاد قاضی کہلواتی ہے قاضی کے خاندان والے قاضی کہلاتے ہیں عہدۂ شرعیہ کی ایسی مٹی خراب ہے کوئی شخص کلکٹر کی اولاد اور خاندان والوں کو کلکٹر نہیں کہتا۔ اور نہیں کہہ سکتا مگر قاضی کے خاندان والے قاضی اور مفتی کے خاندان والے مفتی کہلاتے ہیں چاہے کیسے ہی فسق و فجور میں مبتلا ہوں اور کیسے ہی جاہل اجہل ہوں۔ واللہ الملتکی وھو تعالیٰ اعلم۔

مرسلہ خلیق احمد

مسئلہ ۲۸ ۔ از قصبہ ہیڑی ضلع بریلی مسئولہ مرزا علی بیگ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۳۷ء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں۔

(۱) ایک شخص جنازہ کی نماز پڑھنا جانتا ہے پھر نہیں پڑھاتا بلکہ یہ کہتا ہے کہ گاؤں کی نکاح خوانی کے حقوق مجھے دیئے جائیں اور لوگ میری زمین کاشتکار میری جانب سے ہی جویا ہے اور کریں تو پڑھاؤں ایسے شخص کے واسطے کیا حکم ہے؟

(۲) ایک شخص ظہر کی نماز پڑھ کر اٹھا ہوا پڑھ چکا تو معلوم ہوا اس کا فرض کی نیت باندھنا تھی ہوا ایسا ہوا جانا کہ فرض ظہر ہی ہے

الجواب ۔ طاعت پر اجرت ٹھہرانا حرام ہے یہی اصل مذہب ہے متاخرین نے بخوف ضیاع بعض طاعات کا استثناء فرمایا وہ وہی ہیں جن میں ضرورت ظاہرہ ہے۔ پھر خاص طاعت ہی پر عقد کرنا تو برابر ہی ہے۔ کسی کے نزدیک بھی نہ چاہئے امامت صلاۃ جنازہ ان طاعات میں نہیں ہوگی جن کا متاخرین کرام نے استثناء کیا۔ کہ اس میں جماعت بشرط واجب نہیں۔ ایک کے ادا کر لینے سے نماز ادا ہو جائے گی اور کوئی واجب ترک نہ ہوگا۔ خلاصہ میں فرمایا ان کان الامام علی طہارۃ والقوم علی غیر طہارۃ صحت صلاۃ الامام ولا تعاد الصلاۃ علیہ فی التجرید ھذا دلیل علی ان الجماعۃ لیست بشرط لصلاۃ الجنازۃ بزازیہ میں فرمایا لان الجماعۃ لیست بشرط فیھا حلیہ میں ہے۔ الجماعۃ فیھا لیست بشرط حتی لو صلی الامام بجماعۃ فیھا وکان علی طہارۃ ودونھم لا تعاد لان حق المیت تأدی بصلاۃ الامام وبالعکس تعاد لان صلاتہ غیر جائزۃ فکذا صلاتھم لانھا بناء علی صلاتہ۔ ہندیہ[۲] میں ہے الصلاۃ علی الجنازۃ تأدی باداء الامام

---

[۱] فتاوی عالمگیری مع خانیہ جلد اول ص ۱۶۲ مطبوعہ بیروت ، [۲] بزازیہ مع عالمگیری جلد اول ص ۸۶ بیروت

وعدد لان الجماعة لیست بشرط الصلاۃ علی الجنازۃ کذا فی النہایۃ۔

یہاں تک کہ عورت اگر چہ جاریہ ہو امامت کرے جب بھی نماز کا اعادہ نہ ہوگا مردوں کی نماز اس کے پیچھے نہ ہوگی مگر اس کی اپنی ہو جائے گی اور وہ ادائے فرض کو کفایت کرے گی برہان صاحب المحیط میں ارشاد فرمایا امت امرأۃ فی صلاۃ الجنازۃ لاتعاد۔ اشباہ میں ہے لا تؤم فی الجنازۃ ولو فعلت لسقط الفرض بصلاتہا۔ علامہ حموی نے فرمایا وان بطلت صلاۃ الرجال خلفہا۔ درمختار میں فرمایا نوا مامۃ الطہارۃ والقوم بہا اعیدت وبعکسہ لا کما لو امت امرأۃ ولو امۃ لسقوط فرضہا بواحد اس پر علامہ شامی نے ردالمحتار میں فرمایا ای بشخص واحد وجلا کان او امرأۃ فہو تعلیل لمسألۃ العکس ومسئلۃ المرأۃ قال فی البصر والحیلۃ وبہذا التبین انہ لا تجب صلاۃ الجماعۃ فیہا اھ وبسطہ فی البدائع وزبارۃ اجرت برطاعت شامی میں فرمایا قد اتفقت کلمتہم جمیعا علی التصریح باصل المذہب من عدم الجواز شم استثنوا بعدہ ما علمتہ فہذا دلیل قاطع وبرہان ساطع علی ان المفتی بہ لیس ہو جواز الاستیجار علی کل طاعۃ بل علی ما ذکروہ فقط مما فیہ ضرورۃ ظاہرۃ تبیح الخروج عن اصل المذہب من طرد المنع فان مفاہیم الکتب حجۃ اھ اسی میں ہے وقد اختار فی الجوہرۃ صاحب البصر فی کتاب الوقف وتبعہ الشارح فی کتاب الوصایا حیث یشترطان لہما جواز الاستیجار علی کل الطاعات ومنہا القرأۃ وقدر الشیخ خیر الدین الرملی فی حاشیۃ البصر فی کتاب الوقف حیث قال اقول المفتی بہ جواز الاخذ استمانا علی تعلیم القرآن لا علی القرأۃ المجردۃ کما صرح بہ فی التاتارخانیۃ حیث قال لا معنی لہذہ الوصیۃ ولصلۃ القاری بقرأتہ لان ہذا بمنزلۃ الاجیر والاجارۃ فی ذلک باطلۃ وہی بدعۃ ولم یفعلہا احد من الخلفاء وقد ذکرنا مسئلۃ تعلیم القرآن علی استحسان اھ یعنی للضرورۃ ولا ضرورۃ فی الاستیجار علی القرأۃ علی المقبرۃ پھر اجرت بھی کیسی معقول کہ نکاح خوانی کے حقوق سمجھ دیئے جائیں۔

نیز فتاوی عزیزیہ میں ہے۔ قاعدہ اجارہ آں ست کہ بر واجب ومندوب منعقد نمی شود وتعلیم القرآن فرض بالکفایۃ ومندوب علی العین پس محل اجارہ نیست وتعلیم قرآن را متاخرین جائز داشتہ اند کہ باجرت بقرآن کردن امر ادایشاں ہمیں تعلیم ست کہ در ضمن افعال دیگر ورا تعلیم مشروط باشد کہ محل اجارہ توانند شد نہ محض تعلیم مثلاً شخصے باید کہ مرافلاں آیت تعلیم کنی وایں از وے مزدوری خواہد کہ ایں اجرت بالاجماع بین المتقدمین و المتاخرین حرام ست اھ مختصراً اسی میں فرمایا نکتہ درآں کہ اجارہ ادائے برطاعت خواہ فرض باشد خواہ نفل جائز

عہ جارہ ص۳۰۳ مطبوعہ نعمانیہ عہ درمختار مع شامی جلد اول ص۴۱۰ مطبوعہ کوئٹہ عہ الاشباہ والنظائر ص۳۱۸ سے حموی جلد ۲ ص۳۱۹

نیست آنست کہ شخصے بمباشرت طاعت شدہ است بحکم وعدہ الٰہی مستحق اجرت اخروی گشتہ پس اگر اجر دنیوی را بر خلاف بر آں طلب نماید اجتماع اجرین وعوضین در یک کس بیک فعل لازم خواہد آمد مثل آنکہ شخصے اجیر خاص یک کس قرار یافتہ او را نمی رسد کہ اجیر خاص شخص دیگر شود در ہماں ساعت کذا فی الہدایۃ فتاوی قاضی خان میں فرمایا لایحل اخذ الاجر علی الامامۃ والتاذین والتعلیم والحج وصلاۃ التراویح وامامت صلاۃ جنازہ پر وہ اجرت ٹھہرا رہا ہے اور اجرت بھی کیا نکاح خوانی کے حقوق تو یہ ناجائز در ناجائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اس صورت میں وہ فرض ہوئے کہ کھڑا اگرچہ سنتوں کے ارادہ سے ہوا تھا مگر تکبیر یہ نیت فرض کی اور اعتبار اسی نیت کا ہے جو مقارن تکبیر ہو۔ عالمگیری میں ہے لو افتتح التطوع او العصر او الفائتۃ او الجنازۃ وکبر یخرج عن الاول ویشرع فی الثانی والنیۃ بدون التکبیر لیس بشیء کذا فی التتارخانیۃ عن العنایۃ۔ ظاہر ہوا کہ یہ تو محض کھڑا ہوا ہے اگر سنتیں شروع بھی کر دیتا پھر فرضوں کی نیت سے دوسری تکبیر کہتا تو نیت تطوع باطل ہو جاتی اور وہ شارع فی الفرض ٹھہرتا کہ نیز عنیہ میں فرمایا لو کبر ینوی التطوع ثم کبر ینوی الفرض یصیر شارعا فی الفرض وتبطل نیۃ التطوع لان النیۃ من الافعال یصح تبدیلھا ما لم تتحد واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ داڑھی منڈے کو مسجد میں اذان و صلاۃ و تکبیر کہنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز نہیں تو دوسرے مؤذنوں کی پچھلی نمازوں کے متعلق کیا کہنا چاہیئے وہ دوبارہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟

الجواب۔ مؤذن عاقل بالغ صالح متقی عالم بالسنہ مواظب علی الاذان اوقات صلاۃ کا عارف بلند آواز اس کا خیال کہ کون جماعت میں داخل نہ ہوا اور کیوں نہ ہوا جو لوگ بے عذر ترک جماعت کرتے ہیں انھیں زجر کرنے والا یا اثر مولوی ہونا چاہیئے۔ عالمگیری میں ہے اھلیۃ الاذان تعتمد معرفۃ القبلۃ والعلم بمواقیت الصلاۃ کذا فی فتاوی قاضی خان وینبغی ان یکون المؤذن رجلا عاقلا صالحا عالما بالسنۃ کذا فی الغنیۃ وینبغی ان یکون صیتا یتقاطع اصوات الناس ویجیء المتخلفین عن الجماعات کذا فی الغنیۃ وان یکون مواظبا علی الاذان ھکذا فی البدائع والتتارخانیۃ وان یکون محتسبا فی اذانہ کذا فی النہر الفائق داڑھی منڈانا حرام ہے داڑھی منڈا فاسق، فاسق کی اذان مکروہ مگر اذان دے تو ہو جائے گی عالمگیری میں ہے یکرہ اذان الفاسق ولا یعاد ھکذا فی الذخیرۃ اس کی اذان و اقامت کے سبب یہ نہیں کہ نماز ہی نہ ہوگی ــــ پچھلی نمازیں ہو گئیں اذان اقامت اگر بالکل نہ

ف۱ درمختار بہند جلد اول ص۳۵۶ ف۲ جلد اول ص۳۵۶ ف۳ ص۳۵۶ ف۴ جلد اول ص۵۳ ف۵ ایضاً ص۵۳

ہوتی جب بھی نماز ہو جاتی ان نمازوں کے اعادہ کا حکم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۰ ۔ از مولانا عبدالرؤف صاحب بنگالی طالب علم دارالعلوم منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف ۲۷ رجب ۵۶ھ

مسجد کے قریب ایک عیدگاہ ہے اور اس عیدگاہ میں چند قبریں بھی ہیں اور امام کے منبر کے بالکل متصل قبر ہے اور میان قبر و منبر کوئی حائل بھی نہیں ہے اس صورت میں عیدگاہ مذکور میں نماز جائز ہوگی یا نہیں؟ (۲) اگر منبر کا کچھ حصہ قبر ہوں بلکہ اکثر حصہ قبر پر ہوں تو اس صورت میں نماز میں تو کوئی خرابی نہیں آئے گی؟ بینوا بالدلیل مع حوالہ کتب فقط۔

الجواب ۔ اگر وہ عیدگاہ خاص قبرستان میں بنی ہے کہ وہ چار گز قبریں چھوڑ دی ہوں باقی مساز کردہ سطح برابر کر دہ وہاں عیدگاہ بنائی جب تو ظاہر کہ نماز نہ ہوگی۔ اور جنھوں نے ایسا کیا وہ گنہگار سزا کار ہوئے اور فرض ہے کہ اس جگہ کو قبرستان ہی رکھیں جب کہ وہ قبرستان وقف ہو کہ کسی وقف کو بیع سے بدلنا ناجائز اور کسی کے بدلنے سے بدل نہیں سکتا وہ جگہ مقبرہ ہی ہے۔ عیدگاہ نہیں۔ علماء فرماتے ہیں کہ لا یجوز تغییر الوقف عن هیئته اور اگر کسی کی مملوک زمین قبریں اس کی اجازت سے بنائی گئی تھیں تو بھی وہاں عیدگاہ نہیں ہو سکتی کہ نماز قبروں کی طرف اور قبروں کا درمیان اور قبروں پر جائز نہیں اگر صورت یہ ہے کہ عیدگاہ میں قبریں بنالی ہیں یا کوئی قطعہ زمین جس میں دو چار قبریں بھی تھیں کسی نے اپنا بچا یا عیدگاہ کے لئے دے دیا تو اس صورت میں جب وہ قبریں امام کے سامنے نہیں صرف ایک طرف منبر سے متصل ہیں امام اور ان تمام مقتدیوں کی نماز بے کراہت ہو جائے گی جن کا بین یدی وہ قبور نہیں۔ ہاں وہ مقتدی جن کے بین یدی وہ پڑیں گی اور بیچ میں کچھ حائل نہ ہوگا تو ان کی بجہت قبر ہوگی نماز اسی صورت میں مکروہ ہوگی جب کہ قبر بین یدی المصلی ہو کہ حاشیین کی سی نماز پڑھے تو اس کی نگاہ قبر پر پڑے۔ اور اگر حاشیین کی طرح نماز پڑھے تو قبر پر نگاہ نہ پڑے گی اتنی دور وہ قبور مصلی سے ہیں تو ان کی نماز بھی بلا کراہت ہوگی۔

بہتر یہ ہے کہ ان قبور پر ڈاٹ لگا دی جائے قبریں اس کے اندر چھپ جائیں یا وقت نماز کوئی آڑ کر دیا کریں مضمرات پھر قہستانی میں ہے لا تکره الصلاة الی جهة القبر الا اذا کان بین یدیه بحیث لو صلی صلاة الخاشعین وقع خانیہ پھر حاوی پھر عالمگیریہ میں ہے ان کان بینه وبین القبر مقدار

لہ فتاوی عالمگیری من خانیہ جلد اول ص۱۶۰ ، لہ ایضاً جلد اول ص۱۰۱ مطبوعہ بیروت

مالو کان فی الصلاۃ ویمر انسان لایکرہ۔ حاوی پھر مفید المستفید پھر خزانۃ الروایۃ میں ہے سئل ابو نصر عنہ ذلک فقال ان کان القبر وراء المصلی لایکرہ فکذا ھھنا والبعد الفاصل موضع سجودہ انتہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) منبر پر خطبہ ہوتا ہے نماز نہیں ہوتی جب نماز نہ قبر پر پڑھی نہ بین القبور بطرف قبر قریب کہ صلاۃ ماشین بصر قبر پڑھی تو نماز ہوگئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۴۔ از محلہ براہم پورہ بریلی ۱۲ شعبان المعظم ۱۳۵۶ھ

نماز فجر کے بعد امام کو کس رخ پر بیٹھ کر دعا مانگنا چاہئے اور دیگر نماز ظہر و عصر و مغرب و عشا کن رخوں پر امام کو بیٹھ کر دعا مانگنا چاہئے ہر اوقات نماز کی تفصیل علیحدہ معلوم ہونا چاہئے فقط

الجواب۔ امام مخیر ہے چاہے جس طرف انصراف کرے خواہ داہنے ہاتھ یا بائیں ہاتھ چاہے روبمشرق ہو کر بیٹھے مگر جب کہ اکلی یا پچھلی صف میں کوئی مصلی اس کے محاذات میں ہو بگزداہنے ہاتھ کا انصراف محبوب ہے یعنی روبشمال ہو کر بیٹھے داہنے ہاتھ کو مقتدی ہوں بائیں کو قبلہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو تیامن محبوب ہے۔ اور حضور کا انصراف یوں ہی ہوتا حدیث مسلم میں ہے کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ینصرف عن یمینہ اور بیان استمرار پر دلالت کرتا ہے۔ ہاں بیان جواز کے لئے کہ کوئی اس عادت سے یہ اعتقاد کرے کہ یہی حق ہی لازم ہے کہ یوہیں انصراف کرے بہت بار حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے یسار بھی فرمایا یعنی روبجنوب پشت بشمال ہو کر تشریف رکھتا۔ صحیحین میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ آپ نے فرمایا لایجعل[1] احدکم للشیطان شیئا من صلاتہ یری ان حقا علیہ ان لاینصرف الا عن یمینہ لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کثیرا ینصرف عن یسارہ۔ صحیح غنیہ[2] شرح منیہ میں ہے اذا تمت صلاۃ الامام فھو مخیر ان شاء انحرف عن یسارہ وجعل القبلۃ عن یمینہ وجعل القبلۃ عن یسارہ وھذا اولی لما فی مسلم من حدیث البراء کنا اذا صلینا خلف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احببنا ان نکون عن یمینہ حتی یقبل علینا بوجھہ فان مفھومہ ان وجھہ عند الاقبال علیھم کان یقابل من ھو عن یمینہ وذلک انما یکون اذا کان المصلی عن یمینہ والقبلۃ عن یسارہ وقیل معناہ حتی یقبل علینا بوجھہ قبل من ھو عن یسارہ فیفید الانصراف عن یمینہ لانہ مجلس مخیر فاہل یستقبلھم فی القعود بعد الانصراف عن یمینہ کما فی حدیث انس

[1] بخاری مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ص ۸۶، [2] غنیہ ص ۳۲۹

فی مسلم ایضا کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ینصرف عن یمینہ۔

وما فی الصحیحین وغیرھما من حدیث ابن مسعود قال لایجعل احدکم للشیطان شیئا من صلوتہ یری ان حقا علیہ ان لا ینصرف الا عن یمینہ لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کثیرا ینصرف عن یسارہ لایعارض ذلک لان فعلہ علیہ الصلاۃ والسلام ذالک تعلیم للجواز مع محبۃ للیامن و اعتیاد لایہ وھو ای الجواز مراد ابن مسعود فانہ انما نفی عن ابی الانصراف عن الیمین حقا لایجوز غیرہ والمراد من الانصراف الالتفات عن جہۃ الصلاۃ وھی القبلۃ اعم من ان یجلس بعدہ اولا (الی قولہ) وان شاء استقبل الناس بوجھہ ای وجلس لما فی الصحیحین وغیرھما عن سمرۃ بن جندب کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا صلی صلوۃ اقبل علینا بوجھہ وھذا اذا لم یکن بحذائہ ای فی مقابلۃ ھذا استقبال القوم مصل حتی لو کان بحذائہ مصل لایستقبلھم بل ینصرف یمنۃ ویسرۃ سواء کان الفصل فی الصف الاول او فی الصف الاخیر اذا لم یکن وضاحائل ام مختصرا۔ یہ کچھ نہیں ہے کہ فجر میں اس رخ پر انصراف کرے ظہر میں اس رخ پر عصر مغرب عشا میں اس رخ پر اولیٰ نہیں ہے کہ رو بشمال کرے اور کبھی کبھی رو بجنوب بھی بیٹھے۔ اور کسی صف میں اگر کوئی مصلی نہ ہو تو پشت بقبلہ رو بشرق بھی بیٹھ سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲۔ از شہر بریلی محلہ گلاب نگر مسئولہ جناب شاکر داد خاں صاحب۔ ۱۲ شعبان المعظم ۵۶ھ

جمعہ کے دن خطیب نے خطبۂ اول کے درمیان اعلان کر کے کہا کہ یہ ایک شخص سنتیں پڑھ رہا ہے اس کو منع کر دو کہ یہ سنتیں نہ پڑھے تو خطیب کو خطبے کے درمیان بہت اعلان کر کے بات کرنا اور بولنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب۔ خطبہ میں خطیب کو کلام کرنا جائز نہیں مگر جو امر بالمعروف نہی عن المنکر ہو۔ خطبہ ہوتے سنتیں شروع کرنا جائز نہیں اس کو روکنا خطبہ کی حالت میں جائز تھا۔ منیہ[1] میں ہے یکرہ للخطیب ان یتکلم حال الخطبۃ بکلام الدنیا کما فی الاذان والاقامۃ بل اولیٰ عالمگیریہ[2] میں ہے یکرہ للخطیب ان یتکلم فی حال الخطبۃ الا ان یکون امرا بمعروف۔ مگر اسے خود روکنا تھا دوسروں کو حکم کرنا کہ تم روکو نہ تھا کہ انھیں خطبہ کے وقت سے پہلے ہی سے جب امام خطبہ کے لئے چلے پوری توجہ کے ساتھ متوجہ ہو کر بیٹھنا چاہئے اور ہر طرح کلام ممنوع۔ وہ اگر کسی کو امر بالمعروف یا نہی عن المنکر کریں تو زبان سے

[1] منیہ صفحہ ۵۱۶۔ [2] جلد اول صفحہ ۱۳۸

نہیں کرسکتے ہاں آنکھ یا سر یا ہاتھ کے اشارہ سے کرسکتے ہیں۔ عالمگیریہ[1] میں ہے۔ اذا خرج الامام فلا صلاۃ ولا کلام سواء کان کلام الناس او التسبیح او تشمیت العاطس اور د السلام (الی ان قال) وان اراد ان یتکلم بلسانہ وفکہ اشار بید او براسہ او بعینہ نحو ان یری منکرا من انسان فنہاہ بیدہ او اخبر بخبر فاشار براسہ لصح انہ لا باس بہ ھکذا فی المحیط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۳۔ از محلہ بانخانہ بریلی مسئولہ حمید اللہ خاں۔

زید جو کہ صلاۃ کا منکر ہے اور دو ایک اس کے ساتھی اور بھی ہیں جو کہ منکر صلاۃ ہیں انھوں نے اس بات کی کوشش کی کہ صلاۃ نہ ہو مگر اہل محلہ نے ان کے خلاف جس طرح سے روزمرہ صلاۃ وقت مقررہ پر ہوتی ہے قائم رہی اور یہ طے کیا کہ صلاۃ بند نہ ہوگی اور بدستور ہوتی رہے گی اس فیصلہ میں دو چار آدمیوں نے یہ بھی کہا کہ صلاۃ ایک نیک کام ہے اگر بعد نماز ختم ہونے کے دس دس مرتبہ اور کہو اور ہم بھی شریک ہیں یہ کلمات درود وسلام بھیجنے کے ہیں اس پر تمام اہل محلہ نے کہا دس دس مرتبہ نہیں بلکہ جس قدر جس کو زیادہ درود وسلام بھیجنے کا موقع ہو پڑھے اور یہ بات بعد نماز عشا کے طے ہوا تھا آج زید مذکور نے یعنی منکر صلاۃ نے ظہر کی جماعت جب ختم ہوگئی اور جو آدمی باقی رہ گئے تھے نماز پڑھ رہے تھے باواز بلند صلاۃ پکاری اس صورت سے اس منکر صلاۃ کا صلاۃ کہنا کہاں تک درست ہے مفصل تحریر فرما دیجئے ورنہ یہاں پر خطرہ فساد کا ہے۔ فقط

الجواب۔ بے شک صلاۃ وسلام عرض کرنا نیک کام ہے جب وہ نیک کام مانتے ہیں تو نیک کام سے کیوں روکتے ہیں نماز سے پہلے بھی نیک کام ہے نماز کے بعد بھی نیک کام ہے جس وقت عرض کریں نیک کام ہے نماز کے بعد اس سے جو دوسرا مقصد ہے وہ حاصل نہیں ہوگا نماز سے پہلے وہ مقصد بھی حاصل ہوگا ایک بات کئی مقصد رکھ سکتی ہے مثلاً اذان سے اعلام ہی مقصود نہیں بلکہ اس سے جیسے اعلام مقصود ہے یونہیں اعلاء کلمۃ اللہ واعلان ذکر اللہ ونشر ثناء الٰہی رفعت رسالت پناہی جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتذکیر جن وانس۔ مقتدی کا نماز میں سبحان اللہ کہنا اس سے ذکر الٰہی تسبیح بھی مقصود اصلاح نماز بھی امام کو اس کی غلطی پر متنبہ ہوتی ہے بحر الرائق میں فرمایا المقصود من الاذان لم ینحصر فی الاعلام بل ھو اعلان الذکر ونشر ثناء اللہ تعالیٰ وتذکیر الجن والانس۔ یونہیں صلاۃ وسلام بعد اذان سرکار سرمہ کار علیہ الصلاۃ والسلام پر درود بھی ہے اور اس وقت اس سے تثویب اعلام بعد اعلام بھی

---

[1] فتاوی عالمگیری مع خانیہ جلد اول صفحہ ۱۱ مطبوعہ بیروت [2] بحر الرائق جلد اول صفحہ ۲۶۸ مطبوعہ کوئٹہ

حاصل۔ ع چہ خوش بود کہ برآید بہ یک کرشمہ دو کار۔

دیکھو ایک نماز نفل چار نیت سے ادا کی جا سکتی ہے اگر کوئی وہ دو رکعت ان چار نیتوں سے پڑھے سب باتوں کا ثواب خدا چاہے حاصل ہوگا۔ اور چاروں باتوں کا ادا کرنے والا ٹھہرے گا۔ وضو کرکے دو رکعت بہ نیت تحیۃ الوضو و تحیۃ المسجد پڑھے دونوں باتیں ادا ہو جائیں گی۔ اور اگر وقت چاشت ہو اور اس وقت کسوف بھی ہو اور ان دونوں کی بھی نیت کرلے تو چاروں ادا ہو جائیں گی۔ طحطاوی علی مراقی الفلاح میں فرمایا یصح نووی نافلتین او اکثر کما لو نوی تحیۃ مسجد و سنۃ وضوء و ضحی و کسوف ام اور دیکھو اگر کوئی غسل کر رہا ہو غسل جنابت اور دن جمعہ کا ہو اور اس دن عید بھی اور وہ جنابت و عید و جمعہ سب کی نیت سے غسل کرے سب ادا ہوں گے۔ اور سب کا ثواب پائے گا یوہیں اگر کوئی سوتے وقت اس نیت سے وضو کرے کہ باوضو سوئے گا اور ساتھ ہی اس کی نیت بھی کرے کہ غیبت کی ہے بعد غیبت وضو مستحب ہے۔ یوہیں اونٹ کا گوشت کھایا ہے اور اس کے بعد وضو کرنا مستحب و مستحسن ہے تو ایک ہی وضو سے جو سب کی نیت سے کرے گا سب باتوں کا ثواب پائے گا۔ حاشیہ علامہ طحطاوی[1] علی مراقی الفلاح میں ہے ان جمع بین عبادات الوسائل فی النیۃ صح کما لو اغتسل لجنابۃ و عید و جمعۃ اجتمعت ثواب الکل و کما لو توضأ للنوم و بعد غیبۃ و اکل لحم جزور۔

تثویب اعلام بعد اعلام کو وہابی بھی جائز ثواب مانتا ہے۔ وہابی۔ الصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ سے جلتا ہے۔ وہابی تثویب کا دراصل مخالف نہیں بلکہ اس صلاۃ و سلام کا مخالف ہے۔ اسے شرک جانتا ہے جب تثویب مستحسن اور سنی کے دل کی راحت دل کا چین ایمان کی رونق الصلاۃ و السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو اس کی مخالفت کے کیا معنی سوا اس کے کہ ایسے لوگ وہابیوں کے جھوٹے پروپیگنڈے کا شکار ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ خدا انھیں ہدایت فرمائے اور توفیق خیر دے راہ ثواب پر چلائے کار ثواب ان سے کرائے ضد و عناد اور ہر فساد سے بچائے انھیں وہابیہ کی چھاپی کتاب دوبارہ تثویب کے صفحہ ۲۳ پر ہے بقیہ اوقات صلاۃ تثویب زمانہ تابعین سے مستحسن ہوئی ہے اور اس میں وہ جملہ الفاظ درست ہیں جو دال علی الاعلام ہوں الخ اسی میں اسی صفحہ پر کچھ سطر کے آگے ہے متاخرین نے مغرب کے علاوہ جملہ نمازوں میں تثویب جائز قرار دی اور علت اس کی صرف وقت لیم اور غفلت ہے اور عوام کی سستی اور کاہلی کا ظہور امور دینیہ میں کما صرح فی العنایہ شرح الہدایۃ اور یہ جملہ امور

[1] طحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ ۱۱۱

صحیح ہیں پس متاخرین نے بضرورت تہاون نائمین چوں کہ اس کو جائز قرار دیا ہے اھ ص ۲۴ پر ہے تثویب کا مقصد جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے صرف یہی ہے کہ مخاطب کو نماز کے لئے متنبہ کیا جائے اور اس جملہ الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ کو فعل تثویب میں استعمال کرنا جہل مرکب اور ضلال مبین ہے اور چوں کہ یہ لفظ اذان پر تثویب نہیں اس لئے تثویب کے ثواب سے محروم رہیں گے۔

ان عبارتوں سے ظاہر ہے روز روشن کی طرح روشن ہے کہ تثویب کو وہابی بھی جائز نہ صرف جائز مستحسن مانتا ہے ہاں اس میں درود شریف صلاۃ وسلام کا انکار کرتا ہے اور اس کے انکار میں اپنی جہالت اپنی حماقت کا طرح طرح تماشہ دکھاتا ہے جو لوگ ذمی جگہ جہاں اذان واقامت کے درمیان صلاۃ و سلام عرض کیا جاتا اور اس سے اعلام بعد اعلام کا فائدہ بھی لیا جاتا ہے بعد نماز اذان صلاۃ وسلام عرض کرتے ہیں اور کہتے ہیں صلاۃ وسلام نیک کام ہے اگر بعد نماز ختم ہونے کے دس دس مرتبہ اور کہو ہم بھی شریک ہیں وہ ازراہ جہالت صلاۃ وسلام کو بند کرنا چاہتے ہیں کہ جب بعد نماز بھی صلاۃ ہوگی تو قبل نماز اعلام بعد اعلام کا افادہ نہ کرے گی یوں لوگ درمیان اذان واقامت بآواز بلند نہ کیا کریں گے کہ اس وقت آواز بلند صلاۃ وسلام عرض کرنے کا جو ضمنی فائدہ تھا وہ اب نہ رہا اس خیال کے لوگ اذان کے لئے بھی کبھی بھی کہیں گے کہ اذان نیک کام ہے بعد نماز بھی ہوا کرے دس دس مرتبہ یا سو سو مرتبہ ہم بھی شریک ہیں جو صلاۃ مابین اذان واقامت جاری ہے وہ جاری رہے بعد نماز بھی اگر کچھ لوگ دس دس بار عرض کریں عرض کریں وہاں کے لوگ سمجھ لیں کہ بعد نماز جو صلاۃ وسلام دس بار یا بیس بار ہے وہ بعد نماز ہے نماز سے پہلے جو صلاۃ وسلام عرض کیا جاتا ہے جس سے اعلام بعد اعلام کا بھی فائدہ ہے وہ دس بیس سو پچاس بار نہیں ہے واللہ تعالیٰ اعلم فقط۔

مسئلہ ۳۴۔ از موضع بھنڈورہ ڈاکخانہ بشارت گنج ضلع بریلی مسئولہ شیر محمد خاں

ایک شخص نماز میں ولا الضالین کے بجائے ولا الضالین ظ کی آواز سے پڑھتا ہے لہذا ایسے پڑھنے سے نماز ہوگی یا نہیں وہ کہتا ہے کہ میں ولا الضالین کو ظ کی آواز سے پڑھوں گا بہت اصرار کرنے پر اس نے ایک جمعہ کو ولا الضالین کو صحیح پڑھا تو اس نے یہ کہا کہ نہ میری نماز ہوئی اور نہ مقتدیوں کی

الجواب۔ جب تک وہ توبہ نہ کرے اور فرض کو فرض نہ پڑھے اس وقت تک اس کے پیچھے

نماز نہ پڑھی جائے جو شخص ض کو صحیح پڑھ سکتا ہے اور عمداً ظا پڑھتا ہے اس کی نماز نماز نہیں اس کے پیچھے نماز پڑھنا نماز کھونا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ بعض جگہ اگر ض کی جگہ ظ نکل گئی یا کوئی شخص ہزار ض کو ض کے مخرج سے نکالنے کی کوشش کرتا ہو مگر وہ ناکام رہتا ہے تو یہاں دال نہ پڑھے اگر ظ پڑھے گا نماز ہو جائے گی کوشش ض کو صحیح نکالنے کی کرتا رہے مگر اس صورت میں اوروں کی نماز اس کے پیچھے نہ ہوگی۔ ہاں اگر بے قصد ض کی جگہ ضالین میں ظ نکل جائے گی تو اس کی اور وہ امام ہو تو اوروں کی بھی ہو جائے گی۔ جو شخص ض کو ض پڑھ ہی نہ سکے یا جو پڑھ سکے مگر عمداً ض نہ پڑھے بجائے ض کے ظ وغیرہ پڑھے تو اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی۔ اور عمداً ایسا پڑھنے والا اشد گنہگار مستحق نار مستوجب غضب جبار ہے۔ علماء نے اسے کفر فرمایا یہ شخص اس سے بھی بدتر ہے کہ ض پڑھنے کو کہا کہ نہ میری نماز ہوئی نہ مقتدیوں کی۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہ شخص جب تک توبہ نہ کرے تجدید اسلام اور نئی نکاح نہ کرتا ہو تو اس سے بھی تجدید نکاح جب تک نہ کرے اس کے پیچھے نماز ہرگز نہ پڑھی جائے یوں ہی جب تک کہ ض کو ض نہ پڑھے جب تک تائب نہ ہو اس سے میل جول سلام کلام اور ربط ضبط بھی موقوف کر دیا جائے جتنی نمازیں اس کے پیچھے پڑھی ہیں سب کا اعادہ لازم وہ شخص جو ض کو ظ کی آواز ہی سے پڑھنے پر مصر ہے اور صحیح ضالین پڑھنے کو مفسد نماز جانتا ہے ہرگز لائق امام نہیں جب تک توبہ نہ کرے اس کے ساتھ نشست برخاست یک لخت ترک کر دی جائے۔

عالمگیری[1] میں ہے ان ذکر حرفا مکان حرف ولم یغیر المعنی بان قرأ ان المسلمون ان الظالمون وما اشبہ ذلک لم تفسد صلاتہ وان غیر المعنی فان امکن الفصل بین الحرفین من غیر مشقۃ کالطاء مع الصاد فقرأ الطالحات مکان الصالحات تفسد صلاتہ عند الکل وان کان لا یمکن الفصل بین الحرفین الا بمشقۃ کالظاء مع الضاد والصاد مع السین والطاء مع التاء اختلف المشایخ قال اکثرھم لا تفسد صلاتہ ھکذا فی فتاوی قاضی خان وکثیر من المشایخ افتوا بہ قال القاضی الامام ابوالحسن والقاضی الامام ابوعاصم ان تعمد فسدت وان جری علی لسانہ وکان لا یعرف التمیز لا تفسد وھو اعدل الاقاویل والمختار ھکذا فی الوجیز للکردری ومن لا یحسن بعض الحروف ینبغی ان یجتھد ولا یعذر فی ذلک ام المحتصر[2] فتاوی قاضی خاں میں ہے ان کان لا یمکن الفصل بین الحرفین الا بمشقۃ کالظاء مع الضاد اختلف المشایخ فیہ قال اکثرھم لا تفسد صلاتہ اسی[3] میں ہے لو قرأ الامام فظرتم

---

[1] جلد اول صفحہ مطبوعہ بیروت ، [2] جلد اول مطبوعہ بیروت صفحہ ۱۴۱

بالظاء تفسد صلاته وكذا لو قرأ الاماء ظهر بتحريك الذال مكان الضاد تفسد صلاته ولو قرأ بالتاء مع الضاد الا اما اعتبرت لا تفسد صلاته۔ اسی میں ہے لو قرأ غير المغضوب بالظاء او بالذال تفسد صلاته ولو قرأ الضالين بالظاء او بالذال لا تفسد صلاته ولو قرأ الذالين بالذال تفسد صلاته[1] جامع الفصولین میں ہے یقرأ الظاء مکان الضاد ویقرء کیف یشاء واصحاب الجنة مکان اصحاب النار لم تجز امامته ولو تعمد کذا فی ملا علی قاری کی منح الروض الازہر میں فرماتے ہیں کون تعمد یکفر لالکلام فیه واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۵

سوال بحر واس کے کہ مقرر کیا گیا اور قابل امام موجود ہے ملازم پیشہ کی امامت صحیح ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ اگر کوئی شخص قابل امامت موجود ہے اور وہ بے معاوضہ اس خدمت کو انجام دیتا ہے تو اسی کے پیچھے نماز پڑھی جائے دوسرا شخص اگرچہ قابل امامت ہو اور مسجد سے بے ضرورت تنخواہ پر نہ رکھا جائے اور اگر خود لوگ چندہ کر کے تنخواہ دیں جب بھی کہ اگرچہ متاخرین کے نزدیک اجرت امامت لینا دینا جائز مگر پھر بھی خود امامت پر عقد نہ کرنا چاہئے مگر ظاہر ہے کہ ایسے شخص کی امامت سے اس کی امامت کہیں بالا ہے جو بے معاوضہ پڑھاتا ہے یہ تو اس صورت میں ہے کہ دوسرا بھی امامت کے لائق ہو کہ **کذا صحیح العقیدہ ہو اور وہابی وغیرہا بدمذہب نہ ہو اور اگر وہابی بدمذہب ہے جب تو اس کے پیچھے نماز گناہ** اور اس کی بدمذہبی معاذ اللہ کفر تک پہونچی ہوئی ہو جیسے آج کل کے وہابی اور قادیانی وغیرہم جب تو اس کے پیچھے نماز ہی باطل ہے جیسے کسی ہندو مجوسی نصرانی یہودی کی پیچھے یونہی اگر بدمذہب تو نہیں مگر فاسق معلن ہو کہ مثلاً داڑھی حد شرع سے کم رکھتا ہو یا کسی اور فسق کا ارتکاب علی الاعلان کرتا ہو تو بھی اس کی امامت جائز نہیں اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی کہ پڑھنی گناہ اور جو پڑھی ہو اس کا پھیرنا واجب ہاں اگر فاسق بھی نہ ہو مگر مسائل ضروریہ طہارت و صلاۃ سے ناواقف یا واقف بھی ہو مگر بہر حال ان پر عامل نہ ہو۔ قرآن عظیم صحیح نہ پڑھتا ہو حلال ملازمت رکھنے والے کے پیچھے نماز میں حرج نہیں اس کی امامت درست ہے تو دوامامت کی ملازمت مراد ہے تو اس کا حکم اوپر گذر چکا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

[1] خانیہ بر حاشیہ ہندیہ عالم گیری جلد اول صفحہ ۸۳ مطبوعہ بیروت

مسئلہ ۳۶ ۔ جو شخص اپنی ذاتی غرض سے ایک عالم کو برسرِ اجلاس فحش گالیاں حتی کہ ماں دادی بیوی وغیرہ کی دے کر کفر کا فتویٰ لگائے اور بغیر توبہ یا معافی کے پھر مسجد کا امام بن جائے اس کے پیچھے نماز درست ہے حالاں کہ خود بھی مولوی ہونے کا مدعی ہو اور کسی جائداد وغیرہ کے جھگڑے میں اپنے بزرگ مولوی کو برا کہہ کر کفر کا فتویٰ لگا کر مسجد کا مالک بننے کی کوشش کر کے امام بنے کیا اس کی امامت درست ہوگی؟

الجواب ۔ نہیں جب تک وہ توبہ نہ کرے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۳۷ ۔ از قصبہ منگھر محلہ شیر پور ضلع بستی عبدالحامد اشرفی ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ

۱ زید حنفی کہتا ہے کہ ضالین پڑھنا جائز ہے اور بکر کہتا ہے کہ ظالین پڑھنا جائز ہے

اس دیوبندی ضالین پڑھنے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا کہ نہیں حالاں کہ عقائد باطلہ بھی رکھتا ہے اور وہ کس گناہ کا مرتکب ہو سکتا ہے اور ایسے عقائد والوں سے سلام کلام طعام اور بیاہ شادی کرنا کیسا ہے؟

۲ بعد نماز فجر فرض قبل طلوع آفتاب کے سنت پڑھنا جائز ہے یا کہ نہیں؟

۳ بعد نماز وتر کے نفل بیٹھ کر پڑھنا چاہئے یا کھڑے ہو کر ۔ بینوا توجروا

الجواب ۔ جو شخص ض کو مشقت بھی اس کے مخرج سے نہ نکال سکے وہ اس کو اس کے مخرج سے نکالنے کی کوشش کرتا رہے یہ اس پر فرض ہے وہ معذور نہ ٹھہرایا جائے گا اگر اس نے کوشش چھوڑ دی تو ملزم ہوگا اور اگر ض کی بجائے جان کر کوئی دوسرا حرف پڑھے گا نماز نہ ہوگی ہاں وہ کوشش کر کے بھی صحیح صحیح ض نہ پڑھے اور اس کی زبان سے بجائے ض کے اگر ظ ادا ہو تو اس صورت میں نماز ہو جائے گی مگر اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی جب تک وہ صحیح نہ پڑھے گا ۔ یوں وہ شخص جو ض اور ظ میں فرق سے واقف نہیں اسے تعزیر نہیں وہ اگر بجائے ض ضالین میں ظ پڑھ دے تو اس کی نماز ہو جائے گی ۔ یونہی اگر کسی کی زبان سے بجائے ضالین ظالین نکل گیا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر ایسے لوگ بجائے ض و ضالین میں پڑھ جائیں تو نماز نہ ہوگی ۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ ہر جگہ ایسے لوگ اگر ض کو ظ پڑھ جائیں گے تو نماز ہو جائے گی اور کچھ اور پڑھ جائیں گے تو نہ ہوگی بلکہ مقصود کو اگر مقلوب یا معدوب پڑھا جائے گا نماز فاسد ہو جائے گی ۔ یونہی اضطر رتہ کو اگر اظطر رتہ یا اذطر رتہ پڑھ دیا جائے گا نماز فاسد ہو جائے گی ۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ یہ جو جاہل دیوبندیوں نے جاہلوں کو بہکایا ہے کہ ض کو خا پڑھے یہ محض ان

کی تفضیل ہے، ظاد تو کوئی حرف ہی نہیں وہی ض کو ظ پڑھنا بتایا اور ظ پڑھنے سے بعض صورتوں میں نماز فاسد ہوگی اور عمداً ض کو ظ یا کسی حرف سے بدل کر پڑھنا اس سے نماز تو نماز ایمان ہی جاتا رہے گا کہ یہ تحریف اور قصداً تحریف ہے یقرأ الظاء مکان الضاد لم تجز امامته ولو تعمد کذا فی منیۃ الرواض الازہریۃ ہے کون تعمد وکذا لا کلام فیہ عالمگیریہ میں ہے ان ذکر حرفا مکان حرف ان غیر المعنی فان امکن الفصل بین الحرفین من غیر مشقۃ کالظاء مع الصاد تفسد صلاتہ عند الکل وان کان لا یمکن الفصل بین الحرفین الا بمشقۃ کالظاء مع الضاد اختلف المشائخ قال اکثرھم لا تفسد صلاتہ ھکذا فی فتاوی قاضی خان وکثیر من المشائخ افتوا بہ قال القاضی الامام ابو الحسن و القاضی الامام ابو عاصم ان تعمد فسدت وان جری علی لسانہ او کان لا یعرف التمیز لا تفسد وھو اعدل الاقاویل والمختار ھکذا فی الوجیز للکردری ومن لا یحسن بعض الحروف ینبغی ان یجتھد ولا یعذر فی ذلک اھ مختصراً فتاوی قاضی خاں میں ہے لو قرأ الامام اظطر بتہ بالظاء تفسد صلاتہ ولو قرأ الامام اظطر بتہ بالذال مکان الضاد تفسد صلاتہ ولو قرأ الثاء مع الضاد الا اضترت بہ لا تفسد صلاتہ۔ اسی میں ہے لو قرأ ثوابی المعظوب بالظاء وبالذال مکان الضاد تفسد صلاتہ ولو قرأ الظالین بالظاء او بالذال لا تفسد صلاتہ ولو قرأ الذالین بالذال تفسد صلاتہ۔ جو عمداً ظالین پڑھتا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا نماز فاسد کرنا ہے اگرچہ اپنے آپ کو سنی کہتا ہو یا واقع میں نہ ہو۔ اور اگر وہ وہابی وغیرہ بدمذہب ہو تو یوں بھی اس کی امامت ناجائز اگر ضالین بہت صحیح وصاف پڑھتا ہو۔ بدمذہب کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے اور اگر اس کی بدمذہبی حد کفر تک پہنچی ہوئی ہو جیسے آج کل وہابی قادیانی دیوبندی رافضی وغیرہ جب تو اس کے پیچھے نماز باطل محض جیسے کسی یہودی نصرانی ہندو مجوسی کے پیچھے۔ اس سے سلام کلام ربط ضبط اس کے ساتھ کھانا پینا راہ و رسم رکھنا سب حرام ہے قال اللہ تعالیٰ واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۸۔ زید نے رکعت ثانی میں اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا پر وقف کیا اور رکوع کر لیا اور اس آیت کے بعد ایک آیت پوری چھوڑ دی جو یہ ہے یُّدْخِلُ مَنْ یَّشَآءُ فِیْ رَحْمَتِہٖ وَالظّٰلِمِیْنَ اَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ایک شخص یہ کہتا ہے کہ یہ غلط کہا ہے تشدید ہے لہٰذا اعادہ ضروری تھا۔

ف: بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب اول، ص ۱۰۰ طبع بیروت، ف: ایضاً، ص ۱۰۱، ف: سورۂ نساء آیت ۱۶۸

دریافت طلب یہ امر ہے کہ حکیما پر وقف کیسا ہے اور اس شخص کا کہنا کہ ملانا ضروری تھا صحیح ہے یا غلط؟ بینوا توجروا۔ المستفتی محمد فخرالدین مونگیری

الجواب۔ حکیما پر وقف کرسکتا ہے آیت آگے کی یاد نہ تھی جب تو کوئی بات نہیں ہاں یاد تھی اور چھوڑ دی یہ برا کیا وہاں وصل ضروری نہیں وہ غلط کہتا ہے یہاں وصل بہتر ہے وقف سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم یہاں حکیما کے بعد یہ تین علامتیں قرآن عظیم میں مکتوب ہیں لا۔ صلی۔ ق۔ ق خود علامت قیل علیہ الوقف اور صلی مخفف الوصل اولیٰ اور لا اشارہ عدم وقف ہے تو نہ ٹھہرنا اور ملانا بہتر ہے نہ یہ کہ لازم وضروری۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۰۔ از منشی جان محمد محلہ نئی بستی شہر کہنہ بریلی۔ ۲۴ جمادی الآخرہ ۱۳۵۷ھ

امام کو نیت کس طرح کرنا چاہئے۔ نیت امام کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ امام ویسے ہی نیت کرے جیسے منفرد کرتا ہے وہ نیت امامت کرنے کا محتاج نہیں عالمگیریہ[1] میں ہے والامام مثل ما ینوی المنفرد ولا یحتاج الی نیۃ الامامۃ حتی لو نوی انہ لا یؤم فلانا فجاء فلان واقتدی بہ جاز ھکذا فی فتاوی قاضی خان۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۱۔ از مقام کوسنڈگڈھ ضلع اجمیر شریف۔ فیض محمد ولد محمد بخش صاحب۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ میں۔

(۱) ایک شخص نے مسجد کے اندر لونڈا بازی کی مسلمانوں کو معلوم ہونے پر توبہ استغفار کرایا۔ (۲) یہی شخص محلہ کے اندر چوری کی جس کی وجہ سے جرم قائم ہو کر کے سزا یافتہ ہوا (۳) یہی شخص غیر عورت سے زنا کیا دونوں شادی شدہ تھیں دوبارہ توبہ استغفار کرایا اور قرآن ہاتھ میں لے کر قسم کھائی کہ آئندہ زنا ہرگز نہ کروں گا (۴) پھر شادی شدہ عورت کے ساتھ زنا کرتے وقت دیکھا اور ہر قوم میں وہر جگہ اس شخص کی شہرت پھیل گئی بعدہٗ محلہ کے تمام مسلمان اکٹھے ہو کر مشورہ کیا کہ یہ شخص اپنے محلہ کے اندر بار بار زنا کیا ہے اس لئے اقرار نامہ لکھا کہ آئندہ کے لئے اس شخص کو محلہ کے اندر نہ آنا چاہئے ترک موالات کرایا (۵) یہ شخص غیر محلہ کا رہنے والا ہے اور چھ سال تک ہمارے محلہ کے اندر نہ آنے پائے بعضے شخص نا اتفاقی کی وجہ سے اس شخص کو مسجد کے اندر لائے اور اس شخص کے آنے سے محلہ کے اندر فتنہ فساد پھیل گئے ہیں اس شخص کے مسجد میں آنے کی وجہ سے ہمارے محلہ کے اندر نا اتفاقی پھیل کر پنج وقتہ نمازوں

[1] فتاوی عالمگیری مع خانیہ جلد اول صفحہ ۶۶ مطبوعہ بیروت

کی جماعت ٹوٹ گئی۔ (۶) یہی شخص ہنود کے ساتھ خنزیر کا شکار کھیلنے کو جایا کرتا ہے اور کئی کئی روز شکارگاہ میں رہ جاتا ہے۔ اس شخص کا شرعاً مسجد و محلہ کے اندر آنا جائز ہے یا نہیں اور یہ مسجد محلہ کے اندر ہے (۷) اور یہی شخص امامت کے قابل شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ اوپر لکھے ہوئے سوالوں کا جواب ساتھ دلیل کے دے کر ثواب دارین حاصل فرمائیں اندیشہ خونریزی کا ہے جواب جلد مرحمت فرمائیں؟

الجواب۔ وہ شخص سخت شدید گنہگار مستحق نار ہے اس سے میل جول ناجائز ہے اس کے اس حال بدحال پر مطلع ہو کر جو اس کے ساتھی ہیں وہ بھی گنہگار ہیں اس ظالم کی رسی میں گرفتار ہیں ان پر بھی توبہ لازم یہ لوگ اگر توبہ نہ کریں تو اس کی طرح ان کا بھی حقہ پانی بند کر دینا چاہئے ان سے بھی میل جول موقوف کیا جائے وہ ہرگز امامت کا اہل نہیں اسے ہرگز امام نہ بنایا جائے اس کے پیچھے نماز مکروہ اسے امام بنانا گناہ غنیہ و تبیین الحقائق وغیرہما میں ہے لو قدموا فاسقا یأثمون درمختار میں ہے کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم یجب اعادتھا جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھی ہیں ان کا اعادہ کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ علم۔

مسئلہ ۴۲۔ مرسلہ ابو شیخ رسول صاحب سیونی تیاپورہ ضلع ہوشنگ آباد مالوہ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں۔

(۱) مسجد اہل سنت و جماعت میں حنفی امام کے پیچھے وہابی نماز پڑھتے ہیں اور آمین بالجہر کہتے ہیں اس پر اکثر اوقات حنفیوں اور وہابیوں میں فساد ہوتے ہیں کیا اس حالت میں وہابیوں کو آمین بالجہر کہنے سے روکا جائے تو کیا خلاف مسئلہ ہوگا حالاں کہ وہابی بضد ہیں کہ اگر ہم یہاں حنفی امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے تو آمین بالجہر ضرور کہیں گے ایسی خطرناک حالت میں اگر وہابیوں کو مسجد مذکور میں آنے سے بھی روکا جائے تو کیا مسئلہ کے خلاف ہوگا؟

(۲) سوا رآمین بالجہر کے جو وہ رفع یدین وغیرہ کرتے ہیں اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہے کیوں کہ رفع یدین پر ہر شخص کی نظریں نہیں پڑتی ہیں اور آمین بالجہر کا آواز کس و ناکس کے کانوں تک پہونچتا ہے؟

(۳) اکثر مساجد پر وہابی لوگ اپنا قبضہ مالکانہ اسی طرح جمانا چاہتے ہیں اور حنفیوں کی مسجد میں منبر بھی بنتے ہیں ایسی صورت میں ان کو منبر بھی رکھا جائے یا نہیں؟

(۴) وہابی، شافعی غیر مقلدین میں کیا فرق ہے یا ان کا اصول و فروع ایک ہیں یا مختلف؟

ط تقریر ص۔ ۲ در مختار مع شامی جلد اول ص ۳۲۷ مطبوعہ کوئٹہ

الجواب۔ (۱) وہابی اپنے عقائد خبیثہ کے سبب اسلام سے خارج ہیں احکام مرتدین انھیں مسلمانوں کی مسجدوں میں آنے کا کوئی حق نہیں انھیں روکا جائے اگر وہ نہ رکیں یا ممانعت پر فتنہ فساد کرنے پر آمادہ آئیں تو حکومت سے انھیں رکوایا جائے مسجد سے ہر موذی کو روکنے کا حکم ہے خصوصاً ایسا موذی درمختار میں ہے منع منہ کل موذ ولو بلسانہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) آمین اور رفع یدین خود تو ایذا کی چیز نہیں شوافع کریں تو ان کی ممانعت نہ کی جائے۔ وہابی تو بھی ایذا کی چیز ہے بوجہ اپنی بددینی کے اگرچہ آمین بالجہر اور رفع یدین حنفی مذہب کی ضد پر نہ بھی کرے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) کفار مرتدین کو مسجد سے روکنے کے بابت جب معلوم ہوگیا تو اس سوال کا جواب بھی اس سے واضح ہوگیا جب مسجد میں آویں گھسنے بھی نہ دینا چاہئے تو انھیں مسجد کی کمیٹی کا رکن بنانا کیسے روا ہو سکتا ہے ہر گروہ ممبر کے اہل نہیں اگر نادانستہ اسے ممبر کیا گیا ہو تو اب اسے ممبری سے نکال باہر کریں واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) شافعی ہمارے بھائی سنی مسلمان ہیں ہم میں ان میں کچھ فرعی اختلافات ہیں ہم امام اعظم کے مقلد ہیں وہ امام اعظم کے شاگرد کے شاگرد حضرت امام شافعی کے مقلد ہیں وہ دونوں اہل حق و ہدایت ہیں دونوں باہم اصولاً متحد ہیں اور ہم اہل سنت سے وہابیوں کا اختلاف محض فرعی نہیں اصولی بھی ہے اور فرعی بھی ویسا نہیں جیسا حنفی شافعی کا مالکی حنبلی کا بلکہ ان کا اختلاف اصولی اور عناداً ہے۔ دوسرے سے تقلید ہی کو شرک جانتے ہیں وہابی دونوں طرح کا ہوتا ہے مقلد بھی جو دعوی تقلید کرتا ہے اور تقلید کو ضروری بتاتا ہے جیسے دیوبندی اور غیر مقلد بھی جو تقلید کو حرام و شرک بتاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۴۔ اگر وہابی لوگ مسجد اہل سنت و جماعت میں حنفی امام کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اور اپنی جماعت علیحدہ قائم کرکے آمین بالجہر کہیں تو کیا ان کو جماعت قائم کرنے دی جائے یا وہ اگر جماعت قائم کرکے نیت باندھ چکے ہوں اور آمین بالجہر کہہ رہے ہوں تو ایسی حالت میں کیا کرنا چاہئے کیوں کہ ہر وقت ایسے واقعات سے بلوہ ہونے کا اندیشہ ہے اور وہابی لوگ آمادہ فساد ہیں ازروئے شرع شریف جواب مرحمت فرمائیں۔

لہ درمختار مع شامی جلد اول ص ۴۸۹ مطبوعہ کوئٹہ

الجواب ۔ اس کا جواب اوپر کے جوابوں سے واضح ہے انھیں مسجد ہی میں آنے کی ممانعت حکومت سے کرائی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از عبدالغنی صاحب محلہ ذخیرہ بریلی

مغرب کے تین فرض امام کے ساتھ ادا کئے لیکن جس وقت امام نے سلام پھیرا اور دعا سے فارغ ہوگیا تو اگلی صف کا ایک مقتدی تین آدمیوں کے آگے سے سیدھے ہاتھ کی طرف نکل گیا وہ تین آدمی جو اپنی نماز ادا کر چکے تھے اور انھیں تینوں آدمیوں کے پیچھے جن کی نماز باقی تھی وہ تین آدمی دوسری صف میں ادا کر رہے تھے اس میں کیا حکم ہے؟ فقط

الجواب ۔ اس صورت میں کہ مصلی اور گذرنے والے کے درمیان کوئی حائل ہو شجر یا آدمی وغیرہ تو گذرنے میں کوئی حرج نہیں قال فی الغنیۃ[1] لابأس بالمرور بین یدی المصلی اذا کان من وراء الحائل اسی میں اس عبارت سے اوپر ہے حائل یحول بینہ وبین المارای العصا المرکوزۃ۔ امامہ او الاسطوانۃ او نحوھا من شجرۃ او آدمی او دابۃ او غیر ذلک۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ مستورات حافظہ تراویح کی نماز پڑھا سکتی ہیں یا نہیں یعنی ایسی جماعت جس میں صرف عورتیں ہی ہوں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ۔ عورتوں کو جماعت کا حکم فرض میں نہیں نفل تو نفل ہے عورتوں کی جماعت مکروہ ہے اور اگر کریں تو ان میں جو امام بنے وہ ان کے وسط میں کھڑی ہو۔ مردوں کے امام کی طرح آگے نہ کھڑی ہو فرض میں بھی یونہی تراویح میں بھی کہ اس میں ان کی امام آگے کھڑی ہو کراہت دوہری ہو جائے گی اور امام دوہری گناہگار۔ درمختار میں ہے ویکرہ تحریما جماعۃ النساء ولو فی التراویح[2] واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از شہر کہنہ از مکان مصطفےٰ علی خاں بریلی شہر۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین ان مسائل میں۔

۱۔ عورت اگر نماز کی نیت باندھے تو انگوٹھوں کو شانے پر لگا کر باندھے یا ہتھیلی کا رخ کعبہ کی طرف کر کے نیت باندھے اور انگلیوں کے سرے کانوں کی لو تک اٹھائے جاویں یا اس سے اور کم

۲۔ رکوع کرنے میں عورت کے گھٹنے کس قدر ڈھیلے رہیں یعنی جھکنے میں کس قدر آگے کو نکلے

---

[1] غنیہ ص ۳۵۳ [2] درمختار مع شامی جلد اول ص ۴۱۶ مطبوعہ کوئٹہ

رہیں یا بالکل کھینچے رہیں؟

۳۔ عورت اگر سینہ پر ہاتھ باندھے تو تینوں انگلیاں اوپر رکھے اور باقی انگوٹھے اور چھنگلیا کا حلقہ کرے۔

الجواب۔ ۱۔ عورت کا ندھوں تک ہاتھ اٹھائے انگوٹھے شانوں سے ٹیکنے کا حکم نہیں مرد و عورت میں یہی فرق ہے کہ مرد کان کی لو تک ہاتھ اٹھائے گا عورت شانوں تک اس طرح کہ انگلیاں شانوں تک اٹھیں ہتھیلیاں چھاتی کے مقابل رہیں۔ ہاتھ اٹھاتے وقت ہتھیلیاں قبلہ جانب کرنی چاہئے اور انگلیاں پھیلائیں اور ملائے رکھنی چاہئے۔ عالمگیریہ[1] میں ہے اذا اراد الدخول فی الصلاۃ کبر ورفع یدیہ حذو منکبیہ حتی یحاذی بابہامیہ شحمتی اذنیہ وبرؤس الاصابع فروع اذنیہ کذا فی التبیین قال الفقیہ ابو جعفر یستقبل ببطون کفیہ القبلۃ ویفرق اصابعہ ویرفعہا فاذا استقر تاتی موضع مخاذات الابہامین شحمتی الاذنین یکبر۔ والمرأۃ ترفع حذاء منکبیہا ہو الصحیح کذا فی الہدایۃ والتبیین۔ غنیہ[2] شرح منیہ میں ہے المرأۃ فانہا ترفع یدیہا عند التکبیر حذاء ثدییہا بحیث تکون رؤس اصابعہا حذاء منکبیہا لان ذلک استر لہا وامرہا مبنی علی الستر۔

۲۔ عورت مرد کی طرح رکوع نہ کرے کہ پشت کو ایسا بچھا دے کہ اگر پیالہ پانی سے لبریز پشت پر رکھا جائے تو وہ ٹھہر جائے بلکہ تھوڑا جھکے کچھ گھٹنوں کو بھی جھکائے اور گھٹنوں پر اعتماد نہ کرے اور انگلیاں کھلی نہ رکھے بلکہ ملی ہوئی اور بازو نہ پھیلائے عالمگیریہ[3] میں ہے۔ المرأۃ تنحنی فی الرکوع یسیرا ولا تعتمد ولا تفرج اصابعہا ولکن تضم یدیہا وتضع علی رکبتیہا وضعا وتقبض رکبتیہا ولا تجافی عضدیہا کذا فی المحیط۔ گھٹنے کچھ تنے ہوئے نہ رکھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ سجدہ میں دونوں ہاتھ کانوں کے سامنے رہیں۔ مرد و عورت ہر ایک کے۔ اور انگلیاں قبلہ رو بیٹھ زانوں سے چپٹا ہوا رکوع اور سجود دونوں میں سجدہ کے بعد دونوں پاؤں پر بیٹھے۔ مرد کے سجدہ سے اتنی بات میں عورت کا حکم علیحدہ ہے اور میں جدا نہیں کہ عبارت عالمگیری سے ظاہر[4] یضع یدیہ فی السجود حذاء اذنیہ ویوجہ اصابعہ نحو القبلۃ وکذا اصابع رجلیہ ویعتمد علی راحتیہ ویبدی ضبعیہ عن جنبیہ ولا یفترش ذراعیہ ویجافی بطنہ عن فخذیہ والمرأۃ لا تجافی رکوعہا وسجودہا وتقعد علی رجلیہا وفی السجدۃ تفترش بطنہا علی فخذیہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

[1] جلد اول صفحہ مطبوعہ بیروت [2] غنیہ صفحہ ۲۹۳ [3] جلد اول صفحہ [4] ایضاً صفحہ

۴۔ ہاں عورت اس طرح ہاتھ باندھے جیسے مرد بس اتنا فرق ہے کہ مرد زیر ناف باندھے اور عورت سینہ پر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۷۔ مسئولہ از شہر کہنہ بریلی۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں۔

۱۔ اگر امام سے قبل بعد تشہد درود شریف ودعا سے فارغ ہوگیا تو سلام پھیرنے تک زید کچھ پڑھے یا خاموش رہے شرکت جماعت ابتدائی ہوا در میانی؟

۲۔ جماعت کے اندر بالغوں کی صف میں بچوں کا شامل ہونا ابتدائی یا درمیان میں جماعت بالغوں کو کوئی نقصان پہونچاوے گا یا نہیں؟

۳۔ تکبیر اولیٰ کا وقت کب تک ہے؟

۴۔ زید کم از کم کتنی نماز پانے پر جماعت پانے کا مستحق کہلا سکتا ہے؟

۵۔ اگر رمضان المبارک میں فرض باجماعت نہیں ملے تو وتر باجماعت کا کیا حکم ہے حنفی مذہب میں مستحب کب سے کب تک ہے لہٰذا جنتری کے لحاظ سے آج کل کس وقت پڑھنا چاہئے۔

بینوا توجروا۔

الجواب۔ مقتدی اگر امام سے قبل تشہد اور درود ودعا سے فارغ ہوجائے تو تشہد کو اول سے مکرر پڑھے یا اگر کوئی دوسری دعا محفوظ یاد ہو جو مشابہ الفاظ قرآن ہو کرے یا کلمہ شہادت کی تکرار کرے یا سکوت کرے جو چاہے اور صحیح یہ ہے کہ عجلت سے نہ پڑھے اس طرح پڑھے کہ امام کے ساتھ فارغ ہو غنیہ میں ہے اذا فرغ من التشهد قبل سلام الامام يكرره من اوله وقيل يكرر كلمة الشهادة وقيل يسكت وقيل يأتي بالصلاة والدعاء والصحيح انه يترسل ليفرغ من التشهد عند سلام الامام اور اگر قعدہ اولیٰ میں امام سے پہلے تشہد سے فارغ ہو تو تا فراغ دام خاموش ہی بیٹھے یہاں اقوال مختلف نہیں اسی میں ہے اذا فرغ من التشهد الاول قبل فراغ امامه فانه يسكت قولا واحدا۔ اس اشتغال یا سکوت کو تاخیر سلام سے علاقہ نہیں تاخیر تو جب ہوتی کہ جب تشہد ودرود ودعا سے فارغ ہوتے ہی سلام واجب ہو تا خروج عن الصلاۃ بلفظ السلام واجب ہے نہ یہ کہ تشہد ودرود ودعا پڑھتے ہی سلام معاً واجب ہے جائز ہے کہ وہ ایک دعا کے بعد اور چند ادعیہ پڑھے۔

پھر یہاں تو ہر طرح متابعت امام میں ہے جب تک امام سلام نہ پھیرے ہاں اگر امام قبل فراغ مقتدی از درود و دعا سلام پھیر دے تو اس لئے کہ یہ درود و دعا سنت ہے مقتدی کو چاہئے کہ متابعت امام کرے سلام امام کی متابعت میں پھیرے۔ متابعت امام فرائض و واجبات میں بے تاخیر لازم جب کہ کوئی دوسرا واجب عارض نہ ہو اور اگر کوئی واجب عارض ہو تو یہ نہ کرے کہ اس واجب کے سبب اس کو بالکل ترک کر دے بلکہ اسے کرے اور پھر متابعت بجا لائے اس لئے کہ اس واجب کو کرلینا متابعت کو بالکلیہ فوت نہیں کرتا صرف مؤخر کرتا ہے اور متابعت بے تاخیر سے واجب بالکل فوت ہوتا ہے تو ایک واجب کی تاخیر ایک کے بالکل تفویت سے اولیٰ ہوئی ہاں اگر واجب کے موقع پر کوئی سنت عارض ہو تو اسے ترک کیا جائے گا کہ ترک سنت تاخیر واجب سے اولیٰ ہے۔ ھکذا فی اللغنۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ بچوں کو پیچھے کھڑا کرنا چاہئے۔ اگر کوئی بچہ یا چند بچے اس سب جو آئے وہ اگلی صف میں شامل ہو گئے تو اس سے نماز میں کوئی خلل نہ آئے گا۔ مگر بچوں کو اس سے روکا جائے جو بچے ۹ سال یا اس سے کم کے ہوں انھیں زیادہ تاکید پیچھے کھڑے ہونے کی کی جائے اور جو ابھی بچے نہ ہوں نماز سے پورے واقف ہوں انھیں بھی پیچھے کھڑا ہونا چاہئے اگرچہ ۹ سال سے زیادہ کے ہوں اگر اگلی صف میں ایسے بچے کھڑے ہوں تو بالغ نہیں مگر قریب البلوغ ہوں تو ابھی بچوں کی طرح برا نہیں باقی ہے یہی بہتر کہ اگلی صف مردوں کی ہو اس کے پیچھے ان کی جو ابھی مرد نہیں ان کے پیچھے عورتوں کی اگر ہوں ان سے پیچھے لڑکیوں کی اگر ہوں کما فی الدر المختار واللہ تعالیٰ اعلم۔

بالکل ناسمجھ بچے اگر بیچ صف میں ہوں گے تو یہ برا ہوگا جیسے کچھ فاصلہ سے آدمی کھڑے ہوں کہ یہ برا اور گناہ بھی ہے حدیث میں فرمایا تراصوا الصفوف وسدوا الخلل اور چھوٹے بچوں کے کھڑے ہوتے میں یہ بات سد خلل کو یا حاصل نہ ہوگی۔ اس لئے اگر کوئی بچہ کھڑا ہو جائے تو یا اسے پیچھے کر دیا جائے یا ہو سکا جائے اسے ایک طرف ہٹا کر اس کی جگہ خود کھڑا ہو جائے مگر جب کہ وہ بچہ نماز سے واقف اور ایسا ہو گویا مرد قریب البلوغ اسے نہ ہٹایا جائے کہ جوان میں ابلوغ کے قریب ہے گو وہ بالغ ہے اور اس بارے میں وہ بالغ مثل رجال ہو جاتا ہے۔ خلاصہ میں فرمایا فی الاصل الغلام اذا بلغ مبلغ الرجال ولم یکن صبیا فحکمہ حکم الرجال فان کان صبیا فحکمہ حکم النساء وھو عورۃ من فرق الی قدمہ لا یصل النظر الیہ ولو حاذی الامر رجلا لا تفسد صلاۃ الرجل فی ظاہر الروایۃ وعند محمد تفسد واللہ تعالیٰ اعلم۔

ماعندی والعلم الحق عند ربی۔

ترتیب بین الرجال والصبیان سنت ہے فرض وواجب نہیں جس کے ترک پر نمازیں فاسد ہو جیسے رجال ونساء میں یہ ترتیب فرض ہے کہ اگر یہاں ترک کی گئی کہ کوئی عورت یا وہ سمجھدار صبیہ جو نماز جانتی ہو اور مشتہاۃ ہو مرد کی ہی صف میں کھڑی ہوگئی یا مرد سے آگے بڑھ گئی تو اس صورت میں مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی خنثیٰ مشکل ہو تو وہ عورتوں کی صف سے آگے بچوں کی صف کے پیچھے کھڑا ہوگا۔ غنیہ میں ہے۔ والسنة ان یصف الرجال ثم الصبیان ثم النساء لما مر من حدیث انس وخنثی مشکل یقوم قدام النساء ولا یقف معهن ثم ان ترتیب بین الرجال والصبیان سنة لا فرض هو الصحیح اما بینهم وبین النساء ففرض عندنا حتی لو حاذت امرأة او صبیة مشتهاة تفسد الصلاة وحدها او تقدمت علیه (ای ان قال) فسدت صلوٰة الرجل۔

۳۔ باجماع جماہیر علماء فضل جماعت انشاء اللہ تعالیٰ اسے سلام سے پہلے جزء اخیر میں بھی شرکت سے ملے گا علامہ شامی نے فرمایا اجمع العلماء علی ان فضل الجماعة الموعود فی قوله علیه الصلاة والسلام صلاة الجماعة تفضل صلاة الفذ بسبع وعشرین درجة حاصل ما ذکروه فی الصحیحین یحصل بادراک اقل الصلاة مع الامام ولو کان ادراک اخر التشهد الاخیرة قبل السلام لاعلی قیاس قول محمد فانه لابد ان یکون رکعة بان یدرکه قبل رفع رأسه من رکوع الرکعة الاخیرة حتی یدرک فضیلة الجماعة لقوله علیه الصلاة والسلام من ادرک رکعة من الصلاة فقد ادرک الصلاة رواه السبعة والجمهور علی خلافه لقوله علیه الصلاة والسلام اذا اتیتم الصلاة فلا تأتوها وانتم تسعون وأتوها وعلیکم السکینة فما ادرکتم فصلوا۔ وما فاتکم فاتموا متفق علیه ولقائلا ان یحمل اول جزء ولیس فی ذلک الحدیث ان من ادرک دون الرکعة لم یدرک الصلاة۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسجد میں نماز پنجگانہ میں امام صاحب کے سلام پھیرتے ہی کچھ مقتدیوں کا اس قدر زور وشور سے نعرہ لگانا اور یا غوث یا غوث اس طرح چلا چلا کر کہنا کہ ان لوگوں کی بقیا نماز میں جو جماعت میں بعد کو شامل ہوتے ہیں خلل پڑے اور وہ اطمینان قلب سے نماز ادا نہ کر سکیں کیسا ہے۔ ایسے لوگوں کی نسبت شرع شریف کا کیا حکم ہے اور ان کا یہ فعل کیسا ہے اگر امام صاحب اس فعل کو نہ روکیں تو ان کے واسطے کیا حکم ہے؟ بینوا

ع منیہ صفحہ ۵۰۵ مطبوعہ رشیدیہ ۔ ع غنیہ صفحہ ۴۸۱

فقط۔ محمد احمد سائل مسئلہ

الجواب۔ اتنی آواز سے ذکر بعد نماز نہ کریں جس سے کسی مسلمان نمازی کو تشویش پریشانی خاطری ہو۔ ذکر بجہر مفروضہ کیا جائے گا اگرچہ یا اللہ یا اللہ کہیں اس وقت جو ذکر بھی کریں وہ ایسی آواز سے کہ اوروں کی نماز میں خلل نہ ہو حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے بعد ختم نماز ذکر جہر بھی بعض ۔۔۔۔۔ میں ثابت مگر نہ بجہر مفروض اجہر مفروض جائز نہیں ہاں اگر بعد نماز سے یہ مقصود ہو کہ علی الاتصال بعد ختم فرض نہیں بلکہ بعد فراغ از فرائض وسنن اہلسنت والجماعت زور سے نعرے لگاتے ذکر خدا ذکر رسول ذکر غوث جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ کرتے ہیں جس سے مریض القلب گھبراتے ہیں اور اس کو اس پردہ میں رکھ کر اس کی آڑ لے کر کہ نماز کے بعد اتنے زور سے ذکر کرنا کیسا ہے کہ اور نمازیوں کی نماز میں خلل پڑے۔ سوال پیش کر کے جواب اپنی منشا کے موافق چاہتے ہو تو بھی جواب یہی کہ حد سے زائد بلکہ ضرورت سے زائد افراط اگر کرتے ہیں برا کرتے ہیں۔ یا غوث اگر اتنی آواز سے کہیں گے کہ مسجد میں حاضر ہوتے اور کسی نمازی مسلمان کی نماز میں اس سے خلل نہ پڑے تو کچھ حرج نہیں جب کہ بعد جماعت ہو نہ کہ بعد فراغ از سنن ونوافل خالی وقت میں نمازی مسلمان سے مراد وہ ہے جو درحقیقت مسلمان ہے ہر مسلمان صورت مسلمان نام رکھنے والا مراد نہیں۔ اے بسا ابلیس آدم روئے ہست۔ محض آدمی کی شکل رکھنے سے آدمی ہونا کچھ ضروری نہیں تو اگر کوئی قادیانی رافضی، وہابی مرتد اس مسجد میں اس وقت حاضر ہوا اور وہ صورت نماز آ رہا ہو تو اس کی نماز نماز نہیں جس میں خلل کے اندیشہ سے ذکر جہر کو روکا جائے مسلمان کی نماز میں خلل ہوگا تو روکا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۹۔ جو شخص جھوٹی اور لغو بات لوگوں سے کہہ دے یعنی زید سے یہ کہے کہ عمرو نے تجھے گالی دی اور عمرو سے یہ کہے کہ زید نے تجھے برا کہا اور اس کا یہ کہنا صریح جھوٹ مشتمل ہے کہ دو مسلمان کے اندر آپس میں لڑائی ہو جائے اور جو شخص ایسا کرتا ہے وہ کبھی کبھی امامت بھی کرتا ہے لہٰذا ایسے شخص کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں اور بغیر توبہ کئے ہوئے امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ عبد الغفار خاں موضع راشن موگیر

الجواب۔ ایسا شخص گنہگار ہے جھوٹ خود سخت کبیرہ ہے نہ کہ ایسا جھوٹ افترا کرنا جھوٹ بولنا دھوکا دینا فریب کرنا فتنہ اٹھانا مسلمانوں میں لڑائی جھگڑا فساد کرانا یہ سب شدید گناہ ہیں مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے جو جھوٹ بولا جائے اور مسلمانوں پر افترا کیا جائے وہ اور بھی زیادہ ملعون کام ہے جھوٹ بولنا افترا کرنا ہی مسلمان کا کام نہیں نہ کہ ایسا جھوٹ ایسا قبیح وفضیح افترا قال تعالیٰ[1] انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون وقال

[1] سورۂ نحل آیت ۱۰۵

تعالیٰ لا تفتروا علی اللہ کذبا فیسحتکم بعذاب۔ وقال تعالیٰ فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیس من فسق من فسقنا وہ شخص اگر ایسا جھوٹا مشہور ہو چکا ہو علی الاعلان جھوٹ بولنے کا عادی ہو چکا ہو تو فاسق معلن ہے اس کے پیچھے نماز گناہ ہے اسے جب تک توبہ نہ کرے امام نہ بنایا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۰۔ ایک شخص صریح جھوٹ بولا اور عام مجمع پر یہ بات ظاہر ہو گئی کہ وہ جھوٹا ہے اس پر ایک شخص نے بلکہ عام مجمع نے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہا اور نام اس کا ذب کا نہ لیا بلکہ مطلق کہا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسا کہنا جائز ہے یا ناجائز اور جس جس نے کہا اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اور جھوٹے کا نام لے کر اس کی اس کذب بیانی پر لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنا تو ان پر شخص خاص پر لعنت کرنے کا الزام نہیں تمادی حدیقہ میں ہے امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں لعن المسلم حرام بل لعن الکافر الغیر الحربی بل لعن الحیوان کذالک و سبب ذالک ان اللعن عبارۃ عن الطرد والابعاد عن اللہ وذالک غیر جائز الا عمن اتصف بصفۃ تبعدہ عن اللہ تعالیٰ وھو الکفر والبدعۃ والفسق فیجوز لعن المتصف بواحدۃ من ھذہ بانبار من الوصف الاعم فلعنۃ اللہ علی الکفرین والمبتدعۃ والفسقۃ فالوصف الاخص فلعن اللہ الیھود والنصاریٰ والخوارج والقدریۃ والروافض والزنادقۃ والظلمۃ واکل الربوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۱۔ از مولانا انوار الحق صاحب

امام نے تراویح کی نماز دو رکعت کی نیت کی دو رکعت پڑھنے کے بعد قعدہ بھول کر کھڑا ہو گیا پھر دو رکعت پڑھ کے سجدہ سہو کیا اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب۔ ہو گئی اس میں سجدہ سہو کی کچھ ضرورت نہیں اگر پہلی رکعت میں قعدہ کر لیا ہو تو چاروں دو تسلیم سے ہو گئیں اور اگر قعدہ نہ کیا ہو تو ایک تسلیم سے چاروں ہو گئیں نزد شیخین کریمین یہی مختار ہے اس کو امام فقیہ ابو جعفر نے اختیار فرمایا نیز امام ابو بکر محمد بن الفضل نے اسی کو امام فقیہ النفس قاضی خاں نے صحیح فرمایا غنیہ میں ہے ان صلی اربع رکعات بتسلیمۃ واحدۃ والحال انہ لم یقعد علی رکعتین منھا قدر التشھد تجزی الاربع عن تسلیمۃ واحدۃ ای عن رکعتین عند ابی حنیفۃ وابی یوسف وھو المختار اختارہ الفقیہ ابو جعفر وابو بکر محمد بن الفضل قال قاضی خاں وھو الصحیح الی قولہ ولو قعد علی رأس الرکعتین جازت عن

لہ سورہ طہ آیت ۶۱ لہ آل عمران آیت ۶۱ لہ تمادی حدیقہ ص ۲۰۲ لہ غنیہ ص ۴۱۹

تسلیمین واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۲۔ امام جس وقت جمعہ یا عید الفطر و عید الاضحیٰ کا خطبہ پڑھتا ہو اور اس میں رسول اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم شریف آئے تو اس وقت خطبہ سننے والوں کو پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم شریف سن کر بآواز بلند صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہنا یا درود شریف کا پڑھنا درست ہے یا نہیں اکثر علمی خطبوں میں آیہ کریمہ ان اللہ وملئکتہ الخ پڑھی جاتی ہے اور اس کو سن کر درود شریف کا پڑھنا ضروری ہے لہٰذا خطبہ میں سن کر سامعین کو اس وقت درود شریف کا پڑھنا بآواز بلند یا آہستہ درست ہے یا نہیں دیگر یہ کہ اکثر اردو نظم جس میں جمعہ کے فضائل لکھے ہوتے ہیں خطبہ ثانیہ کی تین یا چار لائنیں رہ جاتی ہیں تو پڑھا کرتے ہیں اس کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں مہربانی فرما کر ان مسائل کا جواب باصواب کتب و احادیث و ائمہ کے اقوال کا ثبوت دے کر ارقام فرمائیں۔ دیگر جو مسائل و آداب سامعین خطبہ و قارئین خطبہ کے لئے از بس ضروری ہوں مہربانی فرما کر اس کا بھی جواب مرحمت فرمائیں۔

نذیر احمد لکھنوی

الجواب۔ بحالت خطبہ جب نام پاک حضور سید لولاک علیہ الصلاۃ والسلام سے خطیب تر زبان ہو سامع دل میں درود شریف پڑھے سنت انصات ترک نہ کرے (کہ واجب ہے) عالمگیری[1] میں ہے اذا خرج الامام فلا صلاۃ ولا کلام واذا صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الناس فی انفسھم امتثالا للامر والسنۃ الانصات کذا فی التاتارخانیۃ ناقلا عن المحیط۔ طحطاوی میں ہے قولہ فی انفسھم ..... الانصات بجمیعھا یکفی ہیں قولہ والسنۃ الانصات۔ ھذا احد اقوال ..... والمشھور الوجوب۔ بآواز بلند کیسا بآواز بلند درود شریف پڑھے کہ انصات لازم ہے آیہ کریمہ سن کر بھی ایسے وقت درود شریف دل میں پڑھے اس وقت زبان نہ ہلائے جیسے نماز میں اگر امام اس آیہ کریمہ کی تلاوت کرے خطبہ میں سوائے عربی اور زبان کا خلط کرنا خلاف سنت متوارثہ ہے کما حققہ ..... مزید علیہ فاضل لکھنوی مولوی عبدالحی صاحب نے بھی اپنے فتاوی میں غالباً متعدد جگہ یہی تحقیق کیا ان کا فتاوی مطبوعہ ہے جو چاہے دیکھ لے اس وقت نقل عبارت کی مہلت نہیں خطبہ جمعہ کا قبل صلاۃ بعد زوال ہونا فرض ہے اور اس میں ذکر اللہ ہونا بھی وہ بھی بقصد خطبہ خطیب خطبہ تنہا پڑھے یا محض عورتوں کے سامنے نہیں دو ایک مرد کا حضور ضرور ہے ورنہ صحیح نہیں ہے کہ جائز نہ ہوگا اس لئے سنن سے ہے کہ باطہارت ہو بے طہارت نہ ہو کہ مکروہ ہے۔

نیز خطیب قیام کرے، دونوں خطبوں کے درمیان تین آیت کی مقدار بیٹھے اس جلوس کا ترک لامت

---

[1] عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۴۵ مطبوعہ بیروت

سے خطبہ سے قبل منبر پر جاتے ہی کھڑا نہ ہو خطیب اہل امامت صلاۃ جمعہ ہو تو خود دل میں قبل خطبہ حمد الٰہی سے شروع کرنا خطبہ میں ثنا الٰہی ہونا دونوں شہادتوں کا ہونا حضور پر درود کا ہونا نصیحت وعظ و تذکیر تین آیات قصار یا ایک آیت طویل کے قدر تلاوت قرآن دوسرے خطبہ میں حمد و ثنا الٰہی کا اعادہ نیز درود حضور (و اتمام مسلمان مرد و زن کے لئے دونوں خطبوں کا بقدر طوال مفصل ہونا تطویل مکروہ ہے اس کے آداب سے ہے کہ آواز بلند ہو پہلے خطبہ سے دوسرے خطبہ میں آواز اونچی ہو خطبہ میں ذکر خلفاء راشدین و عین کہ یمین مستحسن ہے بحال خطبہ خطیب سوا رمز المعروف بکلام دنیا تکلم نہ کرے جو خطیب ہو وے نماز پڑھائے سامعین پر انصات لازم اسی وقت سے جب امام خطبہ کے لئے منبر کی طرف چلے قریب و بعید انصات میں برابر ہیں۔ خطبہ میں ہر بات حرام ہے جو نماز میں حرام ہے خطیب کی جانب متوجہ ہو کر بیٹھنا مستحب ہے جو امام سے داہنے یا بائیں طرف ہو وہ بھی جانب امام انحراف کرے استماع خطبہ کے لئے تیار ہو کر بیٹھیں اول سے آخر تک خطبہ کا سننا سامعین پر فرض لازم امام سے قریب ہونا افضل مگر جب امام خطبہ شروع کر دے اس وقت آنے والا جہاں مسجد میں آئے وہیں بیٹھ جائے کہ اس وقت چلنا بحالت خطبہ نہ چاہئے ناجائز عمل ہے بحال خطبہ اسی طرح بیٹھے جیسے نماز میں یہ مستحب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۳۔ مسئولہ جناب منشی خلیل صاحب سکریٹری انجمن اصلاح المسلمین محلہ پورہ چندن ڈاکخانہ کوپا گنج ضلع اعظم گڈھ۔ ۱۰ ذی القعدہ ۵۷ھ

امسال عید الفطر کی نماز کے موقع پر عیدگاہ میں بالغوں کی صفوں میں نابالغ بچے بھی تھے حضرت مولانا محمد ہادی اللہ صاحب نے فرمایا کہ بچوں کو صف میں پیچھے کیا جائے اس حکم کو سن کر چند لوگوں نے بچوں کو صفوں سے پیچھے ہٹانا شروع کر دیا لیکن حاجی سلیمان صاحب نے اپنے لڑکے کے متعلق کہا کہ یہ لڑکا نہیں ہٹے گا اور اس نے کاہا تحریر میں اور کہا کہ کس کی مجال ہے کہ اس کو ہٹا دے چند لوگوں نے ان کو سمجھایا کہ حاجی صاحب یہ شرع کا حکم ہے آپ مخالفت کیوں کرتے ہیں تو انھوں نے کہا کہ یہ تین دن سے آتے ہیں پڑھیں یا نہ پڑھیں یہ لڑکا نہیں ہٹ سکتا ایسے ایسے مولویوں کو ہم نے بہت دیکھا ہے اور ہماری بازوں کو بھی تو میرا کام ہے۔ مزید توضیح کے لئے دو گواہوں کا بیان اور ایک رپورٹ منجانب اصلاح المسلمین کوپا گنج منسلک ہے۔

(۱) مندرجہ بالا مضمون سے شرع کے حکم کی مخالفت اور توہین ظاہر ہوتی ہے یا نہیں؟

(۲) ایسے شخص کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے؟

(۳) عام مسلمانوں کو ایسے شخص کے ساتھ کیا رویہ اختیار کرنا چاہئے؟ امید کہ مدلل جواب عنایت فرمائیں گے

الجواب۔ نابالغ کو بالغین کی صف میں پیچھے کھڑا ہونا چاہئے جنھوں نے بچوں کو صف سے جدا کر کے پیچھے کھڑا ہونے کو کہا انھوں نے صحیح کہا جس نے ضد کی اس نے بیجا مداخلت کی ناحق مسلمانوں سے لڑنے کے لئے آمادہ ہوا اور انھیں اپنی بے ہودہ گوئی سے ایذا دی اسے توبہ اور انھیں اپنے قول و فعل سے ایذا دی ان سے معافی چاہئے حدیث میں ہے عن ابی مسعود الانصاری قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یمسح مناکبنا فی الصلاۃ ویقول استووا ولا تختلفوا فتختلف قلوبکم لیلنی منکم اولوا الاحلام والنھی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم۔ حضرت شیخ محقق مطلق مولانا عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں روایت ست از ابی مسعود انصاری کہ از مشاہیر صحابہ است گفت بود آنحضرت کہ مسح می کرد کتفہائے ما در نماز و بدست برابر و ہموار ساخت آں ہا و تسویہ می کرد صف نماز را و یقول استووا ولا تختلفوا فتختلف قلوبکم برابر شدید موافق باشید و اختلاف نکنید پس مختلف گردد دلہائے شما بیان ترتیب صفوف می کند و می فرماید باید کہ متصل شوند مرد در صف اول بایستند خداوندان عقل و خرد پس متصل شوند بایشاں خداوندان علم و فضل پس متصل شوند بایشاں کہ قریب بلوغ اند کہ ایشاں راہا حق خواہند پس متصل شوند بایشاں کہ قریب بلوغ اند پس متصل شوند بایشاں کہ نزدیک بہ بلوغ اند پس متصل شوند بایشاں چنانکہ خنثیٰ کہ علامت مردی و زنی ہر دو دارند و متصل شوند بایشاں مستورات کہ بعد از مرد ہا صف نساء خواہد بود قال گفت ابو مسعود فانتم الیوم اشد اختلافا پس شما امروز سخت ترید از روئے اختلاف در کلمہ و فروع فتن و ایں بسبب ترک تسویہ صفوف و عدم امتثال امر شارع ست رواہ مسلم انتہی۔ نیز اس سے اگلی حدیث کے تحت فرماتے ہیں مراتب صفوف چہار خواہد بود در حدیث سابق مرتبہ نساء ذکر نکردہ از جہت تعین آں و ذکر کردہ است در روایتے صف اول برائے مردان ست بعد از ہے صبیان بعد از ہے نساء ذکر کردہ صاحب ہدایہ خنثیٰ را و شیخ ابن الہمام گفتہ است کہ صف خنثیٰ میان صبیان و نساء ست و بچنیں ست در وقایہ و مذہب شافعیہ نیز ہمیں ست چنانچہ در شرح شیخ مذکور ست۔ وہ شخص توبہ کرے کہ اس نے حدیث کی مخالفت کی شرع کی نافرمانی کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۴۔ از شہر بورہ ڈاکخانہ گنیش گنج ضلع رائے بریلی سائل شیخ چھدا تمباکو فروش۔

سورج یا چاند میں گرہن جب لگتے ہیں تو نماز پڑھنے کے لئے کیا حکم ہے یعنی سورج یا چاند گرہن کی نماز کی نیت اور گرہن کے شروع ہونے پر پڑھے یا ختم گرہن پر اور جماعت سے پڑھے یا اکیلے قرأت کے ساتھ بلند آواز سے یا آہستہ پڑھے اور اگر گرہن کے وقت فرض نماز کا وقت آجائے تو اس کو ادا کرنا چاہئے یا نہ ادا کرنا چاہئے جیسا حکم

لہ مسلم شریف جلد اول ص۱۸۱، مشکوٰۃ ص۹۸

شروع شریف ہو۔

الجواب۔ کسوف شمس سورج گرہن کی نماز سنت ہے سنت کی نیت کریں گرہن کے وقت پڑھی جائے گرہن سے چھٹنے پر نہ پڑھی جائے گی۔ اگر چاہیں شروع گرہن پر پڑھیں یا درمیں اگر گرہن سے چھٹنے پر کچھ بچا باقی ہے پڑھ لیں تو یہ بھی جائز ہے ایسے اوقات میں جن میں نماز پڑھنا ممنوع نہیں۔ اگر ایسے وقت کسوف ہو جس میں نماز پڑھنی نہ چاہئے ایسے وقت میں نہ پڑھیں دو رکعتیں بجماعت پڑھی جائیں ہر رکعت ایک رکوع دو سجدے جیسے اور نمازیں ہر دو رکعت میں بعد الحمد جو سورت چاہیں پڑھیں بہتر ہے کہ قرأت ہر دو رکعت میں طویل کریں بقدر سورۂ بقر بعد نماز دعا میں مشغول رہیں یہاں تک کہ پورا گہن سے چھٹ جائے قرأت طویل کریں دعا میں تخفیف کریں یا قرأت میں تخفیف کریں دعا طویل کریں یہ بھی جائز ہے ایک میں اگر تخفیف ہو تو دوسری طویل ہو ہر کوئی اس نماز کی امامت نہیں کر سکتا امام جمعہ وعیدین سلطان اسلام یا اس کا ماذون یعنی جسے امام جمعہ وعیدین کے لئے مقرر کرے وہی اس میں امامت کرے اگر امام اعظم موجود نہ ہو تو اپنی مساجد میں تنہا تنہا پڑھیں ہاں اگر امام اعظم نے لوگوں کو حکم دے دیا ہو امر فرما دیا ہو تو اس صورت میں جو امام محلہ ہے اس کے ساتھ بجماعت نماز ادا کریں۔

اس نماز میں قرأت میں جہر نہ کریں اس کے بعد دو خطبے نہیں۔ یہ نماز مسجد جامع میں یا شہر سے باہر میدان عیدگاہ میں پڑھیں تو بہتر۔ اگر اکیلے اکیلے اپنے گھروں میں پڑھیں یہ بھی جائز ہے گرہن کے وقت وقتیہ نمازوں کی ممانعت نہیں اگر وقت طویل ہے تو چاہے پہلے گرہن کی نماز سے فارغ ہو لیں پھر وقتیہ پڑھیں چاہے وقتیہ پڑھ کر گرہن کی پڑھیں اگر کسوف کی نماز پڑھیں اور وقت اتنا تنگ ہے کہ وقتیہ نماز وقت میں نہ ہو گی تو وقتیہ پڑھیں کہ سنت کے لئے فرض فوت کرنا جائز ہے نیز یہ کہ اس کا وقت ہے نماز کسوف کا کوئی وقت خاص نہیں تو جس کا وقت ہے اسے فوت کر دینا اور اس میں مشغول ہونا جس کو بعد میں پڑھ سکتے ہیں خلاف شرع ہی نہیں خلاف عقل بھی ہے۔

اگر یہ صورت بھی ہو کہ وقتیہ نماز پڑھتے پڑھتے گرہن سے پورا چھٹ جائے گا کہ اب وقت صلاۃ کسوف کا نہ رہے گا اور وقتیہ کا وقت اتنا تنگ ہے کہ کسوف کی پڑھیں تو اس کا وقت جاتا رہے گا جب بھی شرع و عقل کے خلاف ہے کہ فرض فوت کریں اور کسوف کی نماز میں مشغول ہوں۔ وقت طویل بھی ہو مگر وقتی نماز کا وقت مقرر ہو جیسا کہ بعض مساجد میں ہوتا ہے تو اس صورت میں وقتی نماز اپنے وقت مقررہ پر پڑھی جائے پھر کسوف کی پڑھیں کہ جیسے بعد نماز وقتی کسوف کی نماز میں شرکت کسی عذر سے نہ کرنی ہو کہیں جانا یا کوئی اور کام ہو وہ جائے وقتی نماز سے وقت پر فارغ ہو کر اپنے کام میں لگے۔ نماز جنازہ نماز کسوف پر مقدم کی جائے۔

ذخیرہ میں ہے ھی سنۃ محیط پھر عالمگیریہ[1] میں ہے اجمعوا علی انھا نوافل بجماعۃ واختلفوا فی صفۃ اداۂا قال علماؤنا یصلی رکعتین کل رکعۃ برکوع وسجدتین کما تقدم اثر الصلوات یقرأ فیھا ما احب ہندیہ میں کافی سے ہے الافضل ان یطول القرأۃ فیھما سراج وہاج پھر عالمگیری[2] میں ہے یدعو ابعد الصلاۃ حتی تحل الشمس کمال الاحلام جوہرہ نیرہ میں ہے یجوز تطویل القرأۃ وتخفیف الدعاء وتطویل الدعاء وتخفیف القرأۃ فاذا خلف احدھما طول الآخر محیط پھر فتاوی ہندیہ[3] میں ہے لا یصلی ھذہ الصلاۃ بجماعۃ الا الامام الذی یصلی الجمعۃ قال شمس الائمۃ الحلوانی فان ھذا الامام الذی یصلی الجمعۃ والعیدین فانھم یصلون وحدانا فی مساجدھم الا اذا کان الامام الاعظم الذی یصلی الجمعۃ والعیدین امرھم بذلک فحینئذ یجوز ان یصلوا بجماعۃ یؤمھم فیھا امام بھر فی محیط ھم ولا یجھرون القرأۃ فی صلاۃ الجماعۃ فی کسوف الشمس فی قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالٰی اسی میں مضمرات سے ہے والصحیح قولہ

اسی میں محیط سے ہے لیس فی ھذہ الصلاۃ خطبۃ وھذا اذا ذھبنا خزانۃ المفتین سے فتاوی عالمگیریہ میں ہے الموضع الذی یصلی فیہ الجماعۃ المہیأۃ او المسجد الجامع ولو صلوا فی منزل او فی الخیمۃ جاز والاول افضل ولو صلوا وحدانا فی منازلھم جاز ولو اجتمعوا ودعوا من غیر ان یصلوا اجزاھم جوہرہ نیرہ پھر ہندیہ میں ظہریہ ان لم یصل حتی انجلت لم یصل بعد ذلک وان اخل بعضھم بان یبتدئ الصلاۃ وان اتبع الکسوف والجنازۃ بدأ بالجنازۃ وان کسفت فی الاوقات التی عن الصلاۃ فیھا لم یصل خسوف قمر جماعت کے ساتھ نہیں پڑھی جائیں محیط سرخسی پھر عالمگیریہ میں فرمایا یصلون رکعتین فی خسوف القمر واحدنا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۵۵۔ از باغ احمد علی خاں بریلی مسئولہ احمد صاحب ۱۳ ربیع الآخر ۵۸ھ

امام کو بعد سمع اللہ لمن حمدہ کے ربنا لک الحمد کہنا چاہئے یا نہیں اگر نہیں پڑھے کیا حرج ہے؟ زید کہتا ہے کہ نہیں پڑھنا چاہئے مکرر سہ کرر اور کون قول صحیح ہے کہ بینوا توجروا ربنا لک الحمد۔

الجواب۔ امام صرف تسمیع پر اکتفا کرے اگرچہ امام اعظم سے ایک روایت میں اور صاحبین کے نزدیک یہ ہے کہ تسمیع وتحمید دونوں کرے مگر ظاہر الروایۃ میں امام اعظم سے یہی ہے کہ امام تسمیع پر اکتفا کرے مقتدی تحمید کرے منیہ اور اس کی شرح غنیہ میں ہے ثم یرفع راسہ ویقول الامام حال الرفع سمع اللہ لمن حمدہ وان کان اصل مقتدیا فانہ یأتی بالتحمید ولا یأتی المقتدی بالتسمیع وان کان مسبوقا یأتی بھما اما الامام فانہ بعد ما تسمیع

---

[1] عالمگیری جلد اول ص۱۵۲ مطبوعہ بیروت [2] غنیہ ص۴۰۹ مطبوعہ سہیل لاہور

یا التسمیع ایضا علی قولهما وفی روایة الحسن عن ابی حنیفة وفی ظاهر الروایة عنه انه یأتی بالتسمیع لا التقیید لما مر من قوله علیه الصلاة والسلام اذا قال الامام سمع الله لمن حمده فقولوا اللهم ربنا لك الحمد فانه قسم والقسمة تنافی الشرکة ولا یرد انه علیه السلام قسم فی قوله واذا قال ولا الضالین قولوا آمین مع ان الامام یقولها لانه ورد فی بعض روایاته فان الامام یقولها وقد مر ههنا ما فیه علی ان ههنا ما نافیه ای ما یقولها الا الامام وهو ان السنن فی هذه الافعال انما تبدأ عند ابتداء الانتقال وانتهاؤها عند انتهائه ومقتضاه انتهاء تسمیع الامام عند انتهاء الرفع وکذا انتهاء تحمید المقتدی فلو حمد الامام بعد ذلك لوقع تحمید المقتدی بعد تحمید الامام وهو خلاف وضع الامامة اھ۔ مقتدی امنفرد تحمید میں کہیں اللھم ربنا لك الحمد یا ربنا لك الحمد یا ربنا لك الحمد ہر پہلا پچھلے سے افضل ہے تو ربنا لك الحمد سے ربنا ولك الحمد افضل ہے فتح میں کافی سے اسی ترتیب کے ساتھ افضلیت کا حکم نقل فرمایا غنیہ میں ہے و افضلیتها علی ترتیبها کذا فی الکافی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۶۔ از رنگ آباد دکن جناب مولانا مولوی عبدالغفور صاحب نہاروی خطیب جامع مسجد ۲۰ رجب ۱۳۳۸ھ

زید سرسبز یہ کہتا ہے کہ احتیاط الظہر بعد الجمعہ حدیث و قرآن کی رو سے فرض ہے ان حدیث شریف میں موجود ہے اور قرآن کریم میں بھی موجود ہے کہ احتیاط الظہر فرض ہے اور عمرو کہتا ہے کہ یہ افترا ہے نہ قرآن میں احتیاط الظہر صراحۃً مذکور اور نہ حدیث شریف میں مذکور ہے بلکہ فقہائے کرام کے اقوال سے ثبوت ملتا ہے جیسا شامی فتح القدیر اور نہر الفائق وغیرہ میں موجود ہے اس کا پڑھنا موجب ثواب ہے خواص کے لئے ہے عوام کو نہ کہا جائے تاکہ ان کو فرضیت جمعہ میں شک نہ پڑ جائے ایسا شخص جو کہ سرسبز افترا باندھتا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قابل امامت نہیں جب تک توبہ نہ کرے کیا ان میں کون شخص محقق پر ہے بینوا توجروا

الجواب۔ لریدے قید نہایت جری ہے قرآن و حدیث پر مفتری ہے احتیاط الظہر کی فرضیت اس کی تراشیدہ ہے اپنے دل سے گڑھی ہے ما انزل اللہ بھا من سلطان نہ قرآن میں اس کی فرضیت کا بیان نہ کسی حدیث میں اس کا نشان ما قال بہ احد ولا نحمد اجل بجلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ ابد الآبد حق بین الفریقین کب جائز ہے تفسیر احمدی میں سیدی علامہ من طا احمد چون آدرس سرد فرماتے ہیں۔ لا یجوز الجمع بین الفرضین عند اھل الاسلام جمعہ فرض ہے تو ظہر فرض نہیں جہاں ظہر فرض ہے وہاں جمعہ فرض نہیں برنہائے احتلاف در تعریف مصر اور سلطان یا اس کے نائب کا حضور شرط ہے یا اذن ہی کافی

ہے اس اختلاف کی بنا پر ہندوستان میں بعض نے جمعہ ترک کیا کہ یہاں اس کی فرضیت کے قائل نہ رہے کہ سلطان اسلام یا اس کا نائب موجود نہیں یا بعض بوجہ اختلاف و تعریف مصر بعض مواضع میں جہاں ان کی مختار تعریف صادق نہ آئی تھی فرضیت جمعہ سے منکر ہوئے بعض نے جمعہ کو فرض سمجھا اور اسی پر اکتفا کیا بعض نے ظہر اپنے گھروں میں جمعہ کے دن پڑھنی شروع کی بعد ظہر پڑھنے کے جمعہ کو جاتے اکثر جمعہ کو پڑھتے بعد جمعہ احتیاطاً چار رکعت آخر ظہر جس کا وقت پایا اور جو اب تک ذمہ پر باقی ہے پڑھتے رہے نہ خواص کو اس کا حکم فرماتے عوام کو نہیں کہ بوجہ خشک و تر دونوں کا جمعہ اور ظہر دونوں ہی جاتیں عوام کو اکثر شعار اسلام جمعہ کی فرضیت و اہمیت ہی سے منکر نہ ہو جائیں یا ایک وقت میں جمعہ اور ظہر دونوں کو فرض نہ سمجھ لیں جیسا کہ زید سمجھ رہا ہے۔ ھو

مسئلہ۔ از قصبہ بگھر محلہ شیر پور ضلع بستی عبدالحامد قادری اشرفی ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱؎ بعد نماز فجر فرض قبل طلوع آفتاب کے سنت پڑھنا جائز ہے یا کہ نہیں؟

۲؎ بعد نماز وتر کے نفل بیٹھ کر پڑھنا چاہئے یا کھڑے ہو کر۔ بینوا توجروا

الجواب۔ ۱؎ مکروہ ہے نہ چاہئے۔ جب آفتاب بلند ہو جائے اس وقت سنتیں ادا کرے عالمگیری[1] میں ہے تسعۃ اوقات یکرہ فیہا النوافل وما فی معناھا الا النفل المقضی (الی قولہ) ومنہا ما بعد صلاۃ الفجر قبل طلوع الشمس ھکذا فی النہایۃ والکفایۃ ولو افسد سنۃ الظہر ثم قضاھا بعد صلاۃ الفجر لم یجزہ کذا فی محیط السرخسی واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲؎ وتر کے بعد دو رکعت نفل بھی کھڑے ہو کر پڑھیں اسی میں زیادہ ثواب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از بیرٹھ مرسلہ جناب مولوی غلام جیلانی صاحب مدرس مدرسہ اسلامی عربی۔ ارجمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ

۱؎ قنوت نازلہ کو قبل رکوع پڑھنا بہار شریعت میں ظاہر قرار دیا ہے اور اس پر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصدیق بھی ہے علامہ شامی نے بعد رکوع پڑھنا اظہر فرمایا اور اس کی دلیل بھی پیش فرمائی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے حاشیہ میں اس دلیل کا کیا جواب تحریر فرمایا ہے اور اگر حاشیہ میں کوئی دلیل تحریر نہ فرمائی تو علامہ شامی کی تحقیق کیوں ترک فرمائی۔

۲؎ تسبیح رکوع کے متعلق احادیث میں جب کہ امر وارد ہے جو بدون قرینہ صارفہ کے وجوب پر دلالت

---

[1] فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ ص ۵۲ سطر ۵ مطبوعہ بیروت

کتاب حنفیہ نے تسبیح رکوع کو مسنون قرار دیا ہے کیا کوئی قرینہ صارفہ عن الوجوب موجود ہے اگر نہیں تو واجب کیوں نہیں قرار دیتے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مقام پر حاشیۂ شامی میں کیا تحقیق فرمائی ہے۔

الجواب۔ اعلیٰ حضرت نے قول شامی والاظہر ما قدناہ پر جد الممتار میں جو فرمایا یہ ہے اس میں دلیل بھی ہے اقول بل الاحق بالقبول ما قالہ السید الحموی لما فی الفتح ولما ترجح ذلک خرج ما بعد الرکوع عن کونہ محلا للفنوت اھ وقال ایضا وھذا یحقق خروج القومۃ عن الصلٰوۃ بالکلیۃ الا اذا اقتدی بمن یقنت فی الوتر بعد الرکوع فانہ یتابعہ اتفاقا اھ

رہے علامہ شامی نے اس کے متعلق ایک جگہ یہ لکھا۔ الحاصل بن فی تثلیث التسبیح فی الرکوع والسجود ثلاثۃ اقوال عندنا اصحھا من حیث الدلیل الوجوب تخریجا علی القواعد المذھبیۃ فینبغی اعتمادہ کما اعتمدہ ابن الھمام ومن تبعہ روایۃ وجوب القومۃ والجلسۃ والطمانینۃ فیھما کما مر (اس قول کما اعتمدہ الخ پر حضرت نے جد الممتار میں تحریر فرمایا۔ اقول ابن الھمام (لیس) من اصحاب الترجیح بتصریح العلماء ولا کذلک تلمیذہ المحقق ابن امیر الحاج اما الحلبی صاحب الغنیۃ فمطبوع اسمہ لیس منہ خبر واما من حیث الروایۃ فالارجح السنیۃ لانھا المصرح بھا فی مشاھیر الکتب وصرحوا بانہ یکرہ ان ینقص من الثلاث وان الزیادۃ مستحبۃ بعد ان یختم علی وتر بلیس اوسع او تمم الرکن اما فلا یطول وقد صنا فی سنن الصلاۃ عن اصول ابی الیسر ان حکمۃ السنۃ ان یندب الی تعلیمھا ولا یامر علی ترکھا مع صحۃ اصل الصلٰوۃ وھذا یفید ان کراھۃ ترکھا قول التنزیہ وتحت المکروہ تحریما وبھذا یضعف قول البعض ان الکراھۃ ھنا للتنزیہ لانہ مستحب وان تبعہ الشارح وغیرہ فتدبر حضرت قدس سرہٗ شامی کے قول فالارجح السنیۃ پر تحریر فرماتے ہیں۔ سیأتی انہ المعتمد المشھور فی المذھب اقول ونص فی الخانیۃ انہ لو رفع الامام رأسہ من الرکوع او السجود قبل ان یسبح المقتدی ثلاثا الصحیح انہ یتابع الامام اتفاقا (ز) فھذا کما تری (ز) تصحیح لعدم الوجوب وقد سوا ان قاضی خان فقیہ النفس لا یعدل عن تصحیحہ مع ان القول بالوجوب لا یعدو عن تقدم بعض العلامۃ الحلبی وکتب المذھب متونا وشروحا وفتاوی طافحۃ بتصریح السنیۃ وعلیھا تدل الفروع فعلیہ فلیکن التعویل وسیأتی مسئلۃ تؤید اھ ص ۷۵۰ وسیقول الحبشی فی الصفحۃ القابلۃ انہ سنۃ

لہ جد الممتار ص ۳۳۳ مطبوعہ حیدر آباد دکن ۱۲ منہ ۔ والدر المختار ص ۴۹۱ ومصر منہ ۔ جد الممتار ص ۳۳۳ وص ۳۳۴ حیدر آباد دکن

ہ ویشد مع فی الخلاصۃ والفتح وغیرھما ۱۲ منہ ۔ نص فی رد المحتار ان تصحیح یدل علی قول تصحیح لذلک القول ۱۲ منہ

علی المعتمد المشهور فی المذهب لا فرض ولا واجب، فقد افاد اعتقاده مع اشتهاره خلافه اھ۔ علامہ شامی نے دوسرے صفحہ پر یہ فرمایا جس کا حوالہ حضرت نے ابھی دیا۔ یسبح فیہ ثلاثا فانہ سنۃ علی المعتمد المشہور فی المذھب لا فرض ولا واجب کما صرح بہ فلا یترک المتابعۃ لاجلہ۔ نیز شامی نے صفحہ پر فرمایا قال فی القنیۃ لو خاف انہ لو علی سنۃ الفجر یدرکھا الجماعۃ ولو اقتصر فیھا الفاتحۃ وتسبیحۃ فانہ یرکع والصحیح انہ لو علم انہ یقتصر علیھا لا یترک السنۃ جائز لادراک الجماعۃ فسنۃ السنۃ اولی۔ رہا یہ کہ اس تسبیح کے متعلق احادیث میں صیغہ امر وارد ہے تو قرینہ صارفہ کیا ہے ابن امیر الحاج حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ نے بحث میں بھی فرمایا تھا کہ صیغہ امر اوراس پر مواظبت وجوب ہی بتاتے ہیں علامہ صاحب بحر نے بحر الرائق میں اس کا یہی جواب دیا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اعرابی کو جب تعلیم فرمائی تو اس میں اسے ذکر نہ فرمایا یہ تعلیم نہ فرمانا وقت تعلیم اعرابی وجوب سے صارف ہے علامہ ابراہیم الحلبی نے غنیہ میں بحث علامہ ابن امیر الحاج حلبی سے موافقت فرمائی اگرچہ غنیہ ہی میں دوسری جگہ پر سنیت ہی کا قول کیا اور صاحب بحر کے جواب پر یہ فرمایا لقائل ان یقول انما یلزم ذلک ان لو لم یکن فی الصلاۃ واجب خارج عما علمہ الاعرابی ولیس کذلک بل تعین الفاتحۃ وضم السورۃ وثلاث آیات لیس مما علمہ الاعرابی بل ثبت بدلیل آخر فلم لا یجوز ان یکون ھذا کذلک۔ کفایہ میں فرمایا۔ قولہ فانا نعلم ان ھذا من ثقۃ الحدیث شیخین المصنف رحمہ اللہ تعالیٰ ان مراد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من قولہ اننا ای اھل کمال الجمیع واھل کمال السنۃ لا ان یکون المراد ما یجزیہ بہ الصلاۃ او یقارنہ الواجب لانہ لا یمکن اثبات فرضیۃ التسبیح بھذا الخبر لانہ لا یفید الزیادۃ علی الکتاب بخبر الواحد ولا اثبات الوجوب ایضا لانہ علیہ الصلاۃ والسلام لم یعلم ذلک الاعرابی حین علمہ الفرائض والواجبات وان کان القول بہ ثلث سرات من الواجبات لعلمہ۔ وفی سراج الاسلام رحمہ اللہ فان سبح مرۃ واحدۃ تروی عن محمد رحمہ اللہ انہ قال یکرہ ذلک وقال ابو مطیع البلخی لیلۃ ابی حنیفۃ رحمہ اللہ لو نقص من ثلث فی تسبیحات الرکوع والسجود لم تجز صلاتہ وذھب فی ذلک الی انہ رکن مشروع فکان نظیر القیام لوجوب ان یعلمہ ذکر مفروض قیاسا علی القیام غنیہ میں اسے ذکر کرنے کے بعد (الشرح) ای شرح الاسیبجابی انہ ان لم یقل ثلث تسبیحات اولم یحکم بفرضیۃ التسبیحات الثلث فی الرکوع والسجود قول شاذ کقول ابی مطیع البلخی تلمیذ ابی حنیفۃ رحمہ اللہ بفرضیۃ التسبیحات الثلث فی الرکوع والسجود

لہ ردالمحتار جلد ۱ صفحہ ۴۴۰ مطبوعہ مکتبہ کلیہ ملتان ۱۲ لہ غنیہ صفحہ ۲۸۱ مطبوعہ لاہور پاکستان

حتی لو نقص واحدۃ لا یجوز ترکوعہ ولا سجودہ لان کلا منھما رکن مشروع فوجب ان یجعلہ ذکر مفروض کالقیام قلنا یلزم الزیادۃ علی قولہ تعالیٰ ارکعوا واسجدوا بالقیاس وھو لا یجوز وکذا مارواہ ابوداود والترمذی عن عقبۃ بن عامر قال لما نزلت فسبح باسم ربک العظیم قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجعلوھا فی رکوعکم ولما نزلت سبح اسم ربک الاعلیٰ قال اجعلوھا فی سجودکم لا یجوز الزیادۃ بہ علی الکتاب وان کان امرا لکونہ خبر واحد لکن بقی ان یقال ینبغی ان یفید الوجوب کما فی نظائرہ ولم تحتولوا بہ بل بالسنیۃ فلم اجب عنہ فی المتصفی بانہ دل الدلیل علی عدم الوجوب ایضا لانہ علیہ الصلاۃ والسلام لما علم الاعرابی الصلاۃ لم یذکر لہ فی الرکوع والسجود شیئا ولقائل ان یقول لم لا یجوز کون ذلک رکنیۃ (السجود) متعلقۃ بادنی ما یتعلق علیہ اسم السجود وھو وضع الجبھۃ علی الارض والکلام فیہ کالکلام فی الرکوع (وتکرر فی زاد الفقہاء وغیرہ ایضا ان ادنی تسبیحات الرکوع والسجود الثلث) ان الاولی خمس مرات والاکمل سبع مرات لما خرج ابوداود والترمذی وابن ماجۃ من حدیث ابن مسعود عنہ علیہ الصلاۃ والسلام انہ قال اذا رکع احدکم فقال ثلث مرات سبحان ربی العظیم وذلک ادناہ واذا سجد فقال سبحان ربی الاعلیٰ ثلث مرات وذلک ادناہ والمراد ادنی ما یتعلق بہ فتحقق السنۃ فلذا روی عن محمد کراھۃ النقص عن الثلث ثم اذا کان الثلث ادنی وقد استقبحوا الاتیان بالادنی مع القدرۃ علی الاعلیٰ کما فی رکوعہ سبحان ربی العظیم ثلثا وفی ذلک ادناہ (وان زاد) علی الثلث (فھو ای الفعل الذی ھو الزیادۃ (تطوع) من ترکہ فقد ترک علیہ الصلاۃ والسلام وذلک ادناہ ای ادنی کمال سنۃ التسبیح ولا شک ان الزیادۃ علی الادنی افضل ولکن اذا زاد فالسنۃ ان یختم علی وتر لان اللہ وتر یحب الوتر وان اقتدی فی التسبیح (علی سرتین) واحدۃ اواثلاثا (وتری) التسبیح (والکیفیۃ جاءت صلاتہ) لعدم رکنیۃ (و) لکن (ترکہ) ای ذلک (ترک السنۃ) والاقتصار علی مرۃ وذلک الاقتصار علی مرتین لاخلال بالسنۃ (وروی عن ابی مطیع البلخی ان تسبیح الرکوع والسجود رکن لو ترکہ لا تجوز صلاتہ) وقد تقدم الکلام علیہ فی الفریضۃ الرابعۃ۔

مسئلہ۔ علمائے دین ومفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کیا فرماتے ہیں۔

جس گاؤں میں حاکم نہ ہو اس میں جمعہ کی نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ گاؤں میں جمعہ جائز ہے جہاں ہوتا ہو وہاں روکا نہ جائے کہ فتنہ ہے نیز یہ کہ وہ اسے سے

ملہ خیریہ صفحہ ۳۱۶ مطبوعہ لاہور پاکستان

بھی جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ انھیں آہستہ آہستہ اس کی تلقین کی جائے کہ وہ ظہر بھی پڑھا کریں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از پتا پور۔ بریلی محمد غوث خاں حامدی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک فتویٰ بشکل اشتہار عوام کے پیش نظر ہے جس کی سرخی یہ ہے کہ دیہات میں جمعہ کی نماز ناجائز اور گناہ ہے نہ ایک گناہ بلکہ چند گناہ اور اس میں ہر سوال کا جواب امام اہلسنت اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے فتاویٰ رضویہ سے لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ جو نہ شہر ہے اور نہ فنائے شہر اس میں جمعہ پڑھنا حرام ہے اور جواب دہندہ مفتی سید افضل حسین مونگیری ہیں اور اس میں اٹھارہ علماء اہلسنت کی تصدیقات ہیں خصوصاً حضرت مفتی اعظم ہند وغیرہم اس اشتہار کے سبب دیہات میں بے حد انتشار برپا ہے اور دوسرا فتویٰ رامپور سے میری نظر سے گذرا اس میں حضرت مفتی اعظم ہند کا جواب ہے اس میں لکھا ہے کہ جہاں ہمارے مذہب میں جمعہ نہیں اور عوام پڑھتے ہوں تو ان لوگوں کو منع نہ کیا جائے کہ آخر نام الٰہی لیتے ہیں جو بعض ائمہ کے طور پر صحیح آتا ہے تو اب سوال یہ ہے کہ ان دونوں فتووں میں ہم کس کو غلط سمجھیں اور جب دیہات میں جمعہ پڑھنا گناہ ہے تو پھر یہ حکم کیوں ہوا کہ ذکر الٰہی تو ہے اور پہلے فتوے میں حضرت مفتی اعظم ہند نے تصدیق کیوں فرمائی اور علماؤں نے بھی یہ غلط بات تصدیق کیوں فرمائی ہم کو صاف صاف اور اردو زبان میں سمجھایا جائے جس میں گول مول بات نہ ہو کہ فتویٰ بشکل اشتہار غلط ہے اور دیہات (میں) جمعہ پڑھنا گناہ نہیں ہے فقط بینوا توجروا اور دیہات میں جمعہ کے بعد جو چار فرض ظہر احتیاطی کو حکم رامپور کے فتوے میں ہے (وہ) جماعت سے پڑھے جائیں یا علیحدہ علیحدہ فقط بینوا توجروا۔

نمبر(۲) زید کا کہنا ہے کہ جب دیہات (میں) جمعہ نہیں ہے تو آج کل شہر میں بھی نہیں ہو سکتا کیوں کہ ہندوستان دارالاسلام نہیں دارالحرب ہے کہ ہماری شریعت کی بہت سی باتیں نہیں مانی جارہی ہیں جیسے آج کوئی عورت اپنے شوہر کو طلاق دینا چاہے تو کلکٹر کے یہاں وہ طلاق دے سکتی ہے اور نہ الفصائی بھی بہت ہو رہی ہے اور ہولی میں جبراً رنگ مسلمانوں پر ڈالا جاتا ہے اور گائے کی قربانی بھی نہیں کر سکتے اور مسلمانوں کو روزگار بھی نہیں مل رہے ہیں جہاں شریعت کی سب باتیں نہ چل رہی ہوں وہ جگہ دارالحرب ہے وہاں جمعہ نہیں ہو سکتا تو کیا زید کا یہ کہنا صحیح ہے یا نہیں اور ہندوستان دارالاسلام ہے کہ دارالحرب اس کی پوری تفصیل حدیث شریف سے یا دیگر کتب ائمہ سے عنایت فرمائی جائے فقط بینوا توجروا۔

(۳) گاؤں میں لوگ اگر جمعہ پڑھیں تو اس میں جانے والا شریک ہوا یا نہیں فقط

الجواب۔ کسی کو بھی نہیں۔ اشتہار میں جو احکام اعلیٰ حضرت کے فتاوی سے چھاپے ہیں وہ ہر بنائے مذہب حنفی ہیں۔ دوسرے فتوے میں جو تحریر ہے وہ بھی اس اشتہار میں ہے وہ بھی اعلیٰ حضرت کا ارشاد ہے۔ جہاں عوام پڑھتے آئے ہیں وہاں انھیں اس سے روکنے میں فتنہ کا اندیشہ ہو تو نہ روکا جائے۔ صرف ظہر کے فرض پڑھنے کی تاکید کی جائے۔ اور اگر ایسے لوگ سمجھدار ہوں کہ وہ مذہب کا حکم سمجھ کر گردن رکھ دیں اور کسی قسم کا فتنہ نہ ہو تو وہاں انھیں اقامت جمعہ سے روکا جائے کہ جہاں فرض نہیں وہاں پڑھنا خلاف مذہب ہے جو فرض نہیں اسے فرض سمجھنا خلاف مذہب ہے۔ جو فرض ہے ظہر اس کا ترک اور جہاں ظہر فرض ہے وہاں جمعہ سے اس کا ذمہ سے اتر جانا سمجھنا خلاف مذہب ہے وکر تو ہے مگر مذہب حنفی کے خلاف اس کی اقامت سے اس کی اقامت سے وہاں فرض ظہر کی اضاعت ہے۔ تو ذکر ہونا اور بعض ائمہ کے طور پر صحیح ہونا اور بات ہے اور اس کا اس جگہ جہاں ظہر فرض ہے بے جا ہونا اور بات ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے وہ فتاوے سب کلام کا جا و درست ہیں اس لئے تصدیق کی گئی دوسرا فتوی اعلیٰ حضرت کے ان فتاوے سے ہرگز معارض نہیں دوسرے فتوے میں جو یہ تحریر ہے کہ جہاں ہمارے مذہب میں جمعہ نہیں اور عوام پڑھتے ہوں تو ان لوگوں کو منع نہ کیا جائے الخ وہ بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا ارشاد ہے۔ وہ اوپر کے احکام کے معارض نہیں جہاں فتنہ عوام کا اندیشہ صحیح ہو وہاں منع نہ کیا جائے۔ فرض ظہر بھی پڑھنے کی تاکید کی جائے۔ دیہات میں جمعہ پڑھنا مذہب حنفی میں ہرگز جائز نہیں مگر عوام پڑھتے ہیں اور منع کرنے سے باز نہ آئیں گے فتنہ برپا کریں گے تو ان کو اتنا ہی کہنا ہوگا کہ بھائیو ظہر کے چار رکعت بھی پڑھو کہ تم پر ظہر ہی فرض ہے۔ جمعہ پڑھنے سے تمہارے ذمہ سے وہ ظہر ساقط نہ ہوئی۔ وہ فرض ظہر بھی جماعت ہی سے پڑھنے کو کہا جائے کہ بے عذر ترک جماعت گناہ ہے۔

۲۔ ہندوستان دارالاسلام ہے اعلیٰ حضرت کا رسالہ اعلام الاعلام بان ھندوستان دارالاسلام دیکھیں زید کا کہنا غلط ہے۔ تفصیل کے لئے اعلیٰ حضرت کا ہی رسالہ دیکھیں۔

۳۔ جاننے والا شریک نہ ہو اور بخوف فتنہ شرکت کرے تو ظاہر کردے کہ جمعہ یہاں پڑھنا خلاف مذہب حنفی ہے اس سے ظہر ذمہ سے ساقط نہیں ہوتی چار فرض ظہر پڑھو اور خود بھی پڑھے۔ واللہ الہادی وھو تعالیٰ اعلم۔

احکام مسجد

مسئلہ ۱۔ جو زنانہ عرس میں مسجد کی چار دیواری سے ایک دیوار پر دونوں جانب دو نوبتیں مع نفیری بجوائے کیا یہ گناہ نہیں اگر ہے تو ایسے شخص کی بابت کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ مسجد کی دیوار کو اپنے استعمال میں لانا حرام ہے نہ کہ اس پر کچھ نجاست ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مسئلہ ۲۔ ماقولکم رحمکم اللہ دریں مسئلہ کہ یہاں لوگوں نے یہ دستور کرلیا ہے کہ قبل ہر نماز اور بعد نماز صحن مسجد میں بیٹھ کر یا ٹہل کر باتیں کرتے ہیں کچھ لوگ فحش وغیبت اور کچھ لوگ اپنے کارنامے فحش ولغویات اور خلاف شرع حرکات سے بھرے ہوئے فخریہ بیان کرتے ہیں اکثر کو اس سے روکا گیا لوگوں نے عمل بھی کیا اور صحن مسجد کو چھوڑ کر خارج مسجد میں بیٹھنا شروع کیا مگر اکثر لوگ اب تک بدستور سابق عمل پیرا ہیں۔ یہاں اکثر مسجد میں باتوں ہی باتوں میں لڑائی پر نوبت آجاتی ہے یہ قصے تفنیے بند نہیں کئے جاتے۔

۳۔ یہاں مسجد میں چھوٹے چھوٹے بچے ہر وقت پھرتے رہتے ہیں کبھی صحن مسجد میں کبھی حوض میں کنکر پتھر ڈالتے ہیں اور کبھی مسجد کے نل کو ــــــــــــ مسجد میں جمع رہتی ہیں اکثر لوگ اپنے اپنے بچوں کو خود ہمراہ لاتے ہیں اکثر نماز ہوتی ہے اور یہ لوگ شور مچاتے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ان کے والدین سے کہتا یا بچوں کو ڈانٹتا ہے تو وہ لوگ لڑنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ ان احکام کو ذرا تفصیل سے بحوالہ کتب بیان فرمائیے۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ ۱۔ مسجد میں دنیا کی مباح باتیں کرنا تو ناجائز ہے فحش وغیبت کا کیا پوچھنا جو خود حرام ہیں اور مسجد میں سخت تر حرام دنیوی مباح باتیں مسجد میں کرنا حسنات کو ایسا کھا لیتا ہے جیسے چوپایہ گھاس پھر لغو کہانی قصے اور فحش وغیبت کا کیا کہنا۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ منیہ[1] میں علامہ ابراہیم حلبی فرماتے ہیں یجب ان تصان عن حدیث الدنیا اھ مختصرا۔ واجب ہے کہ مساجد کو دنیوی باتوں سے صیانت کی جائے اسی میں ہے والکلام المباح فیہ مکروہ وہو اکل الحسنات کما تاکل البہیمۃ الحشیش یعنی کلام مباح

[1] منیہ ص ۵۱۸ مطبوعہ رحیمیہ دیوبند

مسجد میں مکروہ ہے اور وہ حسنات کو اس طرح کھا لیتا ہے جیسے چوپایہ گھاس کو یہ مضمون خود حدیث شریف میں موجود ہے یہی علامہ اسی غنیہ میں فرماتے ہیں کذا ذکرہ حدیثا صاحب الکشاف یہاں تک کہ مسجد میں اپنی گمی چیز کا دریافت کرنا ناجائز ہے۔ حدیث میں فرمایا من سمع رجلا ینشد فی المسجد ضالۃ فلیقل لا ردھا اللہ علیک فان المساجد لم تبن لھذا ان لوگوں پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جو لوگ مساجد میں اپنے بچوں کو لاتے یا ان کے بچے جاتے ہیں اور وہ انھیں نہیں روکتے روکنے والوں سے لڑتے ہیں گنہگار ہیں اس ارشاد حدیث سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی و مخالفت کرتے ہیں حدیث شریف میں فرمایا جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم وشراءکم وبیعکم وخصوماتکم ورفع اصواتکم واقامۃ حدودکم وسل سیوفکم الحدیث غنیہ میں فرمایا یجب ان تصان عن ادخال المجانین والصبیان لغیر الصلاۃ واجب ہے کہ مساجد مجنوں اور بچوں کو علاوہ نماز کی داخل کرنے سے بچائی جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زید بہ نیت حسنات دیوار الف میں سوراخیں کر کے کڑیاں ڈال کر اب میں ایک حجرہ بنانا چاہتا ہے جس وجہ سے بکر کا کچھ حصہ توڑنا پڑے گا۔ آیا یہ اس کو جائز ہوگا یا نہیں۔ نیز زید نماز پنجگانہ کا حاطہ ہے اور مصرف نماز سے خارج زید اس کو مسدود کر کے اور قدیمی سوراخیں بنا کر اور کڑیاں ڈال کر بکر کا پورا حصہ دوکانی صورت میں تبدیل کر کے کرایہ پر جاری کر سکتا ہے یا نہیں۔ اس کے کرایہ سے مسجد کے اخراجات میں سہولت حاصل ہوں گی۔ واقف بقید حیات نہیں ہے۔ ملاں ان محکمہ آبکاری سے چندہ لے کر مسافر خانہ ندر احاطہ مسجد۔ حجرہ مسجد خواہ مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں نقشہ مسجد برائے معائنہ منسلک ہے۔

المستفتی شاہ محمد یٰسین کاپسٹ کلکٹری

الجواب۔ بعد تمام مسجدیت دیوار مسجد کو کسی کام میں نہیں لا سکتے اگر چہ مسجد کے مصالح کے لئے بھاد وقاف ہوں ان میں سے اس کے کنارہ پر کوئی دیوار اٹھا سکیں نہ اس پر کڑیاں رکھ سکیں۔ تاتارخانیہ درمختار میں ہے لو بنی فوقہ بیت للامام لا یضر لانہ من المصالح اما لو تمت المسجدیۃ ثم اراد البناء منع ولو قال عنیت ذلک لم یصدق اس میں اس کے بعد براز یہ ہے فاذا کان ھذا فی الواقف فکیف بغیرہ فیجب ھدمہ ولو علی جدار المسجد ولا یجوز اخذ الاجرۃ منہ ولان یجعل شیئا منہ مسکنا ولا

لہ درمختار مع شامی جلد سوم صلہ، لہ غنیہ صلہ، صلہ مطبوعہ رحیمیہ دیوبند

سکھی بحرالرائق پھر ردالمحتار میں ہے لایوضع الجذع علی جدار المسجد وان کان من اوقافہ الخ کہ دیوار مسجد ہے اس میں سوراخ کرکے حجرہ کی کڑیاں رکھنا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) یہ صورت بھی ناجائز ہے کہ ذہبی دیوار مسجد ہے اور اس میں کڑیاں رکھنا ناجائز پھر فناء مسجد کا حکم وہی ہے جو مسجد کا حکم ہے فناء مسجد میں بھی بعد تمام مسجدیت دوکانیں نہیں بنائی جاسکتیں مبسوط امام سرخسی پھر عالمگیری[1] میں ہے قیم یرید ان یبنی حوانیت فی فناء المسجد لایجوز لہ ذلک لانہ یقطع حرمۃ المسجد لان فناء المسجد لحکم المسجد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) ملازمان آبکاری کو تنخواہ اگر خاص اس زر حرام سے ملتی ہے اور ان کے پاس اس کے سوا اور کوئی ذریعہ آمدنی نہیں تو وہ زر حرام ان سے لینا جائز نہیں اور اگر ایسا نہیں تو لینا جائز ہے اس کا ثواب یاں الی یطیب لا یطیب الا طیب ہاں اگر وہ قرض لے کر دیں تو اس کا اخذ جائز ہوگا۔ اور وہ اس پر ثواب کے بھی مستحق ہوں گے۔ مسافر خانہ اگر غلاف شرط واقف بنایا جائے گا تو یہ حرام ہوگا احاطہ مسجد میں مسجد کے خارج مصالح کے لئے جو عمارت جائز ہے وہ ثواب کا کام ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ کسی شخص کی اراضی کو کوئی دوسرا شخص بغیر مالک کی اجازت سے اراضی کو مسجد کے تصرف میں کرسکتا ہے یا نہیں اور اگر اس کی بغیر اجازت کے کچھ حصہ جبراً مسجد کے تصرف میں لایا گیا تو آیا یہ حصہ مسجد کا ہوگیا یا نہیں اور ان کا یہ فعل کیسا ہے جو حکم ہو مطابق شریعت صادر فرمایا جاوے۔ بینوا توجروا

الجواب۔ غیر کی مملوک زمین بے اس کی اجازت کے زبردستی بغیر معاوضہ دیئے مسجد میں داخل کر لینے کا کسی کو حق نہیں خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ مسجد کو اس کی حاجت نہ ہو۔ مسجد کی وسعت کی ضرورت نہ ہو۔ وہ مسجد ویران سے لوگوں کو کافی ہو۔ ہاں جب مسجد وسیع کرنے کی ضرورت ہو کہ نا کافی ہو تو معاوضہ دے کر زمین داخل کی جاسکتی ہے یوں اگر وہ شخص راضی نہ ہو اسے جائز طور پر معاوضہ لینے زمین دینے پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔ اسعاف وغیرہ میں ہے لو ضاق المسجد علی الناس وبجنبہ ارض ملک الرجل لو اخذ منہ بالقیمۃ کرہ ذلک فعل الضرار العام ویجبر الخاص باخذ القیمۃ جو زمین غصب کرکے مسجد میں داخل کی گئی اتنا حصہ ہرگز مسجد نہیں۔ جن لوگوں نے ایسا کیا وہ ظالم غاصب مستحق تارک اللہ اور حق العبد دونوں میں گرفتار ہیں۔ ان پر توبہ لازم ہے۔ مسجد کو اگر حاجت نہ ہو فوراً اتنی زمین اس سے خارج کردی جائے اگر مالک راضی نہ ہو اور اگر حاجت ہو تو مالک کو اس کا معاوضہ دیا جائے۔ اگر صورت وہ ہو کہ مسجد کو حاجت نہ ہو اور مالک اپنی

[1] عالمگیری متخانیہ جلد دوم صفحہ ۴۶۳ مطبوعہ بیروت ۔ [2] بحرالرائق جلد ۵ صفحہ ۲۵۸ مطبوعہ کوئٹہ

زمین ہی لینا چاہتا ہو۔ معاوضہ لے کر زمین چھوڑ دینے پر راضی نہ ہو تو زمین واپس کی جائے گی۔ اور اس کے داخل اور خارج کرنے میں اور مسجد کی پھر درستی میں جو کچھ صرف ہوگا اس کا ذمہ دار وہی ہوگا جس نے برائے زمین مسجد میں ڈال دی تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۱ ۔ از بمبئی لال باغ مرسلہ مسئول سیٹھ محمد ابراہیم صاحب مرسلہ مولوی نذیر احمد صاحب۔ ۱۸ شوال المکرم

ایک مسجد اس طرح واقع ہے کہ اس کا دروازہ صحن مسجد سے جدا اور سطح مسجد سے بالا حصہ میں ہے دروازہ سے متصل ایک مندر ہے بلدیہ کا محکمہ تعمیرات اس طرف ایک سڑک بنا رہا ہے وہ چاہتا ہے مسجد کی اس خارج از مسجد زمین میں سے جہاں صرف دروازہ واقع ہے ایک حصہ سڑک کے لئے دیدیا جائے اور اس کے بدلے کی زمین اسی کے متصل ایسی لے لی جائے جس میں صدر دروازہ شاندار تعمیر ہونے کے علاوہ اس کے ہر دو جانب کچھ دوکانیں بھی تعمیر ہو سکیں گی۔ اس جدید دروازہ اور دوکانوں کی تعمیر محکمۂ مذکور کے ذمہ ہوگی۔ جب کہ مسجد کی ملحقہ وہ زمین جو صحن مسجد سے جدا گانہ صرف دروازہ کی صورت میں ہے۔ محکمہ مذکور کو دینے سے دو فوائد مترتب ہوں گے۔

(۱) اہم ترین فائدہ یہ ہے کہ مندر بالکلیہ سڑک میں آجائے گا۔ اور ہمیشہ کے لئے بت پرستی کی جڑ بنیاد قرب مسجد سے نیست نابود ہو جائے گی جس کی موجودگی سے اس نازک زمانہ میں ہر وقت فساد و فتنہ پیدا ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔

(۲) دوکانوں کے بن جانے سے مسجد کی آمدنی کا ایک سامان ہو جائے گا تو سوال یہ ہے کہ ان دو امور کو مدنظر رکھ کر بالخصوص بنیاد شرک مٹ جانے کی نیت سے اس حصہ زمین کا محکمۂ تعمیرات بلدیہ کو بالمعاوضہ دے دینا جائز ہے یا نہیں۔ تمہ بہ سے جواب دیجئے اور اجر حاصل کیجئے۔

الجواب ۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ کسی وقف کی ہیئت کا بدلنے کا کسی کو اختیار نہیں۔ [۱] یہ در تنویر الوقف عن ہبات عامۂ کتب معتبرہ میں موجود ہے۔ بعض متون کی اس عبارت سے کوئی دھوکا نہ کھائے مثلاً تنویر الابصار میں فرمایا جعل شیئ من الطریق مسجدا جاز لکھ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسجدیت باطل کر کے گذرگاہ بنا دی جائے بلکہ یہ مطلب ہے کہ مسجد کے کسی جزو کو بحال رکھ کر وقت حاجت فقط انسان غیر محدث بحدث اکبر ٹھہرا لیا جائے درمختار میں فرمایا (لکھ) ای تحیوا من عکہ وھو اذا اجعل فی المسجد مصر لتعارف اھل الامصار فی الجوامع وجاز لکل احد ان یصرفہ حتی الکافر الا الجنب والحائض والنفساء [۲]

---

[۱] درمختار مع شامی جلد سوم ص ۴۱۹ مطبوعہ کوئٹہ پاکستان، [۲] فتاوی عالمگیری مع غنیہ جلد دوم ص ۴۶۰ مطبوعہ بیروت

پھر یہ جواز بھی مختلف فیہ ہے اور وہ بھی ہر حال نہیں بلکہ وقت ضرورت وعدم الحاجت رد المحتار میں فرمایا قولہ لکنہ فیہ خلاف کما بافی محرروا وھذا عند الاحتیاج کما قیدہ فی النفع رد المحتار میں تتارخانیہ اس میں فتاوی ابواللیث سے تو اس کا عدم جواز نقل کیا اور اسی کو تتارخانیہ میں صحیح فرمایا۔

اور فتاوی متابیہ اس میں خواہر زادہ سے یہ نقل فرمایا کہ اگر راستہ تنگ ہو اور مسجد وسیع زائد از حاجت تو راستہ میں مسجد سے زیادت جائز ہے اور چونکہ اسی پر ستون کا اطباق تھا تو اسی کو معتمد بتایا عبارت یہ ہے فی التاتارخانیۃ عن فتاوی ابی اللیث واذا ضاق الطریق ان یجعلوا شیئا من المسجد طریقا للمسلمین فقد قیل لیس لھم ذلک وانہ صحیح ثم نقل عن العتابیۃ عن خواھر زادہ اذا کان الطریق ضیقا والمسجد واسعا لا یحتاج الی بعضہ تجوز الزیادۃ فی الطریق من المسجد لان کلیھما للعامۃ اھ والمتون علی الثانی فکان ھو المعتمد۔

اس میں غیر جنب و حائض و نفساء مسلمان اور کافر ذمی کے مرور کی حرمت بوجہ ضرورت ساقط ہوگی۔ جمیع احکام مسجد اس سے ساقط نہ ہوں گے۔ اسی میں ہے تسقط حرمۃ المرور فیہ للضرورۃ لکن لا تسقط عنہ جمیع احکام المسجد فلذا لم یجز المرور فیہ کجنب ونحوہ کما مر رد المحتار میں فرمایا یتخذ فی المسجد ممر ای تمر فیہ المارۃ مع بقاء المسجدیۃ وحفظ الآداب فلا یحل دخول جنب ولا حائض ولا نفساء ولا دخال دابۃ کما مر شرنبلالی نص علیہ فی النھر والبحر وغیرھما مسجد کی مسجدیت کسی مصلحت کے لئے باطل نہیں ہو سکتی جو زمین مسجد ہو چکی بجمیع اجزائہ ابدا مسجد رہے گی رد المحتار میں فرمایا المسجد لا یخرج عن المسجدیۃ ابدا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۔ از گورکھپور مرسلہ مولوی الفت علی صاحب

سوال۔ کیا حکم ہے شریعت غرا ملت بیضا کا صور مسئولہ میں

(۱) دروازہ احاطہ مسجد کی بام نما توسیع بلا ضرورت سخت مع انہدام کوٹھری کرایہ مسجد بزدیہ کثیر موقوفہ مسجد جائز ہے یا نہیں؟

(۲) دروازہ احاطہ مسجد کی تحویل و توسیع میں سے جب کہ تحویل میں مسجد کی آمدنی کا اضافہ ہو اس طرح پر کہ اس کی جگہ پر ایک اور کوٹھری بنا دی جائے اور توسیع میں جب کہ نقصان ہو اس طرح پر کہ بجائے تعمیر انہدام کوٹھری لازم آتا ہے مگر اس کی مکافات دروازہ پر کوٹھری بنا کر کی جاوے بظاہر مع عدم مکافات کرایہ تو کس پر عمل کیا جاوے؟

لہ رد المحتار جلد سوم ص۴۱۹ مطبوعہ کوئٹہ پاکستان، لہ ایضاً ص۴۲۰

الجواب۔ بے ضرورت وحاجت ومصلحت اپنے روپئے صرف کرنا بھی نہ چاہئے نہ کہ وقف کا مال اگر تحویل باب میں نفع ہو یا مصلحت وضرورت ہو تو کرسکتے ہیں۔ یوہیں اگر توسیع کی حاجت ہو تو توسیع بھی کی جا سکتی ہے۔ جب کہ کوئی مانع شرعی نہ ہو۔ وقف کے روپیہ سے بھی کرسکتے ہیں جب کہ وہ روپیہ تعمیر کے لئے ہو اور اگر تعمیر کے لئے نہ ہو تو شرط واقف کے خلاف صرف نہیں کرسکتے کہ شرط واقف مثل نص شارع واجب الاتباع ہے۔ مسجد کا اگر کوئی متولی ہے تو وہ کرے گا ورنہ اہل محلہ اسعاف فی حکم الاوقاف میں ہے ویحول اھل المحلۃ باب المسجد من موضع الی موضع اخر جاز عامہ کتب فقہ میں ہے شرط[1] الواقف کنص الشارع مگر سوال رہا میں جب کہ بلا ضرورت کالفظ سے یہ بجائے نفع کے مسجد کا نقصان ہے پھر یہ کہ شرط واقف کا خلاف بھی ہے وقف کو اس کی ہیئت سے بدلنا بھی ہے تو کسی طرح یہ توسیع ہرگز جائز نہیں کتب معتبرہ میں ہے لایجوز[2] تغییر الوقف من ھیأتہ فلا یجعل الدکان خانا او جوا یسا کریں گے وہ نہ مسجد کے بھی ذمہ دار ہوں گے اور ان کے ذمہ لازم ہوگا کہ جیسی دوکان پہلی تھی ویسی ہی کردیں۔

یہاں تو دوکان سرے سے اوڑا ہی دی وقف کی تغییر ہیئت تو جائز ہے ہی نہیں جیسا کہ مذکور ہوا اگرچہ مقصود دونوں کا ایک ہی ہو جیسے دوکان سے بھی مقصود کرایہ ہے تو یہ جائز نہیں کہ دوکان کو حمام کردیا جائے لان[3] شرط الواقف کنص الشارع فی وجوب العمل بہ نہ کہ خلاف مقصود اور وہ بھی بالکل بے سود نہ صرف بے سود بلکہ بجائے نفع نقصان موجود یہ اس صورت میں ہے جب کہ وہ دوکان مسجد پر وقف ہو مسجد کی دوکان ہونا اصالۃ ہے اور مسجد پر اس کا وقف ہونا بالتبع ہے اور اگر وہ مسجد پر وقف نہیں تو توسیع کرسکتے ہیں جب کہ اس کی حاجت ہو اور جب کہ وقف کا روپیہ تعمیر کے لئے ہو اور اگر وہ تعمیر کے لئے نہ تھا اور مصرف کا تھا جب تو بہر حال اس روپئے کی ذمہ داری صرف کرنے والوں پر ہے یعنی اگرچہ جس صورت سے توسیع جائز ہوا سی صورت میں اس دوکان کو توسیع میں صرف کیا ہو۔

۲ جائز ہے جب کہ نفع ہو اور دروازہ جس کے بجائے دوکان ہوئی فنائے مسجد سے خارج ہو فنائے مسجد کا حکم وہی ہے جو مسجد کا جیسے مسجد کا کوئی حصہ دوکان وغیرہ نہیں کیا جاسکتا یوں ہی فنائے مسجد کا بھی اور اس توسیع کا حکم اوپر معلوم ہوگیا جس صورت میں جائز نہیں اگرچہ اس کے بجائے دس کوٹھریاں بنا کر مکانات کی جائے اگرچہ وہ دوسوں کرایہ کی ہوں۔ ہرگز جائز نہیں۔ اسعاف میں فرمایا اوقف فیما اوقف فی حدود المسجد وفنائہ۔ قال الفقیہ ابو اللیث لایجوز لہ ان یجعل شیئا من المسجد مسکنا ومستغلا

---

[1] فتاوی عالمگیری من خانیہ جلد دوم صفحہ ۴۶۰ [2] ردالمحتار جلد سوم صفحہ ۳۸۲ مطبوعہ کوئٹہ

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از بریلی شہر کہنہ ۲۶ جمادی الآخر ۵۲ھ

عمرو نے درخت مسجد کے آرام کے واسطے لگائے اگر اس میں کچھ لکڑی کسی وجہ سے کٹوائی گئی تو مسجد کے اندر صرف ہونا چاہئے یا بجائے عمرو کے زید اپنے صرف میں لاسکتا ہے اپنی ملکیت بنا کر؟

الجواب ۔ جو درخت مسجد میں لگاتے ہیں وہ مسجد کے ہیں مسجد کے درخت کی لکڑی اپنے کام میں نہ عمرو لاسکتا ہے نہ زید نہ کوئی اور مسجد ہی میں صرف کی جائے گی۔ خود یا فروخت کرکے اس کی قیمت اسعاف فی احکام الاوقاف میں ہے لو غرس فی المسجد تکون للمسجد لانہ لا یغرس فیہ لیکون مذکورا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸ ۔ از الہ آباد انگوں ڈاکخانہ مرسلہ مولوی علی احمد صاحب امام مسجد ۱۲ ذی القعدہ ۵۲ھ

اذان کی جگہ چھوڑ کر مسجد کے اندر اذان دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہو تو فقہا کے اقوال مسطورات الذیل کے مطلوب کیا چنانچہ فتاوی قاضی خاں فتاوی کی خلاصہ خزانۃ المفتین فتاوی عالمگیریہ بحر الرائق شرح نقایہ برجندی فتح القدیر ان تمام کتابوں میں مندرج ہے کہ لا یؤذن فی المسجد اور غنیہ فی شرح المنیہ میں ہے الاذان انما یکون فی المؤذنۃ او خارج المسجد والاقامۃ فی داخلہ فتح القدیر کے باب الجمعہ میں ہے ھو (ای الاذان) ذکر اللہ فی المسجد ای فی حدودہ لکراھۃ الاذان فی داخلہ خط طاوی علی مراقی الفلاح میں مرقوم ہے یکرہ ان یؤذن فی المسجد کما فی التجنیس عن النظم محمد قدوۃ الرعایہ فی شرح الوقایہ میں ہے قول بین یدیہ ای مستقبل الامام فی المسجد کان اوفی خارجہ وللسنون ھو الشامل اور اگر جائز نہ ہو تو مقرری مؤذن ہوتے ہوئے اس کے بغیر اذان وحکم وسعت وقت کے اندر اگر کوئی دوسرا شخص استہزار مسجد اذان کہتے ہوئے قریب بار کے بیٹھے ہوئے مسجد کے اندر کھڑے ہو کر اذان دے دیوے اور مؤذن مقرر ماہوار کر لیتے ہے تو کیا ہے؟ مدلل ومفصل مع حوالہ کتب معتبرہ تصحیح وتوضیح فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب ۔ مسجد میں موضع صلاۃ میں اذان خلاف سنت ومکروہ تحریمی ہے فاطبۃ اجمع اکرام علماء اعلام فقہاء عظام جہابذۂ فخام اس کی ممانعت فرما گئے کتب فقہ اس سے مالا مال ہیں سائل نے جو چند کتب معتمدہ کی عبارات سوال میں لکھیں ان کا صریح مطلب یہی ہے کہ مسجد میں اذان نہ کہی جائے اذان مئذنہ میں ہو یا خارج مسجد اور اقامت داخل مسجد ہو اذان صدر مسجد میں ہو کر داخل مسجد اذان مکروہ ہے۔ مکروہ ہے کہ اذان مسجد میں دی جائے خارج مسجد ہی اذان ہونا مسنون ہے تبیین الامام فخر الملۃ والدین زیلعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تبیین الحقائق

لہ جلد اول ص۵۵ بیروت، لہ ص۱۰۱، لہ جلد اول

شرح کنز الدقائق میں فرمایا السنۃ ان یکون الاذان فی المنارۃ والاقامۃ فی المسجد سنت ہے یہ کہ اذان منارہ پر ہو اور اقامت مسجد میں جو مؤذن مقرر ہے اس کے ہوتے ہوئے بے اس کی اجازت دوسرے کو اذان کہنا گویا اس کی حق تلفی کرنا ہے ایسا نہ چاہئے خصوصاً اس طرح کہ اس کے ساتھ اس سے استہزاء مقصود ہو اس کی ایذا منظور ہو ایسا شخص یقیناً گنہگار اور مؤذن کے حق میں گرفتار ہے اس سخریہ پر اس تمسخر کا بار ہے اس کے سر ناحق ایذاء مسلم اور مسجد میں قہقہہ زنی کا الزام سوار ہے حدیث میں ناحق ایذاء مسلم کو ایذاء اللہ و ایذاء رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اٰذی مسلماً فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اٰذی اللہ۔ اذان کے ساتھ استہزاء تو کفر ہے اس نے یا استہزاء مؤذن کے ساتھ کیا یہاں اذان کے ساتھ استہزاء کا تو کوئی محل سمجھ میں نہیں آتا مؤذن کو اسی اذان کا اعادہ ہی چاہئے تھا جو خلاف سنت مسجد کے اندر کہی گئی کہ مسجد کے اندر کی اذان سے خاص یا تو بالکل ہی اعلام حاصل نہ ہوگا یا بروجہ کمال اور اذان انہیں مگر برائے اعلام اسی لئے اگر کوئی آہستہ آہستہ اذان کہے جس سے اعلام حاصل نہ ہو اس اذان کا اعادہ کرنا ہوگا تو جیسے اس اذان کا اعادہ چاہئے یونہیں اس کا بھی اذان کے سنن سے ہی یہ ہے کہ ایسی جگہ کہی جائے جہاں جمع طیران ہو میثم[1] امام سرخسی میں فرمایا یؤذن المؤذن حیث یکون اسمع للطیران لان المقصود اعلامهم ویرفع صوته لان الاعلام لا یحصل الا به اور اگر اذان مسجد کے باہر صحن میں کہی تو اگرچہ اس صورت میں اعلام میں کوئی نمایاں کمی نہ ہوگی مگر خلاف سنت و مکروہ ہے لہٰذا اعادہ چاہئے اس شخص پر لازم ہے کہ مؤذن سے جس کے ساتھ تمسخر کیا ناحق ایذا پہونچائی معافی مانگے اور مولیٰ عزوجل کی جناب میں توبہ کرے کہ تمسخر حرام ہے اس میں حق اللہ و حق العبد دونوں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۔ مرسلہ نذیر احمد مظفر پوری ڈاکخانہ ہیدیہ باغی ضلع ہگلی بشرف ملاحظہ حضرت قبلہ مفتی اعظم جناب مولانا مصطفےٰ رضا خاں صاحب دامت برکاتہم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل مندرجہ ذیل میں۔

(۱) ایک مسجد بہت پرانی ہے نئے سرے سے بنوانے کی تجویز پر شہید کی گئی اب چند لوگوں کی رائے ہے کہ ایک دریہ مسجد کا پیچھے یعنی پچھم کی طرف چھوڑ دیا جائے تجرید یا حوض یا غسل خانہ وغیرہ بنانے کے خیال سے اور پورب کی طرف ہٹ کر مسجد بنائی جائے آیا اصل مسجد کی جگہ جماعت خانہ کی چھوڑ کر مسجد بنا سکتے ہیں؟ اور اس جگہ کو کسی اور کام میں لا سکتے ہیں یا نہیں اور اگر مسجد مسجد ہی رہے گی دوسرے مصرف میں اس کی جگہ نہیں لا سکتے تو جو لوگ کسی اور کام میں مسجد کی جگہ لانے پر اڑے ہوئے ہیں اور پورب میں ہٹ کر نئی مسجد بنانے پر تلے ہوئے ہیں

[1] حلبی الصغیر حاشیہ منیۃ المصلی ص ۹۲، [2] جلد اول ص ۱۳۸ مطبوعہ بیروت۔

تو اس صورت میں عامۂ مسلمین کو حق بامن و امان روکنے کا شرعاً حاصل ہے یا نہیں نیز اس پر اصرار کہ مسجد اپنی اصل ہی جگہ پر بنے اس کا حق بھی حاصل ہے یا نہیں؟

الجواب۔ جو جگہ مسجد یعنی موضع صلاۃ وقف ہو چکی اسے کسی دوسرے کام میں لانا حرام اشد حرام ہے وہ ابدا نماز و ذکر خدا ہی کے لئے ہے وہاں حجرہ یا حوض و غسل خانہ بنانا خانۂ خدا کی توہین اور اس کی ویرانی ہے جو لوگ اس پر اٹھے ہیں وہ بیت اللہ کی توہین کرنے کرانے پر اٹھے ہیں انھیں ہر ممکن مگر جائز طور پر اس شنیع کام سے روکا جائے ہر مسلمان پر انھیں اس خبیث حرکت سے باز رکھنے کی سعی فرض ہے دالان دریے ہے یا پورب کی طرف ہٹ کر بنے مگر پچھم ہرگز کسی دوسرے کام کے لئے نہیں ہو سکتی اگرچہ وہ کام ایسا ہی ہو جس میں توہم توہین و تلویث بھی نہ ہو غسل خانہ تو غسل خانہ ہے یوں ہی حوض و حجرہ مسجد تو مسجد کسی واقف کو اس کی ہیئت سے بدلنا جائز نہیں شرط واقف کا اتباع مثل اتباع نص شارع واجب ہے کتب معتمدہ معتبرہ میں تصریح ہے شرط الواقف کنص الشارع فی وجوب الاتباع والعمل وفی تصریح ہے لایجوز تغییر الواقف عن ھیئتہ فلا یجعل الکنیف خانا اھ

مسجد کا تو ہر ایسی چیز سے بچانا لازم ہے جس میں توہم اہانت و تلویث ہو نہ کہ اسے حوض و غسل خانہ کر دینا ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا جائز نہیں یہاں تک کہ اگر کوئی اپنی گمی چیز وہاں دریافت کرے تو ان سے بجائے بتانے کے یہ کہا جائے لا ردھا اللہ علیک خدا تیری گمی چیز تجھے نہ ملائے مسجدیں اس لئے نہیں بنیں یہ حدیث کا ارشاد ہے نہ کہ اسے موضع صلاۃ و ذکر نہیں کے لئے وہ بنی تھی اس سے نکال کر اس کی یہ حرمت باطل کر کے جو بات حرام تھی اس کے لئے کر دینا وہ لوگ ہوا جو اس شنیع ارادہ و نیت پر اٹھے ہوئے ہیں وہ کیا ہیں اگر خود واقف بعد تمام مسجدیت ایسا کرنا چاہتا ہے ہرگز نہ کر سکتا متولی ہوتا تو اس کی تولیت توڑ دی جاتی۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۱۰۔ از شہر بنارس مرسلہ عبدالرحمن صاحب معرفت عبدالجبار عبدالغنی صاحبان مورخہ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۳۰ھ

بقبلہ انعام عبدالجبار دست بستہ گوارش خدمت گرامی قبول ہو اس استفتا کے جواب کی اشد ضرورت ہے یہاں تک ممکن ہو جلد سے جلد تحریر کریں۔ کہ مسجد سے ملحق ایک چبوترہ افتادہ ہے جسے اکثر حضرات زید کہا کرتے ہیں مگر متولی مسجد نے چبوترہ پر وضو کے لئے ایک حوض بنوا دیا اور پانی کا نل بھی لگا دیا اب نمازی لوگ اسی چبوترہ کو فرش مسجد میں شامل کر لینا چاہتے ہیں تو زید راضی نہیں ہے اور کہتا ہے کہ زمین ہماری ہے لیکن لوگ دلیل میں رشید احمد گنگوہی کے فتاوی ج ۳ ص ۹۶ کی یہ عبارت کہ دعالت تنگی و ضرورت جبراً جگہ لے کر مسجد میں

لہ رد المحتار جلد سوم ص۳۸۰ ، لہ فتاوی عالمگیری جلد دوم ص۴۵۸

بچھانا درست ہے۔ پیش کرتے ہوئے جبریہ اس چبوترہ کو مسجد میں شامل کر لینا چاہتے ہیں۔ اس لئے ضروری سوالات دریافت طلب مندرجہ ذیل ہیں۔

اول یہ کہ چبوترہ مذکورہ جبریہ مسجد میں شامل کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ دوسرے یہ کہ اگر مسجد سے ملی ہوئی زمین جو کہ دوکان کے لئے موجود ہے اسے نہ شامل کیا جائے اور جبریہ زید کا چبوترہ لے لیا جائے تو اس مسجد میں کسی کی نماز ہوگی۔ اور یہ کہ چبوترہ مذکورہ بالا پر بغیر رضامندی زید وضو کرنا درست ہے یا نہیں اگر نادرست ہے تو ایسے وضو سے نماز درست ہوتی ہے۔ فقط بینوا توجروا

موقع کی حالت سمجھنے کے لئے یہ نقشہ ہے

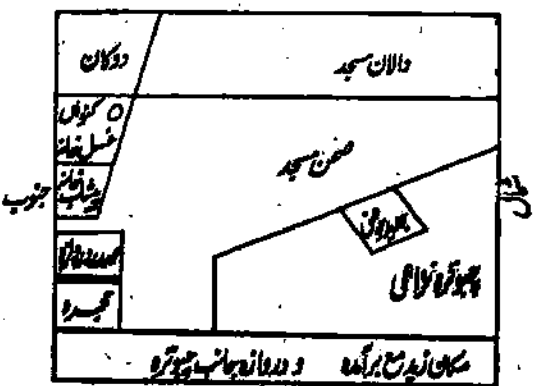

الجواب۔ جب کہ وہ چبوترہ مسجد کا نہیں، زید کا مملوک ہے تو اس میں بلا اجازت زید تصرف بنا متولی پر حرام تھا اس نے ظلم کیا۔ جن لوگوں کو معلوم ہے کہ یہ زمین مسجد کی نہیں ملک غیر ہے اور وہ اس سے راضی نہیں کہ وہاں وضو کیا جائے انہیں وہاں وضو کرنا حلال نہیں۔ اگرچہ یہ وضو ہو جائے گا مگر بے اجازت مالک اس کی زمین میں وضو کرنے کا الزام ان کے سر ضرور ہوگا۔ متولی پر لازم ہے کہ حوض وہاں سے ہٹائے پانی کی ٹنکی وہاں سے اٹھائے۔ جو لوگ چبوترہ کو زبردستی مسجد میں جبریہ شامل کرنا چاہتے ہیں، بہانے کہ مسجد کو ضرورت نہیں۔ یا اس کی ضرورت اس کی اپنی زمین پوری کر سکتی ہے جسے ان لوگوں نے دوکان بنانے کے لئے رکھ چھوڑا ہے تو وہ لوگ

ظالم جفاکار سنگدل زیاں کار ہیں حق اللہ وحق العبد میں گرفتار کو طیار ہیں۔ یہ حکم کہ دوسرے کی زمین کرایہ پر لی جاسکتی ہے اسی وقت ہے جب اس کی حاجت ہو بے حاجت وضرورت ہرگز یہ حکم نہیں۔ گنگوہی نے بھی یہ نہیں لکھا ہے کہ ضرورت ہو یا نہ ہو ہر حال پرائی زمین دباکر مسجد میں شامل کردو اس کے لفظ بھی یہ ہیں۔ درحالت تنگی وضرورت۔

ہاں اگر واقعی مسجد کی وسعت کی ضرورت ہے اور اتنی وسعت کی حاجت ہے وہ اس کو شامل کرنے پر بھی حاصل نہیں ہوسکتی جس میں دوکان چاہی جاتی ہے۔ یا وہ زمین برائے وہ دکان بھی واقف نے رکھی ہے۔ دکان کی شرط کرلی ہے۔ تو اس صورت میں قدر ضرورت وحاجت بازار بھاؤ سے اس زمین کی قیمت دے کر مسجد میں شامل کرسکتے ہیں خواہ زمین والا خوش خاطر بیچے یا ناگواری کے ساتھ بیچے کہ یہ معنی نہ سمجھے جائیں کہ وہ دے یا نہ دے ربردستی اس کی زمین بغیر اس سے بھین کر مسجد میں شامل کردو بلکہ یہ معنی ہیں کہ اس کی قیمت اسے دی جائے اور وہ زمین مسجد میں داخل کرلی جائے۔ بیچے وہ بخوشی یا باکراہ ناگواری کے ساتھ کہ کتب معتبرہ معتمدہ فقہیہ میں یہ مسئلہ مصرح ہے مثلاً فتح القدیر میں ہے لو ضاق المسجد علی المصلین وبجنبہ ارض لرجل یوخذ ارضہ بالقیمۃ ولو کرہا جس صورت میں اس چبوترہ کا مسجد میں بے اجازت زید داخل کرنا جائز ہے اس صورت میں اسے مسجد میں خارج کرنا مکروہ ہوگا کہ وہ زمین مغصوب ہوگی باقی مسجد تو مسجد ہے اس میں اس سبب سے کہ ایک حصہ غصبًا داخل کیا گیا ہے کیوں مکروہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۱ از احمد آباد کالو پور پانچ کٹی پال باڈی مسجد گجرات مرسلہ ولی ابراہیم صاحب ۲۲ ربیع الاول ۵۳ھ

ایک مسجد کے صحن میں مسجد کی زمین میں ایک قبر تھی اس صحن کو مسجد اونچی کرنے کے لئے اونچا کیا اس کے ساتھ قبر بھی اونچی کی گئی پھر مسجد کو اونچی کرنے کی ضرورت پڑی اس مرتبہ اس قبر کے پاؤں طرف اینٹ کی بنیاد قبر سے کچھ اونچی چن لی گئی اور اوپر سے بند کردی گئی۔ اور قبر اندر سے صفوظ ہوگئی اور اوپر سے تمام صحن برابر کردیا گیا اب عرض یہ ہے کہ (۱) اس جگہ پر جس کے نیچے قبر ہے پتھر کا تعویذ رکھنا اور اس کے آس پاس کٹہرا بنانا جائز ہے یا نہیں (۲) صحن کی اس جگہ میں جس کے نیچے قبر ہے چلنا پھرنا اور نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب مسجد کی زمین میں قبر بنانا اگر یہ مطلب ہے کہ نفس مسجد میں وہ قبر بنائی گئی تو یہ حرام کام ہوا جن لوگوں نے ایسا کیا وہ سخت گنہگار ہوئے اور اگر یہ مطلب ہے کہ قبل مسجدیت اس زمین میں کوئی قبر تھی پھر اس قطعہ کو مسجد بنایا گیا اور جتنی زمین میں قبر ہے وہ مسجد سے مستثنیٰ رہی مسجد نہیں صحن بلند کیا گیا اور سطح برابر کرنے کے لئے قبر کے ارد گرد سے کچھ اونچی دیوار چن کر اوپر سے پاٹ کر قبر اندر کردی اس میں کوئی حرج نہیں اچھا کیا۔ اس جگہ جس کے نیچے

قبر چھپ گئی ہے نماز میں کچھ حرج نہیں جب کہ پشاؤ قبر سے طاحق نہ ہو قبر سے جدا ہو۔ وہاں آگے ہٹا کر ہونا نماز پڑھنا سب جائز ہے کہ وہ قبر نہیں قبر اس کے نیچے ہے۔ وہاں کٹہرا نہ لگایا جائے کہ اس سے مقصد فوت ہوگا۔ یہ عمل تو اس لئے کیا گیا کہ صحن مسجد کی سطح مستوی ہو اور صفوف متصل ہوں بیچ میں قبر قطع صف نہ ہو کٹہرا لگایا جائے گا تو یہ سارا کیا دھرا ملیا میٹ ہو جائے گا یوں ہی نشان ہرگز نہ بنایا جائے اس جگہ نشان قبر اگر کہنا ہو کہ لوگ جان سکیں کہ یہاں قبر ہے فاتحہ ایصال ثواب کر سکیں تو کوئی ایسا نشان بنائیں جو سطح سے بلند نہ ہو کہ قطع صف کرے یا ٹھوکر دے سکے۔ مثلاً یہ ہو کہ لوگ اس چبوترہ ہی کو قبر سمجھ لیں اور وہاں نماز پڑھنے آنے جانے کھڑے ہونے سے رکیں اتنی جگہ کو رنگ سے ممتاز کر دیں۔ سامنے صحن کا ایک رنگ، اتنی جگہ کا دوسرا رنگ، اور ایک تختی لٹکا دی جائے کہ یہاں ایک قبر ہے جو پشاؤ کے نیچے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲ از شاہ پور مسئولہ عبدالمبین خاں صاحب معرفت حاجی غلام حسین صاحب ساکن ملوک پور بریلی۔ ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۳ھ

یہاں چند گھر مسلمان حلال خور بھنگی ہیں بعض کی صرف عورتیں پاخانہ کماتی ہیں اور بعض مرد و عورت سے دونوں یہ پیشہ کرتے ہیں لیکن یہ لوگ پابند صوم و صلوٰۃ بھی ہیں اور پاک و صاف ہو کر مسجدوں میں فریضہ نماز باجماعت ادا کرنے جاتے ہیں۔ کچھ لوگ مذہب کا خون کرنے پر تل گئے ہیں یعنی یہ کہ ان مسلم حلال خوروں کو جمعہ و جماعت اور عیدین کے لئے مسجدوں میں نہیں جانے دیتے لہٰذا از روئے شریعت مطہرہ بیان فرمائیے کہ کیا واقعی شریعت کا یہ حکم ہے کہ مسلم حلال خوروں کو داخلہ مسجد سے روکا جائے اور اگر ایسا نہیں ہے تو روکنے والوں کا کیا حکم ہے؟

الجواب۔ جو مسلمان باطہارت و نظافت مسجد میں آئے اسے روکنے کا کسی کو کوئی حق نہیں۔ کسی قوم کا ہونا مذہب اسلام کی موت نہیں ہو سکتا۔ یہ بھنگی کا مذہب ہے جب وہ بھنگی پاک کپڑوں پاک جسم سے مسجد میں آتے ہیں تو جو لوگ انہیں روکتے ہیں محض اس لئے کہ وہ پیشہ خبیث کرتے ہیں خود مجرم اور ظالم ہیں حدیث میں ہے من منع مسجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا سے ڈریں تو یہ کریں ان بھنگیوں کو حلال خور سوال میں لکھا حالاں کہ وہ حلال خور نہیں انہیں حرام خور کہیں تو کہا ہے وہ کسب خبیث حرام ہے اور اس کی اجرت خبیث طیب ان پر فرض ہے کہ وہ اس خبیث پیشہ کو ترک کریں جب تک وہ اسے ترک نہ کریں مسلمان ان سے میل جول نہ رکھیں نہ چلیں نہ بیٹھیں۔ یہ چھوت کے لئے نہیں، بلکہ سزا کر مسجد سے روکنے کا انہیں کوئی استحقاق

نہیں ہے کہ وہ پاک کپڑوں پاک جسم سے آتے ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳ ۔ از سرائے خاص مدرسہ اشاعت العلوم مرسلہ علی حسین ہوشیار۔ مورخہ ۷ ربیع الثانی ۵۴ھ

علمائے اسلام اور دیانت و تقویٰ شعار اہل علم کی توجہ ذیل کے معاملہ کی طرف مبذول کرائی جاتی ہے امید ہے کہ احکام شرعی صادر فرمائیں گے۔

لاہور میں مسجد شہید گنج کی تحریک نے اب ایک پیچیدہ صورت اختیار کی ہے کیوں کہ بعض مسلمانوں نے اس سے اختلاف کرنا شروع کیا ہے جن کو عام مسلمان لاہور غدار وغیرہ کے القاب سے یاد کرتے ہیں وہ اس تحریک کو بے کار قرار دیتے ہیں جس کی بنا پر عام مسلمانوں میں یہ شبہات پیدا ہوئے ہیں۔

۱۔ کیا مسجد شہید گنج کو شرعاً مسجد قرار دیا جا سکتا ہے یا نہیں اور جب اس کو سکھوں نے گورنمنٹ پنجاب کی امانت و حفاظت میں گرایا ہے تو کیا اس زمین کو اب مسجد کا حکم حاصل ہے یا نہیں؟

۲۔ اس کی حفاظت کے لئے جو لوگ سرشار ہو کر جن مسلمانوں نے اس کے گرانے کو اپنے مذہب پر اور اس کے ضمن میں اپنی ملی عزت پر ایک شدید حملہ سمجھا اور بہ حیثیت مسلمان اپنی عزت کو بچانے کی غرض سے مسجد شہید گنج میں جا پہنچا اور بصورت ممانعت بطور احتجاج راستہ پر بیٹھ گئے اور بعض اس جرم کی پاداش میں کہ مسجد اور اپنی عزت کی حفاظت کی غرض سے وہ راستہ پر سے نہ ہٹتے تھے ان پر آتش بازی کی گئی جس سے ان پر امن نہتوں کی جانیں تلف ہو گئیں آیا وہ شرعاً شہید ہیں یا نہیں؟

۳۔ مسجد مذکور کو موجودہ قانون مسلمانوں کے حوالہ کرانے میں اپنے آپ کو عاجز پاتا ہے اس لئے عدالت اس امر میں مسلمانوں کی مدد نہیں کرتی لیکن مسلمانوں میں یہ بقدرت ضرور ہے کہ وہ اس کارروائی کے خلاف زبانی احتجاج کریں پر امن مظاہرے کر کے مخالفین کو مجبور کریں کہ وہ تو ہین مسجد سے باز آجائیں ان کی یہ کارروائی ان کے لئے باعث ہلاکت نہیں ہو سکتی بلکہ اگر کوئی تکلیف جرمانہ یا قید کی اس کے مقابلہ میں ان کو پہنچے گی بھی تو وہ قابل برداشت ہو گی اس لئے اس بارے میں پر امن احتجاج اور مظاہرے کرنا مسلمانوں کے لئے من حیث المذہب ضروری ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب ۔ لاہور کی مسجد شہید گنج ہو یا کہیں کی کوئی مسجد جو مسجد ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مسجد ہے اس کی مسجدیت کبھی کسی وقت نہیں جا سکتی مسجد کے شہید کر دینے سے اس کی مسجدیت باطل نہیں ہو سکتی سکھوں نے شہید کی ہو یا کسی نے وہ مسجد جیسے شہید ہونے سے پہلے مسجد تھی یوں ہی اب بھی مسجد

ہے اور قیامت تک مسجد رہے گی عیاذاً باللہ کافروں کے قبضہ میں مسجد آجانے سے کسی کے نزدیک اس کی مسجدیت نہیں جاتی کعبہ برسہابرس قبضہ کفار میں رہا جس کے گرداگرد مشرکوں نے تین سو ساٹھ بت رکھے ہر دن ایک نئے بت کی پوجا کرتے اس قبضہ سے کعبہ غیر کعبہ نہیں ہوگیا وہاں بتوں کے نصب کرنے اور پوجا ہونے سے قبلہ بت خانہ نہیں بن گیا وہ جیسا خالصاً للہ تعالیٰ برائے قربت وطاعت الٰہی پہلے تھا یوں ہی اب ہے یوں ہی ابدالآباد تک رہے گا اسی طرح مسجد کا وہ بقعہ طاہرہ جو خالصاً للہ تعالیٰ برائے طاعت وقربت موقف کیا گیا وہ جب مسلمانوں کے قبضہ میں تھا جیسا جب تھا ویسا ہی مشرکوں کے قبضہ میں چلے جانے کے بعد بھی ویسا ہی مسجد کی عمارت شہید ہوجانے کے بعد اب ہے اصل مسجد تو وہ موضع صلاۃ ہے عمارت جو بنائی ہو جو جگہ مسجد ہوگئی مسجد ہے ہوگی الا عند محمد فی بعض الصور وھذا لیست منھا

غایہ میں فرمایا فی لمعان الفقہ قد کان حول الکعبۃ عبدۃ الاصنام ثم صار موضع الکعبۃ بحیث یکون موضعا للطاعۃ والقربۃ بخالصا للہ تعالیٰ فکل ارض لبنی سائر المساجد۔ مسجد کی ماہیت ان بعض کتب معتمدہ کی ان عبارات سے روشن حاوی قدسی وتنویر الابصار ودرمختار میں ہے ولو خرب ما حولہ واستغنی عنہ یبقی مسجدا عند الامام والثانی ابدا الی قیام الساعۃ وبہ یفتی رواالمحتار میں ہے۔ قولہ ولو خرب ما حولہ الخ ای ولو مع بقائہ عامرا وکذا لو خرب ولیس لہ ما یعمر بہ وقد استغنی الناس عنہ لبنا مسجد اخر اسی میں بحر وفتح ومجتبیٰ وحاوی سے تائید دیتے ہوئے فرمایا قولہ عند الامام والثانی فلا یعود میراثا ولا یجوز نقلہ ونقل مالہ الی مسجد اخر سواء کانوا یصلون فیہ اولا وھو المفتی بہ حاوی القدسی واکثر المشائخ علیہ مجتبیٰ وھو الاوجہ فتح اھ بحر اذا خرب المسجد وفی الفتاوی اذا خربت القریۃ التی فیھا المسجد وجعلت مزارع وخرب المسجد ولا یصلی فیہ احد فلا بأس بان یأخذہ صاحبہ ویبیعہ وھو قول محمد وعن ابی یوسف لا یعود الی ملک البانی ولا الی ملک ورثتہ وھو مسجد ابدا۔

بحر الرائق پھر شامی میں ہے علم بان الفتوی علی قول محمد فی ان المسجد وعلی قول ابی یوسف فی تابید المسجد۔ رواالمحتار میں ہے ان المفتوی علی ان المسجد لا یعود میراثا ولا یجوز نقلہ ونقل مالہ الی مسجد اخر حاشیہ علامہ سیدی ابن عابدین علی الدر میں ہے ای قولہ یصرف مبنی علی قول الامام وابی یوسف ان المسجد اذا خرب یبقی مسجدا ابدا۔ اسی میں ہے علت ان المفتی بہ قول ابی یوسف انہ لا یجوز نقلہ ونقل مالہ الی مسجد اخر کما مر عن الحاوی فتاوی بجہ پھر مضمرات پھر ہندیہ میں فرمایا لو صار احد المسجد بن خرابا

ف در مختار شامی جلد سوم صفحہ مطبوعہ کوئٹہ پاکستان ف رد المحتار جلد سوم صفحہ ، ف عالمگیری شامی جلد دوم صفحہ مطبوعہ بیروت

وعند العامۃ لخراب فارادوا اھل السکۃ بیع القدیم ونقضہ فی الجدید فانہ لایجوز اما علی قول ابی یوسف فلان المسجد فان خرب واستغنی عنہ اھلہ لایعود الی ملک الباني واما علی قول محمد وان عاد بعد الاستغناء ولکن الی ملک الباني وورثتہ فلایکون لاھل المسجد علی کلا القولین ولایۃ البیع والفتوی علی قول ابی یوسف انہ لایعود الی ملک مالک ابدا۔

ان عبارات سے آفتاب نصف النہار کی طرح روشن و آشکارا ہوا کہ مسجد شہید گنج مسجد ہی ہے بستی کے مسلمان اسے وہ تو وہ ہے کسی ایسی مسجد کو جو بوجہ قدامت بوسیدہ و خراب ہو گئی ہوتی جس سے استغنا ہو گیا ہوتا غیر آباد ہو گئی ہوتی ویرانہ میں پڑ گئی ہوتی ایسی مسجد کو بھی فروخت نہیں کر سکتے مسجد شہید گنج کو مسلمان سکھوں یا کسی کے ہاتھ فروخت کر ڈالنے تو بھی وہ بیع نہ ہو سکتی۔ وہ ہزار بار اگر فروخت کی جائے تو بھی وقف ہی ہے۔ ع۔ ہزار بار جو یوسف بکے غلام نہیں۔ مسلمانوں کی شامت اعمال کہ ہر معاملہ میں کچھ نہ کچھ لوگ کسی نہ کسی وجہ اپنی ذاتی غرض و منفعت یا بغض خوشامد میں اختلاف کا علم اٹھا لیتے ہیں یہ بات بھی کوئی اختلاف کی تھی۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اپنی جہالت سے اسلام و مسلمین کو نقصان پہنچاتے غلبۂ کفر و کافرین کا موجب ہوتے ہیں کفار کی امداد و اعانت کرتے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔

گورنمنٹ کا قانون کہ وہ کسی کے مذہب میں مداخلت نہ کرے گی کبھی دست انداز نہ ہو گی۔ مگر ایسے ہی لوگ ہیں جو حکومت کو اپنے بدعمل سے فریب دیتے ہیں اور اس معاہدہ کی خلاف ورزی کر کے گورنمنٹ کو بدنام کراتے ہیں۔ رعایا میں بداعتمادی پھیلاتے ہیں۔

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ گورنمنٹ اس قانون معاہدہ کے ہوتے ہوئے مسجد کو مسجد جانتے ہوئے کیونکر مسلمانوں کو اس سے روکتی اور مسلمانوں کی عبادت گاہ کو شہید کرنے دیتی اور سکھوں کی حفاظت کر کے جو مسجد کو شہید کرتے ہیں ان کی امداد و اعانت کرتی۔ جب تک اسے ایسے ہی لوگوں نے کوئی سخت خطرناک فریب نہیں دیا ہو سکتا ہے کہ ایسے کو گورنمنٹ نے نہ سمجھا ہو کہ اب وہ مسجد نہ رہی ایک فریب اور بھی مسموع ہوا ہے کہ جسے مسجد شہید گنج کہا جاتا ہے یہ درحقیقت مسجد نہیں۔ مسجد تو ایک عمارت ہے جو کسی قاضی کی کچہری تھی ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ان دشمنان عقل و خرد کو یہ معلوم نہیں کہ مسلمان کوئی عمارت مسجد نما نہیں بناتے کیا کوئی اور عمارت ایسی دکھائی جا سکتی ہے جو مسجد نما ہو مسجد نہ ہو۔ قاضی کی کچہری کی بھی ایک ہی ہوئی۔ ان جہلا کو کیا معلوم کہ پہلے مقدمات و مجالس نکاح وغیرہ امور مساجد ہی میں ہوا کرتے خود زمان برکت نشان حضور پرنور انس

بالایمان میں یہی تھا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو کیا اس سے وہ مسجدیں مسجدیں نہ رہیں۔ قاضیوں کی کچہریاں ہوگئیں۔ فالعیاذ باللہ تعالیٰ۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

۲۔ مساجد بیوت اللہ ہیں اللہ کے دین کا شعار عظیم ہیں اور کسی شعار دین کی ادنیٰ سے ادنیٰ ہتک ہرگز مسلمان برداشت نہیں کرسکتے بیشک بیشک شعار دین پر حملہ دین پر حملہ ہے مسلمانوں کی ذاتی ہی عزت پر حملہ نہیں بلکہ مسلمانوں کی دینی عزت پر بھی جس پر مسلمان اپنی عزت و آبرو اپنی جان و مال تن من دھن سب کچھ قربان کردینے کا سچا جذبہ رکھتے ہیں اور جو مرتے پڑتے اور جس کی ان کا دین و مذہب اجازت دے وہ سب کچھ کر گذرنے کو تیار رہتے ہیں۔ مسجد شہید گنج یقیناً شعار دین ہے مسجد کی حفاظت و صیانت فرض عین ہے جہاں تک جس جائز طریقہ سے ہو کرنا واجب ہے کیا یہ اس مسلمان کہلانے والے کا دیکھو جو ان مسلمانوں کو جنھوں نے مسجد کی حفاظت و صیانت چاہی گورنمنٹ کے خلاف ہاتھ اٹھانا کیا اب تک نہ بلایا اور مسجد کی حفاظت و صیانت چاہتے ہوئے اپنی جانیں جان آفریں کے سپرد کردیں شعار دین پر اپنی قربانیاں چڑھادیں اللہ کے راستہ میں اپنی جانیں نثار کیں انھیں حرام موت مرنے والا کہے۔ حدیث تو ارشاد فرمائے من قتل دون مالہ فھو شھید ومن قتل دون دمہ فھو شھید ومن قتل دون دینہ فھو شھید ومن قتل دون اھلہ فھو شھید اور یہ برخلاف حکم حدیث کہے نہیں انہیں جو مسجد کی حفاظت و صیانت میں مارے گئے وہ شہید نہ ہوئے۔

حدیث فرماتی ہے اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے اپنے گھر والی یا کسی قرابت والے کی حرام سے حفاظت میں بلکہ اپنے مال کی حفاظت میں جو مارا جائے وہ شہید ہے دین کی حفاظت تو دین کی حفاظت ہے تیسیر شرح جامع صغیر میں حدیث مذکور کی شرح میں علامہ مناوی قدس سرہ یوں فرماتے ہیں من قتل دون مالہ ای عند رفعہ من یریدہ اخذہ ظلماً فھو شھید ای فی حکم الاخرۃ لا الدنیا ومن قتل دون دمہ ای فی الدفع عن نفسہ فھو شھید ومن قتل دون دینہ ای فی نصرۃ دین اللہ والذب عنہ فھو شھید و من قتل دون اھلہ ای فی الدفع عن بضع حلیلتہ او قریبتہ فھو شھید فی حکم الاخرۃ لا الدنیا لان المؤمن محترم دماً ومالاً واھلاً وما لا فاذا اراد احد شیئاً من ذلک فللمحامی الدفع عنہ فاذا قتل بسببہ فھو شھید۔ جان لوگوں کو حرام موت مرنے والا بتانا ہے اس کے طور پر یہی نہیں بلکہ جو مسلمان اذان پر یا قربانی کا اور پر شہید ہوتے رہے وہ سب بھی حرام موت مرے اور یہی نہیں بلکہ تیرہ سو برس کے اندر جتنے لوگ اپنا فرض ادا کرتے ہوئے مارے گئے وہ سب معاذ اللہ ایسی ہی حرام موت مرے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

لہ ترمذی شریف جلد اول ص۲۱

قرامطہ ملعون نے مکہ معظمہ پر حملہ کیا ہزارہا حجاج کو قتل کیا جن میں بڑے بڑے حضرات علماء بھی تھے اولیاء تھے وہ قتل ہوتے رہے اور گاجر مولی کی طرح کٹتے رہے مثلاً حضرت شیخ علی بابویہ صوفی اعلام الاعلام میں ہے لم یقطع طوافہ علی بابویہ وجعل یقول ؎ تری المحبین صرعی فی دیارھم کفتیۃ اکلف لایدرون کم یشوا السیوف تقفوا الی ان سقط میتا رحمہ اللہ تعالیٰ۔ آنجناب نے طواف جاری رکھا تلواریں پڑ رہی ہیں اور وہ طواف قطع نہیں فرماتے وہاں سے بھاگنا کیسا طواف جاری رکھتے ہوئے یہ شعر پڑھنا شروع کر دیا ترجمہ: تو محبوں کو ان دیار میں مدہوش پائے گا جیسے اصحاب کہف کہ انھیں خبر نہیں کہ وہ کہف میں کتنا رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے وہ صحابہ کرام جو انواع انواع آلام دیئے گئے اور سخت ایذاؤں کے ساتھ قتل کئے گئے کہ اپنا فرض چھوڑ دیں انھوں نے ساری ایذائیں تکلیفیں آلام خوشی سے برداشت کئے قتل ہونا منظور کیا مگر جسے اپنا فرض جانتے تھے نہ چھوڑا۔ یہ سب معاذ اللہ شہید نہ ہوئے بلکہ ..... ازالہ منکر فرض ہے اس کے تین مرتبے حدیث میں ارشاد ہوئے کہ فرمایا من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان جو تم میں کوئی منکر دیکھے تو اس پر لازم ہے کہ اسے اپنے ہاتھ سے مٹا دے اگر اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو زبان سے اور اگر اس کی قدرت نہ رکھتا ہو تو دل سے اسے برا جانے اور یہ اضعف ایمان ہے۔ مسجد جو شعار دین ہے اس کا گرانا کسی طرح اہانت کرنا بھی ضرور منکر اعظم ہے اور ضرور اس کا ازالہ جس طرح ہو سکے مگر بہر طور پر وہ لازم ہے مسلمانوں میں یہاں اس کی استطاعت نہ تھی کہ وہ مسجد ڈھانے والوں کو بقوت روکتے ان پر جہاد کرتے حملہ آور ہوتے تو انھوں نے ایسا نہ کیا کہ یہ اس حالت میں اس کی انھیں اجازت نہ تھی اب دوسری صورت یہ تھی کہ زبان سے احتجاج کریں اپنی حق بات کا خوب روشن طریقہ پر اثبات کریں غیروں کے باطل دعوی کا واضح طور پر ابطال کریں مسجد میں اور مسجد کے راستوں میں بیٹھ جائیں کہ پہلے مسجد والوں کو ختم کر دو پھر مسجد کو ہاتھ لگاؤ۔ اتنا ہجوم ایک ساتھ ایک بات بالمراح کے شاید ان پر اثر انداز ہو۔ انھوں نے اپنا فرض ادا کرنا چاہا مضطر ہو کر شہید گنج کی طرف چلے بدنام کنندگاں حکومت نے انھیں روکا وہ رک گئے پھر جذبہ حفاظت و صیانت سے متاثر ہو کر بڑھے پھر روکے گئے بار بار یہی ہوا آخر کاران نہتوں پر جن سے کسی طرح کسی خطرناک کارروائی کا اندیشہ صحیح نہیں تھا حکومت نے آتشبازی کی اور اللہ جانے کتنے مجروح ہوئے کتنے شہید کتنی بی بیاں بیوہ ہوئیں اور کتنے بچے یتیم کتنے گھر بے چراغ ہوئے اور کتنے مکانات ماتم کدہ بن گئے۔

امر بالمعروف اور ازالہ منکر میں اگر کوئی ضرر لاحق ہو تو ترک حلال ہے لازم نہیں بلکہ کرنا افضل ہے۔ جو مسلمان

لے مسلم، مشکوٰۃ ص ۴۳۷

ے سن کر کے ازالہ میں مارے گئے وہ خدا کی راہ میں شہید ہوئے تیسیر شرح جامع صغیر میں حدیث مذکور کی
شرح یوں ہے من رأی ای علم منکم معشر المسلمین المکلفین القادرین منکرا ای شیئا قبحه الشرع فعلا او
قولا فلیغیرہ بیدہ وجوبا شرعیا او عقلا فان لم یستطع الانکار بید ہ بان خاف لحوق ضرر به فلسانه ای
بالقول کاستعفاة او توبیخ او اعلام بشرعه فان لم یستطع ذلك بلسانه لوجود مانع کخوف فتنة او خوف
علی نفس او عضو او مال فبقلبه ینکرہ وجوبا بان یکرهه ویعزم انه لو قدر فعل وذلك ای الانکار بالقلب
اضعف الایمان۔ فتاوی خلاصہ میں فتاوی صغری سے ہے الامر بالمعروف یحل وان کان یلحقه الضرر
غالبا او یعلم یقینا وفی فتاوی القاضی الامام اذا رأی الرجل منکرا من قوم وهو یعلم انه لو نهاه عنه
قبلوا منه فانه لا یسعه ان یسکت ویترك وان کان یعلم انهم لو نهاهم لا یقبلون وسعه ان یترك والافضل
وان علم انهم یضربونه او یشتمونه او نهاهم وسعه ان یترکہ۔

مسلمان اگر مجبور تھے تو اس سے کہ شہید کرنے والوں کو اپنے زور بازو سے روکیں۔ ان پر حملہ آور ہوں
جہاد کریں زبانی منع کرنے اس پر فرداً فرداً احتجاج کرنے تمدک کر الحاح کرنے اور دوسرے جائز طریقوں سے
روکنے سے تو مجبور نہ تھے جو کر سکتے تھے اس کا کرنا تو ان کے ذمہ میں لازم و فرض تھا یا قانوناً یہ بھی منع تھا پھر
جب مسلمانوں نے اپنا فرض ادا کیا اور وہ فرض ادا کرتے ہوئے حکومت کو بدنام کرنے والوں کے گھڑے ہوئے
اندیشہ کی بنا پر گولیوں سے خلاً شہید ہوئے وہ کیوں شہید نہ ہوتے اور کیوں حرام موت مرے کسی کے گھر پر
کوئی ظالم قوم چڑھ آئے اور اپنی چلتی جائز طریقوں سے اپنے گھر کی حفاظت چاہے اور گھر کو ڈھانے سے باز
رکھنے کی کوشش کرے اس پر انھیں ظالمین میں کی وہ جن کا تعلق حکومت سے ہو زبردستی اس مظلوم کو حکومت
کا مجرم فسادی امن عامہ کو برباد کرنے والا ٹھہرا کر حکومت کو اس سے اندیشہ اور خطرہ بتا کر قتل کر لیں وہ مظلوم مرے
تو حرام موت مرے کیا انصاف ہے جب اپنے گھر کی اپنے مال کی حفاظت میں جو قتل کیا جائے بحکم حدیث وہ
شہید ہے۔ تو یہ تو خدا کے گھر کی حفاظت و صیانت چاہتے ہوئے شہید ہوئے ہیں ہم حکومت کو ملزم نہیں کہہ
سکتے اس نے جو کچھ کیا غلطی یا صحیح اندیشہ فساد کی بنا پر کیا اگر حکومت پر اس الزام کا جواب ہمارے خیال میں
نہیں تو اس نے جیسے اندیشہ فساد کی بنا پر مسلمانوں کو ورد کا تھالیوں ہی سکھوں کو سجدے کرنے سے کم
از کم اس وقت ہی روک دیتے اور نہ اس الزام کا ہماری سمجھ میں کوئی معقول جواب ہے کہ حکومت کے ایسے
لوگ جو خطرناک کارروائیاں کر گزرتے ہیں۔ حکومت ان کی تحقیقات کر کے انھیں سزا کیوں نہیں دیتی۔ اس کا

ایسا اعتبار کیوں کرتی ہے کہ انھیں آگے دن ایسی غلط اور پرخطر کارروائیاں کرنے کی جرأت ہوتی ہے۔
ہاں ایک ہی صورت ہے جس سے گورنمنٹ مسلمانوں کی اشک شوئی کر سکتی ہے وہ یہ کہ جو کچھ عمال حکومت نے دانستہ یا نادانستہ غلطی کی اور ناقابل تلافی نقصان پہونچایا کافی تحقیقات کے بعد اس کا ان سے انتقام مسلمانوں کے جانب سے لے۔ اور مسجد شہید گنج مسلمانوں کے حوالہ کرے سید حبیب اور جن ناکردہ خطا لوگوں کو عمال حکومت نے بے وجہ گرفتار کیا ہے انھیں آزاد کرے۔ وہ آنکھیں خدا نے اسی مصلحت سے دی ہیں کہ دونوں جانب نظر کی جائے حکام کی حمایت ضرور حکومت پر لازم ہے کہ اگر حکام کی حمایت نہ کی جائے تو حکام کام نہ کر سکیں رعایا سے ان پر اندیشہ زیادتی ہو مگر رعایا کی رعایت بھی حکومت کا فرض ہے اگر وہ ادھر نظر التفات نہ کرے گی تو وہی نتیجہ اُدھر ہوگا کہ حکام رعایا پر ظلم توڑیں گے اور اس پر زیادتی کریں گے جو حاکم غلطی کا ارتکاب کرے اسے سرزنش کرنا لازم اور جیسی غلطی ہو ویسی سزا ضرور۔ گورنمنٹ جیسے اپنے معاملات میں خطا پر فوری سزا دیتی ہے اور جیسی تحقیقات کرتی ہے ویسی ہی تحقیقات ویسی ہی سزا اس پر خطا کی جائے۔ ماننا نہ ماننا اس کے اختیار ہے ہمانونا نواس کا تمہیں اعتقاد ہے ہم نیک و بد سے آپ کو آگاہ کر چکے۔

تقریر بالا سے روشن ہو گیا کہ مسلمانوں پر مسجد کی محافظت و صیانت لازم ہے وہ ان کا فرض ہے جائز طریقوں سے تا حد امکان اس میں سعی کریں جو امر جائز اور مفید ہو اسے کریں اور ناجائز مفید سے بچیں کوئی ایسی بات نہ کی جائے جس سے فائدہ کے بجائے نقصان ہو پر امن احتجاج اور مظاہرہ اگر مفید ہوں اور کر سکتے ہوں تو بے شک کریں اپنا فرض کسی کی کراہت کی وجہ سے اور کسی کی خوشنودی سے ہرگز ترک نہیں کیا جا سکتا مگر جب کہ اس سے ضرر رسانی کا اندیشہ ہو۔ جب قانون اس سے مانع نہیں تو کوئی اندیشہ نہیں ایسا قانون ہو بھی نہیں سکتا۔ آخر عام اضطراب اور بے چینی کا اظہار اور کس طرح ہو سکتا ہے اور حکومت کو اس کا علم اور کیسے کرایا جا سکتا ہے اگر ایسا قانون ہو تو کیا اس کے یہ معنی نہ ہوں گے کہ نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے۔ ہرگز کوئی قانون ایسا نہ ہوگا اور اگر ہو جائے تو جب بھی اتنا ہی ہوگا کہ لزوم نہ ہوگا وبس۔

قیود دین و مذہب سے آزادوں نے احرار اسلام اپنا نام رکھا ہے۔ ما علی المحسنین من سبیل ان کی دینی آزادی جس موقع پر انھیں جیسا چلاتی ہے ویسا چلتے ہیں۔ کشمیر جتھے بھیجنا لازم تھا وہاں مسلمانوں کو قید و بند کی مصیبتوں میں ڈالنا ان کا فرض تھا دشمنان دین کے ہاتھوں مسلمانوں کے اپنے گلے کٹوانے کے لئے تیار کرنا ضرور تھا اپنا یہ فرض ادا کر رہے تھے اس لئے یہ غدار نہ تھے دین کے دوست دار تھے دشمن نہ تھے غدار اور

دشمن دین وہ تھا جو انھیں ایسا کرانے کو منع کرتا اب شہید گنج کے معاملہ میں جو مسلمان شہید ہوتے وہ حرام موت مرے کہ یہ کام انھوں نے ان کی سرپرستی میں رہ کر انجام دیا فرض تو جب ادا ہوتا جب ان سے پوچھ کر کرتے ان کی مجلس سے باضابطہ اجازت لیتے جب انھوں نے ان سے نہ پوچھا تو حرام کیا اور حرام موت مرے۔ سید حبیب وغیرہ نے انھیں نہ پوچھا اور ان حرام کاروں کی حمایت نہ کی ان کی مجلس سے اجازت نہ لی اس سے بڑھ کر غداری اور دین سے عداوت ان کے نزدیک اور کیا ہو سکتی۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ وھو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۴۔ از بنگال فرید پور مسئولہ مولوی عبدالمجید صاحب قادری رضوی۔ جمادی الاولیٰ ۵۲ھ

مسجد کے اندر اذان ثانی دینا جائز ہے یا نہیں مع الدلائل حوالہ کتب۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ مسجد کے اندر جمعہ کی اذان ثانی ہو یا کوئی اذان دینا مکروہ ہے۔ یہ امر روز روشن سے زیادہ روشن کر کے دکھا دیا گیا ہٹ دھرمی کا کسی کے پاس علاج نہیں رسائل اہل حق ملاحظہ کیجئے۔ اس میں حدیث و فقہ و اقوال ائمہ و حدیث سے ہے۔ اس کی کراہت اور اذان کے باہر ہونے کی سنیت کے بے شمار ثبوت ملیں گے دو چار عبارتیں اس وقت پیش کی جاتی ہیں۔ عالمگیری[1] میں ہے ینبغی ان یؤذن علی المئذنۃ اوخارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد فتاوٰی امام فقیہ النفس قاضی خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ میں بھی یہی ہے۔ عالمگیری میں اسی سے لیا ہے بعینہٖ یوں ہی خلاصۃ الفتاوٰی میں ہے غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی میں علامہ ابراہیم حلبی فرماتے ہیں ثم[2] یکون فی المئذنۃ اوخارج المسجد والاقامۃ فی داخلہ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق میں امام فخر الدین زیلعی فرماتے ہیں السنۃ ان یکون الاذان فی المنارۃ والاقامۃ فی المسجد فقہا اور شاد فرماتے ہیں اذان خارج مسجد ہونا سنت ہے فقہا کہیں کہ اذان مئذنہ پر ہو یا خارج مسجد فقہا مانعت فرماتیں کہ مسجد میں اذان نہ دی جائے مسجد میں اذان مکروہ ہے مگر ہٹ دھرم ایک نہیں سنتے اپنے ائمہ کی نہیں سنتے تو حال کے مولوی عبدالحی صاحب کی کون سنے گا جنھوں نے حاشیہ شرح وقایہ میں تشریح کی کہ خارج مسجد اذان ہونا مسنون والسنۃ ھو الذی شاید مولوی صاحب کے تلامذہ یا ان کے تلامذہ کے تلامذہ ان کا یہ قول دیکھ کر اپنی ہٹ سے باز آئیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۵۔ از ناسک مرسلہ قاضی چراغ دین صاحب ڈپٹی کلکٹر ریٹائرڈ مورخہ ۲۰ شعبان المعظم ۵۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ذیل کے مسائل میں۔

(۱) شہر گلشن آباد عرف ناسک کی تمام مسجدوں میں اذان ثانی جمعہ (جو دراصل پہلی اور ایک ہی اذان

---

[1] فتاوٰی عالمگیری مع غنیہ جلد اول ص۵۵ مطبوعہ بیروت، [2] جلد اول ص۵۱، [3] غنیہ ص۳۳۲ مطبوعہ رحیمیہ

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وخلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے زمانہ مبارک میں تھی) بالکل منبر کے متصل آہستہ دی جانے کا خلاف سنت رواج پڑ گیا تھا اسی موافق خطبہ مخلوط بزبان اردو وخلاف سنت متوارثہ پڑھا جاتا تھا اس فقیر نے تحقیق وتدقیق کے بعد شہر کی جامع مسجد میں اذان خطبہ خارج از محل صلاۃ مسجد کے دروازہ پر خطیب کے سامنے دی جانے کا اور خطبہ خالص عربی زبان میں پڑھے جانے کا رواج بہ نیت احیاء سنت متروکہ جاری کیا دو سال تک یہ سلسلہ برابر جاری رہا آخر ماہ صفر ۱۳۵۴ھ عبداللہ نامی مولوی سورتی گجراتی ناسک تشریف لائے ان میں شہر خطیب کے رشتہ داروں میں سے شیخن صاحب بڑے صاحب خطیب اور مصلیوں میں سے سیٹھ چاندخاں ابن حاجی ولی خاں ومراد خاں ورشیخ حنیف الدین وغیرہ کے شامل ہو کر مولوی صاحب موصوف کو بہانہ وعظ تاریخ ۲۹ صفر ۱۳۵۴ھ بروز جمعہ مسجد جامع میں لائے اور اذان خطبہ جو بالکل مطابق سنت نبوی علیہ الصلاۃ والسلام خارج از محل صلاۃ دی جاتی تھی موقوف کرا کے منبر کے قریب خطیب کے روبرو بالکل آہستہ سے دلوائی اور شیخن صاحب خطیب نے خلاف سنت متوارثہ خطبہ مخلوط بزبان اردو پڑھا۔

بعد از نماز مولوی صاحب نے وعظ فرمایا لیکن اذان وخطبہ کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں فرمایا وعظ کے بعد مسجد سے باہر تشریف لے گئے اس وقت مولوی صاحب فرمانے لگے کہ اذان خطبہ مسجد کے اندر منبر کے قریب ہاتھ دو ہاتھ پر خطیب کے روبرو دیا جانا سنت ہے اور زمانہ حال میں چونکہ مصلی عربی نہیں جانتے ان کے وعظ ونصیحت کے لئے خطبہ بزبان اردو پڑھ دینا بہت افضل ہے سامعین میں مولوی حافظ محمد اسمٰعیل صاحب برکاتی نقشبندی رئیس سٹانہ ضلع ناسک نے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجدد مائۃ حاضرہ نے کئی رسالہ وفتوی اذان وخطبہ کے متعلق شائع فرمائے اور بدلائل ثابت کیا کہ اذان خطبہ جو مسجد خارج از محل صلاۃ دینا ہی سنت ہے مسجد کے اندر منبر کے قریب اذان دینے سے یہ اذان جو کہ اصل اذان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی اذان ہی نہیں رہتی مولوی صاحب کچھ جواب ہی نہ دے سکے کہ سلسلہ بحث شیخ حنیف الدین نے اس طرح منقطع کیا کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے کئی ہزار مسلمانوں کو کافر بنا دیا ان کے صاحبزادے نے ایک کافر کو مسلمان کیا تو کیا ہوا (یہ اشارہ طعنہ تھا اعلیٰ حضرت کے وہابیوں کے خلاف فتوی شائع کرنے کی طرف) سلسلہ بحث ٹوٹ گیا۔ اذان خطبہ خارج از محل صلاۃ خطیب کے روبرو بین یدیہ وعلی باب المسجد دینا ہی سنت ہے۔ لیکن یہ سنت مردہ ہو گئی تھی، اس فقیر نے محض

احیاء سنت کی وہ اس پر ثواب حاصل کرنے کی نیت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وخلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مبارک زمانہ میں جیسی کہ دروازہ پر دی جاتی تھی دلوانی شروع کی دو سال تک کسی نے کسی طرح کی مزاحمت نہ کی دو سال تک جاری ہوئی۔ سنت کو بیمار موقوف کرا دینے والے اور اس فعل کو خلاف سنت سمجھنے والوں کے حق میں کیا وعید آئی اور کس گناہ کے مرتکب ہوئے۔

(۲) اذان خطبہ خارج از محل صلاۃ دینا احناف کے نزدیک سنت ہے ترک سنت سے اذان مکروہ تحریمی ہو جاتی ہے ترک سنت پر اصرار اور خلاف سنت فعل کو عین سنت سمجھنے والوں کے حق میں کیا وعید آئی ہے؟

(۳) ترک سنت کی عادت و اصرار پر جو اذان دی جائے اسی اذان سے خطبہ و نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

(۴) اور جو مسلمان ترک سنت پر ہٹ دھرمی کرے ان کے حق میں کیا وعید آئی ہے؟

(۵) اسی موافق خطبہ مخلوط بزبان اردو یا اور کوئی زبان میں پڑھے اور مخلوط زبان میں خطبہ پڑھنے پر اصرار کرے اور عادت ڈال لیوے اور مصلی بھی مخلوط خطبہ پڑھے جانے پر اصرار کرے تو ان کا خطبہ و نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

(۶) جو امام یا خطیب اذان خطبہ محل صلاۃ میں خطیب یا امام کے روبرو دیئے جانے پر اصرار کرے اور اسے عین سنت سمجھے اور مصلیوں کی خاطر مخلوط زبان میں خطبہ خلاف سنت متوارثہ پڑھا کرے اور ایسے فعل کو افضل جانے کہ مضمون خطبہ مصلیوں کی سمجھ میں آتا ہے اور انھیں وعظ و نصیحت کا کام دیتا ہے جو خطبہ کی غرض ہے ایسے خطیب یا امام کی امامت درست ہے یا نہیں اور ایسے امام کی اقتدا کی جائے یا نہیں؟

(۷) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات شریف جلد اول مکتوب ۶۷ میں فرماتے ہیں بدعت بر دو نوع سنت حسنہ و سیئہ حسنہ آن عمل نیک را گویند کہ بعد از زمان آں سرور و خلفائے راشدین علیہ و علیہم الصلاۃ والسلام امہا دین التحیات آنکہا پیدا شدہ باشد و رفع سنت نہ نماید و سیئہ آں کہ رافع سنت باشد۔ اذان خطبہ جو کہ حضور اقدس و خلفاء راشدین علیہ و علیہم الصلاۃ والسلام کے زمانہ مبارک میں مسجد کے دروازہ پر خارج از محل صلاۃ دی جاتی تھی اسے منبر کے قریب محل صلاۃ میں دلانا اور اسی موافق حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے مبارک زمانہ میں خطبہ خالص عربی زبان میں پڑھا جاتا تھا سے مخلوط زبان میں پڑھنا بدعت سیئہ ہے یا نہیں۔ یہ دونوں فعل رافع سنت اصلی ہے۔

(۸) ان دونوں فعلوں کو جائز و افضل سمجھ کر کرنے والوں کا بدعتیوں میں شمار کیا یا نہیں اور جو امام یا خطیب یہ دونوں فعل نہ کرے اور روا رکھے اس کی امامت جائز ہے یا نہیں اور ایسے امام یا خطیب کی اقتدا میں نماز

ہو جائے گی یا نہیں؟

(۹) اذان خطبہ جمعہ کے وقت قاضی شرع جو مسجد میں نماز کے لئے حاضر تھا اس نے اذان جمعہ کے متعلق مسئلہ بیان کیا فقہ حنفی کی مستند کتابوں میں مثلاً غنیہ شرح وقایہ۔ بہار شریعت۔ فتاوی رضویہ وفتوی مبارکہ بریلی وغیرہ میں اذان ثانی جمعہ خارج از محل صلاۃ مسجد کے دروازہ پر خطیب کے روبرو دی جانی سنت ہے اور اس نے (قاضی نے) جو جگہ اس اذان کے لئے مقرر کی ہے وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ مبارک کی سنت کے مطابق ہے مسجد کے اندر منبر کے متصل آہستہ اذان دینا خلاف سنت ومکروہ تحریمی ہے اس پر مصلیوں میں سے ایک شخص قاضی کو ٹوکتا ہے کہ تم نے ہمارے دل میں سے نکالا ہوا حکم نہیں مانتے کسی شہر میں بھی یہ رواج نہیں ہے تمام دنیا کی مسجدوں میں یہ اذان منبر کے متصل دی جاتی ہے ہم ہرگز یہ اذان دروازہ مسجد پر نہیں ہونے دیں گے۔ خطیب صاحب منبر پر بیٹھے ہوئے سن رہے ہیں انھوں نے زبان تک نہیں ہلائی بلکہ خاموشی علامت رضاست کے مطابق مؤذن کو مسجد کے اندر منبر کے بالکل متصل خود کے روبرو آہستہ سے اذان دلوائی اور خطبہ بھی محفوظ بزبان اردو پڑھ دیا مصلیوں میں سے ایک شخص سنی کھڑے رہ کر فرماتے ہیں صحیح بخاری شریف میں فلاں نمبر کی حدیث میں یوں لکھا ہے کہ اذان خطیب نے سنا چاہئے اور جب دینا چاہئے حدیث کی اصل عبارت اس شخص نے تلاوت نہیں کی خطیب صاحب وہ صاحبان موصوف اور جو مصلی ان کے اس فعل میں شریک ہوں گے وہ آیت شریفہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ[1] کے تحت قاضی شرع کی جو کہ اولی الامر میں شمار ہوتا ہے نافرمانی وہتک کے علاوہ اور کن کن گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔

پہلا شخص جو قاضی شرع کے مستند فقہ کی کتابوں میں سے بیان کئے ہوئے شرعی مسائل کو ادنی تعریض وحقارت سے تعبیر کرے اور ان کے نہیں جاننے پر اصرار کرے وہ کفر کی حد تک پہونچتا ہے یا نہیں دوسرا شخص پہلے کی تائید میں احکام فقہی کے خلاف جو حدیث کا مکمل ترجمہ سنائے اور خطیب صاحب جو دل سے قاضی شرع کے بتائے فقہی مسائل کو جھوٹ جانے اور ان مسائل کے خلاف عمل کرے وہ کن کن گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں گو اسلامی حکومت نہ ہو تاہم مذہبی امور میں قاضی شرع اولی الامر کی حیثیت رکھتا ہے یا نہیں اگر رکھتا ہے تو ایسی ہستیوں پر شرعاً کیا حد مقرر ہے اسلامی حکومت نہ ہونے سے قاضی شرع کو شرعی حد جاری کرنے سے مجبور ہے تاہم عام مسلمانوں کو یہ تو معلوم ہو جائے گا کہ ایسی ہستیاں شرعاً کس سزا کے مستحق ہیں آیت شریفہ

[1] سورۂ نساء آیت ۵۹

کا دوسرا وجہ فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول کے متعلق اتنا لکھ دینا کافی ہے کہ اذان خطبہ جمعہ مسجد کی سیڑھیوں پر دلوانے کا اور خطبہ جمعہ خالص زبان عربی میں پڑھا جانے کا دو سال کا طویل زمانہ گزر گیا خطیب صاحب جب کبھی نماز جمعہ کے لئے جامع مسجد میں شریک رہے اذان ثانی مسجد کی سیڑھیوں پر جہاں قاضی نے اذان دلوانا ٹھہرایا تھا دیتے جانے پر مزاحمت نہیں فرمائی گو خطبہ مخلوط بزبان اردو و خطیب صاحب پڑھ دیا کرتے خطیب صاحب نماز جمعہ کے لئے جامع مسجد میں مہینوں شریک نہیں رہتے اور ان کی عدم حاضری میں قاضی شرع خطبہ و نماز پڑھا دیا کرتا صاحبان موصوف کو خطیب صاحب کو اذان یا خطبہ کے متعلق کسی قسم کا شک نہیں گذرا دونوں صاحبان موصوف اور ان کے ساتھی کا کوئی جمعہ قضا نہیں ہوا دو سال کے عرصہ میں قریب ۱۰۲ جمعہ کی نمازیں اس طرح ادا کیں اور ہمیشہ قاضی شرع کی تعریف کرتے رہے کہ قاضی صاحب جب سے وطن کو پنشن لے کر آئے جامع مسجد میں نماز جمعہ مطابق شرع شریف سنت نبوی علیہ الصلاۃ والسلام و فقہ حنفی کے مطابق ادا ہوتی ہے مولوی عبداللہ کے آجانے سے دفعتہً انھیں احساس ہوا کہ اذان ثانی مسجد کے دروازہ پر خارج از محل صلاۃ دی جانا خلاف سنت ہے۔

بالفرض اگر یہی مان لیا جائے کہ مولوی عبداللہ نے یہ مسئلہ انھیں بتلایا تو اس کا فرض تھا کہ قاضی شرع سے دریافت کرتے کہ مولوی عبداللہ اذان و خطبہ کے متعلق ایسا مسئلہ بیان کرتے ہیں اس کے نزدیک کیا دلائل ہیں کوئی تین ہفتہ مولوی عبداللہ کا قیام ناسک رہا بلکہ مولوی صاحب موصوف کو قاضی شرع نے بلا کر ان مسئلوں میں دریافت کیا تو ہنسنے لگے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب مرحوم ایک ضعیف حدیث پر عمل کرانا چاہتے تھے اب وہ فوت ہو گئے حال کے مفتی کفایت اللہ صاحب جید عالم مفتی ہیں ان سے اس بارے میں مسئلہ دریافت کیا جائے اور اس پر عمل کیا جائے میں بیمار ہوں بیماری کی وجہ سے کل جمعہ کے دن وعظ کو بھی نہیں جا سکوں گا میں ان مخصوص میں پڑنا نہیں چاہتا لیکن جب کہ اگر مصلیوں کی خواہش ہے کہ اذان منبر کے قریب مسجد (محل صلاۃ) میں دی جائے اور خطبہ مخلوط بزبان اردو پڑھا جائے تو آپ خواہ مخواہ کیوں منع کرتے ہو احمد رضا خاں صاحب نے ہر جگہ ایسے فساد برپا کر دیئے ہیں دفع شر کے لئے بہتر ہے کہ ضعیف حدیث پر عمل نہ کیا جائے مولوی عبداللہ دیوبندی عالم ہیں دیوبندی عالموں کے متعلق نظر آتے ہیں دیوبندی علماء مثلاً رشید احمد اشرف علی عبدالشکور وغیرہ کی فقہ کی کتابوں پر مولوی عبداللہ کا دارومدار تھا سن ہو اور شریف کی حدیث کو بے سمجھے ضعیف فرما دیتے اور آخر میں صاف کہہ بھی دیا کہ مفتی کفایت اللہ کے فتوی منگوا کر ان پر عمل کیا جائے۔

لہ سورۂ نساء آیت ۵۹

دیوبندی عقائد کے مولوی صاحب ہونے کی اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مولوی عبداللہ مکہ شریف میں حکومت کی طرف سے عرب کے بچوں کو اردو سکھانے پر مقرر ہیں۔ اور ان کا ایک لڑکا امینیہ مدرسہ میں پڑھتا ہے اسے مکہ شریف لے جانے ہندوستان آئے تھے اور دہلی جاتے جاتے ماڑ دار گئے خود کے قول و اقرار پاسداری کا لحاظ اتنا تھا کہ بیماری کی وجہ سے وعظ کے لئے جا نہیں ہوگا نہ میں وعظ کہوں گا نہ آپ کے کاموں میں دخل دوں گا۔ ایسا وعدہ کر کے بھی آپ نے وعدہ خلافی کی مسجد جامع میں تشریف لے گئے وعظ بھی کہا اور خلاف سنت اذان خطبہ ہونے دیئے خیر مصلیوں کو یا خطیب صاحب کو اگر حقیقت میں تحقیق مسئلہ کی ضرورت ہوتی تو قاضی شرع کی جس جمعہ کے دن مخالفت کی اور اس کے بتائے ہوئے مسائل کو ٹھکرا دیا (غالباً یہ واقعہ ۱۰ ربیع الثانی کا ہے) اس کے بعد آج تک مصلیوں میں سے کسی نے یا خطیب نے جھوٹ بھی ان مسائل کی تحقیق کے لئے قاضی کے گھر جانے کی تکلیف گوارہ نہ کی حالانکہ قاضی نے انہیں ۱۲ ربیع الثانی بروز اتوار تحقیق مسائل کے لئے گھر پر آنے اور کتابیں دیکھنے کے لئے بلایا بھی تھا۔

قاضی شہر تو حسب فرمان آقائے نامدار سرکار دو عالم علیہ الصلاۃ والسلام (۱) من احیا سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنۃ (۲) من احیا سنۃ من سنتی قد امیتت فان لہ من الاجر مثل اجور من عمل بہا من غیر ان ینقص من اجورھم شیئا (۳) من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شہید اجر و ثواب کا مستحق ہو گیا لیکن ہم جن ہستیوں نے جاری کی ہوئی سنت متروکہ کو جبراً موقوف کرا دیا اور اپنے اس فعل پر اصرار بھی کرتے ہیں تو وہ کس وعید کے مستحق ہوتے ہیں ترک سنت پر تو یہ وعید آئی ہے کہ من ترک سنتی لم ینل شفاعتی۔ فقط ترک سنت پر یہ وعید ہے تو جاری کی ہوئی سنت متروکہ کو جبراً موقوف کرانے کا گناہ تو ترک سنت سے بہت زیادہ ہونا چاہئے۔

ایک بات اور قابل غور ہے کہ مولوی عبداللہ کے بہکانے سے خطیب صاحب اور ان کے ساتھی دو ہری شلار شید احمد و اشرف علی وغیرہ بت پرستین شریفین سے کفر کا فتویٰ جاری کیا گیا ان کے بتائے ہوئے فتووں پر عمل کیا گیا تو ان صاحبوں کا شمار دیوبندی علماء کے مقلدین میں ہوگا یا نہیں ہوگا ناظرین خود فیصلہ کریں۔

الجواب ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ اللھم ھدایۃ من ھدیتہ السنن واحیاء من احییتہ اذان خطبہ ہی وہ اذان ہے جو عہد کریم حضور نبی رؤف رحیم علیہ الصلاۃ والتسلیم میں بیٹھ خطیب خارج مسجد دی جاتی تھی اور زمانہ خلافت شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں بھی ایک اذان اسی طرح دی جاتی رہی جب زمانہ حضرت

(۱) ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۹۔ (۲) بیہقی مشکوٰۃ صفحہ ۳۰

ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مدینہ طیبہ کی آبادی زائد ہوگئی تو حضرت نے ایک اذان اذانِ خطبہ سے قبل مقام زوراء میں اور اضافہ فرمائی اور اذان خطبہ بر ستور خارج مسجد رکھا ہشام کے زمانہ میں وہ زوراء والی اذان بھی مسجد کی طرف منتقل ہوآئی اسی لئے ہمارے تمام علماء کرام ائمہ فخام فاطبۃً اپنی تصنیفات عالیات میں برابر کھلی کھلی تصریحات فرماتے آئے کہ خارج مسجد اذان مسنون ہے مسجد بمعنی موضع صلاۃ میں اذان مکروہ ہے داخل مسجد اذان نہ دی جائے علامہ ابراہیم حلبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں الاذان انما یکون فی المئذنۃ او خارج المسجد والاقامۃ فی داخلہ علامہ طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں قہستانی اور وقایہ سے ناقل یکرہ[1] ان یؤذن فی المسجد اسی میں فتح القدیر سے ہے فان لم یکن ثمہ مکان مرتفع للاذان یؤذن فی فناء المسجد قہستانی میں ہے لایؤذن فی المسجد فانہ مکروہ ام عامۂ کتب میں ہے لایؤذن فی المسجد نیز یکرہ الاذان فی المسجد فتح القدیر امام ابن الہمام فرماتے ہیں قولہ والمکان فی سننا مختلف یفید کون المعہود اختلاف مکانہما وکذلک شرعًا والاقامۃ فی المسجد ولابد اما الاذان فعلی المئذنۃ فان لم یکن ففی فناء المسجد وقالوا لایؤذن فی المسجد اھ اتقانی غایۃ البیان اور امام محقق علی الاطلاق ابن الہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فتح القدیر میں خاص باب الجمعہ میں فرماتے ہیں ھو ای الاذان ذکر اللہ فی المسجد ای فی حدودہ لکراھۃ الاذان فی داخلہ اھ

فقہائے کرام کے باب الاذان میں یہ ارشادات کہ یکرہ الاذان فی المسجد اور لایؤذن فی المسجد ہر سمجھ والے کے نزدیک عام ہیں کہ ہر ایک اذان کو شامل ہیں مگر بعض ہٹ دھرم زبردستی یہاں یہ کہتے ہیں کہ یہ اذان پنجگانہ کے لئے ہے اذان خطبہ اس سے مستثنٰی ہے مگر ان دونوں جلیل اماموں نے خاص باب الجمعہ میں یہ فرما کر ان معاندوں کی دہن دوزی فرمادی اور اس ہٹ دھرمی کی پوری خبر گیری رسائل اہل حق میں کافی طور پر کی گئی جس کے اعادہ کی یہاں حاجت نہیں ہے مسجد میں اذان یقیناً مکروہ خلاف سنت ہے مدخل امام محمد بن الحاج میں نہی عن الاذان فی المسجد کی خاص ایک فصل قائم فرماتے ہیں فصل فی النھی عن الاذان فی المسجد وقد تقدم ان الاذان ثلثۃ مواضع المنارۃ وعلی سطح المسجد وعلی بابہ واذا کان ذلک کذلک فیمنع من الاذان فی جوف المسجد بوجوہ احدھا انہ لم یکن من فعل من مضی الثانی ان الاذان انما ھو لاعلام الناس لیاتوا الی المسجد ومن کان فیہ فلا فائدۃ لہ لذا تہ لان ذلک تحصیل ما حصل ومن کان فی بیتہ فانہ لا یسمع من المسجد غالبا واذا کان الاذان فی المسجد لھذہ الصفۃ فلا فائدۃ لہ وما لیس فیہ فائدۃ یمنع الثالث ان الاذان فی المسجد فیہ تشویش علی من ھو فیہ ینتفل او یفعل غیر

[1] منیہ ص ۳۶۲ مطبوعہ سہیل، [2] طحطاوی علی المراقی الفلاح ص ۱۰۶ مطبوعہ بیروت، [3] فتح القدیر اول ص ۲۱۵ مطبوعہ پشاور

ذالک من العبادات التی بنی المسجد لاجلها وما کان بهذه المثابة فمنع لقوله علیه الصلاة والسلام لا ضرر ولا ضرار اھ مختصرا۔

اذان اعلام غائبین کے لئے ہے اذان خطبہ اعلام غائبین کے لئے تھا نا اعلام حاضرین کے لئے جاننا فرمی ہٹ دھرمی اور تقریر سنت ہے اور یہ معلوم ہو چکا ہے کہ عہد رسالت سے اول عہد عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک یہی ایک اذان تھی تو یقیناً اعلام غائبین ہی کے لئے تھی ایک اذان مزید اعلام کے لئے اضافہ ہوئی اس نے اس اذان خطبہ کا مقصود نہ بدل دیا مسجد میں اذان سے اعلام غائبین نہ ہوگا اور شیخ اپنے مقصود سے غافل ہوتی ہے باطل ہو جاتی ہے مسجد کے اندر کی اذان اذان ہی نہیں انہی معنی مدغل امام ابن الحاج سے گذرا اذا کان الاذان فی المسجد علی هذه الصفة فلا فائدة له وما لیس فیه فائدة یمنع۔ نیز علامہ فرماتے ہیں اذا خلا الشیخ عن المقصود بطل جو لوگ مسجد کے اندر اذان دلواتے ہیں وہ یہی نہیں خلاف سنت اور مکروہ کام کرتے ہیں بلکہ ایک اذان ہی کو باطل کر دیتے ہیں جو لوگ ترک سنت کرتے ہیں یقیناً معاتب ہیں اس وعید سے ڈریں من ترک سنتی لم ینل شفاعتی ان کا یہ عذر مسموع نہ ہوگا کہ ہم خارج مسجد اذان کو سنت نہیں جانتے داخل مسجد اذان کو سنت مانتے ہیں خصوصاً اس صورت میں کہ حدیث و فقہ کے ارشادات سے انہیں بتا بھی دیا گیا جہل عذر نہیں بلکہ وہ خود دوسرا وبال ہے اور جہالت کرنا اور شدید الزام جس نے حمایت سنت کی ہو اسے موجب شہید کے اجر کا حدیث مژدہ دیتی ہے من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهید رواه البیهقی فی الزهد عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما۔

خارج مسجد اذان ہونا حدیث سے ثابت داخل مسجد اذان کی کراہت و ممانعت فقہائے کرام کے ارشادات سے واضح برخلاف حدیث و فقہ یہ کہنا کہ اذان خطبہ مسجد کے اندر منبر کے قریب ہاتھ دو ہاتھ کے فاصلے سے دی جانا ہی سنت ہے۔ کیسا کھلا عناد اور سخت ہٹ دھرمی اور شدید جہالت ہے اللہ عزوجل محفوظ رکھے۔ کیا اس کے قائل میں دم ہے کہ وہ کسی ایک ہی معتبر معتمد عالم سے اپنے کسی ایک دعوی کی تائید پیش کر سکے اس نے یہ دعوی کیا ہے مسجد کے اندر منبر کے قریب ہاتھ دو ہاتھ کے فاصلے سے۔ خطیب خالص عربی زبان ہی میں ہونا مسنون ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر یہ گند افترا ہے کہ انھوں نے معاذ اللہ کئی ہزار مسلمانوں کو کافر بتا دیا یہ ان لوگوں کا پروپیگنڈا ہے جو اپنے کفروں پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں اور اپنے واضح کفریات کی بنا پر علماء عرب و عجم کی تکفیر کو بے اعتبار کرنا چاہتے ہیں یہ شخص جس نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ

لے مشکوٰۃ شریف ص۳۰

کی نسبت یہ کہا یا تو خود ان میں کا ایک ہے یا ان کا دام افتادہ ان کا فریب خوردہ یہ سب مل کر پوری کوشش سے کسی ایک شخص کا نام لیں کہ فلاں شخص کو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز نے کافر بتایا ہے ہزار تو درکنار۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ان لوگوں کی تکفیر کی ہے جنھوں نے جنت و دوزخ کا انکار کیا فرشتوں اور شیاطین کا انکار کیا۔ نماز روزہ کا انکار کیا اور وہ جنھوں نے اللہ و رسول کی کھلی کھلی توہینیں کیں اس سبوح قدوس جل مجدہ کو بھی جا جھوٹ جیسے عیب کو اس سے واقع بتایا چوری شراب خوری جہل و ظلم جیسے عیوب کا اس پاک ذات پر دھبہ لگایا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم عظیم سے شیطان لعین کے علم کو وسیع بتایا شیطان کے لئے علم غیب نفس سے ثابت مانا اور حضور کے لئے ماننے کو شرک بتایا۔ یوں یا شیطان کو غیر خدا نہ جانا یا اپنے منہ شیطان کے لئے علم غیب مان کر مشرک ہوا اور شرک کو نص سے ثابت جانا اور وہ جس نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم شریف کے بارے میں یہ لکھا کہ ایسا علم تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے حاصل ہے (معاذ اللہ) اور وہ جس نے حضور خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد نبوت کی تجویز کی اور قرآن پر بے ربطی کی لم لگائی حضور کے بعد بلکہ حضور کے زمانہ میں کہیں کوئی نبی پیدا ہونے سے ختم نبوت میں کوئی خلل نہ جانا خاتم النبیین کے نئے معنی گڑھے اور جو معنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور آج تک تمام مسلمان سمجھتے رہے اسے خیال عوام ٹھہرایا اور اسے صحیح نہ جانا اور وہ جنھوں نے اپنی نبوت کا اور مانا اور ہزاروں جھوٹے مدعیوں کو بھی مانتے یا مانتے جانتے یا کم از کم مسلمان جانتے ہیں۔ اور وہ جنھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام یا کسی اور نبی کی توہینیں کی ہیں یا ان کی نبوت سے انکار کیا ہے اور محض مقدس بھاری واعظ اور ایک مصلح جانا ہے۔ اور وہ جنھوں نے مولیٰ علی کو خدا مانا یا خدا کو ان میں رما ہوا ٹھہرایا یا حضرات اہل بیت کرام کو سوا حضور علیہ الصلاۃ والسلام اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے افضل جانا جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام کو غلط کار اور خائن ٹھہرایا یا غیر نبی مولیٰ علی کو نبوت کا اہل اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام نبی الانبیاء کو نبوت کے لائق نہ جانا جن کا یہ عقیدہ ہے کہ نبوت بھی تو اللہ نے مولیٰ علی کو تھی اور جبریل غلطی سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو دے گئے اور وہ جنھوں نے اس قرآن کو دخل بشری سے محفوظ نہ جانا بیاض عثمانی ٹھہرایا یا ناقص بتایا جنھوں نے خدا پر یہ عیب لگایا کہ وہ حکم دے کر پچتاتا ہے وغیرہ وغیرہ کفریات اور وہ جن کا یہ عقیدہ ہے جو لا الہ الا اللہ کہتا ہے کیسے گندے گھنونے کفری عقیدہ رکھتا ہو مسلمان اور وہ جو گاندھی کی آندھی میں اڑے جنھوں نے کھلے کھلے الفاظ کفر بکے اور افعال کفریہ کئے۔

یوں ہی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ہر اس شخص کی تکفیر کی ہے جو ضروریات دین سے کسی ضروری دینی کا منکر ہو۔ ان کے سوا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے کے کافر کہا ہے کیا لوگ محض نام اسلام رکھ کر اور گائے کا گوشت کھا کر مسلمان کہے جا سکتے ہیں کہ ان کی تکفیر پر یہ کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو کافر کہا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ یہ دیوبندی لوگوں کا پروپیگنڈا ہے محض اس لئے کہ ان کی ہی تکفیر لوگوں کی نظر میں بے اعتبار ہو جائے ان لوگوں کے مرتد کفر کرنا عیب نہیں کافر کو کافر کہنا عیب ہے قاتلھم اللہ انی یوفکون وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ہم بھی آگے چل کر ثابت کریں گے کہ یہ جھوٹے مفتری دیوبندی جو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر تکفیر مسلمین کا جھوٹا افترا کرتے ہیں خود واقعی تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر مشرک جانتے ہیں یوں ان لوگوں کی بھی جو ضروریات دین کے منکر ہوں تو بہ تکفیر کا روا رد نے والے اپنے طور پر کئی لاکھ یا کئی ہزار مسلمان کہلانے والوں کو کافر کہہ چکے ہیں۔ وہابی کی بنا مذہب ہی مسلمانوں کی تکفیر اور شرک گری ہے ان کے نزدیک شرک اعم و عام سے ہے جس سے کوئی موحد خالی نہیں ان کے شرک کی بوچھاریں یہی نہیں کہ تمام زندہ مردہ مسلمانوں ہی پر پڑتی ہیں اور ان کا شرک عالمگیر شرک ہے بلکہ معاذ اللہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ان کا حکم شرک جاری ہے اس کی بحث طویل اور اس کے ثبوت جلیل دیکھنی ہوں تو رسالہ مبارکہ اکمال الطامہ علی شرک سوی بالا سوار العامہ دیکھیں۔

یہاں عرض صرف اتنی گزارش ہے کہ یہاں وہابی مذہب کا امام اسمٰعیل دہلوی اپنی کتاب تقویۃ الایمان جس کے متعلق دیوبندی کے امام گنگوہی کی تصریح ہے کہ کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب ہے اور موجب قوت و اصلاح ایمان ہے اور قرآن و حدیث کا پورا پورا مطلب اس میں ہے اور رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اور اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔ تقویۃ الایمان میں ایک حدیث کا یہ ترجمہ کر کے کہ پھیے گا اللہ ایک بادل بھی سوجان نکال لے گی جس کے دل میں ہو گا رائی کے دانہ بھر ایمان۔ اس پر یہ فائدہ جڑ دیا۔ سید عالم خدا کے فرمانے کے موافق ہوا یعنی وہ ہوا چل گئی اور روئے زمین پر کوئی مسلمان باقی نہ رہا دیوبندیو اپنے گریبان میں منہ ڈالو دیکھو تمہاری وہ کتاب جس کا رکھنا تمہارے نزدیک عین اسلام ہے یعنی جہاں وہ نہ ہو وہاں اسلام ہی نہیں وہ روئے زمین کے تمام مسلمانوں کو کافر کہتی ہے تو کیا تم روئے زمین سے کہیں علیحدہ کسی گوشے کے بیٹھے ہیں آباد ہو پھر تم کیسے مسلمان تمہاری کتاب کے طور پر جہان بھر کے مسلمان ہوئے ہی تم خود بھی کافر ہوئے یا نہیں کذالک العدالۃ

ولعذاب الاخرة اکبر لو کانوا یعلمون ۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر جھوٹا افترا کرنے والو اعلیٰ حضرت نے کئی ہزار مسلمان کہلانے والوں کو کافر بتایا تم نے جہاں بھر کے مسلمانوں کو کافر بنا ڈالا اور اس تکفیر جمیع مسلمین کو عین اسلام سمجھا واللہ الہادی وھو تعالیٰ اعلم۔

(۴) مسجد کے اندر اذان مسجد کی بے ادبی اور بدعت ہے بدعت کو سنت سمجھنا اور سنت کو بدعت سخت وبال عظیم ہے اور سنت کو مٹانا اور اس کے معارض فعل کرنا سنت سیئہ ہے اور حدیث میں فرمایا من سن سنة سیئة فعلیه وزرها ووزر من عمل بها الی یوم القیامة اور ایسے شخص کو جو سنت مٹانے کے درپے ہو اسے حدیث میں من تردی سنتی لم ینل شفاعتی کہہ دیا جائے اوپر معلوم ہو چکا کہ جہل عذر نہیں حدیث میں ہے من جادل فی خصومة لا یعلمہ نزل فی سخط اللہ حتی ینزع تفسیر میں اس حدیث کے نیچے لکھا من جادل فی خصومة ای یتحمل التعصب والمراء حتی ینزع ای یترک ذلک ویتوب عنه توبة صحیحة حدیث میں ہے من کانت فطرته الی سنتی فقد اهتدی ومن کانت فطرته الی غیر ذلک فقد هلک رواه الطبرانی فی معجمه الکبیر وابن حبان والحاکم باسنادهم کما فی الحدیقة الندیه شرح الطریقة المحمدیة اور حدیث میں ہے ما من امة ابتدعت بعد نبیها فی دینها الا اضاعت مثلها من السنة رواه الطبرانی باسناده عن عوف بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنه اور حدیث میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ان اللہ حجب التوبة عن کل صاحب بدعة حتی یدع بدعته رواه الطبرانی باسناده عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنه اور حدیث میں ہے ان اللہ تعالیٰ ان یقبل عمل صاحب بدعة حتی یدع بدعته رواه ابن ماجة باسناده عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) اذان سننے سے خطبہ وصلاۃ کی شرط نہیں لہٰذا اذان کے خلاف سنت ہونے سے خطبہ وصلاۃ کی صحت میں خلل نہیں آتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) اس کا جواب اوپر ہو چکا۔

(۵) خطبہ اگر تمام تر اردو میں پڑھے گا یا مخلوط پڑھے گا تو خطبہ ہو جائے گا مگر یہ فعل خلاف سنت ہوگا لوگ اگر اصرار کریں کہ نماز بھی ہماری سمجھ میں نہیں آتی لہٰذا اردو میں یا کسی اور میں ایسی زبان میں جو ہم سمجھ سکیں پڑھائی جائے تو ان کے لحاظ سے نماز میں بھی ایسا خطبہ پڑھا کرے گا عہد صحابہ کرام میں سنت

ف مسلم، مشکوٰۃ ص۳۳، ف سنن ابن ماجہ ص۹

کثیر فتوحات عجم کی ہوئیں اور جوامع بنائی گئیں مگر کبھی کسی صحابی سے یا بعد صحابہ کسی سے ثابت نہیں کہ وہاں کی زبان میں خطبہ پڑھا ہو ہمیشہ خطبہ خالص عربی میں ہوتا رہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) اس کا جواب بھی اوپر کے جواب سے واضح ہے وعظ و تذکیر خطبہ سے پہلے اہل شہر کی زبان میں کرسکتا ہے یا بعد نماز اس کے لئے سنت کی تغییر کا وبال کیوں لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۷) خطبہ میں کسی اور زبان کا خلط یقیناً اساءت ہے اور اذان مسجد کے اندر بدعت رافع سنت ہے مدخل میں اسی فصل سے عن الاذان فی المسجد میں فرمایا انظر رحمنا اللہ تعالیٰ وایاک الی ھذہ البدعۃ کیف جرت الی بدع اخر اھ اور معلوم ہو چکا کہ مسجد کے اندر کی اذان اذان ہی نہیں کہ اس سے غالباً اعلام غائبین نہیں ہوتا تو اندر اذان کہلوانا سنت کی مخالفت اور اس کا رفع ہے اور اذان کو بے معنی کرنا۔ مدخل میں ہے۔ الاذان انما ھو نداء الی الصلاۃ ومن ھو فی المسجد لا معنی لندائہ اذ ھو حاضر ومن ھو خارج المسجد لا یسمع النداء اذا کان النداء فی المسجد۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے سنت متروک ہوگئی اور اس کی جگہ یہ بدعت عادت ہوگئی آنکھ کھول کر اپنے گرد و پیش جو یہ بدعت جاری دیکھی تو اب لاکھ کہو کہ یہ بدعت ہے اسے چھوڑ دو اور حدیث و فقہ سے ہزار ثابت کرو کہ یہ سنت ہے اسے اختیار کرو مگر کون سنتا ہے بدعت سے استیناس سنت سے وحشت اس عادت نے قلب حقیقت کر دیا سنت کو بدعت کر ڈالا بدعت کو سنت و لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ امام ابن الحاج مدخل میں فرماتے ہیں۔ انما ھی عوائد وقع الاستیناس بھا فصار المنکر بھا کانہ یاتی بسنۃ عن نعلم فانا للہ وانا الیہ راجعون علی قلب الحقائق لانھم یعتقدون ان ما ھو علیہ ھو الصواب والافضل ولو فعلوا ذلک مع اعتقادھم انہ بدعۃ لکان اخف ان یرجی لاحدھم ان یتوب واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۸) اس کا جواب اوپر کے حوالوں سے واضح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۹) ہرگز یہ حکم کہ اذان خطیب کے روبرو خارج مسجد ہو داخل مسجد خلاف سنت ہے قاضی کا من گڑھت حکم نہیں جسے اس شخص نے یوں رد کیا کہ ہم تمہاری عقل سے نکالا ہوا حکم نہیں مانتے وہ حکم شریعت ہے حدیث و فقہ سے خارج مسجد اذان کا ہونا ثابت ہے اور داخل مسجد کراہت و ممانعت ہے اس نے حکم شریعت کو رد کیا خدا اسے توبہ کی توفیق دے اور یہ جھوٹ بکا کہ تمام دنیا میں اذان منبر سے متصل دی جاتی ہے اس نے اپنے گرد و پیش کا نام ساری دنیا رکھ لیا ہے ساری دنیا تو ساری دنیا ہندوستان میں

بھی سب جگہ یہ بدعت نہیں بہت جگہ خارج مسجد موافق سنت اذان ہوتی ہے رسائل اہل حق میں بعض جگہ کا بھی ذکر ہے جہاں اذان خارج مسجد مطابق سنت دی جاتی ہے اس نے جھوٹ کہا وہ بھی مسجد میں اور وہ بھی حکم شریعت کے رد کو خطیب نے جو سکوت کیا اور پھر اذان خلاف سنت مسجد کے اندر دلوائی اس کا وہ ملزم نہ ہوا قاضی شرع ضرور اولی الامر میں سے ہے شرعی سزا پوچھنا کس لئے ہے یہاں کون شرعی سزا دے سکتا ہے اسلامی حکومت ہوتی تو قاضی حسب رائے ایسے معاندین کو تعزیر کرتا مولوی عبداللہ نے جو اس حدیث کو ضعیف کہا محض جھوٹ اور غلط کہا وہ حدیث حسن ہے اور اگر عند المحدثین ضعیف بھی ہوتی تو جب ہمارے ائمہ نے اسے قبول کیا اور اسی سے بن بدی کا سنت ہونا بھی ثابت کیا تو ضعیف سند کی صورت میں کوئی چیز نہیں تلقی علماء بالقبول اعلیٰ درجہ کی قوت ہے سنت کے جاری کرنے کو اور مردہ سنت کے احیاء کو اور بدعت کے مٹانے کو فساد کہنا بڑے مفسد جاہل کا کام ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر فساد برپا کر دینے کا بہتان اٹھانے والا حق اللہ وحق العبد میں گرفتار ہے مستحق نار ہے جب مردہ سنت زندہ کی جائے گی اور اس کی جگہ جو بدعت جاری ہو گئی ہے اس کے مٹانے کی کوشش کی جائے گی تو جاہل مفسد اسے فساد ہی کہیں گے حدیث میں ایسے شخص کے لئے تو سو شہیدوں کے ثواب کا مژدہ دیا گیا ہے ایسے کو جسے حدیث اپنا عظیم مژدہ دے مفسد کہنے والے خود مفسد ہیں الا انهم هم المفسدون ولكن لا يشعرون وہ حدیث میں شہید کا لفظ غالباً اسی لئے ہے کہ شہید ایک بار قتل کی تکلیف اٹھا کر دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے اور احیائے سنت و نکایت بدعت کرنے والا ہر دم رماح ظنن اور سنان لسان سے زخمی ہوتا رہتا ہے نہ صرف زندگی میں بلکہ بعد موت بھی۔ مولوی عبداللہ اور دوسرے لوگ جو پیشوایان وہابیہ گنگوہی تھانوی نانوتوی وغیرہم اور ان کے متبعین مولوی کہلانے کے اقوال و احوال پر مطلع ہو کر انھیں اپنا مقتدا پیشوا جانتے ہیں وہ سب وہابی ہیں اہلسنت کو ان سے مجالست ان سے ربط ضبط رکھنا ان سے سلام کلام حرام ہے۔ قال تعالیٰ واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: محمد جہاں گیر خاں محمد یحییٰ ٹولہ بریلی متصل قلعہ ۲۲ رجب المرجب ۱۳۵۶ھ

اگر کوئی رافضی سنیوں کی مسجد میں اپنے روپے سے حوض میں پانی بھروائے یا تعمیر (میں) کوئی حصہ لے دے وغیرہ یہ جائز ہے یا ناجائز۔ کہ سنیوں کی مسجد میں رافضی کے روپیہ سے حوض میں پانی بھرا نا مسجد کی برجیوں پر

لہ سورۂ انعام آیت ۶۸ لہ ۱۲ ع ۱۴

کلس چڑھوانا مسجد میں سپیدی کروانا از روئے شرع شریف جو حکم ہو آگاہ فرمائیے۔

الجواب۔ روافض زمانہ کفار مرتدین ہیں اور کفار و مرتدین کو مسلمانوں کی مسجد سے کیا سروکار قرآن عظیم کا ارشاد ہے۔ ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ شٰھدین علی انفسھم بالکفر اولئک حبطت اعمالھم وفی النار ھم خلدون ۝ انما یعمر مساجد اللہ من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر الآیۃ[1] تفسیر احمدی میں ہے۔ قال صاحب المدارک وکذا القاضی الاجل اخذا من کلام صاحب الکشاف وعمارتھا تناول کل ما یسمی عمارۃ منھا وقمھا وتنظیفھا وتنویرھا بالمصابیح وصیانتھا مما لم ترتفق بہ المساجد من احادیث الدنیا لانھا بنیت للعبادۃ والذکر والمراد من الذکر درس العلم متناول کلامہ فعلموہ ان البناء الجدید ممنوع لھم بالطریق الاولی فان اراد کافر ان یبنی مسجدا او یعمرہ امتنع منہ وھو المفھوم من النص وان لم یدل علیہ روایۃ۔ نزول آیت اگرچہ در باب مشرکین ہے مگر حکم مشرکین سے خاص نہیں تمام کافرین کو عام ہے اور کبھی مشرک ہر کافر پر اطلاق ہوتا ہے اور حدیث میں خود روافض پر مشرک کا اطلاق۔ پھر اس میں مسلمانوں کا مرتدین سے میل ان کی طرف میل ظاہر ہے کہ بے اس کے ایسا نہ ہوتا اور مرتدین سے میل جول ان کی طرف اولیٰ میل حرام ہے اگر کسی نے روافض سے روپیہ لے کر صرف کر دیا اچھا نہ کیا مگر اس کے یہ معنی بھی نہیں کہ اب اس سپیدی کو چھیل کر پھینکوا دے خود اپنی جیب سے ادا کر کے پھینکوا دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از الہ آباد محلہ کیدگنج مسئولہ جناب سید ضیاء الدین احمد صاحب قادری رضوی زید لطفہ ۱۲ رمضان ۱۳۳۸ھ

ایک مسجد بہت پرانی ہے اس کے دروں کے آگے ٹین کا سائبان ڈالا گیا ہے لہٰذا ٹین کی رکاوٹ کے لئے صحن مسجد میں لوہے کے پائے گاڑے گئے ہیں تو آیا مسجد کے کام کے لئے صحن مسجد میں لوہے یا اینٹ کے پائے قائم کئے جا سکتے ہیں یا نہیں جب کہ مسجدیت قائم ہو چکی۔ اور بانی مسجد نے کوئی ارادہ ظاہر نہیں کیا تھا کہ صحن مسجد میں سائبان پڑے گا زید کہتا ہے کہ مسجد کے کام کے لئے ہر حصہ مسجد کو کھود کر پائے وغیرہ قائم کر سکتے ہیں۔ بحوالہ حدیث یا اور معتبر کتابوں کے حوالہ سے جواب تحریر فرمائیے گا۔

الجواب۔ ہاں کر سکتے ہیں مگر اس کا لحاظ ہے کہ خواہ مخواہ پائے چھوٹے نہ بنائے جائیں کہ جگہ خواہ مخواہ گھر جائے حاجت سے زیادہ زمین فضول نہ دبائی جائے۔ اول تو بہ مصلحت مسجد کے لئے مسجد میں پتھر لوہا بھی جائز اور ظاہر ہے کہ درخت کے تنے بہت چوڑے چوڑے ہوتے ہیں جو کئی کئی آدمی کی جگہ گھیر لیتے ہیں اور ایک کی جگہ تو اکثر دو بیشتر گھر جاتی ہے تو پھر مصلحت مسجد کے لئے سائبان کیوں نہیں ڈالا جا سکتا۔ اور اکثر

---

[1] تفسیرات احمدیہ ص۲۶۸ مطبوعہ کتبہ دینیہ [2] پارہ توبہ آیت ۱۷

سائبان بے ستون ہو ہی نہیں سکتا۔ تو سائبان کے لیے ستون صحن میں قائم کرنا پڑنے سے بدرجہا اولیٰ جائز ہاں اگر کوئی جگہ ایسی ہو جہاں ایسا موقع ہو کہ بے ستون لگائے سائبان ڈالا جا سکے کہ ایک کڑی جنوبی و شمالی دیوار میں جذب کر کے اس پر سائبان رکھا جائے اور اس کڑی کو کسی ستون کی حاجت نہ ہو تو بے حاجت مکان صلاۃ کو خواہ مخواہ مشغول نہ کیا جائے گا اگر بے حاجت ایسا کیا جائے گا ناجائز ہوگا۔ ردالمحتار میں خلاصہ سے ہے غرس الاشجار فی المسجد لا باس بہ اذا کان فیہ نفع للمسجد بان کان المسجد خانزوا الاسطوانات لاتستقر دونہا وبدون ھذا لا یجوز، ہندیہ میں ہے۔ ان کان ینتفع الناس بظلہ ولا یضیق علی الناس لا باس بہ جب بمصلحت سایہ مسجد میں درخت لگا سکتے ہیں تو سائبان میں تو سایہ بھی ہے اور اس کے علاوہ بھی مصلحت ہے پھر واقعۃ کا اذن صریح اس کے لئے کچھ ضرور نہیں۔ یہاں عرفی اذن کافی ہے۔ جیسے کوئی فقط زمین کو مسجد کردے بعد مسجدیت پھر عمارت مسجد بنے۔ بوریہ جہاں کہ عمارت مسجد کے آگے سائبان یا دہ سرا دالان بنانا وقت حاجت معروف ہے والمعروف کالمشروط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از اجمیر مقدس محلہ سید دہ خاں ڈگی بازار مرسلہ حاجی محمد فخرالدین صاحب پنشنر ڈپٹی پوسٹ ماسٹر ممتاز منزل۔ ۱۵ رمضان ۵۶ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ استفتا۔ یہ احقر اپنی مملوکہ مقبوضہ جائداد کو جس کا نقشہ حسب ذیل ہے دو کانوں کے بالائی حصہ بقصد مسجد بنانا چاہتا ہے اور پانچوں دو کانوں اور دونوں تہ خانوں کو بدستور قائم رکھنا چاہتا ہے تاکہ ان کے کرایہ سے بوجہ حصول تنخواہ روپئے ماہوار اب موجود ہے اس سے مسجد کا فرش و روشنی امام کی تنخواہ کی سبیل ہوتی رہے گی مسجد کو یہ دو کانیں اور تہ خانہ وقف کر دیئے جائیں گے حضرات علماء دین و مفتیان شرع متین سے موافق فقہ حنفیہ فتویٰ کا خواستگار ہوں کہ کیا دو کانیں و تہ خانہ بدستور کرایہ پر رہیں اور ان کے اوپر مسجد بنے تو یہ شرعی مسجد ہوگی یا دو کانوں پر مسجد نہیں بن سکتی یا اگر بن سکتی ہے تو کس حالت میں نقشہ ارسال فرمایا جائے تاکہ نقشہ کے مطابق مسجد بنوائی جائے۔

شمال

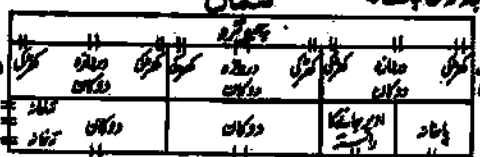
مشرق
مغرب
جنوب
دکان
دکان
دکان

نوٹ ۱؎ اجمیر شریف میں اس مقام ٹوگی بازار جہاں یہ دوکانیں واقع ہیں دو فرلانگ تک چاروں طرف مسجد نہیں ہے اس جگہ مسجد کا ہونا ضروری ہے اور کوئی زمین نہیں ہے صرف ان دوکانوں کی مسجد بن سکتی ہے اجمیر شریف چونکہ اسلام کا مرکز ہے یا حقر ایسی جگہ مسجد بنانا چاہتا ہے۔

۲؎ زمانہ کی رفتار دیکھتے ہوئے ظاہر ہے زمانہ بہت نازک ہے لہٰذا ضروری ہے کہ دوکانیں تہ خانہ بدستور کرایہ پر رہیں تاکہ مسجد کا صرف چلتا رہے گا اور کسی دوسرے عملہ والوں سے دست نگر نہ ہونا ہوگا۔

۳؎ دیکھنے میں آیا ہے کہ مسجدیں غیر آباد و ویران ہیں وہ کیونکر ان مسجدوں اصراف کے لئے مستقل آمدنی کی سبیل نہیں ہے۔

الجواب۔ جائز ہے جب کہ وہ دوکانیں تہ خانے مسجد ہی کے ہوں گے۔ عالمگیریہ[1] میں ہے۔ لو دکان السرداب لمصالح المسجد جاز کما فی مسجد بیت المقدس کما فی الہدایۃ۔ قبیل مسجد بیت جب کہ وہ دوکانیں موجود ہیں ان پر مسجد بنائی جائے گی یہ دوکانیں مسجد کی ہوں گی تو اس میں حرج نہیں وہ مسجد مسجد ہوگی۔ ہاں کسی مسجد میں بعد مسجدیت یہ تصرف جائز نہ ہوتا کہ اس کی زمین خالی کر کے دوکانیں بنائی جائیں تہ خانہ بنتے جاتے۔ درمختار[2] میں ہے۔ (اذا جعل تحتہ سردابا لمصالحہ) ای المسجد (جاز) کمسجد القدس۔ ردالمحتار میں ہے۔ صرح فی الاسعاف فاذا کان السرداب او العلو لمصالح المسجد او کان وقفا علیہ صار مسجدا ام شرنبلالیۃ قال فی البصر وحاصلہ ان شرط کونہ مسجدا ان یکون سفلہ وعلوہ مسجدا لینقطع حق العبد عنہ لقولہ تعالیٰ وان المساجد للہ ام مختصر[3] العلامۃ النبلوسیہ فی الفتاوی الرضویہ میں ہے۔ لا یشترکون الصوانیت تحتہ تکونہا وقفا علیہ۔ درمختار[4] میں ہے۔ لو بنی فوقہ بیتا الامام لا یضر لانہ من المصالح اما لو تمت المسجدیۃ ثم اراد البناء منع ولو قال عنیت ذلک لم یصدق تاتارخانیہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ ہدایت اللہ ساکن قصبہ سیلسور ہاردوال برلی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مسجد میں نماز پنجگانہ کے علاوہ دو امور جو کہ آج کل عام طریقہ پر مروج اور جاری ہیں مثلاً سیاسی جلسہ کرنا اور مذہبی جلسہ کرنا اور دوران تقریر میں دیگر مذہب والوں کو برا بھلا کہنا اور گیارہویں میلاد شریف اس طرح پر منعقد کرنا کہ جس کے پڑھنے والے امرد۔ داڑھی منڈے اور جاری ہوں اور اشعار مثل قوالی کے پڑھنا اور اس پر کودنا اور لوگوں کا حال لانا کیسا ہے تفصیلاً بیان فرمائیے مسجد میں رنگ برنگ

---

[1] جلد ۲ ص ۴۵۸ مطبوعہ بیروت [2] جلد ۲ ص ۴۵۵ [3] جلد ۲ ص ۴۵۸

کے کاندھوں اور جھنڈیاں اور پھول وغیرہ اس قدر لگانا کہ نمازیوں کو اس کی وجہ سے دل میں انتشار پیدا ہوتا ہو اور یکسوئی باقی نہ رہتی ہو اس کا کیا حکم ہے مدلل فرمایا جائے۔

مسجد میں دعا مع تسبیح اس قدر بلند آواز سے پڑھنا کہ جہاں اور نماز پڑھنے والوں کے لئے مخل ہو اور دل میں اوروں کے انتشار پیدا ہوتا ہو تو یہ اس قسم کا ذکر ہیری کرنا مناسب ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب۔ مساجد خدا کے لئے ہیں جو جلسے مذاہبی کسی طرح نہیں ٹھہر سکتے انھیں مسجد میں نہ کیا جائے دوسرے مذاہب اور ان کے اصحاب کا رد مساجد میں جائز ہے دوسرے مذاہب رکھنے والوں کے رد کی بنا پر جلسوں کو مسجد سے نہیں روکا جا سکتا مجلس میلاد منعقد کرنا باعث ہزاروں ہزار برکات ہے مگر ہر چیز کو اسی طرح کرنا چاہئے جس میں شرع ذرا بھی شامل نہ ہو امرد سے نہ پڑھوانا چاہئے یوں بھی داڑھی منڈے سے اور کسی فاسق معلن سے نہ پڑھوانا چاہئے جیسے نماز میں امام کسی فاسق کو نہ بنایا جائے موزوں آواز سے پڑھنے میں حرج نہیں مگر لحاظ اس کا ہر گز نہ کرے کہ موسیقی کے قواعد پر گا رہا ہے ورنہ کوئی آواز موسیقی سے باہر نہیں کہی جاتی خود بناوٹ سے حال لانا کو دنانا جائز ہے مگر اگر کسی نے ایسا کیا تو اس سے انعقاد مجلس پر کیا اثر۔ وہابیہ سے اندیشہ ہے کہ کسی دن وہ یہ دیکھ کر کہ لوگ نمازیں داڑھی منڈے کے پیچھے پڑھتے خصوصاً تراویح میں تو اس کا لحاظ بہت کم ہی لوگ رکھتے ہیں کہ امام غیر فاسق حافظ ہو اور مصری لوگوں کے لہجہ جس میں بہت اثار چڑھاؤ بالقصد کیا جاتا ہے ایسا کہ ضرورت سے بہت زائد ہو جاتا ہے اور اس پر لوگوں کے جھومنے کو دیکھ کر نماز پڑھنے اور قرآن عظیم کی تلاوت ہی کو حرام نہ ٹھہرا دیں۔ مسجد آراستہ کرنا ان کی تزئین جائز ہے وہ جھوٹا ہے جو کہتا ہے) جھنڈیوں سے نمازیوں کے دل میں انتشار پیدا ہوتا ہے۔ اتنی بلند آواز سے ذکر نہ کیا جائے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ ایسی آواز بھی نہ ہو جو مسموع نہ ہو اگر اتنی آواز سے کہ مسموع مگر کسی مسلمان نمازی کی نماز میں خلل نہ ہوتا ہے ذکر کرے تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از جے پور گھاٹ دروازہ مسئولہ نمائندگان برادری لوہاران جے پور مرسلہ امام اعظم علی صاحب

۱۳ محرم ۱۳۵۸ھ

جناب عالی علماء دین بعد دعائے آداب کے عرض ہے کہ جو حادثہ یہاں جامع مسجد کے دروازہ وسیع کرنے پر فائرنگ ہوئی اس کی بابت اسٹیٹ کے حکام بالا یعنی خان بہادر عبدالعزیز خاں یہ فرماتے ہیں کہ والا جہ بہادر کی یہ مرضی ہے کہ جامع مسجد مسلمان جے پور کے لئے ایک لاکھ روپیہ خرچ کر کے دوسری ہنوادی

جائے لہٰذا اس پر غور طلب ہے کہ شریعت سے اس کی بابت کیا حدیث ہے کہ کفار راجہ کے روپئے سے مسجد بنانے پر اس مسجد میں نماز جائز ہے یا نہیں اور اس مسجد کے معاوضہ میں دوسری مسجد لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ما جو مسجد ہو چکی تا قیام قیامت وہ مسجد رہے گی۔ مسجد بیچ ڈالنے بدل لینے کی چیز نہیں نہ چند یا ساری دنیا کے مسلمانوں کے بیچنے بدل لینے سے وہ مسجد مسجد ہونے سے نکل سکے ایک لاکھ نہیں اگر لاکھ اپنی ساری ریاست دے اور مسجد نہیں مسجد میں سے ایک گز بھر زمین لے ہرگز مسلمانوں کو اس کا اختیار نہیں جو اس پر راضی ہوں گے اشد گنہگار ہوں گے۔ بیچنے خریدنے والے سب ظالم جفا کار ٹھہریں گے نہ مسجد کی تعمیر سوا مسلمانوں کسی کے لئے صحیح و درست۔ قال تعالیٰ ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ شٰھدین علیٰ انفسھم بالکفر اولٰئک حبطت اعمالھم وفی النار ھم خٰلدون انما یعمر مساجد اللہ من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر واقام الصلوٰۃ واٰتی الزکوٰۃ ولم یخش الا اللہ فعسیٰ اولٰئک ان یکونوا من المھتدین[1]

ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ غیر مسلم مسلمانوں کو روپیہ دیدے مسلمان اس روپیہ کا مالک ہو کر مسجد بنائے یا غیر مسلم کسی قیمتی پر تعمیر بنا کر مسلمانوں کو دیدے مسلمان اس پر قابض ہو کر اس کے مالک ہو کر اسے وقف کر دیں ان دو صورتوں میں وہ مسجد ہو جائے گی۔ اس صورت میں کہ غیر مسلم مسجد بنائے اور اسے اپنی ملک پر باقی رکھے یا خود وقف کرے وہ مسجد نہ ہوگی۔ نماز اس میں ہو جائے گی مگر مسجد کا ثواب نہ ہوگا نہ اس کے لئے احکام مسجد ثابت ہوں گے۔

اگر مسجد جامع کی بجائے دوسری مسجد بنا کر مسلمانوں کو دیدینے کا خیال ہے کہ مسلمان اس پر قابض ہو کر اسے وقف کریں اور اسے مسجد جامع کر لیں۔ اور جو مسجد اب تک جامع تھی اسے جامع نہ رکھیں مگر وہ مسجد رہے۔ صرف جامع نہ رہے بجائے اس کے جامع یہ نئی مسجد کی جائے تو یہ کر سکتے ہیں مگر سوال کے لفظ یہ ہیں کہ مسجد کے معاوضہ میں دوسری مسجد لینا جائز ہے یا نہیں ان کا مطلب ظاہر یہی ہے کہ دوسری لے کر پہلی کو مسجد ہی نہ رکھا جائے گا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا اس پر جو راضی ہوگا وہ عذاب الیم اور شدید وبال و نکال اپنے سر لے گا وہ مسجد ابد الآباد تک مسجد ہی رہے گی مسجد خاص ملک الٰہی ہے جسے نہ کوئی بیچ سکتا ہے نہ بدل سکتا ہے آباد و معمور مسجد تو آباد و معمور ہے جو مسجد غیر آباد ہو گئی ہو، خرابہ میں پڑ گئی ہو بہت خستہ بالکل شکستہ ہو چکی ہو وہاں اس کے اردگرد آبادی بھی نہ رہی ویرانہ میں آ گئی ہو لوگ اس سے مستغنی ہو چکے ہوں

[1] سورۃ توبہ آیت ۱۷

غرض کوئی بھی حالت ہو اسی مسجد کو بھی نہیں بیچا جا سکتا بلکہ اس کا ملبہ کڑی تختہ اینٹ پتھر کو دوسری مسجد میں نہیں لگایا جا سکتا۔ ردالمحتار[1] میں ہے۔ ان المسجد اذا خرب یبقی مسجدا ابدا۔ اسی میں[2] حاوی قدسی سے ہے۔ لایجوز نقضہ ونقل مالہ الی مسجد آخر۔ عالمگیریہ[3] میں ہے۔ فوصار بحیث لایصلی فیہ یجوز نقلہ الی مسجد آخر کذا فی الخلاصۃ۔ فاذا کان ہذا فی المسجد فکذا فی الخان الذی وقف للسکنی۔ وفی القنیۃ وصرف فی المسجد الجدید فانہ لایجوز۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از بیڑہ مرسلہ جناب مولوی غلام جیلانی صاحب مدرس مدرسہ اسلامی عربی، ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ

اگر مسجد میں ایسا نل لگا ہو جس میں ٹنکی سے چوبیس گھنٹے پانی آتا ہو کیا اس نل سے اہل محلہ پانی لے سکتے ہیں

الجواب۔ لے سکتے ہیں جب کہ نل لگانے والے کی کنواں بنانے والے کی طرح سب کو لینے کی اجازت ہو اور اگر نل لگانے والے کی خاص مسجد ہی کے لئے نیت ہو کہ وضو غسل وغیرہ نماز کے لئے طہارت ہی کے لئے ہم میں لیا جائے یا اس نل کے پانی کی قیمت مسجد کے مال سے ادا کی جاتی ہو تو گھروں کو لے جانا جائز نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

[1] ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۳۵۹ مطبوعہ مصر [2] ردالمحتار جلد ۳ صفحہ ۳۵۸ [3] عالمگیریہ جلد ۲ صفحہ ۴۵۸ مطبوعہ مصر

بَابُ الجَنَائِز

جنازہ وغیرہ کا بیان

مسئلہ۔ از شہر کہنہ محلہ لودھی ٹولہ مسئولہ جناب سید سجاد احمد صاحب رضوی سلمہٗ ۱۸ شعبان المعظم ۱۳۴۹ھ

بے اجازت مالک کوئی غیر قوم علاوہ حکومت کے جو مسلمان نہ ہو اپنی لاش دفن کر دے اس کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے؟

کوئی شخص مالک یا واضع اپنے کسی خدمت گار وغیرہ کو کسی وجہ سے اپنی ملکیت میں دفن کرنے کی اجازت دیدے بعد دفن کرنے کے غیر قوم کے ایک برادری کے لوگ بلا اجازت حاصل کئے مالک کے لاش دفن کر جاویں ان کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے ایسی صورت میں کہ کوئی وقف نامہ بھی تحریر نہ ہوئے۔

(۲) جو درخت وغیرہ وہاں موجود ہوں قبل دفن کرنے لاش کے یا خود بخود پیدا ہوں ان کا مالک مالک زمین ہوگا یا ورثہ لاش مدفونہ کے۔ فقط

الجواب۔ بے اجازت مالک زمین غیر مسلم تو غیر مسلم اگر کوئی کسی مسلمان کو بھی دفن کر دے تو مالک زمین کو اختیار ہے کہ اس لاش کو اپنی زمین سے نکلوا دے یا قبر کو زمین سے برابر کر دے اور اس پر کھیتی باڑی کرے یا جو چاہے۔ فتاویٰ میں فرمایا۔ لو دفن فی ارض مغصوبة او اخذت بشفعة یخرج منه لانه حق العبد (اسی میں ہے۔ لا یباح نبشه بعد الدفن اصلا الا لما تقدم من ستة اشیاء فیه او کون الارض حق الغیر وح ان شاء قلع الغیر بقیمته وان شاء سوی القبر وزرع فوقه۔ (۱) ملک غیر میں دفن کرنے والے ظالم کہنگار حق غیر میں دست انداز ستمگار جفا کار ہر طرح مجرم بدکار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) بلا اجازت مالک دفن کر دینا تو ظلم ہے باجازت مالک کے دفن ہونے سے بھی وہ زمین وقف نہ ہو جائے گی۔ جب تک مالک زمین وقف نہ کر دے پھر زمین موقوفہ میں غیر قوم کے دفن کی وہاں اجازت

---

(۱) فتاویٰ رضویہ مطبوعہ لاہور پاکستان (۲) فتاویٰ رضویہ مطبوعہ لاہور پاکستان

نہیں ہوسکتی جس زمین میں مسلمانوں کے مردے دفن ہوتے ہیں وہاں کوئی غیر مسلم دفن نہیں ہوسکتا اگرچہ واقف سے اجازت دفن لے لی جائے اگر واقف اب اس کی اجازت دے گا خود گنہگار ہوگا اور اس کی اجازت محض لغو و بے کار ہوگی کچھ اثر نہ رکھے گی مردود ٹھہرے گی کہ جو زمین وہ وقف کر چکا اب اس کا وہ مالک نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) جس کی زمین ہے اسی کے درخت ہیں اور جو پیدا ہوں گے جب تک کہ وہ زمین جس کی ہے اسی کے ہوں گے لاش دفن ہونے سے وہ زمین لاش والوں کی نہ ہوگئی نہ پیڑ وغیرہ ان کے ہوجائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال:۔ جس مسلمان نے کبھی نماز نہ پڑھی ہو اس کے جنازے کی نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

جواب:۔ فرض ہے اگر کوئی نہ پڑھے گا سب گنہگار ہوں گے نماز کا ترک گناہ ہے بڑا اور بہت بڑا گناہ ہے مگر کفر نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال:۔ مرد کو کفنے کس جانب سے دیئے جائیں سرہانے سے یا پائنتی سے۔ یوں ہی عورت کو۔

جواب:۔ دونوں کو سرہانے سے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ:۔ از گیاڈاک خانہ رفیع گنج محمد عبدالحق ڈرنل مرچنٹ مورخہ ۲ صفر ۵۲ھ

ایک قبرستان اندرون آبادی ہے جو لوگوں کے دست برد و ملاقات سے غیر محفوظ ہے اور اس کا ایک حصہ ایسا ہے جو پہلے سے قبرستان میں نہ تھا بلکہ دوبارہ سروے ناپ میں انہیں نے اس کو قبرستان میں داخل کردیا اور اسی کا ایک گوشہ ایسا ہے جس میں اس کے قریب کے باشندے نجاست و کوڑا وغیرہ پھینکتے تھے اور کسی کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ زمین قبرستان کی ہے اور اس میں قبر ہونے کا احتمال بھی نہیں ہے زمیندار نے اس کو اپنی زمین سمجھ کر ایک شخص کے ساتھ مکان بنانے کے واسطے بندوبست کردیا اس بندوبست لینے والے نے اس گوشہ میں مکان بنا لیا تھا اور کچھ باقی تھا کہ یہاں کے مسلمانوں نے نقشہ وغیرہ سے معلوم کیا کہ یہ زمین قبرستان کی ہے زمیندار کو حق بندوبست نہیں اس لئے اس کی عدالت سے مسلمانوں نے چارہ جوئی کی اور مکان بنا ہوا موقوف ہوگیا ہے۔

اب بندوبست لینے والا شخص یہ چاہتا ہے کہ اس زمین کے عوض عام مسلمان کچھ روپیہ لے لیں تاکہ قبرستان کا احاطہ ہوجائے اور میرے مکان کا قطعہ بھی خراب نہ ہو اور یہاں کے مسلمانوں میں بھی اتنی ہمت نہیں ہے کہ اس کی حد بندی کرادیں تاکہ غیروں کے دست برد و نجاست وغیرہ سے محفوظ ہے اس

لئے کہ یہاں کے عام مسلمانوں کا خیال یہ ہے کہ اس کے عوض روپیہ لے کر قبرستان کی حد بندی کرادی جائے تاکہ نجاست وغیرہ سے قبرستان محفوظ ہو جائے۔ ایسی صورت میں کچھ زمین قبرستان کی جو پہلے سے قبرستان میں نہ تھی حد بندوبست کر کے اس روپیہ سے قبرستان کی حد بندی کرانا یا اس زمین کو کرایہ پر بندوبست کر کے اس کرایہ سے قبرستان کی حفاظت کا سامان کرنا بشرطیکہ قبرستان میں کوئی خرابی نہ ہو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ سوال اور نقشہ سے ظاہر ہے کہ یہ زمین سرخ رنگ زمین موقوفہ نہیں اور نہ اس میں کوئی قبر ہے اس صورت میں جب کہ قبرستان کی حفاظت و صیانت کی حاجت بھی ہے مسلمان اتنے حصہ سے فروخت کر کے قبرستان میں لگا سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از بریلی پھوٹا دروازہ مسئولہ کمال الدین صاحب، ۱۰ جمادی الآخرہ ۵۲ھ

زید کہتا ہے کہ تجہیز و تکفین کے بعد میت کی قبر پر اذان کہنا بدعت ہے اور اس کے ثبوت میں شامی اور توشیح کی مندرجہ ذیل عبارت پیش کرتا ہے جواب طلب امر یہ ہے کہ شامی اور توشیح اہل سنت کی مستند قابل العمل کتابیں ہیں یا نہیں اور اگر ہیں تو اس خاص مسئلہ میں شامی اور توشیح کی محققہ فیصلہ کی بنا پر اذان علی القبر درست رہے گی یا نہیں بہر دو صورت ادلہ اربعہ شرعیہ سے دلیل قائم کی جاوے اور صاحب مذہب کا قول نقل کیا جائے۔ بینوا توجروا۔ وہ دونوں عبارتیں یہ ہیں۔ لایسن الاذان عند ادخال المیت فی قبرہ کما ھو المختار للائمۃ وقد صرح ابن حجر فی فتاوی بدعۃ شامی جلد ۱ اور توشیح سے عبارت نقل کرتا ہے۔ الاذان علی القبر لیس بشیء۔

الجواب۔ کتاب کا مستند اور معتمد ہونا اور بات ہے اور کتاب میں جو کچھ ہے وہ سب معتمد علیہ ہونا اور بات، اذان قبر کو سنت کس نے بتایا ہے؟ جس پر شامی کی عبارت دکھائی جاتی ہے کہ اس میں اسے بدعت لکھا ہے بے شک بدعت ہے مگر بدعت حسنہ اس کے ثبوت کو یا ذان الاجنبی اذان القبر دیکھیں شامی اور توشیح کا محققہ فیصلہ یہی تو ہے کہ اذان قبر جو مسلمانوں میں آج کل رائج و معتاد ہے مسنون نہیں یا ان کی عبارت میں یہ ہے کہ یہ فعل حرام ہے ناجائز ہے گناہ ہے بدعت تو مسجد کے گنبد و مینار بھی ہیں بدعت تو یہ مروجہ مدارس بھی ہیں بدعت تو قرآن عظیم میں ترویز برلیوس وغیرہ کی کتابت بھی ہے بدعت تو تعلیم علوم دینیہ پر اجرت بھی ہے کیا یہ عبارت پیش کرنے والے مساجد کے گنبد و مینار ڈھانے اور ان کے ناجائز و ناروا ہونے کے فتوے دیں گے اور کیا یہ لوگ ان مدارس کو از سر نو برکندہ کریں گے اور اس

کے اجزاء کو حرام بتائیں گے کیا ایسے مصحف جن میں ضبط حرکات کی بدعت ہے معاذ اللہ دفن کرادیں گے اور اس بدعت واجبہ کو ممنوع و حرام ٹھہرائیں گے جس کے بغیر قرآن عظیم کا صحیح پڑھنا تقریباً ناممکن ہے اس قدر دشوار ہے۔

جواب غیر مسنون مسلمانوں میں شرقاً و غرباً رائج و معتاد ہے۔ علماء ازراہ احتیاط تنبیہ کے لئے اسے فرمائیں یہ مسنون نہیں ہے۔ کہ کہیں مسلمان اسے سنت سمجھ کر غلطی میں مبتلا نہ ہوں اسے علماء کے لایعنی فرمانے سے بدعت محرمہ اعتقاد کرنے والے جیسے خوش فہم ہیں ظاہر ہے رہا صاحب توشیح کا اسے لیس بشیئ کہنا تو وہ خود لیس بشیئ ہے کہ اذان ذکر الٰہی ہے اور ذکر سے نزول نور و رحمت و سرور و اطمینان قلب یعنی (قال تعالیٰ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ اذان سے فائدہ دفع وحشت و ربا و فرار شیطان بھی ہے اور تلقین بھی اور وقت (تو) اور وہ وقت سوال کیسا شدید وقت ہے۔ اللہ اللہ اللہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ اس وقت نزول سکینہ و رحمت اور دفع وحشت و غفلت و سکون و اطمینان قلب کی کیسی شدید حاجت ہے تو اس کے لئے اذان لیس بشیئ ہوگی یا شیئ عظیم النفع جس سے زندہ اور مردہ دونوں کا بھلا یہاں ذکر اللہ مستحب ہوگیا ایسی بشیئ وہ وقت نہایت نازک وقت ہوتا ہے اور مردہ ایمان دشمن مسلمان یعنی ابلیس لعین اس وقت ایمان کی گھات میں اندرون قبر پوش میت فریب دہی کو کھڑا ہوتا ہے سوال منکر نکیر من ربک پر اپنی جانب اشارہ کرتا ہے کہ معاذ اللہ میت اس شیطان کو اپنا رب بتادے ایسے وقت اذان جس سے وہ ملعون گوزنان بھاگے اور میت مسلمان اسے سنے اور غفلت سے جاگے لیس بشیئ ہوگی یا اعلیٰ درجہ کی مستحسن۔

حدیث میں خاص اذان کے لئے بھی ارشاد ہوا کہ میت ہمیشہ اذان سنتی ہے جب تک قبر کی تطیین نہ ہو۔ فی اللغنی وعنہ فی المغنیۃ عن الحسن عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لا یزال المیت یسمع الاذان ما لم یطین قبرہ۔ مگر ایسے بدخواہ مسلمان خیر خواہ شیاطین کو کیونکر گوارہ ہو کہ اس وقت کسی مسلمان کو اس ذکر اللہ سے نفع پہنچے اور شیطان وہاں سے گوزناں بھاگے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ اللہ اللہ۔ اگر یہ عبارت پیش کرنے والے کچھ بھی سمجھ سے کام لیتے یا سمجھ کر الٹی نہ کہتے انصاف کے گلے پر چھری نہ چلاتے تو یہ عبارتیں ہرگز پیش نہ کرتے اور عوام کو نہ بہکاتے ان عبارتوں کے کون سے لفظ نے یہ بتایا کہ اذان علی القبر نادرست و ناروا ناجائز و ممنوع و حرام و گناہ ہے۔ حرام و گناہ ہونا

لہ سورہ رعد پ ۱۳، لہ غنیہ ص ۵۲۲ مطبوعہ رحیمیہ

تو ویسے ہی کیوں کہا جاتا؟ ممنوع فاروا ہوتی تو ویسے ہی کیوں بتایا جاتا؟ اگر یہاں کراہت پر کوئی قرینہ ہوتا تو اس سے کسی طرح یہ قول کیا جا سکتا کہ کراہت مراد ہے اور جس کراہت کا قرینہ ہونا اسی کراہت کا کوئی قول کر سکتا پھر بھی یہ مسئلہ ایسا نہ ہوتا کہ وہابیہ اس کی بنا پر اس کے مجنیہ بدعتی ہونے کا صب عادت مستمر زبردستی منہ آتے کہ اس کا مکروہ و مندوب یا جائز و مکروہ تحریمی ہونا بدعت و سنت ہونے کی طرح مختلف فیہ ہوتا۔

ابن حجر کا بدعت بتانا تو نظر آیا اور اسی رد المحتار میں علامہ خیر الدین رملی کے حاشیہ بحر سے جو انھوں نے نقل کیا ہے کہ میں نے بعض کتب میں دیکھا ہے کہ مردہ کو قبر میں اتارتے وقت اذان کو مسنون کہا گیا ہے نہ دیکھا۔ یہ تو باب الاذان میں تھا وہیں کتاب الجنائز میں اس عبارت میں جو سوال میں پیش کی گئی ہے عبارت کے بعد ہے۔ ومن ظن انہ سنۃ الخ یہ نظر نہ آیا یہی ابن حجر جو اس کے سنت ہونے کے منکر ہیں اسے بدعت فرماتے ہیں انھوں نے سنت بتانے والے کو بدعتی نہ بتایا اتنا فرمایا کہ لم یصب جس نے اسے سنت کہا اس نے ٹھیک نہ کہا یہ عبارت پیش کرنے والے صاحب در مختار کا قول ویسن عقبہ کہ اذان غیر نماز فرض کے لئے مسنون نہیں ہے دیکھ کر مولود کے کان میں اذان دیں گے یوں ہیں ہموم یوں ہیں مصروع یوں ہیں سخت غضب ناک یوں ہیں شریر یوں ہیں بدعادت انسان کے کان میں اذان کہتے یوں ہیں وقت جنگ یوں ہیں آگ لگ جانے کے وقت یوں ہیں جن کی سرکشی اور شرارت و ایذا دہی کے وقت یوں ہیں وہ شخص جو جنگل بیابان میں راہ بھٹکے اس کی اذان کو بدعت سیئہ عوام و ناجائز و گناہ بتائیں گے؟

اگرچہ علامہ شامی اس کے حاشیہ میں علامہ خیر الدین رملی کے حاشیہ بحر سے یہ نقل کیا کریں کہ فی حاشیۃ البحر لخیر الرملی رأیت فی کتب الشافعیۃ انہ قد یسن الاذان لغیر الصلاۃ کما فی اذان المولود والمہموم والمصروع والغضبان ومن ساء خلقہ من انسان او بہیمۃ وعند مزدحم الجیش اور عند الحریق قیل وعند انزال المیت القبر قیاسا علی اول خروجہ للدنیا لکن رد ہذا ابن حجر فی شرح العباب وعند تفول الغیلان ای عند تمرد الجن لخبر صحیح فیہ اقول ولا بعد فیہ عندنا[1] اگرچہ وہ شریعۃ الاسلام سے نقل کیا کریں کہ ومن ضل الطریق فی ارض قفر یوں ہی اگرچہ وہ کہا کریں کہ امام ابن حجر نے اذان و اقامت خلف مسافر کو مسنون بتایا ہے۔ اللہ اللہ یہ عبارتیں جو سوال میں ہیں خود فاروقی جواز فرما رہی ہیں۔

---

[1] رد المحتار جلد اول ص ۳۸۵ مطبوعہ مصر

گمراہی گناہ بتانے والے ان سے ناجواز ہی سمجھ رہے ہیں اے سبحان اللہ۔ ارے خوش فہمو جو ناجائز و ممنوع ہوگا اسے حرام کہا جائے گا ممنوع بتایا جائے گا گناہ فرمایا جائے گا۔ ایسی بدعت کو بدعت سیئہ لکھا جائے گا (لیس بشئ۔ لیس بشئ) کہتے ہی نے اسے جائز بتایا۔ ع وہ الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔ اللہ اللہ جواز ان تمہیں دلیل طلب کرنا تو اتنی بات ہے کہ اصل جواز ہے تو جو ممنوع و حرام کہے اس سے پوچھا جائے کس دلیل سے حرام بتایا ہے اور وہ بھی ذکر اللہ کو۔ کون سی وجہ حرمت و کراہت عارض ہے۔ مکروہ تنزیہی بھی خلاف اولیٰ تک کہنے تو تصریح علماء دلیل خاص اور کار کمافی البصروہ والختار وغیرھما من الاسفاد مگر معاندین کی ہر ہٹ ختم کرنے اور ہر ضد پوری کرنے کو ہم تیار ہیں سنئے اللہ عزوجل اپنی کتاب مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا۔[1] نیز فرماتا ہے اُذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ[2] اور فرماتا ہے فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ۔[3] حدیث میں نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کا ارشاد عظیم ہے۔ اذکروا اللہ حتی یقولوا مجنون۔ نیز فرماتے ہیں علیہ الصلاۃ والسلام الی یوم القیامۃ اذکروا اللہ حتی یقولوا المنون۔ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لم یفرض اللہ علی عبادہ فریضۃ الا جعل لھا حدا معلوما ثم عذر اھلھا فی حال العذر غیر الذکر فانہ لم یجعل لہ حدا ینتھی الیہ ولم یعذر احدا فی ترکہ الا مغلوبا علی عقلہ وامرھم بہ فی الاحوال کلھا۔

دیکھئے اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذکر کا حکم مطلقاً فرمایا ذکر الٰہی ہر جگہ مطلوب و مندوب ہوا تو کسی خاص جگہ ممنوع ہونے کے لئے دلیل خاص درکار ہے اور جہاں نہی نہیں آئی ہے وہاں زبردستی ذکر الٰہی ممنوع بتانا اور تو کیا کہا جائے نری ڈھٹائی سخت بے حیائی نہیں تو اور کیا ہے اذان بھی ہر اس مسلمان کے نزدیک بلکہ اس کے نزدیک بھی جو محض نام اسلام رکھتا ہو ذکر خدا ہے۔ تو ہر جگہ خوب و مرغوب ہے۔ ہر جگہ میں نزد ہر مسلم بھی ہے اور یہاں کوئی نہی موجود نہیں تو جواز کیا مستحسن و مندوب ہے کیا کوئی نہی دکھائی جا سکتی ہے کہ قرآن پاک یا حدیث اور جانے دو کسی معتبر و معتمد امام بلکہ کسی عالم نے اسے ممنوع بتایا ہو مگر لایسن نہ ہو کہ لایسن کا تو یہ لایجوز نہیں۔ یا یہ عظیم ائی ہے کہ جو مسنون نہیں تا جائز ہے۔ پھر دیکھئے ہمارے علماء کا ابتدائی قاعدہ مسلمہ ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ تو اذان علی القبر بھی اصل میں اجماعاً مباح ہے۔ اور عروض کراہت و حرمت کسی دلیل سے ثابت نہیں۔ ھٰذا الجمال الکلام والتفصیل فی رسالۃ سیدنا المولی العلام المجدد الامام شیخ الاسلام والمسلمین فاذان القبر والله تعالیٰ اعلم۔ رہا صاحب مذہب کے

---

[1] سورۃ الاحزاب آیت ۴۱ [2] سورۃ بقرہ آیت ۲۰۰ [3] سورۃ بقرہ آیت ۱۵۲

قول کا مطالبہ تو اگر یہی لیل و نہار ہیں تو فقہ حنفی کے وہ معدود مسائل ہیں جن میں امام اعظم کا نص موجود ہو لائق تسلیم ہوں گے باقی سب رد۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم الصمد واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از شہر بریلی محلہ فراشی ٹولہ مسئولہ مرزا محمد بیگ صاحب صوبیدار پنشنر ۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۳ھ

میت کے آگے دو شخص یا اس سے زیادہ نعت پڑھتے چلیں یعنی خدا پھر جائے گا زبان سے تو کیا ثواب ہے تو کہہ دوں گا تیرے دیدار کا ارمان لیا ہوں۔ وغیرہ وغیرہ یا اس مضمون کے یا حبیب تم پہ لاکھوں درود وغیرہ وغیرہ بزاہ کرم اس سے آگاہی بخشیں کہ یہ سنت کا فعل ہے یا مکروہ یا حرام یا بالقطع شرکت بدعت ہے۔ یہ فعل کرنے والا کفر کے نزدیک تو نہیں پہونچتا یا فعل شرعاً جائز ہے۔ تو کیا ثواب میت کو اور کیا ثواب ہمراہ میت والوں کو ہوگا؟ زیادہ ادب۔

الجواب۔ اللہ پھر اس کے رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کر وہ بھی بحکم حدیث ذکر اللہ ہی ہے کہ حدیث قدسی میں رب تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے۔ ذکرتک ذکرا من ذکرنی فمن ذکرنی فقد ذکرنی۔ اے محبوب (علیہ الصلاۃ والسلام) میں نے تمہیں اپنے ذکروں سے ایک ذکر بنایا تو جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔ ذکر مطلقاً ہر نوع اور ہر حال ہر زمان و مکان میں مستحسن و مستحب و مندوب و مطلوب ہے مگر بعض انواع بعض احوال و ساعات و لمحات جن میں کراہت شرعی ہو جیسے نماز مطلقاً غیر موضوع ہے مگر بحال جنابت و حدث بے طہارت یا اوقات مکروہہ یا ارض مغصوب یا ہر موضع ناپاک یا بمقام غیر طاہر یا بلباس نجس۔ یا بہیأت دوضع ناجائز۔ قرآن عظیم و حدیث نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم میں ذکر کا حکم مطلق ہے اور مطلق ہمیشہ اپنے اطلاق پر رہے گا۔ المطلق یجری علی اطلاقہ۔ اس میں اپنی طرف سے کوئی تقیید و تخصیص نہیں کی جا سکتی۔

دیکھو آیات رحمانیہ ارشادات قرآنیہ میں ذکر کا حکم مطلق ہے کہیں ارشاد ہوا۔ اذکروہ کہیں فرمایا۔ اذکروا اللہ ذکرا کثیرا کہیں فرمایا۔ کذکرکم اٰباءکم او اشد ذکرا کہیں فرمان ہوا۔ یاایھا الذین اٰمنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا۔ دیکھو احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والتحیہ میں بھی ذکر کا حکم مطلق ہے۔ کہیں فرمایا۔ اذکروا اللہ حتی یقولوا مجنون کہیں فرمایا۔ اذکروا اللہ عند کل شجر وحجر کہیں ارشاد ہوا۔ لم یفرض اللہ علی عبادہ فریضۃ الا جعل لھا حدا معلوما ثم عذر اھلھا فی حال العذر غیر الذکر فانہ لم یجعل لہ حدا ینتھی الیہ ولم یعذر احدا فی ترکہ الا مغلوبا علی عقلہ وامرھم بہ فی الاحوال کلھا۔ حضرت سیدتنا عائشہ ام المومنین صدیقہ

ف۱ پ۲۱ سورۂ احزاب آیت ۴۱ ف۲ پ۲۸ سورۂ جمعہ آیت ۱۰ ف۳ تسہیل الراض ص۲۰۳ بیروت ف۴ مسند احمد بن حنبل ج۴ ص۱۲۴ ف۵ معالم التنزیل ج۴ ص۲۴۱

رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یذکر اللہ تعالیٰ علی کل احیانہ ان اطلاقات قرآنیہ وحدیثیہ سے ذکر کا مطلقاً خیر موضوع اور علی کل حال مطلوب ہونا روشن ہو گیا اب کسی نوع میں کسی حال میں اگر کراہت ہوگی تو کسی عارض سے ہوگی اور وہ عارض جب تک رہے گا اسی وقت تک رہے گی جب عارض جاتا رہے گا اس نوع سے کراہت جاتی رہے گی اور وہی اصل حکم استحباب ہوگا۔

اس تمہید رشید کے بعد اب نفس مسئلہ کی جانب عنانِ توجہ موڑیئے۔ جنازہ کے ساتھ ذکر الٰہی و ذکر رسالت پناہی جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ خاص نوع خاص حال کا ذکر بھی قرآن و حدیث کے ان مطلق ارشادات کے نیچے داخل ہے۔ تو یہ بھی باعتبار اصل ضرور جائز و مندوب و مستحسن ہے کون عاقل کہہ سکتا ہے کہ ہر پتھر کے پاس ذکر مندوب و مطلوب ہو۔ اور جنازہ کے پاس ناجائز و امر غیر مطلوب ہاں یہ ممکن ہے کہ بعض ازمنہ و امکنہ میں کسی عارض سے اس پر بھی حکم کراہت ہو جیسے کسی کسی عارض سے کسی کسی جگہ کسی کسی وقت و حالت میں بعض انواع اور اعمال ذکر پر ہوتا ہے۔ لیکن عوارض سے کراہت یا ممانعت کو علی الاطلاق کراہت یا ممانعت نہیں کہا جا سکتا جیسے عوارض کے سبب کراہت کی بنا پر علی الاطلاق نماز کو مکروہ کوئی مجنون ہی کہے گا نماز ایک نوع ذکر ہے جیسے بعض عوارض سے اس کے بعض افراد مکروہ ہوتے ہیں مگر ان افراد کی کراہت کی بنا پر خود نوع نماز پر حکم کراہت و ممانعت نہیں ہو سکتا جن افراد کو وہ عوارض لاحق ہیں انھیں تک وہ حکم مقصور رہے گا یوہیں بعض انواع ذکر کو اگر کسی خاص زمانہ میں بعض عوارض کی بنا پر حکم کراہت عارض ہو تو وہ علی الاطلاق ہر زمانہ کے لئے نہ ہوگا بلکہ اسی زمانہ تک مقصور رہے گا جس میں وہ عوارض پائے جائیں یوہیں اگر بعض احوال میں کسی ذکر کو کسی زمانہ میں بعض عوارض سے سارے علما یا بعض نے مکروہ کہا ہو تو وہ اسی زمانہ تک رہے گا جب تک اس حال میں ذکر کو وہ عوارض لاحق ہوں علما فرماتے آئے ہیں۔ کم من حکم مختلف باختلاف الزمان یہ بات خوب یاد رکھنے کی ہے۔

یہ اختلاف خود ذات امر مختلف فیہ میں نہیں ہوتا بلکہ نظر بعوارض ہوتا ہے جب تک وہ عوارض تھے حکم کراہت تھا جب نہ رہے تو اصل حکم پھر ہوا کبھی ایک ہی امر بہ وجہت سے دو حکم مختلف ہوتے ہیں ایک وجہت سے ایک حکم دوسری جہت سے دوسرا۔ دیکھو رفع الصوت عند قراءۃ القرآن کو علما نے مکروہ بھی کہا اور نہایت محمود بھی بتایا۔ حدیقہ ندیہ[1] میں ہے۔ روی عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ کرہ رفع الصوت عند قراءۃ القرآن۔ من غیر القاری لما فیہ من المنع عن کمال الاستماع واما من القاری

[1] جلد ۱ ص ۴۰۱ مطبوعہ اہل پور

فانه یرفع الصوت فی عدم الاستماع الیه وهذا قال فی اللقط کره قراءة القرآن فی الطرق والاسواق لانه لا یجمع انتهی وفی شرح الوالد رحمه الله تعالی علی شرح الدرر من مسائل شتی معزیا الی شرح المشارق قال هذا بحمد الله بالنیة فمن کانت نوته صادقة فرفع صوته بقراءة القرآن والذکر اولی لما فیه من اظهار الدین ووصول برکته الی السامعین فی الدور والبیوت والخانات ویوافق القائل من سمع صوت شهد له یوم القیمة کل رطب ویابس ومن خاف علی نفسه الریاء فالاولی له اخفاء الذکر لا یقع فیه مکان وزمان کا اختلاف دراصل اختلاف ہی نہیں۔ جنازہ کے ساتھ ذکر کا اصل حکم تو یہی جواز و استحباب ہے مگر بعض ازمنہ میں بعض عوارض کی بنا پر بعض علماء نے اسے مکروہ کہا تھا پھر علماء نے ان عوارض کے نہ رہنے اور ممانعت میں زیادت مفسدت اور اجازت میں دینی مصلحت پانے کی بنا پر اسے وہی اصل حکم دیا کہ وہ جائز و مندوب اور مرغوب ہے جن بعض علماء نے اسے مکروہ کہا تھا انھوں نے بوجہ تشبہ اہل کتاب کہا تھا مگر جب یہ عارض نہ رہا اور تشبہ جاتا رہا تو پھر اصل حکم لوٹ آیا۔

پھر ظاہر ہے کہ اس بنا پر ان کا وہ حکم خود اس زمانہ میں عام نہ تھا بلکہ اسی مقام سے مخصوص جہاں تشبہ ہو اور اول تو بعض علماء کے اس حکم کراہت کا جواب ظاہر کہ بدلوں سے مطلقاً تشبہ کب مکروہ ہے انھیں امور میں مکروہ ہے جو ان کا شعار ہوں علامہ علی قاری مکی شرح فقہ اکبر امام اعظم میں لکھتے ہیں۔ جواب بعض العلماء فی مقام الانکار علیه لیس هذه الکسوة بان قلنسوة الا بمکیة ابدعها بدعة فلیس فی محله فانهم یقولون من التشبیه بالکفرة اهل البدعة المنکرة فی شعارهم لا منهیون من کل بدعة ولو کانت مباحة سواء کانت من افعال اهل السنة او من افعال الکفرة اهل البدعة فالمدار علی الشعار۔ حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے فتاوٰی میں ہے علمائے متقدمین اور النہر ایں اطلاق دادہ کہ تشبہ باشیعہ منع نوشتہ اند ما تشبہ باہاں دریں خیر ممنوع نمی تواند شد۔ بعض نے حکم کراہت کی علت یہ بتائی کہ صمت سنن مرسلین ہے۔ اور خلاف سنت مکروہ، صمت اولیٰ ہے اور اس کا ترک مکروہ تنزیہی خلاف اولیٰ مگر اب جب کہ ایک عرصہ دراز سے صمت بالکل متروک ہو گیا لوگ جنازہ کے ساتھ دنیا بھر کی لغوباتیں کرتے اور بعض ہنسی دل لگی سے باز نہیں رہتے ہیں تو اس زمانہ میں ذکر جس سے قلوب کی قساوت جائے خوف و خشیت پیدا ہو ضرور مطلوب ہے صمت تو اسی لئے مطلوب تھا اور وہ بوجہ قساوت قلوب غیر تو غیریت کے اعتبار

لہ القاہرہ ص ۱۸۶ مطبوعہ مصر

واقرباء میں بھی جیسا چاہئے نہ رہا۔ موت کا خوف کم ہو گیا۔ ایسے وقت بھی اس کا تفکر قطعاً جاتا رہا تو ذکر اللہ اور رسالت پناہ اور ذکر موت و روز حساب وغیرہ جن سے قساوت دور ہو دلوں کا زنگ جائے قلب جلا پائے بوجہ خشیت و خوف خدا کا رنگ لائے اپنے آپ ہی مندوب ہوگا ہرگز مکروہ نہیں۔ حرام کیسا؟ اب اسے ممنوع و ناجائز و حرام کہنے والا نرا جاہل مصالح شرع سے غافل مسلمانوں کا بدخواہ ہے اور شرک جاننے والا تو مبتلائے سخت اشد گناہ ہے۔

ذکر اللہ و ذکر رسول اللہ کو معاذ اللہ شرک جاننے والا مسلمان ذاکرین خدا اور رسول کو مشرک بتانے والا وہابی نجدی خود ہی اس ناحق تکفیر کے وبال سے بلائے شرک و کفر میں گرفتار۔ یہ بدعت ہے مگر بدعت ضلالت نہیں جس کا ہجوت وہابیہ کے سر پر ہر وقت سوار رہتا ہے بلکہ بدعت حسنہ لحق بالسنہ جو ہر اخلاق میں بعض امور کی نسبت فرمایا۔ ھو ان کان احداثا فھو بدعۃ حسنۃ وکم من شیء یختلف باختلاف الناس والمکان۔ ہر بدعت بدعت ضلالت نہیں ہوتی بعض بدعتیں مباح بعض مستحب بعض واجب بعض مکروہ خلاف اولیٰ ہوتی ہیں۔ علامہ قاری کی عبارت مذکورہ میں ابھی گذرا کہ ہر بدعت منہی عنہ نہیں ہوتی۔ ایک علامہ علی قاری کیا جسے کچھ بھی وقوف ہے وہ جانتا ہے کہ علماء نے بدعت کی پانچ قسمیں فرمائی ہیں۔ مباح۔ مستحب۔ واجب مکروہ۔ سیئہ یعنی مکروہ تحریمی۔ امام اجل نووی اپنی کتاب تہذیب میں اور سیدی امام علامہ مناوی شرح جامع صغیر میں پھر فاضل علامہ مولیٰ عبدالحلیم بن پیر قدوم رومی حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں۔ واللفظ للاخیر۔ ان البدعۃ خمسۃ انواع محرمۃ وھی اعتقاد مذاھب القدریۃ او الجبریۃ او المرجئۃ او المجسمۃ او نحوھم وواجبۃ وھی نصب ادلۃ المتکلمین للرد علی ھؤلاء وتعلم علم النحو الذی بہ یفھم بہ الکتاب والسنۃ ونحو ذلک ومندوبۃ کاحداث نحو رباط ومدرسۃ وکل احسان لم یعھد فی الصدر الاول ومکروھۃ کزخرفۃ مسجد وتزویق مصحف ومباحۃ کالمصافحۃ عقیب کل صبح وعصر وتوسع فی لذیذ المأکل والمشرب والملبس والمسکن والبس طیلسان وتوسیع اکمامہ۔

وہابی جن کا مسلمانوں کو مشرک بتانا اور مبتدع بتانا ہی شیوہ ہے وہ اور علماء کرام کی ذد سے کیا گرے گا مگر شاہ عبدالعزیز صاحب کے فتاوی کو کیا کرے گا۔ شاہ صاحب کے فتاوی سے بھی ظاہر ہے کہ ہر بدعت بدعت سیئہ نہیں ہوتی۔ بعض بدعتیں مکروہ تحریمی کے خلاف اولیٰ ہوتی ہیں بعض حسنہ فتاوی عزیزیہ میں ہے۔ لفظ حقیقۃ المعانی در اصطلاح قدماء صوفیہ وائمہ است کہ در شرع نیامدہ و ہر فرقہ را از فرقہا بمناسبت بعضے الفاظ مصطلح شدہ

کہ در شرع اطلاق آں وارد نہ شدہ مثل واجب الوجود در عرف متکلمین اہلسنت و بخصیں لفظ وجود مطلق در عرف صوفیائے اہلسنت مثل قیصری و فرغانی و مولانا جامی بسیار وارد ست و در شرع وارد نہ شدہ پس اطلاق ایں الفاظ ہر چند بدعت ست المبدعت سیئہ نخواہد بود۔ اس کی وجہ فرماتے ہیں۔ چہ ایں قدر علمائے باایمانست و بتقوی استعمال آں نمودہ اند نیز ای فتاوی عزیزیہ میں ہے۔ ساختن ضرائح و صورت تجویز و علم و غیر و ایں ہم بدعت ست و ظاہر ست کہ بدعت حسنہ کہ دراں مانعے نہ باشد نیست بلکہ بدعت سیئہ است۔ اسی میں دربارۂ استمداد از انبیاء و اولیاء ہے استمداد از اموات خواہ نزدیک قبور باشد یا نباشد بے شبہہ بدعت ست۔ در زمان صحابہ و تابعین نبود لیکن اختلاف ست دراں کہ ایں بدعت سیئہ است یا حسنہ و نیز حکم مختلف می شود باختلاف طرق استمداد۔ نیز دربارۂ عرس فرماتے ہیں دوم آں کہ ہیئت اجتماعیہ مردماں کثیر جمع شوند و ختم کلام اللہ کنند و فاتحہ پرشیرینی یا طعام نمودہ تقسیم در میان حاضرین نمایند ایں قسم معمول در زمانہ پیغمبر خدا و خلفاء راشدین نبود اگر کسے ایں طور بکند باک نیست زیرا کہ دریں قسم قبح نیست بلکہ فائدۂ ایصال و اموات را حاصل می شود۔

یہاں تک کہ ایام عید و اعراس و وقت آمد غائب و وقت ولیمہ و عقیقہ و ولادت و ختان بلکہ حفظ قرآن کی خوشی کے وقت غنا کو جائز و مباح فرماتے ہیں۔ فتاوی عزیزیہ میں بدائع سے نقل کیا السماع فی اوقات السرور تاکید السرور فیجعل مباحا واذا کان ذلک السرور مباحا کالغناء فی ایام العید وفی العرس وفی وقت قدوم الغائب ووقت الولیمۃ والعقیقۃ وعند الولادۃ وعند ختانہ وعند حفظ القرآن حضرت شاہ صاحب کے برادر گرامی قدر جناب شاہ رفیع الدین صاحب مرحوم کا ایک فتوی مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی دیکھو وہ فرماتے ہیں امداد بدعاء و ختم و اطعام و طعام بدعتے مباح ست یعنی در عرس سالانہ مزکران دین اگر صلحاء وقت جمع شدہ قرآن شریف خوانند و خیرات کردہ ثواب ارسانند مضائقہ ندارد و ایں بدعت مباحہ باید گفت و وجہ قبح ندارد۔ ذکر خدا و رسول کو شرک یا کم از کم بدعت ضلالت کہنے والے یا آنکھیں خوب زور سے بند کر لیں کہ کچھ نہ دیکھ سکیں کہ شاید ان سے اب آگے کیا نقل ہو گیا یا وہ جو علماء کرام کی ایک نہیں سنتے ان کے ارشادات کو ذرا انہیں دیکھتے نہ جانے کیوں چیر چیر کر دیکھیں کہ حضرت شاہ عبد العزیز نے فتاوی میں یہ کیا لکھ گئے ہیں۔ سوال۔ آہنگ بر قبور جائز ست یا نہ جواب۔ استعمال آہنگ ہمراہ معازف و مزامیر و آلات لہو ممنوع و حرام بر قبور یا غیر قبور و حرمت ایں مجمع یعنی معازف و مزامیر و آلات لہو در کتب حدیث و فقہ مشروح و مبسوط ست۔ فقط آواز غنا یا ہمراہ دف جائز ست

لہ فتاوی عزیزیہ جلد ۱ ص ۷۰ لہ فتاوی عزیزیہ جلد ۱ ص ۹۲ لہ فتاوی عزیزیہ جلد ۱ ص ۹۱ لہ فتاوی عزیزیہ جلد ۱ ص ۱۲ مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ

لہ فتاوی عزیزیہ جلد ۱ ص ۱۲ مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ

برغیر قبور و بر قبور بدعت ست احتراز اولیٰ ست۔

اللہ اللہ جنازہ کے ساتھ ذکر اللہ و ذکر رسول تو وہابیوں کے نزدیک حرام و شرک نہ بدعت سیئہ ہوا اور شاہ صاحب غنا بر قبر کے دف کو جائز بتائیں کہ احتراز کو صرف اولیٰ کہیں کیا شاہ صاحب کے نزدیک اگر یہ بدعت سیئہ ہوتا تو وہ احتراز اولیٰ ست فرماتے یا یہ فرماتے کہ احتراز فرض ست یا لازم ست یا واجب ست۔ ہمیں تو شاہ صاحب کے فتاویٰ سے دکھانا اتنا تھا کہ بدعت سیئہ ہی نہیں ہوتی حسنہ بھی ہوتی بعض ایسی بھی ہوتی ہیں جو ہوتی تو مباح ہیں مگر خلاف اولیٰ۔ اور وہابیوں کی قسمت کہ یہ مسئلہ ان کے فتاویٰ میں ایسا نکلا جس نے اس مسئلہ کا حکم بھی ضمناً صاف بتا دیا علمائے کرام اور شاہ صاحب در کنار محمد حضور پر نور سید الابرار سرکار سرمہ کار سیدنا احمد مختار علیہ الصلاۃ والسلام من ربہ العزیز الغفار مدامت الیالی والاعصار نے بدعت کی قسمیں فرمادیں حسنہ جس میں مباح و مستحب و واجب داخل دوسری بدعت ضلالت جو حرام و ضلال و کفر سب کو شامل ایک حدیث میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا الی یوم القیامۃ ومن سن فی الاسلام سنۃ سیئۃ فعلیہ وزرھا ووزر من عمل بھا الی یوم القیامۃ لاینقص من اوزارھم شیئ۔

دوسری حدیث میں فرماتے ہیں۔ علیہ الصلاۃ والسلام من ابتداع بدعۃ ضلالۃ لایرضی اللہ بھا ورسولہ کان علیہ من الاثم مثل آثام من عمل بھا لاینقص من اوزارھم شیئ۔ میت کا تفکر و تذکر نہایت محمود و مندوب غایت مرغوب و مطلوب ہے زمانۂ سلف میں جنازہ کے ساتھ سکوت و صموت خالی نہیں ہوتا تھا بلکہ وہی جن میں تفکر و تذکر موت ہوتا وہ سب حضرات اس میں غرق ہوتے ایسے وقت ایسی بات جو اس تفکر و تذکر میں فرق ڈالے نہ کرتے تھے اب کہ زمانہ منقلب ہوا موت کا خوف اس کی عبرت جاتی رہی لوگوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا فضول و لغو باتیں کرتے ہیں وہ صموت جو خالی نہ ہوتا بلکہ تفکر و تذکر سے ہوا کرتا کیسا ہی خالی سکوت بھی نہیں ہوتا اور ہو بھی تو بے فائدہ۔ لہٰذا اب زبان سے ذکر میں سے قساوت قلب دور ہو خدا و رسول کی محبت بڑھے موت یاد آئے خدا کا خوف دل میں سمائے عمر کے رائیگاں جانے کا افسوس ہو آخر رائیگاں ذکر کرنے کا خیال ہو کیوں مندوب و محمود مطلوب و مرغوب و مقصود نہ ہوگا۔

حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں حضرت عارف باللہ سیدی علامہ امام عبدالغنی نابلسی قدس سرہٗ قدسی نے اس مسئلہ کے متعلق نہایت عمدہ اور اعلیٰ تحقیق کہ شفی تدقیق فرمائی ہے فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ملہ حدیقہ ندیہ جلد ۲ صفحہ ۲۰۲ و صفحہ ۲۰۳ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ پشاور پاکستان، ملہ مشکوٰۃ صفحہ ۳۲، ملہ جامع ترمذی جلد دوم صفحہ ۹۱

وارشاد عما قال فى شرح الطحاوى وعلى شيخ الجنازة الصمت وعبارة الحلبى والتجريد والهداية ينبغى ان يطيل الصمت وسنن المرسلين الصمت معها كذا فى منية المفتى ويكره لهم رفع الصوت بالذكر وقراءة القرآن كما فى شرح الطحاوى لانه يشبه اهل الكتاب كما فى الايضاح وعن قيس بن عبادة كان اصحاب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يكرهون رفع الصوت عند ثلاثة القتال وفى الجنازة والذكر كذا فى الايضاح كراهة تحريم وقيل تنزيه كما فى المبتغى وكراهة تنزيه وقيل تحريم كما فى القنية وهو يكره على معنى انه تارك الاولى كما عزاه فى التتمة الى والده وعن ابراهيم يكره ان يقول الرجل وهو يمشى معها استغفروا له غفر الله لكم كذا فى التتمة والخانية والمراد الذكر بذكر الله نفسه كما فى الظهيرية والخانية وقولهم كل شىء يموت ونحو ذلك خلف الجنازة بدعة كما فى السراجية ومنية المفتى ذكره الوالد رحمه الله تعالى فى جنائز شرحه على شرح الدرر وفى شرح الشرعة المسمى بجامع الشروح قال وان يستكثر من التسبيح والتهليل على سبيل الاخفاء خلف الجنازة وان لا يتكلم بشىء من امر الدنيا وان لا يضحك فان لاذلك يقسى القلب وان يقول الله اكبر الله اكبر اشهد ان الله يحيى ويميت وهو حى لا يموت سبحان من تعزز بالقدرة والبقاء وقهر العباد بالموت والفناء وان لا يرفع صوته بشىء من التسبيح و التهليل وغيرهما من الادعية والاثنية فانه شبيه بيوم الحشر فى ظهور حكم الله تعالى وعدم تاثير قدرة احد وكلامه وقد قال الله تعالى فى حق ذلك اليوم وخشعت الاصوات للرحمن اى سكنت وذلت وخضعت له الخوف منه تعالى فلا تسمع الا همسا وصف الاصوات بالخشوع والمراد اهلها ايذانا بما قيل انه يكره رفع الصوت بالذكر وقراءة القرآن فى تشييعها لان فيه موافقة لاهل الكتاب.

لكن بعض المشايخ جوزوا الذكر الجهرى ورفع الصوت بالتعظيم وبغير التغيير بادخال حرف فى كلامه قد امام الجنازة وخلفها للتفكير الميت والاموات والاحياء وتنبيه الغفلة والظلمة وازالة صدأ القلوب وقساوتها بحب الدنيا ورياستها وفى كتاب العهود المحمدية للشيخ عبد الوهاب الشعرانى قدس الله سره قال وينبغى لعالم الجنازة او شيخ الفقراء فى الجنازة ان يعد من يريد المشى مع الجنازة ادب يلتمس معها من علم الخوض فيها وذكر من تولى وعزل من الولاة اسافرا ورجع من التجار ونحو ذلك لان ذكر الدنيا فى ذلك المحل سالم فعل وقد جرب ان كثرة الكلام الخوض يميت القلب واذا مات القلب فى طريق الجنازة شفعوا فى الميت بقلوب ميتة فلا يستجاب لهم فاحطأ من لغا فى طريق الجنازة فى حق

نفسه وفی حق المیت وقد کان السلف الصالح لا یتکلمون فی الجنازة الا بما ورد وکان الغریب لا یعرف من هو الغریب للمیت حتی یصرف لغلبة الحزن علی الحاضرین کلهم وکان سیدی علی الخواص یقول اذا علم من الماشین مع الجنازة انهم لا یترکون اللغو فی الجنازة ویشتغلون باحوال الدنیا فینبغی ان یامرهم بقول لا الٰه الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه فان ذلک افضل من ترکه ولا ینبغی لفقیه ان ینکر ذلک الا بنص او اجماع فان مع المسلمین الاذن العام من الشارع بقول لا الٰه الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه کل وقت شاؤا یا اللّٰه العجب من عمی قلب من ینکر مثل هذا اهـ

اکی من ہے۔ وقد ذکر الشعرانی ایضا رحمه اللّٰه تعالیٰ فی کتابه عهود المشائخ قال ولا یمکن احدا من اخواننا ینکر شیئا ابتدعه المسلمون علی جهة القربة الی اللّٰه تعالیٰ ورأوه حسنا کما مر تقریره مرارا فی هذه العهود لا سیما ما کان متعلقا باللّٰه تعالیٰ ورسوله علیه السلام کقول الناس امام الجنازة لا الٰه الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه او قراءة احد القرآن امامها ونحو ذلک فمن حرم ذلک فهو قاصر عن فهم الشریعة لانه ما کل ما لم یکن علی عهد رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم لم یکن مندوبا وقد رجح النووی ان الکلام خلاف الاولیٰ فقط واعلم انه لو فتح هذا الباب لردت اقوال المجتهدین فرجح ما استحسنه الناس ولا قائل به وقد فتح رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم لهذه الامة هذا الباب واباح لهم ان یستوا کل شیء استحسنوه ولحقوه بشریعة رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم بقوله علیه الصلاة والسلام من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من یعمل بها وکلمة لا الٰه الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه اکبر الحسنات فکیف یمنع منها وتامل احوال غالب الخلق الآن فی الجنازة تجدهم مشغولین بحکایات الدنیا لم یعتبروا بالمیت وقلبهم غافل عن جمیع ما وقع له بل رأیت منهم من یضحک واذا تعارض عندنا مثل ذلک وکون ذلک لم یکن فی عهد رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم قد منا ذکر اللّٰه عزوجل بل کل حدیث لغو اولی من حدیث ایام الدنیا فی الجنازة فلو صاح کل من فی الجنازة بلا الٰه الا اللّٰه فلا اعتراض ولم أر أحدا فی ذلک شیئا عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم فلو کان ذکر اللّٰه تعالیٰ فی الجنازة منهیا عنه لبلغنا ولو فی حدیث کما بلغنا فی قراءة القرآن فی الرکوع فافهم وشیء سکت عنه الشارع اوائل الاسلام لا یمنع منه اواخر الزمان وبالجملة فلا یجبر علی امر الناس یترک قول لا الٰه الا اللّٰه الان یجد فی ذلک حدیثا یمنع من ذلک۔

ان امام جلیل عارف باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ لکھ کر کہ شرح طحاوی میں فرمایا کہ مشیع جنازہ پر صمت لازم۔ اور مجتبیٰ و تجرید و طحاوی میں یوں تعبیر کیا کہ سزاوار ہے کہ صمت طویل کرے اور سنن مرسلین سے جنازے کے ہمراہ صمت ہے یونہی منیۃ المفتی میں ہے اور رفع الصوت بالذکر و قرأۃ القرآن انھیں مکروہ ہے جیسا کہ شرح طحاوی میں ہے اس لئے کہ یہ مشابہ اہل کتاب ہے جیسا کہ ایضاح میں ہے اور قیس بن عبادہ سے مروی ہے کہ صحابہ تین جگہ رفع صوت کو ناپسند رکھتے تھے وقت قتال اور جنازہ اور ذکر کے ساتھ ایسا ہی ایضاح میں ہے۔ کراہت تحریم اور کہا گیا کراہت تنزیہ جیسا کہ مبتغی میں ہے اور کراہت تنزیہ اور کہا گیا کراہت تحریم جیسا کہ قنیہ میں ہے اور وہ مکروہ ہے یاں معنی کہ ایسا کرنے والا تارک اولیٰ ہے۔ جیسا کہ تتمہ میں مصنف تتمہ نے اپنے والد تک اس کا عزو کیا اور ابراہیم سے منقول ہے کہ آدمی چلتے ہوئے گھبرائے اس کے لئے دعا مغفرت کرو خدا تمہاری مغفرت فرمائے ایسا ہی تتمہ اور خانیہ میں ہے اور جب ذکر کا ارادہ کرے تو دل میں ذکر کرے جیسا کہ ظہیریہ میں ہے اور ہمراہیان جنازہ کا جنازہ کے ہمراہ یہ قول ہر زندہ عنقریب مرے گا ایسی بات ہے ایسا ہی سراجیہ اور منیۃ المفتی میں ہے اسے والد رحمہ اللہ نے اپنی شرح شرح درر کے باب الجنائز اور شرح شرعۃ الاسلام میں جس کا نام جامع الشروح ہے ذکر کیا۔

فرمایا جبکہ جنازہ کے پیچھے خوب تسبیح و تہلیل میں مشغول رہے اور چاہئے کہ دنیوی کوئی بات نہ کرے اور چاہئے نہیں اس لئے کہ یہ قلب کو سخت کرتا ہے اور کہے اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد ان اللہ یحیی ویمیت اللہ اکبر اللہ اکبر میں شہادت دیتا ہوں کہ بیشک اللہ جلا تا ہے اور وہی مارتا ہے وھو حی لا یموت اور وہ زندہ ہے کہ مرے گا نہیں سبحان من قھر عبادہ بالفناء والبقاء وقھر العباد بالموت والفناء۔ پاک ہے اس ذات پاک کو جو غالب ہے اپنی قدرت و بقا سے اور جس نے تمام بندوں کو موت اور فنا سے مقہور و مغلوب فرمایا۔ اور یہ کہ تسبیح و تہلیل وغیرہ ذکر شل کے ساتھ آواز بلند نہ کرے اس لئے کہ یہ دن روز حشر کے مشابہ در بارۂ ظہور حکم الٰہی اور عدم تاثیر قدرت احدے و کلام احدے ہے اور بے شک اللہ عزوجل نے در بارۂ یوم حشر فرمایا وخشعت الاصوات للرحمٰن[1] یعنی آوازیں رحمٰن کے لئے ساکن و ذلیل و خاشع ہو گئیں فلا تسمع الا ھمسا تو مسموع نہیں ہوتی مگر نہایت خفیف آواز۔ آوازوں کو فرمایا خاشع ہو گئیں مگر مراد آواز والے ہیں۔ اور اس قول والد کا مؤید وہ ہے جو کہا گیا ہے کہ مکروہ ہے رفع صوت بالذکر و قرأۃ القرآن جنازہ کی مشابہت میں اس لئے کہ اس میں اہل کتاب سے موافقت ہے" یہ تحقیق جلیل و تدقیق نبیل فرمائی لیکن بعض شیوخ ائمہ نے جنازہ کے آگے اور پیچھے

[1] سورۂ طٰہٰ آیت ۱۰۸

ذکر جہر اور رفع الصوت بالتعظیم بغیر تلحین کہ اس میں کوئی حرف بڑھائیں بصلحت تلقین میت واموات واحیاء و بسبب تنبیہ غافلان وظالمین اسے بے کہ اہت جائز رکھا نیز برائے ازالہ زنگ قلوب وقساوت آں بسبب حب دنیا و ریاست دنیا۔

اور کتاب عہود محمدیہ شیخ شعرانی قدس اللہ سرہ النورانی میں ہے کہ علماء اور وہاں کے شیخ طریقت کو چاہئے کہ جو لوگ جنازہ کے ہمراہ جاتا چاہتے ہوں انھیں اس کے ہمراہ چلنے کے آداب سکھائیں کہ بیہودہ باتیں نہ کریں اور یہ ذکر نہ کریں کہ حکام سے فلاں اس عہدہ پر فائز ہوا فلاں معزول ہوا اور تاجروں سے فلاں گیا اور فلاں واپس آگیا اور ایسی ہی لغو باتیں۔ اس لئے کہ دنیوی باتوں کا اس مقام پر کوئی محل نہیں۔ اور بے شک تجربہ کی بات ہے کہ لغو باتوں کی کثرت قلب کو مردہ کر دیتی ہے اور جب طریق جنازہ میں قلب یوں مردہ ہو جائے گا تو میت کے لئے دعاء مغفرت مردہ قلوب کے ساتھ کریں گے تو اجابت نہ ہوگی۔ تو وہ شخص جس نے لغو باتیں جنازہ کے ساتھ راستہ میں کیں اس نے اپنے اور میت دونوں کے حق میں خطاء کی بے شک سلف صالح جنازہ کے ساتھ کوئی کلام نہ کرتے تھے مگر وہی جو وارد ہوا۔ سلف کی حالت یہ تھی کہ میت کے عزیز قریب وغیر قریب میں امتیاز نہ ہوتا جب تک کوئی بتاتا نہیں۔ یہ بوجہ غلبہ حزن بر تجہیز حاضرین ہوتا۔ اور سیدنا علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب ہم بیان جنازہ کی حالت معلوم ہو کہ وہ جنازہ کے ساتھ لغو باتیں نہ چھوڑیں گے اور احوال دنیا میں مشغول رہیں گے تو انھیں کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے کا حکم کرتا ہوں۔ اس لئے کہ یہ پڑھنا اس کے ترک سے افضل ہے اور کسی فقیہ کو اس کا انکار نہ چاہئے مگر جس پر اجماع اس لئے کہ مسلمانوں کو شارع علیہ الصلاۃ والسلام سے اس کا اذن عام ہے کہ جب چاہیں وہ یہ ذکر کریں۔ اور اے خدا اس شخص کا دل کند از دھا ہے جو اس جیسی بات سے منع کرے۔

نیز امام شعرانی قدس سرہ النورانی نے اپنی کتاب عہود المشائخ میں ذکر کیا فرمایا ہم اپنے برادروں کو اس کی اجازت نہیں دیں گے کہ وہ کسی ایسی بات کا انکار کریں جو مسلمانوں نے بروجہ قربت نیت نکالی ہو اور اسے اچھا جانا ہو خصوصاً وہ جو اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق ہو جیسے لوگوں کا جنازہ کے آگے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا یا کسی کا پیش جنازہ قرآن عظیم پڑھنا اور اس کی مثل۔ تو جسے حرام بتائے وہ فہم شریعت سے قاصر ہے اس کو شریعت کی سمجھ نہیں کہ ہر وہ بات جو عہد نبی علیہ الصلاۃ والسلام میں نہ تھی ممنوع نہیں۔ اور امام نووی نے اسی قول کو مرجح فرمایا کہ کلام فقط خلاف اولیٰ ہے۔ اور یہ جان لو کہ اگر اس کا دروازہ کھلے

کہ جو بات عہد نبوی میں نہ تھی وہ مذموم ہو تو جس قدر مستحبات اور مستحسنات ائمہ مجتہدین نے نکالے ان کے وہ سارے اقوال مردود ہو جائیں گے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد سے کہ من سن سنۃ حسنۃ الحدیث یعنی جو شخص دین اسلام میں نیک بات پیدا کرے اسے اس کا ثواب ملے اور قیامت تک جتنے اسے کریں سب کا ثواب اسے ملے" اپنی امت کے علماء کے لئے اس کا دروازہ کھول دیا ہے اور انھیں اس کی اجازت مرحمت فرمائی ہے کہ نیک طریقہ ایجاد کریں اور اسے شریعت مصطفویہ علی صاحبہا الصلاۃ والتحیۃ سے لاحق کریں۔

اور کلمہ طیبہ اکبر حسنات ہے تو اس سے کیونکر منع کیا جا سکتا ہے اور غالب خلقت کی حالتوں کو بغور و تامل دیکھو تو تم انھیں حکایات دنیا میں مشغول پاؤ گے کہ انھیں میت سے کوئی عبرت نہ ہوئی ان کے قلوب غافل ہیں کہ میت پر کیا گذری (فرماتے ہیں) بلکہ میں نے ان میں بعض کو ہنستے دیکھا ہے اب جب یہ عدم عبرت اور غفلت اور ہنسنا اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ میں کلمہ طیبہ جنازہ کے ساتھ ساتھ نہ ہونا متعارض ہوئے تو ہم نے ذکر اللہ کو مقدم کیا۔ بلکہ ہر لغویات کرنے سے بدتر ہے جنازہ میں ابتداء دنیا کا بات کرنا تو اگر سب کے سب ہمراہی جنازہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ خوب بلند آواز سے پڑھیں کوئی اعتراض نہیں۔ اور اس بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی ممانعت ہمیں نہ پہونچی اور اگر ذکر الٰہی جنازہ میں منہی عنہ ہوتا تو ضرور نہی و ممانعت فرماتے اور وہ ہمیں پہونچتی اگر چہ ایک ہی حدیث۔ جیسا کہ رکوع میں قرآن عظیم کی قرأت کے بارے میں پہونچی تو سمجھ جاؤ۔ اور وہ بات جس سے شارع علیہ الصلاۃ والسلام نے اوائل اسلام میں سکوت فرمایا اواخر زمان میں اس سے نہ روکا جائے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس پر جرأت نہیں کی جا سکتی کہ لوگوں کو ترک ذکر لا الہ الا اللہ کا حکم کیا جائے۔ مگر جب کہ کوئی ایسی حدیث ہو جس میں اس سے ممانعت کی گئی ہو۔

امام عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی کے اس ارشاد فیض بنیاد سے مسئلہ کی پوری وضاحت ہو گئی کہ مسئلہ مختلف فیہ ہے بعض نے مکروہ کہا بعض نے بلا کراہت جائز اور اسی کو ان امام جلیل نے خود صراحۃً طرح ثابت فرمایا اور عارف باللہ خواص بحر معرفت کے غواص سیدی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مادام العام والخاص نیز امام ربانی عارف باللہ شعرانی قدس سرہ النورانی کے ارشادات سے مؤید کیا اور ہم بتا چکے کہ یہ اختلاف کوئی اختلاف نہیں اس زمانہ میں اگر اس زمانہ کے مکروہ کہنے والے ہوتے تو وہ بھی یہی فرماتے

جو یہ حضرات فرمارہے ہیں۔ دیکھو عہد پاک رسالت میں عورتوں کو مسجد کی حاضری کا حکم تھا مسجد کی حاضری سے روکنے کی ممانعت تھی ارشاد اقدس تھا۔ لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ۔ اللہ کی بندیوں کو مساجد سے نہ روکو یہاں تک کہ حیض ونفاس والی کو بھی عیدگاہ میں آنے اور علیحدہ بیٹھ کر دعا میں شریک ہونے کا حکم تھا مگر بعد عہد پاک نبوی زمانہ بدلتا ہے اور عہد صحابہ میں عورتیں مسجد سے روکی جاتی ہیں جبراً مسجد سے نکال دی جاتی ہیں وہ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایت لے کر دربار ام المومنین عائشہ صدیقہ میں حاضر آتی ہیں۔ ام المومنین فرماتی ہیں کہ خود حضور علیہ الصلاۃ والسلام اگر بنفس نفیس ہم میں اس وقت تشریف فرما ہوتے تو وہ بھی آج عورتوں کو مسجد سے روکنے کا حکم فرماتے۔

ظاہر ہوگیا کہ معاذ اللہ صحابہ کرام نے حضور کے ارشاد سے سرتابی نہ کی حضور کے امر کی مخالفت نہ کی اختلاف زمانہ سے حکم مختلف ہوا۔ تو آج ہرگز ذکر مع الجنازہ کسی کے نزدیک مکروہ نہیں ٹھہر سکتا بلکہ وہ محمود ومستحسن ومستحب ومندوب ومقصود ومرغوب ومطلوب ہے لحق بالسنہ ہے اسے حرام وبدعت سیئہ اور جہنم کفر تک پہونچانے والا جانتے یا بالقطع شرک کہنے والا اذرا اپنے دعوی اسلام کی نبض دکھائے اس کے بعد اس کا کیا منہ ہے کہ وہ اسلام کا دعوی کرے۔ ذکر اللہ وذکر رسول کو شرک وکفر بتائے اور اسلام کا دعوی؟ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ فرض کردم اگر اس بارے میں علماء کے درمیان آج ہی نہیں۔ نہیں دائمی اختلاف ہوتا کہ ہمیشہ رہتا زمانہ کے تغیر وتبدل کے ماتحت نہ ہوتا تو بھی عوام کو اس ذکر خیر سے ممانعت نہ کی جاتی اسے حرام وبدعت سیئہ وشرک وکفر کہنا تو نرا کذب بالکل دروغ اور خالص ظلم اور کھلا باطل فتوی اور یقینی طغوی ہے ایسی گندی گھنونی نجس ممانعت کا تو کبھی محل تھا ہی نہیں۔ نہ ہوسکتا۔ ایسے جو امور مختلف فیہ ہی ہیں ان سے ممانعت کی علماء ممانعت فرماتے ہیں۔ دیکھو طلوع شمس کے وقت نماز پڑھنا حنفیہ کے نزدیک ناجائز ہے۔ ذکر جہر کو مطلقاً بعض نے مکروہ کہا صلاۃ رغائب وصلاۃ قدر باجماعت پڑھنا مکروہ بتایا وغیرہ وغیرہ علماء نے عوام کو اس سے ممانعت کی ممانعت فرمائی۔ کہ وہ یوں خدا کی یاد کرتے ہیں کرنے دو منع کریں تو وہ بوجہ قلت رغبت کہیں بالکل ہی نہ چھوڑ بیٹھیں۔

حدیقہ ندیہ[1] میں ہے۔ ذکر الوالد رحمہ اللہ تعالیٰ فی شرحہ علی شرح الدرر وعبارتہ قال صاحب المصفی فی شرح النسفیۃ سمعت عن الشیخ الامام الاستاذ حمید الدین یحکی عن شیخہ الامام الاجل جمال الدین الحبوبی انہ قال کسا رلی بخاری لا یمنعون عن الصلاۃ وقت طلوع الشمس الی ارتفاع الشمس لان الغالب

[1] حدیقہ ندیہ جلد ۲ صفحہ ۱۴۹ وصفحہ ۱۵۱ مطبوعہ لاہور پاکستان [2] بخاری جلد اول صفحہ ۱۲۳ مطبع رضا اکیڈمی

انهما اذا سمعوا عن ذلك وامروا بالمكث في المسجد الى ارتفاع الشمس او الرجوع شهر الحضور لم يفعلوا ذلك ولم يقضوها ولو صلوها في هذه الحالة فقد اجازه اصحاب الحديث والاداء في وقت يجيزه بعض الائمة اولى من الترك اصلا وهكذا نقل عن شمس الائمة الحلواني حين سأله السيد الامام ابو شجاع عن منع الناس عن الصلاة في هذا الوقت فاجاب بهذا وذكر في القنية برمز النسفي و الحلواني ام ومن هذا القبيل نهي الناس عن صلاة الرغائب بالجماعة وصلاة ليلة القدر ونحو ذلك وان صرح العلماء بالكراهة بالجماعة فيها لا يفتى بذلك للعوام لئلا تقل رغبتهم في الخيرات وقد اختلف العلماء في ذلك فصرح ابن الصلاح من ائمة الشافعية وهو من اكابر المحدثين رحمه الله تعالى بعدم الكراهة وصنف في جوازها رسالة مستقلة وان ناقشه في ذلك معاصره العز بن عبد السلام برسالة اخرى وكذلك صنف في جوازها جماعة من المتأخرين فابقاء العوام المغبين في الصلاة اولى من تنفيرهم عنها وفي الغالب انهم اذا لم يصلوها كذلك جلسوا في المساجد ليلة النصف من شعبان وليلة اول جمعة من شهر رجب وليلة القدر يتحدثون بكلام الدنيا المكروه وربما ذهبوا الى ما هم فيه من الاثم الناشئ في الشهوات والغفلات.

ومن هذا القبيل نهي الناس عن حضور مجالس الذكر بالجهر وانشاد اشعار الصالحين وان صرح فقهاء الحنفية بكراهة الجهر بالذكر فان ائمة الشافعية كالنووي وغيره قائلون باستحبابه ذلك ولا ينبغي ان ينهى العوام عما تقول به ائمة المسلمين ومن هذا القبيل نهي العوام عن المصافحة بعد صلاة الصبح والعصر فان بعض المتأخرين من الحنفية صرح بالكراهة في ذلك لعدم بلوغه سنة مع انه داخل في عموم سنة المصافحة مطلقا فلا ينبغي الا الجهر والتخصيص بالوقتين المذكورين فيقتضي ابتداع ذلك وصرح النووي في كتابه الاذكار وغيره من الشافعية بانها في هذين الوقتين بدعة مباحة فلا ينبغي للواعظ والمدارس ان ينهى العوام عما اتفق بجوازه بعض ائمة الاسلام ومن هذا القبيل زيارة القبور والتبرك بضرائح الاولياء والصالحين والنذر لهم بتحقيق ذلك على حصول شئ او قدوم غائب فانه مجاز عن الصدقة على الخادمين لقبورهم وقد صرح الشيخ ابن حجر الهيتمي المكي في فتاواه ان هذا النذر للولي الميت اذا قصد به الناذر قربة اخرى منها ولاد الولي الميت وخلفائه واطعام الفقراء الذين عند قبر ولي الله ووجب صرفه فيما قصده الناذر الخ

غالب الناس فی هذا الزمان یقصدون ذلک فحصل الکلام علیه ولا ینبغی ان ینهی الواعظ عما قال به اکثر من ائمة المسلمین بل ینبغی ان یقع النهی عما اجمع الائمة کلهم علی تحریمه والنهی عنه وهو معلوم بالضرورة من الدین کحرمة الزنا والربا والربا وشرب الخمر والظن السوء باهل الاسلام والظلم واکل غصب الاموال والمصادرات بغیر حق والخیانة فی البیوع والاجارات ورشوات القضاة والامراء والتکبر والاعجاب والحسد والبغی والاقدام والکذب والزور ونسیان عیوب النفس والتجسس عن عیوب الناس واتهام المسلمین والمسلمات بالفواحش وهتک استار المذنبین وتحبیه اشاعة الفاحشة فی الغیر والغیبة والنمیمة والاستهزاء بالفقراء والسخریة علی المساکین والضعفاء من الناس والطعن فی اولیاء الله تعالی المعتقدین والخوض فی دینهم واعتقاداتهم بالجهل فی معانی کلامهم وعدم معرفة المطابقة بین کلامهم وکلام الله تعالی ورسوله وانکار کرامتهم بعد الموت واعتقادان ولایتهم انقطعت بموتهم ونهی الناس عن التبرک بهم الی غیر ذلک من القبائح التی هم علیها الان غالب اهل زماننا فی بلادنا وغیرها نسأل الله تعالی العافیة۔

حاشیہ درر الاصول الفاضل عبد الحلیم الروحی میں ہے صلاۃ الرغائب بدعت ہے۔ ظہیریہ میں ہے منع من هذه الصلاة بالجماعة فقد اساء واجترأ علی تضلیل الاسلاف الکرام والاخلاف الفخام فعلی الولاة منع المانعین وقمع المعاندین۔ ذاکرین وسامعین میت سب کو ذکر خدا اور رسول سے فائدہ ہونا ظاہر ذاکرین کو ذکر کرنے کا سامعین کو سننے کا غافلین ظالمین کی تنبیہ اور ان کے دلوں کی زنگ چھٹنے قساوت دور کرنے کا جو عظیم اجر ہے وہ ملے گا سامعین کی غفلت دور ہوگی قلب کی سختی اور زنگ جائے گی خدا کا خوف دل میں سمائے گا یاد خدا اور رسول سے ان کی محبت قلب میں بڑھے گی یہ عظیم فائدہ ہوگا میت کو تلقین کا ثواب ذاکرین کو ملے گا اور تلقین سے میت کو فائدہ عظیمہ ہوگا هذا واعلم ان بتولی شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا ابوالمجد اعلی حضرت المجدد قدس الله تعالی سره الفائض علی المسلمین برکاته فی هذا الباب والله تعالی اعلم بالصواب والیه المرجع والمآب۔ ہم نے جن جن عبارتوں پر خط کشیدہ کر دیئے ہیں وہ وہابیوں کے لئے نہایت جگر دوز اور وہابیت سوز ہیں جنھوں نے مذہب وہابیہ کی جڑیں کھوکھلی کر دیں اسے از بیخ برکندہ کر دیا ہے مسلمان انھیں بار بار دیکھیں اور یاد رکھیں کہ وہابیوں کی بہت سی بدعتوں شرکوں کو رد کرنے میں انھیں کام دیں وبالله التوفیق۔

مسئلہ۔ مرسلہ احمد شاہ صاحب نگر یا سادات ڈاکخانہ میرٹھ گنج ضلع بریلی ۱۴ صفر المظفر ۱۳۵۵ھ

(۱) نماز جنازہ غائب پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اگر بالغ اور نابالغ کے جنازے جمع ہو جائیں تو ایک ہی نماز جنازہ پڑھی جائے یا علیحدہ علیحدہ پڑھنا چاہئے اور دعا جو بالغ کے لئے ہے وہ پڑھی جائے یا جو نابالغ کے لئے ہے وہ۔

الجواب۔ (۱) نہیں جنازہ کا پیش مصلے رکھا ہونا ضرور ہے فقیہ نے فرمایا۔ شرط صحتہا وضعہ امام المصلی وبہذا القید علم انہا لا تجوز علی غائب ولا حاضر محمول علی دابۃ او غیرہا لاختلاف المکان ولا موضوع تقدم علیہ المصلی وھو کالامام من بعض الوجوہ۔ اس اگر بلا نماز دفن کر دیا گیا ہو تو اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے گی جب تک تفسخ کا ظن غالب نہ ہوا سی میں ہے۔ دفن ولم یصل علیہ صلی علی قبرہ ما لم یغلب علی الظن انہ تفسخ لما امر من صلاتہ علیہ السلام علی القبر ولا یعتبر التقدیر بالایام فی التفسخ وعدمہ علی الصحیح بل المعتبر غلبۃ الظن لان ذلک یختلف باختلاف الحال من السمن والھزال وباختلاف الزمان من الحر والبرد وباختلاف المکان من کون الارض سبخۃ او غیرہا۔

(۲) بہتر ایں ایک ہی پڑھیں بہتر ایں علیحدہ علیحدہ کریں۔ ایک پڑھیں تو امام کے سامنے مرد کا جنازہ ہو پھر مرد کے بعد نابالغ لڑکے کا پھر خنثی کا پھر عورت کا پھر نابالغہ لڑکی کا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں۔ یعنی سنکم اولوا الاحلام والنہی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم۔ پھر یہ کہ حالت نماز میں خلف امام جس طرح کھڑے ہوتے ہیں ان کے جنازے پیش امام رکھے جائیں بدائع صنائع میں ہے۔ لو اجتمع جنازۃ رجل وصبی وخنثی وامرأۃ وصبیۃ وضع الرجل مما یلی الامام والصبی وراء ثم الخنثی ثم المرأۃ ثم الصبیۃ، درمختار میں ہے۔ اذا اجتمعت الجنائز فالمراد الصلاۃ علی کل واحدۃ اولی من الجمع والی جمع جاز، نیز درمختار میں ہے۔ رای الترتیب المعہود خلفہ حالۃ الحیاۃ فیقرب منہ الافضل فالافضل الرجل مما یلیہ فالصبی فالخنثی فالمرأۃ فالمراھقۃ والصبی المحرم یقدم علی العبد والعبد علی المرأۃ۔ اگر ایک ہی نماز پڑھیں تو دعائے بالغین بہ نیت دعائے البالغین پڑھ کر پھر نابالغوں کے لئے جو دعا ہے وہ بہ نیت دعا برائے نابالغین پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ کیا میت مدفونہ کو ایک جگہ سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا بعذرے شرع محمدی جائز ہے

۱؎ غنیہ ص ۵۸۳ و منیہ ص ۵۱۰ مطبوعہ لاہور پاکستان ۲؎ بدائع جلد اول ص ۳۱۶ مطبوعہ کراچی پاکستان ۳؎ درمختار جلد ۱ ص ۲۱۱ و ص ۲۱۹ مطبوعہ مصر

مع حوالہ الکتب۔

۲۔ اولیاء اللہ یا بزرگان دین میں سے چند ایک کی نعش ہائے مبارک ایک جگہ سے نکال کر دوسری جگہ یا تیسری جگہ دفن کی گئی ہیں وہ کون سے حکم شرع کے ماتحت ہیں بمعہ حوالہ الکتب۔

۳۔ بوقت دفن کرنے کے جو کہ عام طور پر کئی مہینے امانت رکھی جاتی ہیں اور کچھ عرصہ بعد ان کو قبر سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرتے ہیں کیا یہ عمل درست ہے۔

۴۔ ایک شخص بزرگ سیرت اور خاندان سادات سے ہوا اپنے لڑکوں میں سے ایک لڑکا جو کہ اس کا تابعدار اور خدمت گذار تھا اس کو ہر وقت عرصہ سے اس بات کی وصیت کرتا رہتا ہو کہ مجھے گورستان میں کسی کی قبر کھود کر دفن نہ کرنا بلکہ میری زندہ خریدہ جگہ پر جو کہ محض اسی غرض سے خریدی گئی ہے اس میں دفن کرنا لیکن بوقت مرگ اس لڑکے کو عمداً اطلاع نہیں دی گئی اور متوفی کے خلاف وصیت و ہدایت عمداً مخالفت کی گئی ہے اب وہ موصی اپنے والد کی وصیت کے مطابق عمل کرنا چاہتا ہے۔

الجواب۔ ۱۔ نہیں علی الصحیح مگر اس صورت میں کہ زمین حق غیر میں بے اجازت مالک دفن کیا ہو اور وہ راضی نہ ہوتا ہو غصب میں ہے۔ بعد الدفن فلا یجوز اخراجہ حتی قالوا لو ان امرأۃ مات ولدھا فدفن بیت غیر بلدھا وھی لا تصبر وارادت نبشہ ونقلہ الی بلدھا لا یباح لھا ذلک ولا یباح نبشہ بعد الدفن اصلا الا لما نقل مرمس بقطع مال فیہ او کون الارض حق الغیر وخرج ان شاء ولی القبر اخراجہ وان شاء سوی القبر وضرع فوقہ وجوز البعض النقل بعد الدفن استدلالا بما نقل ان یعقوب علیہ السلام بعد ما مضی علیہ زمان نقل من مصر الی الشام لیکون مع آبائہ والصحیح الاول لان شرع من قبلنا اذا لم یقصہ اللہ اور سولہ علینا من غیر تغییر لا یکون شرعا لنا فلا یجوز الاستدلال بہ وفی الفتیۃ مقابر بیع الیھا حمار جیھون لا یجوز نقلھا الی موضع آخر۔ عالمگیریہ مصریہ ص۱۶۷ جلد اول میں ہے۔ لا ینبغی اخراج المیت من القبر بعد ما دفن الا اذا کانت الارض مغصوبۃ او اخذت بشفعۃ کذا فی فتاوی قاضی خان واذا دفن المیت فی ارض غیرہ بغیر اذنہ ما لکھا فالمالک بالخیار ان شاء امر باخراج المیت وان شاء سوی الارض وزرع فیوا کذا فی التجنیس واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ جن کی نعشیں دوسری جگہ منتقل کی گئیں وہ دوسری روایت کی بنا پر کسی خاص وجہ سے مثلاً وبا کی کاٹ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۳۔ اس کا جواب پہلے جواب سے واضح ہے۔ ۴۔ نہیں کر سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتاب الزکاۃ

زکاۃ کا بیان

مسئلہ۔ از بنارس مرسلہ عبدالرحمن

کیا زکاۃ کی ادائیگی کے لئے شرط مشروط کے علاوہ اظہار زکاۃ بھی ضروری ہے؟ بینوا توجروا

الجواب۔ زکاۃ جسے دی جائے اس سے یہ کہنا کچھ ضرور نہیں کہ یہ زکاۃ کا مال ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از بنارس مرسلہ عبدالرحمن

جن رشتہ داروں کو زکاۃ کا مال دینا چاہئے ہے اگر رشتہ دار زکاۃ کا مال بوجہ شرم لینا خفت جانتا ہے حالانکہ فاقہ کشی کرتا ہے خفیہ بغیر زکاۃ کا اظہار کئے ہوئے دے کر مالک بنادے زکاۃ کی ادائیگی ہوگی یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب۔ زکاۃ جسے دی جائے اس سے یہ کہنا کچھ ضرور نہیں کہ یہ زکاۃ کا مال ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از شہید ڈاک خانہ گنجمٹ گنج ضلع رائے بریلی سائل شیخ چھیدو قصاب کوفروش ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ

(۱) اہل سنت وجماعت کے لوگوں کو کتنے مال وزر روپیہ ہونے پر زکاۃ دینا چاہئے اور کتنی زکاۃ کا لینا چاہئے؟

(۲) اہل سنت وجماعت کے لوگوں کو کتنے جانور ہونے پر زکاۃ دینا چاہئے اور جانور یہ ہیں گائے بھینس اونٹ، بکری وغیرہ ان میں سے ہر ایک کتنی تعداد میں ہونے پر زکاۃ نکالنا چاہئے؟

الجواب۔ (۱) سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ ہے جس کے پاس کم از کم اتنا سونا یا اتنے سونے کی اشرفیاں یا زیور ہو اس کا چالیسواں حصہ اس پر جب سال گذرے دینا لازم ہوگا اس کے چالیسویں حصہ کی قیمت۔ چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ ہے جس کے پاس اتنی چاندی یا زیور یا روپیہ ہو اور اس پر سال گذر جائے تو چالیسواں حصہ دینا فرض ہوگیا اس قدر کی قیمت۔ یہاں کے روپیہ میں ساڑھے باسٹھ چاندی ہے تو ساڑھے باون تولہ چاندی کے پورے چھپن روپیہ ہوئے۔ چاندی کا نصاب دو سو درہم شرعی ہے اور درہم شرعی ۲۵ ½ رتی ہے ۸ رتی کا ایک ماشہ تو درہم شرعی تین ماشہ ۱ ½ رتی کا ہوا دو سو درہم ہوئے ساڑھے باون تولہ۔ یوں کہ

دو سو درہم کی پانچ ہزار چالیس رتیاں ہوئیں اور اس قدر رتیوں کے چھ سو تیس ماشہ اور اتنے ماشوں کے ساڑھے باون تولہ یوں چھپن روپے کے ساڑھے باون تولہ چاندی ہوئی۔ عالمگیریہ[1] میں ہے۔ یجب فی کل مائتی درھم خمسۃ دراھم وفی کل عشرین مثقال ذھب نصف مثقال مضروبا کان اولم یکن مصوغا او غیر مصوغ حلیا کان للرجال او للنساء تبرا کان او سبیکۃ کذا فی الخلاصۃ در مختار[2] میں ہے۔ نصاب الذھب عشرون مثقالا والفضۃ مائتا درھم کل عشرۃ دراھم وزن سبعۃ مثاقیل۔

العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ[3] میں حضرت والد ماجد شیخنا المجدد قدس سرہ فرماتے ہیں: مثقال ساڑھے چار ماشے ہے تو درہم کہ اس کا پانچ ہے تین ماشہ ایک رتی اور پانچواں حصہ رتی کا ہوا کشف الغطاء میں ہے مثقال بست قیراط و قیراط ایک جو دبیچہ اس جو وجہ کہ آں را بفارسی سرخ گویند ہشتم حصہ ماشہ است پس مثقال چہار و نیم ماشہ باشد جواہر اخلاطی میں ہے۔ الدرھم الشرعی خمس وعشرون حبۃ وخمس حبۃ۔ یعنی درہم شرعی پچیس رتی پانچواں حصہ رتی کا ہے۔" واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) بھیڑ بکری، گائے، بھینس، اونٹ ان میں سے نر ہوں یا مادہ یا خنثیٰ جب کہ جوتنے کھانے اور دودھ کے لئے نہ پالے ہوں سمن یا لحم میں زیادتی کے لئے ہوں یا دودھ یا نسل کے لئے یا شوقیہ اور سال کا اکثر حصہ جنگل میں چھٹے چرنے پر اکتفا کرتے ہوں اور ان پر حولان حول ہوا اور جو نوع ہو گائے بھینس بھیڑ بکری شتر قدر نصاب ہوں یا سب مل کر قدر نصاب ہوں اور سب ایک سال سے کم کے نہ ہوں کم از کم ان میں ایک ہی ایک سال کا ہو تو زکاۃ فرض ہوگی بھینس، گائے ایک ہی نوع کے شمار میں ملے ہوئیں بھیڑ بکری۔ گائے، بھینس کا نصاب تیس ہے تیس سے کم پر زکاۃ نہیں تیس ہونے پر ایک بچہ پورے ایک سال کا پالیسویں ہونے پر ایک بچہ پورے دو سال کامل کا دینا ہوگا۔ انتالیس تک یہی واجب ہوگا ساٹھ سے انہتر تک دو بچے ایک ایک سال کے۔ ستر سے اناسی تک ایک بچہ ایک سالہ ایک دو سالہ۔ اسی پر نواسی تک دو بچے دو دو سال کے نوے پر ننانوے تک تین بچے ایک ایک سال کے سو پر ۱۰۹ تک دو بچے ایک سال کے ایک بچہ دو سال کا ۱۱۰ سے ۱۱۹ تک ایک ایک سال کا دو دو سال کے ۱۲۰ سے ۱۲۹ تک چار ایک ایک سال کے یا تین دو دو سال کے وقس علی ھذا۔

یوں ہی بھینس کا حساب ہے اور اگر گائے بھینس مخلوط ہوں تو جو زیادہ ہوں انھیں کا بچہ زکاۃ میں دینا ہوگا اور برابر ہوں تو جو قسم اعلیٰ ہو اس کا ادنیٰ۔ یا ادنیٰ کا اعلیٰ دیا جائے۔ کوئی نوع اگر قدر نصاب نہ ہو مخلوط ہو کر

[1] عالمگیریہ جلد ۱ ص ۱۷۸ مطبوعہ بیروت [2] در مختار جلد ۲ ص ۲۹۵ مطبوعہ مصر [3] فتاوی رضویہ جلد چہارم ص ۲۰۰ ملخصاً

بقدر نصاب ہوں تو جو نوع زائد ہوگی اسی سے زکاۃ ادا ہوگی۔ بکری بھیڑ کا نصاب چالیس[۴] ہے گائے بھینس کا تیس[۳۰]، اونٹ کا پانچ[۵] ہے ہندیہ[۱] میں ہے۔ الباب الثانی فی صدقۃ السوائم یجب الزکاۃ فی ذکورھا واناثھا ومختلطھا والسائمۃ وھی التی تسام فی البراری لقصد الدر والنسل والزیادۃ فی الثمن لا لتکن کذا فی محیط السرخسی ردالمحتار[۲] میں ہے۔ الجاموس نوع من البقر کما فی المغرب فھو مثل البقر فی الزکاۃ والاضحیۃ والربا ویکمل بہ نصاب البقر وتؤخذ الزکاۃ من اغلبھا او عند الاستواء یؤخذ الاعلی الادنی وادنی الاعلی نھر وعلی ھذا الجنگ البخت والعراب والضان والمعز ابن ملک ھکذا فی العباب الرضویہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از ہیلی جہت المستفتی حکیم سعید الرحمٰن صاحب ۲۵ ذی الحجہ الحرام ۵۵ھ

کیا حکم ہے شریعت مطہرہ کا مسائل ذیل میں۔

۱ الف۔ زید کے پاس ۱ اگست ۳۶ء کو مبلغ ۱۰۰ تھے جس پر حولان حول نہیں ہوا تھا۔

ب۔ ۱ اگست ۳۷ء کو مبلغ ۲۰۰ تھے درمیان سال میں یہ رقم سلسلہ تجارت کم و بیش ہوتی رہی

ج۔ ۱ اگست ۳۸ء کو مبلغ ۲۵۰ تھے درمیان سال میں یہ رقم بسلسلہ تجارت کم و بیش ہوتی رہی

اس کی زکاۃ کس حساب سے ادا کی جائے گی اور سنن ماضیہ کی بھی جو سہواً ادا نہیں کی تھی اب ادا کی جائے یا سال حال کی۔

۲ الف۔ عشر جو اوائل اسلام میں منجانب بحکومت اسلامیہ وصول کیا جاتا تھا اب بھی مسلمانوں پر واجب ہے فلہ کی پیداوار میں سے اور باغات کے پھلوں میں سے کیا دسواں حصہ پیداوار نکال لے یا اس کی تخمینی قیمت مصارف مقررہ میں صرف کرے۔ آم۔ امرود۔ نارنگی وغیرہ کی فصل اکثر فروخت کر دی جاتی ہے یوں بھی ان کا صحیح شمار دشوار ہے۔

ب۔ بوجہ عدم واقفیت اب تک جو عشر ادا نہیں کیا گیا اور مذاہب گزشتہ ایام کا ادا کرنا ممکن ہے اس کے لئے کیا کیا جائے۔

الجواب۔ ۱ اگست ۳۶ء میں جو چالیس روپے ہیں وہ تو قدر نصاب ہی نہیں وہ حاجت اصلیہ سے فارغ ہوتے اور ان میں حولان حول ہوتا بھی جب بھی زکاۃ واجب نہ ہوتی۔ درمختار[۱] میں فرمایا۔ شرط افتراض اداتھا حولان الحول وھو فی ملکہ۔ جس وقت سے رقم قدر نصاب ہوگی اسی وقت سے زکاۃ

---

[۱] ہندیہ جلد ۱ ص ۱۷۱ مطبوعہ بیروت [۲] ردالمحتار جلد ۲ ص ۲۸۰ مطبوعہ مصر [۱] درمختار جلد دوم ص ۱۱ مطبوعہ کوشہ استان

واجب ہوگی۔ بعد حولان حول حکماً ادا لازم ہوگی۔ درمیان سال کی کمی بیشی کبھی نظر سے ساقط ہے گی اور کبھی معاف کی جائے گی۔ بعد حولان حول اصل و نفع روپیہ اور مال تجارت جو باقی رہا اس سب کا حساب لگایا جائے گا اس میں ایک دو تین چار جتنے نصاب کامل اور جو کامل سے زائد بقدر خمس ہوں گے تو ایک خمس یا جتنے زائد حصوں ان سب کی زکاۃ دینا ہوگی اور جو نصاب کامل کے بعد خمس نصاب سے کم زیادت رہے گی وہ عفو رہے گی۔ سونے کا نصاب ۲۰ تولہ ہے اور چاندی کا ساڑھے باون تولہ اور ہر مال تجارت کی قیمت سونے یا چاندی سے کی جائے گی۔ ساڑھے باون تولہ چاندی کے چھپن روپیہ ہوتے ہیں کہ تولہ بارہ ماشہ کا اور انگریزی روپیہ سوا گیارہ ماشہ کا ہے۔

جس تاریخ (کو) مالک نصاب ہوا اس دن سے جس قدر سال بڑھے گا اسی تاریخ سے سال تمام پر کل کی زکاۃ دینا ہوگی یعنی مثلاً یکم محرم کو چھپن روپیہ کا مالک ہوا اس کے پاس یہ چھپن روپیہ تھے پھر ذی الحجہ میں مثلاً ہزار روپیہ اور اس نے پائے تو یہ نہیں کہ یکم محرم کو چھپن ہی روپیہ کی زکاۃ دے گا اور اس ہزار کی اگلے ذی الحجہ کی اسی تاریخ سال تمام ہونے پر بلکہ ذی الحجہ کو جو اس چھپن کا سال تمام ہوگا اسی سال میں جو زکاۃ بھی پایا ہے وہ اسی نصاب سے متعلق رہے گا اور کل پر زکاۃ دینا ہوگی مگر اتنے ہی حصہ کی جو نصاب کامل بتا رہے گا پہلے نصاب پر جب حولان حول ہوگا اسی پہر سال میں جتنا مال مل گیا ہے نصاب پر حولان حول سمجھا جائے گا الا یہ مال جو پایا ہے پہلے نصاب سے ملانے میں اس کا الحاق ضروری سمجھا جائے گا کہ کسی مال پر سال میں دوبارہ زکاۃ لازم نہ ہو جس مال پر اس نصاب سے ملانے پر دوبارہ زکاۃ لازم آئے گی وہ مال نہ ملایا جائے گا کمی وبیشی کے متعلق اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے فتاوی سے بعض عبارات لکھتا ہوں جس سے ہر حکم واضح ہو جائے گا۔

العطایا النبویہ میں ہے جو شخص مالک نصاب ہے اور ہنوز حولان حول نہ ہوا کہ سال کے اندر ہی کچھ اور مال اسی نصاب کی جنس سے بذریعہ ہبہ یا میراث یا بشرار یا وصیت یا کسی طرح اس کی ملک میں آیا تو وہ مال بھی اصل نصاب میں شامل کر کے اصل پر سال گذرنا اس سب پر حولان حول قرار پائے گا یہاں سونا چاندی تو مطلقاً ایک ہی جنس ہیں خواہ ان کی کوئی چیز ہو اور مال تجارت بھی انہیں کے جنس سے گنا جائے گا اگرچہ کسی قسم کا ہو کہ آخر اس پر زکاۃ یوں آتی ہے کہ اس کی قیمت سونے یا چاندی سے لگا کر انھیں کے نصاب دیکھی جاتی ہے تو یہ سب مال زر وسیم ہی کی جنس سے ہیں اور وسط سال میں حاصل ہوئے تو ذہب و فضہ

کے ساتھ شامل کر دیئے جائیں گے بشرطیکہ اس ملانے سے کسی مال پر سال میں دو بار زکاۃ نہ لازم آئے پھر ملانے کے بعد عفو ایجاب کے وہی احکام ہیں جو اوپر گذرے مثلاً ایک شخص یکم محرم ۱۳۳۰ھ کو ۲۰ تولہ سونے کا مالک ہوا اور اس کے سوا جنس زر وسیم سے اور کوئی چیز اس کی ملک نہیں تو اس پر ۹ ماشہ سونا زکاۃ میں فرض ہے کہ سلخ ذی الحجہ ۱۳۳۰ھ کو واجب الادا ہوگا ہنوز سال تمام نہ ہوا کہ مثلاً یکم رجب کو ایک تولہ اور یکم ذی الحجہ کو دو تولہ سونا اسے اور ملا کہ اب کل ۳۳ تولہ سونا ہو گیا تو سلخ ذی الحجہ کو اس مجموعہ کی زکاۃ ۹ ماشہ ۱ سرخ سونا واجب الادا ہوگا گو یا اس سب پر سال گذر گیا اگرچہ واقع میں اس ایک تولہ کو چھ مہینے اور اس دو تولہ کو ایک ہی مہینہ گذرا ہے اور اگر اس تولہ بھر کے بعد اور نہ ملا کہ سال تمام پر صرف ۳۱ تولہ تھا تو وہ ہی ۹ ماشہ واجب رہیں گے کہ نصاب کے بعد خمس پورا ہونے تک زیادت معاف ہے۔

اسی طرح اگر تین تولہ سونا تو نہ ملا مگر مثلاً ۲ ذی الحجہ کو اس نے اپنی زمین یا غلہ یا اثاث البیت کے عوض اس قدر مال تجارت خریدا جس کی قیمت تین تولہ سونے تک پہونچتی تو اگرچہ اسے ملک میں آئے دس ہی دن گذرے مگر مجموع ۳۳ تولہ کی زکاۃ واجب ہوگی ہاں اگر اس کے پاس مثلاً ایک نصاب بکریوں اور ایک دراہم کی تھی اس نے دراہم کی زکاۃ ادا کر دی اور ان کے عوض اور بکریاں لیں ان نئی بکریوں کے لئے آج سے سال شمار کیا جائے گا اگلی بکریوں سے ضم نہ کریں گے کہ آخر یہ اسی روپیہ کے بدل ہیں جس کی زکاۃ اس سال کی بابت ادا ہو چکی اب اگر انھیں نصاب شاۃ میں ملاتے ہیں تو ایک مال پر ایک سال میں دو بار زکاۃ لازم آتی جاتی ہے اور یہ جائز نہیں تنویر الابصار[1] و درمختار میں ہے۔ والمستفاد ولو بهبة (وشراء او میراث او وصیة ا ھ ش) وسط الحول یضم الی نصاب من جنسه (ما لم یمنع منه مانع وهو الذی یملئ بقوله علیه الصلاة والسلام لا ثنی فی الصدقة ا ھ ش) فیزکیه بحول الاصل (ولو ادی زکاة نقد لا شاة فنقد لا شاة اشتری به سائمة لا تضم الی سائمة عنده لانها من جنس السائمة التی اشتراها بذلك النقد المزکی ای لا یزکیها عند تمام حول السائمة الاصلیة عند الامام المانع المذکور ا ھ ش بالتلخیص) وفی ش ایضاً احد النقدین یضم الی الاخر فی عروض التجارة تضم الی النقدین قیمتها ا ھ ملخصاً۔

یہ تو بیشی کے متعلق تھا کمی کے متعلق فرماتے ہیں زکاۃ صرف نصاب میں واجب ہوتی ہے نہ عفو میں مثلاً ایک شخص ۸ تولہ سونے کا مالک ہے تو سوا دو ماشہ سونا کہ اس پر واجب ہوا وہ صرف ۱ تولہ کے مقابل ہے نہ پورے ۸ تولہ کے کہ یہ چھ ماشہ جو نصاب سے زائد ہے عفو ہے یونہیں اگر ۱ تولہ کا مالک ہو تو زکاۃ صرف ۱ تولہ

[1] در مختار مع رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۱۸ مطبوعہ مصر

یعنی ایک نصاب کامل اور ایک نصاب خمس کے مقابل ہے دسواں تولہ معاف ملتقی الابحر میں ہے۔ الزکاۃ تتعلق بالنصاب دون العفو فلو ھلك بعد الحول اربعون من ثمانین شاۃ تجب شاۃ کاملۃ ام مخلصہ درمختار میں ہے۔ لافی عفوہ وما بین النصب فی کل الاموال پس اگر نقصان مقدار عفو سے تجاوز نہ کرے یعنی اسی قدر سال کم ہو جائے جتنا عفو تھا مثال اول میں چھ ماشہ اور دوم میں ایک تولہ جب تو اصلاً قابل لحاظ نہیں کہ اس قدر پر تو پہلے بھی زکاۃ نہ تھی کل واجب بمقابلہ سال باقی تھا وہ اب بھی باقی ہے تو زکاۃ اسی قدر واجب اور کمی نظر سے ساقط کہ مشغول فی المشتقی اور اگر مقدار عفو سے متجاوز ہو یعنی اس کے باعث کسی نصاب میں نقصان آئے خواہ یوں کہ مال میں جس قدر عفو تھا نقصان اس سے زائد کا ہوا جیسے امثلہ مذکورہ میں ۱۲ تولہ یا یوں کہ ابتدائے سال صرف مقدار نصاب پر تھا عفو سرے سے تھا ہی نہیں جیسے ۱۵ یا ۱۳۰ یا ۱۵۰ تولہ سونا کہ اس میں سے رتی پاول جو کچھ گئے گا کسی نہ کسی نصاب میں کمی کرے گا ایسا نقصان دو حال سے خالی نہیں یا حولان حول سے پہلے ہے یا بعد بر تقدیر اول دو حال سے خالی نہیں یا تو سال تمام پر رقم نصاب بایں بیشیں پھر پوری ہو گئی یا نہیں اگر پوری ہو گئی تو یہ نقصان بھی اصلاً نقصان نہ ٹھہرے گا اور اس مجموع رقم پر حولان حول سمجھا جائے گا۔

مثلاً ایک شخص یکم محرم ۱۳۰۰ھ کو ۱۵ تولہ سونے کا مالک تھا بعد اس میں سے کسی قدر قلیل خواہ کثیر ضائع ہو گیا یا صرف کر دیا کسی کو دے ڈالا اور تھوڑا سا آگیا بہت ضعیف باقی رہا پھر جس قدر کم ہو گیا تھا سبع ذی الحجہ ۱۳۰۰ھ سے پیشتر اگر چہ ایک ہی دن پہلے پھر آگیا تو پورے ۱۵ تولہ یعنی دو نصاب کامل کی زکاۃ دینا ہوگی کہ ایک مثقال سونا ہے یوں اگر مثلاً ۸ تولہ سونے کا مالک ہے اور وسط میں ۱ تولہ بھر گھٹ گیا کہ نصاب بھی پوری نہ رہی ختم سال سے پہلے چھ سات ماشہ مل گیا تو وہی زکاۃ تمام و کمال لازم آئے گی کہ چھ ماشہ جو عفو تھا جس طرح اس کے ہلاک کا اعتبار نہیں یوہیں بعد ہلاک اس کا عود درکار نہیں صرف اس قدر چاہئے کہ شروع سال میں ایک یا زائد حتی نصابوں کا مالک ہوا تھا ختم سال پر وہ نصابیں پوری ہوں تو جس قدر زکاۃ کا وجوب بحال استمرار ہوتا اسی قدر پوری واجب ہوگی اور نقصان درمیانی پر نظر نہ کی جائے گی ہاں اتنا ضرور ہے کہ اصل مال سے کوئی پارہ محفوظ رہے سب بالکل فنا نہ ہو جائے ورنہ ملک اول سے شمار سال جاتا رہے گا اور جس ملک جدید ہوگی اس دن سے حساب کیا جائے گا اور اگر یہ نقصان مستمر رہا یعنی ختم سال پر وہ نصابیں پوری نہ ہوئیں تو اس وقت جس قدر موجود ہے اتنے کی زکاۃ واجب ہوگی اور وہی احکام حساب نصاب و لحاظ عفو کے اس

لہ درمختار مع شامی جلد دوم صـ۲۲ کوئٹہ

قدر موجود پر جاری ہوں گے جو جاتا رہا گو یا تھا ہی نہیں کہ حولان حول اسی مقدار پر ہوا حتی کہ اگر یہ مقدار نصاب سے بھی کم ہے تو زکاۃ ساقط۔

اور تقدیر ثانی تین حال سے خالی نہیں کہ سبب کمی استہلاک ہوگا یا تصدق یا ہلاک۔ استہلاک کے یہ معنی کہ اس نے اپنے فعل سے اس رقم سے کچھ اتلاف کیا۔ صرف کر ڈالا یا پھینک دیا یا کسی غنی کو ہبہ کر دیا اور یہاں تصدق سے یہ مراد کہ بلا نیت زکاۃ کسی فقیر محتاج کو دے دیا ہلاک کے یہ معنی کہ بغیر اس کے فعل کے ضائع و تلف ہو گیا مثلاً چوری ہو گئی یا کسی کو قرض و عاریت دیئے وہ مکر گیا اور گواہ نہیں الخ صورت استہلاک میں زکاۃ سے ایک حبہ نہ گھٹے گا صورت تصدق میں اگر نذر یا کفارہ یا کسی اور صدقہ واجبہ کی نیت کی تو بالاتفاق اس کا حکم بھی مثل استہلاک ہے اور اگر تطوع یا مطلق تصدق کی نیت کی تھی اور سب تصدق کر دے تو بالاتفاق زکاۃ ساقط ہو گئی۔ اور بعض تصدق کرے تو امام محمد کے نزدیک جس قدر صدقہ کیا اس کی زکاۃ ساقط باقی کی لازم مگر امام ابو یوسف کے نزدیک بعض کا تصدق مطلقاً استہلاک ہے کہ کسی نیت سے ہوا اصلاً زکاۃ سے کچھ نہ گھٹے گا یہ مذہب زیادہ قوی و مقبول و شایان قبول ہے صورت ثالثہ یعنی ہلاک اس میں بالاتفاق کم یا بہت جس قدر تلف ہو بحساب اربعہ متناسبہ اتنے کی زکاۃ ساقط ہوگی اور جتنا باقی رہے اگرچہ نصاب سے بھی کم اتنے کی زکاۃ باقی۔

(العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ)۔

ہر سال میں جو نقد روپیہ حاجات اصلیہ سے فارغ رہا اور اس پر حولان حول ہوا اور جو مال تجارت باقی رہا اس سب سے جس قدر نصاب کامل اور خمس نصاب ہوں ان کا حساب کر کے زکاۃ دینا ہوگی اگرچہ کچھ مقدار عفو کی ہو اس پر زکاۃ نہ ہوگی پچھلے برسوں کا حساب لگائیں ہر سال میں جو زکاۃ واجب ہوئی اور نہ دی اگلے سال مال سے اتنی مقدار کم کر کے باقی پر زکاۃ کا حساب کرتے جائیں ہر برس کی زکاۃ کا حساب لگا کر سب ادا کریں اور اگر سب کی ادا کی اس وقت وسعت نہ ہو تو جتنے کی وسعت ہو پچھلے میں دیں۔

۲۔ اب بھی واجب ہے جس قدر غلہ یا پھل ہوں ان کا پورا عشر علیحدہ کرے یا اس کی پوری قیمت دے۔ جو فصل فروخت کی اس میں یہ تفصیل ہے۔ توبہ کرے اور اس دین الٰہی کی ادا کا ارادہ رکھے اور جس قدر کی ادا پر قدرت پائی جائے ادا کرتا رہے۔

کتاب الصوم

روزہ کا بیان

مسئلہ از نوحہ بریلی ۲۳ رجب ۱۳۵۶ھ

رمضان شریف میں ایک عورت بیمار تھی نسائی مرض کی تکلیف میں روزے تو رکھے پیٹ میں ورم شدید تھا جس کی وجہ سے علاج نہ کیا دوا ہوتی مدی مسئلہ معلوم نہ تھا روزے میں دوائی کا علاج نہیں کراتے ایک دوسری عورت سے پوچھا بھی اس نے تذبذب بیان کیا پورے مسئلہ کی تحقیق نہ مریضہ کو معلوم تھی نہ بتانے والی کہ نہ تھا اس علاج میں روزے رکھے تحقیق ہونے پر یہ ظاہر ہوا ایام روزہ میں اس قسم کا علاج کرانے سے کفارہ واجب آتا ہے ساٹھ مسکینوں کو کھانا ایک وقت میں دے۔ کفارہ دینے والی کو متعدد روزوں کا کفارہ ایک وقت یا الگ الگ دینے کی گنجائش نہ ہو تو وہ تقدد سے سکتی ہے یا نہیں اس کے علاوہ جیسا قضا نمازوں کا کفارہ ہے کہ ہر مسکین سے دو وقت کا پورا کرا دیا جائے یہ شرعی طریقہ پر ہے یا مسئلہ شرعی کے مطابق ایک روزے کے ساٹھ روزوں کا کفارہ عائد ہے وہ دو آدمی کی خوراک کے مطابق ایک ایک مہینہ میں ساٹھ روزوں کا کفارہ ادا کرے اس حساب سے تقدد پیسہ ساٹھ آدمیوں کی خوراک کے لگا کر متعدد روزوں کا کفارہ لوٹ بدل کے دیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب خود یا دایہ نے دوا شرمگاہ میں رکھی یا کوئی چیز تر یا خشک اگر اس طرح رکھی گئی کہ اندر بالکل غائب ہو گئی تو اس صورت میں بے شک وہ روزے جاتے رہے جتنے روزوں میں ایسا ہوا اور اگر ایسا نہ ہوا مثلاً دوا کسی کپڑے میں باندھ کر یا بتی بنا کر فرج میں اس طرح رکھی کہ کپڑے یا بتی کا ایک سرا باہر رہا بتی یا کپڑا بالکل فرج داخل میں غائب نہ ہوا اگر چہ فرج خارج میں غائب ہو گیا ہو تو اس صورت میں روزے نہ گئے مگر جب کہ دوا کا کوئی حصہ کپڑے سے چھن کر بتی سے چھٹ کر فرج داخل کے اندر گر گیا ہو یا دوا اتنی تر تھی کہ کپڑے سے فرج داخل میں لگی یا بتی سے اس کی تری چھٹ کر فرج داخل میں لگی ہو۔ یوں دایہ نے یا خود اپنے آپ بتی یا کپڑے کی

کی پوٹلی رکھی تو اس طرح تھی کہ فرج داخل میں بالکل غائب نہ کر دی تھی ایک حصہ باہر رکھا تھا مگر حرکت سے خود وہ بتی یا کپڑا جو فرج داخل کے باہر تھا اندر سرک گیا یا بالکل غائب ہو گیا تو بھی روزہ جاتا رہا۔ ردالمحتار[1] میں ہے۔ ماداخل فی الجوف ان غاب فیہ فسد وھو المراد بالاستقرار ان لم یغب بل بقی طرف منہ فی الخارج او کان متصلا بشیء خارج لا یفسد لعدم استقرارہ۔

اگر صورت ایسی ہی واقع ہوئی ہو کہ روزے جاتے رہے ہوں تو فقط قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں۔ فان الکفارۃ فی الافطار الکامل صورۃ و معنی ولم یوجد فی ھذہ الصورۃ۔ درمختار[2] امام ملک العلماء میں ہے۔ اما وجوب الکفارۃ فیتعلق بافساد مخصوص وھو الافطار الکامل بوجود الاکل او الشرب او الجماع صورۃ و معنی متعمدا من شہوۃ من صحیح ولا مرخص بہ لا شبہۃ الاباحۃ وفی الصورۃ الاکل والشرب ونحنا ایصال ما یقصد بہ التغذی او التداوی الی جوف من الفم لان بہ یحصل قضاء شہوۃ البطن علی سبیل الکمال وفی بصورۃ الجماع ومعناہ ایلاج الفرج فی القبل لان کمال قضاء شہوۃ الفرج لا یحصل الا بہ۔ عالمگیریہ[3] میں ہے۔ من احتقن او استعط او اقطر فی اذنہ وھنا افطر ولا کفارۃ علیہ ھکذا فی الھدایۃ۔ خانیہ[4] میں فرمایا۔ الحقنۃ توجب القضاء وان کان لبنا لایثبت الرضاع وکذا السعوط والوجور والقطور فی الاذن اما الحقنۃ والوجور فلانہ وصل الی الجوف ما فیہ صلاح البدن وفی القطور والسعوط لانہ وصل الی الدماغ ما فیہ صلاح البدن وعن ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ فی السعوط والوجور والحقنۃ انہ کفارۃ لانہ وصل الی الجوف ما فیہ صلاح البدن فکان بمنزلۃ الاکل والصحیح ھو الاول لان الکفارۃ موجب الافطار صورۃ و معنی ولم یوجد۔

پھر اگر کفارہ واجب بھی ہوتا کہ قول امام ابو یوسف اختیار کیا جاتا تو بھی ایک کفارہ اس صورت میں لازم ہوتا جب کہ ایک ہی رمضان کے روزے ہیں اور اب تک کفارہ دیا بھی نہیں۔ عالمگیریہ[5] میں ہے۔ لو جامع مرارا فی یوم من رمضان واحد ولم یکفر کان علیہ کفارۃ واحدۃ ولو جامع وکفر فجامع علیہ کفارۃ اخری فی ظاھر الروایۃ کذا فی فتح القدیر۔ خانیہ میں ہے۔ اذا افطر فی رمضان فی یوم ولم یکفر حتی افطر فی یوم آخر کان علیہ کفارۃ واحدۃ۔ بلکہ صحیح یہ ہے کہ اگر دو رمضانوں کے روزے ہوں تو بھی ایک ہی کفارہ دینا ہوگا جبکہ اب تک کفارہ نہ دیا ہو کہ کفارات حدود کی طرح بالشبہہ ساقط ہو جاتے ہیں) تو مستاجل بھی ہوں گے بعض نے

---

[1] ردالمحتار جلد ۱ ص ۳۱۹ مطبوعہ مصر۔ [2] درمختار جلد ۱ ص ۹۱ مطبوعہ کراچی پاکستان [3] عالمگیریہ جلد ۱ ص ۱۰۳ مطبوعہ بیروت

[4] خانیہ برحاشیہ عالمگیریہ جلد ۱ ص ۱۳۱ مطبوعہ بیروت [5] عالمگیریہ جلد ۱ ص ۱۰۳ بیروت

تو یہاں تک فرمایا ہے کہ جب تک ایک کفارہ نہ دیدے دوسرا واجب ہی نہ ہوگا پھر تداخل سبب اور بعض نے فرمایا کہ دوسرا واجب ہو کر ساقط ہو جائے گا ہاں اگر پہلے کا کفارہ دے دیا تو چونکہ اب اجتماع نہ ہوا تو تداخل نہ ہوگا درمختار مسائل شتی میں ہے۔ افطر فی رمضان فی یومین نعم یکفر حتی افطر فی یوم آخر فعلیہ کفارۃ واحدۃ ولو فی رمضانین علی الصحیح وقد منا فی الصوم۔ ردالمحتار میں ہے۔ قولہ فعلیہ کفارۃ واحدۃ لان الکفارۃ تسقط بالشبھۃ فتتداخل کالحد بجنس واحد واختلف فی التداخل فقیل لاتجب الثانیۃ لتداخل السبب وقیل تجب ثم تسقط فالاول فلا اثم والکفر الاول فلا اجتماع فلا تداخل قولہ ولو فی رمضانین لو وصلۃ واشار الی ان التقیید برمضان واحد بخلاف الصحیح وھو روایۃ عن محمد قال فی البحر وأکثر مشایخنا قالوا الاعتماد علی تلک الروایۃ والصحیح انہ یکفیہ کفارۃ واحدۃ لاعتبار معنی التداخل۔

ہمارے اس بیان سے ظاہر ہو گیا کہ رانہ بے کی حالت میں دایہ کا علاج باحتیاط تمام ہو سکتا ہے کہ جو دوا تر یا خشک پوٹلی یا تی میں یا ویسے ہی کوئی ایسی دوا جو رکھی جا سکے اس طرح رکھی جائے کہ ایک سرا فرج داخل کے باہر رہے بالکل اندر نہ غائب کر دی جائے اور اس کا بھی اطمینان ہو کر ہو دوا پھسن کر یا ٹپک کر یا چھٹ کر فرج داخل میں نہ رہ جائے یوں یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ اس صورت میں کفارہ کا حکم صحیح نہیں اور کفارہ دینا بھی ہوتا تو ایک ہی لازم ہوتا۔ باقی رہا یہ کہ کفارہ کیا ہوتا اور نقد بھی دیا جا سکتا یا نہیں۔ کفارۂ فطر صوم اور کفارۂ ظہار ایک ہی ہے کہ باندی یا غلام آزاد کرے وہ غلام مسلمان ہو خواہ کافر اگر اس پر قدرت نہ ہو تو دو ماہ کے پے در پے روزے رکھے اور اگر اس پر بھی قدرت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا دے ہر ایک کو ایک صاع تمر یا شعیر یا نصف صاع حنطہ جس وقت کفارہ ادا کرے گا اس کی اس وقت کی حالت کا اعتبار ہوگا وقت وجوب کفارہ کا حال معتبر نہ ہوگا۔ عالمگیریہ[1] میں ہے۔ کفارۃ الفطر ککفارۃ الظہار واجدۃ ذی حق رقبۃ مومنۃ او کافرۃ فان لم یقدر علی الحق فعلیہ صیام شھرین متتابعین وان لم یستطع فعلیہ اطعام ستین مسکینا کل مسکین صاعا من تمر او شعیر او نصف صاع من حنطۃ وانما یعتبر حال المکفر فی جمیع الکفارات وقت الاداء لا وقت وجوبھا الخ کذا فی الخلاصۃ۔ بدائع[2] میں ہے۔ روی عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ قال من افطر فی رمضان متعمدا فعلیہ ما علی المظاھر وعلی المظاھر الکفارۃ بنص الکتاب فکذا علی المفطر متعمدا

یہاں باندی غلام کہاں جنھیں آزاد کرنے پر قدرت ہو جب اس پر قدرت نہیں تو پے در پے دو ماہ کے بے فصل روزے اس پر لازم جس نے بے وجہ مقبول شرع قصداً روزہ اس طرح توڑا جس میں کفارہ

[1] فتاوی ہندیہ جلد ۱ صفحہ ۱۱۳ بیروت [2] بدائع جلد ۲ صفحہ ۱۰۰ مطبوعہ کراچی پاکستان

لازم۔ ہاں روزہ بوجہ ضعف و ناطاقتی پیرانہ سالی کہ شیخ فانی کی حد کو پہونچ چکا ہو یا ضعف ایسے مرض سے ہو جس کے دفع کی امید نہ ہو۔ بہر صورت طاقت طاق ہو اور بظاہر اسباب امید عود نہ ہو سکے۔ پے در پے روزے نہ رکھ سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا دے اگر کوئی عاجز نہ ہو روزے پے در پے دو ماہ بے فصل رکھ سکے اور روزے نہ رکھے تو ساٹھ مسکین نہیں اگر ساٹھ ہزار مساکین کو کھانا دے گا کفارہ ادا نہ ہوگا جس صورت میں مساکین کو کھانا دینے سے کفارہ ادا ہو جائے گا اس صورت میں وہ چاہے ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کھانا کھلائے چاہے گیہوں دیدے فی کس پونے دو سیر اگنی بھر اوپر بریلی کی تول سے یا جو ساٹھ سے تین سیر ایک روپیہ بھر اوپر ایک ہی آدمی کو ساٹھ دن شب و روز پیٹ بھر کھانا دے یا اس کے قیمت دے دے۔ درمختار میں ہے۔

ھی نحو نصف صاع من بر او صاع من تمر او شعیر او قیمتہ..... فان لم یجد ما یعتق (صام شھرین ولو ثمانیۃ وخمسین) بالھلال والاقتین بھا متتابعین..... فان ان افطر یعدر او بغیر استوفی الصوم لا الاطعام..... فان عجز عن الصوم لمرض لا یرجی برؤہ او کبر اطعم ستین مسکینا (ولو حکما کالفطرۃ) قدر (او قیمۃ ذلک) وان غداھم وعشاھم واشبعھم جاز کما لو اطعم واحدا ستین یوما (تجب والحاجۃ الیہ ملتقطا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از شہر کہنہ از مکان مصطفےٰ علی خاں بریلی

اگر کسی شخص کے خون میں بہت زیادہ گرمی ہے اگر وہ روزہ رکھتا ہے تو اس کو بہت نقصان بڑھ جاتا ہے جس سے خون اور بدن اور زیادہ خراب ہو جائے گا تو ایسی صورت میں کیا کرے اور اگر اس شخص پر پہلے قضا کے بھی روزہ رکھنا واجب ہیں اور علاوہ اس کے آئندہ روزہ رکھنا ہیں تو ایسی صورت میں کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔ کیا ایک آدمی کو روزانہ کھانا کھلانے سے اپنے پچھلے روزوں کا کفارہ ہو سکتا ہے یا ایک سیر کچھ چٹانک جیسا کہ دیا جاتا ہے۔ اس طریقہ پر کفارہ ہو سکتا ہے یا کوئی اتنا قریب ہے کہ وہ تعداد انہیں کر سکتا تو اس شکل میں ایک آدمی کو کھانا روزانہ کھلانے سے کفارہ ہو سکتا ہے۔ روزہ رکھنے کی شکل میں انتہائی تکلیف ہوتی ہے جس سے خون اور بدن دونوں کو سخت نقصان پہونچتا ہے جس سے بدن بگڑ جائے گا ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے۔

الجواب۔ جب واقعی روزہ سے نقصان کا اندیشہ صحیح ہو جو تجربہ یا حکیم حاذق غیر فاسق کے یہاں سے معلوم ہو تو قضا کی رخصت ہوگی۔ اگر پچھلے اور ان روزوں کا جو اب قضا کرے فدیہ دے اچھا ہے ورنہ جب صحیح تندرست ہو جائے تو پھر قضا ادا کرے فقط ایک آدمی کو کھانا کھلانے سے فدیہ ادا نہ ہوگا کہ روزے کا فدیہ

ل درمختار جلد ۳ ص ۴۲۷ مطبوعہ بیروت

بریلی کی تول سے دس گیہوں) پونے دو سیر آٹھنی بھر اور پر کے ہوں فی روزہ ہے۔ اتنا فی روزہ دے خواہ ایک کو خواہ چند کو تقسیم کردے واللہ تعالیٰ اعلم عالمگیری میں ہے۔ المریض اذا خاف علی نفسہ التلف او ذہاب عضو یفطر بالاجماع۔ وان خاف زیادۃ العلۃ وامتدادہ فکذلک عندنا وعلیہ القضاء اذا افطر کذا فی الہدایۃ سرخسی۔ ذلک باجتہاد المریض غیر مجرد الوہم بل ہو غلبۃ ظن عن امارۃ او تجربۃ او باخبار طبیب مسلم غیر ظاہر الفسق کذا فی فتح القدیر والصحیح الذی یغلب ان یمرض بالصوم فہو کالمریض ہکذا فی التبیین۔ اگر مرض ہمراہ رہے یہاں تک کہ موت آجائے اس صورت میں قضا لازم ہی نہ ہوگی ورنہ اتنے دن کی لازم ہوگی جتنے دن صحت کے وقت موت تک ملیں گے۔

اس صورت میں کہ مریض صحت پائی اور قضا نہ کی کہ موت کی گھڑی آئی۔ لازم ہے کہ وصیت فدیہ کرے اس کے ولی پر لازم ہوگا کہ جتنے دن کے دو وقتوں کی قضا اس کے ذمہ لازم ہے ہر ایک مسکین کو نصف صاع گیہوں وہی پونے دو سیر آٹھنی بھر اور پونے دو سیر یا ایک صاع جَو وغیرہ اگر مرنے والے نے وصیت نہ کی اور وارث اس کی طرف سے تبرعاً دے تو بھی جائز ہے مگر بے وصیت وارث پر لازم نہ ہوگا۔ عالمگیریہ میں ہے۔ لو فات صوم رمضان بعذر المرض او السفر واستدام المرض والسفر حتی مات لا قضاء علیہ فکذا ان اوصی بان یطعم عنہ صحت وصیتہ وان لم یوص لم یجب علیہ ویطعم عنہ من ثلث مالہ فان برئ المریض او قدم المسافر وقدر من الوقت بقدر ما فاتہ فیلزمہ قضاء جمیع ما اذرک فان لم یدرک الا بعض الوقت لم یلزمہ القضاء کذا فی البدائع ویطعم عنہ ولیہ نصف صاع بر او صاعا من تمر او صاعا من شعیر کذا فی الہدایۃ فان لم یوص وتبرع عنہ الورثۃ جاز ولا یلزمہ ذلک من غیر ایصاء واللہ تعالیٰ اعلم۔ غریب ہے کہ روز نصف صاع گندم نہیں دے سکتا تو جتنے پر قادر ہوا اتنا دے جب نصف صاع گیہوں دیگا ایک روزے کا فدیہ ادا ہوجائے گا۔ فدیہ دینے پر قدرت رکھے اور ایک مساکین کا دے دے تو بھی ہوسکتا ہے اور موخر کرے کہ رمضان کے بعد قدرت پائے دے دے یہ بھی ہوسکتا ہے یوں ہی باقساط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از بریلی محمد سبحان پنجابی مورخہ ۱۸ رمضان ۱۳۲۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کا ایک دوست عرصے سے باہر تھا اتفاق سے ملاقات ہوئی آپس میں خوشی وخرمی کے ساتھ مصافحہ ومعانقہ کئے غلبۂ محبت اس قدر

ف ۱ عالمگیری جلد اصفحہ مطبوعہ بیروت

بڑھاکہ نیند سے غرہو گیا اور فوراً انزال ہو گیا بحالت روزہ زید کہتا ہے کہ میرا کوئی خیال فاسد نہ تھا جب یہ واقعہ ہوا تو متحیر ہو گیا آیا زید اور اس کے دوست پر کفارہ ہے یا نہیں۔ روزہ میں خرابی آئی یا نہیں زید اس کے دوست دونوں غریب و مفلس ہیں اور بیمار بھی ہیں خلاصہ حکم شرع ارشاد فرمائیں۔

الجواب۔ اس صورت میں جبکہ مصافحہ یا معانقہ سے انزال ہو گیا اس کا روزہ فاسد ہو گیا اس پر اس کی قضا لازم کفارہ کا حکم نہیں اگرچہ مصافحہ معانقہ نہیں بشہوت بوسہ یا شرت فاحشہ بھی ہوئی ہو تو مالکیہ[1] میں ہے۔ اذا قبل امرأته وانزل فسد صومه من غير كفارة كذا في المحيط وكذا في تقبيل الامة والغلام... واللمس والمباشرة والمصافحة والمعانقة كالقبلة كذا في البحر الرائق۔ ہدایہ[2] میں فرمایا۔ وان انزل بقبلة او لمس فعليه القضاء دون الكفارة لوجود معنى الجماع ووجود المنافي صورة او معنى يكفي لايجاب القضاء احتياطاً اما الكفارة فتختص بكمال الجناية لانها تندرئ بالشبهات كالحدود۔ فتح القدیر[3] میں ہے۔ قوله اما الكفارة الخ فكانت عقوبة وهي اعلى عقوبة الافطار في الدنيا فتوقف لزومها على كمال الجناية ولو قال بالواو كما قبلين وهو احسن ويكون نفس قوله فتختص لكمال الجناية تعليلا اى لايجب لانها تختص لكمال الجناية اذ كانت اعلى العقوبات في هذا الباب ولانها تندرئ بالشبهات وفي كون ذلك مفطرا شبهة حيث كان معنى الجماع لا صورته فلا تجب۔ عنایہ[4] میں ہے۔ لان الكفارة اعلى عقوبات المفطر لافطاره فلا يعاقب بها الا بعد بلوغ الجناية نهايتها او ربع نهايتها لان لها جنايتين من جنسها ابلغ منها وهي الجماع صورة ومعنى۔ ہدایہ[5] میں ہے۔ والمباشرة الفاحشة مثل التقبيل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ جناب فدا حسین صاحب کٹرہ چاندخاں بریلی معرفت رحمت اللہ صاحب۔ ۳۰ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ زید کہتا ہے کہ بروز جمعہ روزہ رکھنا حرام ہے بکر نے دریافت کیا کہ کس وجہ سے روزہ جمعہ کا حرام ہے اور اس کی کیا دلیل ہے تو زید اس کے ثبوت میں بخاری شریف کا حوالہ دیتا ہے کہ صحیح بخاری شریف کی حدیث ہے کہ روزہ جمعہ کا حرام ہے تو زید کا یہ دعوی صحیح ہے یا غلط اگر غلط ہے تو از روئے شریعت کیا حکم ہے فقط

الجواب۔ زید محض غلط کہتا ہے اپنی طرف سے من گڑھت باطل فتوی دیتا ہے وہ بخاری کی وہ حدیث دکھائے جس کا مطلب اس کے نزدیک ہے کہ جمعہ کا روزہ حرام ہے۔ حدیث میں جمعہ کے روزہ کے لئے خاص کر دینے سے نہی وارد ہوئی ہے ہر نہی تحریم نہیں ہوتی حدیث میں حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ قال[6] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یصوم احدکم یوم الجمعة الا

---

[1] فتاوی عالمگیریہ بحوالہ محیط سرخسی کتاب الصوم الفصل السابع بیروت ۱/۱۹۹ [2] ہدایہ کتاب الصوم باب ما یفسد الصوم ومالا یفسدہ ۱/۱۳۱ [3] فتح القدیر کتاب الصوم ۲/۲۸۰ [4] عنایہ بر حاشیہ فتح القدیر کتاب الصوم ۲/۲۸۰ [5] ہدایہ کتاب الصوم باب ما یفسد الصوم ومالا یفسدہ ۱/۱۳۱ [6] صحیح مسلم باب صوم یوم عرفہ ۱/۳۶۸

ان یصوم قبلہ او یصوم بعدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال صلی اللہ علیہ وسلم لا تخصوا لیلۃ الجمعۃ بقیام من بین اللیالی ولا تخصوا یوم الجمعۃ بصیام من بین الایام الا ان یکون فی صوم یصومہ احدکم اس نہی تخصیص کی چند وجوہ علماء نے ذکر فرمائیں (۱) اقامتِ وظائف واوراد جمعہ سے ضعف صوم مانع ہوگا (۲) جمعہ معظم ایام ہے اس کی تعظیم میں مبالغہ کے خوف سے ممانعت فرمائی کہ کہیں مسلمان اس کی تعظیم میں ایسا مبالغہ کرنے لگیں جیسے یہود تعظیم سبت میں اور نصاریٰ تعظیم یوم احد میں کرتے ہیں (۳) اس خوف سے مما فرمائی کہ اس کے وجوب کا اعتقاد کرنے لگیں (۴) روز جمعہ روز عید ہے خود حدیث میں ہے یوم الجمعۃ یوم عیدکم فلا تجعلوا یوم عیدکم یوم صیامکم اس عید کے دن روزہ مناسب نہیں یہ چوتھی وجہ سب وجوہ سے احسن ہے کہ منطوق حدیث ہے لمعات[1] میں حضرت شیخ محقق محدث دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ قولہ (ولا تخصوا) قد ذکروا النہی عن تخصیص یوم الجمعۃ بصوم وجوہا الاول انہ نہی عن صوم لئلا یضعف بہ عن اقامۃ وظائف الجمعۃ واورادہا والثانی خوف المبالغۃ فی تعظیمہ فیفتتن کما افتتن الیہود بالسبت والنصاریٰ بالاحد والثالث ان سبب النہی خوف اعتقاد وجوبہ والرابع ان یوم الجمعۃ یوم عید فلا یصام فیہ وقد ورد یوم الجمعۃ یوم عیدکم فلا تجعلوا یوم عیدکم یوم صیامکم وھذا الوجہ احسن الوجوہ لانہ منطوق الحدیث ام تخصہ او اللہ تعالیٰ اعلم۔

کتاب الحج

حج کا بیان

مسئلہ از شہر جلالگیر مولوی مسئول شیخ احمد صاحب ۱۶ شوال ۵۶ھ

ایک شخص حج کو گئے سوغات شریف سے واپس جب مٹی میں آئے تو قربانی و سر منڈا کے کپڑے پہن لئے رات میں کسی قسم کا خواب وغیرہ نہیں ہوا لیکن فجر کی نماز کو جب سو کر اٹھے تو پائجامہ میں تری پائی پائجامہ تبدیل کر کے اپنے جسم کو دھویا یہاں پر شک تھا لیکن غسل وغیرہ کچھ نہیں کیا صرف وضو کر کے نماز پڑھا دی اب تیرہ تاریخ کو مکہ معظمہ میں آگئے۔ طواف وغیرہ کر لیا اور اب تک غسل وغیرہ نہیں کیا تھا بعدہٗ دس یوم کے

[1] برحاشیہ مشکوٰۃ شریف صـ۱۷۵ مطبوعہ رشیدیہ دہلی، [2] مسلم شریف جلد اول صـ۳۶۸

مدینہ طیبہ کو روانگی ہوئی مدینہ طیبہ سے مشرف ہو کر حاجی اپنے مکان پر آگیا اب عرض یہ ہے کہ حج میں کسی قسم کی کوئی خرابی تو واقع نہیں ہوئی حاجی مذکور نہایت فکرمند ہے جواب باصواب سے مشرف فرمائیے مکرر سعی کر کے عرفات شریف گئے تھے۔

الجواب۔ اگر اس شخص کو یقین تھا کہ یہ تری منی ہے تو اتفاقاً اور اگر شک تھا تو بھی امام اعظم و امام محمد کے نزدیک اس پر غسل واجب تھا جب اس نے بے غسل کے طواف فرض کیا اس پر اس کا اعادہ لازم ہے اگر نہ جائے اور بدنہ بھیج دے اونٹ یا گائے تو اس سے بھی بری الذمہ ہو جائے گا بدنہ بھیج دینا کافی ہوگا مگر خود جا کر اعادہ افضل ہے۔ عالمگیری[1] میں ہے۔ ان رأی بللا الا انه لم یتذکر الاحتلام فان تیقن انه ودی لا یجب الغسل وان تیقن انه منی یجب الغسل وان تیقن انه مذی لا یجب الغسل وان شك انه منی او مذی قال ابو یوسف رحمه الله تعالیٰ لا یجب الغسل حتی یتیقن بالاحتلام وقال یجب هکذا ذکر شیخ الاسلام۔ اسی میں[2] ہے۔ لو رجع الی اهله وقد طاف جنبا یجب ان یعود ویعود باحرام جدید وان لم یعد وبعث بدنة اجزأه الا ان العود هو الافضل والله تعالیٰ اعلم۔

---

[1] عالمگیری جلد ۱ صفحہ مطبوعہ بیروت [2] عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۳۵ مطبوعہ بیروت

کتاب النکاح

نکاح کا بیان

مسئلہ۔ از بریلی مسئولہ رئیس الدین بریلوی

زید و عمر دو حقیقی بھائیوں کی شادی خالد کی دو لڑکیوں سے ایک ہی وقت میں عمل میں آئی شب کو غلطی سے زید نے عمر اور عمر نے زید کی بی بی سے صحبت کی اب زید و عمر اپنی بیوی کو رکھیں یا نہیں اور ان کا یہ فعل زنا ہوا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب۔ یہ زنا نہ ہوا ایسا حضور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ مبارک میں بھی واقع ہوا امام نے دونوں بھائیوں سے طلاق دلوا کر جس نے جس سے صحبت کی تھی اس سے اسی کا نکاح کرا دیا یوہیں اب بھی کریں واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح۔ عبدالرضا ریاست رضوی

مسئلہ۔ از بریلی محلہ مسئولہ شعبان ۱۳۵۱ھ

ایک شخص نے اپنی زوجہ اولیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے دوسری شادی اس طرح پر کی کہ ایک عورت اور خود آپس میں ایجاب و قبول کر لیا اور نہ وہاں کوئی گواہ نہ قاضی صرف عورت و مرد اور دوسرا کوئی نہیں بعد دو ماہ کے پھر چند شخصوں کے سامنے عورت نے یہ اقرار کیا کہ میں نے اذن دیا اور اب بھی اذن دیتی ہوں اب مرد نے کہا کہ مجھے منظور ہے میں قبول کرتا ہوں اگر اس مرتبہ میں شاہدین بھی موجود تھے صرف قاضی نکاح خواں نہ تھا ایسی صورت میں نکاح جائز ہے یا ناجائز بینوا توجروا۔

الجواب۔ مسلمہ کے نکاح میں آزاد عاقل بالغ سامع فاہم ہونا ایجاب و قبول نکاح کو سنیں اور سمجھیں ایسے دو گواہوں کا حضور شرط صحت نکاح ہے وہ نکاح نہ ہوا کہ تنہا مرد و عورت نے ایجاب و قبول کیا دوبارہ جو چند لوگوں کے سامنے کہا وہ صرف اتنا کہ اب بھی اذن دیتی ہوں مرد نے کہا قبول کرتا ہوں اولاً

تو یہ کچھ نہیں کہ کس بات کا اور کسے اذن دیتی ہوں مرد کہے قبول کرتا ہے پھر اذن دینا اپنے نکاح کا کسی کو وکیل بنانا ہے کہ فلاں بن فلاں سے اتنے مہر پر نکاح موکلہ کردے وکیل وکالۃً ایجاب کرتا ہے جو دوسرے والا شوہر قبول، تو اذن دیتی ہوں کا حاصل توکیل ہوا اور مرد کا قبول قبول وکالت نہ قبول نکاح تو سرے سے ایجاب وقبول ہی غائب اس صورت میں شاہد موجود ایجاب وقبول نہ اور پہلی صورت میں ایجاب وقبول سے شہود مقصود کہیں رکن غائب کہیں شرط۔ اور نکاح موجود بھلا یہ کیونکر ممکن جب رکن یا شرط ہی نہ ہو تو نے کا کہاں وجود، اور اگر اذن دیتی ہوں کا مطلب یہی لے لیا جائے کہ نکاح کو جائز کرتی ہوں تو یہاں پہلے نکاح موقوف کہاں جس کے جائز کرنے کا زبردستی ادعا ہو سکے بہرحال نکاح نہ ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از مسئول عبدالمجید صاحب

الاستفتاء فی حضرت اکرام العلماء العزاظہا بین فی اللیلۃ الظلماء الذین ھم مقتبسون انوار مشکوٰۃ النبوۃ بکریہ سیدالانبیاء فما قولکم دامت بدورھدایاتکم علی ذلک الھدایۃ ساطعۃ وشموس کرامتکم علی سماء الشراقۃ بازغۃ باتفاق الاراء فجمیع العظام الفقہاء اکرمھم اللہ بھذہ والالاء فی ھذہ الصورۃ وتلک المسألۃ لازلتم مفتی انام سیدالمرسلین یاجماعۃ سادۃ المسلمین یاقدوۃ المؤمنین۔

زید کی نابالغ لڑکی کا نکاح تین برس کی عمر میں زید کے والد نے بلا اجازت وشرکت زید کردیا حالانکہ زید موجود تھا مگر نکاح کے وقت گھر میں نہ تھا بعد نکاح گھر میں آیا تو خبر نکاح پر محض سکوت سے زید نے کام لیا حاصل مرام زید کو اس عقد سے کوئی موافقت نہ تھی اور نہ ہے اور اس کی اجازت اس کے ہوتے ہوئے نہیں لی گئی اب لڑکی حد بلوغ کو پہونچی اور وہ بھی بذات خود اس عقد سے بیزار ہے تو اب آیا یہ نکاح شرعاً جائز ہوا یا نہیں بصورت اول زید کی لڑکی کو خیار فسخ ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ باپ کے مرتے دادا ولی نہیں دادا نے جو نکاح نابالغہ بے اجازت پدر نابالغہ کیا وہ نابالغہ کے باپ کی اجازت پر موقوف ہوا اگر جائز کردے جائز ہو جائے گا اور رد کردے گا تو باطل مگر سوال کی یہ عبارت کہ "لڑکی حد بلوغ کو پہونچی اور وہ بھی بذات خود اس عقد سے بیزار ہے" یہ بتاتی ہے کہ باپ نے بھی اس عقد سے اظہار نفرت وبیزاری کیا اور لڑکی نے بھی اگر باپ نے اس کا اظہار کیا تھا تو وہ نکاح جب ہی باطل ہو گیا تھا اور اگر ایسا نہیں ہوا تو لڑکی کے بلوغ تک اس کی اجازت پر موقوف تھا لڑکی کے بالغ ہوتے ہی اس کی اجازت پر موقوف ہو گیا لڑکی نے اگر خبر نکاح پا کر اس کے جواز کا کوئی قول یا فعل نہ کیا

تھا بلکہ نفرت و بیزاری ظاہر کی تو اب باطل ہو گیا اس قول یا فعل کے بعد پھر اگر صریح رضامندی بھی دیدی ہو تو لغو ہے کار ہے۔

درمختار میں ہے لو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ فتح القدیر میں ہے یتوقف علی اجازۃ الولی فی حالۃ الصغر فلو بلغ قبل ان یجیزہ الولی فاجازہ بنفسہ نفذ ولا ینفذ بمجرد بلوغہ اھ مختصراً درمختار میں ہے استحسنوا التبدید عند الزفاف لان الغالب اظہار النفرۃ عند فجاۃ السماع طحطاوی میں ہے ای فیحتمل انہا نفرت من النکاح عند اعلامہا بہ فیبطل العقد لا بلفظہا الصریح عبارت سوال سے ظاہر یہ ہے کہ زید شہر یا محلہ میں موجود تھا اور اس کی بے اجازت نکاح کر دیا گیا مگر ایک احتمال یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ شہر میں موجود نہ ہو کہیں سفر پر گیا ہوا ہو اور غائب بغیبت منقطعہ ہو تو یہ نکاح جو دادا نے کیا لازم ہو گیا اگرچہ غیر کفو سے اسے غیر کفو جانتے ہوتے یا ہر بن فاسق کے ساتھ کیا ہو جب کہ اس صورت میں دادا معروف بسوء اختیار یا بحالت نشہ نہ ہو واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از بہیڑی ضلع بریلی مسئولہ حکیم محمد عبدالحق مخلصہ۔

زید اپنے مکان پر قاضی کو بلاتا ہے اور دو تین آدمیوں کو ان تین اشخاص میں سے ایک زید کا حقیقی بہنوئی ہے اور دوسرا بہنوئی کا ماموں زاد بھائی ہے اور یہ دونوں بھائی آپس میں ایک مکان میں رہتے ہیں اور ایک ہی کام کرتے ہیں اور ایک ہی جگہ کھانا کھاتے ہیں تیسرا شخص زید کے احباب میں سے ہے مگر رشتہ میں غیر ہے زید کے پڑوس میں ایک عورت مسماۃ ہندہ جو صاحب جائداد ہے اور زید کی رشتہ کی بھاوج بھی ہوتی ہے ہوتی تھی زید اور مسماۃ ہندہ کے مکانوں کا ایک ہی قطعہ ہے ایک ہی راستہ ہے صرف اپنی اپنی کوٹھریوں میں رہتا ہے اور اپنا اپنا کام کر کے علیحدہ کھانا پیتا ہے قاضی زید کا نکاح پڑھاتا ہے وکیل اور گواہوں سے معلوم کر کے آیا ہندہ نے کہا ہے کہ میرا نکاح زید کے ساتھ کر دو وکیل اور گواہ کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے ہندہ نے اقرار کیا ہے کہ میرا نکاح زید کے ساتھ کر دو قاضی یہ معلوم کر کے نکاح پڑھاتا ہے اور یہ واقعہ رات کے دس بجے کا ہے اور دوم بھی سخت سردی کا ہے مسماۃ ہندہ اپنی کوٹھری میں ہے اور یہ واقعہ زید کی کوٹھری میں ہے۔

مسماۃ ہندہ کو دوسری ایک منٹ میں پتہ چلتا ہے کہ میرا نکاح پڑھا گیا ہے اور تین چار آدمی جمع ہیں چھوارے وغیرہ تقسیم ہو رہے ہیں اور یہ تین چار آدمی وہی قاضی وکیل اور گواہ اور دو ایک پاس پڑوس کے

سلہ درمختار جلد ۲ صلہ ۸۱ مطبوعہ مصر سلہ درمختار جلد ۲ صلہ ۸۱ مطبوعہ مصر سلہ فتح القدیر جلد ۲ صلہ ۱۹۸ مطبوعہ پشاور

ہیں تو ہندہ مذکور روتی ہوئی اور شور کرتی ہوئی تھانہ جاتی ہے اور رپورٹ کرتی ہے کہ میرا نکاح جبریہ اور زبردستی پڑھایا گیا ہے میں اس نکاح سے خوش نہیں ہوں نہ میں نے اقرار کیا ہے نہ اس سے پہلے مجھ کو علم تھا کہ میرے ساتھ یہ کارروائی کی جائے گی بعد کر دینے رپورٹ کے ہندہ نے وہ مکان مسکونہ قطعاً چھوڑ دیا اور بجائے اس کے دوسرے مکان میں جو وہاں سے زیادہ عرصہ پر ہے اور زید کی رسائی نہیں ہو سکتی ہے سکونت اختیار کر لی اس واقعہ کے تین چار ماہ بعد زید نے مسماۃ ہندہ پر عدالت میں دعویٰ کیا کہ میرا نکاح ہندہ سے ہو گیا ہے اور میرے گھر میں نہیں آتی ہے عدالت نے ہندہ کو طلب کر کے زید کے بیان کے بعد بیان ہندہ کے اور خود از زید کا دعویٰ خارج کر دیا عدالت نے وکیل گواہ قاضی وغیرہ کو نہیں سنا محض ہندہ کی رپورٹ اور فریقین کے بیان پر خارج کر دیا اس واقعہ کو گذرے ہوئے دو سال ہو گئے ہندہ اسی وقت سے اب تک انکاری ہے اور نہ اس مکان میں جو ہندہ کو اپنے شوہر سے ترکہ میں ملا تھا جو زید کے پڑوس میں ہے جہاں قبل از واقعہ رہتی تھی آج تک گئی بلکہ اپنے شوہر متوفی کی ماں کے پاس جو دوسرے ایک معمر شخص کے نکاح میں ہے رہنے لگی کیا ایسی صورت میں یہ نکاح شرعاً ہو گیا یا نہیں؟ بینوا توجروا

نوٹ۔ فتویٰ پر حضرت مولانا کے دستخط ہوں تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ جن صاحب کے اطمینان کی غرض سے منگایا جا رہا ہے انھوں نے کہا ہے کہ میں حضرت والا کے دستخط ظاہر ہوں گی تو مانوں گا ورنہ نہیں۔

الجواب۔ اگر شوہر کے ایسے بیان سے جو قابل قبول شرع ہو ثابت ہو کہ عورت نے زید کے ساتھ اپنے نکاح کی اجازت دی اور یوں ان کا نکاح ہوا تو عورت کا انکار بے سود ہے نکاح نافذ و لازم ہونے کا حکم ہو گا جبکہ وہ گواہ ایسے ہوں جن کی شہادت قابل قبول شرع ہو بہنوئی کا بھائی بلکہ بہنوئی ہونا رد شہادت کی وجہ نہیں ہو سکتا اور اگر فی الواقع عورت نے اجازت نہیں دی زید نے بے بنیاد دعویٰ نکاح کیا اور گواہوں نے جھوٹی شہادت دی تو یہ سب سخت عظیم گناہ کے مرتکب حق اللہ حق العبد میں گرفتار ہوں گے اور عذاب نار کے مستحق، مگر عورت تسلیم نفس پر مجبور نہ کی جائے گی ایسی صورت میں جب کہ عورت بتاتی ہے کہ ہرگز اس نے نکاح نہ خود کیا نہ کسی کو وکیل کیا نہ فضولی کا کیا ہوا نکاح قبول کیا عورت کو چاہئے کہ یا تو مجبوراً ظالم زید سے عقد پر راضی ہو جائے اور اس سے عقد کرے یا کچھ دے کر اس سے خلاصی حاصل کر لے بے نکاح اپنے نفس پر اسے اگر قابو دے گی تو گنہگار ہو گی یا اس سے نکاح کرے یا اس سے بھاگے اور اپنی گلو خلاصی کے لئے اس کو کچھ دے کر راضی کر لے ھذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی وھو تعالیٰ اعلم

فقیر مصطفٰے رضا خاں قادری غفرلہ الجواب سوال اور زید کے بیان سے معلوم ہوا کہ گواہ فاسق و فاجر ہیں نماز کے پابند نہیں ہفتوں کی نماز غائب کرتے ہیں سود خوار ہیں داڑھی مطابق شریعت نہیں رکھتے اگر یہ بیان صحیح ہے تو ایسوں کی شہادت مقبول نہ ہوگی ان کی شہادت سے کوئی امر ثابت کو نہیں پہونچ سکتا اس صورت میں عورت تسلیم نفس پر ہرگز مجبور نہیں کی جاسکتی ہاں اگر وہ غلط انکار کرتی ہے تو گنہگار اور شدید گنہگار ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر مصطفٰے رضا خاں قادری غفرلہٗ

مسئلہ۔ زید کی بیوی ہندہ سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام زبیدہ ہے جب مسماۃ زبیدہ سن بلوغ کو پہونچی زید نے عمرو کے ساتھ نکاح کردیا کچھ دنوں کے بعد زید کی بیوی کا انتقال ہوا پھر زید نے مسماۃ کلثوم کے ساتھ نکاح کرلیا چند سال کے بعد زید کا بھی انتقال ہوگیا اب دریافت طلب اس امر کا ہے کہ عمرو کا نکاح زبیدہ کی موجودگی میں مسماۃ کلثوم کے ساتھ درست ہے یا نہیں؟ بینوا بالدلیل وتوجروا الاجر۔

الجواب۔ کلثوم زبیدہ کی سوتیلی ماں ہے عمرو کی سوتیلی ساس ہے عمرو کا کلثوم سے بموجودگی زبیدہ نکاح ہوسکتا ہے کوئی حرج نہیں قرآن عظیم میں محرمات کا بیان فرما کر ارشاد فرمایا وأحل لکم ما وراء ذلکم ان مذکورات کے سوا جو ہیں تمہارے لئے حلال ہیں مذکورات میں سوتیلی ساس نہیں، رہا یہ کہ کلثوم کی موجودگی میں کرسکتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اصل یہ ہے کہ جمع ان دو عورتوں میں ناجائز ہے جن میں سے جس کسی ایک کو مرد فرض کریں تو دوسری اس پر حرام ہو جیسے نہیں خالہ بھانجی پھوپھی بھتیجی محیط پھر عالمگیریہ میں فرمایا فالأصل ان کل امرأتین لو صور منا احداھما ذکرا لم یجز النکاح بینھما رضاع او نسب لم یجز الجمع بینھما ھکذا فی المحیط فلا یجوز الجمع بین امرأۃ وعمتھا نسبا او رضاعا وخالتھا کذلک وغیرھا ویجوز بین امرأۃ وبنت زوجھا فان المرأۃ لو فرضت ذکرا حلت لعمتھا البنت بخلاف العکس[1] بیٹی اور سوتیلی ماں میں یہ نہیں کہ جس کسی کو مرد فرض کریں دوسری اس پر حرام ہوتی کو اگر مرد فرض کرتے ہیں جب تو اس کی سوتیلی ماں بنے اس پر حرام ہوتی ہے کہ وہ اس کے باپ کی موطوءہ ہے اور اگر سوتیلی ماں کو مرد فرض کرتے ہیں تو یہ اس پر حرام نہیں ٹھہرتی اور ابھی عبارت عالمگیریہ میں یہ صورت گذری ہے کہ عورت اور اس کے شوہر کی بیٹی ان دونوں کا جمع جائز ہے کہ اگر عورت کو مرد فرض کرتے ہیں تو وہ لڑکی اس کے لئے حلال ٹھہرتی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

[1] عالمگیریہ جلد ۱ صفحہ ۲۷۶ مطبوعہ بیروت [2] پ۴ سورۂ نساء آیت ۲۴

مسئلہ۔ سیدزادی کا عقد غیر کفو میں بھی خواندہ یا ناخواندہ کے ساتھ جائز ہے یا نہ؟ اگر جائز ہے تو کیا یہ عقد اہل بیت کی ہتک اور بے حرمتی کا باعث نہیں ہے۔

الجواب۔ سیدزادی جو بالغہ ہو اس کا عقد غیر کفو سے جو خواندہ ہو یا ناخواندہ باذن صریح ولی جائز ہے جو اسے غیر کفو کو غیر کفو جانتے ہوئے اجازت دے۔ اگر سیدہ بے رضائے صریح ولی خود عقد کرلے گی یا غیر کفو کا غیر کفو ہونا ولی کو معلوم نہ تھا اس لئے اس نے اجازت دی تو ان دونوں صورتوں میں بروایت حسن مختار للفتوی بوجہ فساد زمان یہی حکم ہوگا کہ عقد اصلا ہوگا ہی نہیں یعنی[1] فی غیر الکفو بعد مہر جواز لا اصلا لفساد الزمان کما فی الدر المختار وغیرہ من الاسفار۔ پر یہں نابالغہ کا غیر کفو سے نکاح اس صورت میں جائز ہوگا کہ اس کے باپ اور دادا نہ ہو تو دادا نے اس غیر کفو کو غیر کفو جانتے ہوئے کے اس سے اس کا نکاح کر دیا مگر شرط یہ ہے کہ اب وجد معروف بسوء اختیار نہ ہوں۔ یعنی اس سے پہلے کبھی ایسا عقد نہ کر چکے ہوں اور اگر وہ معروف بسوء اختیار ہوں یا ان کے علاوہ کسی اور ولی نے ایسا عقد کیا یا اب وجد کو غیر کفو کا غیر کفو ہونا معلوم نہ تھا تو یہ عقد اصلا نہ ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہاں عرفی ہتک ضرور ہوگی مگر اس کا اعتبار عند الشرع جب ہی ہوگا اولیا اس کی بنا پر راضی نہ ہوں اور اگر وہ راضی ہوں تو شرع خواہ مخواہ اس کا اعتبار نہیں فرماتی کفاءت کا اعتبار برائے حق اولیا ہی ہے جب وہ خود دست بردار ہوتے ہیں تو شریعت لازم نہیں کرتی واللہ تعالیٰ اعلم۔ ہاں ایسا عالم جس کی قلوب میں عزت و وقعت ایسی جم گئی ہو کہ اس سے اس سیدہ کا نکاح اولیا کے لئے باعث ننگ و عار و بدنامی نہ رہا ہو یا اس کے پہلے پیشہ کو لوگ بالکل بھول چکے ہوں تو وہ بوجہ اپنے علمی وقار اور کمال وقعت کے سیدہ کا کفو ٹھہرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از بنارس ہٹیہ مدن پورہ مرسلہ جناب عبد الجبار صاحب حامدی۔

زید نے والدین ہندہ سے یہ شرط و معاہدہ کیا کہ اگر ہندہ نابالغہ کا نکاح میرے ساتھ کر دیجئے تو میں اپنی منکوحہ زوجہ اولیٰ جو کہ کئی سال سے اپنے میکہ بیٹھی ہے اس کو طلاق دے دوں گا اس پر والدین ہندہ نے بمقابلہ چند اشخاص زید کی شرط و معاہدہ کو قبول و منظور کر کے ہندہ نابالغہ کا نکاح زید کے ساتھ کر دیا بعد نکاح مشروط کر دینے کے زید سے مطالبہ کیا کہ شرط و معاہدہ پورا کرو جس پر زید نے یہ حیلہ نکالا کہ جب تک ہندہ نابالغہ بلوغیت کو نہ پہونچے گی تب تک شرط و معاہدہ پورا نہ کروں گا اسی گفت و شنید میں عرصہ دو ڈھائی

[1] در مختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۳۳۶ مطبوعہ کوئٹہ

سال کا گذر گیا حتی کہ ہندہ قریب زمانہ بلوغیت کو پہونچی تب زید نے عزیزان ہندہ سے کہا کہ ہندہ کو رخصت کرادو میرے یہاں تاکہ میں ہفتہ عشرہ میں اپنی شروط و معاہدہ کو پورا کردوں اس پر عزیزان ہندہ نے کہا کہ آپ اسٹامپ ایک تحریر کردو کہ بعد رخصت ہفتہ عشرہ میں شروط و معاہدہ پورا کردوں گا اگر شروط و معاہدہ پورا نہ کروں تو ہندہ کا طلاق بائن متصور ہوگا اس جواب پر زید خاموش بیٹھ رہا بعدہٗ جب ہندہ کا زمانہ بلوغیت کامل آگیا تب ہندہ بالغہ نے نکاح مشروط کو فسخ و منسوخ کردیا بمقابلہ چند گواہان کے جو کہ اسی دن زید بدعہد کو خبر بھی دیا اور اس کے موئیدین والدین ہندہ بھی ہوئے اب تحقیق طلب امر یہ ہے کہ نکاح مشروط بغیر شروط و معاہدہ پورا کئے کالعدم تھا یا باطل اور ہندہ کا فسخ و باطل کرنا صحیح ہے یا غلط اور زید بدعہد مجرم شرعی کا مرتکب ہے کہ نہیں ایسے شخص کی شہادت امامت جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب۔ باپ کا کیا ہوا نکاح لازم ہے اس کے فسخ کا لڑکی کو بالغہ ہو کر اختیار نہیں ملا تھا جس کے سبب وہ اسی کو فسخ کرسکتی وہ لاکھ فسخ کرے فسخ نہ ہوا زید نے وعدہ خلافی کی وعدہ خلافی بداخلاقی ہے اور بری چیز ہے اور اگر وعدہ کرتے وقت بھی دل میں یہ خیال ہو کہ ایسا کریں گے نہیں تو یہ دھوکہ دہی اور فریب ہے اور جھوٹ ہے اس صورت میں گناہ بھی ہے ہاں اگر وعدہ کسی بات پر معلق ہو تو اس صورت میں وفا واجب ہوتی ہے اور وعدہ خلافی گناہ صورت مستفسرہ میں شخص مذکور نے اپنی عورت منکوحہ اولیٰ کے وعدۂ طلاق کو اس شرط پر معلق کیا کہ اس نابالغہ سے اس کا عقد کردیا جائے اگر ایسا ہوگا تو وہ پہلی منکوحہ کو طلاق دے دے گا اس صورت میں اس وعدہ معلقہ کی وفا البتہ اس کے ذمہ لازم ہوئی جب شرط پوری ہوگئی۔ مگر اب وہ دوبلا میں مبتلا ہے ایک بے قصور و خطا پہلی منکوحہ کو طلاق دینا اور ایک اس وعدہ معلقہ کا وفا نہ کرنا اسے چاہئے کہ ان دونوں کو اختیار کرلے مرتکب ابتلی ببلیتین فلیختر اھونھما پر عمل کرے اگر وہ عدل پر قادر ہو تو پہلی کو طلاق نہ دے اور اگر قدرت بر عدل نہ رکھتا ہو یا اسے اپنی طبیعت سے عدل نہ کرسکنے کا غالب گمان ہو تو اسے چھوڑ دے ھذا ما عندی والعلم بالحقیقۃ عند ربی وھو تعالیٰ اعلم والصواب والیہ المرجع والمآب فی کل باب۔

مسئلہ۔ مرسلہ مولوی نجم الحق متعلم دار العلوم منظر اسلام بریلی۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین ان مسائل میں۔

(۱) غیر مقلد سے شادی جائز ہے یا نہیں؟

لہ الاشباہ والنظائر مع غمز عیون البصائر مطبوعہ بیروت

(۲) اگر کچھ لوگوں نے بوجہ اپنی لاعلمی اور عدم توجہ اس کے عقائد باطلہ کے ایک لڑکی کی شادی کردی اب وہ لڑکی غیر مقلدہ ہوگئی تو ایسی صورت میں ان لوگوں پر کوئی جرم شرعی عائد ہوتا ہے یا نہیں؟

(۳) اور غیر مقلدہ سے سلام کلام میل جول نشست و برخاست جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ غیر مقلد اگر صرف غیر مقلد ہی ہو تو گمراہ ہے گمراہ سے شادی کرنا جائز نہیں مگر اگر نکاح کیا تو ہو جائے گا یہاں کے غیر مقلدین صرف غیر مقلد ہی نہیں بلکہ وہابی بدوین ہیں جن پر طرح طرح کے الزامات کفر قائم ہیں ان سے نکاح ہوتا ہی نہیں سکتا باطل محض ہے یہ ہمارے ہی نزدیک نہیں خود غیر مقلد کے نزدیک بھی کہ وہ مقلد کو مشرک اور تقلید کو شرک جانتا ہے اور مشرک سے وہ نکاح کو حرام و باطل جانتا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ وھو تعالیٰ اعلم۔

(۲) اگر لاعلمی میں شادی کی تھی تو اس شادی کرنے کا الزام نہ ہوگا ہاں اگر بعد علم وہ باطل نکاح کو نکاح جانیں گے اور ان دونوں کو زن و شوہر مانیں گے تو ضرور ملزم ہوں گے بعد علم ان پر فرض ہوگا کہ وہ ان دونوں کو اجنبی اور اجنبیہ جانیں ان دونوں میں جدائی کی پوری پوری کوشش کریں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

(۳) ان سے سلام کلام میل جول ربط وضبط حرام ہے قرآن عظیم میں فرمایا ہے وامّا ینسینک الشیطان فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین ۵ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از نور العلوم موضع کمان ضلع مظفر پور مرسلہ مولوی شرف الدین صاحب مدرس مدرسہ معرفت مولوی نجم الہدیٰ مہتمم دار العلوم منظر اسلام۔

ہندہ کا جب سے عقد زید سے ہوا زید کے یہاں نہیں گئی عقد قبل بلوغ ہوا بعد عقد زید کو عارضہ جذام لاحق ہوا ہندہ اب بالغہ ہوگئی ہے اپنے نفس پر ڈرتی ہے بوجہ جذام کے زید کے یہاں جانا نہیں چاہتی ہے اس سے فرقت اختیار کر کے دوسرے سے عقد کرنا چاہتی ہے کیا مجتہد علیہ الرحمہ کے قول پر فرقت قہریہ کر کے دوسری جگہ عقد کر سکتی ہے؟

(۲) ضرورت داعیہ کے وقت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر کسی مسئلہ میں فتویٰ دیا جاتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ ہندہ نابالغہ کا نکاح ولی نے کیا ہے یا غیر ولی نے اگر ولی نے کیا ہے تو وہ اقرب ہوگا یا بعد بصورت اقرب وہ ولی باپ یا دادا ہوگا یا اس کا غیر اگر غیر ولی نے نکاح کیا یوں ہی اگر ولی ابعد نے بحال قیام ولی اقرب تو وہ نکاح تا بلوغ ہندہ ولی اقرب کی اجازت پر موقوف تھا اگر اس نے تا بلوغ ہندہ جائز یا رد نہ

لے پ ۷، ع ۱۴

کیا تھا تو بعد بلوغ ہندہ کی اجازت پر موقوف ہو گیا جائز کر دے گی جائز ہو جائے گا رد کر دے گی رد ہو جائے گا اس صورت میں ہندہ کو تفریق کرانے کی کیا حاجت ہے اپنے آپ رد کر دے فرقت ہو جائے گی اور اگر جائز کر دیا تھا تو دیکھا جائے گا کہ وہ باپ یا دادا ہے یا ان کا غیر اگر باپ یا دادا ہے تو وہ نکاح لازم ہو چکا بعد بلوغ عورت کو کوئی اختیار رد نہیں اور اگر وہ باپ یا دادا کا غیر تھا تو وقت بلوغ ہندہ کو خیار ہوا کہ جس مجلس میں وہ بالغ ہوئی یا بعد بلوغ جس مجلس میں اس کو اس نکاح کا علم ہوا اسی مجلس میں اپنے نفس کو اختیار کرے اور نکاح کو رد کر دے اگر ہندہ نے بالغ ہوتے ہی اپنے نفس کو اختیار کر لیا وہ دعوٰی تفریق کر سکتی ہے اگرچہ شوہر میں کوئی عیب نہ ہو۔

اسی تقریر سے ان صورتوں کا حکم بھی ظاہر ہو گیا جب کہ باپ دادا نے نکاح کیا ہو۔ یوں ہی اس صورت کا بھی جب کہ باپ دادا کے سوا کسی اور ولی نے نکاح کیا ہو یوں ہی بکمال قیام اقرب تزویج ابعد کا بھی جس صورت میں یہ نکاح لازم ہو چکا ہو ہندہ کو ہمارے امام سند الائمہ حضرت امام اعظم اور سیدنا امام ابو یوسف کے مذہب مہذب پر ہرگز جذام کی بنا پر عورت کو حق فرقت حاصل نہیں یہی مذہب صحیح اور اسی پر معتمد علماء کا اتفاق واطباق ہے یہی مذہب مؤید اور معتمد ہے تنویر الابصار میں ہے لا یثبت لاحد الزوجین بعیب الآخر ولو فاحشا امام قاضی خاں اپنے فتاوٰی میں فرماتے ہیں حق الفسخ بسبب العیب عندنا لا یثبت فی النکاح ولا ترد المرأۃ بعیب ما وان وجدت الزوجۃ زوجہا مجنونا او بہ جذام او برص لیس لہا حق الفرقۃ۔ بے ضرورت ملجئہ مقبول عند الشرع اس مذہب امام سے عدول ناجائز و ناروا اگر واقعی ضرورت ہو ضرورت کا ادعاء نفس کا اتباع اور مکر و خداع نہ ہو تو امام محمد کے مذہب پر عمل کی اجازت ہو سکتی ہے اپنے آپ فرقت نہیں حاصل کر سکتی ہے حاکم شرع کے حضور دعوٰی کرے حاکم شرع تفریق فرمائے گا واللہ تعالٰی اعلم۔

سوال ۲ کا جواب سوال ۱ کے جواب میں آچکا واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ مرسلہ شیخ عبد القیوم کٹڑہ پختہ اوچا چاہ آنولہ۔ ربیع الآخر ۱۳۵۲ھ

(۱) متوفیہ نے وفات سے پانچ سال پیشتر اپنی ماں اور زید کے ماموں کے روبرو مہر معاف کیا اب بعد وفات متوفیہ کی ماں کو انکار ہے اور زید کے ماموں کو اقرار ہے ایسی صورت میں عند الشرع کیا حکم ہے؟

(۲) جو زیور متوفیہ کی ماں نے اس کو بوقت شادی (رخصت) دیا اور شوہر نے چڑھایا وہ کس کی ملکیت قرار دیا جائے گا اگرچہ زکاۃ ہمیشہ سالانہ زید نے کل زیور کی ادا کی۔

(۳) بعد ادائیگی قرض زید نے کچھ جدید زیور بنوا کر اپنی زوجہ کو پہنایا لیکن کوئی شرط نہیں کی اور نہ یہ کہا کہ

۱؎ درمختار مع شامی جلد دوم ص۱۲۱ مطبوعہ مجتبائی دہلی و فتاوٰی قاضی خاں مع عالمگیری جلد اول ص۲۴۳ مطبوعہ بیروت

تم اس کی مالک ہو ایسی صورت میں وہ کس کی ملکیت ہے؟

(۴) گرہستی کی اشیاء جو زید کی خرید کردہ ہے محض گھر کی زیبائش یا ضرورت کے لئے متوفیہ نے استعمال کی وہ کس کی ملکیت ہے؟ بینوا توجروا

الجواب۔ اگر فی الواقعی مرحومہ ماں کے سامنے مہر معاف کر چکی تو اب ماں کو مہر کا دعویٰ کرنا جائز ہے ظلم ہے اللہ سے ڈرے اور ظلم نہ کرے واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جو زیور وغیرہ اشیاء ماں نے جہیز میں دی ہے یا بعد شادی عورت کو دی ہے وہ سب مرحومہ کی ملک ہے اور ترکہ ہے اس کے ورثہ پر بقدر حصہ شرعی تقسیم ہوگا اور جو زید نے چڑھاوا دیا بعد شادی اس میں عرف مختلف ہے کہیں چڑھاوا بنا کر عورت کو بطور تملیک دیا جاتا ہے اور کہیں محض برائے نمائش اس وقت دکھاوے کے لئے ادھر اُدھر مانگ کر پہنانے کے لئے دیا جاتا ہے یوں ہی شادی کے بعد بھی رواج مختلف ہے کہیں شوہر زیور وغیرہ برتنے کی چیزیں بطور تملیک دیتے ہیں اور کہیں برتنے اور استعمال کرنے جیسی نیت ہوگی ویسا حکم ہوگا اگر زید نے فی الواقع بطور تملیک وہ اشیاء دیں اب جھوٹا ادعا کرے کہ میں نے فقط برتنے کو دیں تو گنہگار ہوگا ظالم جفاکار ہوگا حق اللہ اور حق العبد میں گرفتار ہوگا والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(۳) (۴) ان دونوں نمبروں کا جواب نمبر ۲ میں آگیا۔

مسئلہ۔ از لکھنؤ وزیر گنج مرسلہ الانور خاں محمد یوسف صاحبان آرائشی میوہ ۲۰ شعبان المعظم ۵۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

ایک شخص نے اپنی سگی بہن کی لڑکی سے عقد کر لیا ہے اس شخص کی بہن اور بھانجے ان دونوں کو اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں اس شخص کی بہن اور بھانجے سے لوگ کہتے ہیں کہ تم اس شخص کو اور اس لڑکی کو اپنے پاس کیوں رکھے ہوئے ہو تو وہ فخریہ جواب دیتے ہیں کہ اب تو نکاح ہو چکا ہے ایسی حالت میں مندرجہ ذیل سوالات کا حکم قرآن و حدیث سے مطلوب ہے۔

(۱) کیا مذہب اسلام میں سگی بہن کی لڑکی سے نکاح جائز ہے؟

(۲) ایسے نکاح سے جو اولاد ہو کیسی ہے؟

(۳) کیا ایسے نکاح کی اولاد سے دیگر مسلمانوں کو مناکحت جائز ہے؟

(۴) جو مسلمان اپنی سگی بہن کی لڑکی سے نکاح کرے کیسا ہے؟

(۵) جو مسلمان عورت اپنی لڑکی سے اپنے سگے بھائی کا نکاح کرے کیسی ہے؟
(۶) جو مسلمان مرد اپنی سگی بہن سے اپنی ماں کے سگے بھائی کا نکاح کرے کیسا ہے؟
(۷) کیا ان لوگوں سے جو ایسے فعل کے مرتکب ہوں مسلمانوں کو موالات جائز ہے یا ترک موالات واجب ہے؟
(۸) کیا یہ لوگ اس حرکت پر مسلمان رہے؟
(۹) کیا ان کی عورتیں ان کے نکاح میں باقی رہیں؟
(۱۰) اگر یہ لوگ بلا توبہ کے مرجائیں تو ان کی نماز جنازہ مسلمان پڑھ سکتے ہیں اور ایسی میت مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کی جاسکتی ہے؟
(۱۱) ایسے فعل شنیع کے تدارک کی شرعاً کیا صورت ہے؟
(۱۲) ایسے فعل شنیع کے مرتکب کی شرعاً کیا سزا ہے؟
(۱۳) اگر حد شرعی جاری کرنے والا مسلمان حاکم موجود نہ ہو تو کیا کیا جائے؟
(۱۴) جو مسلمان کہ ایسے حرام کام میں ان مرتکبین کی اعانت کریں کیسے ہیں کیا وہ مسلمان رہے؟
(۱۵) جو مسلمان کہ ایسے حرام کام کو نہ روکیں کیسے ہیں۔ کیا حکومت انگریزی کی طرف سے جو حاکم یا مجسٹریٹ مقرر ہو اس سے محرمات کے تدارک کے لئے اعانت حاصل کی جاسکتی ہے؟
(۱۶) اہل محلہ کو ایسے ناجائز کام کرنے والوں کی برادری والوں اور عزیزوں کو کیا کرنا چاہئے؟
(۱۷) اگر ایسے لوگوں پر شرعی حد نہ جاری ہو سکے تو خدا کا حکم نہ پورا کرنے کا گناہ کس پر ہوا؟
(۱۸) ایسے حرام کے روکنے کے واسطے حکومت انگریزی کی مجلس مقننہ سے کوئی قانون شرعی پاس کرکر اس پر عمل کیا جاسکتا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ بھانجی سے نکاح حرام قطعی ہے نص قرآنی سے حرام ہے نہ فقط ہمارے مذہب حنفیہ پر بلکہ شافعی مالکی حنبلی ہر مذہب پر ساری امت مرحومہ کے اجماع سے حرام ہے اگر حلال نہ جانتے ہوئے کرے تو شدید گناہ سخت شدید کبیرہ زنا کے محض ہے یہ نکاح نکاح نہیں سفاح ہے بالکل ایسا ہی ہے جیسے اپنی بیٹی سے نکاح۔ مولیٰ عزوجل قرآن عظیم میں ارشاد فرماتا ہے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ[1] تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی میں ہے النوع السادس والسابع بنات الاخ وبنات الاخت[2]

[1] پ۵ سورۃ نساء آیت ۲۳ [2] تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۲۱۱ مطبوعہ بیروت

والقول فی بنات الاخ وبنات الاخت کالقول فی بنات الصلب (ای کل شیئ یرجع نسبها الیها بالولادۃ بدرجۃ او بدرجات بانات او بدکور فقط بنات) فهذه الاقسام السبعة محرمة فی نص الکتاب بالانتساب والامهات والبنات ملتقطا۔ اختیار شرح مختار میں اور خزانۃ المفتین میں فرمایا بنات الاخ وبنات الاخوات وان سفلن فهؤلاء محرمات بنص الکتاب نکاحا ووطأ ودواعیه علی التابید۔

ان بدکار ماموں بھانجی باپ بیٹی پر فرض ہے کہ فوراً فوراً اسی آن ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں مسلمانوں پر فرض ہے کہ ہر ممکن جائز سعی ان کی جدائی کی کریں وہ بدکار باپ بیٹی اور ان کے حامی اگر نہ مانیں توبہ نہ کریں تو ان سب کو برادری سے خارج کر دیں جب تک یہ لوگ توبہ نہ کریں سلام کلام رہا ضابطہ نشست و برخاست قطعی پر موقوف کر دیں ان کا حقہ پانی بند کر دیں یہاں کسی اور سزا کا سوال فضول ہے اس اخبث ترین فعل کے خلاف ہر مسلمان پورا پورا اظہار نفرت، اعلان بیزاری کرے اس ناہنجار باپ اور اس ناشدنی بیٹی کے اس اخبث نجس تعلق سے جو اولاد ہوگی وہ ولد الزنا ہوگی وہ کسی ولد حلال کی کفو نہ ہوگی مگر جو مسلمان ایسی مسلمہ لڑکی سے نکاح کرے گا وہ ہو جاوے گا اور ایسے لڑکے سے ایسی بالغہ مسلمہ کا نکاح بھی نافذ ہو جاوے گا جو ولی نہ رکھتی ہو یا جس کے اولیاء اسے ولد الزنا جانتے ہوئے پیش از نکاح اس عورت کے اس سے نکاح پر صراحۃً رضامندی دے دیں، جو لوگ اس ماموں بھانجی کے اس خبیث نجس ناپاک تعلق میں جس کا نام نکاح رکھا ہے شریک ہوتے یہ جانتے ہوئے کہ یہ باپ بیٹی ماموں بھانجی کا نکاح ہو رہا ہے وہ سب باپ بیٹی کے زنا کے دلال ہیں سب مستحق نار مستوجب غضب جبار مبتلائے قہر قہار سخت عظیم وبال میں گرفتار شدید گنہگار اشد زیاں کار ہیں والعیاذ باللہ العزیز الغفار۔

ان سب پر توبہ فرض ہے توبہ نہ کریں تو ان سب سے انھیں ناپاک ظالم ستم شعاروں جفاکاروں کی طرح مقاطعہ کیا جاوے جنھوں نے اپنی جانوں پر عظیم ظلم ڈھایا ستم تو اس ہے قال تعالیٰ وامایننسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین[1] وقال تعالیٰ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ اور اگر معاذ اللہ اس حرام قطعی کو ان بدنصیبوں نے حلال جان کر کیا ہو اور ان کے ساتھیوں حامیوں ساعیوں نے اسے جائز سمجھا ہو تو وہ سب از سر نو کلمہ اسلام پڑھیں بعد توبہ و تجدید ایمان اپنی اپنی عورتوں سے نکاح جدید بھی جدید کریں مسلمانوں پر لازم ہے کہ ضرور ضرور اس نجس ناپاک خبیث فعل کے خلاف متفقہ آواز اٹھائیں پوری سعی انتھک کوشش سے اس ناپاکی اس غلاظت کو دور کریں ضرور ضرور ایسا قانون بنایا جائے جس سے یہ

[1] پ ۷، ع ۱۴

جرم قانوناً بھی جرم عظیم قرار پائے اور کافی سزا اس پر مقرر کرائی جائے خلاصہ وہندیہ وغیرہا کتب معتمدہ فقہیہ میں ہے مثلہ من اعتقد الحرام حلالا او علی القلب یکفر۔ اعلام الاعلام میں ہے ومن ذالک ما تری من المفکرین ان یستحل محرما بالاجماع شرح فقہ اکبر میں ہے استحلال المعصیۃ صغیرۃ کانت او کبیرۃ کفر اذا ثبت کونہا معصیۃ بدلالۃ قطعیۃ وکذا الاستہانۃ بہا کفر بان یعد ہینۃ سہلۃ ویرتکبہا من غیر مبالاۃ بہا وجرہا الجری المباحات فی امر تکابہا۔

حرام لعینہ قطعی الثبوت اور ظنی الثبوت اور حرام لغیرہ میں اگرچہ بعض علماء فرق کرتے ہیں یکفرون فی الاول لا فی الاخرین شرح فقہ اکبر میں ہے اذا اعتقد الحرام حلالا فان کان حرمتہ لعینہ وقد ثبت بدلیل قطعی یکفر والا فلا بان تکون حرمتہ لغیرہ او ثبت بدلیل ظنی وبعضہم لم یفرق بین الحرام لعینہ ولغیرہ فقال من استحل خمرا او قد علم فی دین النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تحریمہ کلحم ذوی المحارم او شرب الخمر او اکل میتۃ او دما او لحم خنزیر من غیر ضرورۃ فکافر ومن استحل شرب النبیذ الی السکر لکفر اما لو قال الحرام ہذا حلال لترویج السنعۃ او بحکم الجہل لا یکفر۔ توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح کا حکم ضرور ہے بحر الانہر وغیرہ کتب معتمدہ میں ہے ما کان فی کونہ کفرا اختلاف یؤمر قائلہ بتجدید النکاح وبالتوبۃ والرجوع عن ذالک احتیاطا۔ جو اس حرام قطعی سے توبہ نہ کرے حلال جانتا ہوا مر جائے اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا جائے اس کے جنازہ میں شرکت نہ کی جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ:۔ از پنجاب ضلع گجرات مقام سرائے عالمگیر مرسلہ منشی شان علی سکریٹری انجمن اسلامیہ ۵۵ھ

مسماۃ ایک مرزائی سے بیاہی ہوئی تھی چند سال کے بعد مرزائی مذکور نے اس کو طلاق دے کر اپنی زوجیت سے علیحدہ کر دیا اور وہ اپنے میکے اپنے حقیقی بھائی کے پاس رہنے لگی اور اس کا بھائی بھی قادیانی تھا کچھ ماہ کے بعد معلوم ہوا کہ مسماۃ مذکور کو حمل ہے اور مطلقہ ہے اگر بچہ پیدا ہو تو بڑی ندامت ہوگی اس لئے اس کے حقیقی بھائی نے ہر چند کوشش کی کہ کوئی مرزائی اس سے دوران حمل میں نکاح کر لے مگر کسی نے نہیں کیا آخر اسے ایک حنفی المذہب اہلا اور وہ بھی ابھی نو وارد تھا وہ مسماۃ مذکورہ کے ساتھ شادی کرنے کو تیار ہو گیا مسماۃ مذکور کے بھائی نے قادیانیوں سے کہا کہ نکاح پڑھو مگر انھوں نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ یہ نکاح ہم نہیں پڑھائیں گے کیونکہ مسماۃ مذکور کو ایام عدت کے اندر ہی حمل ٹھہر گیا ہے جب مرزائیوں نے

لہ فقہ اکبر مع شرحہ ص۲۰۰ مطبوعہ مصر ۔ فقہ اکبر ص۱۵۳ مطبوعہ مصر ۔ ۲ عالمگیری مع خانیہ جلد ۱ ص۲۷۰ مطبوعہ بیروت

نکاح پڑھانے سے انکار کر دیا تو اس نے دو حنفی علماء سے بات کی تھی اور ہر دو علماء نے چند روپیہ لے کر نکاح پڑھا دیا جب نکاح پڑھا گیا اس وقت حمل آٹھ ماہ کا تھا اور طلاق لئے ہوئے قریباً نو ماہ ہوئے تھے واقعات مذکورہ سے گاؤں میں سخت سنسنی پھیلی ہوئی ہے کہ نکاح ٹھیک نہیں آپ بر حیثیت مفتی اعظم فتویٰ از روئے قرآن مجید و حدیث شریف صادر فرماویں کہ نکاح صحیح ہے یا غلط ہے اگر غلط ہے تو شرع اسلام کے مطابق نکاح خواں اور حاضرین کو کیا سزا ملنی چاہئے اور اس کی حد کیا ہے؟

الجواب۔ مرزائی مرتد ہے خواہ مرزا (علیہ ما علیہ) کو نبی مانتا ہو یا مجدد مرزا جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور انبیاء کی توہینیں کیں خصوصاً حضرت سیدنا مسیح روح کلمۃ اللہ رسول اللہ علیٰ نبینا وعلیہ وعلیٰ سائر رسول اللہ صلوٰت اللہ وتسلیمات اللہ کی اور ان کی والدہ ماجدہ علیہا طاہرہ حضرت مریم بتول کی اور قرآن کے صریح خلاف یہودیوں کے موافق کہا کہ حضرت مسیح یوسف نجار کے بیٹے تھے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ مرزا اپنے ان ناپاک عقائد بے ہودہ وہم و خیال مردودہ افعال واقوال کی بنا پر ایسا کافر و مرتد ٹھہرا کہ جو اس کے اس خبث واشنع احوال پر مطلع ہو کر اس کے کفر و عذاب میں شک اور ذرا تامل کرے وہ بھی اسی کی طرح کافر و مرتد ہے من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر[1] مرتد کا عالم میں کسی سے نکاح نہیں ہو سکتا عالمگیری میں ہے لا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ وکذلک لا یجوز نکاح المرتدۃ مع احد کذا فی المبسوط۔

مرزائی کا اس مسماۃ سے نکاح باطل محض اور وہ مسماۃ اگر مرزائیہ نہیں ہے جیسا کہ سوال سے بھی ظاہر ہے تو خود مرزائی مذہب پر بھی مرزائی کا نکاح غیر مرزائی سے باطل محض ہے مرزائی مذہب کی کتابوں سے یہ امر روز روشن کی طرح روشن ہے اگر وہ عورت مسلمان ہے تو جس مسلمان سے اس کا نکاح کر دیا گیا بلا شبہ ہو گیا کہ وہ حمل بہر حال حمل زنا ہے خواہ اس مرزائی کا ہو خواہ غیر کا اور زنا کے پانی کی کوئی حرمت نہیں اور جب اس سے نکاح و طلاق ہی نہیں تو عدت کیسی ہاں جس سے نکاح ہوا ہے اسے تا وضع حمل قربت نہ چاہئے حدیث میں ارشاد ہوا لا یسقی ماءہ زرع غیرہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از بنارس مرسلہ مولوی عبد الرشید صاحب معرفت حاجی ہلال الدین اثیر الدین صاحبان ۲۳ جمادی الاخری ۱۳۵۱ھ

(۱) اہل سنت وجماعت مرد یا عورت کا نکاح قادیانی و تبرائی و رافضی وغیر مقلد کے ساتھ صحیح ہوتا ہے

---

[1] عالمگیری ۲ جلد ۱ صفحہ ۲۸۲ مطبوعہ بیروت ۱۲ منہ [2] در مختار مع شامی جلد ۳ صفحہ ۳۱۷

ہے یا نہیں اگر اس کے نکاح منعقد ہو چکے ہوں تو ان کے لئے حکم شرع کیا ہے بحوالہ کتب فقہ معتبرہ مدلل بیان ہو۔

۲ اور یہ کہ اس مسئلہ میں حضرت امام اہلسنت مجدد مائۃ حاضرہ رحمہ اللہ کا مسلک و قول کیا ہے؟

۳ اور یہ کہ اس مسئلہ میں حضرت امام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کوئی جامع تالیف بھی ہے اس کا کیا نام ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ کسی مسلمہ کا نکاح کسی کافر کے ساتھ درست نہیں۔ اور مرتد کا نکاح تو عالم میں کسی سے بھی نہیں ہو سکتا۔ مسلمہ تو مسلمہ کسی کافرہ و مرتدہ سے بھی اگرچہ خود اس کی ہم مذہب ہو۔ یوہیں مسلم کا سوائے کتابیہ کسی کافرہ سے اور مرتدہ سے عالم میں کسی کا نکاح درست نہیں۔ قال تعالیٰ لاھن حل لھم ولا ھم یحلون لھن یعنی مسلمان بی بیاں کافروں کے لئے حلال نہیں نہ کافر مسلمان عورتوں کے لئے۔ مبسوط سرخسی اور پھر عالمگیری[1] میں ہے لایجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ وکذلک لایجوز نکاح المرتد مع احد قادیانی اور رافضی وہابیہ مقلد ہوں یا غیر مقلد مرتدین ہیں۔ یہ سب مرتکب توہین انبیاء مرسلین و تنقیص شان رب العلمین جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں جو ان کی کتابوں سے ظاہر پھر خود ان کے مذہب پر بھی ان کا نکاح مسلمہ سے باطل محض ہے کہ قادیانی قادیانی کے سوا اور سب کو کافر جانتا ہے جو قادیانی کو نہ جانے قادیانی مذہب پر وہ کافر۔ اور قادیانی کے نزدیک بھی مسلم کا نکاح کافر سے باطل رافضی بھی سنیوں کو کافر کہتا ہے۔ آج ہی نہیں وہ تو سوائے چند اصحاب کے اور جمیع صحابہ کی تکفیر کرتا ہے جب سے آج تک سوا چند صحابہ اور اپنے ہم مذہب روافض کے کسی کو مومن نہیں جانتا۔ اپنے ہی فرقہ کو مومنین کہتا ہے۔ جب سنی مرد و عورت کو وہ کافر جانتا ہے تو اس کے مذہب پر بھی رافضی کا سنی سے نکاح باطل محض ہے۔

یوہیں وہابی مذہب پر بھی کہ وہابی مقلد ہوں یا غیر مقلد سوا اپنے اور سب کو کافر و مشرک جانتا ہے۔ اور کافر و مشرک سے نکاح کو باطل۔ آخر یہ سب تو اس آیت کو تو آیت ہی مانتے ہیں۔ لاھن حل لھم و لا ھم یحلون لھن۔ جب اس پر اپنا ایمان بتاتے ہیں تو جسے کافر اعتقاد کرتے ہیں اس کے ساتھ نکاح کیسے باطل نہیں جانیں گے۔ غرض سنی دیوبندی کا نکاح قادیانی اور قادیانیہ رافضی و رافضیہ وہابی و وہابیہ سے کنارہ صرف ہم مسلمانوں ہی کے نزدیک حرام حرام حرام شدید حرام سخت اشد اشنع کام ہے بلکہ فریقین کے نزدیک یہی حکم ہے اور اگر کوئی کر دے تو اصلاً منعقد نہ ہوگا باطل محض خالص زنا و سفاح فقط نام کا نکاح ہوگا واللہ

[1] عالمگیریہ جلد ۱ ص ۲۸۲ مطبوعہ بیروت [2] سورۂ ممتحنہ آیت ۱۰

تعالیٰ اعلم۔

(۲) اعلیٰ حضرت سیدنا الوالد الماجد امام اہل سنت مجدد المائۃ الحاضرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ہر سنی کا یہی مسلک ہے کہ ایسے نکاح باطل ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) ازالۃ العار والسوم العقاب وحسام الحرمین والنہی الاکید عن الصلاۃ وراء عدی التقلید در الرفضہ تصنیفات اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ ملاحظہ کریں۔

مسئلہ۔ از موضع شمس آباد ڈاک خانہ میگرہ ضلع گیا مرسلہ عیس محمد خاں صاحب قادری رزاقی ۸ رجب ۵۶ھ

ایک صغیرہ نابالغہ کا نکاح اس کے چچیرے چچا نے ایک نابالغ سنی سے اس کے باپ کی ولایت میں لڑکی کے عزاد بھائیوں کی موجودگی میں پڑھوا دیا۔ قاضی نے لڑکی کے عزاد بھائیوں سے کہہ دیا کہ آپ لوگ ولی ہونے کے مستحق بمقابلہ چچیرے چچا کے نہیں ہیں۔ ان لوگوں نے خیال کیا شاید یہی صحیح ہو۔ اس عقد نکاح کو ان بھائیوں نے اسی وجہ کر نہیں پڑھایا۔ وہ لوگ وقت نکاح موجود تھے اور رضامند تھے بعد گذرنے کچھ مدت کے لڑکی کے اعزا و اقارب کو یہ رشتہ ناپسند ہوا اور چاہا کہ یہ عقد نکاح کسی طرح فسخ کرا دیا جائے لڑکی کو بالغہ ہوئے بھی عرصہ گذرا۔ اور لڑکا ابھی تک نابالغ ہے۔ لڑکی نے بوقت بلوغت نکاح فسخ نہیں کیا اور یہ نکاح بھی اسے ناپسند ہے اب استفسار ہے کہ کیا کوئی صورت شرعاً نکاح کے فسخ کی ہو سکتی ہے جواب کو مہروں سے مزین فرمائیں۔ بینوا توجروا

الجواب۔ صورت مستفسرہ میں ولی اقرب عزاد بھائی ہی ہیں جب کہ وہ اہل ہوں چچیرے چچا پر کئی وجہ مقدم۔ قاضی نے غلط کیا۔ عالمگیریہ[1] میں فرمایا۔ ثم ابن العم لاب وام ثم ابن العم لاب وان سفلوا ثم عم لاب وام ثم عم لاب ثم بنوھما علیٰ ھذا الترتیب۔ مگر جب کہ وہ اس نکاح سے راضی تھے تو نکاح ہو گیا۔ بشرطیکہ کفو سے ہوا ہو اور مہر میں غبن فاحش نہ ہوا ہو عزادوں کی رضا و اجازت نہ ہوتی تو بھی یہ نکاح ان کی اجازت پر موقوف ہوتا وہ اپنے قول یا فعل سے جائز کر دیتے جائز ہو جاتا کر دیتے باطل ہو جاتا ہندیہ[2] میں ہے ان زوج الابعد الاولیاء فان کان الاقرب حاضرا وھو من اھل الولایۃ توقف علی اجازتہ الخ مختصراً۔ لڑکی کو خیار بلوغ تھا جس وقت وہ بالغہ ہوئی تھی مگر جب اس نے بعد بلوغ فوراً اس نکاح کو رد نہ کیا تو لازم ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از شہر محلہ نئی بستی پرانا شہر مستولہ نیاز احمد صاحب رضوی ۵ رجب ۵۶ھ

---

[1] عالمگیریہ جلد ۱ ص ۲۹۳ مطبوعہ بیروت۔ [2] ہندیہ جلد ۱ ص ۲۸۵ مطبوعہ بیروت

عرصہ تین ساڑھے تین سال سے ایک شوہر اور لڑکی اپنے والدین کے یہاں رکی ہوئی ہے اس کے ایک لڑکا بھی ہے جو کہ جب ہی سے شوہر کے پاس ہے عورت و شوہر دونوں کے والدین بھیجنا بلانا نہیں چاہتے دونوں فریق نے اپنی اپنی جانب سے تین تین پنچ اور ایک سرپنچ مقرر کر کے یہ اقرار نامہ لکھ دیا ہے کہ ہم ان کا فیصلہ منظور کریں گے لہٰذا اب پنچ یہ چاہتے ہیں کہ حضور حکم شریعت سے آگاہ فرما کر ہمیں فیصلہ کا موقع دیا جائے بتوا توجروا۔

الجواب۔ لڑکے کے ماں باپ لڑکی سے ناراض ہیں اور وہ اسے اپنے یہاں بلانا نہیں چاہتے تو ان پر کوئی جبر نہیں ہو سکتا کہ وہ اسے بلائیں لڑکا جب عاقل بالغ ہے تو لڑکی کا نفقہ وغیرہ اس کے ذمہ لازم ہے لہٰذا اسے علیحدہ گھر میں رکھے لڑکی کے والدین اگر اس لئے لڑکی کو نہیں بھیجتے کہ لڑکے کے والدین اس کے روادار نہیں لڑکے سے انھوں نے لڑکی کو نہیں بگاڑا ہے اسے اس سے نہیں توڑا ہے ان کے مابین انھوں نے تفریق نہیں ڈالی ہے لڑکے لڑکی میں وہ تفریق نہیں چاہتے لڑکا اگر علیحدہ رکھے تو بھیج دیں گے تو اس صورت میں ان پر بھی الزام نہیں۔ ہاں اگر انھوں نے لڑکی کو لڑکے سے توڑا کر رکھا ہے اسے اس سے بگاڑا ہے تو وہ گنہگار اور حق اللہ اور حق زوج میں گرفتار ہیں اور وہ لڑکی بھی۔ لڑکی پر اس بارے میں ماں باپ کی اطاعت حرام ہے کہ یہ معصیت ہے اور معصیت میں کسی کی اطاعت نہیں ہو سکتی عورت پر فرض ہے کہ وہ شوہر کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی چاہے شوہر کی ناراضی موجب ناراضی الٰہی ہے اور شوہر کی رضا رضائے خداوندی موجب رضائے خداوندی۔ جب تک وہ شوہر سے معافی نہ چاہے گی اس کی نماز بھی قبول نہ ہوگی شوہر اگر اس کی بھلائی کے ساتھ خبر گیری نہیں کرتا تو شوہر اس کے حق میں گرفتار گنہگار ہے قرآن عظیم میں فرمایا [1] فامسکوھن بمعروف او سرحوھن بمعروف ولا تمسکوھن ضرارا۔ عورت کو رکھے تو بھلائی کے ساتھ رکھے ورنہ بھلائی کے ساتھ چھوڑ دے ادھر ادھر لٹکانا حرام ہے قرآن عظیم کا ارشاد ہے [2] ولا تضاروھن لتضیقوا علیھن و اللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ محمد علی خاں موضع گرورہ ڈاک خانہ غانپورہ ضلع بلند شہر تاریخ ۱۰ رجب المرجب ۱۳۵۶ھ

(۱) مہر معجل و مؤجل کی تعریف بیان فرمائیے۔

(۲) مہر معجل کب ادا ہوتا ہے اور مہر مؤجل کب ادا ہوتا ہے از روئے شرع شریف اس کا جواب مدلل و مفصل مرحمت فرمائیے؟ بتوا بالکتاب توجروا یوم الحساب۔

---

[1] پ ۲۸ رکوع ۱۳ [2] پ ۲۸ رکوع ۱۳

الجواب۔ (۱) مہر معجل وہ جس کا پیشگی لینا ٹھہرے اگرچہ دیا کبھی جائے معجل مہر کے مطالبہ کا عورت کو ہر وقت اختیار ہے جب چاہے طلب کرے اور جب تک پورا وصول نہ ہو اسے حق منع نفس حاصل رہتا ہے کہ اپنے نفس کو روک لے شوہر کو اپنے اوپر قدرت نہ دے۔ مؤجل وہ مہر جس کی ادا کے لئے کوئی اجل مقرر کی جائے قبل حلول اجل اس کے مطالبہ کا عورت کو استحقاق نہیں ہوتا اجل آنے پر مطالبہ کر سکتی ہے۔

(۲) معجل رخصت سے پہلے ہی دیا جائے اور مؤجل اجل آنے پر اور اگر ایسا عورت کی مرضی سے نہ ہو تو جب عورت طلب کرے واللہ تعالیٰ اعلم۔ حدیث میں ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال لما تزوج علی فاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطها شیئا قال ما عندی شیئ قال این درعك الحطیمۃ رواہ ابو داؤد فی سننہ ملا علی قاری کی مرقاۃ میں فرماتے ہیں دفعها الیها مهرا معجلا امام محقق علی الاطلاق امام ابن الہمام فتح القدیر اور ملا علی قاری مرقاۃ میں فرماتے ہیں نیز اعلیٰ حضرت قدس سرہ اپنے فتاویٰ میں ان العادۃ عندهم کان تعجیل بعض المهر قبل الدخول حتی ذهب بعض العلماء الی انه لایدخل بها حتی یقدم شیئا لها نقل عن ابن عباس وابن عمر والزهری وقتادۃ کما فی منحۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی فیما رواہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما ان علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ لما تزوج بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اراد ان یدخل بها فمنعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی یعطیها شیئا فقال یا رسول اللہ لیس لی شیئ فقال اعطها درعک فاعطاها درعہ ثم دخل بها۔

الخانیہ میں ہے قبل اخذ المعجل لہ منعہ من الوطئ والسفر بها وبعد وعلی برضاها کذا فی الہندیہ۔ نیز فیہا لہ منعہ من الوطئ والاخراج المهر وان وطئها اسی طرح عامہ کتب معتبرہ معتمدہ میں ہے عالمگیری میں ہے لاخلاف ان عند ان تاجیل المهر الی غایۃ معلومۃ کشهر او سنۃ صحیح جامع الرموز میں ہے المهر المعجل والمؤجل ان بینا ای بین فی العقد ان کله او بعضہ یکون معجلا او مؤجلا والا فالکل معجل واجب ادائہ علی الفور علی ما بین مہر معجل علی الفور واجب الادا ہے اور مؤجل کی ادا وقت وعدہ لازم واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از کوہ مری ضلع راولپنڈی بازار کلاں متصل ہوٹل عمرت خاں مرسلہ جناب الحاج حسن صاحب رجب ۵۶ھ

لہ فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۳۱۵ مطبوعہ رضا اکادمی بمبئی بریلی لہ عالمگیری جلد ۱ ص ۳۱۸ مطبوعہ مصر بیروت ۱۲ کر عرفانی جلد ۱ ص ۳۱۸ مطبوعہ مصر بیروت

خطبہ نکاح کو غیر ضروری کہنے اور سمجھنے والا (حالانکہ شریعت کے ادنیٰ سے ادنیٰ نوافل بھی ضرورت سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتے) کون ہے کیا شریعت کے فرائض و سنن و نوافل میں غیر ضروری چیزیں بھی شامل ہیں۔

الجواب۔ غیر ضروری کا مطلب یہ ہے کہ اگر خطبہ نہ پڑھا جائے نکاح جب بھی ہو جائے گا یہ بات صحیح ہے نوافل بھی غیر ضروری ہیں یعنی اگر کوئی نہ پڑھے تو اس پر کوئی الزام نہ ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از یکی بھیت ۱۷ رمضان مبارک ۵۶ھ

زید پوچھتا ہے کہ ایک لڑکے اور لڑکی کا نکاح نابالغی میں ہوا اور اب بالغی میں لڑکا کہتا ہے کہ میرا نکاح نہیں ہوا اور جب چار پانچ آدمی موجود تھے اور اگر نابالغی میں ہوا بھی تو میں منظور نہیں کرتا وہ آدمی جو موجود تھے ان کے سامنے زیور واپس کر دیا اور اب تین یا چار سال کے بعد کہتا ہے میں نے طلاق نہیں دی اب اس لڑکی کی شادی کسی اور مقام پر ہونا چاہئے یا اسی کے نکاح میں رہے۔

الجواب۔ اسے اطلاع نہ ہوئی ہوگی اس لئے انکار کرتا ہوگا یا کسی اور غرض سے جھوٹا انکار اس انکار سے نکاح میں کوئی خلل نہیں آیا ہاں اس کا یہ کہنا کہ اگر نابالغی میں ہوا بھی تو میں منظور نہیں کرتا اس صورت میں کہ وہ نکاح بوجہ بلوغ اس کی اجازت پر موقوف ہو گیا ہو ضرور اسے ختم کر دیتا ہے اس صورت میں طلاق کے کیا معنی؟ جب اس نے اس نکاح کو جو اس کی اجازت پر موقوف تھا رد کر دیا نکاح اس روز سے ختم ہو گیا اب یہ کہنا کہ میں نے طلاق نہیں دی محض ہوس نام ہے طلاق کا محل تو جب ہوتا جب اس نے اس نکاح کو منظور کر لیا ہوتا وہ لازم ہو چکا اور طلاق تو بعد نکاح ہی ہو سکتی ہے نکاح منظور ہوا اور طلاق کی ہوس کہ میں نے طلاق نہیں دی لہٰذا نکاح ہے ہاں اگر صورت ایسی ہو کہ وہ نکاح اس کی اجازت پر موقوف نہ ہو کر نکاح لازم ہو چکا ہو تو اس کا یہ کہنا کہ مجھے وہ نکاح منظور نہیں لغو ہے۔ اس صورت میں ضرور طلاق کی ضرورت ہے۔

اور اگر صورت یہ ہو کہ نکاح اس کی اجازت پر موقوف تو نہ ہو مگر اسے خیار بلوغ ملا ہو تو بے شک اس صورت میں جب کہ وہ اس سے پہلے کوئی قول یا فعل رضا کا نہ کر چکا ہو اس کے اس قول سے کہ میں منظور نہیں کرتا اور زیور واپس کر دینے سے وہ نکاح قاضی فسخ کر دے گا اور دونوں میں تفریق۔ بے تفریق قاضی محض اس کے اتنا کہنے یا کرنے سے نکاح فسخ نہ ہوگا عالمگیری[1] میں ہے ان زوجهما الاب والجد فلما بلغا لم يعلما بذلك وان زوجهما غير الاب والجد فعلما احدهما الخيار اذا بلغ ان شاء

[1] عالمگیری جلد ۱ ص ۲۸۰ مطبوعہ بیروت

اقام علی النکاح وان شاء فسخ ویشترط فیه القضاء وان اختار الصغیر او الصغیرة الفرقة بعد البلوغ فلم یفرق القاضی بینهما حتی مات احدهما توارثا ویحل للزوج ان یطأها لعدم الفرق القاضی بینهما کذا فی المبسوط[1] اسی میں ہے لایبطل خیار الغلام والجاریة بقول رضیت او بمنع منهما ما یعلم انه رضی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از ملوک پور بریلی۔ مسئولہ شفاعت احمد خاں ۱۱ شوال ۵۶ھ

زید نے ایک عورت خریدی بکر کہتا ہے کہ بغیر نکاح کے جائز نہیں ہے علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں؟

الجواب۔ یہاں خواری (کنیزان سرٹمی) کہاں؟ حرائر کنجائے حرام اور وہ ہزار بار اگر بکیں تو باندی نہیں ہوسکتیں۔ اگر وہ عورت غیر منکوحہ ہے تو اس کی رضا سے اس کے ساتھ نکاح ہوسکتا ہے جب کہ یہ اس کا کفو ہو اور اگر کفو نہیں تو اس کے ولی کے اذن صریح کے بغیر کہ وہ اسے غیر کفو جانتے ہوئے اس کے ساتھ نکاح کی اجازت دے محض عورت کی رضا سے نکاح نہیں ہوسکتا اور اگر وہ منکوحہ غیر ہے اور اکثر شیعہ اقوام کے لوگ ایسی ہی عورتوں کو بیچتے ہیں خود شوہر فروخت کرتے ہیں تو جب تک شوہر اسے طلاق نہ دیدے اور اس طلاق کی عدت نہ گذرے ہرگز اس سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ قال اللہ تعالیٰ والمحصنٰت من النساء واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از موضع گونیری پرگنہ جہان آباد ضلع بیلی بھیت مرسلہ محمد بخش صاحب ۱۰ شوال ۵۶ھ

ایک لڑکی جس کی عمر پانچ سال کی تھی اس کا نکاح زید سنی کرادیا اور اذان اس کی ماں سے دلوادیا اور اس وقت میں قانون سارداایکٹ کا چل رہا تھا تو سب نے یعنی محلہ کے غیر آدمیوں نے لڑکی کی ماں کو مجبور کرکے نکاح کروادیا اور بعد نکاح کے اس وقت تک کوئی لڑکی کا پرسان حال نہیں ہے جس کو عرصہ ۱۲ سال کا ہوگیا ہے اور لڑکی کی عمر اٹھارہ سال کی ہے اور وقت نکاح لڑکی کا باپ قریب المرگ بے ہوش تھا بعد نکاح ہونے کے دو دن زندہ رہ کر مرگیا اور لڑکی کے نکاح کا حال سے اس کو واقفیت نہ ہوئی اور لڑکی کے باپ کا کوئی عزیز و اقارب بھی نہیں تھا اس کے کوئی بھی نہیں ہے اور وقت نکاح اس کی ماں علاقہ غیر میں رہتی تھی اور اب موضع گونیری ضلع بیلی بھیت میں رہتی ہے از روئے شرع شریف لڑکی کا ایسی حالت میں عقد ثانی ہوسکتا ہے یا نہیں اور اب کیا کرنا چاہئے کہ لڑکی جوان ہے اور اس کی بسر اوقات کا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے۔ بینوا توجروا۔

---

[1] عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۸۶ مطبوعہ میرٹھ [2] پ ۵ سورۂ نساء آیت ۲۴

الجواب۔ صورت مذکورہ میں وہ نکاح بحالت نابالغی باذن ماں اگرچہ ایسی حالت میں ہوا کہ باپ بے ہوش تھا باپ کی اجازت پر موقوف ہوا جب باپ کو اطلاع نہ ہوئی اور وہ مرگیا تو اس صورت میں کہ یہ نکاح ولیۃ ابعد کے بحال قیام اقرب کیا تھا اجازت اقرب پر موقوف ہوا تھا اور وہ مرگیا تو یہ جائز نہ ہوگا جب تک پھر اب بعد موت اقرب جب ولایت ماں کو پہونچی ماں پھر اسے جائز نہ کردے اگر اب اسے جائز کردے گی جائز ہوگا رد کردے گی باطل ہوجائے گا عالمگیریہ میں ہے لو زوجها الابعد حال قيام الاقرب حتى توقف على اجازة الاقرب ضعف الاقرب وتحولت الولاية الى الابعد لا يجوز ذلك النكاح الذى باشره الابعد الا باجازة منه بعد تحول الولاية اليه هكذا فى الظهيرية طحطاوی وشامی میں فرمایا قوله ولو تحولت الولاية اليه اى الى الابعد بموت الاقرب او غيبته غيبة منقطعة بعد اس کے کہ ولایت ماں کی طرف آئی اگر ماں نے لڑکی کے بالغہ ہونے تک کوئی قول یا فعل ایسا نہیں کیا جس سے اس نکاح کی اجازت ہونا ایسا جس سے وہ نکاح رد ہو تو وہ اس کی اجازت پر برابر موقوف رہا تھا چاہتی تو جائز کردیتی چاہتی رد کردیتی۔

اب جب لڑکا بالغہ ہوگئی تو اب لڑکی کی اجازت پر موقوف ہوگیا چاہے رد کردے چاہے جائز۔ اور اگر ماں جائز کرچکی تھی تو نکاح جائز ہوگیا تھا لڑکی کو بعد بلوغ اسی آن بلوغ میں جس وقت وہ بالغہ ہوئی اور اسے اپنے نکاح کا علم ہوا خیار بلوغ تھا اگر اسی جلسہ میں اس نے اسے استعمال کیا ہو تو فسخ نکاح ہوسکتا ہے اور اگر نہیں تو اب نکاح لازم ہوگیا اور اگر ماں بعد تحویل ولایت اس نکاح کو رد کرچکی تھی تو وہ رد ہوچکا اس کا کوئی اثر نہیں لڑکی آزاد ہے۔ مگر یہ سب اس صورت میں ہے کہ وہ شخص جس سے نکاح ہوا تھا لڑکی کا کفو ہو یعنی مذہب نسب چال چلن پیشہ میں لڑکی سے کمتر نہ ہو ایسا کہ اس سے اس کا نکاح اس کے اولیاء کے لئے باعث ننگ و عار بدنامی ہو اور مہر میں غبن فاحش نہ ہوا ہو۔ ورنہ اگر لڑکی کا کفو نہ تھا یا مہر میں غبن فاحش کے ساتھ یہ نکاح ہوا تھا تو محض بے اثر نکاح ہوا ہی نہیں کہ نابالغہ کا ایسا (نکاح) سوا باپ دادا کے جو معروف بسوء اختیار نہ ہو کوئی نہیں کرسکتا کرے گا تو نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از دودھ ضلع میرٹھ تال مرسلہ ہدایت علی خاں صاحب ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۷ھ

ایک نابالغ بچے کے باپ کا انتقال ہوا نابالغ مذکور کی بیوہ ماں اور مرحوم کا یعنی اس بچے کے باپ کا چچازاد بھائی وارث ہیں۔ نابالغ مذکور کی ولایت دونوں میں کسے پہونچتی ہے۔ اگر ماں کو پہونچتی ہے تو کیا عقد ثانی

لہ عالمگیری جلد ۱ ص۲۸۰ مطبوعہ بیروت کہ شامی جلد ۲ ص۸۱ مطبوعہ مصر

کر لینے سے ولایت ختم ہو کر دوسرے کو پہونچے گی یا عقد ثانی کر لینے سے ولایت بدستور رہے گی حکم شرع سے مطلع کیا جاوے؟

الجواب۔ نابالغ کا ولی نکاح اس صورت میں اس کے باپ کا چچا زاد بھائی ہے۔ ماں کو اس صورت میں ولایت نہیں ماں ولیہ اس حالت میں ہوتی ہے جب کوئی عصبہ نہ ہو درمختار میں ہے الاولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ بلا توسط انثی علی ترتیب الارث والحجب بشرط حریۃ وتکلیف واسلام فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للامام مختصرا ولایت مال نہ اسے ہے نہ ماں کو کہ ولی مال باپ۔ باپ کا وصی دادا۔ دادا کا وصی۔ قاضی۔ قاضی کا نائب ہی ہوگا کسی اور کو مال میں ولایت حاصل نہیں ہوتی۔ ردالمحتار میں ہے قولہ لا المال فان المولی فیہ الاب ووصیہ والجد ووصیہ والقاضی ونائبہ فقط ولایت سے اگر مطلب حق حضانت ہے تو وہ ماں ہی کو ہے بچہ اگر لڑکا ہے تو سات سال کی عمر پوری ہونے تک ان ہی کے زیر پرورش رہے گا اور لڑکی ہے تو نو سال کامل کے ہونے تک ماں ہی کے پاس رہے گی مگر جب کہ ماں کسی غیر محرم سے عقد کر لے یا کسی اور وجہ سے مستحق حضانت نہ رہے۔

درمختار میں ہے الحضانۃ تثبت للام ولو بعد الفرقۃ الا ان تکون مرتدۃ او فاجرۃ تخرج الولد بہ کزنا وغناء وسرقۃ وبطالۃ کما فی البحر والنہر عن الصنف والذی یظہر العمل بہ الیوم کما ھو مذھب الشافعی ان الفاسقۃ بترک الصلاۃ لا حضانۃ لھا وفی القنیۃ الام احق بالولد ولو مسیئۃ السیرۃ معروفۃ بالفجور ما لم یعقل ذلک او غیر مامونۃ ذکر وفی المجتبی بان تخرج کل وقت وتترک الولد ضائعا انتہی میں ہے وتسقط حقھا بتزوج غیر محرمہ وکذا بکل ما عند المتعین لہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مسماۃ احمدی بی بالغہ کی شادی ۱۹۳۵ء میں جعفر علی بالغ کے ساتھ جلسہ عام میں بمہر پانچ سو روپیہ بالتفصیل معجل و مؤجل کے ہوئی جب سے فریقین ایک ماہ تک بطور زن و شوہر رہتے رہے کوئی شکایت نہ ہوئی۔ ایک ماہ کے بعد جعفر علی نے کو نے عام بازار والوں کے سامنے و دیگر اشخاص و احمدی بی کی والدہ کے سامنے یہ جھوٹی تہمت لگائی کہ مسماۃ احمدی خراب ہے اور بگڑی ہوئی ہے جس سے مسماۃ احمدی کو روحانی و جسمانی صدمہ پہونچا اور تمام میں بدنامی ہوئی اور مسماۃ احمدی اس جھوٹے الزام جعفر کے لگانے سے منہ دکھانے کے قابل نہیں رہی اور جعفر علی کے پاس رہنا نہیں چاہتی ہے لہذا

کیا حکم ہے (۱) مسماۃ احمدی جعفر کے نکاح میں رہی یا نہیں (۲) مسماۃ احمدی اس جھوٹی تہمت کے سبب سے انفساخ نکاح کر سکتی ہے؟

الجواب۔ پر انکاح میں اس سے کوئی خلل نہیں آیا خراب ہے اور بیگناہی ہوئی یہ تو لفظ صریح بھی نہیں اگر صریح لفظ کہتا اے زانیہ اے زنا کار تو نے زنا کیا اور اس کے مثل جب بھی اس کے کہنے سے نکاح میں کوئی خلل نہ ہوتا۔ ہاں اگر سب شرائط لعان پائے جاتے اور زوجین اہل لعان ہوتے تو لعان کا حکم تھا اور بعد لعان حرمت حرام ہو جاتی بعد لعان جب تک تفریق نہ کر دی جاتی نکاح نفس لعان سے نہ جاتا۔ یہ تفریق ایک طلاق بائن ظہیریہ عالمگیریہ[1] میں ہے۔ سببہ قذف الرجل امرأتہ قذفا یوجب الحد فی الاجانب فیجب بہ اللعان بین الزوجین کذا فی النہایۃ، اذا قال لھا یا زانیۃ أو انت زنیت او رأیتک تزنین فانہ یجب اللعان کذا فی السراج الوھاج، اذا قذف الرجل امرأتہ بالزنا وھی ممن لا یحد قاذفھا لا یجری بینھما اللعان بان کانت وطئت بشبھۃ أو کانت ظھرت زناھا بین الناس قبل ذلک أو لھا ولد من غیر أب معروف کذا فی غایۃ البیان، ولو قال لھا جومعت حراما حرما أو قال وطئت حراما فلا لعان ولا حد۔

(۲) ولو قذفھا بجمل قومہ لوما فلا لعان ولا حد عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ کذا فی البدائع، شرطہ ان یکونا زوجین وأن یکون النکاح بینھما صحیحا سواء دخل بھا او لم یدخل حتی لو قذفھا ثم طلقھا طلاقا أو بانا فلا حد ولا لعان وکذا اذا کان النکاح فاسدا لا یجب اللعان لانہ لیس بزوج مطلقا کذا فی غایۃ البیان، ولو تزوجھا بعد الطلاق فطالبتہ بذلک القذف فلا حد ولا لعان کذا فی السراج الوھاج۔ لو طلقھا طلاقا رجعیا لا یسقط اللعان کذا فی الظھیریۃ لو طلق امرأتہ طلاقا بائنا او ثلاثا ثم قذفھا بالزنا لا یجب اللعان لعدم الزوجیۃ ولو طلقھا طلاقا رجعیا ثم قذفھا یجب اللعان ولو قذف امرأتہ بعد موتھا لم یلاعن عندنا کذا فی البدائع لھذا عندنا من کان اھلا للشھادۃ حتی ان اللعان لا یجری بین الزوجین عندنا اذا کان احدھما فی القذف او احدھما او کان رقیقین او احدھما او کافرین او احدھما او اخرسین او احدھما او صبیین او احدھما او مجنونین او احدھما او یجری فیما عدا ذلک کذا فی المحیط۔

لو قذف رجلا فضرب بعض الحد ثم قذف امرأۃ نفسہ لم یکن علیہ لعان وعلیہ

---

[1] عالمگیری جلد ۱ ص ۵۱۶ مطبوعہ بیروت

تمام الحد لذلك الرجل كذا في المبسوط لو كان فاسقين او عبدين يجب اللعان لانهما من اهل الشهادة في الجملة كذا في المضمرات، قذف الاصم امرأته يوجب اللعان كذا في العناية متى سقط اللعان لمعنى الشهادة ينظر ان كان من جانب الزوج فعليه الحد وان كان من جانب المرأة فلا حد ولا لعان كذا في شرح الطحاوي، لو كان محدودين في قذف فعليه الحد كذا في النهاية اذا كان الزوج عبدا والمرأة محدودة فعلى العبد اذا قذف حد القذف ان اقرت المرأة بالزنا فقد حرمت من ان تكون اهلا للعان كذا في المبسوط حكمه حرمة الوطء والاستمتاع كما فرغ من اللعان ولكن لا تقع الفرقة بنفس اللعان حتى لو طلقها في هذه الحالة طلاقا بائنا يقع وكذا لو اكذب الرجل نفسه [illegible] تجديد النكاح كذا في النهاية، قال ابو حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالى الفرقة الواقعة في اللعان فرقة بتطليقة بائنة فيزول ملك النكاح وتثبت حرمة الاجتماع والتزوج ما داما على حالة اللعان۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) نہیں۔ اب اگر وہ قاضی شرع کے پاس مرافعہ کرلے اور لعان چاہے اور لعان ہو جائے تو قاضی تفریق کردے گا۔ فتاوی ہندیہ[1] میں ہے یشترط طلبها فان امتنع عنه حبسه الحاكم حتى يلاعن او يكذب نفسه كذا في الهداية، الافضل للمرأة ان تترك الخصومة والمطالبة فان لم تترك وخاصمته الى القاضي فحسن للقاضي ان يدعوها الى الترك فيقول لها اتركي واعرضي عن هذا اسی میں ہے لو انهما لما فرغا من اللعان سأل القاضي أن لا يفرق بينهما لم يجبهما الى ذلك ويفرق بينهما۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از آباد وہ بازار گندمی حافظ عبداللہ سوداگر۔

ہندہ نے اپنے زوج زید کے خلاف اس امر کا ۱۴ اگست ۳۵ء کو کچہری میں دعوی دائر کیا کہ زید نامرد ہے بوجہ نامردی کے نکاح فسخ فرمایا جائے دوسرے یہ کہ اپنی زوجہ کو زید نے طلاق دے دی۔ نامردیت کا ثبوت ڈاکٹر سول سرجن صاحب نے زید کا معائنہ کرنے کے بعد ایک سارٹیفکٹ دیا اور کچہری میں ڈاکٹر نے بیان دیا اس کے بیان سے یہی ثابت ہوا کہ زید نامرد ہے زید نے خود اپنے بیان سے ثابت کردیا کہ نامرد ہے طلاق شہادت سے ثابت ہوا کہ طلاق دے دی چنانچہ ۲۵ فروری ۳۶ء کو اجلاس منصفی نے ہندہ کا دعوی نامرد ہونے و طلاق دینے کو تسلیم کرلیا اور نصف مہر معجل کی ڈگری دیدی

[1] فتاوی ہندیہ جلد ۱ صفحہ ۱۶۱ مطبوعہ بیروت

اس کے فیصلہ کے خلاف زید نے جج میں اپیل کیا وہاں سے دوبارہ ڈاکٹری کا حکم ہوا زید کا دوبارہ ڈاکٹری معائنہ ہونے کے بعد ڈاکٹر کے بیان سے بھی ثابت ہوا زید نامرد ہے حق زوجیت ادا نہیں کرسکتا لہٰذا ۳ ستمبر ۴۷ء کو اپیل خارج ہوگئی فیصلہ سابق بحال رہا کہ واقعی نامرد ہے۔

اب دریافت طلب یہ ہے کہ حقیقتاً زید نے طلاق نہیں دی طلاق کا دعویٰ محض مقدمہ کی کامیابی کی وجہ کیا گیا تھا مگر زید نامرد ضرور ہے حق زوجیت ادا نہیں کرسکتا۔ تو ایسی صورت میں کیا عنین کے لئے فسخ نکاح کے جو شرائط عند الشرع ہیں کامل ہو چکا۔ اب ہندہ اپنا عقد ثانی کرسکتی ہے؟ اور اگر نہیں تو اب کیا صورت جواز نکاح کی ہوسکتی ہے۔ بینوا توجروا

الجواب۔ نامردی کا ثبوت اگر شرعی بھی ہو کہ وہ مقر ہو یا ایسی شہادت سے جو قابل قبول شرع زید کا نامرد ہونا ثابت ہو جب بھی محض ثبوت نامردی سے نکاح میں فرق نہیں آتا۔ مذا انگریزی کچہریوں کے احکام اگرچہ مسلمان ہوں انھیں حق فسخ حاصل۔ ان کے فسخ کئے نکاح فسخ نہیں ہوسکتا۔ طلاق کا جھوٹا دعویٰ کچہری میں ڈگری ہوئی اس سے بھی طلاق نہیں ہوتی جب تک زید طلاق نہ دیدے اس وقت تک دوسرے سے نکاح باطل محض ہوگا ہرگز نکاح نہ ہوگا زید پر فرض ہے کہ جب وہ امساک بالمعروف سے عاجز ہے تو تسریح بالمعروف کرنے یا اپنا علاج کرانے اور اس قابل ہو کہ امساک بالمعروف کرسکے اس کے لئے ایک سال کی مہلت اسے دی جائے گی۔ اگر وہ عورت کو پھانسے رکھے گا نہ اپنا علاج کرا کر حق زوجہ ادا کرنے کے قابل ہو کر حق زوجہ ادا کرے گا نہ اسے طلاق دے گا تو جس طرح اب تک حق اللہ اور حق زن میں گرفتار گنہگار رہا یونہی رہے گا اللہ سے ڈرے یا امساک بالمعروف کرے کہ عورت بھلائی کے ساتھ رکھے اس کے تمام حقوق ادا کرے اور اگر ایسا نہیں کرتا یا نہیں کرسکتا تو اسے بھلائی کے ساتھ چھوڑ دے قال اللہ[1] امسکوھن بمعروف او سرحوھن بمعروف ولا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا ومن یفعل ذلک فقد ظلم نفسہ ولا تتخذوا ایٰت اللہ ھزوا۔ وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم من اذی مسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ۔

محض ثبوت نامردی پر قاضی شرع بھی تفریق نہیں فرما سکتا قاضی شرع بعد ثبوت ایک سال کامل کی مہلت برائے علاج دیتا پھر جب عورت دوبارہ دعویٰ رجوع کرتی سال بھر بعد یا سال کے بعد جتنے برس بعد تو پھر بعد تحقیق عورت کو اختیار دیتا اگر عورت اس مجلس میں تفریق چاہتی تو شوہر کو حکم دیتا کہ طلاق بائن

[1] پ ۲۸ رکوع ۱۳

دے وہ اگر قاضی کے حکم پر بھی طلاق نہ دیتا تو قاضی تفریق کر دیتا عالمگیریہ[1] میں ہے۔ اذا ثبت عند الوصول الیہا الجلہ القاضی سنۃ طلب الرجل التاجیل اولہ یطلب ویشہد علی التاجیل ویکتب لہا ذلک ثم انہا کذا فی فتاوی قاضی خان۔ ابتداء التاجیل من وقت المخاصمۃ کذا فی المحیط۔ لایکون طلبہا التاجیل الا عند قاضی مصر أو مدینۃ فان اجلتہ المرأۃ او اجلہ غیر القاضی لا یعتبر ذلک فی فتاوی قاضی خان اھ۔

اسی میں ہے جاءت المرأۃ الی القاضی بعد مضی الاجل وادعت انہ لم یصل الیہا وادعی الزوج الوصول الی قولہ) او اقر الزوج انہ لم یصل الیہا خیرہا القاضی فی الفرقۃ کذا فی شرح الجامع الصغیر لقاضی خان۔ فان اختارت زوجہا او قامت عن مجلسہا او اقامہا اعوان القاضی او قام القاضی قبل ان تختار شیئا بطل خیارہا کذا فی المحیط۔ وہکذا روی عن محمد رحمہ اللہ تعالی وعلیہ الفتوی کذا فی التتارخانیۃ ناقلا عن الواقعات ان اختارت الفرقۃ امر القاضی ان یطلقہا طلقۃ بائنۃ فان ابی فرق القاضی بینہما ہکذا ذکر محمد رحمہ اللہ تعالی فی الاصل کذا فی التبیین۔ والفرقۃ تطلیقۃ بائنۃ کذا فی الکافی۔ ولہا المہر کاملا وعلیہا العدۃ بالاجماع ان کان الزوج قد خلا بہا او ان لم یخل بہا فلا عدۃ علیہا ولہا نصف المہر ان کان مسمی والمتعۃ ان لم یکن مسمی کذا فی البدائع۔ ان مضت السنۃ من وقت الاجل ولم تخاصمہ زمانا طویلا لا یبطل حقہا وان طاوعتہ فی المضاجعۃ فی تلک المدۃ کذا فی فتاوی قاضی خان وعلیہ الفتوی کذا فی الفتاوی الکبری۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ ارشاد حسین

نابالغ لڑکا اور نابالغہ لڑکی کے مابین عقد ہوا لڑکے کی طرف سے اس کا باپ ولی بالنکاح ہوا اور لڑکی کی جانب سے اس کے باپ کا میرا بھائی ولی بنا تحقیقات اور چند گواہوں کے بیان سے معلوم ہوا کہ عقد کے زمانہ میں لڑکی نابالغہ کے دادا کا نسبی چچازاد بھائی موجود تھا ان سے لوگوں نے مجلس عقد میں رہنے کی خواہش کی اور نکاح کی اجازت چاہی مگر اس عقد یا باہمی منازعت کے سبب نہ مجلس شادی میں شرکت کی اور نہ عقد کی کسی طرح اجازت دی اور بعض لوگوں کا بیان ہے کہ لڑکی کے دادا کا چچازاد بھائی یعنی اس کی برادری کے ہونے کا علم نہیں اور نہ ہونے کا یقین نابالغہ لڑکی کی شادی کا سرانجام لڑکی

[1] عالمگیریہ جلد ۱ ص ۵۴۳ مطبوعہ بیروت۔ [2] عالمگیریہ جلد ۱ ص ۵۴۳ مطبوعہ بیروت

کی داوی نے کیا تھا۔

نابالغہ لڑکی کی شادی کے زمانہ میں اس کی مادر حقیقی بقید حیات تھی اور اب تک ہے مگر عقد کے زمانہ میں لڑکی کی ماں اپنے شوہر ثانی کے گھر تھی جو تقریباً جائے مناکحت سے دو میل کے فصل پر دوسرے موضع میں تھی عند الدریافت بتحقیق عورت مذکورہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عقد سے نہ شادی کے وقت رضامند تھی اور نہ اب راضی ہے اس پر اکثر لوگ گواہی بھی دیتے ہیں مگر بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ نابالغہ لڑکی کی ماں نے اپنی طرف سے نوشہ کے لئے انگوٹھی بھیج دی جس سے رضامندی کا ثبوت ہوتا ہے لڑکی بالغہ ہونے پر چند بار اپنے شوہر کے گھر گئی تھی اب چند مہینوں سے وہ لڑکی اپنے ماموں کے مکان پر ہے اور اپنے شوہر کے پاس جانے سے منکر ہے صورت مذکورہ کی بنا پر وہ عقد صحیح و درست ہے یا ناجائز اور باطل امید کہ واضح بیان سے مدلل فرمائیں۔

الجواب۔ صورت مستفسرہ میں باپ کا میرا بھائی ولی نکاح نہیں جب کہ عصبہ موجود ہے اور اگر ثابت بھی ہو کہ وہ شخص لڑکی کے دادا کا چچا زاد بھائی ہے وہ عصبہ نہیں لڑکی کے باپ سے اس کا ایسا رشتہ نہیں کہ وہ عصبہ ہو تو بھی یوں کہ بحال عدم عصبہ ولایت ماں کو ہے بہر حال یہ نکاح فضولی ہوا اگر وہ شخص عصبہ ہے تو اس کی اجازت پر موقوف ہوا تھا ورنہ لڑکی کی ماں کی اجازت پر۔ عصبہ یا ماں نے اس نکاح کی خبر پا کر اسے جائز کر دیا تھا تو جائز ہو گیا تھا اور رد کر دیا تھا تو رد۔ اور اگر سکوت کیا تھا تو وہ موقوف ہی رہا تھا یہاں تک کہ لڑکی بالغ ہوئی اب یہ نکاح موقوف بعد بلوغ خود لڑکی کی اجازت پر موقوف ہو گیا تھا جب کہ اس نے اسے جائز کر دیا تھا تو لازم ہو گیا۔ اب لڑکی کا انکار بے کار ہے۔

یہ سب اس صورت میں ہے جب کہ یہ نکاح جو باپ کے میرے بھائی نے کیا کفو سے مہر میں بے غبن فاحش کیا ہو اگر غیر کفو سے کیا یا کفو سے کیا مگر مہر میں غبن فاحش کے ساتھ تو اصلاً منعقد ہی نہیں ہوا اگرچہ وہ عصبہ اور ماں بھی اس نکاح سے راضی ہوں کہ باپ اور دادا جو معروف بسوء اختیار نہ ہوں ان کے سوا ان کو یہ اختیار نہیں کہ وہ غیر کفو سے نکاح کریں یا مہر میں غبن فاحش کے ساتھ کر دیں ایسا نکاح باپ دادا جو کبھی پہلے بھی ایسا نکاح کر چکے ہوں ان کے کئے بھی نہیں ہوتا۔ اور ولی تو ولی ہے اور فضولی تو فضولی ہے۔ درمختار میں ہے لزم النکاح ولو بغبن فاحش لا بغیر کفؤ ان کان الولی الخ رد المحتار میں ہے قولہ اصلا ای لا لازما ولا موقوفا علی الرضی بعد البلوغ فتح القدیر میں ہے ان العصبۃ ونحوہ لا

لہ درمختار جلد ۲ صفحہ ۲۷۱ مطبوعہ مصر لہ رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۲۷۰ مطبوعہ مصر عہ فتح القدیر جلد ۳ صفحہ ۳۰۵

یصح منہما التزویج بغیر الکفو شامی[1] میں ہے فی شرح المجمع حتی لو عرف من الاب سوء الاختیار..... اجماعا اسی میں[2] ہے لو زوج طفلہ غیر کفو او بغبن فاحش صح الخ ہدایہ میں ہے انکاح الاخ والعم من غیر کفو الخ درمختار میں[3] ہے الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ بلا توسط انثی علی ترتیب الارث والحجب بشرط حریۃ وتکلیف واسلام الخ درمختار میں[4] ہے نکاح الفضولی یتحقق فی البیع توقف..... فجیز حالۃ العقد واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ زید کی شادی کو قریب دو برس کے ہوئے زید کی شادی موضع..... میں ہوئی منگنی کے بعد میرے خسر نے کہا کہ کچھ مضیوطی کر دو پانچ روپیہ ماہوار لکھ دو میں نے پانچ روپئے ماہوار لکھ دیئے اگر میں روٹی کپڑا نہ دوں تو مجھ سے میری بیوی ہر ایک جگہ وصول کر سکتی ہے۔ زید کی بیوی کی ماں کا انتقال ہو گیا۔ میری بیوی کی عمر اس وقت میں دس سال کی تھی میرا نکاح میری خوشدامن کے انتقال کے بعد میں ہوا ہے اور نکاح کئی سال کے بعد میں ہوا ہے نکاح کے بعد کچھ دنوں بعد رخصت کی اب لڑکی کی عمر قریب ساڑھے پندرہ سال کی ہے جب میں اپنی بیوی کے پاس گیا تو معلوم ہوا کہ یہ لڑکی مرد کے پاس رہنے کے قابل نہیں ہے غرض صبح کو دائیوں کو بلایا تو ان سے کہا کہ تم اس لڑکی کو دیکھو یہ مرد کے قابل ہے یا نہیں سب دائیوں نے دیکھا جواب دیا کہ یہ لڑکی خاوند کے پاس نہیں جا سکتی اس کو ڈاکٹرنی کو دکھاؤ غرض تین ڈاکٹرنیوں کو دکھایا ڈاکٹرنیوں نے کہا کہ یہ لڑکی مرد کے پاس نہیں جا سکتی ہے یہ لڑکی پیدائشی ایسی ہے۔

غرض اب لڑکی سے دریافت کیا بہت سی عورتوں نے کہا کہ تجھ کو یہ بات معلوم تھی کہ میں آدمی کے پاس نہیں جا سکتی ہوں تو لڑکی نے جواب دیا کہ میری ماں نے مرنے سے پہلے سب گھر سے کہا کہ دیکھو اس لڑکی کی شادی مت کرنا میرے سب گھر کی عورتیں مر جاتے ہیں اور اس گاؤں میں جتنے عزیز ہیں سب جانتے ہیں میری ماں نے سب پر یہ بات ظاہر کر دی تھی۔ اب عرض یہ ہے اس لڑکی کو اور سب گھر کو جب معلوم تھا تو مجھ کو دھوکا دے کر پانچ روپیہ ماہوار کا اسلام کیوں لکھوایا اور تین سو روپیہ میں کیوں شادی خرچ کرائے اب عرض یہ ہے کہ اس عورت کا نکاح جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے تو اس کا کیا کرے اور اگر ناجائز ہے تو اس کا جو کچھ خرچ ہوا ہے وہ دینا اس لڑکی کے والدین کو جائز ہے یا نہیں دوسری بات یہ ہے حبیب اللہ مستری اس کا چچا وہ اس کا ولی بنا تھا چونکہ جب اس کو یہ بات معلوم تھی تو اس نے کیوں نہیں مجھ پر ظاہر

---

[1] درمختار جلد ۲ ص۲۷۲ مطبوعہ مصر [2] ردالمحتار جلد ۲ ص۲۷۲ مطبوعہ مصر [3] درمختار جلد ۲ ص۲۷۲ مطبوعہ مصر [4] درمختار جلد ۲ ص۲۷۹ مطبوعہ مصر

کیا ان جن شخصوں کو جن جن عورتوں کو یہ بات معلوم تھی انھوں نے ظاہر نہیں کیا ان کے واسطے شرع شریف کا کیا حکم ہے۔ نیز یہ کہ ایسی ناقابل عورت کا مہر اس کے شوہر پر واجب ہے یا نہیں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ صورت مستفسرہ میں نکاح تو ہو ہی گیا جن لوگوں کو یہ معلوم تھا کہ عورت اس وجہ سے مرد کے لائق نہیں وہ مرض معلوم تھا اور پھر معلوم ہوتے ہوتے یہ نکاح کیا وہ ملزم ہیں مگر نکاح کسی عیب کی بنا پر رد نہیں ہوتا نکاح لازم ہو چکا ——— چونکہ عورت ایسے مرض سے مریضہ ہے اس کے ساتھ جو خلوت ہوئی خلوت صحیحہ نہیں ہوئی کہ پورا مہر لازم ہو جاتا اب اگر طلاق دے گا نصف مہر دینا ہوگا۔ لڑکی کا بیان کہ اس کی ماں نے یہ کہا تھا کہ اس کی شادی مت کرنا اگر صحیح بھی ہو تو اس سے کب صراحۃً یہ معلوم ہوا کہ عورت کو یہ مرض ہے اکثر کمزور لاغر دیکھ کر بھی عورتیں ایسا کہہ دیتی ہیں کہ یہ لڑکی اس قابل نہیں کہ شادی کی جائے اگر ماں نے ساتھ ہی یہ بھی کہا ہوتا کہ یہ مرد کے قابل نہیں تو وہ بھی اس مرض ہونے کو ظاہر نہیں کرتا اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ اپنی لاغری کمزوری کے سبب مرد کا تحمل نہیں کر سکتی یا اسے ایسا مرض ہے کہ مرد کے پاس جائے گی تو اسے نقصان زیادہ ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ ہاں اگر لڑکی کے باپ اور اس کے سوا اور اعزا کو واقعی لڑکی کی جو حالت ہے رتق و قرن وغیرہ تو انھوں نے یہ جانتے ہوئے اس لڑکی کا نکاح اس شخص سے کیا بہت برا کیا وہ اس کے حق میں گرفتار ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از موضع پرسونا ڈاک خانہ کیمپ ضلع بریلی مرسلہ شیخ یار اللہ بخش صاحب۔

(۱) ایک عورت کا خاوند زندہ ہے مگر خاوند نے کل تعلق مع کھانا کپڑوں کے ادا کرنے کا عرصہ تخمیناً ۱۵ سال سے چھوڑ دیا ہے اور عورت اپنی گذر اوقات خود محنت مشقت سے کرتی ہے مگر خاوند نے طلاق نہیں دی ہے مگر عورت اسی مدت مذکور بالا کے بعد اب محنت مشقت نہیں کر سکتی ہے اب وہ عورت بلا طلاق دیئے ہوئے خود اپنا نکاح دوسرے کے ساتھ کر سکتی ہے یا نہیں؟

(۲) اور عورت بلا طلاق کے کتنی مدت کے بعد اپنا نکاح خود دوسرے کے ساتھ کر سکتی ہے؟

الجواب۔ (۱) ہرگز نہیں اگر بے طلاق دوسرے سے نکاح کرے گی باطل محض ہوگا وہ نکاح نہ ہوگا زنا و سفاح ہوگا خاوند پر فرض ہے کہ عورت کو بھلائی کے ساتھ رکھے یا اسے بھلائی کے ساتھ چھوڑ دے قال تعالیٰ[1] والمحصنت من النساء۔ وقال تعالیٰ[2] اسکنوھن بمعروف او سرحوھن بمعروف

---

[1] پ ۵ سورۂ نساء آیت ۲۴ [2] پ ۲۸ رکوع ۱۲

وہ شخص حق اللہ وحق زن میں گرفتار ہے شدید گنہگار ہے اس پر توبہ فرض واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) بلا طلاق کبھی نہیں کر سکتی جب تک ایک کے نکاح میں ہے دوسرے سے نکاح نہیں ہو سکتا نفقہ نہ دینا خبر گیری نہ کرنا طلاق دینا نہیں بعد طلاق دو سرے عدت دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے اس سے پہلے کرے گی باطل ہوگا نکاح ہرگز نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مرسلہ فرزند علی ہرن توڑ ڈاک خانہ باسی ہات ضلع پورنیہ ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اندریں صورت ذیل میں۔

یہ کہ نابالغ لڑکا مسمی محمد حنیف اور نابالغہ لڑکی مسماۃ سعیدہ کا عقد اپنے کنبہ میں اس طرح ہوا کہ لڑکی کی طرف سے اس کی دادی نے (ولی بن کر) بجاب کیا باوجودیکہ چچا موجود اس وقت تھا اور لڑکے کی طرف سے اس کا چچا ولی ہو کر قبول کیا لڑکا ولڑکی دونوں کا مکان ایک ہی آنگن میں ہے لڑکی بعد از عقد عدم بلوغ سے بلوغ تک برابر اسی لڑکے کے گھر میں آمد ورفت کی اور دونوں میں مباشرت بھی ہوتی ہے ہاں لڑکا اس وقت بالغ ہے اور لڑکی بھی اور حالت بلوغ میں لڑکے نے لڑکی کو مکرر طلاق دی اس طرح سے کہ ایک نے ایک طلاق دی کسی نے پوچھا کہ تم نے طلاق دی تو کہا کہ ہاں اور دوسرے نے دوسرے روز پوچھا کہ تم نے طلاق دی تو کہا کہ ہاں اور تیسرے نے تیسرے روز پوچھا کہ تم نے طلاق دی تو کہا کہ ہاں اور چوتھے نے پوچھا کہ واقعی تم نے طلاق قطعی دی تو کہا کہ ہاں لڑکی عدم بلوغ سے بلوغ تک برابر کہتی آئی کہ مجھ کو یہی شوہر پسند اور منظور خاطر ہے۔ صورت مسئولہ میں جواز یا عدم جواز کون سا حکم نافذ کیا جائے فقط۔

الجواب۔ صورت مستفسرہ میں وہ نکاح کہ نابالغہ کا اس کی دادی نے کیا نابالغہ کے چچا کی اجازت پر موقوف ہوا جب کہ مہر میں غلبہ فاحش نہ ہوا ہو ورنہ ہوا ہی نہیں اگر نکاح چچا کی اجازت پر موقوف ہوا تھا تو اگر چچا نے خبر نکاح پا کر اسے جائز کر دیا تھا تو جائز ہو گیا تھا اور لڑکی جب بلوغ پر اس نکاح سے راضی رہی فوراً اسے رد نہ کیا تو وہ نکاح لازم بھی ہو گیا اور اگر چچا نے رد کر دیا تھا تو وہ رد ہو چکا تھا لڑکی بحالت نابالغی اس سے رضا ظاہر کرتی رہی وہ تو بے کار تھی ہی، بحالت بلوغ بھی اس مرد ود نکاح سے رضا ظاہر کی بے کار ہوئی اور مباشرت ناجائز اور اگر چچا نے خبر نکاح پا کر نہ اسے رد کیا نہ جائز تو وہ اس کی اجازت پر اس وقت تک موقوف تھا جب تک لڑکی نابالغہ تھی جب لڑکی بالغہ ہو گئی خود اس کی اجازت پر موقوف ہو گیا اس نے اسے جائز کر دیا جائز ہو گیا تھا اور اگر چچا لڑکی لڑکے کا دونوں کا ولی ہے تو اس صورت میں بھی نکاح ہو گیا

اور لڑکی و لڑکے کو وقت بلوغ خیار بلوغ حاصل ہوا تھا جب وہ اس نکاح پر راضی رہی نکاح لازم ہوگیا تھا اگر صورت وہ جس میں نکاح صحیح ہوگیا تو جب لڑکے نے بعد بلوغ اسے طلاق دی طلاق ہوگئی جب اس نے اس سوال کے جواب میں کہ تم نے واقعی طلاق قطعی دی ہاں کہا تو اس کے اقرار سے وہ طلاق بائن ہوئی عورت اس کے نکاح سے باہر ہوگئی۔

درمختار میں ہے ان کان المزوج غیرھما ای غیر الاب وابیہ لا یصح النکاح من غیر کفوٍ وبغبن فاحش اصلا۔ ردالمحتار میں ہے ای لا لازما ولا موقوفا علی الرضی بعد البلوغ اسی درمختار میں ہے وان کان من کفوٍ وبمہر المثل صح ولھما خیار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ او العلم بالنکاح بعدہ بقصور الشفقۃ اسی میں ہے لو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ درمختار میں ہے یتولی طرفی النکاح واحد لیس بفضولی من جانب عالمگیری میں ہے لو قالت انا طالق فقال نعم طلقت درمختار میں بحر سے ہے قیل لو قالت امرأتہ فقال نعم او بلی بالھجاء طلقت ردالمحتار میں ہے قولہ طلقت ای بلائنیۃ درمختار میں ہے یقع بقولہ (الی قولہ) واحدۃ بائنۃ فی الکل لانہ وصف الطلاق بما یحتملہ بار بار اقرار طلاق تکرار طلاق نہیں اگر وہ طلاق قطعی کا اقرار نہ کرتا تو ایک رجعی اسی کا حکم ہوتا اب ایک بائن کا حکم ہے نکاح جدید پر رضا زن کر سکتا ہے مگر جب کہ قطعی سے مراد طلاق مغلظہ ہو اس نے مغلظہ ہی کے ارادہ پر ہاں کہا ہو ردالمحتار میں ہے انھم قد علموا صحۃ نیۃ الثلاث فی جمیع ما مر بانہ وصف الطلاق بالبینونۃ وھی لو عان خفیفۃ وغلیظۃ فالاولی الثانیۃ صح۔

مسئلہ۔ عاصی حبیب احمد صاحب رضوی قادری بیلی بھیتی

اکثر قوموں میں نکاح کے وقت ایک لاکھ روپیہ تک کا مہر مقرر ہوتا ہے اور جس کا نکاح ہوتا ہے اس کی حیثیت بہت کم ہوتی ہے تو وہ یہ خیال کر لیتا ہے کہ مجھے دینا تھوڑا ہی ہیں اور جب کہ ایک سو روپیہ کی حیثیت والے کا مہر دس بیس ہزار کا مقرر ہوگا تو یقینی ایسا خیال ہونا لازمی ہے ایسی صورت میں نکاح ہوتا جائز ہوتا ہے یا نہیں اگر نہیں ہوتا ہے تو ان کی اولاد کا کیا حکم ہے؟ فقط بینوا توجروا

الجواب۔ نکاح ہو جاتا ہے اور مہر جس قدر باندھا جاتا ہے وہ بندھ جاتا ہے ایسا خیال کر لینا بہت برا ہے جو ایسی بدنیت رکھتا ہے کہ دین نہیں سمجھتا وہ اس سے ڈرے کہ اس کا حشر زانیوں کے ساتھ ہو کما فی الحدیث ہر شخص ایسی بدنیت نہیں کرتا مہر کو دین جانتا ہے۔ مال چلتی پھرتی چیز ہے بادشاہ کو ہر وقت

ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۲۷۱ مطبوعہ مصر ۔ درمختار جلد ۲ صفحہ ۲۷۱ مطبوعہ مصر ۔ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۷۱ مطبوعہ بیروت ۔ ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۲۷۱

زوال کا خوف ہوتا ہے اور فقیر ایک آن میں بادشاہ ہو سکتا ہے ایسا جو کروڑوں روپیہ نہ اٹھا کر سکتا ہے بادشاہ اگر ایسا بدحال کرے پھر کوئی نہ سمجھے تو اس کے لئے بھی وہی ہے جو فقیر کے لئے جو اس قدر بھی اس وقت قوت نہیں رکھتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از بانسی ہاٹ ضلع پورنیہ مدرسہ قمر گنج مسئولہ مولوی غیاث الدین صاحب ۱۹ ذی قعدہ ۱۳۵۰ھ

اپنا حقیقی نانا کی مدخولہ بی بی یعنی سوتیلی نانی سے عقد کرنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز نہیں ہے تو اس کا ثبوت کتب معتبرہ سے مع حوالہ صفحہ تحریر فرمائیں اور یہ بھی واضح طور پر بیان کریں کہ جس مفتی نے باوجود علم کے محض دنیاوی مفاد کے خیال سے جواز کا فتویٰ دے کر عقد کرایا ہے اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے اور ایسے مفتی کے ساتھ مسلمانوں کو کیا سلوک کرنا چاہئے امید کہ اپنا وقیع وقت نکال کر مزین فرمائیں۔

الجواب۔ نانا کی زوجہ حرام ہے اپنی سگی نانی ہو یا سوتیلی یوہیں جیسے سگی دادی سوتیلی دادی سگی ماں سوتیلی ماں لقولہ تعالیٰ۔ ولا تنکحوا ما نکح اٰباؤکم من النساء اصول مراد ہیں آبا سے۔ اب اب ام سب آگئے تفسیرات احمدیہ مطبوعہ مجیدی پریس دہلی ص۱۵۲ میں ہے اما الرابع من المحارم وھو حلیلۃ الاب فمذکور فی الآیۃ الاولیٰ (یعنی لا تنکحوا ما نکح اٰباؤکم) عالمگیریہ مصری ج ۱ ص۱۷۳ میں ہے الزوجۃ نسام الآباء والاجداد من جھۃ الاب والامہات علوا فھؤلاء محرمات علی التابید نکاحا ووطأ کذا فی الحاوی القدسی فتاوی امام فقیہ النفس قاضی خاں رحمہ اللہ تعالیٰ مطبوعہ برہامش عالمگیری مصری ج ۱ ص۲۳۶ میں ہے اما المحرمات بالعقد فمنکوحۃ الاب والجد من قبل الاب والامہات علا جس کے یہ نکاح کیا اس پر فرض ہے کہ فوراً جدا ہو جائے وہ عورت مرد اور اس نکاح کے سائی و شرکا جو اس سے واقف تھے کہ یہ نکاح نانا کی زوجہ سے اس کے نواسہ کا ہو رہا ہے گنہگار ہوئے وہ مفتی بھی۔ خدا سے اور سب کو توبہ و رجوع کی توفیق دے اور معاف فرمائے۔

یہ فتویٰ غلط دیا مگر کسی مسلمان اور پڑھے لکھے انسان کی طرف یہ گمان کہ اس نے جان بوجھ کر ایسا غلط فتویٰ دیا بدگمانی ہے اور بدگمانی خود ممنوع ہے اگر اس نے بے سمجھے سے ایسا عجلت میں کہا یا سمجھ کر دانستہ غلط کہا تو ہر حال اس مفتی سے گناہ ہوا دوسری صورت ہو تو آفت سخت ہے۔ میرے پاس دوسری جگہ سے بھی یہ سوال آیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ مفتی نے دھوکا کھایا فتاوی رضویہ کی اس عبارت سے کہ باپ کی ہر اس حلال ہے اگر اپنی نانی نہ ہو۔ مفتی نے یہ عبارت دیکھ کر اس کا مطلب یہ سمجھا کہ سگی نانی حرام

لہ تفسیرات احمدیہ ص۱۵۲ مطبوعہ مجیدی دہلی

ہے اور سوتیلی حرام نہیں حالانکہ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ باپ کی ساس جو اس شخص کی نانی ہو حرام ہے سگی ہو یا سوتیلی۔ اور جو اس کی نانی نہیں وہ حلال ہے باپ کی ساس ہونے سے نانی حرام نہیں سگی نانی ماں کی ماں اور زوجہ نانا ہونے سے حرام ہے اور سوتیلی نانی نانا کی منکوحہ ہے اس لئے حرام ہے باپ کی وہ ساس جو اس کی نانی نہیں نہ سگی نہ سوتیلی وہ حرام نہیں تو یہ کہنا کہ باوجود علم کے محض دنیاوی مفاد کے خیال سے مفتی نے جواز کا فتویٰ دیا خلاف واقع بات اور بدگمانی معلوم ہوتا ہے والغیب عند اللہ و ھو اعلم بحقیقۃ الحال واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از رائے بریلی مرسلہ شیخ چھدا صاحب ۲ محرم الحرام ۵۸ھ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ کچہری سے نکاح درست ہے۔

الجواب کچہری کے ساتھ نکاح ناجائز نہیں قال تعالیٰ۔ واحل لکم ما وراء ذلکم کچہری محرمات میں نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از کراچی پراونشل مسلم لیگ مسئولہ محمد عبدالحی صاحب حقانی مولوی فاضل آفس سکریٹری ۱۲ جمادی الاولیٰ ۵۸ھ۔

ایک لڑکی مسماۃ موہنی بالغہ ہے اور جس کی عمر ۱۶ سال ۸ مہینے ہے بخوشی و رضا مشرف باسلام ہوئی اور مسلمان ہو کر اس کا نکاح مسمی محمد عالم کے ساتھ کر دیا گیا لڑکی کے ہندو باپ نے کورٹ میں رجوع کیا کورٹ نے لڑکی کے بلوغ و قبول اسلام اور نکاح کے جائز قرار دینے کے باوجود لڑکی کو ہندو باپ کے قبضہ میں دے دیا اور مسمی محمد عالم سے ملنے اور خط و کتابت کی بھی ممانعت کر دی۔

(۱) کورٹ کا یہ فعل مداخلت فی الدین ہے یا نہیں؟

(۲) مسلمانوں کو ایسے ناجائز حکم کی پابندی کرنی چاہئے یا نہیں؟

(۳) کیا ہائی کورٹ کے مجوزہ حکم کو دوسرے صوبہجات میں مثال کے طور پر پیش کر دیا جائے؟

(۴) اگر یہ معاملہ مداخلت فی الدین ہے تو مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب۔ جواب مسئلہ تو ظاہر ہے کہ جب وہ لڑکی بفضلہ تعالیٰ مسلمان ہو گئی تو اس ہندو باپ سے کوئی تعلق نہیں رہا جب اس نے محمد عالم سے عقد کر لیا وہ اس کی بیوی ہو گئی۔ اس کے اسلام و نکاح کو مجوز نے صحیح مانتے ہوئے پھر اسے اس کے ہندو باپ کے سپرد کیا جس سے بوجہ تخالف مذہب کوئی تعلق نہ تھا

لے پ ۵ سورۂ نساء آیت ۲۴

اور محمد عالم جس سے استناد بروست تعلق کہ اس کی منکوحہ ہے اس سے ملنے بلکہ خط کتابت کی بھی ممانعت کردی ضرور اغلت فی الدین اور صریح زیادتی ہے جس پر احتجاج لازم۔ اپیل کیا جائے جائز طور پر انتہا درجہ تک سعی اس حکم کے خلاف کی جائے اس حکم پر ہرگز صبر نہ کیا جائے جو کچھ جائز کوشش اس کے روکرانے کی ہو سکتی ہو کرنی لازم۔ سائل نے جس امر کا اندیشہ ۳ میں بتایا ہے صحیح ہے اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اس لڑکی کے جو ابھی مسلمان ہوئی ہے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھنے اور اگر ایمان پر بفضلہ تعالیٰ قائم رہے تو جان جانے کا قوی اندیشہ ہے۔ ایک مسلمان کو اس کے ایمان وجان کے دشمنوں کے حوالہ کر دینے پر کوئی مسلمان کیونکر صبر کر سکتا ہے ہرگز ایسا کوئی قانون خیال میں نہیں آتا کہ ایک شخص کو اس کے ایمان وجان کے دشمن کے حوالہ کرتا ہو۔

مجوز نے محض اپنی رائے سے ایسا کیا ہوگا اس قانون کے تحت سمجھ کر کہ ۱۸ سال سے کم عمر میں نکاح نہ ہونا چاہئے اس قانون کا حاصل تو اتنا ہی سمجھا جا سکتا ہے کہ ۱۸ سال کی عمر میں نکاح نہ کیا جائے اگر کوئی کرے گا تو قانوناً مجرم ہوگا یہ نہیں کہ وہ نکاح نکاح ہی نہ ہوگا اس لئے مجوز نے اس نکاح کو صحیح مانا تو اس قانون کی بنا پر بھی عورت کو اس کے ہندو باپ کے سپرد کر دینا اس کا کوئی موقع خیال میں نہیں آسکتا شوہر کے سپرد تو یوں نہ کی کہ عمر ۱۸ سال سے کم تھی اور ۱۸ سال سے کم عمر میں زن وشوہر میں بیجائی قانوناً ممنوع بھی ہوگی مگر ہندو باپ کے سپرد کر دینا اس قانون سے کیسے سمجھا شوہر کو دینے پر اگر عورت کی صحت پر ذہبی خطرہ تھا تو اس کا علاج تو یہ بھی ممکن تھا کہ شوہر کے اعزا کے کسی معتمد مسلمان کے سپرد کی جاتی کہ جب تک اس کی عمر قانونی نکاح کی نہ ہو اس وقت تک شوہر سے تنہائی میں نہ ملے اس کے یہاں رخصت نہ کی جائے تو ہندو باپ کو دینے میں تو واقعی خطرہ اس کے جانے کا اور قوی اندیشہ اختلاف علی الایمان اور جان جانے کا ہے جس کا کوئی بندوبست نہیں ہو سکتا۔ اس ذہنی خطرہ کا لحاظ کرنا اور اس صحیح خطرہ قوی اندیشہ کو خطرہ میں نہ لانا مجوز کا ایسا انصاف ہے ہر اہل انصاف پر روشن ہے۔ ذی انصاف تو اسے ظلم بالائے ظلم کہہ سکتے ہیں۔

ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم وھو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ ایک عورت کا خاوند تین سال کا عرصہ ہوا پاگل ہو گیا اور اب ایک سال سے لاپتہ ہے ہم لوگ خدا اور اس کے رسول کا درمیان میں دے کر صحیح تحریر کرتے ہیں اب وہ عورت جوان ہے اس کی تمام بسر ہونا مشکل ہے لہذا ایسے صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

نشان انگوٹھا چھوٹے شاہ موضع خیر پور　　نشان انگوٹھا محمد شاہ موضع سرما

الجواب۔ جب تک اس کے مرنے کی خبر معلوم نہ ہو ایسی کہ اس خبر پر عورت کا دل جمے اور اس کی عدت نہ گذارے اس وقت تک عورت دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی اگر کرلے گی نہ ہوگا اشد گنہگار مستحق نار ہوگی وہ دوسرا جس سے نکاح کرے گی اگر اسے معلوم ہوگا کہ عورت ایسی ہے جس کے خاوند کا پتہ نہیں مفقود ہو گیا ہے یہ جانتے ہوئے نکاح کرے گا وہ بھی حرام کار ہوگا یہ نکاح نہ ہوگا ناوسفاح ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم

کتاب الرّضاع

رضاعت کا بیان

مسئلہ۔ از مظفر پور موضع بریر ڈاک خانہ مہند وارہ مولوی حفیظ الرحمن بتاریخ ۱۱ رجب المرجب ۱۳۳۵ھ زید کی شادی ہندہ سے ہوئی اب کچھ دنوں کے بعد ہندہ کی ماں آپس میں عورتوں میں گفتگو کر رہی تھی کہ میرا لڑکا جو انتقال کر گیا ہندہ سے بڑا تھا اس کے ساتھ میرا دودھ زید نے پیا ہے اس وقت زید وہاں پر موجود تھا اس وقت زید نے اس کا کچھ خیال نہ کیا کیونکہ رضاعت کے مسئلہ سے ناواقف تھا جب زید کو یہ مسئلہ معلوم ہوا تو زید نے خیال کیا کہ میری ساس یعنی ہندہ کی ماں کہہ رہی تھی کہ زید نے میرا دودھ پیا ہے اب زید کو یہ پتہ نہیں کہ جس وقت میں نے ہندہ کی ماں کا دودھ پیا اس وقت میری عمر کیا تھی اب زید اس بات کو ہندہ کی ماں سے موقع کے ساتھ دو چار روز میں مکمل طور پر تحقیق کرنا چاہتا ہے یک بیک پوچھنے سے شرم آتی ہے تو اس درمیان میں زید ہندہ سے جماع کر سکتا ہے یا نہیں؟

۲۔ کتنی سال کی عمر تک زید کے ہندہ کی ماں کے دودھ پینے سے زید پر رضاعت کا مسئلہ ثابت ہوگا یا کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اور اس کی صورت کیا ہے جواب مرحمت فرماویں۔ بینوا توجروا

الجواب۔ ثبوت رضاعت کے لئے حجت مال درکار کہ دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں ایسے جن کی شہادت شرعاً مقبول ہو زمانہ رضاعت میں دودھ پینے کی شہادت دیں درمختار میں ہے الرضاع حجتہ حجتہ المال وھی شہادۃ عدلین او عدل وعدلتین۔ شہادت مرضعہ مقبول نہیں ردالمحتار میں ہے لا تقبل شہادۃ المرضعۃ

۱؎ درمختار جلد ۲ صفحہ ۲۴۳ مطبوعہ مصر۔ ۲؎ ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۲۴۳ مطبوعہ مصر

عند ابی حنیفۃ واصحابہ۔ خانیہ میں ہے۔ رجل تزوج امراۃ فشھدت امراۃ انھا ارضعتھا لاثبت ذلک بقولھا وان کانت عدلۃ وان تزوجہ کان افضل الخ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ اگر بشہادت شرعیہ ثابت ہو کہ زید نے مادر ہندہ کا دودھ مدت رضاع کے اندر پیا تو امام اعظم و صاحبین کے نزدیک دو سال سے جب تو بالاتفاق حرمت ثابت ہوگی اور اگر دو برس کی عمر پوری ہونے کے بعد ڈھائی برس پوری ہونے سے پہلے پینا ثابت ہو تو امام اعظم کے نزدیک حرمت ہوگی صاحبین کے نزدیک ثابت نہ ہوگی۔ فتویٰ دونوں جانب ہے اس صورت میں احتیاط اسی ہے کہ ایسی عورت کو چھوڑ دیا جائے اور اگر ڈھائی برس بعد پینا ثابت ہو تو بالاتفاق حرمت ثابت نہ ہوگی کہ مدت رضاعت کے بعد پینے سے حرمت نہیں ہوگی درمختار میں ہے (یثبت التحریم فی المدۃ) فقط درالمحتار میں بحر الرائق سے ہے۔ اما بعدھا فانہ لا یوجب التحریم اور درمختار میں ہے ھو حولان ونصف عندہ وحولان فقط عندھما (وھو الاصح) فتح وبہ یفتی کما فی تصحیح القدوری عن العون لکن فی الجوھرۃ انہ فی الحولین ونصف ولو بعد الفطام شرنبلالی وعلیہ الفتوی اھ ردالمحتار میں ہے۔ انھما قولان افتی بکل منھما فاللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از سید حسین علی صاحب وکیل جاورہ ۱۸ ستمبر ۳۸ء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں۔ سکینہ

احمد علی	فاطمہ بی
شافیہ بی	احمد بخش

سکینہ بعمر ۷۰ یا ۸۰ سال کے ایک پوتی شافیہ بی اور ایک نواسا احمد بخش ہے سکینہ ۲۵ یا ۳۰ سال سے بیوہ ہے بالکل خشک ہے یعنی ہڈیوں کی مالا ہے یہ نواسے احمد بخش سے محبت رکھتی ہے اس کو محبت سے جب کہ وہ روتا ہے پستان منہ میں دیتی ہے اس میں دودھ اتفاق سے آجاتا ہے اور وہ پی لیتا ہے اس حالت میں احمد بخش کا نکاح شافیہ بی بی سے ہو سکتا ہے یا نہیں یہ دونوں ماموں بھتیجی کی حیثیت سے بھائی بہن ہیں یعنی ماموں زاد شافیہ بی اور پھوپھی زاد احمد بخش ہوئے کیا یہ نکاح جائز ہوگا۔

الجواب۔ اگر احمد بخش کے جوف میں اس کی نانی کا دودھ پینے سے ایک بار بھی پہونچ گیا ہو تو حرمت رضاعت کے لئے کافی ہے۔ احمد بخش احمد علی کی لڑکی شافیہ کا چچا ہوا۔ وہ اس کی بھتیجی۔ چچا بھتیجی کا نکاح حرام

لہ درمختار جلد ۲ صفحہ ۲۱۱ مطبوعہ مصر لہ ہدایہ جلد ۱ صفحہ ۲۲۲ مطبوعہ بیروت لہ درمختار، ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۲۰۶ مطبوعہ مصر کہ جلد اول صفحہ ۲۰۱ بیروت

مرضعہ اگرچہ بیوہ ہے اور آئسہ بھی ہو۔ عالمگیریہ[1] میں ہے۔ یتعلق التحریم بہ اذا حصل من بنت تسع سنین فصاعدا لکذا فی الجوھرۃ النیرۃ اسی میں ہے۔ اذا نزل للفتی لبن ان علم انہ امرأۃ تتعلق بہ التحریم ۹ برس کامل کی لڑکی سے زائد عمر کی عورت کے دودھ پینے سے تحریم ثابت ہوتی ہے بالکرہ خواہ بیہ شادی شدہ شوہر والی ہو یا بیوہ۔ ذات حیض ہو یا آئسہ ثیبہ ہو یا مرد درمختار[2] میں ہے۔ الرضاع معص من ثدی آدمیۃ ولو بکرا او میتۃ او آیسۃ۔ ردالمحتار میں ہے قولہ او آیسۃ ذکروفی النھر اخذا من اطلاقھم قال وھو حادثۃ الفتوی۔ جب احمد بخش اپنی نانی کا دودھ پیتا ہے تو شافیہ اس کے لئے حلال نہیں کہ وہ اس کا عم رضاعی ہے۔ یحرم من الرضاع مایحرم من النسب واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتاب الطلاق

طلاق کا بیان

مسئلہ۔ از شہر بریلی محلہ قرولان ۲۹ شوال المکرم ۱۳۵۰ھ

زید نے ان الفاظ کو ادا کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو جو بدھا کی لڑکی ہے اور میرے نکاح میں تھی میں اس کو طلاق دیتا ہوں مجھ کو اس سے کوئی تعلق نہیں خواہ وہ نکاح کرے یا رنڈی پیشہ کرے میرے نزدیک یہ رنڈی ہے۔

الجواب۔ عورت نکاح سے نکل گئی اس پر دو طلاقیں بائن ہوگئیں کہ اس کو طلاق دیتا ہوں طلاق صریح رجعی ہے اور مجھ کو اس سے کوئی تعلق نہیں ہے الخ کنایات طلاق سے اور بوجہ تقدم طلاق صریح کنایات صحیح نیت نہیں تو اس بائن نے اس رجعی سے مل کر اسے بھی بائن کر دیا کہ اس سے خیار رجعت نہ رہا عورت کو اختیار ہے بعد عدت جس سے چاہے نکاح کرلے اگر زید ہی سے نکاح پر راضی ہو تو اس سے بھی کر سکتی ہے کہ اس صورت میں زید صرف ایک طلاق کا مالک رہ گیا اب کبھی اگر ایک طلاق بھی اسے دے گا تو عورت اس پر ہمیشہ ہمیشہ کو بوجہ طلاق مغلظہ حرام ہو جائے گی کہ بے حلالہ کبھی حلال نہ ہو سکے گی یہ تیسری ان دو سے مل کر تین طلاقیں ہو جائیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

---

[1] عالمگیریہ جلد ۱ ص ۴۷۴ مطبوعہ بیروت۔ [2] درمختار، ردالمحتار جلد ۲ ص ۲۰۰ مطبوعہ مصر

مسئلہ۔ از رنگون دوکان سیٹھ صالح محمد نمبر ۱۹ ایڈورڈ اسٹریٹ مرسلہ شیخ محمد جواد صاحب ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۴۵ھ
شیخ محمد حنیف کی لڑکی کی شادی شیخ محمد جواد کے ساتھ ہوئی جس وقت یہ شادی ہوئی تھی اس وقت محمد حنیف سنی مسلمان تھا اب مذہب وہابیہ دیوبندیہ اختیار کرلیا ہے اور محمد جواد سنی ہے۔ محمد حنیف نے محمد جواد کو بہت کچھ سمجھایا کہ مذہب دیوبندیت وہابیت پر آجاؤ مگر محمد جواد نے صاف انکار کردیا کہ ہم اپنا مذہب اہلسنت نہیں چھوڑیں گے تب محمد حنیف نے اپنی لڑکی کو محمد جواد کے نکاح سے چھڑانے کے لئے اپنی لڑکی کو مشورہ دیا کہ تو کافرہ مرتدہ ہوجا۔ لڑکی نے اپنے والد کے کہنے سے کلمہ کفر بکا۔ اب محمد حنیف کہتا ہے کہ ہماری بیٹی کافرہ مرتدہ ہوگئی اور محمد جواد کے نکاح سے خارج ہوگئی۔ لہٰذا میں محمد جواد کے یہاں نہیں رخصت کروں گا۔ اور محمد حنیف اپنی لڑکی کا نکاح دوسرے سے کرنے کو کہتا ہے۔ اب آپ حضرات ارشاد فرمائیں کہ اس صورت میں محمد حنیف کی لڑکی شیخ محمد جواد کے نکاح سے خارج ہوئی یا نہیں۔ اگر نہیں تو محمد جواد زبردستی اپنی عورت کو محمد حنیف کے یہاں سے اسکتا ہے یا نہیں۔ اور محمد حنیف نے ایک مسلمان کو کافرہ مرتدہ ہونے کا مشورہ دیا تو محمد حنیف مسلمان رہا یا کافر اور محمد حنیف کی عورت محمد حنیف کے نکاح میں رہی یا خارج اگر خارج تو محمد حنیف تجدید ایمان و تجدید نکاح نہ کرے تو مسلمان محمد حنیف کے ساتھ کیسا برتاؤ کریں۔

الجواب۔ عورت کی ردت سے نزد مشائخ بلخ و سمرقند فرقت واقع ہی نہیں ہوتی وہ حسما لباب المعصیۃ وسد الباب الفتنۃ بھی فتویٰ دیتے ہیں نیز امام صفار و امام دبوسی رحمہما اللہ تعالیٰ نے اسی کو اختیار فرمایا اسی پر فتویٰ دیا وانا اقول وباللہ التوفیق۔ قرآن عظیم کا ارشاد ہے۔ بیدہ عقدۃ النکاح[1] نکاح کی گرہ مرد ہی کے ہاتھ ہے تو یہ ارشاد الٰہی بھی بظاہر اسی کو مقتضی کہ ردت عورت سے فرقت نہ واقع ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ عامۂ مشائخ نے ظاہر الروایۃ میں فتویٰ دیا کہ ردت احد الزوجین سے فسخ فی الحال ہوجائے گا اور سدباب فتنہ کے لئے فرمایا کہ عورت بعد تجدید اسلام اسی شوہر سے تجدید نکاح پر مجبور کی جائے گی اس کا انکاح اسی سے جبراً کردیا جائے گا اور کم سے کم مقدار مہر پر۔ راضی ہو یا انکار کرتی رہے۔ اس کا انکار مسموع نہ ہوگا اسے حلال نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے سوا کسی دوسرے سے نکاح کرے۔ امام فقیہ النفس امام قاضی خاں نے برائے فتویٰ اسی کو اختیار فرمایا۔ بہرحال اس نام کے حنیف نے اپنی لڑکی کو مرتد کرکے اور اس بدنصیب عورت نے مرتدہ ہوکر سخت سے سخت عذاب الٰہی کے استحقاق اور غضب جبار و قہر قہار اپنے سر اوڑھنے کے سوا اور کچھ نہ کمایا۔ کہ یا تو فرقت واقع ہی نہ ہوئی اگر امام صفار و امام دبوسی و مشائخ بلخ و سمرقند کا قول اختیار کیا جائے۔ یا ہنوز

[1] سورۂ بقرہ

نہ ہوئی ایک ہی فسخ ہو کر بھی کامل نہ کہلائے جو فسخ مانتے ہیں وہ بھی اسے شوہر اول ہی سے نکاح پر مجبور فرماتے ہیں۔ اور کسی اور سے اس کا نکاح اس حال میں حلال نہیں فرماتے۔ اسے قید ہی رکھتے ہیں آزادی کہاں دیتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین میں فساد کبیر و عرض روشما ہوتا واللہ لایحب الفساد۔ انہ لایحب المفسدین واللہ لایہدی کید الخائنین۔

شرع حکیم نے عورتوں کو یہ راہ نہ دی ورنہ روز آنہ جانے کتنی عورتیں اپنے شوہروں سے ناراض ہو ہو کر ان کی قید نکاح سے نکلنے کو کفر کیا کرتیں۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ مجمع الانہر میں ہے بعض مشائخ بخ و سمرقند کانوا یعتبرون بعد مرور قوع الفرقۃ حسما لباب المعصیۃ وعامتہم یقولون یقع الفسخ ولکن یعود بل النکاح الاول بعد الاسلام وھو ظاھر الروایۃ وھو الصحیح لان المقصود یحصل بذالک وھو مشائخ بخارٰی کانوا علی ھذا وفی الجوھرۃ وجبر علی الاسلام وتعزر بضرب خمسۃ وسبعین سوطا ولیس لھا ان تتزوج الا بزوجھا الاول ولکل قاض ان یجدد بینھما بمھر یسیر ولو بدانا رضیت اذا بت کما فی المنیۃ۔ رد المحتار میں فتح القدیر سے ہے۔ قد افتی الدبوسی والصفار وبعض اھل سمرقند بعد مرور قوع الفرقۃ بالردۃ ردا علیھا وغیرھم مشوا علی الظاھر ولکن حکموا بجبرھا علی تجدید النکاح مع الزوج ویعزر بخمسۃ وسبعین سوطا واختارہ قاضی خان الفتوی اھ۔

جن کے نزدیک تفریق واقع ہی نہ ہوئی۔ ان کے نزدیک تو محمد جواد کو اسے جبراً لانے کا اختیار رہتا ہی ہے اور جو فسخ مانتے ہیں ان کے نزدیک بھی عورت جبراً محمد جواد ہی کی جانب رد کی جائے گی۔ وہ نام کا حنیف اسے رہنے کا حق کسی کے نزدیک نہیں رکھتا۔ وہ اگر دیوبندیوں کے ان اقوال بدتر از ابوال پر مطلع ہے جن کے سبب علماء حرمین شریفین نے انھیں ایسا کافر فرمایا کہ جو ان کے ان کلمات لعینہ پر مطلع ہو کر ان کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے خود کافر ٹھہرے گا۔ اور پھر انھیں اپنا پیر و پیشوا دین کے علماء مانتا یا صرف مسلمان ہی جانتا ہے تو وہ پہلے ہی سے کافر ہے اس سے لڑکی کو مرتد کرنے کی کیا شکایت اور اگر ایسا نہیں تو اب اس سبب سے کافر ہو گیا اس کی عورت اگر پہلے نکاح سے خارج نہ بھی تو اب یوں خارج ہو گئی اس نام کے حنیف کو اس پر کوئی دسترس نہ رہی وہ بعد عدت جس سے چاہے اپنا نکاح کر سکتی ہے مجمع الانہر و فتاوی برازیہ وغیرہما میں ہے۔ من علم منھا کفرہ لتبین من زوجھا فھو کافر۔ بعد توبہ و تجدید ایمان شوہر عورت اس کے ساتھ نکاح پر مجبور نہیں کی جا سکتی۔ مجمع الانہر میں ہے۔ ان ارتد الزوج لا تجبر علی

مجمع الانہر جلد ۱ ص ۶۸۶ مطبوعہ بیروت۔ ردالمحتار جلد ۳ ص ۲۵۸ مطبوعہ مصطفی البابی مصر۔ مجمع الانہر جلد ۱ ص ۶۸۶ مطبوعہ بیروت۔ مجمع الانہر جلد ۱ ص ۶۸۶ مطبوعہ بیروت

النکاح بعد اسلامہ۔ اگر وہ نام کا حنیف توبہ نہ کرے تو اس کے ساتھ میل جول حرام ہے جب تک تائب نہ ہو اس سے ربط ضبط سلام کلام میل جول قطعاً موقوف کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از ہوڑہ کانور گلی ۲۲ مسجد انجمن تبلیغ الاسلام مرسلہ مولوی محمد علی اٹولوی سلمہٗ وحافظ عبدالمجید صاحب ۲۸ محرم ۱۳۵۱ھ

مسماۃ سارو بنت جلیمن کا نکاح بحالت نابالغی ہوا نکاح کے بعد شوہر مجنون ہو گیا جسے عرصہ آٹھ سال کا ہوا اس کی حالت جب سے اب تک ویسی ہی ہے کچھ فرق نہیں ہوتا ہے جگہ جگہ مارا مارا پھرتا ہے نہ اس کا کوئی وارث ہے نہ لڑکی کا کوئی وارث بجز اور ضعیفہ کے لڑکی کے خورد ونوش کا کوئی انتظام نہیں ہے لڑکی کی عمر ۱۸ سال ہے بہت ممکن ہے کہ اس کا قدم جادۂ استقامت سے پھسل جائے تو ایسی صورت میں شرعاً رہائی کی جو صورت ہو تحریر فرمائی جائے اور جہاں حاکم وقت مسلمان نہ ہو تو کس طرح یہ مقدمہ فیصل ہوگا سخت پریشانی ہے۔

الجواب۔ سیدنا الامام الاعظم والہمام الافخم اور حضرت سیدنا الامام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک جنون (اگرچہ مطبق ہو اس) کے سبب عورت کو حق فرقت حاصل نہیں ہوتا امام کا مذہب امام مذہب ہے اس سے سوائے ان صورتوں کے جن کا علماء نے استثناء فرمایا معدول جائز نہیں۔ نیز اور وجوہ کثیرہ سے اسی کو ترجیح حاصل متون مذہب کا یہی مختار ہے اکثر علماء معتمدین کا اسی پر اتفاق ہے کثیر فتاوی کا اسی پر اطباق ہے شروح اسی کی دلیل کی ترجیح پر ہیں۔ امام اجل قاضی خاں وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسی کو مقدم فرمایا تو ان کے نزدیک یہی مقدم وراجح ومعتمد ہے امام فقیہ النفس خانیہ میں فرماتے ہیں۔ حق الفتوی بہذا العیب عندنا لا یثبت فی النکاح فلا ترد المرأۃ بہ وان وجدت الزوج بہ جنونا او جذاما او برصا لیس لہا حق الفرقۃ ۔۔۔ وہکذا فی المحیط وغیرہا (لا یفتون احد الزوجین بہذا العیب الآخر) ولو فاحشا کجنون۔ امام فخر الدین زیلعی پھر امام کمال الدین ابن الہمام محقق علی الاطلاق نے اس مذہب مہذب کی تائید وترصیف اور دوسرے مذہب کی وہ تضعیف فرمائی جس کے بعد گنجائش کلام ہی نہ رہی وان شئت الاطلاع علیہ فلتشرف بمطالعۃ التبیین وفتح القدیر بے ضرورت ملجئہ مقبولہ شرع اس مذہب امام سے عدول ناجائز وناروا ہاں اگر واقعی ضرورت ہو ضرورت کا ادعا مکر وخداع اور نفس کے اتباع سے نہ ہو حاجت واقعیہ متحقق ہو تو جب کہ عند الضرورۃ تقلید امام مذہب آخر شرعاً جائز تو یہاں تو اپنے مذہب کے ایک امام امام محمد کا بھی مذہب وہی ہے جو ائمہ ثلاثہ امام مالک وامام شافعی وامام احمد کا ہے اس صورت میں امام محمد کے قول پر عمل کی اجازت ہو سکتی ہے۔

۱؎ فتاوی برہان الشریعۃ جلد ۲ ص ۱۳ مطبوعہ بیروت۔ ۲؎ منحۃ الغفار علی ہامش تبیین الحقائق جلد ۲ ص ۱۸۵ مطبع مصر

امام محمدؒ کا مذہب یہ ہے کہ عورت حاکم شرع کے یہاں دعویٰ کرے وہ بعد ثبوت جنون جس دن سے عورت نے دعویٰ کیا اس دن سے ایک سال کی مہلت دے اس بیچ میں اگر جنون جاتا رہا شوہر سلیم الحواس ہوگیا تو ہو گیا ورنہ ایک سال کامل گذرنے پر عورت پھر رجوع کرے اس وقت حاکم عورت کو اختیار دے کہ چاہے نفس کو اختیار کرے یا شوہر کو عورت اسی مجلس میں فوراً اپنے نفس کو اختیار کرے اگر مجلس بدلنے سے پہلے ہی اپنے نفس کو اختیار کرے تو حاکم تفریق کردے روز تفریق سے عورت عدت کرے بعد عدت جس سے چاہے نکاح کرے اور اگر حاکم شرع کو ثابت ہو کہ جنون مطبق ہے تو ایک سال کی مہلت نہ دے گا فی الفور عورت کو اختیار دے گا عورت فوراً اپنے تبدیل مجلس اپنے نفس کو اختیار کرے گی تو تفریق کردے گا بعد تفریق روز تفریق سے عورت عدت کرے گی کافی میں ہے۔ قال محمد رحمہ اللہ تعالیٰ ان کان الجنون حادثا فاجلہ سنۃ کالعنۃ شیخ امرأۃ بعد العنۃ اذا دبر أو ان کان مطبقا فھو کالجب وبہ ناخذ کذا فی الخلاصۃ القدامی جہاں مسلمان حکام نہیں وہاں حاکم شرع اعلم واتقہ علماء اہل بلد ہے کما فی الحدیقۃ الندیۃ وہ اگر حسب بیان بالا تفریق کردے گا تفریق ہو جائے گی جلد اکثر ما ماخوذ من العطایا النبویہ یہ سب اس صورت میں ہے جب کہ بالغہ کا نکاح اس سے نافذ و لازم ہو چکا ہو کہ باپ نے خود یہ نکاح کیا ہو یا اس سے نکاح کر دینے کی بصیغہ اجازت دی ہو اس نے کیا ہو شوہر لڑکی کا کفو ہو مہر میں کمی فاحش نہ ہوئی ہو یا مہر میں باپ نے کمی فاحش کے ساتھ کیا یا لڑکا کفو نہیں تو ان دونوں صورتوں میں باپ معروف بسوء اختیار نہ ہو اور شوہر کا غیر کفو ہونا اسے پہلے سے معلوم ہو اسے غیر کفو جانتے ہوئے اس نے اجازت دی ہو یوں ہی اگر باپ نہ تھا دادا تھا دادا نے یہ نکاح کیا یوں ہی اگر کسی اور نے کیا اور شوہر کفو ہے اور مہر میں کمی فاحش نہ ہوئی اور باپ یا اس کے نہ ہوتے دادا نے اس نکاح کی خبر سن کر اسے جائز کر دیا ہو یا باپ دادا کے علاوہ بھائی وہ نہ تھا تو چچا وہ نہ تھا تو دادا، پردادا کی اولاد سے کسی ولی اقرب نے کیا یوں ہی اگر دادا پردادا کی اولاد میں کوئی نہ تھا تو اس نے یہ نکاح کیا بشرطیکہ ان لوگوں میں سے جس نے کیا کفو سے بے کمی مہر کیا یا غیر ولی نے ایسا نکاح کیا اور جو ولی تھا اس نے جائز کر دیا تو نکاح ہو گیا۔

باپ یا دادا یا ان کے وکیل نے جو نکاح کیا کفو سے بے کمی مہر یا غیر کفو سے اور کھلی کمی مہر کے ساتھ کیا مگر باپ یا دادا معروف بسوء اختیار نہیں یا غیر نے کیا اور اسے باپ دادا نے جائز کر دیا تو یہ نکاح جائز و نافذ و لازم ہو گیا اس صورت میں عورت کو کسی وقت خیار نہیں۔ یوں ہی اگر باپ دادا کے نہ ہوتے دادا کے

سے کسی اقرب نے کیا اور لڑکی نے بالغ ہوتے ہی اپنے نفس کو اختیار نہ کیا جس مجلس میں بالغہ ہوئی اسی مجلس میں یا اگر اسے خبر نکاح نہ تھی بعد بلوغ جس جلسہ میں اسے خبر ملی اسی جلسہ میں اپنے نفس کو اختیار نہ کیا تو بھی نکاح لازم ہو گیا اب عورت کو کوئی اختیار نہیں۔ یوں ہی اس صورت میں جب کہ غیر ولی نے کیا تھا اور ولی نے اسے جائز کر دیا تھا۔ ہاں اگر ایسے باپ دادا نے یہ نکاح کیا جو معروف بسوء اختیار تھے اور یہ شوہر عورت کا کفو نہیں یا یہ کفو ہے مگر مہر میں کمی فاحش کی یا وہ معروف بسوء اختیار نہ تھے اور شوہر غیر کفو ہے انھیں دھوکہ دیا اپنا کفو ہونا ظاہر کیا اس بنا پر انھوں نے اس سے اس لڑکی کا نکاح کیا یا غیر ولی نے کیا اور ولی نے اجازت نہ دی نہ تو لازمہ فعلاً تو عورت کی نابالغی تک وہ ولی کی اجازت پر موقوف تھا بعد بلوغ خود لڑکی کی اجازت پر موقوف ہو گیا ان صورتوں میں بربنائے جنون شوہر تفریق چاہنا بے معنی ہے کہ بعض پہلی صورتوں میں نکاح ہوا ہی نہیں اور بعض پچھلی صورتوں میں وہ نکاح لڑکی کی اجازت پر موقوف ہے جائز کر دے گی جانے ہو جائے گا رد کر دے گی باطل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ زید کی زوجۂ اول مر گئی اور ایک لڑکا چھوڑ گئی جو کہ اب بالغ ہے زید نے یکے بعد دیگرے دو عورتوں سے نکاح اور کئے زید کی موجودہ عورتوں میں سے ایک نے زید کی زوجۂ اول کے لڑکے اور موجودہ عورتوں میں سے دوسرے پر زنا کا الزام لگایا لڑکا اور اس کی سوتیلی ماؤں میں برابر دشمنی چل آرہی ہے زید اپنی بیوی پر اس قدر فریفتہ ہے کہ وہ اس کو خوش کرنے کے لئے حق ناحق کرتا ہے لہٰذا بیوی کی منشا سے زید نے لڑکے کے الزام کو صحیح جانا اور اس سے بالکل قطع تعلق کر لیا پھر چالیس یوم کے بعد لڑکے کو اس کے اخراجات دینا شروع کر دیا دونوں عورتیں کہتی ہیں کہ لڑکے نے زنا کیا یہ بالکل غلط ہے محض یہ عداوت ہے لہٰذا متذکرہ بالا شخص کی بابت کیا حکم ہے صاف تحریر فرمادیں۔

الجواب۔ زید نے الزام کی جب تصدیق کر لی تو وہ عورت زید پر حرام ابدی ہو گئی جس کے ساتھ اپنے لڑکے پر الزام زنا صحیح جانا زید کو اس عورت سے جدا ہونا فرض ہے اب ہزار کہا کرے کہ میں نے یونہی کہہ دیا تھا سلف سے کہے کہ یہ بات غلط ہے ہرگز ایسا نہ ہوا کچھ مسموع نہیں وہ عورت جس نے الزام زنا کا رکھا اور زید اور اس کی وہ دوسری بیوی جو اب تک بعد اس تصدیق الزام کے زید کے پاس ہے سب گنہگار ہیں توبہ کریں اور اگر فی الواقع زید کے بیٹے نے سوتیلی ماں سے کالا منھ کیا تو اس کا اور اس کی سوتیلی ماں کا جس نے سوتیلے بیٹے سے کالا منھ کیا (کیا) پوچھنا؟ ظاہر ہے بہت سخت حرام کے دونوں مرتکب ہوئے دونوں

پر توبہ فرض ہے الزام زنا کے ثبوت کے لئے اقرار یا چار عادل ثقہ ایسے مردوں کی شہادت درکار جنھوں نے اپنی آنکھ سے سرمہ دانی میں سلائی کی طرح دیکھا ہو اور وہ بالاتفاق ایسا بیان کریں کہ اس کے سوا ثبوت زنا نہیں ہو سکتا محیط و ہندیہ و بحر الرائق جامع الرموز و مجمع الفقروی و درمختار[1] وغیرہ میں ہے۔ واللفظ لدرقیل لھما فعلت بام امرأتك فقال جامعتھا ثبت الحرمة ولا یصدق انه کذب ولو ھازلا۔ خلاصہ وغیرہ میں فرمایا والاصراس لیس بشرط فی الاقرار بحرمة المصاھرة۔ درمختار میں ہے۔ تزوج بکرا فوجدھا ثیبا وقالت ابوی فضنی ان صدقھا بانت بلا مھر ولا لا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ زید کی دو بی بی ہیں اس سے قبل ایک بی بی تھی جس سے ایک لڑکا بالغ موجود ہے اس نے اپنی سوتیلی ماں سے زنا کیا تو زید کی بی بی جس سے زنا کی نکاح سے خارج ہو گئی یا نہیں اگر نکاح سے خارج ہو گئی تو پھر نکاح میں لانے کی کوئی صورت ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب بیٹے نے جس سے زنا کیا وہ بی بی زید پر حرام ابدی ہو گئی کہ کسی طرح اس پر کبھی حلال نہ ہو گی نکاح سے خارج ہونا اور بات ہے اور حرام ہو جانا اور بات۔ حرام نکاح سے خارج ہو کے بھی ہو جاتا ہے اور کبھی نکاح میں رہتے ہوئے بھی۔ زید پر فرض ہے کہ جب بیٹے کا زید کی اپنی بیوی سے زنا ثابت ہو یا بے ثبوت صحیح شرعی زید نے یہ سن کر تصدیق کر دی ہو تو اس عورت سے متارکہ کرے۔ قال تعالیٰ[2] فامساك بمعروف او تسریح باحسان ۔ اس صورت میں جب امساک بالمعروف محال ہے تو تسریح باحسان ہی لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ زید کی زوجہ اول ایک لڑکا چھوڑ کر مر گئی ہو کہ اب بالغ ہے زید نے یکے بعد دیگرے دو عورتوں سے س، و، د سے نکاح اور کئے س نے زید کے لڑکے د کے ساتھ زنا کا الزام لگایا زید نے س کی زبانی سن کر اس الزام کو صحیح مانا اور لڑکے سے بیزار ہو کر اس کو س کے کہنے سے گھر سے نکال دیا س پندرہ دن پہلے زید کے چھوٹے بھائیوں کو اس الزام میں اپنا شریک اور موافق بنانے کی کوشش کر رہی تھی چونکہ زید کے بھائیوں کو س نے روپیہ پیسہ اور کھانے پینے میں بہت مدد دیتی ہے اس لئے اس نے س کے لفظوں کا زید کو یقین دلانے کی کوشش کی زید نے د سے پوچھا کہ کیا لڑکے نے زنا کیا ہے؟ د منکر ہوئی زید نے زد و کوب کیا تو د مقر ہوئی دوسرے دن زید نے د کو پھر زد و کوب کیا تو وہ منکر ہوئی یعنی د نے مار کے ڈر سے جیسی زید کی منشا دیکھی ویسا ہی کہہ دیا س مطلق نہیں چاہتی ہے کہ لڑکا گھر میں رہے

---

[1] درمختار جلد ۲ ص ۲۱۸ مطبوعہ مصر [2] سورۂ بقرہ آیت ۲۲۹

زید کو حق کی خوشی درکار ہے شرعاً ممنوع ہی کیوں نہ ہو زید اس واقعہ سے حق کے بہکانے میں آگر کہتا ہے کہ اب لڑکا بالغ ہے مجھ پر اس کا کچھ حق نہیں ہے میں اس کی شکل نہیں دیکھنا چاہتا ہوں میں نے تو اس کو سن بلوغ تک پہونچا بھی دیا دوسرے باپ تو دوسرا نکاح کرتے ہی پہلی بیوی کی اولاد کے ایک منٹ کے بھی روادار نہیں ہوتے اس واقعہ سے پیشتر لڑکے مذکورہ کو سوتیلی ماؤں نے زید سے کہہ کر اور جھوٹے الزام لگا کر کئی مرتبہ لڑکے کو گھر سے نکلوا دیا تھا گو کہ لڑکا بالکل بے خطا تھا لہذا صاف صاف تحریر فرمائیے متذکرہ بالا اشخاص میں سے ہر ایک کے لئے حکم شرع شریف کیا ہے زید کی دو بیویاں ہیں اور زید جانتا ہے کہ دونوں کے ساتھ یکساں برتاؤ کرنا میرا فرض ہے لیکن نہیں کرتا زید کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب۔ زید بے قید سخت گنہگار ہے ظالم ستم گار خطاکار ہے حق اللہ و حق العباد دونوں میں گرفتار ہے اس پر توبہ لازم ہے بالغ لڑکے کے نفقہ کا شرعاً وہ ذمہ دار نہیں مگر اس پر بیہودہ الزام کے سبب ظلم و ستم کا ٹھیکیدار ہے اس پر ظلم و ستم سزاوار ہے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم جب اس نے اس ناپاک الزام کی تصدیق کر دی اسے صحیح مان لیا تو وہ اس پر حرام ابدی ہو گئی اس پر فرض ہے کہ اس سے متارکہ کرے دیر فرض ہے وہ زید سے ایسا بھاگے جیسا شیر سے زید نے دیر ظلم کیا کہ اسے اس بے ہودہ ناپاک الزام پر جو اس کی سوت کا تراشا ہوا تھا سن کر مان لیا وہ بھی اتنا کہ بے چاری مجبور ہو کر اقرار کر بیٹھی پھر اس پر بھی صبر نہ کیا دوسرے روز پھر زدوکوب کیا زید جو شرع کا ایسا حکم بردار ہے کہ اس کے حکم کے آگے اسے روا روا نہیں سوجھتا شریعت کا نافرمان فاسق فاجر جو بدو کافر ماں بردار ہے جلد سے جلد توبہ کرے وہ مبتلائے قہر قہار مستوجب غضب جبار ہے والعیاذ باللہ العزیز الغفار زید جس پر عدل فرض ہے جب وہ دونوں بیوی میں عدل کا تارک رہا تارک فرض ہے جفا پیشہ ستم شعار ہے حق جس نے وہ ناپاک بہتان اٹھایا مستحق نار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۱۵ھ

ہندہ و زید کا باہم کمالت نابالغی نکاح کیا گیا بعد بلوغ زید کا مل ناصر ثابت ہوا اس کے تھوڑے عرصہ کے بعد زید پاگل بھی ہو گیا اب بھی مجنون ہی ہے ہوش و حواس بالکل درست نہیں ہے اور ہندہ جوان ہے وہ بغیر شوہر کے نہیں رہ سکتی بنا بریں اس کی زید سے گلو خلاصی کی کیا سبیل ہے تو ایسی صورت میں ہندہ کے لئے حکم شرع کیا ہے؟ بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب۔

الجواب۔ ہمارے اور تمام مذہب بلکہ چاروں مذاہب کے ائمہ کے امام عالی مقام امام اعظم

حضرت سیدنا امام ابو یوسف کے مذہب مہذب پر تو جنون مطلقاً کہ حادث غیر متد ہو جسے عرصہ دراز نہ ہوا ہو یا مطبق ہو کہ جس پر ایک زمانِ طویل گذر لیا ہو کسی حال سبب حصول خیار فسخ نہیں ہو سکتا اس مذہب امام الائمہ سراج الامہ کاشف الغمہ پر تو ہرگز بوجہ جنون شوہر عورت کو فسخ کرانے کا اختیار نہیں سوا صبر زنہار اس کے لئے کوئی چارۂ کار نہیں یہی مذہب مہذب ہر طرح مرجح ہے یہی قول مرضی و مختار معتمد و مؤید و مقدم واصح ہے کہ اکثر ائمہ کا اسی پر اتفاق ہے۔ اکثر فتاوی کا اسی پر اطباق ہے تمام متون مذہب نے جن کی بنا کار ہی بیان مذہب ہے اسی کو اختیار فرمایا شراح معتمدین نے شروح معتمدہ میں اسی کی دلیل کو مرجح ٹھہرایا اکثر کتابوں میں اسی پر جزم کیا اسی کو ذکر کیا قولِ آخر ذکر فرمایا۔ غنیہ میں امام فقیہ النفس نے اس کو مقدم کر کے راجح و معتمد بتایا۔ اور اس کے اظہ صحح واصح ہونے کو یہی کافی کہ وہ قول امام الانام بعد الصحابۃ الکرام ہے کہ فتوی مطلقاً علی قول الامام ہے۔ الا لضرورۃ ضعف دلیلہ او تعامل بخلافہ کما نصوا علیہ الائمۃ الفہام والحمد للہ الاعلام وقد اوضحتہ بما لامزید علیہ حضرۃ شیخ المسلمین والاسلام مجدد المائۃ المعاصرۃ مؤید الملۃ الطاہرۃ حجۃ اللہ علی العباد ائمہ الانام معجزۃ باہرۃ لسید الانام علیہ الصلاۃ والسلام مولانا الوالد العلام ادخلہ اللہ دار السلام فی العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ۔

شئے نمونہ از خروارے پند کتابوں سے بعض عبارت کا احضار کریں فتاوی امام اجل فقیہ النفس قاضی خاں نیز خزانۃ المفتین میں فرمایا حق الفسخ بسبب العیب عندنا لایثبت فی النکاح فلا ترد المرأۃ بعیب ما الخ میں ہے ان ابتلت المرأۃ بالبرص او الجذام او الجنون او العنۃ او القرن او الرتق او الافضاء او الباسور او الناصور او الاحتباس او الداء فی الفرج او الداء فی الثدی او الداء فی البطن او الداء فی الرأس او الداء فی الوجہ او الداء فی الید او الداء فی الرجل او الداء فی الظہر او الداء فی الجنب او الداء فی الصدر او الداء فی الفخذ او الداء فی الساق او الداء فی القدم او الداء فی الاصبع او الداء فی الظفر او الداء فی الشعر او الداء فی الحاجب او الداء فی العین او الداء فی الانف او الداء فی الاذن او الداء فی الشفۃ او الداء فی السن او الداء فی اللسان او الداء فی الحلق او الداء فی الذکر او الداء فی الانثیین او الداء فی الدبر او الداء فی الفخذ او الداء فی الساق او الداء فی القدم او الداء فی الاصبع او الداء فی الظفر او الداء فی الشعر او الداء فی الحاجب او الداء فی العین او الداء فی الانف او الداء فی الاذن او الداء فی الشفۃ او الداء فی السن او الداء فی اللسان او الداء فی الحلق او الداء فی الذکر او الداء فی الانثیین او الداء فی الدبر الخ میں ہے اذا کان بالزوجۃ عیب فلاخیار للزوج واذا کان بالزوج جنون او برص او جذام فلاخیار لہا۔ در مختار میں ہے لا یتغیر لہذا الزوجین بعیب الاخر ولو فاحشا کجنون۔ ہاں ہمارے مذہب کے امام ثالث سیدنا امام محمد جنون کے سبب عورت کو خیار فرقت دیتے ہیں جنون مطبق میں مثل جب فی الحال اور نوبرسا میں روز مرافعہ سے بعد ایک سال عنہ کی مثال عورت خود فسخ نہیں کر سکتی حاکم شرع سے حضور دعوی کرے گی وہ بعد تحقیق کامل و تبیع تام مرد کو ایک سال کامل کی مہلت دے گا اس بیچ میں اگر صحیح ہو گیا جب تو جھگڑا ہی چکا نزاع ہی ختم ہوا جو رکھ گئی نخل آرزو کے سبب خیار فسخ و تفریق ہی زنہار اب تفریق پانا محض بے معنی اور زبردستی چاہی بھی جائے تو تفریق کرنا کب روا؟ اور اگر صحیح نہ ہوگا تو عورت اگر پھر دعوی کرے گی قاضی شرع اسے اختیار دے گا کہ اپنے نفس کو انتیا کر لے یا شوہر کو اگر عورت اسی مجلس میں اپنے نفس کو انتیا کر لے گی تو حاکم شرع، قاضی تفریق کر دے گا یا تفریق

لہ خانیہ برحاشیہ ہندیہ جلد ۱ صفحہ ۴۸۰ مطبوعہ بیروت لہ عالمگیریہ جلد ۱ صفحہ ۳۳۱ بیروت لہ درمختار جلد ۲ صفحہ ۵۰۰ مصر

طلاق بائن شمار ہوگی عورت پر عدت لازم ہوگی بعد مرور عدت جس سے چاہے نکاح کر سکے گی۔

فتاوٰی ہندیہ میں ہے۔ قال محمد ان کان العنین حادثا یؤجل سنة کالمجبوب فیخیر المرأة بعد الحول اذا اختیرأن کان مطبقا فهو کالمجب۔ خانیہ پھر عالمگیریہ[1] میں ہے لو وجدت المرأة زوجها مجبوبا خیرها القاضی الحال ولا یؤجل۔ حاشیہ عالمگیریہ میں الٰہی حضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ قوله حادثا ای لم یعتد ولم یرجع بسنان طویل لیقابل المطبق لما الحدوث بعد النکاح فشرط مطلقا عند محمد قوله مطبقا ممتدا لازما کما فی جبوب التلاوة من ردالمحتار عن الفتح وذکر ان المتدفی الصلاة ما استغرق ست صلوات فی الصور الشهر کله لیلة ویوما ۱۲ وفی الزکاة الحول قلت والظاهر ان المطبق ههنا لایکون ما لم یستکمل حولا تاما والله تعالٰی اعلم۔ عالمگیری میں ہے۔ ان[2] جاءت المرأة الی القاضی بعد مضی الاجل والزوج لم یصل الیها خیرها القاضی فی الفرقة کذا فی شرح الجامع الصغیر لقاضی خان۔ ان اختارت الفرقة۔ فرق بینهما هکذا ذکر محمد رحمه الله تعالٰی فی الاصل کذا فی التبیین والفرقة تطلیقة بائنة کذا فی الکافی فلها مهرها کملا وعلیها العدة بالاجماع ان کان الزوج قد خلا بها الم یختصرا کی[3] میں ہے۔ فان اختارت زوجها او قامت عن مجلسها او قاما هما عن المجلس القاضی او قام القاضی قبل ان تختار بطل خیارها کذا فی المحیط۔

دربارۂ عنین یہ حکم ہے کہ عورت حاکم کے حضور دعوٰی رجوع کرے حاکم شوہر سے دریافت فرمائے اگر وہ اقرار کرے ایک سال کامل کی مہلت بغرض علاج دے اور انکار کرے تو عورت کا معائنہ کسی ثقہ پرہیزگار عورت سے کرائے جب وہ بی بی شہادت دے کہ ہنوز عورت باکرہ ہے تو سال بھر کی مہلت دے مہلت اگر اثنائے ماہ میں دی جائے گی تو سال بھر کا شمار دنوں سے کیا جائے گا یعنی پورے تین سو ساٹھ روز اور اگر ختم ماہ قمری پر مہلت دی جائے گی تو بارہ ماہ کا تیرہ ماہ سے حساب ہوگا مثلاً ۱۲ جمادی الآخرہ ۱۳۵۱ھ کی چاند رات کے دن مہلت یک سال دی گئی تو رجب ۱۳۵۲ھ کی چاند رات کو مہلت ختم ہوگی اس بیچ میں جتنے دن عورت خود شوہر سے علٰحدہ کہیں رہے گی یا جتنے دن وہ یا شوہر کسی ایسے مرض میں مبتلا ہوئیں گے کہ جس میں صحبت نہ ہو سکے وہ دن شمار میں نہ آویں گے اتنے دن رجب ۱۳۵۲ھ کی چاند رات پر اور اضافہ ہوں گے مثلاً پندرہ روز عورت خود مکان شوہر میں نہ رہی یا وہ شوہر پندرہ دن ایسے مرض میں مبتلا ہوا جس میں صحبت نہ ہو سکتی تھی تو پندرہ رجب کو جا کر ایک سال کامل ہوگا رمضان اور عورت کے ایام حیض اس حساب سے مجری نہ ہوں گے یوں ہی

[1] عالمگیریہ جلد ۱ ص ۵۴۲ بیروت [2] عالمگیریہ جلد ۱ ص ۵۴۲ بیروت [3] عالمگیریہ جلد ۱ ص ۵۴۳ مطبوعہ بیروت

شوہر کے ایام غیبت۔ جب سال کامل گذر جائے اور شوہر صحیح نہ ہو عورت پر قادر نہ ہو تو عورت پھر دعوٰی کرے حاکم پھر شوہر سے پوچھے مقر ہو تو اسے طلاق کا حکم دے۔ ورنہ فبہا ورنہ تفریق فرمادے اور اگر منکر ہو تو پھر کسی پاک پرہیزگار ثقہ بی بی سے معائنہ کرائے وہ شہادت بکارت دے تو تفریق کردے مگر تفریق سے پہلے عورت سے پوچھے کہ تو شوہر کو اختیار کرتی ہے یا اپنے نفس کو وہ اگر بے مجلس پہلے اسی مجلس میں اپنے نفس کو اختیار کرے تو تفریق کردے خلوت درمیان زن و شوہر ہو چکی تو عدت لازم ہوگی اور مہر کامل دینا ہوگا ورنہ عورت پر عدت نہیں اور مہر نصف شوہر پر نصف ہوگا وھذا الملخص من کتب مشھورۃ وفی کتب القوم مسطور ومسبور۔ جب یہ سب معلوم ہو چکا۔

اب صورت مستفسرہ کے جواب کی طرف رخ کیجئے۔ جب کہ شوہر عنین بھی ہے اور مجنون بھی جنون ماؤف ہوگا تو وہی مہلت یک سال اس میں بھی ہوگی اس صورت میں مذہب امام سے عدول سردست خوبے کار ہوگا کہ کال یوں بھی نہ کرے گا۔ لہٰذا سے چاہئے کہ بر بنائے عنہ کسی سنی عالم اعلم علمار بلدۃ فقہائے شہر کے یہاں دعوٰی رجوع کرے وہ حسب بیان بالا کارروائی کرے کہ یہاں قاضی کہاں یہاں اعلم علمار بلدہ ہے حسب تصریح علمار قائم مقام سلطان ہے سال بھر میں شوہر صحیح ہو جائے گا یا نہیں اگر علاج کارگر نہ ہوا اور پھر عورت رجوع لائے تو بر بنائے عنہ تفریق کردے اور اگر وہ یوں تو تندرست ہو جائے مگر مجنون باقی رہے تو عورت اب اگر ضرورت رکھتی ہو۔ اور اظہار حاجت بے مکر و فریب کرتی ہو نفس کے اتباع و ہیرہ وی سے ضرورت۔ ضرورت نہ پکارتی ہو واقعی سچی ضرورت متحقق ہو تو چوں کہ ہنگام ضرورت جب مذہب غیر پر بھی عمل کی اجازت ہو سکتی ہے تو یہ تو تمام ہی کا ایک قول ہے جو امام محمد کا مذہب ہے تو بیقیناً اولٰی بالجواز ہے ضرورت واقعیہ صادقہ پر وہ اس مذہب امام محمد کی رو سے اب بر بنائے جنون دعوٰی کرے وہ عالم حاکم شوہر کو ایک سال علاج کی مہلت دے صحیح ہو جائے فبہا ورنہ جب پھر عورت دعوٰی کرے حسب بیان بالا تفریق کردے ہاں اگر جنون مطبق ہو اور ضرورت صادقہ واقعی ہو تو اس صورت میں عورت مذہب امام محمد پر عمل کر کے عالم حاکم سے رجوع کرے عالم بعد تحقیق مذہب امام محمد حسب بیان بالا تفریق کردے اور اگر قانوناً عالم ایسا فیصلہ نہ کر سکے یا کوئی عالم نہ مل سکے تو کسی اسلامی ریاست میں ایسے قاضی کے یہاں رجوع کریں جو منجانب قدیس صرف دو بیر کے مقدمات طے کرنے کے لئے خاص نہ ہو ھذا ما عندی والعلم الحق عند ربی وھو تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہٗ اتم واحکم۔

جناب مولانا مولوی مفتی صاحب بریلی السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہٗ

مسئلہ۔ ایک شخص نے اپنی لڑکی اپنے بھانجے کے نکاح میں دی دونوں مسلمان اہل سنت و الجماعت تھے اور ان سے ایک لڑکا بھی پیدا ہوا اب لڑکی کا خاوند ایک سال سے زیادہ عرصہ ہوا شہر چھوڑ کر چلا گیا اور ایسی بستی میں جا بسا جہاں کثرت سے شیعہ رافضی رافوذی رہتے ہیں اور وہ لڑکا ایک شیعہ رافوذی کے مکان میں ایک شیعہ کا لڑکا بن کر رہا اور ان کے مذہب کے مطابق رہنے لگا انھیں کا سا لباس اختیار کر لیا اور انھیں کی سی عبادت کرنے لگا ہے وہیں رہتا ہے وہیں کھاتا ہے پیتا ہے اور ایک سال سے اپنی بیوی بچہ کے پاس بھی آیا نہیں اور بیوی بچہ کا کوئی نفقہ بھی بھیجا نہیں ہے لڑکی باپ کے مکان پر رہتی ہے لہٰذا اس صورت مسئولہ میں لڑکی اپنے خاوند کے نکاح میں رہی یا نہیں اور اگر نکاح ٹوٹ گیا تو اس کی عدت کیا ہے جواب باصواب جلد مطلع فرماویں اللہ تعالیٰ اجر عطا کرے۔ راقم نیاز مند مومن عبد الغنی حاجی نامر محمد چوک بازار سورت۔

۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۱ھ

الجواب۔ روافض زمانہ عموماً مرتدین ہیں جب اس نے بے اکراہ بے ضرورت ملجئہ اور بے فائدہ شرعیہ ان کی صورت بنائی۔ سیرت اختیار کی تو وہ انھیں میں کا ایک ہو گیا حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من تشبہ بقوم فھو منھم۔ فتاوی الصغری پھر فقہ اکبر امام اعظم کی شرح ملا علی قاری میں ہے۔ من تقلس بقلنسوۃ المجوس ای لبسھا وتشبہ بھم فیھا او غیرھا خروجا صغیرا علی الحائک ای ھو من شعارھم او شد فی الوسط خیطا کفرا ان کان مشابھا بخیط ھم او بما جاوز سمک الزنار۔ یہاں تک کہ اگرچہ مزاح و ہزل ہی سے پناہ بخدا کسی سے واقع ہو جب بھی یہی حکم ہے۔ اسی میں ہے۔ ولو شبہ نفسہ بالیہود والنصاری ای صورۃ او سیرۃ علی طریق المزاح والھزل ای ولو علی ھذا المنوال۔ فقط پھر شرح فقہ اکبر میں ہے۔ اذا شد الزنار او لبس قلنسوۃ المجوسی جاز ا وھزلا یکفر۔ فتاوی خلاصہ میں ہے من تزنر بزنار الیھود او النصاری وان لم یرد بہ دخل کنیستھم وکفر۔ پھر اس کا کیا پوچھنا جزیہ صرف ان کی وضع سے ان کے کنیسہ میں جایا کرے بلکہ انھیں کی طرح عبادت بھی کرے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم نیز فتاوی خلاصہ میں امام ابو جعفر الاسترو شنی سے ہے۔ لو شد الزنار ان فعل لتخلیص الاساری لا یکفر والا کفر۔ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے۔ یکفر بخروجہ الی نیروز المجوس والموافقۃ معھم فیما یفعلونہ فی ذلک الیوم ووضع قلنسوۃ المجوس علی راسہ علی الصحیح الا لتخلیص الاسیر او لدفع الحر او البرد عند البعض وقیل ان قصد بہ التشبہ یکفر وکذا شد الزنار فی وسطہ۔ شرح فقہ اکبر میں ہے۔ وشد المسلم الزنار

لہ تا ۷ تا فقہ اکبر ص ۱۸۵ مطبوعہ مصر ۔ ۸ فتاوی خلاصہ جلد ۴ ص ۵۲۴ مطبوعہ لاہور ۔ ۹ مجمع الانہر جلد ۱ ص ۶۹۸ مطبوعہ ۔ ۱۰ فتاوی ص ۳۸۵

وہ خل دار الحرب للتجار او کفرای لانہ تلبس بلباس کفر من غیر ضرورۃ ملجئۃ ولا فائدۃ مترتبۃ فعلم من لبسہا التحقیر الاسلام وکذا اقال اکثر انعلماء فی لبس السواد ای علی منوال لبسہم المعتاد۔

اور جب وہ انھیں میں کا ایک ہوگیا تو نکاح باطل ہوگیا۔ فان الارتداد لحد الزوجین فسخ قال اللہ شرح فقہ اکبر میں خلاصہ وظہیریہ سے ہے۔ من شد الزنار وسطہ حبلا وقال ھذا من زنار الکفر اسی میں ہے وفی الظہیریۃ وحرم الزوج۔ عورت پر اسے کوئی دسترس نہ رہی وہ مختار ہوگئی کہ وہ بعد عدت جس سے چاہے نکاح کرلے۔ وہ شخص ہزل و مزاح کا دعوی تو کر نہیں سکتا اور کرے تو بے کار کہ اس سے حکم نہیں بدل سکتا جیسا کہ اوپر ثابت ہوا نہ اکراہ ہی کا دعوی کرسکے گا کہ ہزل و اکراہ اگر ہوتا تو اتنے عرصہ دراز تک اس کا انھیں میں گھلا ملا رہنا یعنی چہ؟ قید تو نہ تھا؟ کیا اسے وہاں سے چلے آنے کا موقع نہ تھا؟ کیوں یہ وہیں رہتا بستا؟ انھیں جیسا رہا؟ پھر اس کا ثبوت دیتے دیتے اور دھرا ہو جائے گا کہ اکراہ شرعی ہوا اور برابر سال بھر اس سے زائد جب سے اب تک برقرار رہا تو یہ ادعا تو غالباً نہ کرے گا ہاں اگر چلے تو کسی ضرورت اور فائدہ کی راہ چلے گا۔ وہ اگر ایسا ادعا کرے تو اس سے ضرورت و فائدہ دریافت کیا جائے گا اگر ضرورت و فائدہ ناقابل قبول شرع ہوگا اس کے منہ پر مار دیا جائے گا اور حکم یہی رہے گا اور اگر کوئی ضرورت شرعیہ فائدہ معتبرہ بتائے بھی تو اس سے اس کا ثبوت شرعی لیا جائے کہ وہ ضرورت جب سے اب تک برابر رہی ہو اگر کسی وقت وہ ضرورت نہ پائی گئی اور وہ بدستور روافض کا ہم طریقہ ہی اپنے آپ کو ظاہر کرتا رہا ہو تو بھی یہی حکم رہے گا اور وہ جو ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں فرمایا۔ لیس تاج الرفضۃ مکروہ کراھۃ تحریم وان لم یکن کفرا بناء علی عدم تکفیر ھم لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام من شبہ بقوم فھو منھم۔ یہ مبنی بر اختیار عدم تکفیر بعض روافض ہے جیسا کہ خود اسی قول میں مصرح ہے یہ اختلاف پہلے تھا کہ روافض میں فرق تھا بعض غالی ہوتے تھے اور بعض غیر غالی۔ غالی کی تکفیر پر اتفاق تھا اور غیر غالی کی تکفیر میں اختلاف۔ بہت لوگ سب کو کافر کہتے تھے اور محققین غیر غالی کی تکفیر نہ فرماتے تھے آج یہ اختلاف نہیں کہ ہر رافضی غالی ہے اور جو بالفرض خود ایسے عقائد کفریہ نہ رکھتا ہو جن کی بنا پر اس کی تکفیر قطعی ہو تو وہ ان کفریات کے معتقدین کو مسلمان جانتا بلکہ ان میں جو مجتہد مانے جاتے ہیں انھیں مجتہد و پیشوا مانتا ہے اور ایسے کافر کو جو قطعاً متاجراً کافر ہو مسلمان ہی جاننا کفر ہے نہ کہ امام و مجتہد و پیشوا ماننا۔

غالی روافض کا حکم اسی شرح فقہ اکبر میں دیکھئے[1] الملائۃ من الروافض الذین یدعون ان جبرائیل

[1] فقہ اکبر مع شرح ملا علی قاری مطبوعہ مصر [2] فقہ اکبر مع شرح ملا علی قاری مطبوعہ مصر

علیہ السلام غلط فی الوحی فان اللہ تعالیٰ ارسلہ الی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وبعضھم قالوا انہ اراد ان صلوا الی القبلۃ لیسوا بمؤمنین۔ فتاوٰی بزازیہ[1] پھر تنبیہ الولاۃ[2] رسالہ علامہ شامی میں ہے۔ یجب اکفار الروافض فی قولھم برجعۃ الاموات الی الدنیا ونسخ الارواح وانتقال روح الالٰہ الی الائمۃ وان الائمۃ الٰہۃ وفی قولھم بتزوج امامنا طلق بالحق وانقطاع الامر والنھی وبقولھم ان جبریل علیہ السلام غلط فی الوحی الی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ودون علی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ واحکام ھؤلاء احکام المرتدین نعوذ باللہ تعالیٰ[3] میں ہے۔ یجب الاقتداء بہ مع الکراھۃ اذا المرتکب مما یعتقد بہ یؤدی الی الکفر عند اھل السنۃ اما لو کان مؤدیا الی الکفر فلا یجوز اصلا کالغلاۃ من الروافض الذین یدعون الالوھیۃ لعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ او ان النبوۃ کانت لہ فغلط جبریل ونحو ذلک مما ھو کفر وکذا من یقذف الصدیقۃ۔

اسی میں ہے۔ غلاۃ الروافض ومن ضاھاھم فان امثالھم لم یحصل منھم بذل وسع فی الاجتھاد فان من یقول بان علیا ھو الالٰہ او ان جبریل غلط ونحو ذلک من السخف انما ھو متبع محض الھوی وھو اسوأ حالا ممن قال ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ تعالیٰ فلا یتأتی فی من مثل ھؤلاء من العظیمین ان لا یحکم بانھم من اکفر الکفرۃ وانما کلامنا فی مثل من لہ شبھۃ فیما ذھب الیہ وان کان ما ذھب الیہ عند التحقیق فی حد ذاتہ کذلک کالرافضۃ ومخالفۃ الکتاب والسنۃ والاجماع فقد فیہ انکار حکم النصوص المشھورۃ والاجماع الا انھم شبھۃ یتاولون علی اثرھا وقد یقع الخلاف فی ھذا النوع کثیرا فی الکلام وکثیر لا فقہ الشیخین والسالب لھما فان فیہ انکار حکم الاجماع القطعی الا انھم لم یکونوا بعد قد بلغتھم الاجماع بانھما صحابۃ فکان لھم شبھۃ فی الجملۃ وان کانت ظاھرۃ البطلان بالنظر الی الدلیل فھذا سبب تلاقی الشیعۃ الی ھذا الحد وان کان ھذا ھو الواقع فی نفس الامر فھم مع اعتقادھم کفر من خالفھم حتما بخلاف مثل من انکر من الخلافۃ ما ثبت بالتواتر[4] شعرانی میاض وردر مختار وغیرہ معتمدات اسفار میں ہے کہ جس کا کفر قطعی ہو فرمایا۔ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔ تو اگر کوئی رافضی ایسا ہو جو خود ان کفریات قطعیہ کا معتقد نہ ہو ممکن ہے مگر ان میں ایسا کوئی نہ نکلے گا جو ان عقائد کفریہ رکھنے والے کو کافر جانے اور ان اپنے مجتہدین کو جو ان کفریات کے معتقد ہیں امام ومقتدا اور مجتہد مانے یہ شخص اگر ان کفریات اور ان کے مثل مثلاً تحریف وتبدیل وتنقیص قرآن یا تفضیل مولٰی علی واہلبیت اطہار بر انبیاء سوا سید الانبیاء علیہ وعلیہم السلام کا معتقد نہ مانا جائے اور یہ کہ وہ قذف حضرت سیدتنا عائشہ کا مرتکب جہنا نیہ کہ اس نے سیدنا شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر انکار صحبت وخلافت کا الزام کیا کہ پہلے کفریات کی بنا پر اجماعی قطعی کافر کہا جاتا اور سب وانکار صحبت وخلافت پر بھی اکثر فقہا کے طور پر کافر

---

[1] فتاوٰی بزازیہ علی ہامش الہندیہ جلد ۳ صفحہ ۳۰۴ مطبوعہ بیروت [2] تنبیہ الولاۃ مطبوعہ ناصر [3] ردالمحتار مطلب مطبوعہ ۱۲ [4] ردالمحتار

ٹھہرتا مگر جب وہ ان میں ایسا گھلا ملا تو لا اقل اس پر اتنا الزام ضرور آیا کہ وہ روافض کو کافر نہیں جانتا بلکہ ان کی طرح عبادت کا اعتبار بھی بتاتا ہے کہ وہ انھیں کو حق پر مانتا ہے جب تو اپنا طریقہ چھوڑ کر ان کا پکڑنا ہے تو یہی اس کے کافر ہونے کو بس ہے۔

مگر ممکن ہے کہ وہ یہ ادعا کرے کہ مجھے روافض کے ان عقائد خبیثہ کفریات قطعیہ کا علم نہ تھا اتنا ہی جانتا تھا کہ روافض سبِّ صحابہ کرتے اور خلافت شیخین سے انکار رکھتے ہیں وبس اس ادعا سے اگرچہ اس پر اجمالی حکم نہ ہوگا مگر حکم رفض ضرور ہوگا کہ انھیں اہل حق مانا اس حکم میں نوعیت زوجہ میں کوئی فرق نہ ہوگا کہ سب وانکار صحبت وخلافت شیخین ضرور کفر ہے اگرچہ تسبب کو شبہہ کا فائدہ دیا جائے اور لفظ کافر کا اطلاق نہ کیا جائے شبہہ کا فائدہ اتنا ہی ہے کہ وہ لفظ سے نہ کہا جائے گا مگر اس قول وفعل کی بنا پر جس کا وہ مرتکب ہوا اس پر حکم توبہ وتجدید ایمان ونکاح یقیناً ہوگا۔ فتح القدیر وحاشیہ شامی علی التبیین وغنیہ وغیرہ میں ہے۔ ذاھب المعتقد فی نفسہ کفر فالقائل بمقالہ بما ھو کفر وان لم یکفر مجمع الانہر وغیرہ میں ہے۔ ما یکون کفرا بالاتفاق یوجب احباط العمل کما فی المرتد وتلزمہ اعادۃ الخ ان کان قد حج ویکون وطؤہ بعد ذلک مع امرأتہ زنا والولد الحاصل منہ فی ھذہ الحالۃ ولد زنا بلکہ جس کا کفر ہونا مختلف فیہ ہو ایسے کفر کے ارتکاب پر بھی علماء حکم توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح فرماتے ہیں اشباہ میں ہے۔ وما کان فی کونہ کفرا خلاف یؤمر قائلہ بتجدید النکاح وبالتوبۃ والرجوع عن ذلک احتیاطا اگر فی الواقع وہ ان کے ان عقائد کفریہ میں شریک نہیں اسے وہ عقائد معلوم ہی نہیں اور معلوم ہوئے پر وہ بے تکان انھیں کافر ومرتد جانے نہ اس سے تبرا واقع ہوا وہ تبرا کو ملعون جانتا اور تبرائی کو مذہب سے خارج مانتا ہے نہ اس سے انکار خلافت وصحبت واقع ہوا انکار کرنے والے کو گمراہ جانتا ہے دل سے سنی مذہب کے علاوہ ہر مذہب کو باطل جانتا ہے اب بھی تضمار ضرور یہی حکم ہوگا کہ سب شیخین وانکار خلافت بلکہ قذف حضرت سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مشہور ومعروف اور روافض کا طریقہ عبادت ان کا شعار اور بے اکراہ بے فائدہ اس کا اختیار اس حکم کے لئے کافی اور عورت کا لفاضی، وہ ہرگز نہ مانے گی بلکہ وہ خبیثہ بھی۔ فاعلم من کفر لسانہ وطاب قلبہ مطمئن بالایمان فھو کافر عند اللہ تعالیٰ کما صرح بہ العلماء فی غیر ھذا الکتاب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ عدت وہی تین حیض کا بعد طلاق شروع ہو کر ختم ہوتا ہے جو عدت طلاق ہے وہی اس کی عدت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از کلکتہ ہری اسٹریٹ ۹ پوسٹ آفس اسٹریٹ مکانہ سراج جناب عبدالرحمان صاحب۔ مورخہ ۱۱ ؍ ۱۳۲۵ھ

لہ فتح القدیر ص ۵۱۵ مطبوعہ لاہور۔ سلہ مجمع الانہر ابواب الردۃ ص ۶۸۶ مطبوعہ مصر

مولانا المحترم دام بالمجد والکرم زیدہ مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ داعی خیر بخیر یہاں ایک مسئلہ میں بہت جھگڑا ہے جواب مع ثبوت تکلیف فرما کر جلد ارسال فرمائیے۔ اور عنداللہ ماجور ہوتے فقط والسلام مع الاکرام۔

زید سنی حنفی نے اپنی نابالغہ کا نکاح بکر سے اسے سنی صحیح العقیدہ دیانتدار مذہب جان کر کر دیا اور رخصتی بھی کر دی بعد کو کھلا کہ بالکلیہ مخالف مذہب فاسد العقیدہ یکا وہابی کٹا دیوبندی ہے۔ زعماء دیوبند کا ہم خیال اشرف علی تھانوی کا معتقد کیا اس سنیہ بنت سنی کا نکاح بکر ایسے وہابی سے درست ہوا۔ آیا ایسا شخص کسی سنیہ بنت سنی کا کفو ہو سکتا ہے۔ اگر نکاح کالعدم ہے تو کیا اس سنیہ کے والد کو اب بھی اختیار ہے کہ اس کا دوسرا عقد کسی سنی کے ساتھ کر دے اگر کر سکتا ہے تو عدت کی ضرورت ہے یا نہیں۔ جب کہ رخصتی ہو چکی ہے ایک سنی مولوی صاحب نکاح کو باطل محض اور زنائے خالص قرار دیتے ہیں اور بکر کو کافر۔ معاملہ پنچایت میں ہے آپ کے جواب کا انتظار ہے۔ جلد زحمت فرمائیے عنایت ہوگی۔ نیز وہ سنیہ ایک بدمذہب کے پنجے سے نجات پا جائے گی۔

الجواب۔ اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔ نکاح مذکور فریقین کے مذہب پر باطل محض ہے ہمارے مذہب پر بھی اور وہابیہ کے نزدیک بھی ہمارے نزدیک تو یوں کہ جب بکر کٹا دیوبندی ہے یعنی ان کفریات کا معتقد ہے جو دیوبندیوں کے کفریات ہیں۔ کہ دیوبندی ایسے ہی کو کہا جاتا ہے جیسے وہابی کو نجدی کہتے ہیں۔ تو وہ یقیناً کافر ہے۔ وہ اور طواغیت دیابنہ جنھوں نے وہ کفر کے کفر ہیں برابر ہیں اور وہ سب ابوجہل سے کفر میں بڑھ کر ہیں کہ ابوجہل نے اللہ رب العزت عزت عزتہ کی شان عزیز میں ایسی گندی گھنونی گالی نہ بکی۔ ابوجہل نے یہ گندگی نہ اچھالی کہ معاذ اللہ معاذ اللہ معاذ اللہ عزوجل کو کذب جیسے عیب سے ملوث بتایا ہو ہر عیب کو اس کا مقدور بایں معنی جانا ہو کہ وہ اس سے متصف ہو سکتا ہے وقوع کذب اس سے ہو لیا یا اس سے کذب واقع ہو سکتا ہے پناہ بخدا خدا کا جاہل ہونا ظالم ہونا چوری کر سکنا شراب پی سکنا زنا بتایا ہو ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ابوجہل نے کبھی ابلیس لعین کے لئے کوئی ایسا وصف نہ مانا جسے خدا سے خاص جانا یوں شیطان کو خدا کا شریک نہ بنایا یا اسے ہی معین خدائی نہ مانا ابوجہل نے ممکن کہ فرشتوں کو بنات اللہ کہا ہو مگر اس کی رد سے ابوجہل نے سرکار رسالت میں جو گستاخیاں کیں وہ بھی ایسی نہیں اس نے شیطان کو حضور سے فضیلت علم میں نہ بڑھایا کہ اس نے شیطان کے لئے علم محیط ارض نص سے ثابت جانا اتنا بڑا عالم مانا اور حضور کو دیوار پیچھے کے علم سے بھی جاہل مانا ہو اپنے خاتمہ کے حال سے ناواقف بتایا ہو

کہ اچھا ہوگا یا نہ ہوگا۔ ابوجہل نے یہ کہہ کر کہ (معاذ اللہ معاذ اللہ) "بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو ہر زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے" حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا سالم زید و عمرو بلکہ ہر بچہ پگلے اور ہر سور، کتے کے لئے حاصل نہ بتایا تھا۔ وہ کبھی ابوجہل رسول اللہ اور اللھم صل علی ابی جہل کہتے رہنے پر خوش نہ ہوا اس نے اسے تسلی بخش نہ بتایا اس نے کبھی منصب رسالت پر حملہ نہیں کیا۔ اس نے کبھی اشارۃً بھی حضور کو اپنا یا کسی کا شاگرد نہ ٹھہرایا اس نے کبھی یہ نہ کہا کہ عبادت میں حضور کا خیال کرنا اپنے گھر کے گاؤ خر کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ!

ابوجہل نے اگر یہ شرک کو مباح ہی نہیں اپنا حسین دین بنایا مگر شرک کا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صدور نہ جانا حضور پر اس کا کیسا اتہام نہ رکھا حضور کو شرک کا دشمن اس کا قاطع دقامع ہی اعتقاد کیا مگر امام الائمہ نے بعض شرک کو مباح مانا اگر مانا ہوتا تو وہ اور ابوجہل اس میں برابر ہوتے بلکہ اس میں ابوجہل سے یہ کم تر رہتا مگر اور رؤسے ابوجہل سے شرک میں بھی دو قدم یا چار ہاتھ آگے ہی رہتا لہٰذا اس نے نہ صرف مباح کہا بلکہ صادر عن الرسول جانا۔ کہتا ہے "شرک کے افراد مباح تک ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حلف بغیر اللہ کو شرک فرمایا اور خود حلف بغیر اللہ آپ کے کلام میں موجود ہے خود آپ ہی تو شرک ثابت کرتے ہیں اور خود آپ ہی اس کام کو کیا" (طائف رشیدیہ ص۲۲۳) لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اور اگر وہ خود یہ عقائد خبیثہ نہ رکھتا ہوتا ان اقوال ملعونہ کا مستقد ہونا جب بھی کافر ہوتا جب کہ ان اقوال لعینہ کے قائلین کا ان اقوال پر مطلع ہو کر معتقد ہونا خصوصاً تھانوی کا جن کی نسبت علماء عرب و عجم نے حل و حرم نے ان کے ایسے کلمات خبیثہ پر یہ حکم دیا کہ جو ایسوں کے ان اقوال پر مطلع ہو کر انہیں مسلمان جانے ان کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے خود کافر کہ کافر کسی مسلمہ کا کفر کیونکر نہ کہہ سکتا ہے۔ مرتد سے عالم میں کسی کا نکاح نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اس کے ہم مذہب کا جس سے ہوگا زنا ہی ہوگا۔ جب کافر اصلی سے مسلمہ کا نکاح نہیں ہو سکتا تو مرتد تو نکاح کا اہل ہی نہیں عالمگیریہ[1] میں ہے۔ لایجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ وکذلک لایجوز نکاح المرتدۃ مع احد۔

اور وہابیہ کے نزدیک یوں کہ وہ اہل سنت کو بدعتی و مشرک بتاتے ہیں۔ اپنے مباح شرک سے نہیں بلکہ اس شرک سے جو اخبث اقسام کفر ہے۔ یہ اگرچہ بالکل عالم آشکار ہے مگر اچھا ہے کہ اس کا بھی ثبوت پیش

[1] عالمگیریہ جلد ۱ ص۲۸۲ مطبوعہ بیروت

کروں کہ مکرنے کی گنجائش نہ رہے وہابیہ کا امام الطائفہ اپنی تقویۃ الایمان میں کہتا ہے جسے دیوبندی اور غیر دیوبندی ہر قسم کے وہابی اپنا دین ایمان سمجھتے اور قرآن سے بھی زیادہ اس کے احکام پر چلتے اسے قرآن عظیم سے بھی زیادہ رکھتے ہیں جس کی نسبت امام الدرایہ گنگوہی نے تصریح کی کہ بندہ کے نزدیک سب مسائل تقویۃ الایمان کے صحیح ہیں (فتاوٰی رشیدیہ ج ۱ ص ۶۴) تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اگر کسی گمراہ نے اسے برا کہا تو وہ ضال اضل ہے۔ (فتاوٰی میلاد گنگوہی ص ۳۲) استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ و احادیث سے ہیں (یہانتک بڑھا کر) اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے (فتاوٰی رشیدیہ حصہ اول ص ۱۲) جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کہتے ہیں وہ سب یہ نام کے مسلمان اولیاء انبیاء اور فرشتوں سے کرگذرتے ہیں اور وہابی مسلمانی کا کئے جاتے ہیں سبحان اللہ یہ عہدہ اور یہ دعوٰی شرک میں گرفتار ہیں ص ۶۹ نیز کہتا ہے بغیر خدا کے وقت کے کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہ جانتے تھے مگر پوجا ہی پکارنا اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو اسے اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سوا جاہل اور وہ شرک میں برابر ہیں۔

جب دیوبندی وغیرہ وہابیوں کے نزدیک اہل سنت مشرک ہیں اور خود وہابی اپنے آپ کو مسلمان جانتے ہیں اور مسلمان و مشرک کا نکاح وہ بھی باطل مانتے ہیں تو واجب کہ ان کے نزدیک بھی یہ نکاح محض باطل۔ نابالغہ اگر نا سمجھ ہے تو ماں باپ کے تبعیت ہیں والدین کے حکم میں ہے اور اگر سمجھدار ہے اور سمجھ کے بیدماں باپ کی ہم خیال ہے تو خود ان جیسی کسی صورت وہابی کے نزدیک وہ ایسی نہیں جس سے اس کا نکاح حلال ہو کافر اور وہ بھی مرتد مسلمہ کا کفو ہے سمجھ کہ بدمذہب تو کسی سنیہ کا بلکہ فاسق کسی صالحہ کا کفو ہے ہی نہیں۔ کفایت کا اعتبار مذہب چال چلن میں بھی فرمایا گیا ہے یہ سوال ہی بے معنی ہے کہ بچہ لڑکی کا کفو ہے یا نہیں کفو کا سوال تو جب ہو جب کہ وہ مسلمان ہوتا۔ اگر باپ خود کسی مسلمان غیر کفو سے اسے کفو جان کر نکاح کر دیتا پھر اس کا غیر کفو ہونا ظاہر ہوتا جب بھی لازماً باطل ہوتا اگرچہ راساً باطل نہ ہوتا اور اگر باپ معروف بسوء اختیار ہوتے ہوئے ایسا کرتا یا کفو سے کرتا اور مہر مثل غبن فاحش کے ساتھ کرتا تو راساً ہی باطل ہوتا۔ اور صاحبین کے نزدیک تو ہر صورت راساً ہی باطل ٹھہرتا۔

ہاں اگر کسی مسلمان کو غیر کفو جان کر ایسا باپ جو سکران و معروف بسوء اختیار نہیں اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح کر دے اگرچہ مہر مثل فاحش کمی کے ساتھ تو البتہ یہ نکاح صحیح و لازم ہوگا جس پر نہ پھر اسے کوئی اعتراض

ہو سکے گا نہ بعد بلوغ لڑکی کو کوئی حق اعتراض مل سکے گا تنویر[1] درمختار میں ہے۔ لزم النکاح ولو بغبن فاحش او بغیر کفوء ان کان الولی المزوج بنفسہ اباً او جداً لم یعرف منہما سوء الاختیار وان عرف لا یصح النکاح اتفاقاً ام محتصراً انوار ل امام فقیہ ابواللیث سمرقندی میں ہے۔ لو زوج بنتہ الصغیرۃ من یکرانہ یشرب الخمر فاذا اھو منہ لہ الی ان قال فالنکاح باطل۔ قنیہ میں ہے۔ زوج بنتہ الصغیرۃ من رجل ظنہ حر الاصل وکان معتقاً فھو باطل بالاتفاق۔ ذخیرہ پھر عالمگیریہ میں ہے۔ زوج ابنتہ الصغیرۃ من رجل علی ظن انہ مصالح لا یشرب الخمر فوجدہ الاب شریباً مدمناً وکبرت الابنۃ فقالت لا ارضی بالنکاح ان لم یعرف الوالد بشرب الخمر وغلبۃ اھل بیتہ الصالحون فالنکاح باطل ای یبطل وھذہ المسئلۃ بالاتفاق

اور ظاہر ہے کہ ولی بندگی اور اپنا بھی دوسرے تقلید کرتا ہے حنفی بتاتا ہے تو محمد اس کے نزدیک یوں بھی نکاح باطل واقع ہوا صورت مستفسرہ میں جب کہ وہ نکاح بوجہ کفو اور تدارک بکر محض باطل ہے نابالغہ کے والد کو یہ اختیار ہے کہ جب چاہے دوسرے سے نکاح کر دے بکر کو اس نابالغہ پر کوئی دسترس نہیں رخصت نابالغہ سے اس کا دخول بہا ہونا کچھ ضرور نہیں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ خلوت نہ ہوئی ہوگی اگر وہ غیر مدخول بہا ہے تو فی الحال اس کا نکاح دوسرے سے ہو سکتا ہے اور اگر مدخول بہا ہے خلوت ہو چکی تو وہ مراہقہ ہوگی یا غیر مراہقہ اگر غیر مراہقہ ہے تو فراق کے تین ماہ بعد نکاح کیا جائے اور اگر مراہقہ ہے تو ایک قول پر وہی تین ماہ بعد اور قول آخر پر زمانہ ظہور حمل تک انتظار کریں اگر حمل ظاہر ہو تو وضع تک ٹھہریں اور اگر ظاہر نہ ہو تو وہی تین ماہ۔

تنویر الابصار[2] درمختار میں ہے۔ العدۃ فی حق من لم تحض من لصغر او لم تبلغ تسعا ثلثۃ اشھر بالاھلۃ لو فی الغرۃ والا فالایام ان وطئت ولو حکما کالخلوۃ ولو فاسدۃ ام مختصر درالمختار میں ہے۔ قولہ ان لم تبلغ تسعا ھذا بیان اقل سن یمکن فیہ بلوغ الانثی وتقییدہ بدل لانہ تبعا للفقح والبحر والنہر لا یعلم منہ حکم من زاد سنہا علی ذلک ولم تبلغ بالسن أی بالحیض المراھقۃ وقد ذکر فی الفتح ان عدتہا ایضا ثلثۃ اشھر فلو اطلق الصغیرۃ وفسرھا بمن لم تبلغ بالسن لشمل المراھقۃ ومن دونہا وھی من لم تبلغ تسعا وقد یقال مراد الخراج المراھقۃ لختیار الناس عن الامام الفضل انہا اذا کانت مراھقۃ لا تنقضی عدتہا بالاشھر بل یوقف حالہا حتی یظہر ھل حبلت من ذلک الوطء ام لا فان ظہر حبلہا اعتدت بالوضع والا فبالاشھر۔ پھر اسی[3] میں ہے۔ (فرع) فی الخلاصۃ عدۃ الصغیرۃ ثلثۃ اشھر الا اذا کانت مراھقۃ فینبغی علیہا العدۃ بالحیض فراغ صحیحہ کذا فی المحیط ام من غیرہ کرخلاف وھو حسن ام کلام الفتح لکن ینبغی الاعتماد

[1] تنویر درمختار جلد ۲ صفحہ ۹۶ مطبوعہ مصر [2] عالمگیریہ جلد ۱ صفحہ ۳۱۱ مطبوعہ بیروت [3] تنویر الابصار درمختار در ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۸۰۰ مطبوعہ مصر

بہ احتیاطاً قبل العقد بان لا یعقد علیہا الا بعد الوقت التی یظہر فیہا الحمل الخ جلد[1] کتاب میں فرمایا۔
قولہ قبل العقد لعلہ یرید بہ ان لو عقد علیہا بعد ثلثۃ اشہر لا یحکم بفسادہ ولا یؤمر الزوج بفرقتہا
حملا بالروایۃ الظاہرۃ الا ان تلد باقل من ستۃ اشہر من النکاح الثانی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ جناب مولوی صاحب فضائل مآب فیض انتساب دام ظلکم السلام علیکم!
استفتاء کی شادی ہوئی اس عکومہ میں نقص اندرونی جس کو کہ کہتے ہیں کہ جس سے شوہر کی کوئی حاجت روائی نہیں ہو سکی اور نہ پستان ہیں بالکل سینہ مثل تخت کے غرض یہ ہے کہ نہ عورت ہے اور نہ مرد ہے عمر عکومہ کی اس وقت پچیس سال کی ہے بلکہ زیادہ ہوگی نکاح ہوئے دو سال گذرے ہیں میری طرف سے دیگر شادی کی خواہشات اور کوشش ہوئی وہ مخالف بن گئی اب اس کی طرف سے یہ کاروائی ہوئی ہے کہ اس نے ایک درخواست عدالت میں دی ہے اپنے حق حقوق قائم کرنے اور لینے کے بارے میں سو اس کاروائی اور شر کے مقابلے پر بچہ کو فتویٰ علمائے دین سے لینے کی ضرورت پڑی کہ جس میں یہ نقص ہو نکاح جائز ہے یا نہیں اور شوہر کے ذمہ کوئی حق نان نفقہ یا دین مہر شرعاً ہے یا نہیں لہٰذا یہ واقعہ لکھ کر زحمت عالی میں پیش کر کے امیدوار کہ فتویٰ مرحمت فرمایا جاوے فقط خادم ضعیف احمد وہ کاندار بلدروانی منڈی مورخہ ۷ جنوری ۱۹۳۳ء۔

الجواب۔ جب وہ عورت ہے اگرچہ سائل اس لئے کہ اس کا سینہ صاف ہے یہ کہتا ہے کہ وہ مرد ہے تو نکاح ہو گیا اور ہمارے نزدیک احد الزوجین کو دوسرے کے عیب سے خیار نہیں ملتا اگر اسے علاج دے گا تو نصف مہر دینا لازم ہوگا اگر اس سے خلوت کر چکا ہے کہ خلوت بوجہ مانع حسی خلوت صحیحہ نہیں خلوت فاسدہ ہے ہاں اگر پہلے کھلا احد الزوجین سے کسی کا قبل طلاق انتقال ہو جائے تو پورا مہر لازم ہو جائے گا نفقہ اگر اسے خدمت کے لئے یا استیناس کے لئے گھر میں رکھے گا دینا ہوگا اور اگر نہیں تو نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از قصبہ آنولہ ضلع بریلی مرسلہ جناب سید لائق علی صاحب ۱۴ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ
زید نے اپنی زوجہ عکومہ سے یہ کہہ کر کہ تو میرے نکاح سے باہر ہے میری بیوی نہیں رہی اور میرے کام کی ہے اور لفظ لعن تک کہے اور تعلقات زن و شوہر منقطع کر کے اس کے والدین کے گھر بھیج دیا۔ اور زید نے خود ایک دوسری عورت بازاری سے تعلق کر کے اپنے پاس رکھ لیا۔ زید کی زوجہ جب سے اپنے

[1] جلد دوم صفحہ ۵۱۸ مطبوعہ نجی الاسلامی بمبئی۔

جس کو زمانہ دو سال کا گذرتا ہے اپنے والدین کے پاس ہے ایسی صورت میں زید کی زوجہ زید کے نکاح میں رہی یا نہیں؟

الجواب۔ زید کی زوجہ کو طلاق ہوگئی اور تین حیض گذرنے سے غیر حاملہ کی مدت گذر جاتی ہے دوبارہ نکاح بغیر حلالہ ہو سکتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز احمد قادری دار العلوم قادریہ بدایوں۔ من اجاب فقط اصاب عبید اللہ غفرلہ

قد اصاب من اجاب ابو الحمید محمد عثمان الرحمٰن الحنفی المدرس بالمدرسۃ القادریہ۔ الجواب الصحیح۔ محمد یٰسین عفی عنہ

الجواب صواب احمد الدین عفی عنہ۔

الجواب۔ سوال اگرچہ بہت ہی گول (مول) تھا مگر سوال دیکھتے ہی یہ خیال ہوا کہ شوہر نے یہ الفاظ بطور انشا نہیں کہے ہوں گے بلکہ اخبار سائل سے واقعہ کی تفصیل پوچھی تو یہی معلوم ہوا کہ اس نے یہ الفاظ اس لئے کہے تھے کہ عورت اس کی بے اجازت چلی گئی تھی جاہلوں میں یہ غلط بات مشہور ہے کہ عورت اگر بے اجازت شوہر گھر سے قدم نکالے تو وہ نکاح سے باہر ہو جاتی ہے شوہر نے اس باطل بات پر وہ کہا نہ یہ کہ اسے طلاق دینا مقصود تھا اور اس وقت طلاق دینے کے لئے یہ لفظ کہے ظاہر ہے کہ اس صورت اصلاً طلاق نہ ہوئی اور اگر واقعہ یہ نہ بھی ہوتا بلکہ بطور خود اس نے یہ الفاظ کہے ہوتے جب بھی علی الاطلاق طلاق کا حکم صحیح نہیں ہوتا کہ یہ کنایات ہیں اور کنایہ محتاج نیت۔ وہ اگر قسم کھا دیتا کہ میں نے اس سے طلاق کا ارادہ نہ کیا طلاق کا حکم نہ ہوتا اگر اقرار نیت کرتا تو طلاق کا حکم دیا جاتا۔ فتاوی امام فقیہ النفس قاضی خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ہندیہ میں ہے۔ لو قال لہا لا نکاح بینی وبینک او قال لہا لا سبیل بینی وبینک ینوی الطلاق ان نوی والا فلا۔ بلکہ فتاوی خانیہ میں ہے۔ لو قال لہا لست لی بامرأۃ او قال لہا لا حاجۃ لی فیک ان نوی الطلاق وقع والا فلا۔ تو میری بیوی نہ رہی ظاہر ہے کہ اخبار ہی ہے نہ میرے کام کی ہے کنایہ ہے محتاج نیت تو علی الاطلاق حکم طلاق یقیناً محض باطل واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از بھینسوڑی مسئولہ کلن خاں صاحب رام پوری

— کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بی بی کو چار شخصوں کے سامنے اس طرح تین طلاقیں دیں کہ اے طلاق دی میں نے طلاق دی میں نے طلاق دی پھر وہ سو گئی جاگی اور چار ماہ بعد وہ آپ ہو کر اپنی مطلقہ بیوی کے ساتھ بود و باش اختیار کی لوگوں کی ملامت سے اس نے اپنے بیمار بھائی کے ساتھ نکاح کر دیا اور نکاح ہوتے ہی اسی مجلس میں اس نے طلاق دے دی اسی وقت زوج اول نے نکاح کر دیا اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس زوج ثانی کا اس طرح طلاق دینا اور زوج اول کا نکاح ثانی اس طرح ہونا از

لہ ہندیہ جلد ۱ صفحہ ۳۷۴ مطبوعہ بیروت، لہ جلد اول صفحہ ۳۶۸ بیروت

روئے شرع شریف درست ہے یا نہیں اور درست نہ ہونے کی تقدیر پر قاضی صاحب کا جو امام مسجد بھی ہیں کیا حکم ہے اور ان گواہوں کا اور محلل و نکاح کا کیا حکم ہے بعض لوگ اس کی یہ صورت بتاتے ہیں کہ زوج ثانی اگر اس کے ساتھ صرف خلوت کرے اور وطی نہ کرے اور طلاق دے دے تو اب نکاح ثانی کے لئے عدت کی ضرورت نہیں ہے اور اگر وطی کرے تو عدت کی ضرورت ہے تو ان کا یہ قول صحیح ہے یا نہیں اور ایسی صورت میں حلالا اور نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ جب اس نے لوگوں کی ملامت پر بھائی سے اس کا نکاح کر دیا تو اس کا اس عورت ہی کو طلاق دینا معلوم ہو گیا بے شک عورت پر تین طلاقیں ہو چکیں اور حلالہ کا حکم ہے اور طلاق کے بعد ان چار ماہ میں عورت کو تین حیض آئے تھے تو عدت سے نکل گئی عدت گذرنے پر زید کے بھائی سے نکاح ہوا تو نکاح صحیح ہوا مگر جب کہ فوراً ہی بے وطی طلاق ہو گئی تو حلالہ نہ ہوا کہ حلالہ محض نکاح کا نام نہیں حلالا اس وقت تک نہ ہوگا جب تک دوسرا زوج اس سے وطی نہ کرے حدیث میں فرمایا۔ لا تحل لہ حتی تذوق عسیلتہ ویذوق عسیلتک۔ بھائی نے جب طلاق دے دی تو طلاق ہو گئی مگر زید سے اس کا نکاح باطل کہ حلالہ نہیں ہوا اور وہ اس پر بے حلالہ حرام ہے اور اگر ان چار ماہ میں عدت ہی نہیں گذری تھی تو زید کے بھائی سے نکاح ہی باطل ہوا قاضی اور گواہ اور شرکاء مجلس ان میں سے ہر وہ جو اس سے واقف تھا کہ حلالہ نہیں ہوا ہے اور یہ جانتے ہوئے اس باطل نکاح میں کسی طرح شریک ہوا سب سخت گنہگار ہیں سب پر توبہ لازم ہے توبہ کریں جن بعض لوگوں نے وہ کہا کہ صرف خلوت کر لے اور وطی نہ کرے محض غلط و باطل کہا فقط خلوت سے پہلے شوہر کے لئے ہرگز حلال نہ ہوگی اور کسی دوسرے سے بھی بعد خلوت بے عدت گذارے نکاح نہیں کر سکتی خلوت سے عدت لازم ہو گئی اس شخص پر توبہ لازم ہے جس نے وہ غلط و باطل دمن گڑھت فتویٰ دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ زید نے اپنا لڑکا عمرو کی بی بی کے ساتھ زنا کیا اب وہ عورت عمرو کو حلال ہے یا نہیں اب زید کے لئے کیا حکم ہے؟ بینوا بالدلیل توجروا عند الرب الجلیل۔

الجواب۔ اس صورت میں عمرو کی بیوی اس پر ابدی حرام ہو گئی اس پر فرض ہے کہ اس سے جدا ہو جائے اور ستار کہ کرے کہ جب امساک بمعروف ناممکن ہو گیا تو تسریح باحسان ہی فرض رہ گئی قال اللہ تعالیٰ فامساک بمعروف او تسریح باحسان عالمگیریہ[1] میں ہے۔ تحرم المزنی بها علی ابیہ الزانی واجداده وان علوا و ابنائه وان سفلوا کذا فی فتح القدیر۔ زنا تو زنا والعیاذ باللہ تعالیٰ الامس و تقبیل بشہوت ہی سے حرمت مصاہرت

[1] فتاویٰ عالمگیریہ جلد اول ص۲۶۷ مطبوعہ بیروت [2] بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ص۲۸۴ [3] سورۂ بقرہ آیت ۲۲۹

ہوجاتی ہے مگر یہ حکم جب ہے جب کہ عمرو نے اس کو تسلیم کرلیا ہو اور اگر وہ اسے جھوٹ جانتا ہو اسے یہ تسلیم نہ ہو تو وہ اس پر حرام نہیں۔ فتاوی[1] ہندیہ میں ہے۔ رجل تزوج امرأۃ علی انہا عذراء او فلما امہا وقالت لم اکن عذراء وقد ظہر انہا کانت قد افتضت فقال لہا من افتضاک فقالت ابوک ان صدقہا الزوج بانت منہ ولا مہر لہا وان کذبہا فلہا امرأتہ کذا فی الظہیریۃ۔ اسی[2] میں ہے قبل الاب امرأۃ ابنہ بشہوۃ وہی مکرہۃ وانکر الزوج ان یکون بشہوۃ فالقول قول الزوج وان صدقتہ الزوجۃ وقعت الفرقۃ ویجب المہر علی الزوج ویرجع بہ علی الاب ان شاء فعل ان تعمد الفاعل الفساد وان لم یتعمد لا یرجع وفی الوطء لا یرجع وان تعمد بالوجہ الفساد لانہ یجب الحد والمال مع الحد لا یجتمع واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ از نوساری ضلع سورت نزد جمعہ مسجد مرسلہ عبدالرحمن حاجی قادر بھائی صاحب تمین ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۲۷ھ

بخدمت شریف جناب حضرت مولانا مولوی مفتی ہند قبلہ مصطفے رضا خاں صاحب

زید کی اہلیہ اپنے شوہر سے اکثر بدزبانی کرتی تھی چنانچہ ایک روز زید نے تنگ آکر اپنی اہلیہ کو تبیہا اور تاکیدا دھمکایا اور ڈرایا کہ تم ہمیشہ میرے خلاف جواب دیتی ہو اور ناملائم گفتگو اور میری توہین کرتی ہو آئندہ اگر تم نے ایسی حرکت کی تو میں تم کو ایک دو اور تین بول کہہ دوں گا۔ بس صرف یہی الفاظ ہیں زید کے آیا اس طرح کہہ دینے میں کیا طلاق ہوگی؟

الجواب۔ اس سے طلاق نہیں ہوگی بلکہ اگر وہ بول کی جگہ لفظ طلاق بھی کہتا جب بھی طلاق نہ ہوتی کہ تین بول کہہ دوں گا وعدہ طلاق ہے نہ کہ خود طلاق، وعدہ طلاق سے طلاق نہیں ہوسکتی فتاوی خلاصہ و عالمگیری[3] میں ہے۔ سئل نجم الدین عن رجل قال لامرأتہ اذا جئتنی ببیت امک فقالت طلاق وانا ببرو فقال تورو من طلاق وانا فرستم قال لا تطلق لانہ وعد پھر اگر وعدہ نہ ہوتا جب بھی طلاق کا حکم جب ہوتا جب عورت پھر کوئی بے ہودہ گفتگو کرتی جواب دیتی توہین کرتی۔ اور تین بول سے طلاق ہی عرفا مراد ہوتی ورنہ اس صورت میں بھی شوہر کی نیت معلوم کی جاتی کہ تین بول سے تیری کیا مراد تھی اگر وہ طلاق مراد ہونے کا انکار کرتا جب بھی حکم طلاق نہ ہوتا واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ از کریم اللہ خاں صاحب مدرس مدرسہ جامع مسجد بیل پوکھریا بھیت

زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو کئی گواہوں کو ضامن کرکے صدق دل سے اپنی زبان میں تین چار مرتبہ کہا کہ میں نے طلاق دی جس کو عرصہ تقریبا اب تک دو سال کا گذر چکا ہے اب زید نکورہ دوبارہ اپنی زوجہ ہندہ

---

[1] فتاوی ہندیہ جلد ۱ ص ۳۸۱ مطبوعہ مصر [2] عالمگیری جلد ۱ ص ۳۸۱ مطبوعہ مصر

مذکور کو طلب کر رہا ہے اور کہتا ہے بلا تحریر کے طلاق واجب نہیں ہے میں اپنی بیوی کو لینا چاہتا ہوں اور ہندہ عورت بھی اس وقت جوان العمر ہے اس حالت میں مطلق شریعت مطہرہ مفصل طور پر تحریر فرما دیجئے کہ اس میں کیا کرنا چاہئے بینوا توجروا۔

الجواب۔ جب تین بار اس نے زبانی طلاق دے دی اور اس کا اسے اقرار ہے کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں صرف یہ شبہ ہے کہ بلا تحریر دی ہیں لہٰذا نہ ہوئیں تو عورت پر تینوں طلاقیں ہو جانے کا حکم ہے عورت اب اس پر ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہو گئی کہ بے حلالہ اب کبھی اس پر حلال نہیں ہو سکتی یہ بے ہودہ عذر عدم تحریر محض باطل بالکل ناکارہ اور مردود ہے طلاق ہو جانے کے لئے تحریر ہرگز لازم نہیں طلاق گواہوں سے ثابت اس کے اقرار سے یہ ثابت کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں لکھتا تو اس کے خط یا دستخط یا نشان انگشت سے تو اسناً ثبوت ہوتا بھی نہیں طلاق دینے میں اصل تو زبان ہی سے طلاق دینا ہے تحریر کرنے میں بھی طلاق ہو جاتی ہے اور اس کی وجہ علماء بھی بیان فرماتے ہیں الفقہ لحدی الفریقین واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از بنارس مرسلہ عبدالرحمٰن

ہندہ کا نکاح نابالغی کی حالت میں اس کے عم کفو زید سے ہوا تھا مگر عرصہ بعد زید نے اسے طلاق دے کر نکال دیا اس لئے ہندہ مدت سے اپنے میکہ بیٹھی ہے اور زید طلاق دینے سے انکار کرکے ہندہ کا خواہش مند ہے لیکن ہندہ کسی عنوان جانے پر راضی نہیں اس معاملہ کو عرصہ گذرا اب لڑکی کے والدین کو یہ معلوم ہوا ہے کہ ہندہ کا دوسرا نکاح کر دو ورنہ ہندہ مذہب تبدیل کر دے گی یا زانیہ ہو جائے گی لیکن ہندہ کے والدین تحریری طلاق نامہ کے منتظر ہیں اور زید کہتا ہے کہ ہم طلاق نہیں دیں گے اس نے دریافت طلب امر ہے کہ اگر واقعی زید نے طلاق دے دیا ہو اور اس کی کوئی تحریر نہ ہو تو کیا طلاق صحیح نہیں ہے اور کیا طلاق نامہ کے انتظار میں ہندہ کو غیر مذہب اختیار کر لینا یا زانیہ ہونے دیں مگر اس کا نکاح کسی دوسرے سے نہ کیا جاوے براہ نوازش جواب صاف تحریر فرمائیں؟ بینوا توجروا

الجواب۔ تحریری طلاق ہونا کوئی ضروری نہیں جب زید نے زبان سے طلاق دی طلاق ہو گئی مگر ثبوت طلاق کے لئے گواہ درکار ہیں یا زید کا اقرار جب یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو صرف عورت کے کہنے پر حکم طلاق نہیں ہو سکتا زید نے اگر دی ہے تو اس پر فرض ہے کہ اقرار طلاق کرے اور حرام ہے کہ انکار کرے جب کہ وہ جھوٹ انکار کرے گا حق اللہ و حق العبد میں گرفتار رہے گا اللہ سے ڈرے اور عورت پر ظلم نہ کرے عورت

جس نے معاذ اللہ تبدیل مذہب کا ارادہ کیا کہ اگر دوسرا نکاح نہ کیا جائے گا تو وہ پناہ بخدا آریہ یا عیسائیہ ہو جائے گی وہ اس ناپاک ارادہ سے فی الحال مرتد ہو گئی اس پر توبہ فرض ہے اور تجدید ایمان لازم از سر نو کلمہ اسلام پڑھے اور اسلام لائے وہ زنا سے بچنے کے لئے تبدیلی مذہب چاہتی ہے حالانکہ مرتدہ ہو کر زنا سے کسی طرح نہیں بچ سکتی جس سے وہ اپنا نام کا نکاح کرے گی زنا ہی ہوگا اور اگر وہ زنا سے بچنی بھی تو زنا سے بچ کر گھر کے گڑھے میں گرنا اس سے بھی بدتر ہے کہ بندروں سے بھاگ کر پہاڑ کے نیچے کھڑی ہو جانی خدا اسے عقل دے اور توبہ کی توفیق اگر فی الواقع زید اسے طلاق دے چکا ہے تو وہ نکاح کا اقدام کر سکتی ہے مگر اب بعد توبہ و تجدید ایمان واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از سہارن پور معرفت مولوی شرف علی صاحب قادری رضوی بنگالی ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۵ھ

میرے اور میرے لڑکے میں اگر کا تھا جس کی وجہ سے میرے گھر میں میرے لڑکے کے ہمراہی ہو کر میرے سے لڑنے لگی اور لڑتے وقت بالفاظ مضحکہ نکالنے میں اب جو روز کر رہنا نہیں چاہتی ہوں مال رہن رکھ کر رہ سکتی ہوں اس پر میں نے کہا میں اس علاقہ سے رکھنا نہیں چاہتا اس پر وہ اپنے لڑکے کے ہمراہ اپنی لڑکی کے ہاں چلی گئی اس کے دو تین گھنٹے کے بعد جب کہ میں کواڑ بند کر کے لیٹ گیا تھا لڑکا آیا اور کہا کہ کواڑ کھولیں نے جواب دیا کہ میں کواڑ نہیں کھولوں گا لڑکے نے جواب دیا کیا میں تمہارا لڑکا نہیں ہوں میں نے کہا میں ایسا لڑکا رکھنا نہیں چاہتا ہوں پھر کہا کہ کواڑ کھولو ورنہ میں کواڑ توڑ دوں گا اور یہ کہہ کر کواڑ توڑ ڈالے مجھ کو تو غصہ آ ہی رہا تھا میں نے کہا اس کی رپورٹ پولیس میں لکھاؤں گا اور پولیس کی طرف چلا اور میرے ہمراہی لڑکا بھی چلا اور امیر احمد جسا یہ بھی آگیا لڑکا اور امیر احمد خوشامد کرنے لگے مگر میں نے نہیں مانا چلتے چلتے پیر جی رحم الٰہی کے مکان تک پہونچ گیا یہاں پر پیر جی رحم الٰہی اور میرا داماد فضل احمد آ گئے پیر جی رحم الٰہی اور امیر احمد نے میرے داماد فضل احمد سے کہا کہ تم لڑکے کو لے جاؤ ہم ان کو سمجھا کر لاتے ہیں۔

اس کے بعد انھوں نے مجھ کو سمجھایا اور واپس میرے مکان کی طرف مجھ کو پیر جی رحم الٰہی اور امیر احمد لے کر آئے مکان پر آ کر دیکھا تو لڑکا دروازہ پر کھڑا ہے دیکھ کر پھر غصہ آیا اور میں نے کہا کہ دور ہو اس وقت اس کی والدہ بھی آ گئی اور کہنے لگی کہ میں مکان میں جاؤں گی میں نے کہا کہ میں رہن رکھنا نہیں چاہتا ہوں پھر لڑکے کی طرف اسی غصہ کی حالت میں برا بھلا کہنے لگا اور جب مجھ کو زیادہ غصہ آیا تو میں نے کہا ایک دو تین کہا نہ میرا مقصد پہلے کچھ تھا اس وقت صرف میرا مقصد تنبیہ کرنے کا تھا جس کی وجہ سے یہ الفاظ نکلے اس کے بعد

وہ دونوں لڑکا اور اس کی والدہ اپنی لڑکی کے یہاں چلی گئی اس پر شرعی حکم کیا ہے مکرر اس میں ہے کہ حاجی اللہ رکھا صاحب عرف مبارک حسین صاحب سے بعد نماز صبح دعا کی فراغت کے بعد مذاق میں تین نے یہ عرض کیا کہ ہمارے اچھے پیش امام ہوئے کہ ہم کو بھی اپنے جیسے کر لیا۔ دوپہر کے وقت قاضی احسان الحق صاحب سے بھی ذکر کیا کہ میں آزاد ہو گیا۔

الجواب۔ اگر واقعی زید نے ان الفاظ سے طلاق کا ارادہ نہ کیا تھا محض تخویف مقصود تھی طلاق دینا مقصود نہ تھا جیسا کہ وہ بیان کرتا ہے تو اس صورت میں حکم طلاق نہیں دیا جا سکتا اگر جھوٹ کہتا ہے تو وبال اس کے سر ہے کہ اگر واقع میں اس نے وہ لفظ بہ نیت طلاق کہے تھے تو عورت پر طلاق مغلظہ ہو گئی وہ ہمیشہ کے لئے اس پر حرام ہو چکی جب تک حلالہ نہ ہو اور یہ جھوٹ بولتا اور جھوٹ بول کر اس حرام خدا کو اپنے لئے رہنے کا حکم کرانا چاہتا ہے والعیاذ باللہ عالمگیریہ[1] میں ہے۔ لو قال لها توسه دونوی الطلاق یقع کذا فی خزانة المفتین[2] اسی میں ہے۔ لو قال انت بثلاث وقعت ثلاث ان نوی ولو قال لم انو لا یصدق اذا کان فی حال مذاکرة الطلاق والا صدق ومثله بالفارسیة تو بسه علی ما اختار المفتی[3] خلاصۃ الفتاوی[4] میں ہے۔ رجل قال لامرأته ترا بیکے او ترا سہ او قال تو بیکے او تو سہ قال ابو القاسم الصفار لا یقع شیئ وقال الصدر الشهید یقع اذا نوی قال وبه یفتی قال القاضی وینبغی ان یکون الجواب علی التفصیل ان کان فی حال مذاکرة الطلاق او فی حال الغضب یقع الطلاق وان لم یکن لا یقع الا بالنیة کما قال بالعربیة انت واحدة ولو قال این زن که مراست سه قال ابو نصر الدبوسی لا یقع وقال ابو بکر العیاض ان نوی الطلاق یکون طلاقا ولو قال انت بثلاث قال الشیخ ابو بکر محمد بن الفضل اذا نوی یقع وفی مجموع النوازل امرأة طلبت الطلاق من زوجها فقال لها وارم بیکے وروسہ یقع الثلاث بدون النیة وفی فتاوی النسفی امرأة طلبت من الزوج ان یحلف بطلاقها فحلف اگر فلان کردم تو بسہ اجاب انها لا تطلق وفی فتاوی الفضلی قال لها انت منی ثلاث ان نوی طلقت وان قال لم انو لم یصدق اذا کان الحال حال مذاکرة الطلاق ولو قال توسه ای دونوی الطلاق یقع واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از مارواڑ دھولی باوڑی سوتھ روڈ ماسٹر عاشق حسین خان مورخہ ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۲ھ یوم شنبہ

زید نے غصہ کی حالت میں اپنی زوجہ سے کہا تجھے طلاق طلاق طلاق دی از روئے شرع زوجہ مذکورہ کو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ بینوا بالکتاب والسنۃ توجروا بدخول الجنۃ۔

---

[1] عالمگیریہ جلد ۱ صفحہ ۳۷۰ مطبوعہ بیروت [2] عالمگیریہ جلد ۱ صفحہ ۳۷۵ مطبوعہ بیروت [3] خلاصۃ الفتاوی جلد ۲ صفحہ ۱۳۳ مطبوعہ لاہور

الجواب۔ صورت مستفسرہ میں بے شبہ طلاق ہوگئی عورت مطلقہ بہ طلاق ہوگئی اب زید کو اس پر کوئی دسترس نہ رہی وہ دونوں اجنبی واجنبیہ ہوگئے عورت اس پر ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہوگئی کہ اب بے علالہ کبھی اس کے لئے حلال نہیں ہوسکتی طلاق غصہ ہی میں دی جاتی ہے معمولی طلاق نہ ہونے کا سبب کیونکر ہوسکتا ہے ہاں اگر ثابت ہو کہ غصہ سے اس وقت مجنون بنائے ہوئے تھا جوش غضب اس درجہ تھا جس سے اس کی عقل میں خلل ہو گیا تھا تو اس صورت میں حکم طلاق نہ ہوگا اللہ عزوجل سے کوئی بات چھپی نہیں اگر جھوٹا ثبوت جوش غضب تا حد جنون کا پہونچا کر عورت کو اپنے قبضہ میں رکھے گا تو اس سے حرام اس کے لئے حلال نہ ہوجائے گا۔ وہ حرام حرام ہی رہے گا اور اس جھوٹ فریب مکاری کا اس پر اور وبال عظیم ہوگا واللہ یعلم المفسد من المصلح واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از محلہ فارس روڈ دیوبند بچہ بیٹھ کی بازی کے نقل میں شاکر علی روٹی والے کی دوکان مرسلہ قاسم علی ولد محمد نسیم۔

زید عمر چار یا پانچ برس سے بالکل مجنون ہوگیا ہے اور ہنوز کوئی صورت صحت کی نظر نہیں آتی ہے اور اس کی زوجہ ہندہ جوان ہے، اور زید کے پاس نہ کوئی جائداد ہے اور نہ دوسری آمدنی ہے نہ زوجہ ہندہ کے پاس کوئی ذریعہ معاش کہ جس سے گذر اوقات ہوسکے اور جو پہ وہ تشویش کے مارے ہر محل کر محنت مزدوری کر سکتی ہے ان تمام باتوں پر خیال کر کے طرفین کی جماعت والوں نے درمیان زید اور ہندہ کے تفریق کرادی اور بعد انقضائے عدت طلاق ہندہ نے نکاح ثانیہ دوسرے شخص سے کرلیا آیا یہ تفریق موافق شرع شریف کے ہے یا نہیں؟ بجوالہ کتب مع عبارت وترجمہ کے جواب ارقام فرمائیں عنداللہ ماجور ہوں گے۔

الجواب۔ امام اعظم کے نزدیک اگرچہ جنون مطبق ہو تفریق نہیں ہوسکتی ہے بے ضرورت ملجیہ معتبرہ شرعیہ اس مذہب مہذب سے عدول ناجائز وناروا ہاں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ تفریق ہوسکتی ہے اگر جنون مطبق اسے لاحق ہوا ہو اور بہنگام ضرورت ملجیہ جب دوسرے امام کے مذہب پر عمل کی اجازت ہوسکتی ہے تو یہ تو اپنے ہی مذہب کے ایک امام کا قول ہے مگر جو صورت کہ سوال میں مذکور ہوئی محض باطل ہے یوں نہ تفریق ہوئی نہ دوسرا نکاح یوں جو نکاح کرلیا وہ باطل محض ہوا امام محمد کا مذہب مہذب یہ ہے کہ عورت حاکم شرع کے حضور دعوی دائر کرے حاکم بعد ثبوت اگر جنون مطبق ہو عورت کو اختیار دے کہ چاہے تو اپنے نفس کو اختیار کرلے اور اگر جنون حادث غیر مطبق ہو تو زوجہ دعوی سے ایک سال کامل علاج کے لئے مہلت دے اس درمیان میں اگر شوہر صحیح ہوگیا تو ہوگیا اور نہ عورت پھر دعوی کرے حاکم شرع بعد ثبوت عورت کو اختیار دے عورت

اگر دونوں صورتوں میں اسی مجلس میں اپنے نفس کو اختیار کرے حاکم شرع تفریق فرمائے گا ورنہ نہیں اسی مجلس میں اگر نفس کو اختیار کرے گی اور تفریق ہو جائے گی تو رد تفریق سے مدت کرے گی بعد مدت دوسرا نکاح کر سکے گی صورت مستفسرہ میں سرے سے حاکم شرع نے تفریق ہی نہیں کی اور اگر تفریق کرنے والا حاکم شرع بھی ہوتا تو تفریق اس طور پر نہ ہوئی پھر مدت بھی نہ گزاری۔ یوں مدت کے بعد بھی ہوتا تو قبل تفریق مدت بے معنی ہوتی۔ محض نہ تفریق ہوئی نہ نکاح یہاں حاکم شرع اعلم و افقہ علماء بلد ہے عورت اگر تفریق کرانا چاہتی ہے تو اپنے شہر کے اعلم و افقہ سنی عالم کے حضور دعوی پیش کرے وہ حسب بیان الاطلق وغیرہ مطلق بعد مدت ہجر اس کے ثبوت کے بعد ویسا حکم دے عورت بعد تفریق مدت گزار کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے فتاوی امام تقیۃ النفس قاضی خان میں ہے۔ وان وجدت المرأۃ بزوجها جنونا او جذاما او برصا قال ابو حنیفۃ وابو یوسف رحمهما الله تعالی لیس لها حق الفرقۃ وقال محمد رحمه الله تعالی لها حق الفرقۃ۔ عالمگیریہ میں ہے۔ اذا کان بالزوج جنون او برص او جذام فلا خیار لها کذا فی الکافی قال محمد رحمه الله تعالی ان کان الجنون حادثا لم یجد سنۃ کالعنۃ یثبت الخیار لها بعد الحول اذا لم یبرأ وان کان مطبقا فهو کالجب۔ اسی میں ہے عنین مجبوب ہے۔ لو وجدت المرأۃ زوجها مجبوبا لیس لها ان تخاصمه الی القاضی فی الحال ولا یؤجل کذا فی فتاوی قاضی خان۔ اعلی حضرت قدس سرہ العالی عالمگیریہ کے قول محمد پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں۔ ای ان لم یعند والا یرجع علیه نسیان طویل (یقابل المطبق لما الحدوث بعد النکاح فی رسالتنا عن محمد مطبقا پر فرماتے ہیں محمد ملازما کما فی محیط السرخسی من رد المحتار من الفتح وذکر ان المتدفی الصلاۃ ما استغرق ست صلوات وفی الصوم الشهر کله لیلا ونهارا وفی الزکاۃ الحول قلت والظاهر ان المطبق ههنا لا یکون ما لم یستکمل حولا تاما والله تعالی اعلم فتاوی حامدیہ میں فرمایا خیار العیب لا یثبت الزوج عندنا کذا فی الهدایۃ لا یثبت المرأۃ عند ابی حنیفۃ وابی یوسف رحمهما الله تعالی الخیار لها فی العیوب الخمس المجنون والجذام الخ اسی میں ہے۔ لا یکون التاجیل الا عند محمد فی ابتداء النکاح او بعده فی ابتداء التاجیل للزوج سنۃ وفی انتهائه سنۃ اھ اسی میں ہے متی رفعت الی القاضی یؤجلها سنۃ من یوم الخصومۃ قمریۃ بالاهلۃ فی ظاهر الروایۃ وفی روایۃ الحسن عن ابی حنیفۃ شمسیۃ بالایام وعلیه الفتوی (الی تزید الی القمریۃ باحد عشر یوما وفی نکاح الاصل والمبسوط قال محمد القاضی فان اختارت نفسها فرق بینها وان قامت من مجلسها او قامت الی الحوان القاضی او

لہ تاتارخانیہ بحوالہ عالمگیریہ جلد ۱ ص ۵۴۳ مطبوعہ بیروت لہ عالمگیریہ جلد ۱ ص ۵۴۶ مطبوعہ بیروت . سلہ عالمگیریہ جلد ۱ ص ۵۴۵ مطبوعہ بیروت

کہ فتاوی خانیہ جلد ۱ ص ۲۳۲ مطبوعہ لاہور . لہ فتاوی خانیہ جلد ۱ ص ۲۳۲ مطبوعہ لاہور

قام القاضی قبل ان یختار شیئا بطل خیارها وان اختارت الفرقة امر القاضی الزوج بان یطلقها فان ابی فرق بینهما وکانت تطلیقة بائنة وفی شرح الشافی ان اختارت نفسها بانت منه فی ظاهر الروایة واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از لکھنؤ ۳۲ لاٹوش روڈ منشی ہردے نرائن مرسلہ ایس محمد عاشق علی مہر کن رضوی مورخہ ۱۴ جمادی الاولیٰ یوم شنبہ ۱۳۵۵ھ

زید و ہندہ میں لڑائی ہو رہی تھی تھوڑے عرصے کے واسطے رک گئی تھی اس عرصہ میں میرے خالہ زاد بھائی ارشاد علی آئے اور انھوں نے پھر چھیڑنا شروع ہو گئی کہ زید نے دل میں خیال کیا کہ بغرض دھمکی غصہ کی حالت میں میں نے ایک مرتبہ کہا اسی ہندہ کو تو طلاق دے دے یہ نہیں کہا کہ میں تم کو طلاق دیتا ہوں ہندہ نے اس لفظ کو نہیں سنا دوبارہ پھر چار پانچ منٹ کے بعد کہا کہ طلاق دی طلاق دی اس کا خیال نہیں رہا کہ غیر میں ایک مرتبہ کہا یا دو مرتبہ یہ نہیں کہا کہ میں تم کو طلاق دیتا ہوں کیونکہ بھائی ارشاد علی سے معلوم ہوا کہ اول ایک مرتبہ یہ لفظ کہا کہ ایسی ہندہ کو تو طلاق دیدے دوبارہ دو مرتبہ کہا ہندہ سے معلوم ہوا کہ ایک مرتبہ کہا اور اب اس سے مکرر نکاح ہو سکتا ہے اور اس کا کفارہ کیا ہوگا پہلا تصور معافی چاہتا ہوں الفاظ خاص میرے مکان میں ہندہ کا مزاج گرم ہے اس وجہ سے مجھ سے غلطی ہوئی معافی چاہتا ہوں۔

الجواب صورت مستفسرہ میں طلاق رجعی ہونے کا حکم ہوگا لفظوں میں اضافت نہ ہونا اصلاً اضافت نہ ہونا نہیں یہاں لفظوں میں اگرچہ یہ نہیں کہ تم کو یا اس کو یا فلاں کو طلاق دی مگر جب پہلے وہ یہ لفظ کہہ چکا ہے کہ ایسی ہندہ کو تو طلاق دیدے نیز خطاب اس کا ہے کہ میرے مکان میں ہندہ کا مزاج گرم ہے اس وجہ سے مجھ سے یہ غلطی ہوئی معافی چاہتا ہوں ان جملوں سے معلوم ہو گیا کہ ان الفاظ سے اپنی عورت ہی کو طلاق دینا مقصود ہے اب رہا یہ کہ ایک ہوئی یا دو اگر اسے شک ہو اور وہاں جو شخص موجود ہو اس کے بیان سے ایک طرف گمان غالب ہو تو ایک ہوئی اور اگر اسے دو کا گمان غالب ہو تو دو اور اس جو ہو اس کے بیان سے تو دو سمجھے اور اگر خود اپنا گمان زیادہ کا ہو اور حاضرین جو عادل ہوں ان کا بیان کم کا ہو پھر ان کا صدق اس کے دل پر جمے تو ایک ہی سمجھ سکتا ہے۔

در مختار میں ہے۔ شك هل طلق واحدة او اكثر بنى على الاقل۔ رد المحتار[1] میں ہے۔ قوله بنى على الاقل اى كما ذكره الامير بانى الا ان يتيقن بالاكثر او يكون اكبر ظنه وعن الامام الثانى اذا كان لايدرى اثلثا ام اقل يتحرى وان استوى احتمل بائنة لانه اشبه وعن الوزانية قال هو وقع قول الثانى اقتصر

[1] رد المحتار، باب الرجعة، ج ۲، ص ۴۰۲، مطبوعہ مصر

قاضی خان وانما علل لانه یعمل بالاحتیاط خصوصا فی باب الفروج اھ قلت ویمکن حمل الاول علی القضاء والثانی علی الدیانة وبالجملة مسئلة المتون فی باب التعلیق لو قال ان ولدت ذکرا فانت طالق واحدة فولدت ذکرا ثم ولدت انثی فانت طالق ثنتین فولدتهما لم یرد الاول تطلق واحدة قضاء وثنتین تنزها ای دیانة هذا وفی الاشباه ایضا وان قال عزمت علی انه ثلث یترکها وان اخبر بعدد حضر والا لم یحضر والمجلس بانها واحدة لم یصدقوا اخذ بقولهم۔ عالمگیری میں ہے۔ فی نوادر ابن سماعة عن محمد رحمه الله تعالی اذا شك فی ان طلق واحدة او ثلاثا فهی واحدة حتی یستیقن او یکون اکبر رأیه علی خلاف ذلك فان قال الزوج عزمت علی انها ثلاث او هی عندی علی انها ثلاث الا انی اخبر علی السنة فانه یرجع الی عدد اقل حضر او لم یحضر والی ما اذا کانت واحدة قال اذا کان واحدا ولا اصدقهم واخذ بقولهم کذا فی الذخیرة واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ محمد خواجہ قطب معرفت جمیل احمد صاحب۔ ۲۲ رجب المرجب ۱۳۵۶ھ

زید اپنی عورت سے یہ کہے کہ میں نے تجھ کو آزاد کیا اور تو بھی مجھ کو آزاد کردے اس عورت نے جواب دیا کہ تم میرے خاوند نہیں زید نے اس پر جواب دیا کہ ہوگا کوئی رنڈی دے کر تیرا خاوند نہ تو میری عورت نہ میں تیرا خاوند ایک ماہ سے یہ اتفاقی حوادث رہی اور ابھی تک ہے مگر ایک جگہ دونوں رہتے ہیں معمولی گفتگو کسی وقت اشارۃً ہوتی ہے اب وہ عورت چاہتی ہے کہ میں معافی اپنے قصور کی چاہ لوں ایسی صورت میں زید کو کیا کرنا چاہئے اور مذکورہ بالا مسئلہ پر کیا جواب دیا جاتا ہے والسلام من اتبع الہدیٰ۔

الجواب۔ اگر مرد نے عورت سے یہ لفظ بہ نیت طلاق کہے کہ میں نے تجھ کو آزاد کیا تو ایک طلاق بائن ہوگئی جب وہ دونوں راضی ہوں تو نکاح جدید بمہر جدید کرلیں۔ فی الہندیۃ لو قال اعتقتك طالقت بالنیة کذا فی معراج الدرایة اس کے دوسرے لفظ "نہ تو میری عورت نہ میں تیرا خاوند" پر مذہب مختار الفاظ طلاق سے نہیں یہ اگر بہ نیت طلاق بھی کہے ہوں۔ ان سے طلاق نہ ہوگی ہاں ان سے بظاہر اتنا پتہ چلتا ہے کہ پہلا لفظ بہ نیت طلاق کہا ہوگا۔ شوہر اگر قسم کھا دے گا کہ اس نے پہلے لفظ سے نیت طلاق نہیں کی تھی تو اصلا طلاق کا حکم نہ ہوگا اور اقرار کرے گا یا حلف نہ کرے گا تو ایک طلاق بائن کا حکم ہے۔ عالمگیریہ[1] میں ہے۔ لو قال نویت من تبی لا یقع وان نوی هو الصحیح هکذا فی جواهر الاخلاطی اسی میں مجموع النوازل سے ہے۔ امرأة قالت لزوجها آخر بن لو امرأة فقال الزوج نه فقوله نه فی قوله لا یقع بهذا الشیء کذا فی الخلاصة۔

فتاوی[2] ہندیہ میں ہے۔ لو قال لامرأته لست لی بامرأة او قال لها انا بزوجك ان قال نویت

---

[1] عالمگیری جلد ۱ ص ۳۷۶ بیروت [2] ہندیہ جلد ۱ ص ۳۷۶ بیروت [3] عالمگیری جلد ۱ ص ۳۷۶ بیروت [4] ہندیہ جلد ۱ ص ۳۷۶

الطلاق یقع الطلاق فی قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ وعندھما لایقع اھ مختصراً اسی میں ہے۔ لو قالت المرأۃ لزوجھا لست بل بزوج فقال الزوج صدقت ونوی بہ الطلاق یقع فی قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ کذا فی فتاوی قاضی خان۔ اسی میں ہے۔ قد اتفقوا جمیعاً انہ لو قال واللہ ما انت لی بامرأۃ او لست واللہ لی بامرأۃ فانہ لایقع شیئ وان نوی۔ فتاوی خلاصہ میں ہے۔ لو قال لھا لست لی بامرأۃ عندھما لایقع وان نوی وعند ابی حنیفۃ یقع اذا نوی۔ اسی میں ہے۔ قال لو زن من غیر نیۃ لایقع وان نوی ھو المختار۔ اسی میں ہے۔ لو قال واللہ لست لی بامرأۃ لایقع وان نوی۔ فتاوی خلاصہ اور فتاوی برازیہ میں ہے۔ قالت لہ لست لی بزوج فقال ھو صدقت فھذا او ما لو قال لست لی بامرأۃ سواء۔ درمختار میں ہے۔ والقول لہ بیمینہ فی عدم نیۃ عورت اس سے قسم لے لے اگر قسم کھا دے کہ اس نے طلاق کی نیت سے وہ لفظ نہ کہے تھے مان لے جھوٹ کہے گا وبال اسی پر ہوگا۔ درمختار میں ہے۔ یکفی تحلیفھا فی منزلہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از شہر کہنہ مسئولہ ڈاکٹر نوشے علی صاحب ۳ محرم الحرام ۱۳۵۷ھ

زید نے عمرو کی لڑکی سے بقاعدہ شرعی نکاح کیا پھر جو وہ قاضی نکاح خواں کے رجسٹر میں مفصل درج ہے اب عرصہ پانچ سال کا ہو گیا تھا تیسرے نکال کر امام گذاری کر رہا ہے آخری فیصلہ اس کا یہ ہے کہ نیا سوٹر قمیص زید کے نام غیر بھیجا جاوے اور پرانے کپڑے اس کی مرضی کے موافق دیدیئے جائیں تو تاریخ رخصت مقرر کی جا سکتی ہے عمرو کو اس قدر وسعت نہیں ہے کہ اس کی حسب منشا اس کی فرمائشیں پیش کر سکے زید نے آج تک اس کے نان نفقہ کے خرچ کے لئے ایک پائی نہیں دی ہے نہ اس کی گلو خلاصی کرتا ہے یوں ہی معلق ڈال رکھا ہے اور کہتا ہے کہ جب تک میری فرمائشیں نہ پوری کی جائیں گی یوں ہی پڑا رکھوں گا عمرو کی لڑکی یہ بھی خیال کرتی ہے کہ زید ایک ضدی اور لاپرواہ ہے اس سے پورا اندیشہ بلا کی اور ایذا کا ہے میں مہر معاف کرتی ہوں جس کی تعداد پچاس ہزار ہے کہ پس پچاس ہزار مؤجل اور پچیس ہزار غیر مؤجل معہ نان نفقہ وہ میری گلو خلاصی خلع کر کے کر دے زید اور عمرو دونوں حنفی المذہب ہیں۔ ایسی صورت میں خلع ہو سکتا ہے یا نہیں فقط۔

الجواب۔ خلع تو جب چاہے ہو سکتا ہے مگر خلع بھی تو شوہر ہی کی رضا سے ہوگا وہ اگر خلع پر راضی نہ ہو تو کیونکر ہوگا وہ شخص گنہگار حق اللہ اور حق زن میں گرفت ارظالم جفاکار ہے۔ اس پر توبہ لازم۔ یا عورت کو رخصت

ف۱ ہندیہ جلد اول ص۳۵۶ ف۲ ہندیہ جلد اول ص۳۵۳ مطبوعہ مصر، ف۳ فتاوی خلاصہ جلد اول ص۳۵۳ مطبوعہ لاہور

کرائے اس کے ساتھ بمعروف پیش آئے بھلائی کرے اور یہ نہ کرے تو لازم ہے کہ اسے بھلائی کے ساتھ چھوڑ دے۔ قال تعالیٰ امسکوھن بمعروف او سرحوھن بمعروف ولا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا ومن یفعل ذلک فقد ظلم نفسہ ولا تتخذوا ایٰت اللہ ھزوا[1] احد الامرین فرض ہے رکھنا ہے تو بھلائی کے ساتھ رکھنا اور بھلائی کے ساتھ چھوڑنے ادھر میں ڈالنا حرام ہے۔ قال تعالیٰ لا تمیلوا کل المیل فتذروھا کالمعلقۃ۔ نقصان رسانی تنگی میں ڈالنا حرام ہے اسے رخصت کرا کے بھلائی کے ساتھ رکھے۔ اسکنوھن من حیث سکنتم من وجدکم ولا تضاروھن لتضیقوا علیھن۔ نقصان رسانی مسلمان کی شان سے بہت بعید ہے حدیث میں ہے۔ ولا ضرر ولا ضرار فی الاسلام۔ کسی مسلمان کو اپنے قول یا فعل سے ناحق ایذا دینا اللہ و رسول کو ایذا دینا ہے حدیث میں ہے۔ من اذی مسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ۔

باپ اگر اس کی قدرت بھی رکھتا ہو جب بھی اسے یوں مجبور کرنا شرعاً عقلاً ہر طرح سخت مذموم و ممنوع و معیوب ہے کہ ایسی صورت میں کہ وہ اس کے وسعت دے باہر ہے باپ پر کچھ بھی دینا لازم نہیں۔ ہاں کچھ جہیز دینا مسنون ہے۔ عورت نے اگر مہر معاف کر دیا تو مہر معاف ہو گیا۔ باپ اگر گنجائش رکھتا ہو اور اس نے وعدہ بھی کیا ہوتا جب بھی اس کے ذمہ لازم نہ ہوتا ہاں بے وجہ معقول وعدہ خلافی ہر طرح مذموم و معیوب ہوتی اور اگر صورت یہ ہوتی کہ وہ شوہر یا شوہر کے والدین سے کہتا اونچے سے موٹر اور بیاہ اور سلامی جہیز میں دوں گا مسئلہ تمام اس قدر بری لاؤ اتنا چڑھاوا چڑھاؤ یا اتنا روپیہ لڑکے یا لڑکی کو دو یا اس قدر جائداد لڑکے یا لڑکی کے نام کرو تو صرف اس صورت میں اسے ایفائے وعدہ کی تاکید کی جاتی مگر اس میں لڑکی کا کیا قصور رخصت نہ کرانے سے۔ جو ناحق ایذا اور نقصان جھیل رہا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از رائے بریلی مرسلہ شیخ چھدا صاحب ۲ر محرم الحرام ۵۸ھ

(۱) اگر کوئی شخص غصہ کی حالت میں اپنی بی بی کو طلاق دیدے تو طلاق ہوتی ہے یا نہیں؟

(۲) طلاق کتنے قسم کی ہوتی ہے؟

(۳) جس عورت کا شوہر انتقال کر گیا ہے اور جس عورت کا شوہر طلاق دے دیا ہے تو یہ عورتیں کتنے دن کی مدت گذاریں پھر ثانی نکاح کریں۔

الجواب۔ (۱) غصہ ہی اکثر طلاق کا باعث ہوتا ہے اکثر غصہ ہی میں طلاق دی جاتی ہے تو مطلقاً غصہ طلاق نہ ہونے کے لئے کیونکر عذر معقول و مقبول ہو سکتا ہے ہاں اگر جوش غضب اس حال پر ہو کہ اس

---

[1] پ۲ ع ۱۳ [2] سورۂ نساء آیت ۱۲۹ [3] سورۂ طلاق آیت ۱

وقت عقل پر زوال حواس میں اختلال ہو زمین و آسمان کا اسے ہوش نہ ہو تو یہ زوال و اختلال ضرور مانع وقوع طلاق ہوں گے۔ اس حال کا ایقاع معتبر نہیں۔ غیر عاقل کی طلاق کا اعتبار نہیں حدیث میں فرمایا کل طلاق جائز الا طلاق المعتوہ نیز فرمایا۔ رفع القلم عن ثلاثۃ عن النائم حتی یستیقظ و عن الصبی حتی یبلغ و عن المعتوہ حتی یعقل۔ عالمگیریہ میں ہے۔ یقع طلاق کل زوج اذا کان بالغا عاقلا۔

(۲) طلاق تین طرح کی ہوتی ہے رجعی۔ جس میں عدت گذرنے سے پہلے پہلے رجعت کر سکتا ہے اگر رجعت قول یا فعل سے کرلے گا تو عورت بدستور اس کے نکاح میں لوٹ آئے گی نکاح جدید کی کچھ حاجت نہ ہوگی۔ ہاں عدت گذر جائے گی اور رجعت نہ کرلے گا تو نکاح سے باہر ہو گی اب رجعت نہ کر سکے گا عورت پر اسے دسترس نہ رہے گی وہ اگر راضی ہوگی تو اس سے نکاح جدید بمہر جدید کر سکے گا۔ بائنہ جس سے فی الحال بینونت ہو جائے گی شوہر کو اختیار رجعت نہ ہوگا بر ضا رزن نکاح جدید بمہر جدید ہو سکے گا۔ مغلظہ۔ جس سے فی الحال بینونت کبریٰ واقع ہوگی۔ جس سے عورت شوہر پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی کہ بے حلالہ اس سے کبھی نکاح نہ کر سکے گا۔ یہ تو لحاظ وقوع تین طرح ہوتی اور باعتبار واقع کرنے کے بھی تین طرح ہے۔ احسن۔ حسن۔ بدعی یا یوں کہیں کہ دو طرح ہے سنی بدعی پھر ان ہر دو کی بلحاظ عدد و بلحاظ وقت دو دو قسمیں ہیں طلاق سنی بلحاظ عدد۔ دوسری۔ بلحاظ وقت دو نوع حسن اور احسن۔ احسن ایک رجعی طلاق ایسے طہر میں جس میں جماع نہ کیا۔ جدائی کرنا ہو تو پھر تا انقضاء عدت رجعت نہ کرے۔ اور حسن ایک طلاق ایسے طہر میں جس میں جماع نہ کیا پھر دوسرے طہر میں دوسری پھر تیسرے طہر میں تیسری بدعی کی دونوعوں سے بدعی عددی یہ کہ ایک طہر میں بکلمۂ واحدۃ تین طلاقیں دے یا بکلمات جدا گانہ ایک طہر میں دو طلاقیں جمع کرے ایک کلمہ سے یا دو یا ملفوظہ لکھوں سے۔ بدعی وقتی یہ کہ مدخول بہا جو ذوات اقراء ہو اسے ایسے طہر میں طلاق دے جس میں جماع کر چکا ہو یا بحالت حیض۔ طلاق بدعی سے طلاق تو ہو جائے گی مگر گنہگار ہوگا دوسری صورت جس میں تین طلاقیں نہیں رجعت واجب ہوگی۔ جب کہ طلاق بائن نہ دی ہو۔

عالمگیریہ میں ہے۔ الطلاق نوعان سنی و بدعی و کل واحد منہما نوعان نوع یرجع الی العدد و نوع یرجع الی الوقت اما الطلاق السنی فی العدد والوقت فنوعان حسن واحسن فالاحسن ان یطلق امرأتہ واحدۃ رجعیۃ فی طہر لم یجامعہا فیہ ثم یترکہا حتی تنقضی عدتہا او کانت حاملا قد استبان حملہا والحسن ان یطلقہا واحدۃ فی طہر لم یجامعہا فیہ ثم فی طہر آخر واخری فی طہر آخر اخری[1]

[1] طحطاوی ص ۲۲۸ مطبوعہ بیروت [2] مشکوٰۃ ص ۲۸۳ [3] فتاویٰ عالمگیری مع خانیہ جلد اول ص ۴۵۳ مطبوعہ بیروت

وامّا البدعی فنوعان بدعی لمعنی یعود الی العدد وبدعی لمعنی یعود الی الوقت فالذی یعود الی العدد ان یطلقها ثلاثا فی طهر واحد بکلمة واحدة او بکلمات متفرقة او یجمع بین الثلثیة بین فی طهر واحد بکلمة واحدة او بکلمتین متفرقتین فاذا فعل ذالک وقع الطلاق وکان عاصیا والبدعی من حیث الوقت ان یطلق المدخول بها فی من دوات الاقراء فی حالة الحیض او فی طهر جامعها فیه وکان الطلاق واقعا وانسب لعبارات براجعها والاصح ان الرجعة واجبة طلاق کی باعتبار الفاظ طلاق تین قسمیں ہیں۔ صریح بلحق بالصریح۔ طلاق بالکنایہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) عورت جو مدخولہ حائضہ (یعنی حیض والی) مطلقہ غیر حاملہ ہو اس کی عدت طلاق تین حیض ہے۔ قال تعالیٰ والمطلقٰت یتربصن بانفسھن ثلثة قروء[1] اور جو غیر حاملہ متوفی عنہا زوجہا ہو اس کی عدت وفات چار ماہ دس روز ہیں قرآن عظیم فرماتا ہے۔ والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسھن اربعة اشھر وعشرا[2] اور مطلقہ آئسہ مدخولہ (جو سن ایاس کو پہونچی) اور مطلقہ نابالغہ اور مطلقہ بالغہ غیر حائضہ (یعنی جو سن بلوغ کو پہونچی یوں بالغہ ہوئی اسے حیض نہ ہوا یا ایک روز خون آیا پھر نہ آیا) جب کہ مدخولہ ہوں ان کی عدت تین ماہ ہے۔ قرآن عظیم فرماتا ہے۔ واللٰئی یئسن من المحیض من نسائکم ان ارتبتم فعدتھن ثلثة اشھر واللٰئی لم یحضن[3] حاملہ کی تا وضع حمل ہے قرآن عظیم کا ارشاد کریم ہے۔ واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن[4]

اور مطلقہ غیر حاملہ جاریہ کی عدت حائضہ کی دو حیض غیر حائضہ کی ڈیڑھ ماہ اور عدت وفات دو ماہ پانچ روز ہے غیر مدخولہ عورت کے لئے عدت طلاق نہیں۔ عالمگیریہ[5] میں ہے۔ اما من لا دخول لاحد علیھا المطلقة قبل الدخول الحرة ممن تحیض فعدتھا ثلاثة اقراء۔ والعدة لمن لم تحض لصغر او کبر او بلغت بالسن ولم تحض ثلثة اشھر وکذا لو رأت دما لوما شما لم ترالعدتھا بالشھور ھو الصحیح۔ وعدة الامة والمدبرة وام الولد والمکاتبة فی الطلاق والفسخ قرأن وان کانت لا تحیض فعدتھا شھر ونصف وعدة الحاصل ان فسخ عملھا سواء کانت المرأة حرة او مملوکة الخ۔ عدة الحرة فی الوفاة اربعة اشھر وعشرة ایام سواء کانت مدخولا بھا او لا صغیرة او کبیرة او آئسة۔ اذا کانت المنکوحة امة فمات عنھا زوجھا فعدتھا شھران وخمسة ایام عند الجمھور الخ طلقت وھی صغیرة لم تحض وقد دخل بھا او مثلھا یجامع فعدتھا ثلاثة اشھر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

[1] پ۲ ع۱۴ [2] پ۲ ع۱۴ [3] پ۲۸ ع۱ [4] پ۲۸ ع۱ [5] عالمگیریہ جلد ۱ صفحہ ۵۲۶۔ صفحہ ۵۲۸۔ صفحہ ۵۲۹۔ صفحہ ۵۳۱ مطبوعہ مصر وپ۲ سورۂ بقرہ آیت ۲۲۸ [6] پ۲۸ سورۂ طلاق آیت ۴

مسئلہ۔ از محمد آباد ضلع سیتاپور مسئولہ جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ۲۲ رجب ۱۳۵۸ھ

ایک شخص نے اپنی بی بی سے کہا کہ تجھے طلاق دی طلاق ہے میں تجھے طلاق دیتا ہوں اور کہہ چھوڑنے کی نیت نہیں کی تو کیا حکم ہے عورت نکاح میں رہی یا نہیں اسے کیا کرنا چاہئے۔ دوسرا ایک شخص غصہ کی حالت میں اپنی زوجہ سے لڑائی کر رہا تھا اس لڑائی کے اندر اس نے اپنی بی بی کو کہا کہ جا میں نے تجھ کو طلاق دیا تجھے طلاق دی میں تجھے طلاق دیتا ہوں اور تو میری ماں ہے ان دونوں سوالوں کے جوابات مفصل عطا ہوں۔ سوال اول میں صیغہ دیتا ہوں کا لفظ ہے اور چھوڑنے کی نیت نہیں۔ لہٰذا خاطر مالی رہے۔

الجواب۔ دونوں صورتوں میں تینوں طلاقیں ہوگئیں ہر لفظ صریح ہے اور صریح محتاج نیت نہیں خاص صیغہ حال طلاق دیتا ہوں تو تحقیق ہی ہے۔ صیغہ مضارع جو دائر بین الحال والاستقبال ہے اس سے بھی اس جگہ جہاں اس کا غالب استعمال حال کے لئے ہو تحقیق ٹھہرے گا۔ فارسی اور ہماری زبان میں تو حال کا صیغہ صیغۂ استقبال سے جدا ہے عربی میں جدا نہیں مگر جب مضارع کا غالب استعمال حال میں ہو، تضاہر مسکم طلاق ہوگا اور تحقیق ہی ٹھہرے گا۔ تضاہر محتاج نیت نہ ہوگا اور عورت مثل قاضی ہے ایسی صورت میں اسے اپنے آپ کو مطلقہ سمجھنا لازم ہوگا۔ اپنے نفس پر اسے قدرت دینا حرام ہوگا۔ رد المحتار وغیرہ وغیرہا اسفار معتبرہ میں ہے۔ الصریح لا یحتاج الی النیۃ جو ابہا الاخلاطی میں ہے۔ طلاق کی کم طلاق کی کم، طلاق کی کم ثلث لان کی کد تخص الحال وھو تحقیق بخلاف قولہ کنہ لانہ یخص الاستقبال فلم یکن تحقیقا مع الشک حتی ان فی موضع طلب استعمالہ للحال کان تحقیقا کقولہ انک کافر اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وکقول الشاھد اشھد بھذا او کقول الحالف اشھد باللہ۔ عالمگیری میں ہے۔ قال الزوج طلاق کی کنہ طلاق کی کنہ وکرر ثلاثا طلقت ثلاثا بخلاف قولہ کنہ لانہ استقبال فلم یکن تحقیقا بالتکریر۔ اسی میں محیط سے ہے لو قال بالعربیۃ اطالق لا یکون طلاقا الا اذا غلب استعمالہ للحال فیکون طلاقا۔

شامی میں ہے۔ المضارع اذا غلب فی الحال مثل تطلق فکنایۃ کما فی البحر قلت ومنہ فی عرفنا نکون طالقا ونحو منہ خذی ملاقا فقالت اخذت فقد صح الوقوع بہ بلا اشتراط نیۃ کما فی الفتح وکذا الایمان قولہا اخذت کما فی البحر۔ جد الممتار میں اعلیٰ حضرت شیخنا المجدد شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد فرماتے ہیں۔ المضارع اذا غلب فی الحال صریح ثلث وصیغۃ الحال بلسانا علیہ فینبغی ان یقع بہا اذا کان صریحا من دون نیۃ ومنہا قولہ۔ میں تجھے چھوڑتا ہوں بخلاف قولہ میں تجھے

سلہ عالمگیری جلد ۱ ص ۳۸۴ مطبوعہ بیروت سلہ شامی جلد دوم ص ۴۶۱ سلہ جلد دوم ص ۴۶۲ مطبوعہ مبارک پور

چھوڑے دیتا ہوں فان غالب استعمالہ فی العزم علی الفعل دون حقیقتہ فافہم وتامل۔ فتاوی ہندیہ[1] میں ہے۔ لو قال لھا انت طالق ونوی بہ الطلاق عن وثاق لم یصدق قضاء ویدین فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ واما المرأۃ کالقاضی لا یحل لھا ان تمکنہ اذا سمعت منہ ذلک او شھد بہ شاھد عادل عندھا شامی[2] میں ہے۔ المرأۃ کالقاضی اذا سمعتہ او اخبرھا عدل لا یحل لھا تمکینہ اسی میں فتح القدیر سے ہے ان المرأۃ کالقاضی لا یحل لھا ان تمکنہ اذا علمت منہ ما ظاھرہ خلاف مدعاہ۔ عورت کو حلال نہیں کہ وہ بعد اس کے اس کو نفس پر قابو دے اس کے ساتھ رہے وہ اپنے آپ کو مطلقہ مثلث جانے گی اور جیسے ہوگا اس سے چھٹکارا حاصل کرے گی اس سے دور بھاگے گی جیسے سانپ سے جیسے شیر سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از جائس ضلع رائے بریلی المستفتی منظور الحق

زید نے اپنی بیوی کی عدم موجودگی میں ایک شخص کے سامنے یہ الفاظ اپنی بیوی کے متعلق کہے میں اپنی بیوی کو مثل ماں کے سمجھتا ہوں مجھ سے اور اس سے کوئی واسطہ نہیں تو کیا حکم ہے؟

الجواب۔ اگر اس نے اپنے ان الفاظ سے کہ میں اپنی بیوی کو مثل ماں کے سمجھتا ہوں نیز اس کلمہ سے کہ مجھ سے اس سے کوئی واسطہ نہیں طلاق کا ارادہ کیا تھا ہر دو کلمے سے علیحدہ علیحدہ طلاق کی نیت ہو ایک سے طلاق مقصود ہو بہر حال اس صورت میں کہ وہ کلمے بہ نیت طلاق ہی کہے ہوں ایک طلاق بائن ہوگئی کہ پہلا کلمہ نیز دوسرا ہر دو کنایات طلاق سے ہیں۔ کنایہ سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے دونوں سے علیحدہ علیحدہ طلاق کی نیت ہو جب بھی ایک ہوگی ایک لغو ہو جائے گی۔ فان البائن لا یلحق بالبائن کما ھو مصرح بہ فی غیر ما کتاب۔ عالمگیری[3] میں ہے۔ لا یلحق البائن البائن بان قال لھا انت بائن ثم قال لھا انت بائن لا یقع الا طلقۃ واحدۃ بائنۃ۔ اور اگر بہ نیت ظہار یہ کہا کہ میں اپنی بی بی کو مثل ماں کے سمجھتا ہوں اور یہ لفظ کہ مجھ سے اس سے کوئی واسطہ نہیں بہ نیت طلاق کہے تو ظہار بھی ہوا اور طلاق بھی بعد نکاح جدید بھی جب تک کفارہ نہ دے اس سے استمتاع حلال نہیں اس سے صحبت حرام اس کا بوسہ بشہوت لینا یوں ہاتھ لگانا اس کی شرمگاہ دیکھنا حرام اور اگر طلاق کی نیت نہ تھی ظہار ہی کی نیت تھی تو صرف ظہار ہوا کفارہ اس پر لازم کہ ایک غلام آزاد کرے اور یہاں باندی غلام کہاں جب اس پر قدرت نہیں تو دو ماہ کے پے در پے روزے رکھے اور ان دو ماہ میں دن میں یا رات میں اس سے صحبت نہ کرے اور اگر اس سے قبل ادا کفارہ صحبت کرے گا تو یہی نہیں کہ گناہ ہوگا بلکہ از سر نو دو ماہ کے لگاتار روزے رکھنے ہوں گے یونہی اگر بیچ میں

---

[1] فتاوی ہندیہ جلد اول صفحہ ۳۶۳ مطبوعہ بیروت [2] جلد اول صفحہ ۳۷۰ [3] جلد اول صفحہ ۳۷۵

کوئی روزہ چھوٹ جائے گا تو پھر سرے سے دو ماہ کے روزے لازم ہوں گے۔ اور اگر بیماری سے یا بڑھاپے سے ایسا ہو گیا ہے کہ لگاتار دو ماہ کے روزوں کی طاقت نہیں رکھتا تو ساٹھ مسکین کو دونوں وقت بھرپیٹ کھانا کھلائے۔ اتنے مسکینوں کو سورپتے بھر سیر سے پونے دو سیر ایک اچھی بھاری پرنی مسکین گیہوں دے یا اس قدر کی قیمت۔

اور اگر ظہار مقصود نہ تھا بلکہ ان لفظوں سے یہ مراد تھی کہ میرے نزدیک وہ میرے ماں کی مثل عزت کرامت بزرگی رکھتی ہے میں اس کا اعزاز و اکرام ماں کی مثل سمجھتا ہوں تو اس صورت میں ظہار نہ ہوگا نہ حکم وجوب کفارہ مگر بظاہر اس کے لفظ اس سے ابی ہیں یوہیں اگر اس کی کوئی نیت نہ تھی تو بھی علی القول الامام یہ لفظ کرامت ہی پر محمول ہوگا اور ظہار کا حکم نہ ہوگا اور اگر ان الفاظ سے نیت تحریم کی تھی تو بھی صحیح یہ ہے کہ ظہار ہوگا عالمگیریہ[1] میں ہے۔ لو ظاہر منہا بشرط طلقہا طلاقا بائنا ثم تزوجہا لا یحل لہ وطوہا و الاستمتاع بہا حتی یکفر وکذا فی السراج الوہاج۔ اسی میں ہے۔ لو قال لہا انت علی مثل امی او کامی ینوی فان نوی الطلاق وقع بائنا وان نوی الکرامۃ او الظہار فکما نوی ہکذا فی فتح القدیر وان لم تکن لہ نیۃ فعلی قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ لا یلزمہ شیء حملا للفظ علی معنی الکرامۃ کذا فی الجامع الصغیر۔ والصحیح قولہ ہکذا فی غایۃ البیان۔ فان نوی التحریم اختلفت الروایات فیہ والصحیح انہ یکون ظہارا عند الکل اھ۔ العطایا النبویہ[2] میں ہے۔ فی ردالمحتار عن الجوہری وعندی ومعی کعلی اھ اقول وانت تعلم ان کمثل ہوں بلسانک الذی ہو عندی بلسان العرب اھ اسی میں تنویر الابصار و درمختار سے ہے۔ یصیر بہ مظاہرا فیحرم وطوہا علیہ ودواعیہ من القبلۃ واللمس والنظر الی فرجہا بشہوۃ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تم کہو تو میں طلاق دے دوں عورت نے کہا کہ پھر دے کیوں نہیں دیتے زید نے کہا بشرطیکہ تم میرا مہر معاف کر دو اور اپنی زبان سے تین مرتبہ کہہ دو کہ میں نے مہر معاف کر دیا عورت نے کہا کہ میں نے مہر معاف کر دیا زید نے کہا کہ میں نے طلاق دیا طلاق دیا طلاق دیا۔ اس پر اس عورت کی والدہ نے زید سے کہا کہ آپ نے تو طلاق ہی دے دیا۔ زید کہنے لگا یوں طلاق مانا نہیں جائے گا جب تک دو چار آدمی ہماری طرف سے اور دو چار آدمی تمہاری طرف کے موجود نہ ہوں بعدہٗ زید نے اپنے ایک دوست سے یہ واقعہ بیان کیا اس نے کہا کہ اس صورت میں تو طلاق واقع ہو گئی اس کے بعد ایک اور شخص سے اس نے یہ واقعہ بیان کیا اس نے بھی یہی کہا کہ اس صورت میں طلاق واقع ہو گئی یا ان

---

[1] عالمگیریہ جلد ۱ صفحہ ۵۳۰ مطبوعہ بیروت [2] العطایا النبویہ فی فتاوی الرضویہ جلد ۳ صفحہ ۳۰۰ مطبوعہ مبارکپور ہند

صورت مذکورہ میں عورت مطلقہ ہوجائے گی یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب۔ اس صورت میں تین طلاقیں ہوگئیں عورت اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی کہ بعد اب کبھی اس پر حلال نہیں ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ الطلاق مرتٰن فامساک بمعروف او تسریح باحسان۔ فان طلقہا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ۔ طلاق ہوجانے کے لئے دو چار آدمی زوج کی طرف سے اور دو چار زوجہ کی جانب سے ہونا کیا معنی ایک آدمی بھی ضروری نہیں محض تنہائی میں اگر شوہر طلاق دے طلاق ہوجائے گی۔ جہاں طلاق دے وہاں اگرچہ زوجہ بھی موجود نہ ہو۔ نہ ثبوت طلاق کے لئے دو چار آدمی اس کے دو چار اس کے ہونا درکار۔ دو اہل شہادت درکار ہیں اگرچہ وہ نہ زوج کے ہوں نہ زوجہ کے محض اجنبی ہوں۔ دونوں میں سے کسی ایک سے ذرا بھی علاقہ نہ رکھتے ہوں واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ اللِّعَانِ

لعان کا بیان

مسئلہ۔ لعان اس بین زن و شوہر کن وجہات سے حد شرعی میں آتا ہے جس کی وجہ سے زن و شوہر کے تعلقات قطع ہوجاتے ہیں۔ جواب مفصل مرحمت فرمایا جاوے۔

الجواب۔ لعان نہ ہوگا مگر زوجین میں جن کا نکاح صحیح اور زوجیت قائم ہو اگرچہ عورت بحالت مدت رجعی ہو۔ دونوں مسلمان آزاد عاقل بالغ غیر محدود فی حد القذف مسلمان پر ادائے شہادت کے اہل ہوں حرمت عفیفہ ہو یعنی زنا و تہمت زنا و لی حرام اگرچہ ایک ہی بار شبہہ بالنکاح فاسد سے بالکل بری پاک و صاف ہو ایک بار بھی اس اہلکہ میں نہ پڑی اور اس پر ایسی تہمت نہ دھری گئی ہو اور نہ اس کے کوئی بچہ بالاب معروف ہوا ہو۔ عورت وقت قذف زندہ اور محصنہ ہو وہ لعان کا مطالبہ کرے قاضی یا بصورت نفی واباء خود قاذف عند القاضی کرے دونوں میں سے کوئی گونگا نہ ہو۔ عورت وجود زنا سے منکر ہو اپنے صدق پر بینہ نہ رکھتا ہو اور صراحۃً زنا کی دار الاسلام میں اس نے عورت پر تہمت دھری ہو نسب ولد کی نفی بھی ہو تو لعان صریح زنا ہے۔ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اللعان لا یجری الا بین زوجین حرین مسلمین عاقلین بالغین غیر محدودین

لہ ۱۲ ای فتاوی قاضی خان برہامش ہندیہ جلد ۱ ص ۲۷۶ مطبوعہ بیروت لہ سورۂ بقرہ آیت ۲۲۹

فی قذف لان اللعان عندنا شهادات مؤکدات بالایمان فلا یجری اذا لم یکونا من اهل الشهادة او لم یکن احدهما من اهل الشهادة مع اهلیة الشهادة یراجع الحصنة والاحصان فی جانب المرأة۔

در مختار میں ہے۔ اللعان (وهو) شرعًا (شهادات) اربعة کشهود الزنا (مؤکدات بالایمان مقرونة بشهادة (باللعن) وشهادتها بالغضب (قائمة) شهادات (مقام حد القذف فی حقه و) شهادات (مقام حد الزنا فی حقها) وشرطه قیام الزوجیة وکون النکاح صحیحا لا فاسدا وسببه قذف الرجل زوجته قذفا یوجب الحد فی الاجنبیة حصنت بالک لانها حی البالغ ولم تلتعن لها شروط الاحصان (وترکنه شهادات مؤکدات بالیمین واللعن وحکمه حرمة الوطء والاستمتاع بعد التلاعن ولو قبل التفریق بینهما واهله من هو اهل الشهادة (علی المسلم لمن قذف زوجته) الحیة بنکاح صحیح ولو فی عدة الرجعی (العفیفة عن) فعل (الزنا) وتهمته (بان لم تکن صغیرا او مجنونة بشبهة ولا بنکاح فاسد ولا لها ولد بلاب (وصح) لاداء الشهادة (علی المسلم او) من (نفی نسب الولد) سندا (من غیره لا) (وطالبته الولد او ابوه) او وکیلهما (لنفی ولد) عند القاضی (لا عن) اجنبی مختصرًا۔

اور رد المحتار میں ہے۔ (قوله وشرطه قیام الزوجیة) فلا لعان بقذف المنکوحة فاسدا او المبانة ولو بواحدة بخلاف المطلقة رجعیة ولا یقذف زوجته المیتة ویشترط ایضا الحریة والعقل والبلوغ والاسلام والنطق وعدم الحد فی قذف وهذه شروط رجعة الیهما ویشترط فی القاذف خاصة عدم اقامة البینة علی صدقه وفی المقذوف خاصة انکار ها وجود الزنا منها وعفتها عنه ویشترط ایضا کون القذف بصریح الزنا وکونه فی دار الاسلام ونفی الولد بمنزلة صریح الزنا (قوله بصریح الزنا) کیا زانیة او یا زانی لانه تعریض یحد قذفا قبل ان تزوجها جد قذفها او لمسلمان وخرج الکنایة والتعریض فلو لست انا بزان وخرج بذکر الزنا اللواط فلا لعان فیه عندنا وعندهما یثبت فیه وخرج ایضا وجدت معها رجلا یجامعها لان الجماع لا یستلزم الزنا بحر (قوله فی دار الاسلام) خرج دار الحرب لانقطاع الولایة (قوله الحیة) لان المیتة لم تبق زوجة لانه لا یتأتی منها اللعان (قوله بنکاح صحیح) هو ایضاح التقیید بالزوجیة لان المنکوحة فاسدا خرج زوجة ولو دخل بها فیه لم تبق عفیفة ایضا فلا یحد قاذفها (قوله ولو فی عدة الرجعی) خرجت المبانة فلا لعان فیها لکنه یحد کالاجنبی۔

(قولہ العفیفۃ) امرأۃ بریئۃ من الوطی الحرام والتہمۃ (قولہ بان لم توطأ الخ) بیان للعفۃ الشرعیۃ ولو مرۃ بشبہۃ ای ولو کان بشبہۃ کوطی مستدتہ من باعن وان ظن حلہ، وقولہ ولا بنکاح فاسد، الاولی او بنکاح فاسد عطفا علی قولہ بشبہۃ لانہ من الوطی الحرام، وقولہ ولا لنفیہا ولدا الخ الاولی ولم یکن لنفیہا ولد عطفا علی قولہ لم توطأ لانہ بیان لقولہ وتہمتہ فانہا تتہم بالزنا بوجود ولد لہا بلا اب ای بلا اب معروف (قولہ وطالبتہ) قید بہ لانہا لو لم تطالبہ فلا لعان لانہ حقہا فلہا دفع العار عنہا ومرادہ طلبہا اذا کان القذف بصریح الزنا اما بنفی الولد فالطلب حقہ ایضا لاحتیاجہ الی نفی من لیس ولدہ عنہ (قولہ او طالبہا الولد المنفی بہذا سبق قلم ومراد لغیرہ، والصواب ان یقال او طالب النافی للولد وعبارۃ الفتح ویشترط طلبہا بخلاف ما اذا کان القذف بنفی الولد فان الشرط طلبہ لاحتیاجہ الی نفی من لیس ولدہ عنہ وعبارۃ الزیلعی لابد من طلبہا الا ان یکون القذف بنفی الولد فان لہ ان یطالب لاحتیاجہ الخ ولا یخفی ان الضمیر فی طلبہ یرجع للقاذف لا للولد فلعل طلب الولد شرط لوجوب حد القذف ان کان ولدہ غیر القاذف وکانت الامیتۃ والا فالشرط طلبہا کما سیأتی فی بابہ و الکلام فی الطلب الذی ہو شرط وجوب اللعان ولا یکون بعد موتہا، ولہذا اظہر جعل احدہما۔

رکن لعان۔ شہادات مؤکدات بالیمین مقرون باللعن والغضب ہے لعان لفظ شہادت پر موقوف ہے اگر بجائے اشہد باللہ احلف باللہ کہا جائے گا لعان صحیح نہ ہوگا یونہی مرد اگر اسے مؤکد باللعن عورت مؤکد بالغضب نہ کرے گی لعان نہ ہوگا۔ سبب لعان۔ مرد کا اپنی بی بی منکوحہ بنکاح صحیح کی طرف صراحۃً زنا کی نسبت کرنا مثلاً اسے زانیہ کہنا یا یوں کہنا کہ تو نے زنا کیا وغیرہا اعم ازیں ایسی بات کہنا کہ اگر اجنبیہ عورت کو کہتا تو حد قذف کی موجب ہوتی۔ شرط لعان۔ زن و مرد کا بنکاح صحیح زن و شوہر ہونا اور قیام زوجیت ہے۔ اہلیت لعان۔ اہل لعان وہی ہے جو اہل شہادت ہے دونوں کا اہل ہونا ضروری ہے۔ حکم لعان۔ لعان سے فارغ ہوتے ہی وطی و استمتاع کی حرمت ہے مگر نفس لعان سے فرقت نہ ہوگی جب تک قاضی تفریق نہ کرے گا وہ دونوں زن و شوہر رہیں گے بے طلاق یا تفریق قاضی فرقت نہ ہوگی۔ زوجیت قائم رہے گی۔ لعان بعد وجوب بہت وجوہ سے ساقط و باطل بھی ہو جاتا ہے۔ جب تک حکم لعان باقی ہے ادطلاق یا تفریق قاضی سے قبل حرمت وطی و استمتاع ثابت شدہ باقی رہے گی۔ جو فرقت ہوگی طلاق بائن ہوگی ایک دوسرے کے ساتھ رہنا حرام ہو جائے گا تا بقاء بر حالت لعان انھیں نکاح حرام ہوگا۔

عالمگیری[1] میں ہے۔ حکمہ حرمۃ الوطاء والاستمتاع کما فرغا من اللعان ولکن لاتقع الفرقۃ بنفس اللعان حتی لو طلقہا فی ھذہ الحالۃ طلاقا بائنا یقع وکذا الواجب الترجل نفسہ حل الوطاء من غیر تجدید النکاح کذا فی النہایۃ، قال ابوحنیفۃ ومحمد رحمہما اللہ تعالیٰ الفرقۃ انواقعۃ فی اللعان فرقۃ بتطلیقۃ بائنۃ فیزول ملک النکاح وتثبت حرمۃ الاجتماع والتزوج مادام علی حالۃ اللعان، اسی میں ہے۔ اللعان یقف علی لفظ الشہادۃ عندنا حتی لو قال احلف باللہ انی لمن الصادقین او قالت ھی ذلک لم یصح اللعان کذا فی السراج الوہاج، اذا تم اللعان فرق الحاکم بینہما ولاتقع الفرقۃ حتی یقضی بالفرقۃ علی الزوج فیفارقہا بالطلاق فان استمع فرقی القاضی بینہما وقبل ان یفرق الحاکم لاتقع الفرقۃ والزوجیۃ قائمۃ یقع طلاق الزوج علیہا وظہارہ وایلاؤہ ویجری التوارث بینہما اذا مات احدہما الخ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتاب الوقف

وقف کا بیان

مسئلہ۔ از بریلی شریف محلہ گلاب نگر مرسلہ جناب محمود حسن صاحب

ایک شخص نے اپنی حمیت اور قوت دینی سے ایک مدرسہ دینی اپنے مکان پر قائم کیا اور ہمیشہ اس مدرسہ کی ترقی کی کوشش اور نگرانی کرتا رہا اس نے یہ بھی کیا کہ شہر کے چند متدین اور عمائد کی ایک کمیٹی بنائی جو مدرسہ کے انتظام اور اس کی ترقی کے لئے مشورہ دے جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ مدرسہ کے قائم اور برقرار رکھنے کے لئے کافی جائداد موقوفہ کا انتظام ہوگیا لیکن پرانے ممبران جب یکے بعد دیگرے مرگئے تو اس شخص نے جدید ممبر اور قائم کئے اور خود بھی مرگیا اب اس شخص کے مرنے کے بعد مدرسہ کی ترقی میں چند ممبران کی وجہ سے صورت زوال پیدا ہوگئی جس سے باقی مدرسہ کی اولاد نے یہ چاہا کہ یہ مدرسہ ہمارے باپ کا قائم کیا ہوا ہے لہذا ہم کو اس کی اعانت اور نگرانی کرنا چاہئے تاکہ کل کو یہ ایک مفید سلسلہ تعلیم دینیات کا ٹوٹ رہ جائے لیکن یہ موجودہ ممبر اس باقی مدرسہ کی اولاد کو نہ تو مدرسہ کی نگرانی کرنے دیتے

---

[1] فتاوی عالمگیری جلد ۱ ص ۴۱۱ مطبوعہ بیروت۔ [2] فتاوی عالمگیری جلد ۱ ص ۴۱۲ مطبوعہ بیروت

ہیں اور وہ ان کو مدرسہ کی منتظمہ کمیٹی میں شامل کرنا چاہتے ہیں اس لئے کہ ان لوگوں نے مدرسہ کو اپنی ملکیت سمجھ رکھا ہے اور اس کی اولاد کا داخل ہونا برا جانتے ہیں لہٰذا بانی مدرسہ کی اولاد کو حق تولیت اور حفاظت مدرسہ شرعاً حاصل ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ وقف کا متولی واقف کے بعد اس کا وصی ہوگا اور جب کہ اس نے کسی کو وصی نہ بنایا تو اس کی اولاد سے جو اس کا اہل ہو وہ یہاں تک کہ اگر وقت موت اس کے اولاد ہو صغر سنی مثلاً تولیت کے قابل نہ تھے تو قاضی کسی صالح تولیت اجنبی کو اس وقت تک کا وقف سپرد کرے گا جب تک واقف کی اولاد سے کوئی تولیت کا اہل ہو، بسیار کار ہے ظلم ہے کہ وہ تولیت تو تولیت مدرسہ کا کرن بھی اولاد واقف کو نہیں بنانا چاہتے۔ ان فی احکام الاوقاف ہیں ہے۔ ان مات ولم یجعل ولایۃ الی احد جعل القاضی لہ فیہا ولایجعلہ من الاجانب مادام یوجد من اھل بیت الواقف ممن یصلح لذلک لان الشفقۃ اولان من تصد الواقف نسبۃ الوقف الیہ وفقد فیہا ذکرنا فان لم یجد فمن الاجانب ممن یصلح فان اقام اجنبیا فعزلہ صار من ولدہ من یصلح صرفہ الیہ ثم ان بلاد میں قاضی کہاں یہاں ایسے امور سپرد اعلم علمائے اہل بلد کے سپرد ہیں جو اس شہر کا سنی عالم اعلم واقفہ ہو اس کے یہاں معاملہ رجوع کریں۔ اسے چاہئے کہ اولاد واقف سے جو صالح تولیت ہو اسے متولی وقف کردے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از آنولہ ضلع بریلی مسئولہ یکم رجب المرجب ۱۳۵۲ھ

کیا کسی متولی کو یہ حق حاصل ہے کہ ہزاروں کی جائداد موقوفہ کے عوض دو تین سو روپیہ مقصد خیر کے واسطے لے کر شخص واحد کی ملکیت بنادے؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ نامتولی کو تاخود واقف کو کسی کو یہ اختیار نہیں۔ فان الوقف لایباع ولایرھن نہ ہزاروں کی جائداد دو تین سو کے عوض کسی کو دی جاسکتی ہے نہ سیکڑوں کی جائداد ہزاروں لاکھوں کے عوض جس مقصد کے لئے واقف نے وقف کی ہے جائداد اسی کے لئے رہے گی مگر یہ اس صورت میں ہے کہ واقف نے تبدیل کی شرط نہ رکھی ہو اور اگر تبدیل کی شرط رکھی ہو تو برائے نفع واقعی اس سے جائداد کو فروخت کرکے دوسری خرید سکتا ہے اور اگر اپنے قائم مقام کے لئے بھی اس نے یہ شرط رکھی ہے تو اس کا قائم مقام بھی یہ کرسکتا ہے جو اسی مقصد کے لئے وقف ہوگی جو واقف نے مقرر کیا ہے یہ کسی کو بھی جائز نہیں کہ جائداد وقف کو کچھ روپیہ کے عوض بیچ ڈالے اور ان روپیوں کو کسی کار خیر میں صرف

کردے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از بریلی محلہ گنبد نالہ مسئولہ جناب سوداگر محمد خلیل صاحب ۱۹ ربیع الآخر ۵۲ھ

ایک شخص نے اپنی کچھ جائداد واسطے وقف کی اور اس وقف نامہ میں یہ لکھ دیا کہ اس کی آمدنی سے کچھ آمدنی مساکینوں کو دی جائے بقیہ آمدنی سے غربا کے کپڑے دکھانے سے امداد کی جائے اگر آمدنی وقف کی بڑھ جائے تو غربا کے کپڑے دکھانے میں ترقی کردی جائے اور کمی آمدنی ہونے پر اس میں کمی کردی جائے وہ شخص اپنی حیات میں اپنے انتظام سے اس کام کو انجام دیتا رہا بعد انتقال کے اس کی اولاد میں ایک اولاد بھی اسی طرح کام انجام دیتی رہی اس وقف شدہ جائداد کی آمدنی گذشتہ آمدنی سے اس وقت چار گنی زیادہ ہے اب اس کی اولاد میں سے ایک کی جائداد گردش ایام سے ختم ہوگئی اور وہ بہت مفلوک الحال ہے پریشان حال ہے نہ کوئی سلسلہ آمدنی خورد و نوش کا بھی نہیں رکھتا ہے نہ بسبب ضعیفی کے کسی قابل ہے یہ وقف نامہ رجسٹری شدہ ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس وقف شدہ آمدنی سے یہ شخص روپیہ لے کر اپنی بی بی و بچوں کی پرورش کرسکتا ہے یا نہیں یا اپنا قرض اس وقف شدہ جائداد کی آمدنی سے ادا کرسکتا ہے یا نہیں جس کا کہ اس کے اوپر بہت زیادہ بار ہے لہٰذا اس بارے میں جو شرعی احکام ہوں ان سے آگاہ فرمایا جاوے فقط

الجواب۔ اگر واقف واقعی محتاج ہوگیا ہے تو وہ اس رقم وقف کا مصرف ہوسکتا ہے اور جب کہ یہ وقف بحالت صحت کیا اور ظاہر سوال سے یہی ہے کہ مضاف الی ما بعد الموت نہیں تو اس صورت میں اس مد کا مصرف جو غربا و مساکین کو نقد دینے اور ان کے کھانے کپڑے میں صرف کرنے کے لئے تحریر ہے اس پر زیادہ بہتر ہے قدر حاجت اسے دی جائے جو بچے وہ جانب پر نقد طعام و ثیاب کی صورت میں حسب تحریر وقف نامہ صرف کی جائے اس کا لحاظ رکھا جائے کہ دو سو درہم یک وقت نہ دیئے جائیں اس سے کم دیا جائے فتاوی خلاصہ میں ہے۔ فی الفتاوی اذا جعل ارضہ صدقۃ موقوفۃ علی الفقراء والمساکین فلمحتاج بعض قریبہ او لمحتاج الواقف ان احتاج الواقف لا یعطی لہ من غلۃ الغلۃ شیئ عند الکل ولو احتاج ولد ولد الواقف یعطی عند ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ وان کان الوقف فی الصحۃ ولم یکن مضافا الی ما بعد الموت یصرف الی ولد الواقف افضل کذا ذکر الناطفی واقتصر وھلال رحمہ اللہ تعالیٰ فی وقفہ غیرانہ یعطی اقل من مائتی درھم ولا یصرف الیہ کل الغلۃ وان صرف الکل لا یصرف فی

[1] فتاوی خلاصہ جلد ۲ صفحہ ۴۱۵

کل الانسان ام مختصر اواللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از شہر بریلی محلہ کسگران مسئولہ جناب مولوی حکیم عزیز غوث صاحب ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۲ھ

(۱) واقف کسی جائداد کو وقف علی الاولاد وعلی النفس کرے اور خود ہی اس کا متولی بنے تو وقف صحیح ہوگا یا نہیں امام محمد کے نزدیک قبضہ متولی کی صحت وقف کے لئے جو شرط ہے اس کا عمل درآمد اس صورت میں کیونکر ہوگا امام ابو یوسف کا قول اس مسئلہ میں کیا ہے اور حنفی مذہب والا اس مسئلہ میں امام ابو یوسف کا قول لے سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) مسائل وقف میں حنفی علماء کی رائے کیا ہے آیا انھوں نے ان مسائل میں امام ابو یوسف کے قول کو امام محمد اور امام ابو حنیفہ کے اقوال پر ترجیح دی ہے یا نہیں؟

(۳) جائداد غیر منقسمہ کا وقف قول امام ابو یوسف کے مطابق جائز ہے اور صحیح اور قابل نفاذ ہے یا نہیں؟

(۴) جائداد غیر اگر شامل وقف ہو جائے تو مذہب امام ابو یوسف کے رو سے وقف جائز ہے یا نہیں؟ مہربانی فرما کر بتائیے کہ حنفی علماء بالخصوص حضرت امام اہلسنت بقیۃ السلف حجۃ الخلف مولانا ومقتدانا اعظم شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحقیقات جس کے ہم اہلسنت بریلی متبع ہیں کیا ہیں؟

الجواب ۔ (۱) وقف علی النفس صحیح اور واقف کا خود متولی ہونے کی شرط جائز وقف صحیح ہوگا اور حسب شرط وہی متولی رہے گا یہی مذہب امام ابو یوسف ہے اور یہی معتمد ومرجح ومختار للفتوی ہے اور یہی ایک روایت میں امام محمد سے ہے۔ ان سے دوسری روایت وہ ہے جس میں اسی لئے کہ ان کے نزدیک تسلیم شرط ہے۔ عدم صحت ہے۔ اور اسے بھی بعض حنفی کہا گیا ہے مگر مرجح وہی ہے امام محمد سے اس پہلی روایت ہی کی بنا پر امام فخر الدین زیلعی وصاحب درمختار علامہ علاؤ الدین حصکفی وغیرہما علماء نے کہا وقف کو بالاجماع جائز وصحیح فرمایا قہستانی نے کہا اگر واقف خود اپنے آپ کو متولی کرے تولیت اپنی رکھے تو تسلیم شرط نہیں۔ اس سے ظاہر کہ وقف علی النفس وعلی الاولاد ہو یا کوئی اور وقف واقف جس وقف کا بھی متولی خود ہوگا تولیت اپنی رکھے گا تو تسلیم شرط نہ ہوگی۔

قہستانی پھر ردالمحتار میں ہے۔ ان التقدیم لیس بشرط اذا جعل الواقف نفسہ قیما تنویلا الاصار[1]

[1] ردالمحتار جلد ۴ صفحہ ۳۴۰ مطبوعہ مصر

درمختار[1] میں ہے۔ جعل الواقف الولایۃ لنفسہ جائز بالاجماع وکذا لو لم یشترط لاحد فالولایۃ لہ عند الثانی وھو ظاھر المذھب ظھیریہ خلافا لما نقلہ المصنف ردالمحتار[2] میں ہے۔ (قولہ جائز بالاجماع) کذا ذکرہ الزیلعی وقال لان شرط الواقف معتبر فیدل ای لکن الذی فی القدوری انہ یجوز علی قول ابی یوسف وھو قول ھلال ایضا وفی الھدایۃ انہ ظاھر الروایۃ وقدر العلامۃ قاسم علی الزیلعی دعواہ الاجماع بان النقل ان اشتراطھا ینفذ الوقف عند محمد کما فی الذخیرۃ ونازعہ فی النھر واطال واطاب اسی[3] میں ہے (قولہ خلافا لما نقلہ المصنف) ای عن السراجیۃ من انہ لا یصح ھذا الوقف عند محمد وبہ یفتی نیز تنویر[4] و درمختار میں ہے وجاز جعل غلۃ الوقف) او الولایۃ لنفسہ عند الثانی وعلیہ الفتوی ردالمحتار میں ہے لو وقف علی نفسہ قیل لا یجوز وعن ابی یوسف جوازہ وھو المعتمد وفی الخانیۃ من انہ لو وقف علی نفسہ وعلی فلان صح نصفہ وھو حصۃ فلان وبطل حصۃ نفسہ ولو قال ثم علی فلان لا یصح شیئ منہ مبنی علی القول المرجوع بحر۔ اسی[5] میں ہے۔ (قولہ او الولایۃ) مفادہ ان فیہ خلافا لمحمد مع انہ قدمنا ان اشتراط الولایۃ لنفسہ جائز بالاجماع لکن لما کان فی دعوی الاجماع نزاع کما قدمناہ مع التوفیق بان عن محمد روایتین احداھما توافق قول ابی یوسف والاخری تخالفہ فدعوی الاجماع مبنیۃ علی الروایۃ الاولی ودعوی الخلاف علی الثانیۃ فلا خلل فی النقلین۔

تسلیم بے شک شرط ہے مگر اس صورت میں کہ وقف علی النفس ہو یا وقف کا متولی خود واقف ہی رہے تولیت کی شرط نا جائز خود اپنے لئے کرے۔ تسلیم کا شرط ہونا یہ امام محمد کا قول علماء نے اختیار کیا اور وقف علی النفس اور تولیت واقف کی صحت یہ مذہب امام ابو یوسف اختیار فرمایا چونکہ مذہب ایک ہی ہے اس لئے اس تلفیق میں کچھ حرج نہیں تسلیم کی شرط سے اس صورت کو بر بنائے مذہب امام ابو یوسف مستثنی فرمالیا۔ قہستانی کا وہ قول اوپر گذرا کہ اس صورت میں تسلیم شرط نہیں علامہ شامی نے زیر قول در مختار وفی غیرہ بحسب المتون قہستانی کا وہ قول نقل کر کے اس میں تفکر کر دی اور تامل فرما کر اظہار تامل کیا تھا کہ فرمایا۔ لکن لیہ ان من شرط التسلیم وھو محمد لم یصح تولیۃ الواقف نفسہ ومن لم یشترطھا وھو ابو یوسف لم یشترط تامل اس پر اعلیٰ حضرت سیدنا الوالد الماجد قدس سرہ نے جد الممتار علی ردالمحتار میں فرمایا۔ اقول میاتی ص۳۹۵ ان فی مسألۃ تولیۃ الواقف نفسہ الفتوی علی قول ابی یوسف وقد حقق المحشی رحمہ اللہ تعالی ان التلفیق من اقوال ائمتنا الثلثۃ لیس من التلفیق الباطل فان الکل مذھب واحد فیمن

[1] درمختار جلد ۴ ص۵۴۲ [2] ردالمحتار جلد ۴ ص۳۵۴ مطبوعہ مصر

اختار فی اشتراط التسلیم قول محمد ثم جعل جعل الواقف نفسہ متولیا مغنیا عنہ بناء علی قول ابی یوسف المفتی بہ فلا مرجع اخذا مما علیہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بلکہ خود علامہ شامی نے عقود الدریہ میں فرمایا۔ التلفیق من اقوال اصحاب المذہب لیس تلفیقا باطلا امام محمد کی روایت عدم صحت کو بھی اگرچہ مفتی بہ کہا گیا ہے مگر امام ابو یوسف کا قول ہی مختار للفتوی ہے اول تو وہ امام ابو یوسف کا قول ہے اور علماء فرماتے ہیں قول محمد لا یفتی بہ ما وجد قول ابی یوسف الان یعم او یقوی وجہہ کذا فی ش۔ قول امام محمد پر فتوی نہ ہوگا جب تک قول امام ابو یوسف نہ لگے مگر اس صورت میں کہ قول امام محمد کو اصحاب تصحیح سے کسی نے صحیح کہا ہو یا اس کی دلیل قوی ہو یہاں جب دونوں پر فتوی ہوا تو پھر وہی ہوا کہ قول محمد لا یفتی بہ ما وجد قول ابی یوسف پھر قول امام ثانی ہی بالخصوص اس صورت میں کہ وہی اسہل وارفق ہے تو وہی مختار ہوگا کہ شرع کو رفق و تیسیر پسند ہے در مختار میں ایک دوسری جگہ ایسے ہی اختلاف پر ترجیح کے موقع پر فرمایا۔ اختلف الترجیح والاخذ بقول الثانی اسہل واسہل بحر وفی الخانیۃ وعلیہ الشریعۃ یفتی۔ رد المحتار میں فرمایا واختلف الترجیح مع التصریح فی کل منہا بان الفتوی علیہ وہی ظاہر الروایۃ ہے اسی پر متون مذہب ہیں۔ اسی پر اکثر مشائخ ہیں اور یہی معتمد ہے رد المحتار سے اوپر گذرا وفی الہدایۃ انہ ای جواز جعل الواقف الواقف الوقف لنفسہ ظاہر الروایۃ یوں ہی اسی سے اوپر مذکور ہوچکا عن ابی یوسف جواز ہ ای جواز جعل الواقف الغلۃ الولایۃ لنفسہ وہو المعتمد۔ ابھی سے گذرا وہو ظاہر المذہب صاحب در مختار نے فرمایا تھا وعلیہ الفتوی۔ اس پر علامہ شامی فرماتے ہیں کذا قالہ الصدر الشہید وہو مختار اصحاب المتون ورجحہ فی الفتح واختارہ مشائخ بلخ وفی البحر عن الحاوی انہ المختار للفتوی ترغیبا للناس فی الوقف وتکثیرا للخیر۔ رد المحتار میں ہے الواجب الرجوع الی ظاہر الروایۃ عند اختلاف الترجیح۔ اسی میں ہے۔ اذا اختلف المفتی فالعمل بما فی المتون اولی وان کان لفظا التصحیح فی الجانب الاخری اقوی۔ اسی میں ہے ما کان اوجہ وارفق واعتمد المتاخرون وجب التعویل علیہ وان قالوا ان الفتوی علی غیرہ۔ ابھی علامہ شامی کی عبارت سے مسطور بالا میں گذرا رجحہ فی الفتح یعنی امام ابو یوسف کے قول کو امام ابن الہمام بالغ مرتبہ اجتہاد محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں ترجیح فرمایا یہ تو امام ابو یوسف کا قول ہے جس قول امام زفر کو امام ابن الہمام نے ترجیح دی علامہ شامی اس کی نسبت فرماتے ہیں یفتی ہھنا بقول زفر لان المحقق علی الاطلاق رجحہ۔ بحر الرائق میں فرمایا التصحیح

۱؎ رد المحتار جلد ۳ صفحہ ۲۳۳ مطبوعہ کوئٹہ ۲؎ رد المحتار جلد اول صفحہ ۵۳

قد اختلف فالاحسن الافتام بما علیہ الاکثر واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) مسائل وقف وقضا میں اکثر مفتی بہ مرجح قول امام ثانی ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے اپنے فتاوٰی میں فرمایا علماء نے مسائل وقف وقضا کی نسبت بے شک فرمایا کہ وہاں غالباً قول ثانی پر فتوٰی ہے اس سے ہرگز یہ امر کہ زیر قضا اس کے مراد نہیں لاکھوں مسائل معاملات میں بھی قول امام ہی پر فتوٰی ہے اگرچہ رائے امام ابو یوسف سے امام محمد بھی موافق ہوں بلکہ یہ امر خاص ان مسائل میں اکثری طور پر ہے جنھیں فقہاء کتاب القضاء وکتاب الوقف میں لکھتے ہیں اھ مختصراً الاشباہ والنظائر میں ہے۔ وسع ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ فی القضاء والوقف والفتوٰی علی قولہ فیما یتعلق بھما اور منتقی پھر شامی میں ہے۔ قول ابی یوسف علت ارجحیتہ فی الوقف والقضاء واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) وقف مشاع مطلق امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جائز ونافذ ہے وقف غیر منقسم قسمت مشاعاً امام محمد کے نزدیک بھی جائز ہے منقسم قسمت میں انھیں خلاف ہے اب عامۂ متاخرین کا مختار ومفتی بہ یہی ہے کہ وقف مشاع مطلقاً جائز ہے۔ متقدمین مشائخ میں بعض قول امام ابو یوسف اختیار فرماتے ہیں۔ بعض کا مختار قول امام محمد تھا وہ اس پر فتوٰی دیتے تھے مشائخ خراسان وبلخ قول امام ثانی اختیار کرتے اور مشائخ بخارا قول امام محمد۔ عالمگیری میں سراجیہ وخزانۃ المفتین سے ہے۔ وقف المشاع المنقسم لایجوز عند محمد رحمہ اللہ تعالیٰ وبہ اخذ مشائخ بخارا وعلیہ الفتوٰی۔ والمتأخرون اخذوا بقول ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ انہ یجوز وھو المختار۔ ذکرہ بعض مشائخ بلخ الاظہر ہیں ہے۔ بعض مشائخ زماننا افتوا بقول ابی یوسف وبہ یفتی۔ شرح نقایہ برجندی میں ہے۔ فی الخزانۃ ان مشائخ بخارا اخذوا بقول محمد وافتوا بہ ومشائخ خراسان اخذوا بقول ابی یوسف والمتأخرون افتوا بقولہ وھو المختار۔

خلاصہ میں ہے۔ وقف المشاع لایجوز عند محمد وبہ یفتی قول ابی یوسف اختیار مشائخ بلخ وقول محمد اختیار مشائخ بخارا اھ مختصراً فتاوٰی بزازیہ میں ہے۔ الشیوع فیما لایحتمل القسمۃ لایمنع صحتہ بلاخلاف وفیما یحتملھا الخلاف علی قول الثانی لایمنع کان القسمۃ من تمام القبض واصل القبض عندہ لایبرء بشرط فکذا اتمامہ ومشائخ بلخ اخذوا بقول الثانی رحمہ اللہ وبخارا اخذوا بقول محمد رحمہ اللہ تعالیٰ اھ مختصراً فتاوٰی خانیہ میں امام فقیہ النفس قاضی خان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ارض بین شریکین وقف احدھما نصیبہ مشاعاً جاز فی قول ابی یوسف وبہ اخذ مشائخ بلخ ولایجوز فی قول محمد وبہ اخذ

مشایخنا وافتی بہ حاشیۃ المولیٰ عبدالحلیم الرومی علی الدرمین ہے وقول محمد اقرب الی موافقۃ الآثار وقول ابی یوسف ترغیبا للناس فی الوقف اقول وقد عرفت ان الرجحان لقول ابی یوسف واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) صحیح ہے اس کی جائداد وقف ہوگی ملک غیر وقف نہ ہوگی بزازیہ میں ہے۔ وقف ملکہ وملک غیرہ یصح فی ملکہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از کانپور انور گنج متصل مکان جناب احمد حسین صاحب مختار مرسلہ محمد معین الدین صاحب مالک مشرقی دواخانہ۔

زید نے ایک مسجد میں ایک مدرسہ بنام مدرسہ عربیہ قائم کیا کچھ عرصے بعد ایک عمارت کی ضرورت پیش آئی اس پر مدرسہ کے خیر خواہ بکر نے زید سے کہا کہ میں تمہارے مدرسہ کے لئے عمرو سے ایک عمارت اور ایک مسجد بنوا دوں گا کیونکہ وہ بہت مالدار آدمی ہے اور ہر سال ہزاروں روپیہ مختلف کاموں میں خرچ کر دیتا ہے اور آپ کو کوئی اس کا والی وارث بھی نہیں لہٰذا میں عمرو سے تمہارے مدرسہ کے لئے تحریک کروں گا چنانچہ حسب وعدہ بکر نے عمرو سے مدرسہ کے لئے تحریک کی اور وہ اس پر آمادہ ہو گیا پھر بکر نے زید کو بلا کر کہا کہ بھئی رہنا تو تمہیں ہے لہٰذا امپرومنٹ ٹرسٹ کی زمینوں میں سے کوئی موقع کی زمین پسند کر لو چنانچہ زید نے امپرومنٹ ٹرسٹ کی زمینوں کا معائنہ کر کے چھ پلاٹ زمین مدرسہ کی عمارت کے لئے پسند کر لی اور جتنی زمین زید نے پسند کی تھی اس کی خریداری عمرو نے منظور کر لی پھر زید نے یہ کوشش کی کہ زمین رعایتی قیمت پر مل جائے اور اس کے لئے زید نے حکام تک رسائی حاصل کرنے میں بڑی دوا دوش کی اور متعدد سفر کئے سفارشیں بہم پہونچائیں اور ان مساعی میں مدرسہ کی رقم بھی صرف کی بالآخر اللہ تعالیٰ نے ان کی مساعی کو کامیاب کیا اور ساڑھے دس ہزار کی زمین ایک ثلث قیمت میں یعنی ساڑھے تین ہزار میں مل گئی۔

چنانچہ اس کا بیع نامہ اس طرح لکھا گیا کہ امپرومنٹ ٹرسٹ اس زمین کو رعایتی قیمت پر عمرو متولی مدرسہ عربیہ کے ہاتھ اس شرط پر فروخت کرتا ہے کہ اس میں مدرسہ ہی قائم کیا جائے اور اگر یہ زمین کبھی اور مصرف میں لائی گئی تو امپرومنٹ ٹرسٹ نے جو رعایت کی ہے وہ بقدر اس کے بقیہ قیمت زمین بھی لینے کا مستحق ہوگا اور اس میں بمصلحت عمرو کو متولی لکھوا دیا گیا چنانچہ جب اس بیع نامہ کی رجسٹری ہو رہی تھی تو عمرو نے زید سے فیس رجسٹری وغیرہ کے لئے کچہری میں دس روپے بھی لے لئے جو مدرسہ کی تحویل سے

لہ بزازیہ مع ہندیہ جلد ۵ ص ۱۵۲ مطبوعہ بیروت

دیئے گئے اور اس کے بعد عمارت کا نقشہ بھی زید نے مدرسہ کی تحویل سے بنوایا اور دوران تعمیر میں عمرو کے مشورہ سے معماروں کی نگرانی بھی کرتا رہا اور تعمیر کے بعد چھاپک میں لوہے کی پٹری وغیرہ بھی زید نے مدرسہ کی تحویل سے ڈلوائی اور جب یہ عمارت مکمل ہوگئی صرف کمروں میں دروازہ لگنا باقی رہ گئے تو زید نے عمرو کی اجازت سے اس میں مدرسہ کے فارغ التحصیل طلبہ کی دستار بندی کا جلسہ بھی کیا جس کا اشتہار چھپوا کر شائع کیا گیا اور اس میں یہ مضمون چھاپا گیا کہ فلاں محلہ کے مدرسہ عربیہ کے طلبہ فارغ التحصیل کی دستار بندی کا جلسہ مدرسہ ہذا کی جدید عمارت میں ہونا قرار پایا ہے جو عمرو نے مدرسہ مذکورہ کے لئے تعمیر کرائی ہے۔

اس اشتہار کا مسودہ اور مطبوعہ اشتہار بھی عمرو کی نظر سے گذرا مگر اس نے اس مضمون کی تردید نہیں کی البتہ اتنا ضرور کہا کہ میں نے یہ کام اپنے نام کے لئے نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے واسطے کیا ہے اس لئے اس لئے اس میں میری تعریف نہ کرو چنانچہ مسودہ میں سے اس کی تعریف کا مضمون نکال کر لقہ چھپوا دیا گیا اس کے بعد عمرو علیل ہوا اور اس پر دیوانی میں ایک نالش دائر ہوگئی جس سے متاثر ہو کر اس نے بکر سے کہا کہ زید سے کہئے کہ مدرسہ جدید کی عمارت میں تعلیم شروع کر دے چنانچہ زید مدرسہ میں منتقل ہوگیا سامان لے جانے اور بوریہ وغیرہ لے جانے میں مدرسہ کا روپیہ بھی خرچ کیا چنانچہ اس کے تین ہی چار روز کے بعد عمرو نے خالد کو درمیان ڈال کر زید سے بذریعہ بکر یہ کہلوایا کہ زید مدرسہ خالی کر دے اس پر زید نے تامل کیا مگر جب بکر نے اصرار کیا تو زید نے مدرسہ خالی کر دیا اور انھیں واقعات کو عرضی دعوی میں لکھ کر عمرو کے خلاف نالش کر دی لیکن کورٹ فیس کے لئے مدرسہ میں رقم نہیں تھی اس لئے زید نے مفلسی میں نالش کی تھی بہر حال نالش دائر ہے اس کے بعد خالد نے کافی دوڑ دھوپ کے بعد عمرو سے اس عمارت کو بحق متولیہ خانہ وقف کرا دیا جس کی رجسٹری ہوگئی اور بکر کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ زید سے یہ کہے کہ زید دو ہزار روپیہ بشرط خاص لے کر اپنے مقدمہ کو خارج کرا دے مگر زید نے یہ سمجھ کر کہ اگر یہ عمارت مدرسہ عربیہ کی ہو چکی تب اسے کیا حق ہے کہ وہ ایسے فحش فاحش کے ساتھ جو خباثت کی حد تک پہونچتا ہے صلح کرلے اور اگر یہ مدرسہ کی نہیں ہوئی تو محض نالش کے جبراً کرانے سے یہ رقم محض رشوت ہوگی اس لئے زید نے اس صلح اور بدل صلح سے قطعاً انکار کر دیا۔

زید نے اسی زمین کے متصل اتنی ہی زمین امپرومنٹ ٹرسٹ سے اور بھی لی تھی جس کی قیمت میں زید تقریباً تیرہ سو روپے ادا کر چکا تھا اور دو ہزار سے کچھ زائد اب اسے دینا ہے لہذا زید کے سامنے یہ صورت

پیش کی گئی کہ یہ بقیمت عمرو ادا کردے گا مگر شرط یہ ہوگی کہ متولی کوئی اور شخص بنایا جائے گا اور زیادہ سے زیادہ دوسرے متولی کے ساتھ اسے بھی متولی کر دیا جائے گا جس کا حاصل یہ تھا کہ جو تعمیر مدرسہ کے لئے ہوئی جس میں زید نے اپنی جانی و مالی بے دریغ قربانیاں پیش کیں نہ صرف اسی سے اس کو محروم کیا جائے گا بلکہ اس کے مطالبہ کی پاداش میں جو زمین اس نے بلا شرکت غیرے مہیا کی ہے وہ بھی اس سے چھین لی جائے گی چونکہ اس میں صریح ظلم و زیادتی اور چالاکی تھی اس لئے زید نے اسے قبول نہیں کیا اب اس کے بعد زید کو مجبور کرنے کے لئے اسی جماعت نے امپرومنٹ ٹرسٹ سے زید کو ایک بہت ہی قلیل معاوضہ کا نوٹس دلوا دیا کہ جس زمین کا اس نے بیع نامہ بیع کیا ہے اس مدت کے اندر اندر اس کی قیمت بھی داخل کردے ورنہ یہ معاہدہ منسوخ کر دیا جائے گا مگر زید ایسے بستر علالت پر ہے کہ جنبش کرنے کی بھی طاقت نہیں تو وہ ایسی بااثر اور جبار جماعت کے مقابلہ میں بھلا کیا دوا دوش کر سکے گا اس نے صبر کرتا ہے اور یہ جس کی مات ہے اس کے سپرد کرتا ہے۔

(۱) اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا صورت بالا میں یہ زمین اور تعمیر جس میں عمرو کی رقم کثیر اور تحویل مدرسہ رقم قلیل مصرف ہوئی یہ مدرسہ عربیہ کے حق میں وقف ہوگی یا نہیں؟

(۲) یہ وقف نامہ جو شیخ خانہ کے حق میں لکھا گیا یہ شرعاً صحیح ہے یا باطل؟

(۳) یہ صلح جو پیش کی گئی آیا اس کے قبول کرنے کا بحیثیت متولی و مہتمم مدرسہ زید کو حق ہے یا نہیں؟

(۴) یہ جماعت جس نے مدرسہ عربیہ کی مخالفت میں سرگرم کوششیں کیں یہ ظالم ہیں یا عادل؟

(۵) اور یہ عمارت مدرسہ عربیہ کی ہوگئی تو آیا اس کی تولیت یا اور کوئی حق عمرو کو ملا یا مدرسہ کی مخالفت کی وجہ سے اس کا حق بھی بہا تارہا۔ بینوا توجروا۔

نقل جواب صحیح بعون عمرو مولوی مختار بنارسی مصدقہ مولوی اشرف علی تھانوی۔

الجواب چونکہ یہ زمین جس کا سوال میں ذکر ہے مدرسہ عربیہ کے لئے خریدی گئی ہے بیع نامہ میں اس کی تصریح موجود ہے پھر عمرو نے اس میں مدرسہ کا سامان اور طلبہ کو لے آنے کی اجازت دی اور اس میں تعلیم کا سلسلہ بھی جاری ہوگیا اور اشتہار عام کے ساتھ اس زمین اور عمارت کو مدرسہ عربیہ کی جدید عمارت کے نام سے موسوم کیا گیا اس میں مدرسہ کا جلسہ بھی کیا گیا تو اب اس میں شک نہیں کہ یہ عمارت مدرسہ عربیہ کی عمارت ہے اور مدرسہ مذکورہ کے لئے وقف ہو چکی۔ قال فی الدر المختار ثم یصیر وقفا بقضاء و لزوم بمنع عن بیع و تملیک و قسمۃ و اعارۃ و رہن و ہبۃ و میراث و عن وصیۃ بہ و عن تملک الواقف و غیرہ و عن شرط الخیار لہ و عن الرجوع فیہ و عن جعلہ ملکا لغیرہ و عن جعلہ لنفسہ و عن جعلہ لغیرہ و عن جعلہ لنفسہ و عن جعلہ لغیرہ و عن جعلہ لنفسہ و عن جعلہ

خانا یکنہ بنوا السبیل أو رباطا او جعل ارضہ مقبرۃ لم یزل ملکہ عن ذلک حتی یحکم بہ الحاکم وعند ابی حنیفۃ وعند ابی یوسف یزول ملکہ بالقول کما ھو اصلہ وعند محمد اذا استغنی الناس عن السقایۃ وسکنوا الخان والرباط ودفنوا فی المقبرۃ زال الملک ویکتفی بالواحد لتذہ فعل الجنس کذا فی الھدایۃ وفیہ ایضا ذکر فی المبسوط ان الفتوی علی قولھما فی ھذہ المسائل وعلیہ اجماع الامۃ کذا فی الخلاصۃ تمام قلت ولابد من الافتاء بہ فی دیار لایوجد فیھا قضاۃ الاسلام فان المراد بالحاکم ھو القاضی المسلم فی کلام الفقہاء وصرح بہ فی رسم المفتی۔

۲ جب یہ زمین و عمارت مدرسہ عربیہ کے لئے وقف ہو چکی ہے تو اب یتیم خانہ کے لئے اس کا وقف بالکل باطل ہے مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس عمارت و زمین کو مدرسہ ہی کے واسطے بجا لہا باقی رکھیں جو شخص وقف بدلنے کی کوشش کرے گا گنہ گار ہوگا۔ قال فی العالمگیریہ لایجوز تغییر الوقف عن ھیئتہ فلا یجعل الدار بستانا ولا الخان حماما ولا الرباط دکانا الا اذا جعل الواقف الی الناظر یری فیہ مصلحۃ الوقف کذا فی السراج الوھاج ۱۲ منہ قلت ولعموم قید الواقف ولا المتولی وقف ھذہ العمارۃ والارض بشیء من مثل ذلک بل میناہ لمدرسۃ معینۃ کما ھو ظاھر وقال فی العالمگیریۃ ولو کان الوقف مرسلا لم یذکر فیہ شرط الاستبدال لم یکن لھم ان یبیعوھا ویستبدلوا بھا ۱۲ منہ

۳ یہ صلح ہرگز جائز نہیں۔ قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المسلمون علی شروطھم الا شرطا حرم حلالا او احل حراما رواہ الترمذی وقال حدیث حسن صحیح ۱۲ منہ پس تم کو یہ صلح ہرگز قبول نہ کرنا چاہئے۔

۴ یہ جماعت سراسر ناحق پر ہے اور عدل و انصاف عقل و شرع کے خلاف عمل کر رہی ہے اس لئے یقیناً ظالم ہے۔

۵ یہ عمارت اور زمین مدرسہ عربیہ کے لئے وقف ہو چکی ہے اگر متولی اس کو دوسرے مصرف میں منتقل کرنا چاہتا ہے تو وہ خیانت کی وجہ سے تولیت سے معزول ہو جائے گا حکومت وقت کا فرض ہے کہ اس کو تولیت سے الگ کر دے صرح بالفقہاء فی شروط الناظر والمتولی وھو معروف واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم کتبہ الاحقر مختار احمد بنارسی۔

الجواب۔ مدرسہ کی بنا کی نیت سے کوئی زمین خرید کر اس پر کوئی تعمیر کرنا اس زمین کو وقف نہیں کر دیتا ہے یوں ہی سیج نامہ میں بائع کا یہ شرط کر دینا کہ امپرومنٹ ٹرسٹ اس زمین کو عمارتی قیمت عمر و متولی

لہ عالمگیریہ جلد ۲ ص ۳۶۰ و ص ۳۶۱ مطبوعہ بیروت ۱۲ عالمگیریہ جلد ۲ ص ۳۶۰ مطبوعہ بیروت ۱۲ عالمگیریہ جلد ۲ ص ۳۶۱ مطبوعہ بیروت

مدرسہ عربیہ کے ہاتھ اس شرط پر فروخت کرتا ہے کہ اس میں مدرسہ ہی قائم کیا جائے اور اگر یہ زمین کسی اور مصرف میں لائی گئی تو امپرومنٹ ٹرسٹ نے جو رعایت کی ہے وہ بقدر اس کے بقیہ قیمت بھی لینے کا حقدار ہوگا اسے وقف نہیں بنا سکتے ظاہر ہے کہ بائع کی اس شرط کو وقف سے کوئی علاقہ نہیں کہ وقف کرے گا تو مشتری کرے گا اس شرط کی بنا پر مشتری کو وقف کرنا لازم اور ہوتا بھی تو جب تک وہ وقف نہ کرتا وقف کیسے ہوتا بلکہ اس شرط بائع نے تو بیع ہی کو ناروا کر دیا اور ایک قول پر یہ زمین مشتری کے ہاتھ امانت ٹھہری جس میں وہ تصرف سے ممنوع ہے عمر متولی بھی نہیں جیسا عمدہ سوال میں مذکور ہے کہ اسے بصلاحت متولی لکھوا دیا گیا تو وہ اپنے روپیہ سے جو زمین خرید رہا ہے اگرچہ بہ نیت تعمیر مکان برائے مدرسہ تو محض اس سے وقف ہونا کیا معنی رکھتا ہے وقف تو وقف نامہ سے جائداد متعلق وقف بھی نہیں کیا جا سکتا محض نیت سے نہ وقف ہوتا ہے نہ ہبہ اگر کوئی یہ خیال کرے کہ عمرو نے زمین کی خریداری کے لئے جو روپیہ دیا وہ مدرسہ کا ہو گیا لہٰذا اس روپیہ سے جو زمین خریدی گئی وہ مدرسہ کی ہو گئی تو یہ بھی صحیح نہیں اول تو روپیہ زمین کی خریداری کے لئے کسی اپنے سے معروف کو جو کہ مدرسہ کا بھی رکن یا معین ہو دینا مدرسہ کو ہبہ تو دینا کچھ ضرور نہیں بلکہ ظاہر یہی ہے کہ ہر گز وہ روپیہ بہ نیت ہبہ مدرسہ کو نہیں دیا گیا کہ زمین خرید کر مکان بنا کر مدرسہ کو دینے کی نیت ہے نہ فقط العلوم ہدیہ دینا خود عمرو یعنی عبداللطیف کو یہ مسلم نہیں کہ اس نے وہ روپیہ مدرسہ کو ہبہ کیا اور نیت ہونے نہ ہونے میں اسی کا قول معتبر ہے تو محض زبردستی ہے کہ خواہ مخواہ اس روپئے کو مدرسہ کا محض اس لئے ٹھہرایا جائے کہ اس نے زمین خریدنے کے لئے مدرسہ کے کسی رکن یا معین کو دے دیا چاہے مدرسہ کو روپیہ دینے کی نیت تھی یا نہ تھی۔

اور اگر بفرض غلط یہ مانا بھی جائے تو بائع نے بیع تو عمرو یعنی عبداللطیف کے ہاتھ کی روپیہ مدرسہ ہی کا لیا گیا ہی جب بھی مالک وہی ہوا۔ مدرسہ مالک نہیں ہو سکتا بلکہ اگر خود مدرسہ کے روپیہ سے خریدتا اور متولی بھی ہوتا جب بھی قطعاً اسے ملک مدرسہ اس وقت ٹھہرایا جاتا جب عمرو یعنی عبداللطیف اسے مدرسہ کے لئے خریدنا بتاتا کہ اگر وہ اپنے لئے نہ مدرسہ سے خریدنا بتائے تو مالک یہ ہوگا اور نہ مدرسہ کا خاص بلکہ اگر کسی زمین وقف پر عمرو یعنی عبداللطیف کوئی تعمیر کر لیتا تو بھی بہر حال وقف کی نہیں ٹھہرتی اگر عمرو یعنی عبداللطیف اس زمین وقف کا متولی ہوتا اور مال وقف سے بناتا یا اپنے مال سے مگر وقف کے لئے ان دونوں صورتوں میں وہ عمارت وقف کی ٹھہرتی اور اگر اپنے مال سے اپنے لئے بناتا اور اس کا اظہار کر دیتا تو اسی کی ہوتی وقف کی نہ ہوتی یا وقف میں بناتا اور کوئی خاص نیت نہ ہوتی تو بھی وقف کی ٹھہرتی اور اگر عمرو یعنی عبداللطیف

اجنبی ہوتا وقف کا متولی نہ ہوتا تو صرف اس صورت میں کہ وقف کے لئے بنایا وقف کی ہوتی جب اذن متولی بنانا باقی صورت میں اس کی اپنی ہوتی عمر یعنی عبداللطیف جب کہ متولی نہیں تو اگر اس زمین کو بغرض غلط محض ان امور کی بنا پر وقف علی المدرسہ یا مالک مدرسہ بروستی تسلیم بھی کرلیا جائے تو بھی عمارت کو وقف نہیں مانا جاسکتا اس تعمیر کو مالک مدرسہ ٹھہرایا جاسکتا ہے امپروومنٹ ٹرسٹ کی وہ شرط باقی ہے تو صرف اتنا باقی کہ اس سے مدرسہ کا ذکر کیا گیا ہو تو محض یہ نیت اگر واقعی بھی ہو تو نہ وقف کردیتی ہے نہ جائداد کو متعلق مدرسہ کرسکتی ہے اور کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ جس طرح عمر یعنی عبداللطیف کو بمصلحت متولی بکھوادیا اسی طرح محض اس مصلحت سے کہ دس ہزار کی زمین ساڑھے تین ہزار کو مل سکے عمر یعنی عبداللطیف نے کسی کا زیر مشا مدرسہ کلام نگادیا واقع میں مدرسہ کو دینے کی نیت ہی نہ تھی اور یہی عمر یعنی عبداللطیف کی اس کارروائی سے ظاہر

اگر گواہان شرعی کے بیان سے یہ سب باتیں ثابت بھی ہوں کہ عمر یعنی عبداللطیف نے وقت رجسٹری زید یعنی مولوی عثمان سے دس روپیہ تحویل مدرسہ کے لئے اس کی عمارت کا تقسیر تحویل مدرسہ سے بنوایا معمار کی نگرانی کا کام زید یعنی مولوی عثمان سے لیا چھاپک میں لوہے کی پٹڑی بھی مدرسہ کی تحویل سے ڈلوائی تو ان سب سے بہت سے بہت اتنا ثابت ہوسکتا ہے کہ مدرسہ کو دینے کی نیت تھی جلسہ مدرسہ کی اجازت دیدینا اگر ثابت ہو یوں ہی اہالیان مدرسہ کا دو پوسٹر جس میں انھوں نے یہ لکھا کہ فلاں مدرسہ کا جلسہ اس مدرسہ کے جدید مکان میں ہوگا اگر ثابت بھی ہوجائے کہ عمر یعنی عبداللطیف نے دیکھا اور خاموش رہا یوں ہی اگر ثابت ہو کہ اس مکان کے دو کمروں میں طلبہ کو رہنے کے لئے اجازت دے دی تو ان امور میں سے کوئی امر بھی نہ تو وقف ثابت کرتا ہے نہ اس جائداد کو متعلق مدرسہ کردینا بتاتا ہے بلکہ اگر یہ ثابت ہو کہ عمر یعنی عبداللطیف نے لوگوں سے یہ کہا کہ اس میں تعلیم شروع کرادو جب بھی اتنے سے نہ وقف ثابت ہوگا نہ وہ مکان جائداد مدرسہ ٹھہرایا جائے گا ہمارے پاس اس معاملہ سے متعلق ایک دوسرا سوال بھی کانپور سے آیا ہے جن کے ساتھ بیان زید یعنی مولوی عثمان اور بیان عمر یعنی عبداللطیف اور بیان بکر یعنی حاجی دلدار خان سب ہیں عمر یعنی عبداللطیف کے بیان میں ان تمام امور سے انکار کیا گیا ہے جو اس سوال میں مذکور ہیں بلکہ بکر یعنی حاجی دلدار خاں جس کے بیان سے ظاہر ہے کہ وہ مدرسہ کا حامی ہے۔ عمر یعنی عبداللطیف کے بعض بیان کی تائید ہوتی ہے۔

نقل بیان عمر یعنی عبداللطیف

بکر یعنی حاجی دلدار خان کے بیان کے وہ فقرے جو عمر یعنی عبداللطیف کی تائید کرتے ہیں۔

(۱) عمر یعنی عبداللطیف نے کچھ روپیہ بطور بیعانہ کے دیا اور زید نے وہاں جا کر جمع کیا اور بقایا جب رجسٹری کا وقت آیا تو عمر یعنی عبداللطیف نے روپیہ میری معرفت دیا۔

(۲) مجھے علم ہے کہ عمارت میں مرتضیٰ حسن صاحب کا وعظ ہوا مجھے یاد نہیں کہ میں شریک ہوا یا نہیں اس فقرے سے یوں تائید ہوتی ہے کہ مدرسہ کے فارغ التحصیل طلبہ کے دستار بندی کا جلسہ اگر ہوتا تو بکر یعنی حاجی دلدار خاں وہی بیان کرتا محض کسی کے وعظ کا ذکر نہ کرتا اور وہ بھی ایسا کہ اپنے شریک ہونے نہ ہونے کے متعلق یاد نہ ہونا کہہ دیا۔

(۳) عمر یعنی عبداللطیف نے مجھ سے کہا کہ اگر کچھ لڑکے وہاں اگر اللہ اللہ کریں تو مجھے کچھ فائدہ ہوگا میں نے زید یعنی عثمان کو بلا کر کہا کہ لڑکوں کو وہاں بھیج دو عمر یعنی عبداللطیف نے چابی دینے میں کچھ ٹال مٹول کی تو میں نے زید یعنی مولوی عثمان سے کہا کہ تم تالا کھول کر داخل ہو جاؤ زید یعنی مولوی عثمان مع کچھ طلبہ داخل ہو گئے اس کے چار دن بعد عمر یعنی عبداللطیف نے مجھے خالد یعنی ڈاکٹر عبدالصمد کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ زید یعنی مولوی عثمان تالا توڑ کر داخل ہوئے ہیں اس لئے مدرسہ خالی کرا دیجئے اور میں نے زید یعنی مولوی عثمان کو بلا کر کہہ دیا اور مدرسہ خالی ہو گیا اور مدرسہ بند کر کے چابی عمر یعنی عبداللطیف کے پاس بھیج دی گئی۔

(۴) زید یعنی مولوی عثمان کی زمین کی بابت کوئی تحریک کسی نے نہیں کی میں اس کا مہتمم ہوں اور جانتا ہوں جو نوٹس ان کے پاس آیا وہ ضابطہ کا تھا اور یہی وہاں کا قاعدہ ہے بکر یعنی حاجی دلدار خاں کے اس بیان سے واضح ہوا کہ روپیہ بطور بیعانہ دیا گیا تھا اور باقی وقت رجسٹری روپیہ مدرسہ کو نہیں دیا گیا بائع عمر یعنی عبداللطیف کے ہاتھ نہیں بیچتا ہے اور عمر یعنی عبداللطیف خریدتا ہے۔ وہ بجائے اس کے اپنے سر سے بائع کا بار اتارے روپیہ مدرسہ کو جبہ کر دیتا ہے شاید ہی کوئی ایسا احمق ہو جو اس بات کو تسلیم کرے صرف اس لئے کہ جس شخص کے ہاتھ اس نے زر ثمن بھیجا وہ اس کا معتمد اور مدرسہ کا بھی حامی تھا اور بیعانہ جو زید یعنی مولوی عثمان کے ہاتھ جو مدرسہ کا مہتمم کہا جاتا ہے بھیجا اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا حکم شریعت ایسے افسانوں سے نہیں ثابت ہوتا۔

نیز بکر یعنی حاجی دلدار خان نے اپنے بیان میں جو ایک وعظ کا ذکر کیا جلسہ دستار بندی کا ذکر نہ کیا اس سے واضح ہوا کہ عمر یعنی عبداللطیف کا یہ بیان کہ فارغ التحصیل لڑکوں کا جلسہ بالکل غلط ہے۔ بالکل صحیح ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو بکر یعنی حاجی دلدار خاں ایک وعظ کا ہونا بیان نہ کرتا جس کے متعلق اتنا بھی نہیں کہ

مدرسہ والوں نے کہلوایا متاخرین فقہاء سے واضح ہے کہ عمرو یعنی عبداللطیف نے چابی نہیں دی اور زید یعنی مولوی عثمان تالا توڑ کر داخل ہوا۔ بکر یعنی حاجی ولد ارشاد نے خود ہی یہ کہا کہ عمرو یعنی عبداللطیف نے چابی دینے میں ٹال مٹول کی تو میں نے کہا کہ تالا کھول کر داخل ہو جاؤ تو زید یعنی مولوی عثمان مع کچھ طلبہ داخل ہو گئے اور خود ہی اخیر میں کہتا ہے کہ چابی عمرو یعنی عبداللطیف کے پاس بھیج دی گئی جو چابی عمرو یعنی عبداللطیف سے حاصل نہیں کی گئی تھی تو اس کے پاس کیوں واپس کی گئی اور بکر یعنی حاجی ولد ارشاد عمرو یعنی عبداللطیف کے اس فقرہ کا بھی انکار نہیں کرتا کہ زید یعنی مولوی عثمان تالا توڑ کر داخل ہوا فقرہ ۳ از اول تا آخر سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ عمرو یعنی عبداللطیف نے ہرگز یہ نہیں کہا کہ وہاں تعلیم شروع کر دی جائے اگر وہ ایسا کہتا تو چابی دینے سے انکار نہیں کرتا اور تالا توڑ کر داخل ہونا نہ پڑتا ہمارے ائمہ ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے کسی ایک کے قول پر بھی وقف کا حکم نہیں ہو سکتا اور اس مکان کا مدرسہ کا مالک ہو جانا کسی کے نزدیک ثابت نہیں ہو سکتا جب عمرو یعنی عبداللطیف نے اب اپنی اس زمین پر مکان تعمیر کرا کر یتیم خانہ کے لئے وقف کر دیا تو یہ وقف صحیح ہو گیا جب صحیح طور پر کیا ہو۔

عبارات کتب معتبرہ معتمدہ فقہیہ

متن بئر سقایۃ للمسلمین او خان لیسکنہ بنوا السبیل او رباطا او جعل ارضہ مقبرۃ لم یزل ملکہ عن ذلک حتی یحکم بہ الحاکم عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ اھ[1] ہے۔ وعند ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ یزول ملکہ بالقول کما ھو اصلہ وعند محمد رحمہ اللہ تعالیٰ اذا استقی الناس من السقایۃ وسکنوا الخان والرباط ودفنوا فی المقبرۃ زال الملک ویکتفی بالواحد لتعذر فعل الجنس کلہ۔ اھ[2] میں ہے۔ وانما یزول ملک الواقف عن الوقف عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ بالقضاء او اذا کان الملک یزول عندھما یزول بالقول عند ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ وھو قول الائمۃ الثلاثۃ وھو قول اکثر اھل العلم وعلیہ مشائخ بلخ وفی المنیۃ وعلیہ الفتوی کذا فی فتح القدیر وعلیہ الفتوی کذا فی السراج الوھاج وقال محمد رحمہ اللہ تعالیٰ لا یزول حتی یجعل للوقف ولیا ویسلم الیہ وعلیہ الفتوی کذا فی السراجیۃ وبقول محمد وعنہ اللہ تعالیٰ یفتی کذا فی الخلاصۃ ملتقی الابحر اور اس کی شرح مجمع الانہر میں ہے۔ لا یلزم ولا یزول ملکہ الا ان یحکم بہ حاکم وعندھما یزول ملکہ بمجرد القول) ای یلزم ویزول ملکہ بمجرد قولہ وقفت داری ھذہ مثلا ولا یحتاج الی القضاء ولا الی التسلیم عند ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ (وعند محمد رحمہ اللہ تعالیٰ لا) یلزم ولا یزول

---

[1] عالمگیری جلد ۲ ص ۴۵۰ و ص ۴۵۱ مطبوعہ بیروت [2] ایضاً ص ۴۵۲ و ص ۴۵۳ بیروت مجمع الانہر جلد ۱ ص ۷۳۰ سے ص ۷۳۱

ملکہ فیما یروی عنہ الی ولی فلو وقف علی الفقراء او بنی رباطا او سبیلا او جعل ارضہ مقبرۃ لا یزول ملکہ عنہ الا بالحکم عند الامام وعند ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ یزول بمجرد القول وعند محمد رحمہ اللہ تعالیٰ یزول اذا صلی فیہ متولہ کما ھو الاصل عندہ وفی النہایۃ وعند محمد رحمہ اللہ تعالیٰ لابد من التسلیم ولکن فی کل باب بحسبہ وبما یلیق بہ انتہی۔

یہاں نہ حکم حاکم نہ قول متولی یا حکمی تو وقف ہو جانا کیا معنی وقف کرنے کی نیت سے اگر متصرف خان رباط وغیرہ میں دفن و سکونت وغیرہ کی عام اجازت تو ایسی اجازت سے مسلمان اگر اس میں کوئی مردہ دفن کریں یا کوئی ایک مسلمان خان یا رباط میں ساکن ہو جائے تو وقف صحیح و لازم ہو جائے گا یہ نہیں کہ وقف کرنے کی نیت ہی نہ ہو اور ایسی کی اجازت سے کوئی اس زمین میں کسی کو دفن کرے یا رباط وغیرہ میں ساکن ہو جائے اور وقف ہو گیا یہاں صورت ایسی ہی ہے اول تو عمر رضی عبد اللطیف کا اجازت دینا صاف انکار ہے اور اگر ثابت بھی ہو تو وقف کرنے کی نیت کہاں سے ثابت ہوگی اور مدرسہ کو دینے کے لئے خریدنے اور مکان بنانے سے مدرسہ کی ایک نہ ہونا ظاہر ہے نیز خانیہ میں فرمایا۔ المتولی اذا بنی فی ارضہ الوقف ان کان من مال الوقف یکون الوقف وکذا ان من مال نفسہ لکن بنی الوقف فان بنی لنفسہ ان اشہد کان لہ ذلک وان بنی ولم یشہد اکرہ شیئا کان الوقف بخلاف الاجنبی۔

محیط آخر میں ہے۔ متولی بنی فی ارضہ الوقف فھو علی البناء یکون الوقف ان بناہ من مال الوقف او من مال نفسہ ولواء الوقف او لم یؤ شیئا وان بنی لنفسہ واشہد علیہ کان لہ ذلک ای للمتولی نفسہ والاجنبی اذا بنی ولم یؤ شیئا فلہ ذلک وان نوی کونہ للوقف کان وقفا کذا فی الظہیریۃ اذا کان بانیا للمتولی اما اذا احدث رجل عمارۃ فی الوقف بغیر اذن القاضی ان یأمر برفع ان لم یرض برفعہ بالبناء فقد یہدم الا فھو الذی ضیع مالہ فلیتربص الی ان یتفاسخ مال من تحت البناء شرنبلالیہ۔ فتاوی عالمگیری میں ہے۔ البیع فی خان باطل وفاسد الفاسد وھو ان یکون بدلا مما لا یکال او یوزن او یعد کما لو اشتری بخمر او خنزیر او اجل فیہ شرطا فاسدا او خیرہ فان بنی فی الخان بیتا لیسکن فیہ او حانوتا لیبیع فیہ او اتخذ فیہ مصنعا للماء او مسناۃ قال بعضھم ھو امانۃ وقال بعضھم یکون مضمونا علیہ کذا فی محیط السرخسی واختلف المشائخ انہ ھل یکون مضمونا او امانۃ قال بعضھم ھو امانۃ وقال بعضھم یکون مضمونا علیہ کذا فی شرح الطحاوی۔ اسی میں ہے۔ یثبت الملک قبضا واستعمالا الا ان ھذا لا یتم الا بالقبض ویتم النقص ویکون للمشتری ان یتصرف فیما اشتری شراء فاسدا بقبض او انتزاع لکن مع جعل الوقف فی ذمتہ فان ذہب نقصہ فلا نقص فیہ وان ہلک ہلک بحق الیع فلا یسقط

لہ غمز عیون البصائر ج ۱ ص ۱۱۵ ط دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۔ لہ فتاوی عالمگیری جلد ۳ ص ۱۳۶ ۔ لہ فتاوی عالمگیری جلد ۳ ص ۱۷۵

سواء کان تصرفا یحتمل النقض بعد ثبوتہ کالبیع وامثالہ او لا الخ عالمگیری[1] میں ہے۔ لو باع دارا علی ان یتعذ[illegible] مسجد للمسلمین فسد البیع ..... وکذا لو باع بشرط ان یجعلھا اسطبلا او مستغلا فسد البیع۔ اسی[2] میں ہے۔ لو اشتری رجل دارا شراء فاسدا او قبضھا شم وقفھا علی الفقراء والمساکین جاز وتصیر وقفا علی ما وقفت علیہ وعلیہ فتوی الباقی کذا فی فتاوی قاضی خان الخ۔

(۱) عبارت مذکورہ بالا سے روشن کہ وہ زمین اور تعمیر مدرسہ کے حق میں ہرگز وقف نہیں نہ مدرسہ کو ہبہ ہو کر اس کی ملک ٹھہری۔

(۲) قیم خانہ کے حق میں وقف کرنا صحیح ہے۔

(۳) زید یعنی مولوی عثمان اور اس کے حامیان کو جائز نہیں کہ وہ عمرو خواہ زبردستی مدرسہ کے لیے ایک غیر موقوف شے کو موقوف بنائیں اور طرح طرح کے مکائد سے اسے وقف ٹھہرائیں وقف بنائیں یا ملک وقف بنائیں اور حق اللہ اور حق العبد میں اپنی گردنیں پھنسائیں ان پر فرض ہے کہ اپنے جھوٹے باطل دعوے سے باز آئیں عمرو یعنی عبداللطیف مجبور ہو کر روپیہ دے کر صلح کرنا اور اپنی جائداد بچانا اور کچہری کی کشاکش سے اپنی جان چھڑانا چاہتا ہے زید یعنی مولوی عثمان اور اس کے حامیان کو یہ لازم کہ صلح کرلیں صلح یہی ہے کہ وہ دعوی واپس لیں اور ایسا روپیہ جو مجبور ہو کر دیا جا رہا ہے لینے سے نہ بچیں۔

(۴) وہ جماعت جس نے وقف کی حمایت کی اور مدرسہ والوں کے جھوٹے دعوے کی مخالفت کی راہ حق و ثواب پر ہے اور وہ جماعت جس نے طرح طرح مکائد سے غیر وقف کو وقف ٹھہرا کر زبردستی چھیننا چاہا ظالم جابر ہے۔

(۵) یہ عمارت نہ مدرسہ کے لئے وقف ہوئی نہ مدرسہ کی ملک ہوئی اور تولیت عمرو یعنی عبداللطیف کا سوال محض فضول ہے عمرو یعنی عبداللطیف مدعی تولیت ہی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ۔ ایک شخص نے اپنی دو دکانات وقف علی الاولاد کر کے اپنے بیٹے کو متولی کیا منجملہ دو دکانات وقف شدہ کے ایک دوکان پندرہ روپے ماہوار کرایہ پر اٹھی ہوئی ہے اب متولی اس دوکان کو جو پندرہ روپے ماہوار کرایہ پر اٹھی ہوئی ہے ایک مسلمان کو سات روپے ماہوار پر سات برس کے ٹھیکہ میں دیتا ہے ٹھیکیدار کرایہ دار سے عشر روپے ماہوار کرایہ وصول کرے گا اس طرح ٹھیکیدار کو شش روپے ماہوار زیادہ ملیں گے دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس طرح جو ٹھیکہ لیا جا رہا ہے وہ شرعاً جائز ہے یا نہیں ٹھیکیدار جو عشر کرایہ دار سے

[1] عالمگیری جلد ۲ ص ۴۳۰ بیروت [2] عالمگیری جلد ۲ ص ۴۵۵ مطبوعہ بیروت

وصول کرے گا جس میں اس کو شاید ماہوار زیادہ ملیں گے تو یہ رقم جو ٹھیکیدار کرایہ دار سے وصول کرے گا کیا شرعاً مسعود ہوگی متولی ٹھیکیدار سے سات برس کا زر پیشگی لیتا ہے جو سات برس میں سات روپیہ ماہوار کے حساب سے ادا ہو جائے گا اگر متولی ٹھیکہ نہ دے تو کرایہ دار سے ۸۴ روپے وصول ہوں گے مگر ماہ بماہ ملنے یکمشت نہیں۔

الجواب۔ یہ ناجائز و گناہ ہے نہ اسے دینا جائز نہ لے لینا حلال۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از خان بہادر نواب حاجی غلام محمد خاں صاحب حافظی متولی وقف مدرسہ اسلامیہ سعیدیہ دادون حافظ منزل خیرآباد۔ جناب نواب مولوی ظہیر احمد صاحب متولی و منیجر مدرسہ اسلامیہ نیازیہ خیرآباد ودھ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اوقاف اور بالخصوص موقوفہ میں کسی مسلم یا غیر مسلم حکومت کا مندرجہ ذیل قوانین وضع کرنا جائز ہیں یا نہیں

(۱) ایسا قانون جو بقاء اور استحکام وقف کے خلاف ہو۔

۲ ایسا قانون جس سے مزارعین کو حقیقت انتقال آراضی حاصل ہو۔

۳ ایسا قانون جس سے آمدنی پر ایسا اثر واقع ہو جس سے مدات مقررکردہ واقف میں خلل واقع ہو۔

۴ مصارف مصرحہ واقف کے خلاف کسی مصرف کا اضافہ کرنا (مثلاً کہ گورنمنٹ ایڈیٹ یا صرفہ صدی کی رقم کا کٹنا اور قاف کو دیا جانا وقف بل کے ذریعہ سے پاس کیا گیا ہے)

۵ بوقت ضرورت حکومت غیر مسلم کا تحویل محفوظہ موقوفہ میں سے قرض لینا۔

الجواب۔ یہ قوانین ظلم مبین صریح جور قبیح بغایر قبیح تتم مداخلت فی الدین ہیں ان کا واضع مستحق عذاب مہین۔ حکومت مسلمہ ہو یا غیر مسلمہ کسی کو یہ حق نہیں پہونچتا ظلم کبھی کسی کے نزدیک جائز نہیں ہو سکتا ایسے قوانین بنانے والے انھیں جاری کرنے والے ان پر راضی ہونے والے انھیں بخوشی مان لینے والے سخت اشد ظالم جفاکار گنہگار ٹھہرے گا ان اشد ناجائز قوانین کے خلاف جو جس طرح آواز اٹھا سکتا ہو فرض ہے کہ پوری قوت سے اس کے خلاف آواز اٹھائے بعض قوانین ان میں وہ ہیں جن سے وقف وقف ہی نہیں رہتا اور بعض وہ جن سے املاک موقوفہ کو شدید صدمہ پہونچتا صریح نقصان ہوتا ہے بعض وہ ہیں جن کا آمدنی اوقاف پر بدترین اثر پڑتا ہے غرض یہ قوانین اوقاف پر نہایت ظلم مبین ہے کسی کا ظلم بخوشی انگیز کرنا اس کے خلاف جو کچھ کہہ سکتا کر سکتا وہ نہ کہنا نہ کرنا ظلم پر راضی ہونا ہے۔ ان قوانین پر ساکت رہنا حرام ہے ان کے منسوخی

کی سخت انتہا تک پہونچا لازم۔ قال علیہ الصلاۃ والسلام من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان۔ (تم نہیں اٹھ سکتا؟ کیا اس ظلم کو ظلم بھی نہیں کہا جاسکتا؟ یہ بھی فرض کیجئے تو اس سے اظہار ناراضی پر بھی کیا زبان بندی ہے؟ وقف ۴۴ ناقذ کردی گئی ہے۔ وقف تو ابدًا قیام قیامت باقی رہتے ہی کے لئے ہے تو جو قانون اس کی بقا کے خلاف ہو وہ سرے سے وقف ہی کو باطل کرنے کا قانون ہے پھر باب مداخلت فی الدین کے کیا معنی ہوتے ہیں وقف میں شرط واقف سے کمی بیشی حرام ہے کہ شرط واقف کا اتباع ایسا ہی لازم جیسا کہ خود نص شارع کا (وقف میں) بے اجازت خاصہ شرعیہ تغییر و تبدیل یقیناً ناجائز الاشباہ والنظائر میں فرمایا۔ شرط الواقف کنص الشارع ای فی وجوب العمل بہ۔ وقف کے منافع کے لئے بھی مصارف مشروطہ پر زیادت ناجائز ہے امام محقق علی الاطلاق بالفتر تبہ اجتہاد امام کمال الدین ابن الہمام نے فتح القدیر میں ارشاد فرمایا۔ ایسے ہی جگہ جہاں منافع وقف کے لئے مصارف مشروطہ پر زیادت کی جائے اشبہ بابقاء الوقف علی ما کان ہیں اوقاف کے واقفین کی شرائط کا پتہ نہ چلتا ہو وہاں کے لئے حکم ہے کہ قدیم الایام سے جو مصارف متولیان بعد دیگرے کرتے چلے آئے ہیں وہی کئے جائیں گے۔ جدید تصرف اس میں بھی اضافہ نہیں ہوسکتا۔ فتاوی خیریہ میں فرمایا۔ اذا وجد شرط الواقف فلا سبیل الی مخالفتہ واذا فقد عمل بالاستغلة والاستمرارات العادیة المتعمرة من تقادم الزمان الی ھذا الوقت واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ از ہندرد ضلع پٹنہ درگاہ حضرت شاہ ارزان قدس سرہٗ مرسلہ سید شاہ عاشق حسین صاحب ۲۶ ربیع الآخر ۱۳۳۸ھ

بندہ نواز۔ السلام علیکم مسلمانوں پر اس وقت جو مظالم ڈھائے جارہے ہیں وہ محتاج بیان نہیں کونسل گورنمنٹ کی طرف سے بہار مسلم وقف بل کونسل میں پیش ہے مسلم لیگ اس کی مخالف ہے اس بل پر غور ہو شائع ہوا ہے اور اس بل کی مخالفت میں رائے عامہ اور فتاوی جو شائع ہوئے ہیں ان کی ایک ایک کاپی کونسل کے ممبران و گورنر و وائسرائے کو بھیج دی گئی ہے ایک کاپی آپ کے ملاحظہ کے لئے بھی بھیجی جاتی ہے اور ایک فرد استفتا منسلک ہے جس پر جناب بھی براہ عنایت فتوی مختصر تحریر فرما کر جلد مجھ کو

ف فتاوی خیریہ جلد ۱ ص ۱۲۲ مطبوعہ بیروت ف مسلم الثبوت ص ۲۱۰ ف ردالمحتار جلد ۳ ص ۴۱۱ ف فتح القدیر جلد ۶ ص ۲۰۰ مطبوعہ پشاور

بھیج دیں۔ آپ کا دعا گو شاہ عاشق حسین۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں (۱) مسلمانوں کے اوقاف میں کسی حاکم یا غیر حاکم کو اختیار ہے یا نہیں کہ وہ شرائط واقف کا منشاء واقف کے خلاف مخالفت میں کرے یا واقف کے مقرر کردہ متولی کے خلاف کوئی جدید قانون بنانے کی اسکیم پیش کرے جب کہ واقف اپنے منشاء کے مطابق اپنے مقرر کردہ متولی کے سپرد کئے اور اس اختیار پائے ہوئے متولی نے اپنے بعد کے لئے اپنا جانشین متولی مقرر کیا جس کا اس کے سوا اختیارات پہلے بعد دیگرے جانشین متولی کو سپرد ہوتا چلا آیا۔ دراں حالے کہ واقف نے وقف کے اختیارات اپنے منشاء کے خلاف نہ تو کسی کمیٹی کے سپرد کئے نہ کسی بورڈ کے مگر گورنمنٹ یہ چاہتی ہے کہ متولی کے اختیارات اپنے مقرر کردہ کسی کمیٹی یا بورڈ کو دے کر حق تولیت سے متولی کو محروم کر دے تو بزبردستی ایسا کرنا مداخلت فی الدین ہے یا نہیں؟

(۲) وقف کی جائداد کی سابق مقرر کردہ لگان میں کمی کر دینا جس سے آمدنی کم ہو کر امور خیر میں حسب منشاء واقف صرف نہ ہو سکے یا وقف کی آمدنی جو صرف امور خیر کے لئے تھی اس میں سے ایک معقول رقم سے کر زیادہ تر کوئی کمیٹی یا کوئی بورڈ قائم کر کے اس میں صرف کرنا یا کسی قسم کا کوئی ٹیکس لگانا اس میں سے بطور چندہ وصول کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا جواب باصواب جلد عنایت ہو۔

الجواب: جناب محترم۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ نامہ گرامی مع استفتاء موصول ہوا فقیر مکان پر موجود نہ تھا اس لئے جواب میں تاخیر ہوئی تکلیف انتظار ہوئی معافی کا خواستگار ہوں۔ مظالم کے خوگر بیجا پیشہ ستم گر ظلم پرور بحر کے عادی جو مظالم کریں کم ہیں۔ بندگان خدا کو اور وں کے مظالم سے محافظت کے بلند بانگ دعاوی کرنے والے خود جو کچھ قوانین گڑھتے پاس کرتے ہیں اور جیسی کچھ داد عدل وانصاف دیتے دلاتے ہیں کسے معلوم نہیں۔ ان کے املاک پر جیسی جیسی چیرہ دستیاں قانون کی آڑ میں ہوتی ہیں ظاہر ہے وہی اب اور ترقی کر کے خاص املاک الٰہی پر دست تعدی دراز کرنا چاہتے ہیں مگر از نام حفاظت۔ وہی جو املاک بندگان پر شب و روز طرح طرح تعدیاں کرتے بے اذن مالکان زبردستی تصرف حکومت کے بل بوتے پر لشکر حکومت سے محفوظ ہو کر کرتے ہیں اب اوقاف پر ہاتھ پھیرنا مشق ستم کرنا چاہتے ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ ملک غیر میں تصرف ظلم ہے اور ظلم کس کے نزدیک حرام اور اشد جرم نہیں پھر کیا کچھ ہوتا ہے اس سے کون واقف نہیں۔ مگر اس کا کیا علاج کہ خود جو کچھ کیا جائے وہ ظلم نہیں۔ ہاں میں کون نہیں جانتا کہ وقف میں

منشاء و غرض و شروط واقف کے خلاف عمل خاص ملک الٰہی میں تصرف محض بے جا ظلم نادرا جور و جفا ہے مقصد وقف ہی کا صریح ابطال ہے شرعاً نہ صرف شرعاً ہی بلکہ عقلاً بھی۔

وہ امور جو سوال میں مذکور ہوئے سخت ناجائز و قبیح۔ جور و ظلم صریح ہیں اور دین میں کھلی مداخلت قبیح۔ غیر حکام۔ اور یہ حکام کیسے؟ خود شرعی حکام بھی وقف میں ایسے امور نہیں کر سکتے یا دخل نہیں دے سکتے جو ایسا کرے گا وہ جائر بمقابلہ رسم گرفتار ظلم ٹھہرے گا علماء ارشاد فرماتے ہیں[۱] شروط الواقف کنص الشارع فی وجوب العمل بہا ہم خصصنا (شامی) صرحوا بان سبیلہ اتباع غرض الواقفین واجبۃ (رد المحتار) امرنا بابقاء الوقف علی ما کان (فتح القدیر) القاضی لا یملک التصرف فی الوقف مع وجود المتولی (رد المحتار) لیس للقاضی ان یقرر فی الوقف بغیر شرط الواقف (درمختار) اذا اصطلح اہل الوقف فلہم ان یخالفوا شرط الواقف فلا سبیل الی مخالفتہ الخ (شامی) واللہ تعالیٰ اعلم

مسلمانوں پر لازم کہ بمقدار استطاعت پوری قوت سے اس وقف بل کے خلاف آواز اٹھائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ زید نے بعد وفات ایک معقول جائداد اور ایک والدہ و ایک زوجہ ثانیہ اور تین لڑکے اور ایک لڑکی۔ ایک لڑکی اور لڑکا زوجہ اول سے اور دو لڑکے زوجہ ثانیہ سے وارث اپنے چھوڑے۔ چوں کہ لڑکے تینوں نابالغ تھے ان کی دادی اور والدہ کی ناتجربہ کاری و پردہ نشینی کی وجہ سے عدالت سے ایک تیسرا شخص غیر وارث (اجنبی) ان کا ولی منظم جائداد و کارو بار مقرر ہو گیا جس نے بہت کچھ تغلب و اپنی اغراض کے لئے بہت سے امور نقصان رسانی کا ارتکاب کیا اور نابالغ ورثہ کو نقصان پہونچائے اسی دوران میں زوجہ اول کا ایک لڑکا بالغ ہوا لیکن چوں کہ وہ لڑکا نہایت سادہ لوح اور ناتجربہ کار تھا اس پر ولی مذکور نے اپنی چالاکیوں سے اپنے اختیارات اور قبضہ جائداد قائم رکھنے کے لئے اس لڑکے کے پرانے اثرات قائم کرنے شروع کئے اور ایک خفیہ وقف نامہ اس کے حصہ جائداد اور کاروبار کا اس طرح مرتب کرا دیا کہ وقف علی الاولاد کراتے ہوئے ورثہ موجودہ کو بالکل محروم کرا دیا اور صرف بعد وفات واقف اس کی بیوی قرضی اب تک منگنی و نسبت بھی نہیں ہوئی تھی اور اولاد کو صرف فائدہ اٹھانے کے اختیارات رکھے اور ان کے نہ ہونے پر سب بصرف خیرات لکھ دیا نیز اس کے بالغ ہو کر وقف نامہ کی تکمیل رجسٹری سے تقریباً ایک سال بعد بالشادی کے لڑکے مذکور کا انتقال ہو گیا۔

ولی مذکور کی زیادتیوں کی وجہ سے تنگ آ کر دیگر ورثہ ثانی نے اپنے حصہ کی تقسیم عدالت سے کرائی جو تقریباً ایک سال مقدمہ بازی کے ختم ہوئی۔ اس مقدمہ تقسیم تک بھی کسی شخص کو اس وقف نامہ

---

[۱] الاشباہ والنظائر الفن الثانی القاعدۃ الخامسۃ العادۃ محکمۃ ص ۱۰۴ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۔ [۲] درمختار کتاب الوقف مطبع مجتبائی دہلی ۱/۴۳۵ ۔ [۳] ردالمحتار کتاب الوقف مطبع مصطفائی مصر ۳/۳۷۵ ۔ [۴] فتح القدیر کتاب الوقف مطبع نوریہ رضویہ سکھر ۵/۴۵۲ ۔ [۵] ردالمحتار کتاب الوقف مطبع مصطفائی مصر ۳/۳۷۵ ۔ [۶] درمختار کتاب الوقف مطبع مجتبائی دہلی ۱/۴۳۵ ۔ [۷] ردالمحتار کتاب الوقف مطبع مصطفائی مصر ۳/۳۷۵ ۔ [۸] درمختار کتاب الوقف مطبع مجتبائی دہلی ۱/۴۳۵ ۔ [۹] ردالمحتار کتاب الوقف مطبع مصطفائی مصر ۳/۳۷۵ ۔ [۱۰] درمختار کتاب الوقف مطبع مجتبائی دہلی ۱/۴۳۵ ۔

کا علم نہ ہو سکا اور یہ خفیہ رکھا گیا باوجودیکہ وہ حصہ دیگر ورثہ جائز تقسیم ہو گیا اب جب کہ حصہ داران نے اپنے اپنے حصے پر اس سے حساب بھی کا مطالبہ کیا تو ایک سازش کر کے تیسرے شخص کو متولی وقف اپنی برادری سے تجویز کر کے اپنے اوپر ایک نالش متولی مذکور سے عدالتی مصلحتوں کی بنا پر دائر کرائی تب ورثہ موجودہ کو وقف نامہ کا علم ہوا۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ جائداد مشترکہ کا ایسے طریقہ پر وقف علی الاولاد کرنا کہ جس کے ورثہ موجودہ محروم کئے ہوں اور وہ بھی ایسے وقت کہ ان کی سوائے اس وقف ان کا اور کوئی وارث بھی نہ ہو اور وہ بھی اس طرح کہ خفیہ اور پوشیدہ۔ آیا شرعاً جائز ہے یا نہیں اور ایسا وقف نامہ موجودہ ورثہ کے لئے قابل پابندی ہے یا نہیں بینوا توجروا فقط۔

الجواب۔ صحت وقف مشاع محتمل القسمۃ مختلف فیہ ہے ہر دو جانب فتوی ہے امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی صحت کے قائل ہیں۔ امام محمد عدم صحت کے۔ مشائخ بخارا کا ماخوذ قول امام محمد ہے اور سراجیہ میں اس پر فتوی بتایا۔ مگر متاخرین قول امام ابو یوسف اختیار کرتے ہیں۔ اور جواز کا فتوی دیتے ہیں۔ فتاوی عالمگیری میں ہے۔ وقف المشاع المحتمل القسمۃ لایجوز عند محمد رحمہ اللہ تعالیٰ وبہ اخذ مشائخ بخارا ہی وعلیہ الفتوی کذا فی السراجیۃ۔ والمتاخرون افتوا بقول ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ انہ یجوز وھو المختار کذا فی خزانۃ المفتین۔ اب کہ مختار قول امام ابو یوسف ہے کہ مشاع محتمل قسمت کا وقف جائز ہے یہی مانا ہوگا تو بیانات کہ جائداد مشترکہ کو وقف کی بدوں صحت وقف کے لئے کوئی حیلہ نہیں ہو سکتی نہ وقف کی صحت کے لئے یہ ضروری کہ وقف کی شہرت کرے لوگوں پر ظاہر کرے ہاں غیر وقف کو دعوی وقفیت کے اثبات کے لئے پیش کرنا ہوگا تو ثبوت وقف کے لئے شہادت ضروری ہے۔ نہ کہ صحت وقف کے لئے اگر اسی لئے کے بعد بادیع کل جائداد مشترکہ وقف کی تو اس سے جتنے حصہ کا وہ مالک تھا اس کے حصہ سے وقف متعلق ہوا اوروں کا حصہ وقف نہ ہوا اور اپنا ہی حصہ وقف کیا ہو تو بھی اور کل وقف کی ہو جب بھی اس سے جو اس کا حصہ ہے وہی وقف ہوا جب کہ بحالت صحت وقف صحیح کیا ہو۔ اور بحالت مرض موت کیا تو اس کے حصہ کے ایک ثلث سے وقف متعلق ہوگا۔ باقی دو ثلث اس کے ان ورثہ پر تقسیم ہوں گے اگر ان میں سے وقف نہ کریں گے پھر وہ ثلث موقوف سے بھی ہو کہ اس کے اولاد نہیں اور اس حالت میں کہ اولاد نہیں اس کے مستحق فقراء مسلمین ہیں ان ورثہ میں جو فقراء ہوں گے وہ بھی منتفع ہو سکیں گے اور وہی احق ہوں گے۔

لہ ہدایہ جلد ۲ ص ۴۱۹ مطبوعہ بیروت

اس صورت میں جب کہ ان لوگوں کو اس کا وقف کرنا معلوم نہیں جو قابض ہے وہ مدعی وقفیت ہے ان پر محض اس کے اس دعوٰی کی وجہ سے لازم نہیں کہ وہ اسے وقف تسلیم کرلیں اگرچہ یہ شخص کوئی ایسا کاغذ انگریزی دکھاتا ہو جسے اس لڑکے کی طرف منسوب کرتا ہو اگر چہ اسی لڑکے کا لکھا بتاتا ہو بلکہ اس کاغذ کا خط لڑکے کا خط سمجھا جاتا ہو کہ الخط یشبہ الخط اگرچہ وہ کاغذ رجسٹری شدہ ہو جب تک شاہد حسن کی شہادت قابل قبول شرع ہو وہ شہادت شرعی اس کے وقف ہونے کی نہ ادا کریں محض کاغذ سے وہ انگریزی رجسٹری شدہ ہو اگر رجسٹری شدہ وقف ثابت نہ ہوگا۔ یہ ورثہ اس بارے میں اس سے جائز خصومت کریں گے تو ملزم نہ ہوں گے۔ عالمگیری[1] میں ہے۔ لو قال ارضی هذه صدقة موقوفة على من يحدث لى من الولد فليس له ذلك فاذا ولد له ولد دخل هذا الوقف فاذا ادركت الغلة قسمت على الفقراء فان حدث لاحد الولد بعد القسمة تصرف الغلة الى من يوجد بعد ذلك الى هذا الولد دون باقى هذا الولد فان لم يبق له ولد صرفت الغلة الى الفقراء هكذا فى فتاوى قاضى خان۔

صورت مسئولہ میں قول ورثہ مانا جائے گا جب تک بشہادت شرعیہ وہ شخص اس کا ہونا ثابت نہ کردے عالمگیری میں ہے۔ رجل جاء الى قاضى بلدة وقال انى كنت امين القاضى الذى كان قبلك هنا وفى يدى صدقة كانت لرجل يقال له فلان بن فلان وقفها على قوم معلومين سماهم قبل قوله اذا لم تكن للواقف ورثة ولم يعلم من صرف هذه الصدقة غيرا قربه هذا الرجل وان كانت له ورثة فقالوا هو ميراث بيننا وليس بوقف فالقول قولهم ويكون ميراثا بينهم اھ[2] اسی میں ہے۔ ان قال فى الصحة ارضى صدقة موقوفة على الفقراء بعدى وهو يخرج من الثلث او كان ذلك فى المرض (الى قوله) فان احتاج بعض قرابته او بعض ولده الى ذلك والوقف فى الصحة وفيهما سواء احدهما ان صرف الغلة الى فقراء القرابة اولى فان فضل منها شئ يصرف الى الاجانب (الى قوله) هذا اذا وقف على الفقراء واحتاج اليه بعض قرابته الخ اسی میں ہے۔ مریض وقف دارا فى مرض موته فهو باطل اذا كان يخرج من الثلث المال وان كان لا يخرج فاجازت الورثة فكذلك وان لم يجيزوا بطل فيما زاد على الثلث الخ۔ اسی کے باب فی وقف المریض میں ہے۔ اذا جعل ارضه صدقة موقوفة لله تعالى ابدا على ولده او ولد ولده ونسله ابدا ما تناسلوا ومن بعدهم على المساكين فان كانت غلة الارض تخرج من الثلث صارت موقوفة تستغل ثم تصرف غلتها الى جميع ورثته على سهام المواريث (الى قوله) وان كانت هذه الارض لا تخرج من الثلث فان اجازت الورثة الوقف جاز (الى قوله) وان لم يجيزوا الوقف

[1] عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۳۵۱۔ صفحہ ۳۶۵۔ صفحہ ۳۹۵۔ صفحہ ۴۰۱۔ صفحہ ۴۵۲۔ صفحہ ۴۶۱ مطبوعہ بیروت

جاز الوقف من الثلث فصار كالصدقة الرقبة وقفا انفقوا (الى قوله) فالصدقات الواردة الموقوف عليه كانت الغلة للفقراء اكثر میں ہے۔ لو قال المریض ارضی هذه صدقة موقوفة على من احتاج من ولدی ونسلی يعطى كل واحد منهم ما يسع فنفقته وان لم يكن فی ولده ونسله فقير فالغلة كلها للفقراء اسی میں ہے۔ رجل فی يده ضيعة جاء رجل وادعى انها وقف جده بملك فيه خطوط جده دخل وقضاة قد افترضوا وطلب من القاضی القضاء به ليس للقاضی ان يقضی بذلك الملك كذا فی الخلاصة وكذا لو كان لوح مضروب على باب دار بخط الوقف لا يقضی به ما لم يشهد الشهود بالوقف كذا فی المحيط۔

خانیہ میں ہے قرر الرجل ادعى على رجل مالا واخرج خطا وادعى انه خط المدعى عليه فانكر المدعى عليه ان يكون الخط خطه فاستكتب فكتب وكان بين الخطين مشابهة ظاهرة تدل على انهما خط كاتب واحد اختلف المشايخ رحمهم الله تعالى فيه والصحيح انه لا يقضی بذلك۔ رد المحتار میں ہے۔ تنبيه ذكر فی الخانية والاسعاف ادعى على رجل فی يده ضيعة انها وقف وله حجة فيها وقف وله خطوط قديمة فاقام المدعى بينة على الخطوط وطلب من القاضی القضاء بذلك الصك قال ليس للقاضی ذلك لان القاضی انما يقضی بالحجة والحجة انما هی البينة او الاقرار لا الصك فلا اصل له وكذا لو كان على باب الدار لوح مضروب يخبر بالوقف لا يجوز للقاضی ان يقضی ما لم يشهد الشهود وهم قلت وهذا ظاهر بين فی ما هنا من العمل بما فی دواوين القضاة والجواب ان العمل بما فيها استحسان كما فی الاسعاف وغيره (الى قوله) الى ان قال فلو وجد فی الدفاتر ان المكان الفلانی وقف على المدرسة الفلانية مثلا يعمل به من غير بينة (الى قوله) لكن افتى فی الخيرية بانه لا يثبت الوقف بمجرده وجوده فی الدفاتر السلطانية لعدم الاعتماد على الخطوط تامل۔ اسی میں ہے۔ ذكر الوكان احد هما انفع للوقف مما يأتی فی الوقف والاجارات انه ينتقی بكل ما هو انفع للوقف فيما اختلف الحكام فيه، والحاصل انه اذا كان لاحد القولين مرجح على الآخر شرعا تبع المشايخ كلا من القولين ينبغی ان يكون المفتی به ما كان فيه مرجح لان ذلك المرجح اذا دخل بعد التصحيح فيبقى فيه زيادة قوة لم توجد فی الآخر والله تعالى اعلم بالصواب۔

مسئلہ۔ از مبارک حسین بازار نصر اللہ خاں رام پور

متولی مسجد کی قبر صحن مسجد میں بنانا کیا ہے؟ جب کہ امام اجازت دے اور اس کی اجازت سے قبر کھودی جائے اور اپنی موجودگی میں قبر کھدوائے اور لوگ اعتراض کریں تو وہ اپنی روزی برقرار

ف خانیہ جلد ۲ صفحہ ۴۱۲ مطبوعہ بیروت ۱۲ ردالمحتار جلد ۴ صفحہ ۳۵۸ مصر ۱۲ منہ ۱۲ جلد ۳ صفحہ ۳۵۸ مصر ۱۲ منہ ۱۲

کہنے کے لئے کہ مجھے روکنے کا کیا حق ہے۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسے امام کے پیچھے نماز
ہوتی ہے یا نہیں؟ اور ایسے امام کے ساتھ نمازیوں اور عام لوگوں کو کیا رویہ اختیار کرنا چاہئے؟

الجواب۔ مسجد کا صحن تو صحن مسجد یعنی موضع صلاۃ کے علاوہ بھی مسجد کے متعلق کسی زمین میں قبر
بنانا اور کوئی تصرف کرنا ناجائز ہے۔ امام نے غلط کہا کہ مجھے روکنے کا کیا حق ہے۔ ناجائز امر کے روکنے کا
مسلمان کو حق جتنا اسے ہے جیسے انکار کر سکے نہی عن المنکر فرض ہے اس کو لازم تھا کہ وہ اس کو ناجائز بتاتا
اور جبر روکنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا تو جبر روک سکتے تھے انہیں اطلاع حکومت سے چارہ جوئی کرتا کراتا۔
اس نے نہ روکا یہ گناہ کیا بلکہ اس نے اجازت دی یہ اور بڑھ کر گناہ ہوا جب تک وہ توبہ نہ کرے اسے ہرگز
امام نہ بنائیں وہ توبہ نہ کرے تو اسے خود معزول کر سکتے ہوں تو معزول کر دیں ورنہ جو معزول کر سکتا ہو اس سے
کہہ کر معزول کرائیں۔ واللہ تعالیٰ ہو الہادی وہو تعالیٰ اعلم۔

کتاب البیوع

خرید و فروخت کا بیان

مسئلہ۔ از مقام الخلیل پوسٹ بنجاب عرضداشت جناب عبدالحلیم صاحب معرفت جناب مولوی اکبر علی صاحب
طالب علم مدرسہ منظر اسلام ۱۲ رجب ۵۷ھ

آج اس وقت غلہ گندم کا عام نرخ چودہ سیر فی روپیہ ہے لیکن زید معاملہ سرکاری ادا کرتا ہے اور گندم
کا کوئی گاہک بروقت نہیں ملتا تاکہ فروخت کر کے معاملہ ادا کرے۔ بکر نے زید کو کہا کہ میرے پاس بحساب
سولہ سیر گندم فی روپیہ کے حساب فروخت کر دو تو میں تم سے غلہ گندم خریدوں گا۔ زید نے بوجہ مجبوری سولہ
سیر گندم فروخت کر کے معاملہ ادا کیا۔ یہ بیع و شرا جائز ہے کہ نہیں جواب باصواب ہو۔

الجواب۔ فی الوقت گندم کا نرخ عام دست بدستی ارہ سیر فی روپیہ فروخت ہو رہا ہے یا کم و بیش۔ مگر زید
غریب آدمی ہے اس کے پاس نقد قیمت موجود نہیں ہے اگر بکر سے گندم بطور قیمتی مانگتا ہے۔ بکر دس سیر
فی روپیہ کے حساب زید کو گندم فرض دیتا ہے اور قیمت ماہ جنگر میں لینے کا وعدہ ہوتا ہے۔ زید اپنی غربت

اور ضرورت کی وجہ سے مذکورہ نرخ پر گندم نے لیتا ہے۔ جواب مکمل ہو۔ فقط۔

الجواب۔ قنیہ و درمختار میں اسے جائز مع الکراہت بتایا فقیہ میں ہے۔ شرح الشیخ اسمٰعیل عن خال اذا کان لحاجۃ الی القرض یجوز ویکرہ و در مختار میں فرمایا شرح الشیخ اسمٰعیل عن خال لحاجۃ القرض یجوز ویکرہ واقرہ المصنف فتاوٰی مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی میں بھی ایسا ہی لکھا۔

سوال۔ اگر در بازار نرخ بحساب فی روپیہ بست آثار گندم ست و شخص بقرض بحساب فی روپیہ ہیجدہ آثار می فروشد بایں بیع راست ست یا نہ۔

جواب۔ بیع مذکور نافذ ست اما مکروہ است در قنیہ می آرد الخ مگر کراہت مبہم صورت نہیں جیسا کہ ان عبارات سے ظاہر ہے بلکہ یہاں تفصیل ہے۔ ردالمحتار میں زیر قول در مختار یجوز ویکرہ ہے۔ ای یصح مع الکراھۃ وھذا الو اشتراہ بعد القرض لما فی الذخیرۃ وان لم یکن النفع مشروطا فی القرض ولکن اشتری المستقرض من المقرض بعد القرض متاعا بثمن غال فعلی قول الکرخی لا بأس بہ وقال الخصاف ما احب لہ ذلک وذکر الحدادی انہ حرام لانہ یقول لو لم أکن اشتریت منہ طالبنی بالقرض فی الحال ومحمد لم یرید ذلک بأسا وقال خواھر زادہ ما نقل عن السلف محمول علی ما اذا کانت المنفعۃ مشروطۃ وذلک مکروہ بلا خلاف، وما ذکرہ محمد محمول علی ما اذا کانت غیر مشروطۃ وذلک غیر مکروہ بلا خلاف، ھذا اذا انتفاء الاقراض علی البیع فان تقارنا والبیع بان باع المطلوب منہ المعاملۃ من الطالب ثوبا قیمتہ عشرون دینارا بثلاثین دینارا تأخیرا لی سنتین دینارا خری حتی سار لہ علی المستقرض ثلاثۃ دینار وحصل المستقرض ثمانون دینارا ذکر الخصاف انہ جائز وھذا امذھب محمد بن سلمۃ امام بلخ وکثیر من مشائخ بلخ کانوا یکرھونہ ویقولون انہ قرض جر منفعۃ اذ لولاہ لم یحصل المستقرض غلاء الثمن وبہ من المشائخ من قال یکرہ لو کانا فی مجلس واحد والا فلا باس بہ لان المجلس الواحد یجمع الکلمات المتفرقۃ فکانہما وجدا معا فکانت المنفعۃ مشروطۃ فی القرض وکان شمس الائمۃ الحلوانی یفتی بقول الخصاف وابن سلمۃ وبقول ھذا لیس بقرض جر منفعۃ بل ھذا بیع جر منفعۃ فی القرض او ملخصا۔

جب یہاں صورت مستفسرہ میں قرض کا سابقہ لاحقہ کہیں قدم درمیان میں نہیں تو اس کے بلا خلاف جائز ہے کراہت ہونے میں کیا کلام۔ اور وہ مضر بھی نہیں کہ مضر ہوتا تو اور مطابع و شراء فاسد ٹھہرتا جب کہ یقین ہوتا ردالمحتار میں ہے (قولہ بیع المضطر وشراؤہ فاسد) ھو ان یضطر الرجل الی طعام

لہ ردالمحتار جلد ۵ ص ۱۶۵ مطبوعہ مصر۔ لہ ردالمحتار جلد ۵ ص ۵۹ مطبوعہ مصر۔ لہ درمختار مجتبائی جلد ۲ ص ۲۱۵ مطبوعہ کانپور۔

(وشراب اوثیاب اوغیرھا والاربیحھا البائع الا باکثر من ثمنھا بکثیر وکذا فی الشراء منہ کذا فی المنح اھ وکذا فی الشرنبلالیہ مثال لبیع المضطر ای بان اضطر الی بیع شیئ من مالہ ونحو یعرض المشتری الابشراء ہ بدون ثمن المثل بغبن فاحش ومثالہ ما الزمہ القاضی ببیع مالہ لایفاء دینہ او الزمہ الذی ببیع مصحف او عبد مسلم ونحوہ لکن سیذکر المصنف فی الاکراہ لو صادر السلطان انسانا بالبیع مع انہ بدون امر مضطر الی البیع حیث لایمکنہ غیرہ وقد یجاب بان ھذا لیس فیہ انہ باع بغبن فاحش عن ثمن المثل نعم العبارۃ مطلقۃ فیمکن تقییدھا بما ذکرہ انما یصح لو باع بثمن المثل او بغبن یسیر تو فیقا بین العبارتین فتامل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۱ اس کا جواب بھی اوپر کے جواب سے ظاہر کہ مشتری غیر مضطر ہے اور بائع کا مقروض نہیں تو بے دغدغہ جائز ہے اور اگر مضطر ہے تو مضطر کا بیع وشراء فاسد کما فی الدر المختار وحاشیۃ رد المحتار للعلامۃ السید الشامی قدس سرہ السامی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ الرِّبٰوا

سود کا بیان

مسئلہ۔ از بسوان ضلع سیتاپور مدرسہ اسلامیہ مرسلہ جناب مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب محمود آبادی صدر مدرس مدرسہ مذکورہ ۷ محرم الحرام ۱۳۵۱ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین حضرات وارثان علوم سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسائل ذیل میں (۱) کچھ روپیہ مدرسہ اسلامیہ کے واسطے وقف ہے اور قوم کے لوگوں میں بطور قرض لفظ نفع کے نام سے تقسیم ہے کسی کے پاس پچاس کسی کے پاس دس کسی کے پاس پانچ ہیں اور شرح مقررہ مثلاً دس روپیہ سیکڑہ قوم نفع دیتی ہے اور اگر فی الحال مال تجارت میں قوم کو گھٹی ہو تو قوم مدرسہ کو گھٹی کی زیر باری سے بچاتی ہے کہتے ہیں کہ مدرسہ ٹوٹ جائے گا دینی نقصان ہوگا اس واسطے ہم گھٹی بھی اوڑھے لیتے ہیں اور نفع بحساب مقررہ مذکورہ بغیر کمی بیشی کے دیتے رہیں گے کیا یہ جائز ومباح ہے یا گناہ کبیرہ؟

(۳) آمدنی مذکورہ سے جو تنخواہیں مدرسین کو دی جاتی ہیں وہ ان کے واسطے جائز ہیں یا نہیں؟
(۴) اس کی کتابت کے واسطے ایک رجسٹر بھی ہے کیا اس کا لکھنا پڑھنا حساب فہمی کرنا کسی مدرس یا مسلمان کو جائز ہے؟
(۴) ایسا روپیہ مدرسہ اسلامیہ میں صرف کرکے نیکی کی امید رکھنا سبب نجات ہے یا باعث عذاب نار؟
(۵) اگر نئی روپیہ دوآنے یا ایک آنہ یا چار آنے مثلاً ماہوار نفع مقرر کیا جائے اور گھٹی اور نفع دونوں کے ذمہ داری ہو تو یہ نفع محمود و طیب ہوگا یا نہیں؟
(۶) نوٹ کو بیع کرکے مثلاً دس کا نوٹ ساڑھے بارہ میں بیع دیا جائے اور قرض کیونکہ نقد کون لے گا پھر ۱۲ ماہوار نفع لیا جائے اور اصل جب تک ادا نہ ہو یوں نفع لینا مثل سود یہ جائز ہے یا اس میں تعیین میعاد کی جائے تو صورت جواز نکل سکتی ہے؟
(۷) سو روپیہ کا نوٹ ایک سو تیس روپے میں بیع کر دیا جائے اور پرچہ کاغذ پر ایک سو تیس لکھوائے مگر مقررہ میعاد پر اور اس ایک سو تیس کے بدلے ایسی شئی بھی لکھوائے جو بیع کر روپیہ وصول کرے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟
(۸) کیا مشرکین موجودہ حربی نہیں؟ کیا حربی جب دار الاسلام میں آباد ہوں تو ان سے سود لیا جا سکتا ہے یا کوئی صورت ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی ڈاک خانہ یا بینک یا حکومت میں روپیہ جمع کرے تو اس کا جو سود ملتا ہے وہ لے سکتا ہے اور لینے کی کیا صورت ہے؟

الجواب۔ کچھ روپیہ مدرسہ اسلامیہ کے لئے وقف ہے اس کا مطلب ظاہر تو یہی ہے کہ کسی نے خود روپیہ وقف کیا ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مدرسہ پر کوئی جائداد وقف ہے اس کا روپیہ۔ یا یہ کہ مدرسہ کے چندوں کا روپیہ۔ اگر مطلب وہی ہے جو اس عبارت کا ظاہر ہے تو یہاں روپے کا وقف باوجود عرف و تعامل صحیح نہیں کہ منقول کا قصداً وقف اگرچہ مختلف فیہ ہے اور صحیح و مفتی بہ مذہب جواز ہی ہے مگر جن کے نزدیک جائز ہے ان کے نزدیک بھی جب ہی جب کہ اس شئی منقول کا وقف مروج و متعامل بہ ہو۔ قیاس کا مقتضی تو یہی ہے کہ شئی منقول کا وقف صحیح ہی نہ ہو۔ لان من شرط الوقف التابید والمنقول لایدوم، مگر جو حضرات تعامل کے سبب اس کے جواز کا قول کرتے ہیں وہ بوجہ حدیث ما رآہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن[1] فرماتے ہیں کہ تعامل سے قیاس متروک ہو جاتا ہے

[1] مسند امام احمد بن حنبل جلد اول ص۳۷۹

ر ہندوستان میں خود دراہم ودنانیر کے وقف پر تعامل نہیں۔ تو یہاں اس کے جواز کا قول کسی طرح
میں کیا جاسکتا۔ ہاں اگر بعض اقطار ہند میں اس کا وقف آج کل رائج ومعروف ہو تو ان اقطار میں جب
ایسا رائج ومعروف رہے اس کے جواز کا فتوی دیا جائے گا۔ تنویر البصار ودر مختار میں اختیار سے ہے

وقت کل منقول قصدا فیہ متعامل کدراہم ودنانیر وکیل وموزون وقدوری وجنا مزة و
بھا وصحت فکتب لان التعامل یترک بہ القیاس لحدیث ما رآہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن
لاف ما لا تعامل فیہ وھذا قول محمد وعلیہ الفتوی اختیارہ محققہ۔

ردالمحتار میں ہدایہ امام برہان الدین سے اسی کو مختار اکثر فقہا اور اسعاف فی احکام الاوقاف سے اسی
صحیح اور فتاوی ظہیریہ امام ظہیر الدین مرغینانی سے اسی کو قول اکثر مشائخ نقل فرما کر درالمحتار میں زیر قول شارح
منقول قصدا فرقا عند محمد یجوز تعامل فیہ تعامل من المنقولات واختارہ اکثر فقہاء الامصار کما فی الہدایۃ
وھو الصحیح کما فی الاسعاف وھو قول اکثر المشائخ کما فی الظہیریۃ لان القیاس قد یترک بالتعامل اس صورت
میں وہ روپیہ جس نے وقف کیا اس کی ملک ہے مدرسہ میں چندے کے روپئے کی طرح ہے اس سے دریافت
کریں جو جائز بات وہ بتائے اس طرح خرچ کریں۔ اور اگر ان دیار میں دراہم ودنانیر کا وقف رائج ومعمول ہو تو ملازمین
وقف سمجھا جائے گا۔ اگر وقف ہے تو اس صورت میں اسے مضاربت پر دینا جائز ہے۔ اسے مضاربت پر دیں اور
نفع کو مدرسہ پر صرف کریں یا اس لوٹ پھیر کرتے رہیں اور نفع مدرسہ پر خرچ کریں۔ بحر الرائق وغیرہ کتب میں ہے
لفظ نجمع اجل وقف الدراھم والطعام او ما یکال او یوزن یجوز ویدفع الدراھم مضاربۃ فتصدق بفضل فی الوجہ الذی وقف علیہ اھ فقط اور قوم نے جب اسے قرض دیا لیا ہے تو یہ حرام ناجائز
ہے یہ معاملہ تو سود کا ہے ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اور اگر مدرسہ کی کسی وقفی جائداد کا روپیہ ہے تو بھی اگر تجارت قوم کی ہے روپیہ قرض لیا ہے یہی حکم ہے
قرض ناجائز ودلالہ ہے مدرسہ کی پاک آمدنی کو سود کی نجاست سے ناپاک کیا ہے اور اگر وہ تجارت مدرسہ کی
مدرسہ کے روپئے سے کرتے تو بھی جائز نہ ہوتا کہ تجارت میں نفع ونقصان سود وزیان دونوں کا احتمال یکساں
ہیں مدرسہ کے روپئے سے تجارت کا کوئی حق نہیں خصوصا اس صورت میں جب کہ واقف کی شرط کے
خلاف یہ تجارتی کاروائی ہو۔ ایک اس کی شرط کا خلاف یہ ناروا کام ناجائز وحرام لان شرط الواقف کنص الشارع
وجوب الاتباع والعمل بہ کما نصوا علیہ قاطبۃ دوسرے مدرسہ کی آمدنی کو معرض ہلاک میں ڈالنا اس

ر درمختار جلد ۴ صفحہ ۳۶۱ سے ۳۶۵ مطبوعہ مصر ۔ ت ردالمحتار جلد ۴ صفحہ ۳۶۲ مطبوعہ مصر ۔ ث ایضا جلد دوم صفحہ ۳۱۵ مطبوعہ کوئٹہ

صورت میں جب کہ نقصان ہو تو جتنا نقصان ہوگا اس کا ماوان ان کے ذمہ لازم ہوگا دو روپیہ سیکڑا گئے یا چار یا دس یا بیس جو گھٹے جو گھٹی ہوگی اس کی اداان کے ذمہ لازم ہوگی اور اگر چندوں کا روپیہ ہے تو اس صورت کا حکم بھی تقریر بالا سے ظاہر۔

وقال شیخنا وملاذنا واستاذنا الاجد وسیدنا الوالد العلامۃ رحمہ اللہ تعالیٰ وقدس سرہ وقدس سرہ باسرار الشریعۃ فی فتاواہ المنیفۃ العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ۔ "چندہ کے روپے چندہ دینے والوں کی ملک پر رہتے ہیں ان سے اجازت لی جائے جو جائز بات وہ بتائیں اس پر عمل کیا جائے دبیان المسئلۃ وتحقیقہا فی کتاب الوقف من فتاوانا ایسی کمپنی میں جو سود کا لین دین کرتی ہو شامل کرکے بڑھانا حرام ہے اگرچہ چندہ دہندہ اجازت دیں فلیس لاحد ان یعمل ما حرم اللہ وقال فی جواب السوال الآخر" تو وقف میں شرط واقف مثل نص شارع واجب الاتباع ہوتی ہے اس میں بلا شرط واقف یا اجازت خاص شرعیہ کوئی تغیر تبدل جائز نہیں۔ مدرسہ کے مال سے مسجد کا قرض نہیں ادا کیا جاسکتا جو ادا کرے گا ماوان اس پر ہے" وقال فی موضع آخر فی جواب ھذا السوال مسجد کا جو پیسہ بچتا ہے اسے کسی منفعت پر خرید و فروخت تجارت کرسکتے ہیں؟ مسجد کے جمع مال افراد کے لئے الجواب تجارت میں نفع و نقصان دونوں کا احتمال ہے اور اکثر کوئی میں امین و خائن دونوں طرح کے ہوتے ہیں اور مال وقف میں شرط واقف سے زیادت کی اجازت نہیں الخ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) اس صورت میں جب کہ وہ زیادت سود ہو اگر خاص اس سودی روپیہ سے تنخواہیں دی جائیں تو کسی کو اس خاص زر حرام کا لینا جائز نہیں نہ مدرس نہ کسی اجیر کو نہ کسی مسلمان کو، وہ مال حرام لینا حلال نہیں اور اگر کوئی اس سے تنخواہ کر دیا جاتا ہے وہ سودی روپیہ علیحدہ نہیں رکھا جاتا تو امام اعظم کے نزدیک اخذ جائز ہے مگر مکروہ اور صاحبین کے نزدیک اب بھی ناجائز۔ ایسی صورت میں اگر تنخواہیں پاک روپے فرض لے کر ادا کی جائیں تو مدرسین از شامت حرام یا مکروہ سے محفوظ رہیں گے فتاوی خانیہ میں ہے ان کان السلطان خلط الحلال الحرام وبعضھا ببعض فانہ لا بأس بہ وان دفع من الغصبۃ من غیر خلط لم یجز اخذہ وقال الفقیہ ابو اللیث ھذا الجواب یستقیم علی قول ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لان عندہ اذا غصب الدراھم من قوم وخلطھا بعضھا ببعض یملکھا الغاصب اما علی قول ابی یوسف ومحمد فانہ لا یملکھا وتکون علی ملک صاحبھا واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) اگر صورت سود کی ہے اور اس رجسٹر میں سود کا حساب بھی لکھا جاتا ہے تو مدرسہ میں سود کے کاتب

ل فتاوی رضویہ جلد ۶ صفحہ ۴۰۸

حواسب وشاہد سب پر لعنت فرمائی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ جسے حساب نہیں زر مدرسہ مقصود ہوا اور اس میں سود کا حساب بھی صحیح ہے تو زر مدرسہ کی حساب نہیں میں حرج نہیں وانما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ ما نوی سود کا حساب اس کا مقصود نہیں جیسے کوئی مدرسہ یا مسجد جائے اور راہ میں کوئی منکر پائے جب تک اس منکر کی طرف بالقصد ملتفت نہ ہوگا اس پر کوئی الزام نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) مدرسہ یا کسی دینی کام میں زر حرام کا صرف حرام اور اس پر امید ثواب حرام بر حرام ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) اس کا جواب بھی اوپر کے جواب سے واضح دو آنے چار آنے اور دو روپے چار روپے اور ماہوار و سالانہ اور روزانہ سے حکم نہیں بدلتا ان پر مطالبہ باقساط لینے سے سود نہیں ہوجاتا جیسی صورت ہوگی ویسا حکم ہوگا اگر سود کی صورت ہے اور جب قوم مدرسہ سے قرض لے کر نفع دیتی ہے تو یہی صورت ہے تو ہاں ہے یہ ہے یا آنہ روپیہ روزانہ سے یا ماہانہ یا سالانہ حرام حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) جب تک اصل ادا نہ ہو ہر سال ہر ایک روپیہ پر جو ایک پیسہ نفع لیا جائے سود ہے دس کا نوٹ ساڑھے بارہ یا سولہ روپے حلال کما نص علیہ جواز بیع قطعۃ الکافذ الذی فی نفع القلوس قرضوں بیچے جاتے ہیں ہر ایک سے ایک پیسہ زائد نفع لیا وہ سود ہوگا باقساط لے یا یکمشت جس قدر کو بیچا ہے اتنے ہی لے خواہ یکمشت یا باقساط سب حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۷) نوٹ کی جو قیمت لینے والے پر رہی اس میں اگر اس کی کوئی شے مستغرق کرے کہ اگر وہ اس کا مطالبہ ادا کرے تو اس شے سے وصول کیا جاسکے اس میں حرج نہیں جب کہ اس شے سے یہ کچھ استغناء نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۸) سود حرام قطعی ہے نہ مسلمان سے لینا حلال نہ کافر سے نہ ذمی سے نہ حربی سے۔ سود ہونے کے لئے مال معصوم درکار ہے جس کا مال معصوم ہو اس سے زائد لینا سود ہوگا کہیں لے اور جس کا مال معصوم نہیں اس سے جو کچھ لے وہ حرام و سود نہیں ہاں نقد بر عہدی نہ کرے کہ حرام ہے۔ یہ حکومت جو نفع دیتی ہے وہ درحقیقت سود ہی نہیں یوں ہی یہاں کے اور کفار کہ سب حربی ہی ہیں وانما الربوا فی دارنا۔ سود کچھ کرلینا گناہ ہے مگر جو شے بیچے جانے کے سود ہے لی وہ سود نہیں بکری کو سور سمجھ کر کھانا گناہ مگر جو کھالیا اور نہیں بکری ہی تھا قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انما الربوا فی النسیئۃ۔ وانما الربوا فی دارنا۔ دارالحرب کی قید اتفاقی ہے احترازی

سلمہ بخاری جلد ۱ صلہ ۲ نیل الاوطار جلد ۵ صفحہ ۲۱۳ باب الکفالۃ صفحہ ۲۱۵ باب الرہن

نہیں کہ دارالحرب دارالاسلام کی کوئی تخصیص نہیں مفتی دارالحرب "بسبب واقع ارشاد ہوا کہ اس زمان برکت نشان میں کوئی ایسی صورت ہی نہ تھی کہ دارالاسلام ہو اور کفار حربی اصل علت وہی عدم عصمت ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ ایک شخص کے پاس تیس روپیہ ہیں کچھ ان میں سے ڈاک خانہ سرکاری میں بغرض..... سود جمع کردیے ہیں اور خود ایک آنہ روپیہ کا سود ہندو اور مسلمان سب سے لیتا ہے اور نوٹ لیتا ہے اور نوٹ دیتا ہے اور کبھی نوٹ دیتا ہے اور روپیہ لیتا ہے اور یہ سند لاتا ہے کہ جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب نے جائز رکھا ہے اگر جائز ہے تو فرمان باری تعالیٰ کا کیا مطلب ہے اور کیا معنی ہیں قولہ تعالیٰ احل اللہ البیع و حرم الربوا لہٰذا اس مسئلہ کو جلد از جلد حل کرنے کے جواب سے مشرف فرمائیے تمام لوگ اس میں منتظر ہیں آپ عنداللہ ماجور ہوں گے اور ایسے شخص سے اہل محلہ و بستی کو کیا کرنا چاہئے اور بین نقطے آداب مسجد روانہ فرمائیے اور اس کے اندر ایک ٹکٹ رکھ دیا گیا مکرر یہ کہ دارالحرب میں سود کس سے لینا جائز ہے ہندو و مسلمان دونوں میں ہو دنیا میں دارالحرب کون کون جگہ ہے اس کی بھی تشریح فرمادیجئے۔ پتہ یہ ہے۔ شہر پیلی بھیت محلہ شیر محمد متصل مارکیٹ مولوی عبدالرب صاحب۔

الجواب۔ سود نص قطعی قرآنی حرام ہے قال تعالیٰ وحرم الربوا کسی سے حلال نہیں اور کہیں حلال نہیں نہ مسلم سے نہ کافر سے نہ دارالاسلام میں نہ دارالحرب میں جو سود نہیں وہ کسی سے حرام نہیں کہیں حرام نہیں خنزیر دارالاسلام میں ہی حرام نہیں کہ دارالحرب میں جاکر اس کا کھانا جائز ہو دارالاسلام میں اگر حرام ہو جائے بوجہ بکری جب حلال ہے تو اس کا گوشت اگر سؤر کا بچہ سمجھ کر کھائے تو حرام گوشت نہ کھائے گا حلال ہی ہاں حرام سمجھ کر کھائے گا گناہ ہوگا بیہ بات اور ہے۔ گورنمنٹ سے جو روپیہ زائد ملتا ہے سود نہیں کہ سود ہونے کے لئے مال معصوم ہونا ضروری ہے۔ ومال الحربی لیس بمعصوم جب گورنمنٹ ایک رقم اپنی رضا سے خود زاید دیتی ہے اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں کہ وہ سود نہیں مگر سود سمجھ کر لینا ضرور گناہ ہوگا اس سمجھنے سے وہ سود نہ ہو جائے گا جو زاید مال اخذ کیا مال حلال ہے مگر حرام سمجھ کر لیا اس کا گناہ ہوا اگر اسے سود جانتا ہے اور لیتا ہے تو گنہگار ہے زکوٰۃ نہیں دیتا سخت شدید گناہ کا مرتکب فرض کا تارک مستحق عذاب شدید ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ اس پر فرض ہے کہ توبہ کرے اور حساب کرکے جس قدر زکوٰۃ کا روپیہ اب تک اس پر دینا فرض ہو چکا ہے سب دے اور اگر اس وقت سب ادا کرنے پر قدرت نہ رکھتا ہو تو بتدا ادا کرکے ادا کرے باقی پھر سب مقدرت ادا کرے ہے اور جو نیا واجب ہوتا جائے اسے بھی۔ زکوٰۃ نہ دینے والوں کے متعلق قرآن کا ارشاد ہے الذین لا یؤتون[1]

---

[1] سورہ حٰمٓ سجدہ آیت ۷ [2] سورہ توبہ آیت ۳۴

الذهب والفضة ولا ينفقونها في سبيل الله فبشرهم بعذاب اليم يوم يحمى عليها في نار جهنم فتكوى بها جباههم وجنوبهم وظهورهم هذا ما كنزتم لانفسكم فذوقوا ما كنتم تكنزون۔ جلالین میں ہے ای لایؤدون منها الزکاۃ والخبر واللہ تعالیٰ اعلم۔

قرض دے کر اس پر نفع لینا سود ہے قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کل قرض جر منفعۃ فھو ربا چاہے نوٹ دے کر روپیہ یا روپیہ دے کر نوٹ وہ اس کے جواز کا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر افترا کرتا ہے ہرگز نہیں آپ نے اس کے جواز کا فتویٰ نہ دیا ان کے فتاوی میں ایک دو نہیں بہت سے ایسے ملیں گے جس میں یہی فرمایا کہ قرض پر نفع لینا حرام اور سود ہے دس کا نوٹ بارہ یا کم و بیش کو بیچنا اسے حلال بتایا ہے کہ حدیث میں ہے اذا اختلف الجنسان فبیعوا کیف شئتم میرے صاحب فتح القدیر رحمہما اللہ کے ارشاد سے اس کا ثبوت پیش فرمایا ہے کہ انھوں نے تصریح کی کہ نوباع قطعۃ کاغذۃ بالف مجازا کما قالوا نوبع کو حلال فرمایا ہے نہ کہ سکے جیسے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہٗ نے ہنڈوی میں روپے سے بیچنے کو جو جیلہ جواز بتایا اس میں بتایا کہ "دو کم صد روپیہ لیا ہو کہ بعد دو روپیہ یا فلوس بکنا نیز در عوض دوازدہ روپیہ فروخت نماید کہ بسبب غیر متعین بودن فلوس دو روپیہ حلال می شود الخ واللہ تعالیٰ اعلم۔ سود کسی سے لینا جائز نہیں حربی کافر سے وہ معاملہ ہو یا مسلم و مسلم یا مسلم و کافر ذمی سود ہر جا حرام ہے سود نہیں، قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا ربا بین المسلم والحربی فی دار الحرب اور اس کی علت وہی عدم عصمت دار الحرب وہ جگہ جہاں کبھی مسلمانوں کا تسلط نہ ہوا یا پناہ بخدا تسلط ہو کر برباد اور وہاں بتغلبہ کفار شعار اسلام قطعاً مسدود ہو گئے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از مراد آباد محلہ بانس والی مرسلہ حاجی خادم محمد عطا محمد صاحب ۱۱ شوال ۱۳۵۲ھ

بخدمت شریف منبع فضل و کرم مشعل انوار ہدایت خواص دریائے معانی جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا دام ظلکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مزاج شریف بہت مدت کے بعد حضور کا خط آیا ہے الحمد للہ جواب سے تسکین ہوئی یہ مسئلہ اگر تک میری سمجھ میں نہ آتا تھا حضور نے پورے طور پر واضح کر دیا بتا دیا اس مسئلہ کے متعلق ایک ضروری بات دریافت طلب اور پیدا ہو گئی ہے وہ یہ ہے کہ ہندو مال ہم سے سودی روپیہ مانگتے ہیں روپیہ دو ڈیڑھ روپیہ سیکڑہ پر اور ہم ان سے کہتے ہیں کہ ہم تم کو سود پر روپیہ دادہ سود پر روپیہ ایک روپیہ ڈیڑھ روپیہ فیصدی منافع پر دیتے ہیں کیوں کہ اعلیٰ حضرت کے خط میں لکھا ہوا تھا پھر بھی جس طرح بڑے کام سے بچنا ضروری ہے بڑے نام سے بھی بچنا مناسب ہے الخ، مگر جب کہ یہ لوگوں سے دریافت کیا جاتا ہے کہ وہ کہتے

۱؎ فتاوی رضویہ جلد ۱۰ ص ۳۲ مطبوعہ رضویہ ۲؎ فتح القدیر باب الصرف ج ۵ ص ۲۱۵ ۳؎ ہدایہ ۳ ص ۳۸ ۴؎ ابن ماجہ ص ۱۶۷

مجلس کاغذ میں لفظ میں سو ایک روپیہ سیکڑہ یا دو روپیہ سیکڑہ نہ لکھا جائے گا تب تک یہ کاغذ لکھا ہوا جائز نہ ہوگا اور اس کی مدیون پر ڈگری مع سود نہیں کرا سکتے ہو ہاں خالی روپیہ کی ڈگری ہوگی کیونکہ نقد روپیہ یا نوٹ پر سرکار منافع نہیں دیتی اور سود دیتی ہے منافع وغیرہ کچھ نہیں ملے گا اگر ہندوؤں سے کاغذ میں لفظ سود لکھا گے تو سود مع حق وغیرہ وصول کر سکتے ہو ورنہ نہیں عالیجاہا اس پر کیا کیا جائے ہم تو دل میں اسی لفظ سود کو برا سمجھتے ہیں اور ہندو بھی کہتے ہیں کہ ہم پیچھے اسی طرح سے کاغذ لکھ کر دیتے آئے ہیں اگر وہ اپنی غرض کی خاطر وہی ہمارا کہا منظور کرے تو وہ کاغذ کورٹ میں منظور نہیں ہوتا امید ہے کہ حضور اس لفظ کی بابت بھی شرح کر دیں گے۔

دوسرے سوال کے جواب میں لکھا اس روپیہ کی بیع بعوض تیرہ پنج روپیہ کے کرایہ کے جس میں آپ نے سفید کی اکنیاں دونیاں چونیاں یا پیسے سرخ ثامنہ کے پانچ چھ ماہ کی میعاد پر کسی مسلمان یا ہندو سے جائز ہے یا نہ اور اس سے روزانہ آمد آنہ یا جو یہ مقرر کر لے سکتا ہے اس کا جواب حضور نے یہ لکھا تھا نہ معلوم کہ حضور کو ایک لفظ پر غلطی ہو گئی یا وہ درست ہے اس لفظ پر نشان چرکھڑی کا ہے جواب یہ ہے جائز ہے۔ قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اختلف الجنسان فبیعوا کیف شئتم فتاوی عزیزیہ میں حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں "دو روپیہ را فلوس بکنا مدد عرض دوازدہ روپیہ فروخت نمایند بسبب غیر نقد بودن فلوس حلال می شود عقد عرض بیع است اس کی کوئی میعاد مقرر کرنا اسقاط پر ثمن لینا سب حلال ہے اسے سود کہنے میں کوئی دخل نہیں واللہ تعالیٰ اعلم یہ لفظ اسقاط ہے تو میعاد مقرر نا جائز ہوگی اور اگر کچھ اور ہے تو اس کی تشریح کر دی جائے۔

سوال ۳ نوٹ کا منافع پر قرض بیچنا اور اس کے عوض روپیہ لینا چاہئے یا کرایہ اور اس کو ایک میعاد معین تک بیچ سکتا ہے یا نہ اور اس سے روزانہ روپیہ یا دو روپیہ جو اس سے مقرر کر لے سکتا ہے یا نہ اور اگر سو روپیہ کا نوٹ دس روپیہ منافع پر قرض دس ماہ کی مدت پر بیچے اور دس روپیہ کا نوٹ اسی وقت دس نوٹوں میں سے رکھ لے اور نو نوٹ لے جائے تیری طرف سو روپیہ ہوا اور مجھ کو اقساط پر ماہ بماہ دس روپیہ دیے جا اور اس نے بورگزنے کل میعاد کے دس نوٹ دیے یا پانچ نوٹ دیے اور پچاس روپیہ دیے یہ بیع درست ہوگی یا نہ اور کیا یہ بیع قرض پر کسی مسلمان سے بھی کر سکتا ہے یا نہ پہلے جو خط حضور کی طرف لکھا تھا اس کا جواب کے دیر ہونے پر میں نے ایک خط مولوی انور شاہ صاحب کو لکھا تھا اس خط کے جواب کے دس پندرہ یوم کے بعد وہ فوت ہو گئے تھے اور ایک خط مدرسہ امینیہ دہلی بھی لکھا تھا دونوں کا جواب حضور کو مع سوال لکھنا ہوں

وہی سوال جو اعلیٰ حضرت کو جس نے لکھا تھا اس کا جواب حضور نے مجھ کو لکھا ہے میں نے ذرا لفظی تبدیلی کر ان صاحبوں کو لکھے تھے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدا تعالیٰ ان کو جنت میں درجہ مقربین کا عطا فرمائے لفظ سود سے بچنے کی کوشش فرماتے ہیں اور جو ان صاحبوں نے لکھا ملاحظہ ہو جو سوال میں نے مولوی انور شاہ صاحب کو لکھا

سوال ۱ کیا پچاس روپیہ کی بیع بعوض ترونجہ روپیہ کے کریانہ کے جس میں اسی روپیہ کی چیزیاں دونیاں اکنیاں اور پیسے سوائے چاندی کے کریانہ کے ہوں ایک مدت معین تک کسی مسلمان یا ہندو سے جائز ہے۔

سوال ۲ جب کہ سود مطلقاً حرام ہے تو اس ملک میں اب تک میں روپیہ کھے ہوئے پر یا کسی ہندو ساہوکار کو روپیہ دیئے ہوئے پر منافع لینا کیسا ہے جب کہ منافع کی بھی ایک رقم کثیر ہو۔ جو جواب اس کا مولوی انور شاہ صاحب نے بھیجا تھا ملاحظہ ہو۔

جواب سوال ۱ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پہلا خط مجھے نہیں ملا دوسرے کا جواب اپنے لفظوں میں دوسرے کے قلم سے لکھوا رہا ہوں اگر ایک جنس کا دوسری جنس سے معاوضہ ہے تو وہ سود نہیں ہم جنس ہونا سود میں شرط ہے چاندی سونے اور اکنیوں کا کریانہ کے ساتھ معاوضہ جائز ہے کمی بیشی کا لحاظ نہیں ہم جنس نہ ہوں۔

جواب سوال ۲ جس ملک میں عمل داری مسلمانوں کی نہ ہو اور فیصلہ مقدمات کا شریعت پر نہ ہو اس ملک کو حنفی مذہب میں دار الحرب کہتے ہیں اور یہ دار الحرب قانون شریعت سے امام ابو حنیفہ کے نزدیک خارج ہے دار الحرب میں مسلم اگر غیر مسلم سے سود لے تو حنفی مذہب میں جائز ہے۔ امام احمد سے بھی ایک روایت جواز کی آئی ہے اور ائمہ نے جائز کہتے ہیں منشا اختلاف یہ ہے اور ائمہ یہ فرماتے ہیں کہ عام قانون قرآنی مسلمانوں پر ہر جگہ حاوی ہے اور امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں جب اسلامی حکومت نہیں ہے تو قانون چلا نہیں سکتے ان کے نزدیک دار الحرب ایسا ہے کہ جیسے سلطنت کے باہر غیر مختار کوئی علاقہ ہو اس بحث کا فیصلہ ہم جیسوں کے بس میں نہیں۔

لوگوں سے کہتے ہیں کہ ملک میں سے سود لے لو اور غریبوں پر صدقہ کر دو تاکہ پل اور پلوں کے مشن میں خرچ نہ ہو۔ والسلام

احقر محمد انور شاہ کشمیری عفا اللہ عنہ

دہلی میں جو سوال بھیجے تھے انہیں اوپر کے دو سوالوں میں ایک میں مدت معین کی جگہ پانچ چھ ماہ کی مدت معین تھی اور دوسرے سوال کی عبارت یہ تھی جب کہ سود مطلقاً حرام ہے تو اس ملک میں ایک میں لکھے

ہوئے پر یا کسی حربی کافر کو روپیہ دیے ہوئے پر منافع لینا کیسا ہے جب کہ منافع کی ایک رقم کثیر ہے اور بینک نصاریٰ میں کوئی مسلمان حصہ دار ہے تو ان کا کیا حکم ہے۔

جواب سوال ۱ از دہلی: فلوس اور گلٹ کی اکنیاں اور روپیاں وغیرہ اگر روپیوں کے معاوضہ میں خریدی جائیں تو کمی بیشی سود میں داخل نہیں پانچ چھ ماہ کی مدت تو بہت ہے ایک گھنٹہ کا ادھار بھی کیا جائے گا تو یہ بیع ناجائز ہوگی بشرطیکہ تقابض احد الجانبین کا موجود ہو جائے اگر دونوں جانب سے تقابض نہ ہوگا تو معاملہ ناجائز ہوگا والمختار فتاویٰ شامی میں لکھا ہے کما فی البزازیہ الواشتری مائۃ فلس بدراھم یکفی التقابض ولو من احد الجانبین قال ومثلہ مالو باع فضۃ او ذھبا بفلوس نکمافی البحر عن المحیط فقط واللہ اعلم حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔

جواب سوال ۲ ہند کے علاقہ میں سود کا لینا مطلق ناجائز ہے ہندو سے ہو خواہ مسلم سے ہو خواہ حربی سے ہو مگر غیر مسلم کی بینک میں سود کی رقم چھوڑنی نہیں چاہئے بلکہ ان سے لے کر ایسے محتاجوں پر صرف کرنی چاہئے کہ جن کا ذریعہ بظاہر کچھ بھی نہ ہو اور ظن غالب یہ بات ثابت ہو اگر یہ سال محتاج نہیں کھائیں گے تو ان کی جان تلف ہوگی فقط واللہ اعلم حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی عفی عنہ یہ صاحب سب سے کڑی شرطوں پر لیتے ہیں اور حربی کافر تک نہیں مانتے اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ بینک میں سود کی رقم چھوڑنی نہیں چاہئے شاید نام چن کر رکھا ہے اس لئے کہ سرسلون کے پیاسے ہیں اور پھر ایسے آدمی ڈھونڈھو جو مرنے والے ہوں بھوک کے باعث تاکہ یہ حرام مال انھیں دیں ایسا حرام مال کون لے گا ایسے مرنے والے اوّل تو تلاش سے ملیں گے نہیں اور اگر ان کو کہا جائے کہ یہ مال حرام ہے تو وہ لیں گے نہیں اور موت کو بہتر سمجھیں گے بریں عقل و دانش بباید گریست فقط حاجی غلام محمد امرتسر دروازہ ہاتھی۔

الجواب۔ مکرمنا محترم زید کرمہم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جواب بہت تاخیر سے بھیج رہا ہوں تکلیف انتظار کی معافی کا خواستگار ہوں دوسرا عنایت نامہ جب آیا ہے میں مکان میں موجود نہ تھا ۱۵ رمضان المبارک کو جب مکان واپس آیا تو ملا۔ وہ بھائی صاحب سے متعلق تھا انھیں بھیج دیا اور جواب کے لئے بتاکید کہلا بھیجا غالباً اس تشویش کی ترکیب انھوں نے لکھ بھیجی ہوگی کل انشاء اللہ تعالیٰ پھر ان سے دریافت کرلوں گا والسلام

سوال میں جو لفظ قلم زد کر دیے ہیں ان سے رجوع فرمائیے اور آئندہ احتیاط رکھئے۔ جب وہ سامنے

کافر حربی سے کیا گیا شرعاً سود نہیں تو اسے کافر ذمی کچہری کے کہنے سے حقیقۃً سود نہیں ہو سکتا تو کاغذ میں اگر وہ کافر اسے سود لکھے کچہری اسے سود کہہ کر ڈگری دے اس سے وہ حلال حرام نہ ہو جائے گا یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی بکری کا گوشت دے اور کہے لو سؤر کھا لو تو اگرچہ مسلمان جانتا ہے کہ وہ گوشت بکری کا ہے اور حلال طیب ہے مگر نام لے کر کہا گیا ہے اس نام سے کراہت کرتا ہے یونہی سود کا نام مکروہ ہے اور اس سے جہاں تک بچنے کی کوشش ہو سکے کی جائے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے الفاظ شریفہ یہی ہیں کہ برے نام سے بچنا مناسب مسلمان کا رویہ اگر سوا اس کے نہیں ملتا ہے اور کافر کے پاس رہا جاتا ہے تو یہاں اس نام کی کراہت سے کہیں زیادہ اشد ہے لہٰذا وہاں مطالبہ کافر سے وصول کرلے اور اس نام کی کراہت کا لحاظ نہ کرے یہاں تو کچھ ایسا ابتلا بھی نہیں جہاں واقعی دو بلاؤں میں معاذ اللہ ابتلا ہو رہا ہے رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واٰلہ واصحابہ اجمعین کی شریعت نے اختیار اٰہون کا امر فرمایا ہے کہ شئت اقتل بدیک تین فلیختر اھونھما۔

رہا یہ معاملہ کرنا تو اگر موقع ایسا ہو کہ تہمت کا اندیشہ نہیں کہ عوام مسلمین کو اس معاملہ کی خبر ہی نہ ہو گی یا ہو گی مگر وہ مسئلہ سے واقف کر دیے گئے ہیں تو کچھ بھی حرج نہیں کہ برے نام سے انھیں کی خاطر بچنا تھا کہ انھیں نفرت ہوا گر موقع موضع تہمت و نفرت ہو تو یہ بچنا ہے حدیث میں فرمایا اتقوا مواقع التھم اور فرمایا ادوا الخیط والمخیط حربی کا مال معصوم نہیں اور وہ مسلمان کے ہاتھ جس طرح بھی آئے مال مباح ہی ہے ہاں میں فرمایا انی اخاف علیہ ان اخذ شیئا فاقول اعطانیہ اگر اس کا لحاظ کرنا پائے کہ اپنی جان کی ہلاکت اپنی عزت کی ہتک نہ ہو قال تعالیٰ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ عزت و آبرو گنوا کر کچھ مال حاصل کرنا عاقل کا کام نہیں اگر کوئی یوں بھی حاصل کرے گا تو وہ مال مباح ہو گا حرام نہ ہو گا واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۲ وہ لفظ استقاط نہیں اقساط ہے سبق قلم کاتب سے استقاط لکھا گیا تصحیح کے وقت اس پر مصحح نے چرپارہ اس لئے بنا دیا تھا کہ اسے سمجھ کر اقساط بنا دے گا مگر پھر خیال نہ رہا چرپارہ برائے یادداشت بنا گیا تھا جیسے فتاوٰی شاہ عبدالعزیز صاحب میں بعد ان ھذا ما تلقن فی قولہ مرجح الاموات کی بجائے سبق قلم کاتب سے بعد ان ھذا ما تلقن الخ واقع ہوا تین قسطوں پر لے اسے سود کہنے میں کوئی دخل نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۳ کا جواب اوپر کے جواب سے واضح ہے کہ لفظ استقاط لفظ اقساط لکھا گیا ہے صحیح اقساط ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۴ نوٹ کا اگر عرض بیع ہونا اور ثمن ٹھہرا روپیہ خواہ کرنسی نوٹ ایک ساتھ یا اقساط سب حلال ہے۔

لے الجواہر والدرر ص ۹۸ مطبوعہ حیدرآباد

لہ ہدایہ اخیرین ص ۶۶ باب سود و بیوع فاسدہ ۱۲

۵ یہ بھی جائز ہے کچھ حرج نہیں نوٹ کم یا زیادہ کو شرعاً مسلمان کے ہاتھ بھی نقد یا قرض ہر طرح بیچ سکتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

۶ وہابیوں سے مسائل پوچھنا حرام ہے پہلے حنفی مذہب میں بعض جگہ سود کی حلت بتائی والعیاذ باللہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سود حرام قطعی جو ہر گز کہیں مسلمان کے نزدیک حلال نہیں جسے اللہ عزوجل نے مطلقاً حرام فرمایا کہ ارشاد فرمایا حرم الربا کون کہیں حلال کہہ سکتا ہے؟ حنفی مذہب پر یہ کھلا افترا ہے سود کو حلال بتانا کہ اللہ کے حرام قطعی کو حلال کہہ کر کوئی مسلمان بھی رہ سکتا ہے؟ حنفی شافعی مالکی حنبلی تو بعد کو ہوگا۔ حنفی مذہب تو مذہب کوئی ایک شخص حنفی کہہ کر حنفی کیسا؟ مسلمان نہیں رہ سکتا کیسا شدید افترا ہے جس سے مذہب مہذب حنفی ہی باطل ٹھہرا پر لطف یہ کہ ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر مسلم کا غیر مسلم سے قرض پر نفع لینا (جسے سود کہا) عند الحنفیہ جائز بتا کر کہا جاتا ہے کہ لے لے اور اپنے مضرت میں نہ لائے غربا کو دے دے۔ جب اس کا اخذ جائز ہے تو اپنے اوپر اس کا صرف کس نے حرام کر دیا باوجود دعوی حنفیت حنفیہ کے مسلک سے الگ جا رہے ہیں وہ حلال ہے کہ حنفیہ تو حلال کہتے ہیں اور ائمہ حرام کہتے ہیں چونکہ اس بحث کا فیصلہ ہم جیسوں کے بس میں نہیں لہٰذا من وجہ حلال اور من وجہ حرام کی راہ چلتے ہیں اسے سود مان کر اس کا اخذ جائز ٹھہراتے ہیں والعیاذ باللہ۔

جب وہ سود ہے تو اس کا اخذ کیسے جائز ہوا؟ شراب اپنے پینے کے لئے نہ لے دوسروں کے پلانے کے لئے لے تو ان کے نزدیک جائز مگر جب کہ مفت ملے کوئی کافر کسی مسلمان کو شراب دے تو ان کے نزدیک اس کو چھوڑنا نہیں چاہیے لے لے خود نہ پئے ان غریب مسلمانوں کو پلا دے جو کافروں کی بھٹی سے خرید کر پیتے ہیں اور اپنا پیسہ کافروں کے حوالہ کرتے ہیں یا یوں کہئے کہ ایسی بھٹی سے خریدتے ہوں جس کا روپیہ کسی شن کے لئے ہو ہاشن ہی کی تجارتی دوکان شراب سے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم دوسرے نے پہلے سوال کا جواب بھی غلط دیا کہ ایک گھنٹہ کا ادھار بھی کیا جائے گا تو بیع ناجائز ہوگی اسے بیع صرف سمجھا حالانکہ یہ بیع صرف نہیں تمام شایعہ کہ اپنی مخالف عبارت اپنے موافق سمجھ کر نقل کر ڈالی اور اپنے منہ بھی اپنے خلاف بولا کہ بشرطیکہ تقابض احد الجانبین کا موجود ہو جائے سمجھ کا یہ حال مگر فتوی لکھنا ضرور ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

دوسرے کا جواب بھی محض بیہودہ ہے اور اس پر بھی وہی مواخذات ہیں جو پہلے شخص کے

جواب پر بلکہ اس سے زائد آپ نے جو اس پر تنقید کی ہے وہ بھی صحیح ہے ایسوں سے فتویٰ لینا حرام حرام ہے خصوصاً ایسی حالت میں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل مندرجہ ذیل میں۔

(۱) سناتنی یا آریہ دھرم والا اگر کسی مسلمان سے کچھ قرض لینا چاہے کچھ عرصہ کے لئے اور وہ اس کے بارہ میں برآمادہ ہو تو مسلمان اس کے بارہ لے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ ہر کافر حربی سناتنی یا آریہ عیسائی ہو یا ملحد مادی مجوسی ہو یا یہودی نصرانی کوئی ہو اس سے وہ معاملہ جو مسلمان و مسلم یا مسلم ذمی سود نہ ہو سکتا ہے سود نہیں کہ مال حربی معصوم نہیں وانما الربوا الا بحربی الخ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال (۲) روافض اور وہابی دیوبندی ہیں پر علمائے عرب وعجم نے ان کے اقوال کفریہ کی بنا پر کفر وارتداد کا فتویٰ دیا ہے اگر کچھ قرضہ لینا چاہیں تو ان کو بھی کسی منافع پر قرضہ دے سکتا ہے یا نہیں اور یہ نفع لینا جائز ہوگا یا ناجائز؟

الجواب۔ مرتد سے کوئی معاملت جائز نہیں مرتد کے لئے شرعاً نہیں مگر اسلام ورنہ سیف، اس کا نہیں اس کا وہ مال جو حالت اسلام کا ہے وہ اس کے مسلم ورثہ کا ہے اور زمانہ ردت کا مکسوبہ بیت المال کا ہے فی المسلمین ہے جس مرتد کے ورثہ مسلم ہوں اس میں یہ دیکھنا ہوگا کہ اس کے پاس زمانہ اسلام کا مال ہے یا نہیں اگر نہیں تو اس سے اگر اس حیلہ سے اخذ کیا جا سکے تو سود نہ ہونا چاہیے اور اگر ہو تو احتراز چاہیے اگر جب کہ معلوم ہو کہ جو زیادہ ہے وہ زمانہ ردت کے کسب سے ہے ملتقی الابحر وشرح الابحر میں ہے کسب بلاشبہ لو ارتد المسلم فقتل او لحق فمات او کسب ارتد فی المسلمین فیوضع فی بیت المال عند الامام وعندنا یقضی دین ورثتہ من کسبہ۔ مجمع الانہر میں ہے کسبہ (ای الاسلام) حق الورثۃ بخلاف کسبہ فی الکفر اسی میں ہے ان المرتد اذا مات عصمۃ نفسہ بالردۃ فکذا عصمۃ مالہ لانہا تابعۃ للنفس هذا عندنا والحق عندنا فی واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال (۳) رافضی یا کوئی کافر کسی مسلمان کے پاس زمین یا کوئی چیز گروی رکھے تو مسلمان کسی نفع کی شرط پر رہن رکھ سکتا ہے یا نہیں اور وہ پیسہ نفع کا اس کے لئے حلال ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اس کا جواب نمبر ۲ سے ظاہر ہے واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۴: پوسٹ آفس وغیرہ کافروں کے بینکوں میں اگر کوئی مسلمان روپیہ جمع کرے نفع لینے کے خیال سے یا حفاظت کے خیال سے اور ان سے جو زیادتی ملتی ہو وہ لینا جائز و حلال ہے یا نہیں؟

الجواب: وہ سود نہیں حلال و طیب ہے ہدایہ وغیرہ میں فرمایا فی طریق الخفرۃ المسلم لھذہ مالا حلالا واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۵: زید کا یہ کہنا کہ مال معصوم میں جو زیادتی لی جائے وہ سود ہے اور مال معصوم مسلمان کا مال ہے صحیح ہے یا غلط نیز مال مباح کی زیادتی کو سود نہیں بتاتا اور مال مباح کافروں کے مال کو کہتا ہے۔ آیا یہ کہنا بھی اس کا صحیح ہے یا غلط؟

الجواب: ہر کافر کا مال مباح نہیں ہر غیر مسلم کا مال غیر معصوم نہیں کافر حربی کا مال غیر معصوم و مباح ہے ذمی کا نہیں وہ اس کا اور اس کا مال حکم مسلم و مال مسلم میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۶: ہندوستان میں جتنے فرقہ کافروں کے پائے جاتے ہیں وہ کافی حربی ہیں یا کچھ اور؟

الجواب: ہندوستان کی مسلم ریاستوں کے کفار جو شرعاً صحیح طور پر ذمی ہوں ذمی ہیں باقی سب حربی واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: از بدایوں مولوی محمد مدرسہ قادریہ مرسلہ قاضی محمد امین الدین خیری ۲۸ جمادی الآخرہ ۱۳۵۲ھ

ہادیٔ شریعت پیشوائے طریقت حامی دین و ملت ماحی شرک و بدعت حضرت مولانا مفتی مصطفیٰ رضا خاں صاحب دام ظلکم بعد ہدیۂ سلام مسنون معروض اس مسئلہ کی سخت ضرورت ہے لہٰذا عرض ہے کہ جہاں تک ممکن ہو دوسرے مسئلوں پر مقدم کریں عین نوازش ہوگی۔

سیونگ بینک میں روپیہ رکھ کر زیادہ لینا کیسا ہے یہ زیادتی سود ہے یا نہیں؟ روپیہ بینک میں رکھنا جائز ہے یا نہیں۔ روپیہ رکھنے والے یہ حیلہ کرتے ہیں کہ اگر میں سود لوں تو وہ سود عیسائیوں کے گرجے میں جمع ہوتا ہے اور اس روپیہ سے اس کی تعلیم کا انتظام ہوتا ہے یہ حیلہ صحیح و درست ہے یا نہیں ہندوستان کے کافر حربی ہیں یا کہ نہیں جواب مفصل و مدلل عنایت فرمائیں تاکہ کسی قسم کا شک و شبہ باقی نہ رہے بینوا توجروا

الجواب۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کا خط کل دوپہر کو ملا جمعہ تھا میں نے چاہا کہ بعد جمعہ فوراً جواب لکھ کر ڈاک کے وقت کے اندر ڈاک میں ڈال دوں مگر بعد جمعہ لوگ آئے اور سلسلہ ڈاک کے وقت جانے کے بعد بھی دیر تک رہا۔ ادھر عشاء کے آتے ہوئے استفتا کا جواب نقل کر رہا تھا شب کو اور پھر صبح کو اس

۔ ملہ ہدایہ آخرین ص۸۶

کی نقل سے فرصت کر کے اب دوپہر کو آپ کا جواب لکھنے بیٹھا ہوں۔ آپ کے فرمانے سے اسے سب پر مقدم کر دیا یہاں تک کہ بمبئی کے جواب کا مقابلہ و تصحیح بھی موخر کر دی گئی۔

ہندوستان کے کفار ضرور حربی ہیں ان کے حربی ہونے میں کیا شک ہے۔ یہاں نہ سلطان اسلام رہا نہ اس کا عہد ذمہ پھر یہاں کے کفار نے خود اپنے ہاتھوں طرح طرح اس عہد کو توڑا جو خود ہی ٹوٹ چکا تھا قدیمی گائے شعار اسلام پر کیا کچھ جھگڑے نہ اٹھائے گئے کاذبیحہ چاہنے والے مسلمانوں کو ظلم و ستم کی کند چھری سے جب موقع پایا ذبح کیا مٹی کا تیل ڈال کر جلایا پھونکا۔ دوسرے شعار اسلام مساجد پر بھی شور و شر فتنہ و فساد برپا کیا کئے تیسرے شعار اعظم اذان پر جگہ جگہ جھگڑے کئے۔ غرض طرح طرح مسلمانوں اور اسلام سے برسرپیکار ہوا کئے طرح طرح ظاہر کر دیا کہ مسلمان جہاں سے آئے ہیں وہاں چلے جائیں انھیں ہندوستان میں رہنے کا کوئی حق نہیں ہندوستان ہندوؤں کا ہے نہ سلطان باقی نہ عہد ذمہ و استیمان باقی نہ کفار اپنے اس عہد پر قائم بلکہ ان کی اسلام دشمنی مسلمانوں سے گہری عداوت ہر ہر موقع پر ہر ہر طریقہ پر ظاہر ہو چکی۔ اور وہ ہنوز مستامن و ذمی والعیاذ باللہ ان کے حربی ہونے میں ہرگز کوئی شبہہ نہیں ہو سکتا کسی عاقل کو اس میں تامل کا موقع نہیں۔

مسئلہ۔ از شہر بریلی معرفت حاجی احمد بخش صاحب رضوی سوداگر بانسکلاں بریلی ۲۰ جمادی الاولیٰ

زید نے ایک خاکروب کو کچھ روپیہ بابت خرید کے دس نیشکر قرض دیا جو کہ خاکروب ادا نہ کر سکا زید نے اس پر سود لگایا اور اس کل رقم کے عوض میں زید نے اس خاکروب سے ختیرے لئے اور ان کو دوسرے خاکروب کی سپرد گی میں دے دیے اور زید نے اس خاکروب سے باہمی یہ تصفیہ کر لیا کہ ختیر فروخت کر کے منافع نصف بہ نصف اعتماداً تقسیم ہو جائے گا۔

الجواب۔ اگر اس شخص نے خاکروب کے ختیر اپنے مطالبہ میں اس سے خرید لئے تو گناہ کیا اور وہ روپیہ جانا تھا اس پر تو لازم اور اگر خریدے نہیں مستقرض کو اس نے اس پر راضی کر لیا کہ سود تجھ کو اکر اپنے مطالبہ کا روپیہ لے لے یا وہ سود تجھ دے گیا کہ انھیں بیچ کر اپنا روپیہ لے لے اور اس نے دوسرے کافر کو بیچنے کو کہا تو یہ صورت بھی شدید کراہت سے خالی نہیں خاکروب سود تجھ دیتے یا دوسرے خاکروب کو وہ وکیل کر دے اور وہ بیچے اور اس کا مطالبہ دے دے تو اس میں حرج نہیں کافر حربی سے جو زیادہ لے وہ سود نہیں اسے سود سمجھنا غلطی ہے۔ ھذا ما عندی والعلم الحق عند ربی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از امرتسر بیرون دروازہ باغبانی متصل شفاخانہ حیوانات حاجی غلام محمد ٹال دانا۔

لہ اصل میں اتنا ہی نقل ہے آگے صفحہ سادہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ باقی جواب نقل کرنے سے رہ گیا۔

بخدمت شریف علامہ دوران مشعل انوار ہدایت جامع شریعت وطریقت غواص دریائے معانی حضرت مولانا دام ظلکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج شریف۔ "اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام" دیکھا جس میں ہندوستان دارالحرب نہیں دارالاسلام ہے اس کے بعد میں نے ایک خط اعلیٰ حضرت کا قلمی مولوی سید احمد صاحب ناظم حزب الاحناف کے پاس دیکھا جس میں کسی صاحب نے سوال کیا ہے وہ سوال مع جواب جو اعلیٰ حضرت کا لکھا ہوا ہے درج کرتا ہوں ازراہ بندہ نوازی امید ہے کہ حضور میری تسکین خاطر فرمادیں گے اگر جائز ہے تو ان بدمذہبوں حربی کافروں سے کیوں روپیہ منافع چھوڑا جائے مگر جواب کچھ ایسا پیچیدہ ہے جو ہمارے جیسے طالب علموں کی سمجھ میں نہیں آتا حضور ذرا وضاحت سے لکھئے گا

سوال یہ ہے۔ اس ملک میں اہل عہود سے سود لینا جائز ہے یا نہیں بعض کہتے ہیں کہ نصاریٰ سے یہود اہل کتاب ہونے کے بیان لینا درست ہے۔ جواب۔ سود مطلقاً حرام ہے قال اللہ تعالیٰ وحرم الربوا۔ ہاں جو مال غیر مسلم سے کہ نہ ذمی ہو نہ مستامن بغیر اپنی طرف سے کسی غدر و بدعہدی کے ملے اگرچہ عقود فاسدہ کے نام سے اسے اسی نیت سے نہ نیت ربوا وغیرہ محرمات سے لیا جائز ہے اگرچہ وہ دینے والا کچھ کہے یا سمجھے کہ اس کے لئے اس کی نیت معتبر ہے نہ دوسرے کی لکل امرئ ما نوی پھر بھی جس طرح برے کام سے بچنا ضروری ہے برے نام سے بھی بچنا مناسب ہے ایاک ما یسوء الاذن ان تمام احکام میں مشرک و مجوس و کتابی سب برابر ہیں جب کہ نہ ذمی و مستامن ہو نہ غدر کیا جاوے بلکہ یہی شرط کافی ہے کہ ان دونوں کو بھی ساوی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

دوسرا سوال۔ کیا پچاس روپیہ کی بیع بعوض تر و نجر روپیہ کے کرنا ہے جس میں تانبے سفید کی چونیاں دونیاں اکنیاں اور پیسے سرخ تانبے کے ہوں پانچ چھ ماہ کی میعاد پر کسی ہندو یا مسلمان سے جائز ہے اور اس سے روزانہ آٹھ آنہ یا جو یومیہ مقرر کرلے سکتا ہے یا نہیں؟

گزشتہ رمضان شریف میں میں نے تین چار خط مولانا احمد رضا خاں صاحب کی خدمت میں لکھے مگر جواب نہیں آیا پھر مولوی عبدالحفیظ نے حضور کا پتہ دیا کہ خطوط ان کے نام سے لکھو وہ جواب دیں گے بڑے صاحب گھر میں کم رہتے ہیں۔

الجواب۔ بے شک اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا مسلک یہی ہے کہ ہندوستان دارالاسلام ہے فقہا ھو الحق اور بے شک سود مطلقاً حرام ہے مسلم سے ہو یا ذمی یا حربی دنیا میں کسی سے دارالاسلام میں ہو۔ یا

لے فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۱۸۸ لہ سورۂ بقرہ آیت ۲۷۵ سے بخاری جلد اول صفحہ

دارالحرب میں کہیں ہو۔ قال تعالیٰ واحل اللہ البیع وحرم الربوا جیسے بیع صحیح مطلقاً حلال ہے کہیں ہو ویسے ہی ربا مطلقاً حرام۔ ہندوستان اگرچہ دارالاسلام ہے مگر یہاں کے کفار سب حربی ہو گئے تو یہاں کے ان حربی کفار سے وہ معاملہ جو درمیان مسلم و مسلم یا مسلم و ذمی سود ہوتا ہے سود نہیں کہ کافر حربی کا مال معصوم نہیں اور ربا نہیں ہوتا مگر مال معصوم میں۔ نبی طریق اخذہ المسلم ولہذا لا یاخذ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں لا ربوا بین المسلم والحربی فی دارالحرب۔

دارالحرب کی قید احترازی نہیں وہ اس واقع کے لحاظ سے ہے کہ ایسی صورت اس وقت تھی ہی نہیں کہ دارالاسلام اور کفار حربی جو سود نہیں اسے کوئی سود سمجھے یا کہے تو اس کے سمجھنے یا کہنے سے وہ سود نہ رہ جائے گا جیسے شربت کو کوئی شراب سمجھ کے شراب کہے بکری کو سؤر سمجھ کر سؤر کہے تو اس کہنے اور ایسا سمجھنے سے شراب و سؤر نہ ہو جائیں گے۔ ہاں ایسا سمجھ کر پھر انہیں کھانا پینا جائز نہ ہوگا اور اگر کھا پی لے گا تو گنہ گار ہوگا مگر اس شراب پینے اور سؤر کھانے کا الزام نہ ہوگا کہ درحقیقت اس نے شربت پیا ہے بکری کا گوشت کھایا ہے گنہ گار وہ اپنی بدنیت کی وجہ سے ہوا ہے فانما الاعمال بالنیات۔ یہی وجہ ہے وہ جو اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ حلال خبیث سے کہ نذدی ہو نہ مستامن الخ مگر سائل نے سوال لفظ سود سے کیا تھا اس لئے پہلے یہ ارشاد فرمایا گیا کہ سود مطلقاً حرام ہے مگر کہیں سائل جو اس صورت کو سود سمجھ رہا ہے یہ نہ سمجھے کہ بعض صورت میں سود حلال ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ وہو تعالیٰ اعلم۔

۲ جانتے ہے قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اختلف الصنفان فبیعوا کیف شئتم کما فی مسلم[1] نے حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں دو روپیہ کا فلوس بکنا مدنظر عرض دو دانہ دو روپیہ کی بنت نہ ہو کہ بسبب غیر جنس ہونے فلوس حلال ہی شود۔ قرض بیچنا کوئی میعاد مقرر کرنا قسط پر ثمن لینا سب حلال ہے اسے سود کرنے میں کوئی دخل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ

۱ اکثر مشہور ہے کہ گماشتہ کا روپیہ اپنے ریل پر لگا کے سفر کرنے ڈاکخانہ وغیرہ سے بے جانا زیادہ اٹھا لینے میں مواخذہ نہیں اس کی کیا حقیقت ہے؟

۲ مسلمان یا کافر سے کچھ روپے سود پر زیادہ قرض لیا اور یہ نیت کی کہ اصل ادا کروں گا اور جس طرح سے بھی ہو سکے گا سود ہرگز نہ دوں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کیا اس پر اس روپیہ کی گرفت ہے؟

[1] صحیح مسلم حدیث ۲۹۷۰ [2] ہدایہ اخرین ص ۹۳ [3] بخاری جلد اول ص ۲۷، [4] صحیح مسلم جلد دوم ص ۲۷

۳۔ مدرسین کو پنشن انعام نہیں ملتی بلکہ انعام کی یہ صورت رکھی ہے کہ بیس روپیہ ماہوار یا اس سے زائد تنخواہ والوں سے ارنی روپیہ وضع کر کے ارنی روپیہ اس کے نام جمع کرتے رہتے ہیں اس صورت میں بیس روپیہ ماہوار والے مدرس کے مہر کے مہر جمع ہوتے رہتے اور پھر اس پر بہتے سیکڑا سالانہ سود بھی دیا جاتا ہے تو ہم جو اس کی اصل رقم تھی اس کے علاوہ مزید رقم، اور سود بہتے سیکڑا سب وصول کرنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔ فقط راقم الحروف خاکسار مرزا علی بیگ قصبہ بہٹیری ضلع بریلی مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۳۷ء

الجواب۔ ۱۔ حق تو کسی کا مارنا جائز نہیں۔ اور یہاں کفار اگرچہ حربی ہیں مگر بالکٹ منکر اپنے کو امانت کے لئے پیش کرتا ہے اپنی عزت کو خطرہ میں ڈالتا ہے کہ خلاف قانون ہے۔ مستوجب سزا ہوگا۔ لہٰذا ایسی حرکت سے احتراز لازم جو موجب ذلت و رسوائی ہو۔ ڈاک خانے یا حربی کفار کے کسی بینک سے جو زیادہ ملتا ہے سود نہیں۔ فان الربوا لا یجری الا فی المال المعصوم ومال حربی لیس بمعصوم هکذا فی الهدایة وغیرها من الکتب الفقهیة اس کے لے لینے میں کوئی حرج نہیں کہ کافر کا مال بے غدر و بد عہدی اس کی رضا سے مل رہا ہے جو خلاف قانون بھی نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۲۔ شرعاً نہیں

۳۔ یہ سود نہیں ہے اسے سود سمجھنا غلطی ہے۔..... ہاں سمجھ کر اخذ کرنا گناہ ہے جیسے شربت کو شراب سمجھ کر پینا اس کی ناہی شربت کو شراب نہ کر دے گی۔ بری نیت سے پینا گناہ ہوگا لہٰذا جو سود نہیں اسے سود سمجھنے سے وہ سود تو نہ ہوگا مگر بری نیت سے لینے کا گناہ ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از محمد علی خاں موضع گرورہ ڈاک خانہ خان پورہ ضلع بلند شہر۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ مہر کی نالش میں سود لگانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ حرام حرام حرام ہے مہر کی نالش میں ہو یا کسی اور نالش میں سود حرام قطعی ہے قال اللہ تعالیٰ حرم الربوا۔ یہ غلط مشہور ہے کہ بے سود لگائے نالش نہیں ہوتی واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از مصطفےٰ علی خاں۔ بارہ دری

اگر کسی شخص کی جائداد پر قرض ہے سودی لہٰذا اس کی آمدنی کھانے سے روزہ یا نماز میں فرق تو نہیں آتا ہے ایسی صورت میں نماز روزہ قبول ہو جائے گا اس کے علاوہ اگر کوئی شخص نماز یا روزہ کے لئے کچھ خیرات کرتا ہے اس کی آمدنی میں سے تو وہ قبول ہو جائے گی؟

لہ سورۂ بقرہ آیت ۲۷۵

الجواب۔ جس کی جائداد پر سودی قرض ہو تو اس سے اس کی آمدنی کا کھانا پینا حرام نہیں نہ روزہ نماز میں اس سے کوئی فرق ہو نماز روزہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے قبول فرمانے والا ہے اس آمدنی سے خیرات بھی جائز ہے مگر جب کہ اس پر قرض ہے تو قرض کا ادا کرنا واجب ہے اور خیرات دینا نفل ہے واجب کو چھوڑ کر نفل کرنا عاقل کا کام نہیں پہلے واجب قرض ادا کریں پھر نفل کام کرے قبول کا مالک اللہ ہے مگر جب تک قرض ذمہ پر ہوتا ہے واجب سے عہدہ برآ نہیں ہوتا اس وقت تک قبول نفل موقوف رہتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از حبیب احمد رضوی قادری پیلی بھیتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ——— نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مسلمان آڑھت کی دوکان کھولنا چاہتے ہیں جس میں مال لانے والوں کو روپیہ پیشگی دیا جاتا ہے

جب مال ان کا فروخت ہوتا ہے تو وہ روپیہ وصول ہوتا ہے ہندو آڑھتی روپیہ پر سود لے لیتے ہیں مسلمان سود نہیں لے سکتے ایسی حالت میں مسلمان کس طرح منافع لیں جو سود نہ ہو اور اگر منافع نہیں لیتے ہیں تو نقصان ہوتا ہے لہذا ایسی صورت بتائی جائے کہ منافع بھی مل جائے اور سود بھی نہ ہو۔ فقط بینوا توجروا

الجواب۔ کسی مسلمان کو یا کافر ذمی کو قرض دے کر اس پر کوئی نفع لینا سود ہے مسلمان یا اس کافر سے جو ذمی ہو اور اب ذمی یہاں کہاں؟ قرض پر نفع ہرگز نہ لیا جائے۔ کافر حربی سے لیا جائے تو سود نہ ہوگا الا اذا غیر مصور وباقی طریق نفعہ الساحۃ عندنا الا اجارۃ کما فی الہدایۃ وغیرہا۔ مسلمان اپنا مال اس کی دوکان پر بیچنے کے لئے لائے تو اس سے دوکان کا کرایہ طے کرے کہ جتنے دن تم مال یہاں رکھو گے فی روز اتنا کرایہ دینا ہوگا یا اتنا حق محنت ٹھہرالے کہ ہم تمہارا مال فروخت کردیں گے ہمیں نفع میں شریک کرلو فی روپیہ اتنا مثلاً سو پیسے کو جو مال فروخت کردیا طے ہوا اس میں جتنے روپے یا جتنے آنے یا پیسے جو طے کرلئے جائیں وہ اس معاملہ کے ہوں گے ھذا ما عندی والعلم الحق عند اللہ وھو تعالیٰ اعلم۔

بَابُ القرض

قرض کا بیان

مسئلہ۔ از کلکتہ ڈاک خانہ علی پور بنگال گورنمنٹ پریس مرسلہ وجیہ اللہ صاحب

زید بسبب ملازمت اپنے وطن سے کچھ دور ایک شہر میں مقیم تھا یہاں اس نے بکر سے کچھ روپیہ قرض لیا اس امید پر کہ جلدی واپس کردے گا مگر یکایک وہ بیمار پڑ گیا اور اپنے وطن کو چلا گیا جہاں اس کی موت ہوگئی زید کے ورثہ چاہتے ہیں کہ اس کا قرض ادا کردیں لیکن ان کو یہ نہیں معلوم کہ جن سے قرض لیا گیا تھا اس کے ورثہ کون ہیں اور کہاں ہیں اور اس لئے وہ لوگ بذریعہ منی آرڈر روپیہ روانہ کرنے سے مجبور ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ وہ لوگ اس شہر میں جاکر قرض دینے والوں کے ورثہ کو تلاش کریں تو یہ ان کے لئے نہایت مشکل ہے۔ اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ ان لوگوں نے زید کے مال واسباب کو جسے زید چھوڑ آیا تھا جاکر نہیں لا سکے اور وہیں سب تلف ہوگیا اگر جاتے تو اسے فروخت کرکے زید کا قرض ادا کردیتے اب ایسی حالت میں اگر قرض ادا کرنا چاہیں تو اس روپئے کا کون سا بہتر مصرف ہوسکتا ہے جس کے اختیار کرنے سے زید کا قرض ادا ہوجائے بینوا توجروا۔

الجواب۔ جن سے زید نے قرض لیا تھا غالباً وہ بھی نہ رہے ہوں گے اسی لئے سوال میں یہ ہے کہ جن سے قرض لیا گیا تھا ان کے ورثہ کون ہیں اور کہاں ہیں یہ نہیں معلوم مگر سوال میں ان کا مرنا صراحتہً مذکور نہیں۔ اگر وہ لوگ زندہ ہیں تو ان کے ورثہ کی تلاش لغو و بے معنی ہے جن کا روپیہ ہے انھیں کو واپس دینا ہے۔ ہاں اگر وہ مرچکے ہوں تو بے شک اس صورت میں ان کے وارثوں کی تلاش ضروری ہے۔ کسی مصرف میں صرف نہیں کیا جاسکتا جس طرح ممکن ہو معلوم کریں اور قرض ادا کریں۔ یہاں کے وہ لوگ جانے والے ہوں وہاں کے آنے جانے والوں سے یا جو لوگ اس جگہ کے ان ورثہ زید کے معروف ہوں ان سے بذریعہ خط پتہ چلا کر کہ وہ خود جانتے ہوں تو خود بتائیں نہ جانتے ہوں تو وہاں کے لوگوں سے دریافت کرکے پتہ چلا کر بتائیں یا اخباروں کے ذریعہ ان کا پتا نشان دریافت کریں۔ جو جو ممکن طریقہ ہو اس سے پتا چلائیں۔

اس وقت تک بدستور تلاش جاری رکھیں جب تک ان کے پتہ چلنے کی امید رہے چند سال بار بار تلاش کریں، جب تک ان کا پتہ نہ چلے ان کا روپیہ امانت رکھیں، کسی معتمد کے یا اپنے خاندان میں خرچ کردیں جب ان کا پتہ لگے وہاں سے حاصل کرکے انھیں بقدر ان کے حصص کے تقسیم کردیں، جب کسی طرح پتہ نہ چلے اور ان کے پتے سے مایوسی ہوجائے اس وقت اس روپے کو ان کی جانب سے مسلمان محتاجوں کو صدقہ دے دیں کہ ان کا روپیہ انھیں نہ پہونچا سکے تو اس کا ثواب انھیں پہونچ جائے ردالمحتار میں ہے ان علم الوارث دین مورثہ فعلیہ ان یتنبہ من المتروکۃ وان لم یفض فھو علی الخلاف فی الاخرۃ وان لم یعلم صاحب الدین ولا ورثتہ فتصدق عن صاحب الدین یرجی فی الاخرۃ اھ مختصرا اور اگر یہ معلوم ہو کہ فلاں باقی ہے ان کے ورثہ میں سے کوئی جب بھی ہو ان کی جانب سے صدقہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتاب الھبۃ

ہبہ کا بیان

مسئلہ از انور شاہ خاں ولد احمد شاہ خاں صاحب ساکن شہر کہنہ روہیلی ٹولہ بریلی۔

زید مرض سرطان ایک ماہ سے مبتلا تھا اس وقت بدستی ہوش و حواس اس ہبہ نامہ اپنی کل جائداد کا _____ بحق اپنی دختر کیا جب کہ اور کوئی اولاد حیات نہ تھی اور تو دو روز بعد تکمیل و تحریر ہبہ فوت ہوا تب زید کے حصہ ہبہ نامہ کو نافذ تو ہر مرض الموت قرار دیتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں اور وقت تحریر ہبہ نامہ مذکور طاقت و قسم بیماری مرض الموت شمار کیا جائے گا یا نہیں اور ہبہ نامہ جائز رہے گا یا نہیں؟

الجواب ہبہ مریض بمرض موت حکم وصیت میں ہے اجنبی کے لئے بے اجازت ورثہ ثلث میں نافذ ہوتا مگر یہاں ہبہ دختر کو کرا رہے تو یہ اجازت ورثہ ہے ردالمحتار میں ہے لان ھبات من ذکر المرض فان کان المرض لم یدم ثلثۃ ایام تنفذ من الثلث الا ان تجیز الورثۃ بعد موتہ وان کان اجنبیا فکذلک اجازتہ وھبتہ ورثتہ من الثلث۔ درمختار میں ہے وتنفذ من الثلث لاجنبی وان لم یجز الوارث فان

لہ ردالمحتار جلد ۴ صفحہ ۴۴۴ مصر لہ درمختار جلد ۴ صفحہ ۴۵۱ مصر لہ ردالمحتار جلد ۴ صفحہ ۴۵۳ مطبوعہ کوئٹہ پاکستان

لا الزیادۃ علیہ الا ان تجیز ورثتہ بعد موتہ اسی میں ہے (لا لوارثہ الا باجازۃ ورثتہ) لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام لا وصیۃ لوارث الا ان یجیزھا الورثۃ یعنی عند وجود وارث آخر کما یفیدہ آخر الحدیث۔

سرطان امراض قاتلہ سے ہے کہ موت اس میں غالب ہے امراض مزمنہ سے نہیں جو طوالت کثیر کرتے ہیں مرض سرطان کو مدت اگر دراز بھی ہو تو اس سے موت کا خوف پھر بھی ہے وقت ہوتا ہے تو اس صورت میں بھی وہ امراض مزمنہ کی طرح نہ ہوگا کہ امراض مزمنہ کا مریض بمنزلہ صحیح ہے۔ درمختار میں ہے (وھبۃ مقعد وسلوج واشل ومسلول من کل مالہ ان طالت مدتہ) صنت ولم تخف موتہ منہ لا قاضیخان۔ ردالمحتار میں ہے عبارۃ القہستانی والا یکن واحد منھما بان لم تطل مدتہ بان مات قبل سنۃ او خیف موتہ ومقتضی عبارۃ القہستانی انہ من الثلث ایضا وھو المفھوم من تقیید المصنف ما یکون من کل المال بقولہ ولم تخف موتہ مرض الموت کے بارے میں اقوال بہت ہیں مختار یہ ہے کہ وہ مرض جس سے موت غالب ہو اگرچہ مریض صاحب فراش نہ ہو درمختار میں ہے۔ المختار انہ ما کان الغالب منہ الموت وان لم یکن صاحب فراش واللہ تعالیٰ اعلم۔ عالمگیریہ میں ہے مریضۃ وھبت ھدایا ثم ماتت من مرضھا ھذا ومن وجہ فان برأت من مرضھا ھذا ومن وجہ فان ماتت من ذلک المرض فان کانت مریضۃ غیر مرض الموت فکذلک الجواب وان کانت قال ابواللیث رحمہ اللہ تعالیٰ ھو ان لا یقدر ان یصلی قائما وھو احب وبہ ناخذ کذا فی الجوھرۃ النیرۃ الخ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتاب الاجارۃ

اجارہ کا بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ۔ از امیر احمد ولد کریم بخش حسین باغ بریلی

عرض یہ ہے کہ دوکان مسجد محلہ حسین باغ ہے اس دوکان میں پیشہ سیف اللہ بیٹھے تھے اور مبلغ مہر کرائے کے دیتے تھے اس پر امیر احمد نے کہا یہ دوکان ہمیں دے دو تو اس سے کہا گیا تم سے دو

لہ درمختار جلد ۵ صفحہ ۶۶۰ تا ۶۶۱ مطبوعہ مصطفائی۔ ردالمحتار جلد ۵ صفحہ ۶۶۰ مطبوعہ مصطفائی۔ عالمگیریہ جلد ۴ صفحہ ۴۶۲ مطبوعہ مصر۔

روپئے کرایہ کے لئے جائیں گے اس پر امیر احمد نے کہا کہ میں پونے دو روپیہ دوں گا۔ انعام اللہ جو مسجد کا انتظام کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ لکھے دو روپئے ہی جائیں گے چار آنہ ہم اپنی جیب سے دیں گے امیر احمد نے اس پر کہا کہ تم اپنی جیب سے کیوں دو گے اللہ تمہیں دے گا تو نہیں دے دیں گے تو اس دوکان میں امیر احمد نے مہینہ بھر کمایا اور سیف اللہ نے اپنی دوکان اٹھا لی تک میں رکھ لی۔ اب امیر احمد نے محمود بن کر مسجد کی دوکان سے اٹھالی جب کہ آٹھ آنے پیسے بھی نہ بک سکے تو اٹھالی اور جہاد کے مبلغ ۱۲ روپیہ ادا کئے اب ۲ مہینہ سے دوکان خالی پڑی ہے اب اس خالی پڑی ہوئی کا کرایہ یعنی ایک سال کا کا غذ امیر احمد سے لکھا گیا تھا اس میں چھ مہینہ بیٹھے اور چھ مہینہ سے دوکان خالی پڑی ہوئی ہے اس خالی پڑی ہوئی کا کرایہ کسی دباؤ سے امیر احمد سے وصول کیا جائے تو وہ بیعہ مسجد میں لگ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ جب امیر احمد نے ایک سال کے لئے مہرہ کے پونے دو روپئے پر دوکان لی تھی تو بے عذر شرعی اس عقد اجارہ کو فسخ قبل تمام سال نہیں کر سکتا عالمگیری میں ہے لو قال اجرتک هذه الدار سنة كل شهر بدرهم جاز الاجماع لان المدة معلومة والاجرة معلومة فليس لاحدهما الفسخ قبل تمام السنة من غير عذر كذا في البدائع پونے دو روپیہ اس پر مہرہ کے لازم چار آنہ جو زیادہ دیئے وہ بنا وعدہ وفا کیا اگر نہ دیتا تو وہ لازم نہ تھے خالی پڑی رہنے دے یا اس سے کام لے پونے دو روپیہ اس کے ذمہ مہرہ کے لازم ہوں گے مگر جب کہ اس نے کسی ایسے عذر سے جو قابل قبول شرع ہو اس عقد کو فسخ کیا ہو تو اس صورت میں جب کہ اس نے فسخ کیا اس وقت کرایہ اس کے ذمے نہیں اور اس سے وصول کیا جانا جائز نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم اٹھا آنے پیسے بھی نہ بک سکنا یہ عذر قابل قبول شرع ہوگا یا نہیں مجھے اس میں تامل ہے کساد بازار تو عذر ہوتا ہے عالمگیریہ میں ہے استاجر حانوتا ليتجر في السوق ثم ترك السوق حتى لم يمكنه التجارة فله فسخ الاجارة لانه عذر كذا في الفتية مگر کوئی خاص دوکان کسی کی نہ چلنا ظاہر ہے عذر نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از شہر مہرہ سوداگران مسئولہ جناب نجیب احمد صاحب شوال ۱۳۱۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ——— از روئے علم نجوم یعنی دلائل گردش فلکی کی رو سے سوالات کے جوابات جو استخراج کر کے دیے جاتے ہیں اس میں کافی محنت اور وقت صرف ہوتا ہے ایسی حالت میں اپنی محنت کی اجرت لینا کیسا ہے نیز جوابات زبانی دیے جاویں یا تحریری دونوں حالتوں میں جو حکم شرع شریف کا

لہ عالمگیری جلد ۴ ص ۴۱۶ مطبوعہ بیروت ۔ عالمگیری جلد ۴ ص ۴۵۹ مطبوعہ بیروت

ہو تحریر فرمایئے جب کہ جواب سے پہلے یہ لفظ تحریر کر دیا جاتا ہے۔ الغیب عند اللہ اس کے بعد لکھا جاتا ہے جائز روئے گردش فلکی ایسا ظاہر ہوتا ہے اور جواب کے بعد آخر میں یہ لفظ تحریر کیا جاتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم فقط۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ علماء۔ تعلیم و تعلم علم نجوم فوق الحاجۃ کو حرام فرماتے ہیں۔ اتنی مقدار کو جائز بتاتے ہیں جس سے وقت بہجت قبلہ حساب اوقات نمازوں اور رسولوں کا حساب معلوم ہو۔ اس سے زائد کو جائز نہیں بتاتے طریقہ محمدیہ اور اس کی شرح حدیقہ ندیہ میں ہے قال فی الخلاصۃ وتعلم علم النجوم ان کان قدر ما یعلم بہ مواقیت الصلوٰۃ الخمسۃ وسمت جہۃ القبلۃ لا باس بہ والزیادۃ علی ذالک حرام بستان العارفین میں امام ابو اللیث سمرقندی نے فرمایا لو تعلم من علم النجوم مقدار ما یعرف بہ جہۃ القبلۃ ویعرف بہ امر الحساب ای حساب الاوقات والشہور والسنین فلا باس بہ وھو امر مباح ولا یزید علیہ۔ تعلیم المسلم میں ہے علم النجوم بمنزلۃ المرض لمن تعلمہ لانہ مرض القلب فی الایمان بالغیب فمتی اعتقد العبد انہ تعلم وعرف فی نفسہ علوما کان قبل ذالک یکل علمہ الی اللہ تعالیٰ من الامور المغیبات فتعلمہ حرام لانہ یضر بعالمہ فی دینہ لانہ ینقلہ بالایمان بالغیب الی الایمان بالکذب الموھوم ولا ینتفع اصلا الخ

اگر کسی کا قلب محفوظ بھی رہے۔ تعلم علم نجوم سے مریض نہ ہو تو بھی باعتبار اکثر حکم ہونا چاہئے اگر خود کوئی محفوظ رہا تو ہر کوئی محفوظ نہ رہے گا جیسے وہ زہر جو کسی طرح ایک شخص نے استعمال کیا اور کسی وجہ سے وہ محفوظ رہا تو اسے یہ حلال نہیں ہے کہ دوسروں کو بھی استعمال کرائے۔ تعلم علم نجوم کیا ہی تعلیم بھی کرے یا اس کا پیشہ کر کے بیٹھے کہ لوگ سوال کریں یہ جواب بتائے اور ان لوگوں کے قلوب کو مریض کرے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے حاشیہ حدیقہ ندیہ میں فرمایا قولہ یزید فی نفسہ الخ فلذا ان جزم بحرمۃ ما حرم اھل الکفر لما استدلال کاستدلال طبیب بالنبض والقشرۃ فلا شک ان کل علمہ الآن ایضا علم اللہ تعالیٰ وعلم ان حرمۃ حق ما ادی الیہ نظرہ فھذا الامر لم تعتد کما افادہ الامام حجۃ الاسلام رحمہ اللہ تعالیٰ ادی الی مفسدۃ وھو الاکثر فھو حرام قلیلہ۔ ہاں اگر یہ شخص جس طرح خود جزم نہیں کرتا دوسروں کو بھی اس سے روکے اور طرح طرح سے برابر یہ ظاہر کرتا رہے کہ یہ باعتبار ان دلائل کے حکم کیا جاتا ہے جو میں نے نقل کی اور کچھ ضرور نہیں کہ ان دلائل سے میں جس نتیجہ پر پہونچا وہ صحیح ہی ہو اس پر یقین کرنا حرام ہے اگرچہ ہزار بار جو کوئی بتائے اس کے مطابق ہی واقع ہو تو اس صورت میں حرام نہ ہونا چاہئے ھذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی وھو تعالیٰ اعلم۔

لہ حدیقہ ندیہ جلد اول صـ ۳۳۲ مطبوعہ لائل پور

کتاب الغصب

غصب کا بیان

مسئلہ ۔ عزیز اللہ ریاشد پرانے شہر ٹولہ بریلی بتاریخ ۱۹ رجب ۱۳۳۷ھ

ایک مسلمان پابند شرع سالہا سال زکاۃ وغیرہ بھی ادا کرتا ہے اس کی ایک آراضی جو برابر قبرستان کے ہے اس کو خریدتے ہوئے چودہ پندرہ سال کے ہوئے چند عرصے سے چند مسلمان جو شوقین ہیں وہ اس کو جبراً گرفت میں لاکر قبرستان میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ کیا یہ شرع شریف میں جائز ہے؟ جس کی آراضی ہے وہ مطلق نہیں چاہتا ہے کہ قبرستان میں جبراً آراضی دیوں۔

الجواب ۔ غیر کی زمین یا کوئی چیز غصب کرلینا جبراً یا دباکر زبردستی اس پر قابض ہوجانا ظلم ہے حرام قطعی اشد اعمال شنیع کام ہے محمود نہ تھے نہ ہے یا دباکر کسی وقف میں شامل کرے جو پرائی زمین ظلماً دبالے اس کی نسبت حدیث میں فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم من اخذ شبرا من الارض طوقہ من سبع ارضین جو کسی کی بالشت بھر زمین ظلماً لے گا روز قیامت ساتوں زمینوں سے طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالا جائے گا والعیاذ باللہ تعالٰی۔ جو لوگ جاتے ہوئے ظلم میں ظالم کے ساتھ ہوں گے وہ جب تک توبہ نہ کریں گے قہر الٰہی میں رہیں گے حدیث میں ہے صلی اللہ علیہ وسلم من خاصم فی باطل وھو یعلمہ لم یزل فی سخط اللہ حتی ینزع۔ دوسری حدیث میں ہے صلی اللہ علیہ وسلم من اعان ظالما لیدحض بباطلہ حقا فقد برئت منہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایک اور حدیث میں ہے صلی اللہ علیہ وسلم من اخذ من الارض شیئا بغیر حقہ خسف بہ یوم القیامۃ الی سبع ارضین۔ اور اگر واقع میں زمین قبرستان کی ہے کسی ظالم نے بیچ ڈالی ہے تو اس خریدنے والے کو چاہئے کہ اس زمین کو جو قبرستان کی ہے چھوڑ دے اللہ سے ڈرے اس بیچنے والے پر دعوی کرکے اپنا روپیہ واپس لے۔ واللہ تعالٰی اعلم

سلہ فیض القدیر جلد ۶ صفحہ ۔ سلہ فیض القدیر جلد ۶ صفحہ ۱۲۲ ۔ سلہ فیض القدیر جلد ۶ صفحہ ۱۵۱ ۔ سلہ بخاری جلد اول صفحہ ۳۳۲

کتاب الذبائح

ذبح کا بیان

سوال۔ طوطا، بندر، بگلا، خرگوش حلال ہیں یا نہیں بعض کہتے ہیں طبعی میں طبعی سے کیا مراد ہے بینوا توجروا

جواب۔ سب حلال ہیں مکروہ طبعی کے یہ معنی ہیں جس سے طبیعت کراہت کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال۔ مردار مرغی فروخت کرکے اس کی قیمت مسلمان کو کھانے پینے پہننے میں لانا چاہیے یا نہیں؟

جواب۔ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از مظفر پور مرسلہ انوار الحق صاحب قادری رضوی حامدی ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳۵۲ھ

عورت مرغ یا اور کوئی جانور ذبح کرسکتی ہے یا نہیں اگر کرسکتی ہے تو کوئی حدیث اس کے بارے میں آئی ہے یا نہیں؟

الجواب۔ عورت کا ذبح جائز ہے سراجیہ مع سراج المنیر میں ہے[1] بحوالہ ابوداؤد و صحیحہ المرأۃ مشکوٰۃ و بخاری میں حدیث بھی موجود ہے عن کعب بن مالک انہ کان لہ غنم ترعی بسلع فابصرت جاریۃ لنا بشاۃ من غنمنا موتا فکسرت حجرا فذبحتہا بہ فسئل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فامرہ باکلہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ زید ایک سانڈ پکڑ کر لایا اور ذبح کرکے کھایا اور حلال ہونے کا دعویٰ بھی کرتا ہے اور اس کی حلت کا بھی قائل ہے مال غیر مسلم ہونے کے سبب سے اور بکر حرمت اس کی مثل سور کے قرار دیتا ہے آیا بکر کی حرمت کا قول صحیح ہے یا غلط اور زید کا حلال سمجھنا اور دعویٰ حلت کا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

المستفتی محمد یحییٰ موضع صدا ٹولہ

الجواب۔ وہ سانڈ شرعاً حلال جانور ہے اس کی حلت میں کوئی شبہ نہیں۔ وہ اگر بنام خدا ذبح کیا جائے تو حلال ہوگا وہ محض اس لئے کہ بتوں کے نام پر چھوڑا گیا حرام نہ ہوگا بتوں کے نام پر چھوڑنے سے حلال جانور حرام نہیں ہوتا غیر خدا کے نام پر جو ذبح کیا جائے وہ حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از رائے بریلی مرسلہ شیخ چھدا صاحب ۲۵ محرم الحرام ۱۳۵۸ھ

---

[1] سراجی مع سراج قاضی خاں جلد ۳ صفحہ ۱، [2] مشکوٰۃ ص ۳۵۵

چڑیوں میں کون کون چڑیا کا گوشت مباح ہے اور کون کون جانوروں کا گوشت کھانا درست ہے؟

الجواب۔ درندے، شکاری جانور، پکلی رکھنے والے شکاری پرندے شکاری پنجہ رکھنے والے حشرات الارض، حشرات الارض کے شکاری جانور اور وہ جانور جن میں خون نہیں سوا مچھلی اور ٹڈی کے کوا، چمگادڑ، خچر، گھوڑا اور یہ گدھا ناجائز ہیں، حمار وحشی وارنب وعقعق جائز ہیں۔ فتاوی خلاصہ میں ہے۔ فی شرح الطحاوی ما لا یؤکل کل ذی ناب من السباع وذی مخلب من الطیر، والهوام التی سکنها فی الارض وجمیع سباع هوام الارض الا الارنب فانه یحل اکله وهو مخلب من الطیور۔ وفی فتاوی الصغری ما لا دم له کالزنبور، ونحوه لا یؤکل الا السمك والجراد والعقعق ونحوه یؤکل ویکره الغراب وهو الذی یاکل الفواسات وفی الفتاوی القاضی لا یؤکل الخفاش لانه ذو ناب قصار الوحش یؤکل بخلاف الاهلی والبغل لا یؤکل ویکره لحم الخیل عندنا وعند ابی حنیفة امم مختصر اور یائی سارے جانور سوا مچھلی کے ناجائز ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از شیر دل افریقہ جمعہ مسجد مرسلہ عطا محمد صاحب ۱۴ جمادی الاولیٰ ۵۸ھ

اس ملک افریقہ میں حکام وقت قصابوں کو حکم دیتا ہے کہ پہلے ذبح سے بیل وغیرہ کے مغز میں بستول مار دو بعد ذبح کرو آیا یہ فعل شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ یہ فعل ناجائز و حرام ہے وجہ شرعی ایذاء مریض نظر صحیح ہے اس حکم کا ماننا حرام ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از کوہ مری ضلع راولپنڈی پنجاب بازار کلاں متصل ہوٹل عبد خاں مرسلہ جناب عبدالرحمن صاحب رجب ۵۶ھ۔

زید ایک بکری کے ساتھ زنا کرتا ہے بکری کا مالک گندگی سے آلودہ بکری کو ایک ملا کے پاس لایا صحیح شہادت اور ملزم کے اقرار کرنے پر فتویٰ دیا گیا کہ بکری ذبح کر کے دفن کی جائے اور ملزم مالک کو قیمت ادا کرے اور تیس آدمیوں کو کھانا کھلائے ملزم نے دونوں میں سے ایک تعزیر کو بھی انجام نہ دیا مالک نے پھر ملا صاحب کے پاس جا کر کہا ملا صاحب نے جواب دیا کہ جس طرح مرضی ہے کرو اور بکری فروخت کرنے کو کہا بکری فروخت ہوئی اور دوسری جگہ پہونچ کر بکری کا گوشت مسلمانوں کو کھلایا گیا۔ کیا یہ فتویٰ اور تمام عمل صحیح ہے؟

الجواب۔ زید بے قید گنہگار ہوا اس پر تو بہ لازم سلطنت اسلام ہوتی تو اسے تعزیر کرتی وہ بکری ذبح

کردینا چاہیے تھی مگر واجب نہیں کہ ذبح کردی جائے امام اعظم کے نزدیک اس کا گوشت کھانا بے کراہت جائز۔ صاحبین کے نزدیک حیوان ماکول اللحم کو بھی غیر ماکول اللحم کی طرح بعد ذبح جلا ڈالنا چاہیے لقطع امتداد التصدق بہ کما روی غیر کی بکری سے جب یہ ناپاک حرکت کی تو وہ اگر ذبح کی جائے تو قبل ذبح اس کی قیمت زید کو چاہیے کہ مالک کو دے دے مگر یہ لازم نہیں کہ مالک دفع بر بر مجبور نہیں کیا جاسکتا در مختار میں ہے لا یجبر بالقیمۃ بل یعذر وتذبح شرقی وعن ابی یوسف تنحر بہیمۃ ومیتۃ تحتفی وفی النہر الظاہر انہ یطالب بالقیم فتسن بالقیمۃ شامی میں ہے قولہ وتذبح شرقی ای لقطع امتداد التصدق بہ کما مر ثبت ولیس الواجب کما فی الہدایۃ بغیرہا ولہذا اذا کانت مما لا یؤکل فان کانت تؤکل جاز اکلہا عندہ وقالا تحرق ایضا فان ثبت الدابۃ لغیر الوالی یطالب صاحبہا ان یدفعہا الیہ بالقیمۃ ثم تذبح فکذا قالوا ولا یعرف ذلک الا سماعا فیحمل علیہ زیلعی وتمر قولہ الظاہر انہ یطالب الخ ای قولہم یطالب صاحبہا ان یدفعہا الی الوالی لیس علی طریق الخبر وعبارۃ النہر والظاہر انہ یطالب علی وجہ الندب ولذا قال فی الخانیۃ کان لصاحبہا ان یدفعہا الیہ بالقیمۃ اھ وعبارۃ البحر والظاہر لا یجبر علی دفعہا۔

فتاوی خلاصہ میں ہے۔ فی شرح الطحاوی رجل وطئ بہیمۃ یعزر فان کانت البہیمۃ لہ تذبح ولا تؤکل وعن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسرا البہیمۃ حتی احرقت بالنار وفی الفتاوی الصغری فی الذی یوکل یوکل عند ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ولا یحرق وعند ابی یوسف لا یوکل ویحرق بالنار کالذی لا یوکل ولما الذی لا یوکل یذبح ویحرق بالنار ولا یحرق قبل الذبح ویضمن الفاعل قیمتہ ان کان لغیرہ وفی خیات الفتاوی الصغری قال الصدر الشہید ان کانت البہیمۃ للوالی یقال لہ اذبحہا واحرقہا وان لم یکن لہ یقال لصاحبہا ان یدفعہا الی الوالی بالقیمۃ ثم یذبحہا الوالی ویحرق ان لم یکن مما یؤکل وان کان مما یؤکل یذبح ولا یحرق فتاوی بزازیہ میں ہے۔ فی شرح الطحاوی رجل وطئ بہیمۃ یعزر فان کانت لہ تذبح ولا تؤکل وعن الفاروق رضی اللہ عنہ انہا تحرق وفی الصغری انہا تؤکل عند الامام ولا تحرق وعند الثانی لا تؤکل وتحرق کما لو کانت مما لا یؤکل والذی لا یؤکل یحرق ولا یحرق قبل الذبح ویضمن الفاعل ان لغیرہ قیمتہا قال الصدر والاعتماد علی روایۃ شرح الطحاوی وذکر فی الصمانیۃ المختار والاحراق لقطع التصدق میں آدمیوں کو کھانے کا حکم تو ملا کا اپنی طرف سے ہے حکم شریعت نہیں ہاں بکری کا مالک اگر زید سے قیمت طلب کرتا بکری اسے دے دیتا تو زید کو قیمت دینا ہوتی بکری دوسری جگہ فروخت ہوگئی اور اس کا گوشت کھالیا گیا اس کا گوشت

لہ در مختار جلد ۴ ص ۲۰۰ مطبوعہ مصر لہ فتاوی خلاصہ جلد ۴ ص ۴۹۵ مطبوعہ سلیم پریس لاہور سلہ فتاوی بزازیہ بر ہامش فتاوی ہندیہ جلد ۶ ص ۳۱۸ مطبوعہ بیروت

کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ کوئی الزام نہیں۔ زید پر توبہ لازم ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتاب الحظر والاباحۃ

حظر واباحت اور متفرق مسائل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ۔ زید کہتا ہے کہ میلاد شریف میں منبر اقدس پر بیٹھنے کے لئے عالم ہونا چاہئے کیونکہ علماء کرام نائب رسول اور پیشوائے دین ہیں عوام الناس کے لئے بیٹھنا روا نہیں کیونکہ یہ منبر اقدس حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منبر کا نمونہ ہے اور اسی سے نسبت ہے لہٰذا عالم ہونا چاہئے اور عام خواندگان کے لئے قالین یا اور کوئی بستر سے بہتر پڑھنے والوں کے لئے بچھوا دیا جائے منبر نہ ہونا چاہئے اور بکر کہتا ہے کہ عام طور پر لوگ بیٹھ سکتے ہیں لہٰذا کوئی حرج نہیں ہے اگر حرج ہوتا تو کیوں لوگ کرتے بلکہ بیٹھنا تو درکنار رہا ئے منبر پر ان اور بیان بھی کھلائے ہیں لہٰذا یہ بتا دیا جائے کہ زید کا فرمان حق ہے یا بکر کا اور ایسے شخص کے لئے جو ذکر کرتا ہے کوئی کام خلاف ادب کرے کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

الجواب۔ منبر ذاکرین کے لئے بچھایا جاتا ہے اس سے تعظیم ذکر مقصود ہوتی ہے۔ ذاکر علماء بھی ہو سکتے ہیں اور وہ جاہل بھی جو علماء کی مستند کتب سے پڑھیں باقی وہ لوگ جو سنگر جمعت موضوعات بکتے ہیں اگر یہ وہابی ہے تو عالم بنا کیں ہر گز منبر کے مستحق نہیں نہ وہ ان کی روایات کا ذکر نہ ان کا سننا جائز لہٰذا ذاکرین جب بعض جاہلین فساق و فجار بھی مشتمل ہوتی ہیں ان فواسق کو منبر نہ دیا جاوے کہ تعظیم ذکر کے ساتھ ان کی بھی تعظیم ہوگی اور فاسق کی تعظیم (ناجائز در گناہ) ذو فسقہ سوا فسقا یا خون وہ ذاکرین جو سنی صحیح العقیدہ غیر فاسق معلن ہوں اور کتب معتبرہ مستندہ سے روایات صحیحہ مقبولہ و مستعملہ پڑھیں وہ علماء کے اس وقت نائب ہیں انھیں منبر پر بٹھانے میں حرج نہیں ذکر ہیک کے آداب کے خلاف کوئی امر نہ کرنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ مرسلہ پروفیسر سید شاہد علی میرٹھ کالج۔

جزیہ جو اسلامی حکومت میں غیر مسلم اقوام سے لیا جاتا تھا وہ کیا تھا اور کیوں لیا جاتا تھا جزیہ ایک قسم

کا فوجی ٹیکس تھا جو کہ کسی قوم سے لڑنے کے بعد لڑائی کا نقصان پورا کرنے کی غرض سے لیا جاتا تھا یا وہ ایک ایسا محصول تھا جو غیر مسلم اقوام سے محض اس لئے کہ وہ اسلامی حکومت میں رہتی تھیں لیا جاتا تھا۔ از روئے مراحم عالمانہ اس مسئلہ کا جواب پوری تفصیل اور دلائل کے ساتھ عنایت فرمایا جاوے اور اگر کوئی کتاب جس میں جزیہ کے متعلق کافی دلائل اور شرح ہوں تو براہ مہربانی اس کا نام بھی تحریر فرمایا جاوے۔ فقط

بینوا توجروا۔

الجواب۔ جزیہ عقوبت علی الکفر ہے کفر پر رہتے ہوئے دار الاسلام میں رہنے پر ہے قتل سے چھٹکارے کا بدلہ ہے کہ یا اسلام لائے یا قتل کئے جاؤ گے۔ یا ذلت سے رہو کہ ذلت کے ساتھ حاضر ہو کر جزیہ حاضر کرو، جو ہر کافر پر واجب ہے مگر مرتد پر اور عربی مشرک بت پرست پر۔ ان سے جزیہ نہ لیا جائے گا اسلام لائیں گے تو قتل ہی کئے جائیں گے ان سے قتل ساقط نہ ہوگا اور فقیر جو کسی وجہ سے عمل پر قادر نہیں اور اپاہج مفلوج، لولا، لنگڑا، بہت بوڑھا جو بالکل عاجز ہو چکا ہے اندھا اور راہب جو لوگوں سے انقطاع رکھتا ہو کسی سے ملتا جلتا نہ ہو اور بچہ اور غلام اور نساء مگر جن تغلب کی عورتیں کہ ان پر جزیہ ہے۔ بات یہ ہے کہ جزیہ نہیں مگر وجہ اسقاط قتل اور فقیر اپاہج وغیرہ مذکورین قتل سے حکماً مامون۔ غلام میں مکاتب و مدبر و ابن ام ولد سب داخل ہاں اگر ان مذکورین سے کوئی ذی رائے ہو اپنی رائے سے کافروں کی اعانت کرتا یا مال دار ہو اپنے مال سے انھیں مدد پہونچاتا ہو تو وہ قتل کیا جائے گا ورنہ اس پر اسقاط قتل کے سبب جزیہ مقرر ہوگا۔

جزیہ دو قسم ہے ایک وہ جو صلح سے وضع کیا جائے۔ یہ من جانب الشرع معین نہیں جتنے پر صلح واقع ہوگی وہ لیا جائے گا اور اس میں تغیر نہ ہوگا، کچھ کم و بیش نہ ہو سکے گا اور ایک وہ جو بعد غلبہ و فتح مقرر کیا جائے گا اس کی تین صورتیں حسب حال ناس ہوں گی۔ فقیر معتمل جو کسی طرح کسب پر قادر ہو اس سے سال میں بارہ درہم ایک درہم ماہوار اور متوسط الحال سے سال میں ۴۸ درہم ہر مہینہ دو درہم اور غنی مال دار سے پر سال پر ۴۸ درہم ہر ماہ چار چاہے سال پر لیا جائے یا ہر ماہ دے دے کم از کم دس ہزار درہم کا مالک غنی ہے اور دو سو درہم کا متوسط الحال اور جو کسی چیز کا مالک نہ ہو فقیر ہے۔ یوں ہی وہ جو دو سو درہم سے کم کا مالک ہو اور جہاں عرف میں دس ہزار درہم سے کم کے مالک کو مکثر کہا جاتا ہو وہاں کے اعتبار سے وہ ہی مکثر ٹھہرنا چاہیئے بعض ائمہ نے اس میں عرف کا اعتبار فرمایا۔

اور جب ظاہر الروایہ میں کوئی تحدید نہیں بیان ہوئی ہے تو رائے امام و سلطان کی جانب تفویض

کرنا چاہئے کہ وہ جیسا سمجھے اس پر اس کے حسب حال مقرر فرمائے ان اوصاف کا لحاظ آخر سال ہوگا کہ وہی وقت وجوب ادا ہے اور اہلیت وعدم اہلیت میں وقت وضع معتبر ہوگا اگر مثلاً وقت وضع صبی تھا یا مجنون تھا بعد وضع الامام اسی سال بالغ ہوگیا مجنون صحیح ہوگیا تو اس پر جزیہ مقرر نہ فرمایا جائے گا آئندہ سال اگر یہ اہل ہوں گے تو وضع کیا جائے گا۔ مگر فقیر کہ وہ اگر وقت وضع فقیر غیر معتمل تھا پھر موسر ہوگیا تو اس پر وضع فرما دیا جائے گا اگرچہ ابھی اکثر حول باقی ہے امام ہر سال تجدید وضع فرماتا ہے گا۔ یہ غلط ہے کہ جزیہ فوجی ٹیکس تھا جو لڑائی کا نقصان پورا کرنے کی غرض سے لیا جاتا تھا جزیہ کے کچھ مسائل تو یہاں ذکر ہوئے انھیں سے روشن کہ وہ ہرگز فوجی ٹیکس کسی طرح نہیں خاص جزیہ کے متعلق تمام مسائل کی کتب اردو و فارسی میں ہماری نظر میں نہیں۔

درمختار میں فرمایا الموضوع من الجزیۃ یصلح لایتدر ولا یقدر بقدر من القدر وما وضع بعد ما قدروا وافرضوا علی اھل کل بلد کذا کذا فی کل سنۃ علی فقیر معتمل یقدر علی تحصیل النقدین بای وجہ کان اثنا عشر درھما فی کل شھر درھم وعلی وسط المال متعدد فی کل شھر درھمان وعلی المکثر متعدد فی کل شھر اربعۃ دراھم وھذا التفصیل لایمنع الوجوب لأنہ باول الحول ومن مات عشرۃ الا عشرۃ دراھم فصاعدا حتی ومن مات ما دون درھم فصاعدا متوسط ومن مات مادون المأتین او لا یمات ثبتا فقیر قالہ الکرخی وھو احسن الاقوال وعلیہ الاعتماد واعتبر ابو جعفر العرف وھو الاصح ویعتبر ھو وھذہ الصفات فی آخر السنۃ فتح لانہ وقت وجوب الاداء۔ وتوضع علی کتابی ومجوسی ولو عربیا وشمی ای مجوسی لجواز استرقاقہ لبیان ضرب الجزیۃ علیہ لاعلی وثنی عربی لان المعجزۃ فی حقہ اظہر لمجاورتہ وسرتد فلا یقبل منھما الا الاسلام او السیف وصبی وامرأۃ وعبد ومکاتب ومدبر وابن ام ولد ومن بعضہ حر بعضہ عبد او تعطل قریہ فدخل الخراج والشیخ العاجز والاعمی وفقیر غیر معتمل وزمن اھب لایفیق اطلاقہ لانہ لایقتل والجزیۃ لاستقاطہ والمعتبر فی الاھلیۃ وعدمھا وقت الوضع فمن افاق او عتق او بلغ او سری بعد وضع الامام لم توضع علیہ بخلاف الفقیر اذا یسر بعد الوضع حیث توضع علیہ لان سقوطھا الجزیۃ وقد زال اھ ای الجزیۃ لیست بعقوبۃ کما علم من المصنفۃ بل انما ھی عقوبۃ لمن قدر علی اقامتھم علی الکفر فاذا جاز امھا الیھم للاستدعاء الی الایمان بدونھا اولی وقال تعالی حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون۔

ردالمحتار میں ہے۔ قولہ لایتدر ولا یقدر ای لایکون لہ قدر یدور الشارح بل کل ما یقع الصلح

---

[1] ملخصاً شامی جلد ۳ صفحہ ۲۹۶ تا ۲۹۹ مطبوعہ بیروت۔

علیہ یتعین ولا یغیر بزیادۃ ولا نقص قولہ واعتبرا ابو جعفر العرف حیث قال ینظر الی عادۃ کل بلد فی ذلک الا تری ان صاحب تحسین العباب یعد من المکثرین وفی البصرۃ وبغداد لا یعد مکثرا قولہ وھو الاصح صححہ فی الولوالجیۃ ایضا قال فی الدر المنتقی والصحیح فی معرفۃ ھؤلاء عرفھم کما فی الکرمانی وھو المختار کما فی الاختیار وذکرہ القھستانی واعترف فی المنح بما فی البحر وبہ علم ان التقدید المذکور فی ظاہر الروایۃ ولا یخفی ان الاول ای اعتبار العرف اقرب لرای صاحب المذھب واقرب فی الشرنبلالیۃ فی شرح المجمع وغیرہ ویبقی تفویضہ الامام ای کما ھو رای الامام وفی التاترخانیۃ انہ الاصح فتنبہ ام یعنی ان رای الامامان المقدرات التی لم یرد بھا نص لا تثبت بالرای بل تفوض الی رای المبتلی قولہ لانہ لا یمتثل الاصل ان الجزیۃ لاسقاط القتل فمن لا یجب قتلہ لا توضع علیہ الجزیۃ الا اذا اعانوا برای او مال فتجب الجزیۃ قولہ لم توضع علیہ لان وقت الوجوب اول السنۃ منذ وضع الامامان الامام بعد الوضع عند راس کل سنۃ تقدیرا لحولان الحول بالوخ الصبی وعتق العبد وغیرھما فاذا اختلفوا وعتق العبد بعد الوضع فقد مضی وقت الوجوب فلم یکونوا اھلا للوجوب۔ قولہ بخلاف الفقیر ای غیر المعتمل اذ الیسر العمل فانما الوضع علیہ۔ قولہ لان سقوطھا لعجزہ لان الفقیر یعد لوضع الجزیۃ لکونہ محرا مکلفا لکنہ معذور بالفقر فاذا زال اخذت منہ لکن ان بقی من الحول اکثرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از گیا ڈاک خانہ رفیع گنج محمد عبد الحق بابو جنرل مرچنٹ مورخہ ۲۲ ۲ ۲۴ھ

گراموفون جس میں کہ اشعار نعتیہ وغیرہا ہوں اس کا سننا جائز ہے یا نہیں اور گراموفون مزامیر کے اندر داخل ہے یا نہیں؟

الجواب۔ گراموفون آلات لہو ولعب سے ایک آلہ ہے اور نعت شریف اللہ ورسول کا ذکر جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھر ریکارڈ کے مصالحہ میں امپورٹ ہوتی ہے امپورٹ شراب ہے گراموفون سے ہرگز کچھ نہیں خصوصاً اذکار خدا و مصطفےٰ عز شانہ وعلیہ التحیۃ والثنا گراموفون میں مزامیر کی آواز بھی ہوتی ہے گراموفون خود مزامیر میں نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از رنگون برما مثل اسٹریٹ ۲۲۰ مرسلہ محمد طیب صاحب بمبئی اواخر ذی القعدہ ۲۴ھ

محرم شریف میں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر شہادت صحیح روایتوں سے مسلمانوں کو سنانے کے لئے محفلیں منعقد کرنا یا حضرات اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ایصال ثواب کے لئے

ان کی نیاز دلانا سنی مسلمانوں کے لئے مذہبی رسوم میں سے ہے یا نہیں اور ایک سنی مسلمان اس کو اپنی مذہبی رسم کہہ سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ بے شک بے شبہ حضرات امامین سیدین شہیدین حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاک ذکر مبارک کی مجالس متبرکہ اہل سنت کا طریقہ رضیہ رسم محمودہ مرضیہ ہے محبوبانِ خدا و پیشوایانِ دین حبیب کبریا علیہ فخر علیہم التحیۃ والثنا کا ذکر مسلمانوں کے دین میں ذکر خدا ہی ہے کہ مردان خدا خدا نہ باشند۔ لیکن زخدا جدا نہ باشند۔ ظاہر ہے کہ مسلمانوں کا ان محبوبانِ الٰہی سے علاقہ ان کی ذوات کے لئے نہیں۔ اسی لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندگانِ خاص محبوبان باختصاص ہیں ان کا ذکر وہ اسی لئے کرتے ہیں کہ وہ بارگاہ الٰہی کے خاص مقبول بندے ہیں۔ ان کا ذکر باعثِ رحمت و برکت اور کارِ ثواب ہے ان کا ذکر خدا کی عبادت اور خدا چاہے تو سبب نجات از عذاب ہے امام سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ اور خاص کر یہ ذکر شہادت تو ارشاد الٰہی وذکرھم بایام اللہ[1] کے نیچے داخل اس ذکر سے مسلمانوں کا مقصد اپنے ان اماموں کی دینی عظمت دکھانا حق پر استقامت اور باطل سے نفرت کی ضرورت بتانا فسق و فجور کی عداوت اور اپنے ان دینی پیشواؤں کی محبت کو جن سے ایمان کو قوت پہونچتی ہے اپنے دلوں کو تازہ کرنا اور دین و مذہب پر اپنی جان و مال عزت و آبرو سب کو نثار و قربان کر دینے کا سبق اپنے ان اماموں کے اس اسوۂ حسنہ سے حاصل کرنا اوروں کو ان کی ہدایت کرنا ہے

فائدہ دنیاویہ۔

ان مجالس کی رسم بہترین رسم ہے ان مجالس سے مسلمانوں کے بہت دینی فائدے ہیں مگر وہابی اور دیوبندی محبوبان خدا کے دشمن ایسے دشمن ہیں کہ وہ ان کا ذکر بھی سننا نہیں چاہتے بلکہ اتنا بھی نہیں سن سکتے کہ سال بھر میں ایک بار فلاں جگہ ان کا ذکر خیر ہوا اور کیوں چاہیں گے جانتے ہیں کہ جب تک ان کا ذکر مسلمانوں میں رائج رہے گا مسلمانوں کو ان سے محبت رہے گی اور جب تک محبوبانِ خدا سے مسلمانوں کا علاقۂ محبت رہے گا وہ ان کے دام تزویر میں آسانی سے نہ پھنس سکیں گے ان مجالس مبارکہ اور اس ایصال ثواب کی رسم ایسی ہی رسم ہے جیسے مجلس میلاد مبارک اور گیارہویں شریف کی رسم مسلمانوں میں رائج ہے کون نہیں جانتا کہ یہ دینی و مذہبی مصالح ہیں وہابیوں کے نزدیک جیسے مجلس میلاد شریف وغیرہ ویسے ہی یہ مجالس متبرکہ اصل علت تو وہی محبوبانِ خدا سے عداوت ہے مگر ہاتھی کے دانت کھانے

[1] سورۂ ابراہیم آیت ۵

کے اور ۱ اور دکھانے کے اور ہوتے ہیں۔ گڑھی ہیں ان ہی میں سے ایک یہ ہے کہ چونکہ یہ رسم ہے لہٰذا حرام ہے دیوبندیوں کے پیشوا اشرف علی تھانوی کی اصلاح الرسوم دیکھئے۔ ۲ کچھ پڑا یا اور کچھ کھانا پکا کر احباب یا مساکین کو دینا اور ان کا ثواب حضرت امام حسین کو بخش دینا اس کی اصل وہی حدیث ہے کہ جو شخص اس دن میں اپنی عیال پر وسعت دے اللہ تعالیٰ سال بھر تک اس پر وسعت فرماتے ہیں مگر چونکہ اس میں رسوم کی پابندی کرلی ہے اس کو گناہ قرار دیا ہے اس لئے رسم کے طور پر کرنے سے ممانعت کی جائے مختصر ۳ شربت پلانا یہ بھی اپنی ذات میں مباح تھا جب پانی پلانے میں ثواب ہے تو شربت میں کیا حرج تھا مگر وہی رسوم کی پابندی اس میں بھی ہے۔ مختصر ۴ شہادت کا قصہ بیان کرنا یہ بھی فی نفسہ چند روایات کا ذکر کر دینا ہے فی ذاتہ جائز تھا مگر الخ

انھیں تو رسم سے چڑ ہے اس سے کچھ بحث نہیں کہ رسم اچھی ہے یا بری ان کے نزدیک رسم ہے تو بری ہی ہے۔ ہمیں ہمیں بات وہ ہی ہے کہ محبوبانِ خدا کی تعظیم ان کا ذکر انھیں ایصال ثواب سے چڑ ہے۔ محبوبانِ الٰہی کو ایصال ثواب، ان کا ذکر شریف معاذ اللہ ان کی رسم تو بری ہے بوجہ رسم ہونے کے حرام ہے مگر اب پیری مریدی کی رسم کیا خلاف کلیت ہے پہلے خشک وہابیوں کے نزدیک تو وہ بھی شرک تھی مگر اب اس وقت کے وہابی اپنے ان اسلاف کو احمق سمجھتے ہیں کہ ایسے نفع کی بات کو بے وقوف شرک و بدعت بتاتے تھے انھیں ہر وہ بات جس میں وہابی کا مالی فائدہ ہو بالکل حلال ہے انھیں اگر مسلمانوں میں بجائے کچھ پکانے لنگر کرنے شربت پلانے سبیل لگانے مجالس ذکر میں خرچ کرنے کے یہ رسم ہو جائے کہ وہ جو روپیہ ان کاموں میں صرف کرتے ہیں وہابیوں کو مدرسہ یا کسی زرخریدے کے نام سے دیدیں پھر رسم نہایت خوب محبوب و مرغوب و مطلوب ٹھہرے گی ولاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از بریلی مسئولہ سکریٹری انجمن اسلامیہ۔ رجب مرجب ۱۳۵۱ھ

شب برات کی آتشبازی مسلمانوں کے ہاتھ فروخت کرنا اور خود چھوڑنا اور دوسروں کو چھوڑنے کی تحریک کرنا اور اسی طرح دیگر امور متذکرۂ بالا کے بارے میں جو شریعت مطہرہ کا حکم ہو وہ مفصل بتلایا جائے بینوا توجروا۔

الجواب۔ عقل و نقل کا قاعدہ مسلمہ اور ایک پختہ اصل از اصول محکمہ ہے کہ جرم میں کسی طرح کی اعانت بھی جرم ہے۔ یہاں تک کہ اس میں برائے تماشہ شرکت بھی۔ قائل ہرار ہونا کب قتل پر مجرم نہیں۔ ہر وہ شخص جو

اس کا کسی طرح معین و مددگار بھی اسی کی طرح مجرم ٹھہرتا ہے بلکہ وہ بھی جو کھڑا تماشا دیکھتا ہے۔ مقتول کی اعانت کر سکتا ہو اسے کسی طرح قاتل کے حملے سے بچانے کی کوشش کر سکتا ہو اور نہ کرے۔ قرآن عظیم کا ارشاد کریم ہے وتعاونوا علی الاثم والعدوان۔ گناہوں پر ایک دوسرے کی امداد و اعانت نہ کرو۔ حدیث میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ من مشی مع ظالم لیعینہ وھو یعلم انہ ظالم فقد خرج من ربقۃ الاسلام۔ من عنقہ او کما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ائمہ تصریح فرماتے ہیں التفرج علی الحرام حرام۔ مال ضائع و برباد کرنا حرام ہے۔ شب برات کی آتش بازی ناجائز بازی ہے کہ اوّل وہ بازی ہے اور لہو و لعب حرام پھر اس میں تضیع مال ہے اور وہ ناجائز ہے۔ بیدریغ پیسے کا ناشکرہ اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرہ تو ہر مبذر اس ناشکری کے سبب شیطان کا بھائی ٹھہرا قرآن کریم متنبہ فرماتا ہے لاتبذر تبذیرا۔ مگر یہ نہیں سنتا اس علیہ الیہ کو جسے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا تھا شیطان کی راہ میں بے دریغ صرف کرتا ہے اسی پر تو قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین وکان الشیطٰن لربہ کفورا۔ پھینکنے والے اگر نہ پھینکیں تو بنانے والے بنائیں کیوں؟ بنانے والے نہ بنائیں تو بیچنے والے کہاں سے پائیں؟ پھر جب بنانے والے نہ بنائیں بیچنے والے نہ بیچیں تو چھوڑنے والے اپنی کمائی یا باپ دادا کی کمائی میں خود آگ لگانے والے کیونکر آگ لگائیں؟ خود گناہ کرنا ایک جرم اور اس کی ترغیب و تحریص دوسرا جرم۔ جرم بالائے جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے بھائیوں کی آنکھیں کھولے اور ہم سب کو شیطان کے قدموں پر چلنے سے بچائے۔ قال اللہ تعالیٰ، لاتتبعوا خطوٰت الشیطٰن انہ لکم عدو مبین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از بریلی محلہ ..... مسئولہ ..... شعبان ۱۳۱۸ھ

بکنے مسلمانوں کے قبرستان کی قبریں جس میں علماء و اولیاء اللہ و عام مسلمانوں کی قبریں تھیں کھود کر اپنا مکان بنالیا اور انھیں قبروں پر پاخانہ و غسل خانہ وغیرہ جو لوازمات مکان مسکونہ کے ہیں تعمیر کرائے جب اس ناشائستہ فعل سے بکر کو منع کیا گیا تو وہ آمادۂ فوجداری ہوا، لہٰذا اس بارے میں بکر کہاں تک ازروئے شریعت مطہرہ کے مجرم ہوا اور اب اگر وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرنا چاہے تو اس کا کیا کفارہ اس کو دینا چاہیے؟ بینوا توجروا

الجواب۔ بکر سخت شدید گنہگار مستحق نار ہے جب غضب جبار مبتلائے قہر قہار حق اللہ اور حق العباد دونوں میں گرفتار ہے اس پر تو بہ فرض ہے سچے دل سے توبہ و رجوع کرے اپنے اس گناہ اور سب گناہوں

ف۱ سورۂ بنی اسرائیل آیت ۲۶ ف۲ سورۂ مائدہ آیت ۲ ف۳ سورۂ نور آیت ۶۳ ف۴ مشکوٰۃ ص ۴۳۶

پر شرمندہ و منفعل ہو خدا سے مغفرت چاہے قبور جو منہدم کی ہیں انھیں پھر بنادے اپنا قبضہ مالکانہ قبرستان سے اٹھائے پاخانہ غسل خانہ فوراً فوراً دفع کرے جہاں نجاست کی ہے اس جگہ کو فوراً فوراً نجاست سے پاک کرے خالی زبانی توبہ نہ ہوگی۔ زندوں سے معافی چاہے مُردوں کو ایصال ثواب کرتا رہے جن کی قبور منہدم ہیں جن کے قبر پر پاخانہ غسل خانہ وغیرہ بنایا ان زندوں سے جن کے اعزا و اقربا کی قبور کی توہین کر کے انھیں بھی ایذا پہونچائی ان سے معافی چاہے خدا سے توفیق دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بخدمت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رفیع الدرجت مؤید الملۃ حضرت مولینا مولوی مصطفےٰ رضا خاں صاحب دام ظلہ

استفتاء۔ (۱) کسی اسلامی رفاہ عام مثلاً کتب خانہ پبلک وغیرہ کے لئے چار چار آنہ کی رسیدوں کے ذریعہ امدادی چندہ حاصل کیا جائے اور حاصل شدہ رقم میں سے نصف چندہ دینے دہندہ کی ایک معینہ تعداد پر بذریعہ قرعہ تقسیم کر دیا جائے اور چندہ دینے دہندہ کو پیشتر سے معلوم بھی ہو کہ نصف تقسیم کر دیا جائے گا تو کیا عند الشرع اس میں کچھ قباحت ہے۔

(۲) اگر مذکورہ صورت میں کچھ قباحت ہے تو ایسی حالت میں جب کہ غیر مسلم تو ہمیں اس طرح سرمایہ اکٹھا کرتی ہیں اور مسلمان بھی اس میں حصہ لیتے ہیں نیز مسلمانوں کے رفاہ عام کے کام سرمایہ نہ ہونے کی وجہ سے ناکام ہوتے رہتے ہیں مسلمانوں کو اس صورت سے فائدہ حاصل کرنا جائز نہ ہوگا۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ یہ ہرگز جائز نہیں چندہ کا روپیہ چندہ دینے والوں کا ہے یا ان ہے جس نیک کام کے لئے انھوں نے دیا ہے دیانت کے ساتھ اسے اس میں صرف کرے اور صرف نہ ہو تو لازم جس جس سے جتنا جتنا لیا ہے ہر ایک کو اتنا اتنا واپس دے یا ان کی اجازت ہو تو کسی اور جائز کام میں صرف کرے اگر کسی کام کے لئے چندہ لوگوں سے چندہ لیا اس میں صرف کر کے کچھ بچ رہا اور کام ختم ہو گیا تو حساب کر کے مصدر مصدر واپس دے اور آگے دینے لیا ہے تو جن جن کا روپیہ پورا پورا صرف ہو گیا ان کا پورا صرف ہو لیا جن کا آدھا انتہائی چوتھائی صرف ہوا انھیں آدھا یا دو ثلث یا تین ربع واپس دے۔ اور جس کا بالکل صرف نہ ہو سکا اس کا پورا واپس کرے۔ صورت مستفسرہ یقیناً ناجائز و ناروا کھلا ہوا ہے۔ خدا مسلمانوں کی آنکھیں کھولے نیک کام کرنا چاہتے ہیں تو وہ پھر بذریعہ حرام۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہ نصف چندہ کا روپیہ جو امین کے پاس نیک کام میں لگانے کے لئے تھا امین اسے اس میں نہ صرف کرنے والا اور بذریعہ قرعہ گیا کا بھیجا تھا اور بھیجا کا گیا کے نیچے لگانے والا کون۔

چندہ مختلف ہوگا مثلاً کسی کے دو پیسے کسی کے دو آنے کسی کے چار کسی کے آٹھ کسی کا روپیہ کسی کے دو روپیہ کسی کے دس کسی کے بیس کسی کے پچاس کسی کے سو سب مثلاً ہزار روپیہ چندہ ہوا اب پانچ سو روپیہ مثلاً پانچ آدمی کی معین تعداد پر بانٹا ضرور کے گئے تو کچھ ضرور نہیں کہ وہ پانچ فرد ہے وہی نکلیں جنھوں نے سو سو روپیہ دیے تھے کہ ہر ایک کو سو روپیہ اس کے مل جائیں بسا اوقات یہ ہوگا کہ وہ پانچ نکلیں جنھوں نے ۱-۲-۴-۸ روپیہ تو مرے نے کر زیادہ سے زیادہ آٹھ آنے خرچ کرنے والے کو سو روپیہ مل گئے (کیا جوئے کے سرپنگ ہوتے ہیں) واپس کرنا تو مالک کو کرتا کسی کی ملک کسی کو دینا کیونکر روا ہو سکتا ہے پر اس کو اس کا علم ہونا کہ ایسا ہوگا تو کیا سو روپیہ دینے والے رشوت دینے والے جوا کھیلنے والے کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ میرا اتنا اتنا روپیہ اس صورت میں جائے گا بلکہ اگر یہ صورت بھی ہو کہ چندہ مختلف نہ ہو ہر کسی سے مثلاً ۸ روپیہ روپیہ لیا گیا اور ہزار روپے ہوئے تو بھی یہی صورت ہوگی اس صورت میں تو یہ بھی ممکن تھا کہ پانچ شخص وہی نکل آئے جن سے سو سو روپیہ لے گئے تھے اور اس صورت میں یہ بھی ممکن نہیں یہاں ۸ روپیہ روپے والے ہی سب ہیں اور ۸ روپیہ روپے ہی میں سو سو روپے ملتے ہیں۔

پھر جس صورت میں سو سو روپے والے پانچ فرد سے نکلے اس میں بھی نا ممکن انھیں ان کا روپیہ واپس دے رہا ہے نا انھیں کے خیال میں یہ ہے کہ ہم اپنا روپیہ لے رہے ہیں بلکہ اتفاقیہ یہ صورت ہو گئی انھوں نے ہمارا روپیہ دیا تھا اتنا انھیں پہونچ گیا وہ مگن ہیں کہ بلا دی لگی نہ پیشکری اور رنگ چوکھا آیا۔ سو روپے ہمارے نیک کام میں لگے ہوئے ہیں اور ہمیں گھر بیٹھے سو مل بھی گئے ہمارے نیک کام میں لگے اور وہاں کے ہمیں مل گئے اور سب کو یہ حال معلوم ہی ہے لہذا اس میں کوئی حرج نہیں پھر درحقیقت یہ دینا ان نیک کام کے لئے نہیں کام کا نام ہی نام ہے وہ تو محض برائے نام ہے دینے والوں کی اصل غرض یہی ہوتا ہے (العیاذ باللہ تعالیٰ) کہ ہمارا ایک روپیہ سو روپیہ کے ملنے کی امید پر دیا جاتا ہے قسمت سے مل گئے تو بہتر ورنہ سمجھ لیتے کہ ۸ ر یا روپیہ نیک کام میں صرف ہو جائے گا۔

مگر قسمت کہ وہ بھی کچھ ضرور نہیں کہ گمان کہ اس کا روپیہ اس نیک کام میں صرف ہی نہ ہوا اس نصف حصے میں ان پانچ کے پاس پہونچ جائے تو اولاً وہ امید ہے اور ثانیاً یہ امید تو اب جیسے کسی بڑھیا کی روٹیاں چوری جا نورلے جائے اس نے اول تو نیت کوشش کی کہ اس سے چھین لے جب دور پہونچ گیا اس کا کوئی بس نہ رہا تو نہ لی جانے دی خدا کی راہ میں دیں پھر تقرب کو خلوص نیت درکار یہاں خلوص کہاں اول ہی

سے نیت بدلے اسے نیک کام سمجھنا حرام حرام ہے اے عزیز یہ پوچھتا ہے کہ یہاں اس میں کچھ قباحت ہے یہ پوچھ کہ عین قباحت کی کس قدر عظیم شامت ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(۲) ہر گز نہیں، ہر گز نہیں، غیر مسلم قومیں سود کے منافع تبلیغ وغیرہ امور میں جنھیں وہ کار خیر جانتی ہیں صرف کرتی ہیں یہ پوچھنا ایسا ہی ہے کہ کوئی یہ پوچھے کہ غیر قومیں سود سے جو نفع اٹھاتی ہیں اور مسلمان بھی اس میں حصہ لیتے ہیں تو کیا مسلمانوں کو جائز ہوگا کہ وہ سود کا روپیہ جمع کر کے دینی کاموں میں صرف کریں اے عزیز قرآن کا ارشاد سن۔ واتبعوا خطوات الشیطان ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ حکیم عبدالستار صاحب غنی عنہ ۲۵ نومبر ۱۹۳۲ء

بخدمت المکرم ذوالمجد والکرم جناب مولوی صاحب تحیۃ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج شریف! بعد سلام مسنون یہ تحریر بغرض تجویز فیصلہ ارسال خدمت ہے کہ بریلی کے دو شعراء میں اس امر کی بحث ہے کہ زید کہتا ہے کہ اسلام بسبب اپنی حقانیت اور اخلاقیت کے دنیا میں پھیلا اور بکر کہتا ہے کہ اسلام تلوار سے پھیلا اگر آج تلوار مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو اسلام روز افزوں ترقی کرے آیا جناب کے نزدیک ان دونوں مسلم شاعروں کے حق میں کیا فیصلہ ہے اور زید و بکر میں کون صحیح الرائے ہے۔ بینوا توجروا

الجواب۔ اسلام اللہ کا پسندیدہ دین ہے اسلام کی روشن و پاک تعلیم اور اس کے بہتر سے بہتر صحیح اصول نے عاقلوں کو اس کا بندہ بنایا۔ جو ذرا بھی سمجھ رکھتے تھے اور مرض عناد میں گرفتار نہ تھے انھوں نے بعد دل نہایت شوق و رغبت سے اس کا کلمہ پڑھا۔ ہاں جو احمق مرض عناد میں گرفتار تھے باوجود یکہ اس کی حقانیت ان کے دل پر آشکار ہو چکی تھی جب کسی طرح اسلام کی ضرر رسانی سے باز نہ آئے تو اسلام نے اپنے حلقہ بگوشوں کے ہاتھوں تلوار دی۔ جن کے حق میں اس طریقہ سے ہدایت ہونا تھی اور کسی طرح نہ سمجھ سکتے تھے تو وہ اس ذریعہ سے حق سمجھے کہ اگر یہ مذہب حق نہ ہوتا تو اس کے معتقی بھر آدمی دنیا بھر کو فتح نہ کر لیتے ان کا عنادیوں تلوار کے گھاٹ اترا اور وہ سچے دل سے اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے۔ اور جن کے حق میں ہدایت نہ تھی وہ یوں بھی زمانے اگر بہ دل سے اس کی حقانیت کے معترف ہوئے۔ تو یہ غلط ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا اسلام یقیناً اپنی حقانیت ہی سے پھیلا۔ اس کی مثال ملے گی کہ تلوار کے ڈر سے اسلام قبول کیا ہو تلوار دیکھ کر بھی جس نے اسلام قبول کیا اس نے اسلام کو حق جان کر ہی قبول کیا۔ اسلام کی تلوار بھی اس کے لئے اسلام کی حقانیت کا روشن ثبوت بنی۔

لہ سورۂ نور آیت ۲۱

ہاں ابتدا میں منافقین بھی جو بظاہر کلمہ پڑھتے تھے اور باطن میں کافر تھے انھیں اسلام قبول ہی نہ ہوا وہ ویسے ہی کافر رہے تو ان میں اسلام کہاں پھیلا۔ وہ انھیں معاندین میں سے تھے انھیں کسی طرح اسلام قبول نہ ہوا اگرچہ بطرح اسلام کی حقانیت ان پر روشن ہوئی۔ منافقین کو اسی زمانہ میں چھانٹ چھانٹ کر جماعت مسلمین سے نکال دیا گیا جنھوں نے براہ اختیار کی تھی کہ مسلمانوں کی غنیمت میں شریک اور کفار کی غنیمت سے حصہ بانٹ ان سے لیتے تو ان کی کہتے ان میں جاتے تو ان کی کہتے کہ دونوں طرف سے حصہ پاتیں اس شخص کو اپنے اس قول سے رجوع لازم کر یا آدمیہ کہا کرتے ہیں اور اس سے بے وقوف لوگوں کو بہکاتے ہیں۔ اسلام آج بھی ترقی کر رہا ہے جب کہ ان کے ہاتھ میں تلوار ہے نہ وہاں کوئی اور زمانہ اول کفار سے اس کی ترقی پر چھ کر کروڑوں روپیہ اور ہزاروں مشنری ایجنٹ دیتے اور اپنے مذہب باطل کی تبلیغ میں زمانہ حال صرف کرتے اور بعض تلوار کا زور بھی دیکھتے ہیں ولاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ اس کا خیال ہے کہ اسلام کے ہاتھ میں جب تلوار ہوگی جب ترقی کرے گا۔ اسلام تو اس وقت بھی باعتبار تعداد ترقی پر ہے ہاں جب تلوار ہاتھ میں ہوگی تو آج کی سی حالت مسلمانوں کی نہ ہوگی ان کو دنیوی عزت اس سے زائد ہوگی اور ان کی شوکت و حشمت بھی کچھ بڑھ جائے گی وہ شخص جو دل سے مسلمان نہ ہو مسلمانوں کے ڈر سے تلوار کے خوف سے اسلام ظاہر کرے اسے مسلمان کب ٹھہرائے گا ہے؟ اسلام تو اسے منافق کافر فرماتا ہے تو اسلام کی ترقی ہرگز تلوار سے نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از میرٹھ محلہ شائستگان مرسلہ مولوی عبدالعلیم صاحب صادق۔ ۱۲ رمضان ۱۳۵۱ھ

ماتولکم رحمکم اللہ فضلکم

(۱) وقت پڑھا کر قصائد نعت اور حالت قیام میلاد شریف میں صلاۃ وسلام پڑھنا جائز ہے یا ناجائز وقت مع جماعت ہو تو کیا حکم اور بلا جماعت ہو تو کیا حکم؟

(۲) کسی بزرگ کے قدیم جھنڈے پر پھول چڑھا دف بجا کر قصائد نعت و توسل پڑھتے ہوئے اس کا جلوس نکالنا پھر اس جھنڈے کو بہ نیت تبرک مجلس میلاد شریف میں رکھنا اور بعد ختم میلاد شریف ان پھولوں کو تبرک کے طور پر کھانا جائز ہے یا ناجائز؟

(۳) کسی جلوس کے ہمراہ مقدم میں ان کی راہ میں جب ذیل کلمات کہتے ہوئے بکرا ذبح کرنا اور اس بکرے کے خون پر ان بزرگ اور ان کے متبعین کا پیر رکھتے ہوئے چلنا اور چند قدم آگے چل کر پھر وہی جب

قبل کلمات کہتے ہوئے دوسرا بکرا ذبح کرنا اور اس کے خون کو بھی اسی طرح ہموار کرنا نیت عبد ذبح معلوم ہوتی ہے۔ کلمات اللھم منک والیک بسم اللہ اللہ اکبر اللھم اجعل صدقۃ فلان (ع) عبد روس۔

(۴) مذکورہ بکروں اور ان بزرگ کا فوٹو لیا جانا جائز ہے یا ناجائز؟ مدلل مدلل جواب عطا فرمایا جائے رب العلمین آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

الجواب۔ (۱) ہر گز نہ چاہیئے ظاہر ہے کہ یہ سخت سوء ادب ہے اور اگر جانور بھی ہوں یا اس طرح بجایا جائے کہ گت پیدا ہو فن کے قواعد پر جب تو حرام اشد حرام ہے۔ حرام در حرام ہے۔ وھذا ظاھر من ان یظھر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) یہ بھی نہ چاہیئے جھنڈے پر پھول چڑھانا محض بے معنی دف بجا کر نعت و منقبت پڑھنے کا حکم اوپر گذرا۔ ان پھولوں کو تبرک بنانا نری ہوس خام ہے جھنڈے کی کسی بزرگ کی طرف نسبت ہی کے کیا معنی یہ ایسا ہی ہے جیسے تعزیہ دار فتح نشان کی عظمت حضرت امام عالی مقام کی جانب فرضی نسبت سے کرتے ہیں فرضی نسبت کیا کارآمد ہے۔ پھر اگر نسبت فرضی نہ ہو مثلاً کسی پیر کے مرید اس کی خانقاہ کے جھنڈے کی ایسی تعظیم کرتے ہوں اس پر پھول چڑھا کر انھیں لوٹتے ہوں جب بھی کہ یہ غلو ہے اور اللہ عزوجل غلو سے منع فرمایا ہے ارشاد قرآن ہے لَا تَغْلُوا فِی دِینِکُمْ محض جھنڈے کا جلوس نکالنا بھی ایسا ہی ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) ایسا کرنا بھی غلو ہے اور اگر اس ذبح سے مقصود اس مخلوق کی تعظیم بھی ہے اور ظاہر یہی بتاتا ہے کہ راہ میں ذبح کرنا اس کے خون پر قدم رکھواتے ہوئے لے جانا پھر اس منظر کا فوٹو لینا یہ سب اسی طرف ناظر اس صورت میں اس کی حرمت میں کیا شبہہ ہے کہ اگرچہ اس میں اللہ کے نام سے ذبح کئے مگر اس کا ذبح خالصاً للہ نہ ہوا۔ قدوم امیر ہو یا کسی اور معظم کے قدوم پر جو ذبح کیا جائے اس کا حکم فقہائے کرام نے یہی حرمت فرمایا ہے اگرچہ اللہ ہی کے نام پر ذبح کرے تنویر الابصار و درمختار میں ہے ذبح لقدوم الامیر و نحوہ کواحد من العظماء یحرم لانہ اھل بہ لغیر اللہ۔ تسمیہ کا مجرد خالص ہونا شرط ہے اور اس صورت میں وہ مجرد نہیں اس صورت میں اگرچہ ایسا کرنے والوں پر حکم کفر نہ دیا جائے مگر اس کی حرمت میں کوئی اختلاف نہیں۔

درمختار میں ہے ھل یکفر قولان برازیۃ وشرح وھبانیۃ قلت وفی صید المنیۃ انہ یکرہ ولا یکفر لانا لانسبہ الظن بالمسلم انہ یتقرب الی الاولی بھذا الفعل وبنحوہ فی شرح الوھبانیۃ عن الشافعیۃ

ف ۱ درمختار جلد ۵ صفحہ ۱۹۶ مطبوعہ بیروت۔ ف ۲ درمختار جلد ۵ صفحہ ۱۹۶۔ ف ۳ سورۂ نساء آیت ۱۷۱

شامی میں ہے قولہ انہ یتقرب الی الادمی ای علی وجہ العبادۃ لانہ انکر وھذا بعید من حال المسلم فانہ انما یقصد الدنیا فانتقل عندہ باظہار الحب قبل ذبح فدام عنہ انکر فی ذالک تعظیم لہ فکر ان التسمیۃ محرمۃ علی تعالی حکما کما اذا قال بسم اللہ واسم فلان حرمت ولا ملازمۃ بین الحرمۃ والکفر اھ کذا میں ہے اگر قصد معہ تعظیم غیر خدا جیسے الی انہ ذبح فندوہ امیر وغیرہ یغیر دلوسی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) جاندار کا فوٹو کھینچنا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ حضرت صدیق اکبر قرآن مجید پورا حفظ تھا یا تمام روح ہے اس سارے قرآن مجید کے حافظ تھے یعنی حافظ تھے یا کہ اس قرآن مجید کے حافظ تھے جو پہلے حضرت عثمان غنی نے جمع کیا تھا کہ سورۃ بقرہ سورۃ عمران یا اور سورہ کے حافظ تھے؟

الجواب۔ حضرت خلیفہ رسول اللہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پورے قرآن عظیم کے حافظ تھے قرآن تو ایک ہی ہے اس کے کیا معنی کہ جو آج کل مروج ہے یا وہ جسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمع فرمایا تھا یہ وہی قرآن ہے جو آج بفضلہ تعالیٰ ہمارے ہاتھوں ہمارے سینوں اور ہماری زبانوں پر ہے۔ جو اللہ عزوجل نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر نازل فرمایا اور جسے پہلے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو لوحوں میں جمع فرمایا جس کے جمع کرنے کا حکم حضور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا تھا پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی ترتیب پر صواعق محرقہ میں تہذیب امام نووی سے ہے انہ احد الذین حفظوا القرآن کلہ۔ امام ابن حجر کی صواعق میں فرماتے ہیں وسبقہ فضائلہ العظیمۃ جمعہ للقرآن فقد اخرج ابو یعلی عن علی قال اعظم الناس اجرا فی المصاحف ابو بکر ان ابا بکر کان اول من جمع القرآن بین اللوحین۔ واخرج البخاری عن زید بن ثابت قال ارسل الی ابو بکر مقتل اھل الیمامۃ وعندہ عمر فقال ابو بکر ان عمر اتانی فقال ان القتل قد استحر یوم الیمامۃ وانی لاخشی ان یستحر القتل بالقراء فی المواطن فیذھب کثیر من القرآن الا ان تجمعوہ وانی لامری ان تجمع القرآن۔

قال ابو بکر قلت لعمر کیف افعل شیئا لم یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال عمر ھو واللہ خیر فلم یزل عمر یراجعنی فیہ حتی شرح اللہ لذالک صدری فرأیت الذی رای عمر قال زید وعمر عندہ جالس لا یتکلم فقال ابو بکر انک شاب عاقل ولا نتھمک وقد کنت تکتب الوحی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتتبع القرآن فاجمعہ فواللہ لو کلفنی نقل جبل من الجبال ما کان اثقل علی مما امرنی

سلہ در مختار جلد ۱ ص ۱۱ مطبوعہ بیروت سلہ در مختار جلد ۱ ص ۱۱ مطبوعہ بیروت سلہ صواعق محرقہ ص ۸۹ مطبوعہ اسکول

بہ من جمع القرآن فقلت کیف تفعلان شیئاً لم یفعلہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابوبکر ھو واللہ خیر فلم ازل اراجعہ حتی شرح اللہ صدری للذی شرح اللہ لہ صدر ابی بکر وعمر فتتبعت القرآن اجمعہ من الرقاع والاکتاف والعسب ای العصی من الجرید وصدور الرجال حتی وجدت من سورۃ التوبۃ آیتین مع خزیمۃ بن ثابت لم اجدھما مع غیرہ لقد جاءکم رسول الی آخرھا فکانت الصحف التی جمع فیھا القرآن عند ابی بکر حتی توفاہ اللہ ثم عند عمر حتی توفاہ اللہ ثم عند حفصۃ بنت عمر رضی اللہ عنہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از سیالکوٹ محلہ ترین پورہ دارالشرف منزل مرسلہ مجتبیٰ حسین صاحب الویلی ۱۴ اپریل ۱۹۳۳ء

خدوم و محترم بندہ زاد عنایتہ بعد سجا آوری آداب خاوماً گذارش ہے کہ ایک عرصہ سے یہ مسئلہ میرے اور میرے ایک عزیز دوست کے درمیان زیر بحث ہے کہ آیا قربانی کا گوشت کفار کو دینا جائز ہے یا نہیں لہٰذا حضور سے استدعا ہے کہ اس مسئلہ کو حل فرمادیں کہ اس بحث کا خاتمہ ہو جائے۔

الجواب۔ قربانی اللہ عزوجل کے نام پر اراقت دم سے ادا ہو جاتی ہے گوشت کا یہ مالک و مختار ہے چاہے کرے اپنے صرف میں لائے یا اپنے اعزا و اقربا احباب کو تقسیم کرے یا سب فقرا و مساکین کو دے دے ہاں مستحب یہ ہے کہ اس کے تین حصہ کرے ایک گھر کے لئے رکھے ایک اعزا و احباب میں تقسیم کرے ایک فقرا و مساکین کو بانٹے۔ کافر ذمی کے ساتھ برّ و احسان کی اجازت ہے[1] قال تعالیٰ لا ینھکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا۔ حربی کے ساتھ ممنوع ہے قال تعالیٰ انما ینھکم اللہ عن الذین قاتلوکم۔ تو حربی کافر کو قربانی کا گوشت دینا چاہئے نہ کوئی اور شئی ہاں اگر اپنے کسی کافر خادم کو اس کی اجرت میں قربانی کا گوشت دے دے تو حرج نہ ہوگا کہ وہ اس کے اپنے ہی صرف میں آیا۔ یونہی اگر اسے بطور انعام اس امید پر دے کہ رع مزدور کوش دل کند کاوش۔ تو بھی حرج نہ ہونا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین حسب ذیل مسائل میں۔

(۱) "اعلیٰ حضرت" کے معنی کیا ہیں مع دلیل کے بیان کیجئے؟

الجواب۔ اعلیٰ حضرت کے معنی ہیں اعلیٰ بیش گاہ۔ اور محاورے میں مجازاً اس کا اطلاق معظم تر شخص پر عائد ہے جیسے معظمین کو حضرت کہا جاتا ہے یونہی جیسے جناب کہا جاتا ہے۔ سرکار بولا جاتا ہے اور راجہ جانشین کے

---

[1] سورۃ الممتحنہ آیت ۸ [2] ایضاً آیت ۹

محاورے میں معظم شخص پر بھی سرکار کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ اور میں عام محاورے میں معظم ترکہ جناب عالی۔ عالی جناب، عالی سرکار، سرکار عالی کہا جاتا ہے، اور میں حضرت اعلیٰ، اعلیٰ حضرت، عالی حضرت، حضرت عالی بھی واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) بعض کہتے ہیں سرکہ کھانا منع ہے۔

الجواب۔ سرکہ کھانا بہت اچھا ہے حدیث میں فرمایا نعم الادام الخل۔ جو کہتا ہے منع ہے جھوٹا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) کس طرح کا پانی کھڑے ہو کر پینا درست ہے۔ مثلاً جھوٹا پانی، سبیل کا پانی، وضو کا بچا پانی، آب زم زم یہ پانی کھڑے ہو کر پینا درست ہیں یا نہیں، بینوا توجروا۔

الجواب۔ آب زم زم اور وضو کا بقیہ پانی کھڑے ہو کر پی سکتے ہیں۔ سبیل کا پانی لوگوں نے اس لئے لگایا ہے کہ اکثر سبیل کے نیچے کچرہ ہوتی ہے۔ پیٹھے کا موقع نہیں ہوتا مسلمان کا جھوٹا پانی کھڑے ہو کر نہ پئیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) السلام علیکم کس شخص کو کرنا درست نہیں مثلاً جو کھیلتا ہو تاش کھیلتا ہو۔ کھانا کھانے کے وقت تلاوت کرتے وقت، اور وظیفہ میں مبتلا ہو۔ ان موقعوں پر جواب السلام علیکم کا دینا درست ہے یا نہیں۔ مفصل بیان ہو اور کس کس موقع پر السلام علیکم کا جواب دینا درست ہے؟

الجواب۔ معلن فاسق جو کسی کبیرہ کا مرتکب یا صغیرہ پر مصر ہو اس سے ابتداء سلام نہ کی جائے مگر جب کہ اس سے ضرر کا اندیشہ ہو۔ ایسے مشغول شخص کو بھی سلام نہ کیا جائے جو کھانے پینے میں مشغول ہو یا علم دین کے درس میں یا تلاوت قرآن عظیم کر رہا ہو یا درود شریف یا اور کوئی وظیفہ پڑھ رہا ہو۔ یوں واعظ یا امام نماز اور اذان دینا درست ہے۔

(۵) عورتوں کو کھڑی لڑکی کا جوڑا پہنانا درست ہے؟

الجواب۔ جو جوڑا مروجہ ہو یعنی جس وضع کا مردوں کے ساتھ خاص ہو عورتوں کو اس کا پہنانا درست نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) دولہا کو مہندی لگانا درست ہے یا نہیں آج کل عام رواج ہے۔ دولہا چاندی کا زیور پہنتے ہیں اور کنگن باندھتے ہیں کہ زیور اور کنگن اتروا کر نکاح پڑھا جاوے اگر زیور اور کنگن پہنے ہیں اس حالت میں نکاح پڑھا دینا درست ہے؟

الجواب۔ مرد کو ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا ناجائز ہے۔ زیور پہننا گناہ ہے کنگنا ہندوؤں کا رسم ہے یہ سب چیزیں پہلے اتروائیں پھر نکاح پڑھائیں کہ جتنی دیر نکاح میں ہوگی اتنی دیر وہ اور گناہ میں رہے گا ازالہ ننگ میں قدرت ہوتے ہوتے دیر خود گناہ ہے باقی اگر زیور پہنے ہوئے نکاح ہوا تو نکاح ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) نقلی کام کا جو تار مرد کو پہننا درست ہے یا نہیں یعنی چاندی سونے کا تار نہ لگا ہو۔ اور اگر چاندی سونے کا تار لگا ہو تو درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب۔ جھوٹے کام کا استعمال نہ کریں اور وہ سچا بھی جو مغرق ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(۸) سیاہ لباس پہننا درست ہے یعنی سر سے پیر تک سب کپڑے سیاہ ہوں۔

الجواب۔ جائز ہے مگر محرم میں درست نہیں نہ سب کپڑے سیاہ پہننا نہ کوئی ایک آدھ کہ یہ رافضی کا دستور ہے اور ان کے ساتھ تشبہ ممنوع واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۹) جو مرد چوڑی پہنتے ہیں اور سوداگ بنتے ہیں ان کا کیا حکم ہے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ ناجائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم! پہننے والے گنہ گار ہوتے ہیں مگر بعض اولیا کہ حکماً ایسا کرتے ہیں ان کے لئے وہی حکم ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(۱۰) جو شخص برہنہ پڑا ہے اور مجذوب ہیں شمار کیا جاوے یہ درست ہے اس کے پاس جانا خدمت کرنا اس کو کامل سمجھنا درست ہے؟

الجواب۔ مجذوب کی بھی ایسی حالت نہیں دیکھی جا سکتی کہ وہ مرفوع القلم ہے دیکھنے والا تو مرفوع القلم نہیں اسے اس کے ستر پر نگاہ کرنا جائز نہیں۔ ہر کس و ناکس کو مجذوب سمجھ لینا بھی نہ چاہئے اور جو مجذوب ہو اس سے بھی دور ہی رہنا چاہئے کہ اس سے نفع کم اور ضرر زائد پہونچنے کا اندیشہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(۱۱) سونے کی انگوٹھی اس نیت سے پہن کر سفر میں جانا کہ وقت ضرورت پر کام آوے درست ہے یا چاندی مونا جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا درست ہے؟ بینوا توجروا

الجواب۔ سونے کی انگشتری مرد کے لئے جائز نہیں چاندی کی انگشتری ایک نگ کی نگ جس قدر بھی تعین ہو ساڑھے چار ماشہ سے کم کی مرد کو پہننی جائز ہے۔ چاندی مونا جیب میں رکھ کر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۲) بزرگوں کی فاتحہ مزار کے سامنے دلانا افضل ہے یا مزار سے علیحدہ؟ بینوا توجروا

الجواب۔ فاتحہ مستحب ہے چاہے جہاں ہو اور مزار کے پاس ہوں اور بھی اچھا ہے کہ قریب مزار میت قرآن عظیم کی تلاوت بیک کرشمہ و کار ہوگی۔ فاتحہ کا ایصال ثواب بھی اور وہاں تلاوت قرآن عظیم بھی جس کے میت کو فرح و سرور اور انس و انبساط ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(۱۳) تاش جو عام طور سے کھیلا جاتا ہے بغیر اور چیز کے یہ درست ہے یا کس قدر گناہ ہے۔ بینوا توجروا

الجواب۔ تاش کھیلنا حرام ہے سخت گناہ ہے اور اس میں بازی لگانا اور جوا کھیلنا حرام در حرام ہے سخت شنیع خبیث کام ہے واللہ تعالیٰ اعلم!

(۱۴) ہندو کو فاتحہ کی شیرینی دینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ حربی کفار کو نہ فاتحہ کی شیرینی دینی درست نہ غیر فاتحہ کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(۱۵) ہندو اگر شیرینی لائے اور کہے فاتحہ دے دو کسی بزرگ کی یا پیغمبر علیہ السلام کی تو فاتحہ دینا درست ہے اور فاتحہ دے کر ہندو کو شیرینی دے دی جائے یا مسلمانوں کو تقسیم کر دی جاوے۔

الجواب۔ ہندو سے شیرینی لے کر اپنی کر کے اپنے آپ فاتحہ دے کر اپنی سمجھ کر تقسیم کر دیں واللہ تعالیٰ اعلم ہندو کی چیز پر فاتحہ نہیں ہو سکتی، واللہ تعالیٰ اعلم!

(۱۶) عورتوں کو قبرستان میں جانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ نہیں جانا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(۱۷) بعض کہتے ہیں کہ بچے یعنی سوئم کے چنے چبانے سے قلب سیاہ ہو جاتا ہے اور میت کی فاتحہ کا کھانا کھانے سے قلب سیاہ ہو جاتا ہے یہ صحیح ہے یا غلط بینوا توجروا

الجواب۔ غلط ہے ہاں اغنیاء کو کھانا نہیں چاہئے مگر اغنیاء کے قلب میں اس سے قساوت پیدا نہیں ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(۱۸) تہبند پر بہن کو یعنی تہبند کا سرا نیچے نہیں مگر سا ہے اس حالت میں قبرستان میں جانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ درست ہے اور تہبندوں ہی باندھنا چاہئے نیچے مگر سا نہیں چاہئے، مردے تہبند کے نیچے سے ستر نہ دیکھیں گے یہ جاہلوں میں غلط مشہور ہے کہ مگر سا نہ ہوگا تو مردہ ستر دیکھے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(۱۹) بزرگوں کے مزار پر چادریں چڑھانا درست ہے یا نہیں اور لفظ چڑھانا استعمال کرنا درست ہے

یا نہیں یا بجائے چڑھانے کے دوسرا لفظ استعمال کیا جاوے جو دوسرا لفظ استعمال کیا جاوے وہ تحریر کر دیجئے۔

الجواب۔ درست ہے چادر چڑھانا ایسا ہی بولا جاتا ہے جیسے غلاف چڑھانا مگر یہ لفظ نہ بولیں چادر ڈالنا بولیں واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ جو گیان ڈاک خانہ ایجنٹ نگر پر سلہ مسلمانان قصبہ مذکورہ۔ ۱۱ جمادی الثانیہ ۱۳۲۲ھ

خاندان مداریہ کے سلسلہ جاری ہیں یا سوختہ ہیں؟ بینوا بالدلیل وتوجروا

الجواب۔ بے کار سوال کئے جاتے ہیں نماز روزے وغیرہ ضروری مسائل تو پوچھے نہیں جاتے یہ بے کار باتیں دریافت کی جاتی ہیں اور پھر ایک بار نہیں واللہ اعلم کتنی بار یہ سوال آیا ہے لوگ برابر اس سلسلہ میں بیعت کرتے مرید ہوتے ہیں انھیں یہ ثابت نہیں کہ یہ سلسلہ سوختہ ہو چکا ہے جن بزرگوں کو اس کی اطلاع ہے انھوں نے ایسا تحریر فرمایا ہے اس میں اس درجہ جاہلوں کو پڑنا کہ ایک دوسرے کا دشمن ہو جائے تکفیر وتفسیق تک نوبت پہونچ جائے ہرگز جائز نہیں جو مداری سلسلہ میں ہوتے ہیں ان سے تعرض نہ کریں کہ اس بے کار بحث کا نتیجہ سوا فساد اور کچھ نہیں واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ ہمارے یہاں رواج ہے کہ گیارہویں شریف کے فقیروں کا ایک گروہ ہاتھ میں رنگین جھنڈے لئے ہوئے جس کو نشان کہتے ہیں اور لوبان دانی میں لوبان سلگائے ہوئے اور دائرہ (دف) بجاتے اور قصائد گاتے ہوئے نکلتا ہے اس کا نام ان فقیروں نے راتب رکھا ہے عورتیں اس راتب کی منتیں مانتی ہیں۔ یہ گروہ مسلمانوں کے مختلف محلوں میں گذرتا ہے اور دروازوں پر ٹھہرتا ہے اور تھوڑی دیر قصائد گاتا ہے محلہ کی عورتیں اکٹھی ہو جاتی ہیں بے پردہ ان کے سامنے آتی ہیں پھر اہل خاندان کو کچھ نذرانہ دیتا ہے بعض عورتیں اس راتب کی نذر بھی مانتی ہیں کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو گیارہویں کے روز میں اپنے مکان پر راتب کراؤں گی وغیرہ لہٰذا اس طرح راتب پڑھنے یا پڑھانے اس کی نذر ماننے کا شرعاً کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

الجواب۔ عورتوں کا نامحرموں کے سامنے بے پردہ ہونا حرام ہے راتب کے وقت ہونا یا کسی وقت۔ راتب کا مقصد کیا ہے اور یہ کیا رسم ہے ادھر یہ نہیں ہوتا ہے بہرحال اگر قصائد ناجائز نہیں ہوتے اور اس کا کوئی مقصد مقبول ہے تو کچھ حرج نہیں مگر وقت نہ ہونا چاہئے یا ہو تو سادہ اور ہیئت موسیقی سے نہ بجایا جائے۔ یہ راتب اس سے زائد کچھ اور نہیں معلوم ہوتا کہ زرکشی اور اپنے راتب کے لئے کچھ حاصل کر لینے کا ایک آلہ ہے تو یہ بھیک کے ڈھنگوں میں سے ایک نیا ڈھنگ ہے۔ اگر ایسا ہے تو سوا محتاج کے اور

تعزیوں کو کچھ دینا ناجائز ہے۔ اور اس کی منت وغیرہ محض لغو بیہودہ بات اور سب اس میں بے پردگی بھی ہوتی ہے تو اور بھی زیادہ اشد بات ہے عورتوں کو اس سے روکا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از ظفر پور مرسلہ انوار الحق صاحب قادری رضوی حامدی۔ ۲۹ جمادی الآخرہ ۵۳ھ

(۱) ارواح مسلمان کی پاک ہیں یا ناپاک اگر پاک ہے تو ناردو زخ کیسے جلائے گی؟

(۲) باجا نوٹنکی گانا بجانا کیسا ہے اور اس کا سننا کیسا ہے؟ بینوا توجروا

الجواب۔ (۱) مسلمان کی روح نجاست کفر سے پاک ہے مگر عاصی کو آلائش معاصی سے پاک کرنے کے لئے اسے اتنی مدت جہنم میں رہنا ہوگا جب تک خدا چاہے والعیاذ باللہ سبحانہ وتعالیٰ اللھم اجرنا من النار۔ مسلمان کی روح کو ناپاک نہ کہنا چاہئے روح نہیں جلائی جاتی نہ دوزخ کی چیز ہے جسم جلایا جاتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم!

(۲) تو لہو لعب کے آلات سے ایک آلہ ہے اور لہو لعب حرام اس کا بجانا اور سننا دونوں ناجائز و گناہ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از کبھی ڈکریا مسجد ۲۰ مرسلہ جناب اکبر حسین صاحب معرفت سید ضیاء الدین صاحب۔ ۶ ذی قعدہ ۵۳ھ بخدمت فخر مشائخ اسلام جناب مولانا مفتی رضا صاحب مفتی سلمہ اللہ تعالیٰ آمین۔

میں جناب دادا پیر قبلہ ..... صاحب کا خلیفہ پیر ..... صاحب کا مرید ہوں میرے پیر صاحب مذکور جناب پیر صاحب مذکور الصدر کے طرف سے پیری مریدی کے سلسلہ میں بحیثیت خلیفہ کے اکثر جلسہ میں تشریف لایا کرتے ہیں مگر پیر صاحب ایک مقام میں جناب قبلہ دادا پیر صاحب میرے پیر صاحبان کا دو روضہ گھوڑ لور میں ہوا ہے جبھی اس عمل میں قیام پذیر تھا ہر دو پیر صاحبان ایک ہفتہ تک متصل مسجد فرد کش رہے ہے حاجر بھی ہر دو بزرگان کی خدمت میں رہا ہے حاضر ہوا کرتا تھا مگر باوجودے کہ اذان واقامت کی آواز برابر سنائی دیتی تھی مگر پیر ..... صاحب نے کبھی مسجد میں جا کر نماز نہیں پڑھی ہاں گاہے گاہے پیر ..... صاحب شرما حیاً مسجد میرے ساتھ چلے جاتے تھے مگر باندہ نماز و جماعت یا مسجد کے یہ بھی نہ تھے ادب دبے ملحوظ ہوتی تھی کہ پیر صاحبان کی مسجد کی عدم حاضری کا باعث دریافت کرے لیکن بھوتا ایک دن پیر ..... صاحب سے مسجد میں جا کر نماز نہ پڑھنے کا اپنی زبان سے دریافت کیا تو جواباً آپ نے فرمایا کہ ان اماموں کے پیچھے ہماری نماز نہیں ہوتی اب جواب طلب یہ ہے کہ ایسا شخص جو بلا عذر شرعی پانچ وقت مسجد میں حاضر نہیں ہوتا ہو تو

گھر میں اس کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

(۲) دوم یہ کہ قبلہ پیر..... صاحب کا حلقۂ درس قوالی مع باجا گاجا کے ہوتا تھا جن مکانات پر عموماً حال آتا تھا وہ پیر صاحب کو بے جا بانہ سجدے کرتے تھے میں نے مجبوراً پیر..... صاحب سے دریافت کیا تو فرمانے لگے کہ پیر کو تعظیمی سجدہ جائز ہے میں حیرت میں رہ گیا سجدہ تو بجز خدا کے کسی کو نہ کرنا چاہئے کیا پیر کو سجدہ کرنا جائز ہے اور ایسا پیر جو بوقت نماز مسجد کی اذان و اقامت سنے اور مسجد میں نہ جائے اور باجا گاجا کے ساتھ قوالی میں مست رہے اور مرید سجدے کریں ان کو منع نہ کرے ایسے پیر سے مرید ہونا شرعاً جائز ہے یا نہیں اور اگر اس کی مریدی توڑے تو شرعاً کوئی جرم تو نہیں ہے۔ مذکورہ بالا عیبوں والے پیر کا شرعاً کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا عند اللہ بغیر حساب۔

الجواب۔ بلا وجہ شرعی جو تارک جماعت و مسجد ہو فاسق ہے۔ مگر جو نماز وہ گھر میں پڑھے گا ہو جائے گی۔ بے وجہ شرعی ترک جماعت و مسجد کا اس پر الزام ہوگا مگر مسافر کہ اسے رخصت ہے بہتر اس کے لئے بھی حاضری مسجد و جماعت ہے مگر اس پر لازم نہیں۔ خصوصاً متقدا و پیشوا اصحاب کے لئے ان کا ترک مسجد و جماعت محض بر بنائے سفر ہرگز مناسب نہیں حاد رجہ نامناسب ہے لاصلاۃ لجار المسجد الا فی المسجد کے معنی یہ نہیں کہ گھر میں جو نماز پڑھی وہ نماز ہی نہیں بلکہ یہ کہ وہ صلاۃ کاملہ نہیں۔

صورت مستفسرہ میں جو پیر صاحب نے ترک جماعت و مسجد کی یہ وجہ ظاہر کردی کہ ان اماموں کے پیچھے ہماری نماز نہ ہوگی تو اب اس سوال کے کیا معنی ہیں کہ بے عذر شرعی جو حاضر نہیں ہوتا الخ وہ تو عذر شرعی بتاتے ہیں اور سوال اس کے متعلق ہے جو بے عذر حاضری ترک کرے رہا ترک صلاۃ، یہ بہت اشد حرام فسق لاکلام ہے۔ یہ اگر ثابت ہو تو نہ عذر سفر یہاں مقبول ہے نہ عذر عدم اہلیت امام۔ بے نمازی سے بیعت ناجائز ہے اور لاعلمی میں جو ایسے سے بیعت ہو گیا ہو اسے بعد علم دوسرے کسی جامع شرائط سے بیعت چاہئے۔ قوالی مع مزامیر ہمارے نزدیک حرام و ناجائز گناہ ہے اور سجدۂ تعظیمی بھی ایسا ہی۔ ان دونوں مسئلوں میں بعض صاحبوں نے اختلاف کیا ہے اگرچہ وہ لائق التفات نہیں۔ مگر اس نے ان مبتلاؤں کو حکم فسق سے بچا دیا ہے جو ان مخالفین کے قول پر اعتماد کرتے اور جائز سمجھ کر مرتکب ہوتے ہیں اگرچہ شرعاً ان پر اب دہرا الزام ہے ایک ارتکاب حرام کا دوسرا اسے جائز سمجھنے خلاف قول صحیح جمہور چلنے کا۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ ہنود وغیرہ کافرین سے اگر کسی مسلمان نے تکلیف کے وقت کچھ قرضہ لیا تھا اور ادائیگی

کی کوئی صورت نہیں ہوئی اور یہ لوگ کچھ کر بھی نہیں سکتے یعنی کوئی ثبوت نہیں قرض دینے کا تو دھوکہ دھکا بھی نہیں ہو سکتا تو اس صورت میں یہ لیا قرض نہ دینے کی وجہ سے وہ مسلمان گنہگار ہوگا یا نہیں۔ مولیٰ تعالیٰ کے یہاں یہ کہ مسلمان قرضہ تو ادا کر سکتا ہے مگر جان بوجھ کر ادا کرے کیونکہ وہ کسی طرح وصول نہیں کر سکتے اور اس کی عزت برباد پر یقیناً کوئی آفت نہیں ہو سکتی تو ایسی صورت میں یہ مسلمان مال موذی نصیب فاذی سمجھ کر ادا کرے تو گناہگار ہوگا یا نہیں؟

الجواب۔ وفائے عہد مسلمان پر فرض ہے، قرض لے کر واپس نہ دینا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از ٹونک مصلع بریلی مسئولہ مولوی عبداللطیف صاحب۔ تاریخ ۴ مارچ ۱۳۲۲ھ

(۱) زید کا والد افعال حرام کا ارتکاب کرتا ہے تو زید اس سے بوجہ ارتکاب افعال حرام ناراض رہتا ہے اس وجہ سے دنیاوی امور میں اس کی اطاعت و فرمانبرداری بھی نہیں کرتا ہے تو کیا اس وجہ سے گناہگار و سبب عقوق والد ہوتا ہے یا نہیں؟

(۲) زید کی والدہ اگر کوئی حکم زید کو دے اور اس حکم کے خلاف اس کا والد حکم دے تو زید کو کس کا حکم ماننا واجب ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ (۱) مرد۔ جو امر خلاف شرع نہ ہو اس میں باپ کی اطاعت لازم ہے اور نہیں کرتا تو فرد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(۲) ماں باپ دونوں کی اطاعت لازم ہے اور جہاں دونوں کی نہ ہو سکے وہاں والد کی اطاعت راجح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از پادرا گجرات۔ مرسلہ جمال بھائی قاسم بھائی۔

ریاست بڑودہ کے اندر مسلمانان بڑودہ راج کانفرنس نامی ایک انجمن واسطے حقوق طلبی و تحفظ اسلام قائم ہوئی ہے یا انجمن ہیچ کوئی مذہبی امور کے دخل کرنے کے واسطے نہیں ہے صرف یہاں کے ہنود راجہ صاحب عالیہ کے سامنے مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کا کام کرنے والی ہے اس لئے اس میں بلا قید مرفقے کے کون شامل ہو سکتے ہیں کیا اس انجمن میں سنی حنفی مسلمانوں کو شریک ہونا جائز ہے؟ بینوا توجروا

الجواب۔ اس کانفرنس میں شرکت برائے تحفظ حقوق اہلسنت بمقابلہ فرق باطلہ و تحفظ حقوق اسلام بمقابلہ اعداء اسلام ضروری ہے۔ فرق باطلہ کے ساتھ وہ مجالست ناجائز و حرام ہے جو برائے محبت و موالات

ہو نیز وہ بجہ بے ضرورت وحاجت ومصلحت شرعیہ ہو نہ وہ جو برائے تبلیغ ورد ہو واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از کیلی بھیت محلہ شیر محمد متصل کوٹھی عبداللطیف خاں صاحب رضوی ٹھیکیدار مرحوم مرسلہ شہزادی بیگم۔ ۳ر محرم ۵۳ھ۔

جو شخص کہ اہل سنت پنجوقتہ نمازی روزہ اور تلاوت کا پابند ہو اور پارسا ہو اور گورنمنٹ گرلس اسکول کی ملازمہ ہو اور غیر مذہب رافضی کو دلی محبت سے تعلیم دے اور آپس میں وہ دونوں استاد شاگرد دلی محبت کا اظہار محبت کے لفظوں میں زبان سے ادا کریں یا تحریر میں لکھیں ان لفظوں میں کہ مجھ کو تم سے قدرتی محبت ہے تمہارا احسان عمر بھر مرتے وقت تک نہیں بھولوں گی تم آتی ہو تو مجھ کو تسلی ہوتی ہے نہیں آتی ہو تو صدمہ ہوتا ہے اگر اس شاگرد رافضی کے یہاں کوئی بیمار ہوتا ہے تو اس کی عیادت کو جانا اس کے ذریعہ سے سودا کھانے پینے کا منگوانا جائز ہے یا نہیں۔ اس رافضن کو ان بی بی نے بہن بنایا ہے اس کے لئے لفظ ہمشیرہ کا استعمال کیا جاتا ہے یہ بی بی جناب قبلہ وکعبہ اعلیٰ حضرت پیر ومرشد کی مریدہ ہیں۔

(۲) جب کہ مجبوری سے اپنی گذر اوقات کرنے کے لئے گورنمنٹ کی ملازمت ہے اس میں غیر مذہب رافضی کو اصول کے مطابق تعلیم دینا اور دل میں کراہت کرنا ظاہر و باطن میں دلی محبت کا برتاؤ نہ کرنا گاہے بگاہے سرسری طور پر دنیا کا برتاؤ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) چاندی کا خلال کرنا جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے تو کس طرح پر یا کسی غیر مذہب رافضی کے دینے پر اور اس کے کہنے پر کہ جائز ہے استعمال میں لایا جاتا ہے جائز ہے یا نہیں؟

(۴) اگر اپنی زندگی میں کوئی اپنی موت حیات کرے تو اپنی زندہ روح پر فاتحہ کا ثواب کس طرح پہونچانا چاہئے؟

الجواب۔ کسی کافر سے دلی محبت ومحالات جائز نہیں خصوصاً مرتد سے۔ رافضیہ مرتدہ ہے اس سے علاوہ محبت ومحالات رکھنا تو بہت سخت ہے محض صوری محالات بھی حرام ہے اور جب واقع میں محبت نہیں محض زبانی دعوی کیا جاتا ہے تو ایک تو جھوٹ کا گناہ دوسرے بے ضرورت بلحجۃ محبت ومحالات صوریہ کا گناہ اور بڑھا جاتا ہے کہ اس زبانی دعوی محبت ودوستی کے لئے وہ برتاؤ ضروری ہیں جن سے محبت کا ثبوت ہو جیسے مریض کی عیادت کو جانا۔ حدیث کا ارشاد تو یہ ہے وان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتوا فلا تشھدوھم اگر وہ بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو بیمار پرسی کو نہ جاؤ اور اگر مر جائیں تو ان کے جنازے پر نہ جاؤ کفارے دلی

محبت تو سخت اشد ہے جس پر قرآن عظیم نے فرمایا اشد حبا للہ کفار سے دلی محبت کرنے والا انھیں کے مثل ہے اور فرمایا لاتجد قوما یومنون یحادون من حاد اللہ یعنی اسے خدا سے کوئی علاقہ نہیں۔ ان سے اظہار محبت بے ضرورت دمصلحت شرعی حرام ہے۔ یہ کہنا کہ مجھے تم سے قدرتی محبت ہے اگر محبت نہیں ہے تو جھوٹ ہے یوں ہی یہ کہ تم آتی ہو تو مجھے تسلی ہوتی ہے نہیں آتی ہو تو صدمہ ہوتا ہے، اسے سہن بنانا اسے ہمیشہ کہنا ناجائز و گناہ ہے ان سب باتوں سے توبہ و رجوع لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) جائز تعلیم میں حرج نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) چاندی سونے کا خلال ناجائز ہے اگر محض طمع ہو تو جائز ہے راقضیہ کے جائز بتانے پر عمل کر کے اپنے مذہب کا حکم بتانا رافضی کے مذہب کا باطل فتویٰ ماننا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) اللہ عزوجل کے لئے جو نیک کام کرے تلاوت قرآن عظیم، درود خوانی، صدقہ خیرات دینا، ان کا ثواب اسے اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو ملے گا جیسے اور کاموں نماز روزے وغیرہ کا ثواب۔ ثواب بہبو نچانا اس کا کام نہیں۔ ثواب دینا اللہ عزوجل کا کام ہے اس کا کام دعا ہے جیسے دوسرے کے لئے دعا کریں کہ الٰہی اس میرے پڑھے اس کے کا ثواب نہ میرے عمل کے لائق بلکہ تو اپنے کرم و فضل کے لائق فلاں کی روح کو عطا فرما۔ یوں ہی اپنے لئے دعا کرے کہ مجھے عطا فرما خدا چاہے گا تو اسے عطا ہوگا۔ روح کسی کی نہیں مرا کرتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از بمبئی کھوکھ انار مکان نمبر ۱۱ دوسرا مالہ پوسٹ ۱۰۳ مرسلہ جناب حافظ سید نور الحق صاحب قادری برکاتی قادری ۲۹ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ

حضور والا دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ۔ ایک استفتاء حاضر کرتا ہوں اس کی وجہ سے یہاں سخت بے چینی ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قاتلہ آپ کی زوجہ جعدہ ہے کیا اس کا ثبوت ہے یہاں علماء کی جماعت میں دو گروہ ہو گئے ہیں ایک وہ جس کے چند افراد کہتے ہیں کہ جعدہ کا زہر دینا ثابت نہیں اس لئے خواہ مخواہ الزام نہیں لگا سکتے اور ثبوت میں سوانح کربلا پیش کرتے ہیں جس میں لکھا ہے کہ یہ روایت غیر معتبر ہے اور اس کی بنا پر امام کے قتل کا الزام جعدہ کے سر نہیں لگا سکتے یہ بھی لکھا ہے کہ مخالف گروہ کا اس سے بڑھ کر کیا تیر ہوگا۔ امام کی (قرین) کے ذمہ الزام لگا کر خود گالی دیں اور سنیوں سے دلوائیں۔ دوسرا گروہ جس میں بمبئی کے تمام مولوی خواہ شہادت نامہ پڑھنے والے ہوں یا فاضل سب کہتے ہیں

سلہ سورۃ مجادلہ پ ۲۸ ع ۲

کہ بلاشک جعدہ اور ثبوت میں وہی مورخین کی روایات ـــــ جب کہا گیا کہ قتل مومن بالعمد کا الزام بغیر ثبوت کسی پر لگانا کب درست ہے تو جواب دیا کہ پھر تو معلوم ہوا کہ امام کو زہر دیا ہی نہیں گیا آپ کی شہادت ہی نہیں ہوئی ورنہ قاتل کا نام بتاؤ غصہ کیسی ہی باتیں ہو رہی ہیں ارشاد فرماتیں کہ جعدہ نے زہر دیا جیا نہیں۔ شرعاً جعدہ کو قاتل امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا یوم الحساب۔

الجواب۔ عزیز محترم۔ وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ۔ میں مکان پر موجود نہ تھا واپسی کے بعد اب جواب حاضر کرتا ہوں تکلیف انتظار ہوئی۔ جعدہ کی طرف قتل امام عالی مقام کی نسبت کو علماء و ائمہ کرام نے مقرر رکھا ہے تو وہ محض بے سروپا حکایت نہیں کہ کسی مؤرخ نے یوں ہی اپنے ظن و تخمین سے اختراع کی ہو اور قیاسی ڈھکوسلوں سے گڑھ لی ہو اور پھر عوام میں مشہور ہوئی ہو کہ اگر ایسا ہوتا تو علماء و ائمہ ہرگز اسے مقبول نہ ٹھہراتے مقرر نہ رکھتے اپنی تصانیف میں خود جعدہ کی جانب نسبت نہ کرتے۔ بلکہ وہ یقیناً اسی زمانہ سے مشہور و مستفیض خبر کی حیثیت سے منقول ہوئی۔ اس لئے علماء و ائمہ نے اس کا اعتبار فرمایا۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سید نا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استفسار کہ کس نے آپ کو زہر دیا اس کے کچھ منافی نہیں شہرت و استفاضہ کے لئے کچھ وقت درکار ہوتا ہے اسی وقت شہرت ہو جانا ضرور نہیں خصوصاً ایسا معاملہ جس کے اخفا کی شدید کوشش کی جائے ہو سکتا ہے کہ اس وقت تک حضرت امام حسین کو اس کی اطلاع نہ ہو پھر ہوئی ہو یا یہ کہ حضرت کو اطلاع ہو گئی ہو مگر مزید اطمینان کے لئے دریافت فرماتے ہوں یا یہ کہ یہ استفسار محض دریافت منشاء کے لئے ہو کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس میں کیا منشاء ہے معاملہ سخت نازک تھا۔

ادھر برادر محترم کی جان ادھر جعدہ زوجۂ امام تھی اگر قصاصاً قتل کی جائے تو اپنے برادر محترم اور خود اپنی اور گھر بھر کی موت۔ ممکن کہ قاتل معلوم ہوتے ہوئے بھی حضرت کا منشاء اس نازک مسئلہ میں دریافت کرنا ہو اس لئے یہ ذکر یوں چھیڑا کہ استفسار فرمایا کہ آپ کو کس نے زہر دیا حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب پر اگر نظر کی جائے تو اس سے ظاہر ہے کہ حضرت کے خیال مبارک میں زہر دینے والا ہے اور حضرت کسی مصلحت سے اس سے بدلے جانے پر رضامند نہیں ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے جواب میں فرمایا اللہ اشد نقمۃ ان کان الذی اظن والا فلا یقتل بی واللہ بری۔ دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا یا اخی قد حضرت وفاتی ودنا فراقی للہ وانی لاحق بربی واجد کبدی تقطع وانی لعارف من ابن دهیت فانا اضاعه انی اللہ تعالیٰ فبعثی علیه فاکلت

فی ذالک یشق واقسم علیک باللہ ان لا تریق فی امری لجۃ دم۔ نیز ایک روایت میں ہے یا اخی استعیت السم ثلاث مرات لما استعته مثل ھذہ المرۃ فقال من سقاک قال ماسقانی اللہ عن ھذا اتریدان تقاتم اکل لسم حتی یاتی اللہ رسوا اجلک مقدرہ پہلی روایت سے ظاہر ہے کہ حضرت کو کسی کی طرف گمان ہے لہذا محض گمان پر نہیں فرمانا چاہتے کہ فلاں نے زہر دیا فرماتے ہیں اگر وہ ہے جسے میں گمان کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ اس سے بڑا انتقام لینے والا ہے اور اگر وہ نہیں تو میرے خون بہا میں بری کیوں قتل ہو مگر دوسری اور تیسری روایت سے ظاہر ہے کہ حضرت کو معلوم ہے کہ قاتل کون ہے زہر جس نے دیا ہے وہ زہر بھی ایک بار نہیں تین بار دیا گیا ہے کہاں تک زہر دینے والا ایسی صورت میں پوشیدہ رہ سکتا فرماتے ہیں برادرم میں اس آفت کے پرکالے کو بے ٹک غروب ہوتا دیکھتا ہوں میں اس سے اللہ کے حضور خاصمہ کروں گا تمہیں میرے حق کی قسم اس بارے میں کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالنا اور میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ میرے معاملہ میں کوئی قطرہ خون نہ بہانا۔

ان دونوں روایتوں میں توفیق کی صورت ایک ہی ہے وہ یہ ہے کہ ہر روایت کو ایک ایک وقت پر محمول کیا جائے کہ جس وقت تک یقین نہ تھا محض گمان تھا وہ فرمایا اور جب یقین ہو گیا تو یہ فرمایا کہ میں خوب پہچانتا ہوں۔ حضرت کا قسمیں دے دے کر انتقام سے روکنا بلکہ اس بارے میں کوئی کلمہ زبان سے نکالنے کو قسم دے کر منع فرمانا جو کچھ کہہ رہا ہے ظاہر ہے حضرت جانتے ہیں کہ برادر خورد کے طریق بھی قاتل ہے یہ سوال محض دیانت منشا کے لئے ہے یا یہ کہ یہ بات پھیلانے والی نہیں اگر برادر خورد کو اس وقت اس کا علم نہیں تو اب ہوا اور اب ہوا۔ لہذا قسمیں دے کر ارادۂ انتقام سے روکنا اگر جدا قاتلہ نہ ہوتی تو قسمیں دینے کی حاجت نہ ہوتی انتظامی اہتمام منع نہ فرمایا جاتا۔ اگر کوئی اور قاتل ہوتا جو اہل بیت سے نہ ہوتا اور حضرت اس سے دنیا میں انتقام نہ چاہتے تو بس انتظار فرماتے کہ اللہ اشد نقمۃ اکل اسوا الی اللہ۔ یہ قسمیں دی جاتیں۔ یہ قسم دے کر اس معاملہ میں کوئی کلمہ زبان سے نکالنے ہی کو منع نہ فرماتے۔ جو علماء جعدہ کی جانب قتل امام کی نسبت سے ساکت رہے ہوں نہ نسبت کنندہ علماء کو ان پر کسی طعن کا موقع ہے نہ انھیں ان پر جعدہ کی جانب نسبت نہیں کرتے وہ اپنے زعم میں اسے استنباط جانتے ہیں کہ قتل روبہی قتل امام حسن جرم اشد و اعظم ہے اور بے قطع کسی مسلم کی جانب ایسے جرم کی نسبت جائز نہیں۔

اور جو نسبت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں یہ صحیح ہے مگر شہرت اور علماء وائمہ کا قبول ایسی چیز نہیں جو نظر انداز

لہ صواعق محرقہ ص۱۳۱ مطبوعہ استنبول

کی جاسکے وہ ائمہ بھی یہ جانتے تھے کہ بے قطع کسی جرم کی نسبت کسی مسلم کی جانب نہیں کی جاسکتی تھی انھوں نے اس نسبت کو قبول کیا برقرار رکھا خود اپنی تصانیف میں یہ جرم جعدہ سے منسوب کیا ہمارے لئے وہ قدوہ ہیں آج تیرہ سو برس بعد ہم اس کی تحقیقات نہیں کررہے ہیں کہ کوئی قطعی بات معلوم ہو جب تو نسبت کرنا جائز نہیں **ورنہ حرام۔ ہاں تو یزید ہی کی طرف امام حسن کے قتل کرانے اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر ظالم و قتل و** غارت کی نسبت نہ کریں۔ ابن زیاد بدنہاد اور شمر مردود اور سنحس ابن سعد اور ان کے ہمراہیان کسی پر کوئی الزام نہ رکھا جاسکے سب کو یہی کہہ دیا جائے کہ خارجیوں کا یہ پروپیگنڈا ہے انھوں نے خود قتل کیا اور بادشاہ اور اس کے حکام و عمال سے منسوب کردیا۔ یا کوفی روافض نے خود دھوکے دے کر لڑایا اور قتل و غارت کیا اور ان لوگوں سے منسوب کردیا۔ سوانح کرملا میں جو یہ لکھا کہ یہ روایت غیر معتبر ہے اپنا عذر یہ لکھا۔ اور یہ لکھا کہ اس کی بنا پر امام کے قتل کا الزام جعدہ کے سر نہیں لگا سکتے یہ بھی اپنا عذر ہے اور وہ بھی اسی میں احتیاط سمجھے۔ رہا یہ کلمہ کہ خارجی کردہ کا اس سے بڑھ کر کیا اعتبار ہوگا لائق بہت گراں ہے ہمارے ائمہ و علماء یہی فرماتے آئے اپنی تصانیف میں اسی کو ذکر فرمایا۔ یہ خارجیوں کا معتبر ہو تو ان علماء پر (ان کے) عدم اعتماد و قلت تدبر کا الزام ہوگا ہی۔ ہمارے سامنے خارجیوں کی کوئی تصنیف نہیں ہمارے پیش نظر تو ائمہ و علماء اہل سنت کی تصانیف ہیں جن میں جعدہ ہی کی طرف اسے منسوب کیا ہے اور اس طرح کہ اسی روایت پر انحصار کیا ہے کوئی دوسرا قول لکھا ہی نہیں۔

صواعق محرقہ امام علامہ ابن حجر الہیتمی دیکھئے وہ لکھتے ہیں۔ کان سبب موت ان زوجته جعدة بنت الاشعث بن قیس الکندی دس الیها یزید ان تسمه ویتزوجها وبذل لها مائة الف درهم ففعلت فمرض اربعین یوما فلما مات بعثت الی یزید تسأله الوفاء بما وعدها فقال لها انا لم نرضك للحسن افنرضاك لانفسنا۔ تاریخ الخلفاء امام جلال الدین سیوطی میں ہے۔ توفی الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنه بالمدینة مسمومًا سمته زوجته جعدة بنت الاشعث بن قیس دس الیها یزید بن معاویة ان تسمه فیتزوجها ففعلت فلما مات الحسن بعثت الی یزید تسأله الوفاء بما وعدها فقال انا لم نرضك للحسن افنرضاك لانفسنا۔ ازالۃ الخفاء میں جناب شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی میں ہے سبب موته ان زوجته جعدة بنت الاشعث بن قیس سمته باغواء یزید بن معاویة وکان یزید ضمن لها ان یتزوجها ففعلت فمرض الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنه اربعین یوما فلما مات بعثت جعدة الی یزید تسأله الوفاء بما وعدها فقال انا لم نرضك للحسن افنرضاك لانفسنا انھوں نے تو اس کے

۱؎ صواعق محرقہ ص۱۱۹ مطبوعہ استنبول ۲؎ تاریخ الخلفاء ص۱۹۲ مطبوعہ مجتبائی دہلی

بعد سال بک کھا فصارت من خسر الدنیا والاخرۃ ذالک ھو الخسران المبین۔ آئینہ قیامت تصنیف حضرت
مجی جناب استاذ من مولانا حسن رضا خاں صاحب حسن رحمہ اللہ تعالیٰ میں بھی یہی لکھا۔ یہ کتاب اعلیٰ حضرت
قدس سرہٗ کی دیکھی اور مجالس میں کتنے ہی پڑھی ہوئی ہے۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از قصبہ سنگھائی ضلع کھیم پور کھیری اودھ مرسلہ مولوی چھتر شاہ مؤذن مسجد جامع ۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

بخدمت شریف جناب مولانا مولوی مفتی اعظم محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

(۱) ایک مسلمان کے پڑوس تنوں میں قوم عیسائی کے ایک پادری نے کہا کہ یا اور پانی یا مسلمان ان برتنوں کے استعمال کرنے سے گریز کرتے ہیں اور جس مسلمان کے برتن تھے اس نے پانی بند کر دیا ہے لہٰذا اس صورت میں کیا ہونا چاہئے؟

(۲) جو بند کرنے والے یہ بھی کہتے ہیں کہ شریعت میں جائز ہے تو ہم لوگ اس کو روا نہ رکھتے ہیں اور شریعت کو نہیں مانتے لہٰذا اس کی تنخواہ لوگوں پر کیا ہونا چاہئے؟

(۳) چوں کہ اس قصبہ کا انجمن میں چھوت چھات کے اکثر مسائل پر پڑتے ہیں لہٰذا انصاف اور بحوالہ شریعت تحریر فرمائیے تاکہ کل علاقہ میں اس مسئلہ سے آگاہی ہو بحوالہ شرع شریف یہاں کے مسلمان عمل پیرا ہوں؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ چھوت ہندو مذہب میں ہے اسلام میں اگرچہ چھوت نہیں اگر کفر سے نفرت اور کفار سے قدرت ہو تو ان کی نجاست باطنی کے پیش نظر مسلمان کا فرض ہے۔ بے معذوری و مجبوری شرعی یا مصلحت شرعی کفار سے ظاہری میل ان کی جانب اولیٰ میل جائز نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ اگر وہ شخص واقعی مجبور و معذور تھا اس نے بے مجبوری اس کافر کے ساتھ وہ برتاؤ کیا اس کو معذور سمجھنا چاہئے۔ جب کہ واقعی معذوری نہ ہو اس حالت میں اسے مرتکب معذور نہ سمجھنا چاہئے۔ اور اگر کوئی مجبوری نہ تھی نہ کوئی ایسی غرض و مصلحت جو عند الشرع قابل قبول ہو تو وہ گنہگار ہوا۔ برتن اس کی نجاست باطنی سے نجس نہیں ہو گئے اگر اس کے منہ ہاتھ پاک تھے ان پر کوئی نجاست ظاہری نہ لگی تھی تو وہ پاک، تطہیب قلب کے لئے دھوئے جائیں اور اگر نجاست ظاہری لگی تھی مثلاً اس نے پہلے شراب استعمال کی تھی یا درمیان طعام کوئی نجس شئی کھائی پی تو برتن نجس ہو گئے پاک کرنے جائیں ان برتنوں کو ضائع کر دینا حرام اور چھوت جیسا ہے۔ حقہ پانی بند کر دینا یہ سزا جب ہی درست ہے جب وہ شخص

ے پارہ ۱۲ سورۂ ہود آیت ۱۱۳

مجرم مرتکب جرم ثابت ہو اگر اس پر ثبوت جرم نہ ہو تو حقہ پانی بند کرنا محض بے جا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(۲) اگر واقعی ان لوگوں نے یہ کہا کہ ہم شریعت کو نہیں مانتے تو بڑا سخت ظلم عظیم اپنی جانوں پر کیا۔ ان پر اپنے اس قول سے توبہ و رجوع تجدید ایمان و تجدید نکاح وغیرہ لازم اور اگر یہ رسائل کے لفظ ہیں کہ وہ شریعت کو نہیں مانتے تو یہ کہا کہ اگر شریعت میں جائز ہے تو ہم روا جانا اس کو روکتے ہیں شریعت سے مقابلہ کے قائل نہیں

(۳) بعض جائز امور جس سے کسی جگہ کسی مفسدہ کا اندیشہ ہو انھیں روکا جا سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ از شہر مراد آباد محلہ سوداگران محمد خلیل صاحب۔ ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۳ھ

زید کے پاس کچھ جائداد ہے جو اس کے والدین کے ترکہ سے پہونچی ہے اس کے کرایہ سے اس کی گذر اوقات ہوتی ہے۔ اب اس کے ایک خاندانی بزرگ نے یہ مشورہ دیا ہے کہ تم اپنی جائداد فروخت کر کے حج کو چلو اور وہاں ہی اپنی سکونت اختیار کرو۔ یہ امر بھی ظاہر کرنا ضروری ہے کہ حکومت حجاز ان لوگوں سے جو وہاں سکونت اختیار کرتے ہیں ان کا الدار بھی ہوتے ہیں بطور قرضہ روپیہ حاصل کرتی ہے جس کی واپسی مشکل ہو جاتی ہے زید کے پاس بجز جائداد کے اور کوئی ذریعہ خورد و نوش کا نہیں ہے اور شادی اس کی ابھی نہیں ہوئی ہے نوجوان ۲۱ سال کی عمر ہے اور فراز و نشیب زمانہ سے ہنوز ناواقف ہے اس صورت میں اگر اس کے مشورہ سے بھی محروم ہو جائے گا زید کی ہمشیرگان دو عدد عزیز و قریب و ہمدردان پر جدائی کا خاص اثر ہے۔ بجز مشورہ دہندہ کے اور کوئی مربی زید کے اس فعل میں مؤید نہیں ہے اور مشورہ دہندہ ہی زید کے ساتھ رہے گا۔ کیا صورت مذکورہ بالا میں زید کو اس خاندانی بزرگ کے مشورہ پر عمل کرنا چاہئے؟

الجواب۔ خداوند غیر سے ہجرت کا لائے۔ مدینہ تری آنکھوں کو دکھائے۔ ہجرت خدا نصیب فرمائے۔ سبحان اللہ اس پاک ارادۂ ہجرت کا کیا کہنا مگر ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے اچھا کام تو اچھا کام ہے مگر وقت بےزمانہ ہو ناضروری ہے۔ نماز وقت مکروہ میں پڑھنا بھی ہے اگرچہ نماز بہترین عبادت ہے روزہ کیسی عظیم عبادت ہے مگر ایام منہیہ میں۔ مسجد میں نماز باجماعت پڑھنا کار ثواب عظیم ہے مگر جب مسجد کے چاروں طرف دشمن ہوں اور نفس مسجد میں ظالموں نے ڈیرے ڈال رکھے ہوں ایسے وقت اگر کوئی اپنے متاع لے کر مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کی نیت سے جائے تو اس کا کیا حال ہوگا ظاہر ہے۔ اور عند الشرع بھی اس کا یہ فعل محمود نہ ہوگا۔

۲۱۔۱۲ سالہ بچے کا اپنے ذریعہ معاش کو فروخت کر کے اپنی ساری پونجی لے کر وہاں جانا جہاں نہ

مال کے لئے پڑے ہیں بلکہ دین و ایمان کے ڈاکو لے گئے ہر وقت ہر گھڑی پھر رہے ہیں ایسا بے خبر
ہے ع ما فقاں نیک مرداں۔

جو لوگ اس بچے کو اس سے روکتے ہیں درحقیقت وہ مطلقاً ہجرت سے نہیں روکتے ہجرت کو برا
نہیں جانتے بلکہ وہ اس کی خیر خواہی کر رہے ہیں کہ یہ وقت ایسا نہیں ہے کہ کوئی چین سے طغیانی اور بہت
سے سب اپنی اپنی فروخت کر دے اور کسی کے بھروسوں میں آکر بے سوچے سمجھے وہ کام کر بیٹھے جس نے عمر
بھر پچھتائے اور بھر کچھ بنائے نہ بنے بے وقوف سے اپنا مطلب کبھی اچھی راہ دکھا کر بھی نکالا جاتا ہے ہرگز
ممانعت ہجرت کا نہیں وہ بھی اس طرح کہ اپنا ذریعہ معاش ختم کر کے جب تک وہاں وہ موذی ہجوم ہے کے
لئے نہیں دین و ایمان پر بچا لے جانے والے ہیں موجود ہیں۔ آہ یہ تو ایسا وقت ہے کہ خود وہاں کے مسلمان
ہجرت فرض عین ہو رہا ہے کہ ہزاروں ہزاروں افسوس پچھتانے پر مجبور ہو کر چھوڑ آئے اور شہر شہر کو چہ بکو چہ گلی گلی تباہی
مچاتے پھرتے ہیں۔ بیماریاں اور گوناگوں مصائب سفر کیا انھوں نے بے مجبوری اختیار کئے ہیں وہاں تو
حرمین محترمین کی ایک کثیر آبادی مجبوراً اس ارض حرم کو چھوڑنا پڑی ہے اور دلوں پر کیا گزر رہی ہے کہ کب یہ فتنہ
ایمان کے لئے وہاں سے دفع ہوں۔ مولیٰ عزوجل ہادر تان کو دفع کرے اور ان مسلمانوں کو جو فراق کے
مصائب جھیل رہے ہیں اس محبوب ترین وطن میں پہونچائے۔ آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از پورنیہ ڈاک خانہ بائسی ہاٹ مرسلہ منشی مولوی اسماعیل صاحب مرسلہ منشی محمد کرامت حسین قادری صاحب
بدایونی سنی حنفی۔

فاتحہ مروجہ جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو جواز کی دلیل کیا ہے؟ بعض لوگ ناجائز فاتحہ کی دلیل یہ
بیان کرتے ہیں کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے وصال کے تیسرے روز اونٹنی کا دودھ اور بھنی روٹی اور کھجور لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور حضور
کے سامنے رکھ دیا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دست اقدس اٹھا کر فاتحہ پڑھی۔ ایک بار الحمد شریف
اور تین بار قل ہو اللہ شریف اور اللھم صل علی محمد وعلی محمد وبارک وسلم۔ قلت فرمائی پھر ان چیزوں کو تقسیم
فرمایا کیا یہ حدیث صحیح ہے مع دلائل واضح بیان فرمائیں؟

الجواب۔ فاتحہ مروجہ ضرور جائز و مستحب ہے۔ جو ناجوازی کا مدعی ہو قاعدہ سے دلیل ان کے

ذمہ ہے کہ الاصل فی الاشیاء الاباحۃ جب اباحت اصل ہے تو جائز کہنے والے کو یہی بس ہے ناجائز بتانے والا بتائے کہ وہ کہاں سے اور کس دلیل سے اسے ناجائز کہتا ہے کیا قرآن میں کسی طرح اس کی ناجوازی کا بیان ہے یا حدیث نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم میں یا کسی امام مجتہد نے اسے ناجائز بتایا ہے فاتحہ نام ہے کچھ قرآن خوانی و درود خوانی کا اور برائے ایصال ثواب کوئی خورد نی یا نوشیدنی یا کسی کام کی کوئی شئی دینے کا اور دعائے ایصال ثواب کا کوئی مسلمان ہے جو قرآن خوانی کو جائز تو جائز مستحب نہیں مانتا یوں ہی درود خوانی کون مسلمان ہے جو صدقہ و برو صلہ کو مستحب نہیں جانتا ہے کون مسلمان ہے جو دعا کو مستحب نہیں جانتا۔ احادیث سب مستحب ہوں اور مجموع حرام و ناجائز شرک و بدعت یہ نجدیوں کی ہی صنعت ہے احادیث شریفہ سے یہ بات روز روشن کی طرح آشکار ہے کہ عبادت بدنی اور مالی کا ثواب میت کو پہونچایا جاسکتا ہے۔ اور پہونچتا ہے اور میت اس سے خوش ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے۔ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ سئل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یارسول اللہ انا نتصدق عن موتانا ونحج عنہم وندعو لہم فہل یصل ذلک الیہم فقال نعم انہ یصل ویفرحون بہ کما یفرح احدکم بالطبق اذا اھدی الیہ۔ دوسری حدیث میں ہے۔ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال من مر علی المقابر فقرأ قل ھو اللہ احد احدی عشرۃ مرۃ ثم وہب اجرھا للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات۔

ہمارے علماء نے اسی بنا پر تصریح فرمائی کہ انسان اپنے عمل کا ثواب غیر کو پہونچا سکتا ہے اہل سنت کا یہی مذہب ہے۔ وہ عمل نماز ہو یا روزہ یا حج ہو یا صدقہ ہو یا قرأۃ قرآنی یا اذکار یا ان کے سوا انواع بر سے اور وہ میت کو پہونچتا ہے اور اسے نفع بخشتا ہے مثلاً امام زیلعی سے مراقی الفلاح علامہ طحطاوی میں ہے۔ فلا انسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ عند اھل السنۃ والجماعۃ صلاۃ کان او صوما او حجا او صدقۃ او قرأۃ القرآن او الاذکار او غیر ذلک من انواع البر ویصل ذلک الی المیت وینفعہ فاتحہ میں قرأت قرآنی و اذکار و دعا اور صدقات وغیرہ انواع بر کے سوا اور کیا ہے جس کے سبب اس کی حرمت و شرک و بدعت کا قول کیا جاتا ہے۔ علامہ طحطاوی کی عبارت سے معلوم ہوا کہ اہل سنت تو اسے جائز ہی سمجھتے ہیں کہ کوئی نیک کام کرے اور اس کا ثواب دوسروں کو پہونچائے تو جو اسے نہیں مانتا وہ یقیناً اہل سنت کا خلاف کرتا ہے۔

وہ حدیث جو سوال میں مذکور ہے میری نظر میں ثابت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از محلہ اعظم نگر مرسلہ کلن صاحب قریشی۔

ف مراقی الفلاح صفحہ ۴۰۵، طبع کبریٰ الحالی جلد ۲ صفحہ ۱۶۳

زید منت مانتا ہے کہ اگر میرا لڑکا آٹھ سال کا ہو گیا یا فلاں کام ہو جائے تو مدار صاحب یا فلاں بزرگ کا مرغا چڑھاؤں گا اب منت کی تاریخ سے بچے کے سر پر چوٹی رکھتا ہے جب میعاد معینہ آتی ہے تو زید ایک مرغ لے کر مدار صاحب کے میلے میں جاتا ہے اور بچے کی چوٹی مونڈتا ہے اور مرغ ایک مسلمان سے ذبح کرا کے فقراء میں تقسیم کرتا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کا یہ قول کہ مدار صاحب کا مرغا چڑھاؤں گا زبردستے شرع شریف کیسا ہے اور اس مرغ کے گوشت کا کیا حکم ہے اور چوٹی جو اہل ہنود کا شعار ہے اس کا چھوڑنا کیسا ہے؟ بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب۔ زید کہتا ہے کہ یہ سب امور بدعت قبیحہ ہے سخت گناہ ہے۔ اور کہتا ہے کہ کسی کے نام کا جانور چھوڑنا ہر کتاب میں حرام لکھا ہے۔

جواب۔ چوٹی لڑکے کے سر پر رکھنا ناجائز ہے اور لڑکی کے سر پر بھی ایسی چوٹی ناجائز ہے اور مرغا چڑھاؤں گا یہ لفظ بھی برا ہے اس لفظ سے احتراز کریں۔ ان منت میں کوئی حرج نہیں کہ کرایسا ہو تو میں حضرت سیدی نامدار سیدنا مدار قدس سرہٗ یا فلاں بزرگ کی نذر و نیاز کروں گا حضرت کے مزار پر حاضر ہو کر یہ چڑھاؤں گا اس کا مطلب بھی یہی ہے۔ مگر یہ لفظ اچھا نہ تھا اس لئے اس سے روکا گیا۔ ان منتوں نذروں کی حقیقت یہ ہے کہ یہ خدام مزارات پر صدقہ سے عبارت ہیں۔ حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں حضرت سیدی امام علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہٗ القدسی فرماتے ہیں۔ من هذا القبيل زيارة القبور والتبرك بمشاهد الاولياء والصالحين والنذر لهم بتعليق ذلك على حصول شفاء او قدوم غائب فانه عبارة عن الصدقة على الحاضرين دون المقبور، وهو كما قال الفقهاء في من دفع الزكاة لفقير وسماها قرضا لان العبرة للمعنى لا باللفظ كذا الصدقة على الغني هبة والهبة للفقير صدقة وقد صرح الشيخ ابن حجر الهيتمي المكي من ائمة الشافعية في فتاواه ان هذا النذر للولي الميت اذا قصد به الناذر قربة اخرى كاولاد الولي الميت او خلفائه او اطعام الفقراء الذين عند قبره مع النذر وجب صرفه في ما قصده الناذر الى اخره بما بسطه من الكلام وطالب الناس في هذا الزمان يقصدون خلاف هذا فيحصل الكلام عليه ولا ينبغي ان يتعاطى الواعظ عما قال به علماء من ائمة المسلمين۔

کسی جانور کی اولیاء کی جانب نسبت کرنے سے اس میں حرمت سرایت نہیں کر جاتی اس نسبت کا ماحصل تو اتنا ہی ہے کہ یہ جانور اللہ کے نام پر ذبح کر کے اس کے گوشت پر ان کی فاتحہ ہوگی جیسے شادی غمی وغیرہ مصارف کے لئے جانور پال لیا جائے اور وقت پر اللہ کے نام پر قربان کر کے اس کا گوشت اس مصرف

میں صرف کیا جائے جس کے لئے اس نے یا الٰہنا حضرت مدار کا مرغا یا سید احمد کبیر کی گائے کہہ دینے سے اس میں حرمت و نجاست کر دھرے آگئی وہ بھی ایسی کہ اب لاکھ لاکھ بار خدا کا نام لے کر خالصاً للہ ذبح کر دو مگر حرمت ٹس سے مس نہیں ہوتی وہ جوں کی توں ہے کہاں کسی کے نام کا جانور چھوڑنا اور کہاں کسی کی فاتحہ کے لئے جانور پالنا اور اسے اللہ کے نام پر ذبح کر کے اس کی فاتحہ دے کر تقسیم کرنا بتوں کے نام پر جانور چھوڑے جاتے ہیں یہ کفار ان کی عبادت کے لئے کرتے ہیں بجا آر جو ہمارے بھرتے ہیں یہ وہی ہوتے ہیں جو کافروں نے بتوں کے نام پر چھوڑے ہیں تو کہاں یہ خباثت اور کہاں وہ کسی کی فاتحہ یا شادی یا کسی مصرف مباح کے لئے کوئی جانور لے کر اللہ کے نام پر قربانی کر کے اس کا گوشت اس مصرف میں صرف کرنا یا گھر کا کر نام خدا ذبح کر کے تقسیم کرنا یا پکا کر اپنا کھانا کھانا۔

پھر جانور چھوڑنا حرام ہونا اور بات ہے اور اس چھوٹے جانور کا حرام ہو جانا اور بات۔ بتوں کے نام پر جو جانور چھوڑا گیا ہے اگر خدا کے نام سے ذبح کر لیا جائے حلال ہے۔ اس حلال جانور کو حرام کہنا ہی شریعت پر زیادت ہے اور تجاوز علی اللہ۔ اور قرآن عظیم نے جسے حلال فرمایا اسے حرام کہنا ہے۔ کہ فرمایا ہے۔ جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ الخ۔ نہ کہ ان جانوروں کو مردار اور حرام بتایا جو کسی کے نام سے ذبح کئے گئے۔ اور ان پر فاتحہ بزرگان دین دے کر تقسیم کئے گئے۔ قال تعالیٰ شانہ۔ یٰایھا الذین اٰمنوا لا تحلوا شعائر اللہ علیہ۔ تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی میں زیر کریمہ مذکورہ ہے۔ اذا ذبحہ علی اسم اللہ تعالیٰ وجب ان یحل۔ تفسیر احمدی میں فرمایا ان البقرۃ المذبوحۃ للاوثان کما ھو الرسم فی انھا حلال طیب لانہ ذبح بالذکوٰۃ غیر اللہ علیہ وقت الذبح وان کانوا یذبحونھا لغیر اللہ۔ تفسیر بیضاوی وغیرہ تفاسیر میں زیر کریمہ وما اھل بہ لغیر اللہ ہے۔ ای ما رفع الصوت بہ عند ذبحہ لصنم۔ عالمگیریہ میں تاتارخانیہ وجامع الفتاوی سے ہے مسلم ذبح شاۃ المجوسی لبیت نارھم او الکافر لاجلھم توکل لانہ سمی اللہ تعالیٰ ویکرہ المسلم تورعا شرح صحیح مسلم میں ہے اما الذبح لغیر اللہ فالمراد بہ ان یذبح باسم غیر اللہ کمن ذبح للصنم او الصلیب او لموسیٰ وعیسیٰ علیھم السلام او الکعبۃ وغیرذلک فکل ھذا حرام ولا تحل علی الذبیحۃ الخ فتاوی سراجیہ میں ہے الکتابی اذا ذبح باسم المسیح لا یحل وان ذبح باسم اللہ واراد بہ المسیح یحل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ اگر کوئی زمین موقوفہ کسی ہندو کو کرایہ پر دی گئی ہو وہ اس میں ناجائز افعال کر کے مشائ

لہ تفسیرات احمدیہ ص۴۳ مطبوعہ کتبہ رحیمیہ۔ لہ عالمگیریہ جلد ۵ ص۲۸۸ مطبوعہ بیروت ۱۲ منہ لہ صحیح مسلم جلد ۲ ص۱۵۵

ٹھیٹر وغیرہ تو ایسی حالت میں اس زمین کا کرایہ لینا حرام ہے یا بارہ صحیح ہے اور کرایہ حلال اور جائز ہے بینوا توجروا۔

الجواب۔ بیان سائل سے معلوم ہوا کہ جب ہندو کو زمین و مکان کرایہ پر دیے گئے اس وقت اس نے یہ نہ کہا تھا کہ وہ اس میں تھیٹر اور سینما بنائے گا اس لئے لیتا ہے اسے کرایہ پر دینے مکان کرایہ پر چلائے زمین میں تھیٹر اور سینما قائم کر لیا اس صورت میں وہ زمین اسے کرایہ پر دینے والوں پر کوئی الزام نہیں کہ کرایہ پر دینا حرام ہوا نہ کرایہ لینا حرام نہ اجارہ کی صحت میں کوئی کلام۔ کفار و فساق فجار مکان کرایہ پر لیتے ہیں اس میں بود و باش کرتے ہیں کہ کافر اس میں کفر کرتا ہے بت پرستی کرتا ہے کلمات کفر بکتا ہے فساق و فجار شراب پیتے ہیں بناتے ہیں بیچتے ہیں زنا ہوتا ہے اس سب کا وبال ان پر ہے۔ مکان والے پر اس کا الزام کیا ہوگا کہ اس نے مکان اس لئے نہیں دیا ہے کہ کافر اس میں کفر کرے اور فاسق و فاجر اس میں فسق و فجور۔ فتاوی بزازیہ میں ہے۔ استاجر الذمی دارا من مسلم لیسکنها لا باس به وان شرب فیه الخمر او عبد فیه الصلیب لا باس فی الصحیح۔ بلکہ اسی میں ہے اذا آجر منزله لیتخذ فیه بیعة او کنیسة او بیت نار وطب فیه والله تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از شہر محلہ کسگران مستولہ جناب مولوی حکیم وزیر غوث صاحب۔ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۲ھ زید حنفی المذہب ہے انتقالی مسائل میں اگر قول امام ابو حنیفہ کے سوا امام ابو یوسف کا قول لیتا ہے تو حنفی المذہب رہے گا یا نہیں۔ اگر نہیں رہے گا تو مسائل انتقالی میں جگہ جگہ قول امام ابو حنیفہ کو چھوڑ کر قول امام ابو یوسف کو علماء نے کیوں اختیار کیا ہے؟

الجواب۔ قول امام ابو یوسف یا قول امام محمد یا ان کے سوا امام فرد وغیرہ تلامذہ حضور امام الائمہ کاشف الغمہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عمل سے حنفی یوسفی یا زفری وغیرہ نہ ہو جائے گا کہ مذہب نہیں مگر امام اعظم کا ان کے اقوال امام اعظم ہی کے اقوال ہیں۔ جو جس سے مروی ہوا اس کی طرف منسوب ہوا جس مسئلہ میں امام کا کوئی قول نہیں ملتا امام ابو یوسف مضطرب ہوتے اور حیران رہتے کہ ان سے یہ منقول ہوا علامہ محقق ابن نجیم مصری بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں فتاوی ظہیریہ سے ناقل۔ کل ما ورد عن ابی حنیفة رحمه الله تعالیٰ فیه قول حتی کذا لا مضطربا الی یوم القیامة وحکی عن ابی یوسف رحمه الله تعالیٰ انه کان یضطرب فی بعض المسائل وکان یقول کل مسئلة لیس الشیخ فیها قول فنحن فیها هکذا۔

لے فتاوی بزازیہ برہامش عالمگیریہ ص۳۱۸ جلد ۶ سے فتاوی بزازیہ برہامش عالمگیریہ جلد ۶ ص۱۲۵

ہر وہ امر جس میں امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کوئی قول مروی نہ ہوا قیامت تک مضطرب ہی رہے گا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ سے حکایت ہوا کہ وہ بعض مسائل میں مضطرب حیران و پریشان ہوتے اور فرمایا کرتے ہر وہ مسئلہ جس میں ہمارے شیخ کا کوئی قول نہیں ہمارا اس میں یہی حال ہے۔ ایسی جگہ کبھی بھی امام ابو یوسف یا امام کے اصحاب سے کوئی مناسب جو فرمائیں وہ بھی امام ہی کا ارشاد ہے کہ یہ جو کچھ فرماتے ہیں آخر انھیں اصول و قواعد سے جن پر امام اعظم کے مذہب کی بنا ہے یہ حادثہ اگر امام اعظم کے عہد میں حدوث پاتا امام کے حضور پیش ہوتا انھیں اصول سے امام کا بھی ہر ارشاد ہوتا۔

قول دو طرح کا ہوتا ہے صوری و ضروری، صوری وہ جو معقول منقول ہو، ضروری وہ جس کا قائل نصاً قائل نہیں لیکن ضمناً ضرور قائل ہے جیسے کوئی اپنے خدام کو کسی شخص صالح کے اکرام کا حکم دے اور بار بار تاکید اس سے کہے کہ ان کی تعظیم کیا کرو اور تعظیم فاسق سے انھیں روکے کہ کسی فاسق کی تعظیم کبھی ہرگز نہ کرنا پھر وہی شخص جو صالح تھا معاذ اللہ فاسق ہو گیا تو خدام پر اس کی تعظیم ان کے آقا کے اس ممانعت عام سے ممنوع ہے اگرچہ ان کے آقا نے اس شخص کے اکرام پر نص کی تھی اور یہاں اس کے ترک تعظیم پر نص نہیں خدام پر اس عام ممانعت کی بنا پر اس خاص کی ترک تعظیم لازم اگر وہ باوجود اس ممانعت کے اس کی تعظیم کریں گے اپنے آقا کی اطاعت نہیں۔ نافرمانی کریں گے۔ خدام اس ممانعت کی بنا پر اس کا اکرام و تعظیم نہ کریں تو کون عاقل ہے جو یہ کہے گا کہ اس کے خدام نے اس کی نافرمانی کی۔ ظاہر ہوا کہ قول وہ ہی نہیں جو منقول ہو نصاً بلکہ قول وہ بھی ہے جو ضمنی ہو۔

العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ[1] میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں القول قولان صوری وضروری فالصوری ھو المنقول والضروری ما لم ینقلہ القائل نصا بالخصوص لکنہ قائل بہ فی ضمن العموم الحاکم بضرورۃ بیان لو تکلم فی ھذا الخصوص لتکلم بذا او بما خالف الحکم الضروری الحاکم الصوری وحینئذ یقضی علیہ الضروری حتی ان الاخذ بالصوری بعد مخالفۃ القائل والعدول عنہ الی الضروری موافقۃ او اتباعا لہ کان کان زید صالحا فامر عمرو خدامہ باکرامہ نصا مجردا وذکر ذلک علیھم مرارا ثم قال لھم اباکم ان تکرموا فاسقا ابدا فبعد زمان فسق زید علانیۃ فان اکرمہ بعد خدامہ عملا بنصہ المکرر المقرر کانوا عاصین وان ترکوا اکرامہ کانوا مطیعین۔ اس تقریر سے ظاہر ہو گیا کہ ایسے حوادث جن میں امام کا کوئی قول منقول مستقول نہیں۔ حضرت امام ابو یوسف یا کسی اور امام اصحاب امام الائمہ کا قول

[1] فتاوی رضویہ جلد اول ص ۳۸۵ مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی

سرے تو وہ مقبول ان کا ہے صوری اور قول امام ہے ضمنی ضروری۔ ردالمحتار میں ہے الاصل ان مذہب ابی یوسف او محمد او غیرھما من اصحاب الامام فلیس حکما بخلاف مذھب ابی حنیفۃ۔ علامہ شامی در رسے عبارت مذکورہ رد المحتار میں نقل کرکے فرماتے ہیں۔ افاد ان اقوال اصحاب الامام غیر خارجۃ عن مذھبہ فقد نقلوا منھما قالوا قولا الا ھو مروی عن الامام کما اوضحت ذلک فی شرح منظومتی فی رسم المفتی۔ نیز جلد چہارم رد المحتار میں بھی ایسا ہی فرمایا کہ حنفی مذہب ابو یوسف یا مذہب محمد جو حکم کرے وہ اس کے مذہب حنفی ہی کا حکم ہے۔

اگر یہ صوری و ضروری اقوال مختلف ہوں تو یہ مطلب نہ ہوگا کہ امام کا مذہب کچھ ہے اور ان کے اصحاب سے اس قائل کا مذہب کچھ ہے۔ بلکہ وہ ایسا ہی ہے جیسے خود اقوال متعددات امام میں اختلاف اختلاف عصر و زمان اختلاف ہی نہیں ایسے وقت جو یہ فرمایا ہے ہیں امام بھی یہی فرماتے۔ تو ان کا یہ قول امام ہی کا ارشاد ہے جیسے احادیث میں عورتوں کو مساجد سے روکنے کی حضور نے ممانعت فرمائی۔ لاتمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ۔ عورتوں کو حاضری کا حکم تھا یہاں تک کہ حائضات کو بھی کہ وہ عیدگاہ میں علیحدہ حاضر رہیں اور دعا میں شریک ہوں۔ یہاں تک کہ بعض نے عرض کیا کہ ہمارے پاس جلباب۔ چادر نہیں اشاد ہوا چادر والی اپنی ساتھی کو بھی اپنی چادر میں لے لے۔ اور کما قال علیہ الصلاۃ والسلام مگر باوجود ایسے حکم اور اس نبی کے حضرت سیدنا عمر امیر المومنین فاروق اعظم نے عورتوں کو مسجد سے نکالا اور انھیں روک دیا۔ وہ نکلنا کے کر حاضر خدمت حضرت ام المومنین صدیقہ موجود ہیں انھوں نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام ہم میں اگر وہ یہ ملاحظہ فرماتے جو ہم دیکھتے ہیں تو وہ بھی عورتوں کو مسجد سے روک دیتے جیسے بنی اسرائیل نے اپنی عورتوں کو روک دیا تھا۔ کیا معاذ اللہ حضرت صدیقہ اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور کے ارشاد کا خلاف کیا۔ لاواللہ بلکہ وہی کیا جو حضور فرماتے۔ تو ان کا یہ قول و فعل حضور ہی کا قول و فعل ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

العطایا النبویہ میں عبارت منقولہ بالا سے آگے فرمایا وعلی ذلک وقع فی اقوال الائمۃ اما الحدوث بتغیر الزمان او حرج او تعامل او مصلحۃ مھجورۃ او مفسدۃ حادثۃ او نحو ذلک لان عدم العمل او الافتاء بالضعیف لدفع الحرج مراعاۃ للمصالح الدینیۃ الخالیۃ عن معارضۃ ترجیحا لاقوی المفسدتین والاخذ بالعرف والجمل بالقیاس علی کل ذلک قواعد کلیۃ معلومۃ من الشرع لیس لمجتھد من الائمۃ الاماثلا الیھا و

حاشیہ فتاوی رضویہ جلد اول صفحہ ۱۰۰ مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی۔ ۱۲ رفتاوی جامعہ نظامیہ صفحہ ۱۰۰ مطبوعہ لاہور

قائلا بها وعمولا علیها فاذا کان فی مسألۃ نقل الامام رضی اللہ عنہ احد تلک الخبرات علمنا قطعا ان لہ حدیثا اخر عہدہ وکان قولہ علی مقتضاہ لا علی خلافہ وردہ فالعمل حینئذ بقولہ الضروری الاخیر المنقول عنہ ھو العمل بقولہ لا المجمود علی المأثور من لفظہ وقد عد فی العقود مسائل کثیرۃ من ھذا الجنس ثم تعالی بیان کثیر اخر علی الاشباہ ثم قال فھذہ کلھا قد تغیرت احکامھا لتغیر الزمان اما للضرورۃ واما للعرف واما لقرائن الاحوال قال وکل ذلک غیر خارج عن المذھب لان صاحب المذھب لو کان فی ھذا الزمان لقال بھا ولو حدث ھذا التغیر فی زمانہ لم ینص علی خلافھا قال وھذا الذی حرأ المجتھدین فی المذھب واھل النظر الصحیح من المتاخرین علی مخالفۃ المنصوص علیہ من صاحب المذھب فی کتب ظاھر الروایۃ بناء علی ما کان فی زمنہ کما سترتصریحھم بہ الخ

اقول بل ربما یقع نظیرہ لنا فی نص الشارع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقد قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دعوا النساء الاستأذنت احدکم امرأتہ الی المسجد فلا یمنعھا وفی لفظ لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ۔ وقد امر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بإخراج الحیض وذوات الخدور وبرز العیدین فیشھدن جماعۃ المسلمین ودعوتھم وتعتزل الحیض المصلی قالت امرأۃ یا رسول اللہ احدنا لیس لھا جلباب قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لتلبسھا صاحبتھا من جلبابھا ومع ذلک نھی الائمۃ الشواب مطلقا والعجائز نھارا شھوصوا النھی عملا بقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الخیر کما فی الاستذکار من قول ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنھا لو ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رای من النساء ما رأینا لمنعھن من المسجد کما منعت بنو اسرائیل نساءھا

پھر خود یہی مسئلہ خروج نساء الی المساجد ہے اب مذہب یہی ہے کہ مطلقاً عورتوں کا خروج ممنوع ہے شواب ہوں یا عجائز جماعت سے نماز کے لئے حاضر ہونا جائز ہیں اگرچہ جمعہ کی یا عید کی یا وعظ کے مجمع میں حالانکہ صاحبین عجائز کے لئے حضور مطلقاً مباح فرماتے تھے اور امام فجر ظہر وعصر وجمعہ میں ان کا حضور جائز رکھتے تھے کون عاقل کہہ سکتا ہے کہ زمانہ صاحبین کے خلاف ہے ان کا مذہب اب بھی باحت حضور نساء ہے اور ان علماء کا مذہب وہ ہے جو امام کا مذہب نہیں بلکہ علماء نے جو کہا وہ امام ہی کا قول ہے انہیں کے قول سے ماخوذ ہے۔ عطایا النبویہ میں فرمایا۔ قال فی التنویر والدر یکرہ حضورھن الجماعۃ ولو لجمعۃ وعید ووعظ مطلقا ولو عجوزا لیلا علی المذھب المفتی بہ لفساد الزمان واستثنی الکمال بغلبۃ الظن

سلہ فتاوٰی رضویہ جلد ۱ صفحہ ۳۳۶ مطبوعہ رضا اکیڈمی

المتاخرین اھ واخراد بالمذھب مذھب المتاخرین وبما ردعلیہ الدیوبندی ھذہ الفتوی بخالفۃ صاحب الامام وصاحب مجمع بعامۃ ائمتھما الباحثۃ المحضور مطلقاً والامام فی غیر الظھر والعصر والجمعۃ فما اختارہ مع فی الکل بخالف الکل فالمعتمد مذھب الامام اھ بمعنا الجانب عندہ فی الظھر فالمفید نظر لکل ھو ماخوذ من قول الامام وذلک انہ انما استحب القیام للعامل وھو فرط الشھوۃ بناء علی ان الفسقۃ لایتشوقون فی المغرب لانھم بالطعام مشغولون وفی الفجر والعشاء نائمون فاذا فرض انتشار ھم فی ھذہ الاوقات لقلۃ فسقھم کما فی زماننا لم تحصل بھا یاھا کان المنع فیھا اظھر من الظھر اھ۔

علماء کرام نے جہاں کہیں قول ظاہر الامام سے عدول کیا اور قول صاحبین اختیار کیا اس کے وجوہ فتاوی رضویہ کی عبارت منقولہ بالا میں گزرے ضرورت دفع حرج عرف تعامل سنگینی ذریعی ضرورت مصلحت کے حامل یا کسی فساد موجود یا مظنون بظن غالب کے زائل کرنے کے لئے یہ ضعف دلیل نظر آنا جائز ہے اگر اختلاف صوری نہیں واقعی ہو اور وجہ مذکورہ ہے کوئی وجہ نہ پائی جائے تو بے وجہ امام کے قول ظاہر سے عدول ناجائز ہے۔ کما نصوا علیہ قاطبۃ بحر الرائق میں ہے قد علموا ان الافتاء بقول الامام فیما لم یعلم انہ رجع عنہ واجب علینا الافتاء بقول الامام وان افتی المشائخ بخلافہ۔ خیریہ میں ہے المقرر انہ لا عدول عنہ الی قولھما او قول احدھما او قول غیرھما الا لضرورۃ من ضعف دلیل او تعامل بخلافہ۔ امام العلماء مقدام التعتبار شیخ الاسلام برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ تجنیس میں فرماتے ہیں الواجب عندی ان یفتی بقول ابی حنیفۃ علی کل حال۔ علامہ طحطاوی علامہ نوح افندی سے ناقل لا یرجح قولھما علی قولہ الا بوجہ من ضعف دلیل او تعامل او اختلاف زمان ولم یوجد شیئ من ذلک فالعمل علی قولہ کذا قالہ تعالی العلم۔

مسئلہ از لاہور دفتر ایشرن ٹائمز مرسلہ عنایت محمد خاں صاحب مورخہ ۳ جمادی الآخرہ ۱۳۲۵ھ

حضرت سراپا برکت دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ باعث تصدیع یہ امر ہے کہ ایسی ڈاک قرآن کریم احادیث مبارکہ وغیرہم سے یہ ثابت فرمائیے کہ تلوار رکھنا مسلمان کے لئے ضروری ہے ایک انگریزی اخبار نے چھاپا ہے کہ تلوار رکھنا مسلمانوں کا مذہبی شعار نہیں لفظ تلوار صاف صاف آنا چاہئے۔

الجواب۔ مرزا سلام وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ بخیر وعافیت ہوں والحمد للہ تعالی آپ کا عافیت نما خیریت نامہ ملا اپنے دشمنوں سے محفوظی دین کے لئے قوت رکھنا اپنے دین اپنی جان مال کی دفاع

بحر الرائق جلد ۱ صفحہ ۷ مطبوعہ بیروت

کے لئے تیار رہنا اور سامان رکھنا مسلمانوں کا دین ہے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور خدا کی راہ میں کوشش کرنا آج مسلمانوں نے جہاں اپنے اور فرائض چھوڑے وہاں یہ بھی۔ جو مجبوری چھوٹے تھے وہ تو چھوٹے ہی تھے سخت افسوس کی بات یہ ہے کہ اپنے اختیار سے بھی چھوڑ بیٹھے ہیں کتنے مسلمان ہیں جو نماز نہیں پڑھتے روزہ نہیں رکھتے زکوٰۃ نہیں دیتے حج نہیں کرتے داڑھی سنت ہی نہیں شعار دین ہے کتنے مسلمان آپ کو ملتے کترتے ہیں قرآن عظیم کا ارشاد ہے واعدّوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم۔ یہ خدا کی رحمت ہے کہ اس نے کسی خاص چیز کا رکھنا فرض نہ فرمایا۔ قوت کی چیز رکھنے کی قدرت ہو اس کے رکھنے کا حکم فرمایا تلوار رکھنا اگر شعار نہیں ہے تو ہر ممکن قوۃ جس کی استطاعت ہو اس کا رکھنا تو قرآن عظیم و حدیث نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے ثابت ہے اس کا تو دینی حکم ہے خاص کر رمی و تیر و کمان گولی بندوق سے ہوتی ہے حدیث میں ہے الا ان القوۃ الرمی الا ان القوۃ الرمی الا ان القوۃ الرمی۔

اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں شیخ علامہ عبدالحق دہلوی قدس سرہٗ حدیث عن عقبۃ بن عامر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وھو علی المنبر یقول الا ان القوۃ الرمی الحدیث کے نیچے لکھتے ہیں گفت شنیدم آں حضرت را و حالانکہ آں حضرت بر منبری گفت و می خواند این آیت را۔ واعدّوا لھم ما استطعتم من قوۃ۔ و آمادہ سازید مر جنگ کافران را آنچہ توانید از قوت و زور و توانائی و می گفت مکرر سہ بار این کلام را۔ الا ان القوۃ الرمی الا ان القوۃ الرمی الا ان القوۃ الرمی دانا باشید کہ بدرستیکہ قوت در تیر انداختن است مکرر گفت سہ بار رواہ مسلم و ترمذی و نسائی و ابوداؤد و ابن ماجہ و دارمی و بیہقی و بیہقی تفسیر کردہ اند قوت را بہر چہ قوت یافتہ شود بآں در حرب و بیہقی گفتہ شاید کہ تخصیص آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمی را باید کہ بسبب بودن او در آں وقت اقوی۔ دوسری حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ستفتح علیکم ارضون ویکفیکم اللہ فلا یعجز احدکم ان یلھو بسھمہ۔ اشعۃ اللمعات میں زیر حدیث مذکور ہے یعنی کہ عاجز نباید کسے از شما از تیر بازی کردن تیر اے خود بعنی عادت کنید شما بہ تیر اندازی و دریابید آں را و اہتمام نمائید بر شان آں و بلھو نگفتہ اند کہ ترک نکنید تیر اندازی را و اعتیاد آں را و مداومت نمائید بر آں بعد از فتح تیر دہ ضرور نہ شوید کہ اشتغال بہ تیر اندازی دائم ست الخ ملخصاً۔

اس حدیث میں تو فتح روم ہی کا ذکر ہے کوئی کہنے والا کہہ دے کہ شرح حدیث نے مداومت بتائی

لہ اشعۃ اللمعات جلد ثالث ص ۳۶۲ مطبوعہ سکھر پاکستان ۔ سورۃ انفال آیت ۶۰ ۔ مسلم و مشکوٰۃ ص ۳۵۸

ہم شرح کی نہیں مانتے لہٰذا ہم وہ حدیثیں کیوں نہ پیش کردیں جن میں تیر کا تذکرہ دیا گیا اور پھر بھی ارشاد ہوا ہے کہ تیر اندازی کی مشق سے کوئی عاجز نہ آئے حدیث میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ستفتح علیکم ارضون وکفیکم اللہ فلا تعجزن احدکم ان یلہو باسہمہ ایک حدیث میں ستفتح لکم ارض الروم فعلموا علی اسہمکم ارشاد ہوا۔ حدیث میں ہے ستفتحون منابت الشیح ایک حدیث میں ہے ستفتح علیکم الدنیا فرمایا گیا منابت الشیح سے مراد اقطار بعیدہ ہیں تیسیر شرح جامع صغیر میں سیدی علامہ عبدالرؤف مناوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں اشار بہ الی انہ لیفتح لہم الاقطار البعیدۃ مما یظہر بہ الدین ویشرح بہ صدر المتدین۔ اب کریں کے ہر قوت کے رکھنے کا دینی حکم معلوم ہوا ایک تلوار ہی نہیں یوں ہی علمائے مفسرین و محدثین و شراح حدیث کے ارشادات سے حدیثوں میں خاص کر رمی کا حکم معلوم ہوا اور رمی تیر اندازی اور بندوق چلانے دونوں کو شامل تو تیر کمان گولی بندوق تینوں سب کچھ رمی کا حکم معلوم ہوا۔

نیز قرآن عظیم کا ارشاد کریم ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَکُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِیْعًا۔ تیسیر[1] اسی حدیث میں ہے قالوا ان الحذر والحزم بمعنی القوۃ فعلی ہذا فالمعنی اعدوا واحترزوا من العدو۔ وقول الحزم بمعنی القوۃ کما فی الزرقانی والسلاح اعدوا اسلحتکم۔ کیا اب کہ قرآن و حدیث و قول علماء سے سلاح رکھنے کا حکم دینی ہے گو ضلع پنجاب کے مسلمانوں کو تلوار رکھنے کی بھی آزادی نہ دے گی خصوصاً اس صورت میں کہ یوپی وغیرہ میں تلوار بھالا چھری کی آزادی دے چکی ہے خصوصاً اس حالت میں کہ پنجاب کی ایک قوم کو کرپان رکھنے کی اجازت دے چکی ہے سکھوں کو کرپانیں رکھنے کی اجازت ان کے مذہبی حکم کے ادعا ہی پر ہم نے سنی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ایک قوم کو اس کے ادعا کے بنا پر کرپانیں دی جائیں اور مسلمانوں کو قرآن و حدیث کا واضح حکم کے ہوتے ہوئے تلواریں بھی نہ دی جائے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر محلہ گنہ نالہ پل قاضی مسئولہ سودا گر محمد خلیل صاحب رضوی ۱۸ ربیع ۱۳۴۲ھ

الحمد للہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اکثر کتب میاد شریف میں یہ روایت منقول ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع تین سو عورتوں کے مکہ سے مدینہ تشریف لے گئے یہ روایت صحیح ہے یا غلط بینوا توجروا

الجواب کسی کتب معتبرہ میں نے یہ روایت نہیں دیکھی اتنا معلوم ہے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا نور کریم جب حضرت خلیل جلیل سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے حضرت ہاجرہ کو ملا ہے حضرت سارہ کو رشک ہوا اور وہی رشک حضرت ہاجرہ کے مکہ معظمہ کو ہجرت کا باعث ہوا اور یہ بھی معلوم ہے کہ حضرت

[1] تفسیرات احمدیہ صفحہ مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب رمی بالنشاب صفحہ ۴۰۴ [3] صحیح مسلم باب فضل الرمی صفحہ ۱۴۲

سیدنا عبداللہ والد ماجد حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اس نور کریم کے فیض حسن وجمال کے سبب بہت زنان قریش عاشق تھیں ہر ایک کی دلی آرزو تھی کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے دام میں پھانسے راہ میں چھپی آپ کا انتظار کیا کرتی تھیں مگر نور محمدی علیہ الصلاۃ والسلام کی برکت سے آپ ان میں سے کسی کے دام تزویر میں نہ آئے اور گناہ سے محفوظ رہے کما فی مدارج النبوۃ للشیخ المحقق عبدالحق محدث الدہلوی قدس سرہٗ تو ایسا ہونا کوئی تعجب خیز نہیں ممکن ہے ایسا ہوا ہو میرے سامنے جو چند کتابیں آئیں اور میں نے ان میں نہ پایا اس سے یہ لازم نہیں کہ یہ بات غلط ہو جو لوگ لکھتے ہیں انھوں نے کسی معتبر کتاب میں پایا ہوگا ان کی جانب بدگمانی کیوں کی جائے کر گڑھ کر لکھ دیا کہ عدم وجدان۔ وجدان عدم نہیں ہاں ہم اس وقت تک اسے بیان بھی نہ کریں گے جب تک معتبر کتاب میں نہ پائیں حاصل یہ کہ ہم فنا کا اقرار کرتے ہیں جب تک کسی معتبر کتاب سے نہ پائیں اور نہ انکار کہ مسلمان لکھتے ہیں اور ایسا ہونا ممکن تو ان کی جانب بدگمانی نہیں کر سکتے کہ دل سے گڑھ کر لکھ دی۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از بٹلہ بازار دوکان تذہب الحسن سوداگر مسئولہ محمد فاروق صاحب ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۶ھ متصل مسجد سنیچر شاہ۔

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہندوستان کے کفار کیا حربی کفار میں ہیں؟

الجواب۔ ہاں یہ سب حربی کافر ہیں اور آج ہی نہیں جب کہ سلطنت اسلامیہ یہاں نہیں رہی بلکہ یہ اس وقت بھی حربی ہی تھے جب کہ سلطنت مغلیہ تھی حضرت عارف باللہ ملا احمد جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ استاذ سلطان عالمگیر رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی تفسیر[1] میں فرماتے ہیں انظروا یا ایھا المؤمنون ھذہ الزمان وھی وتنکروا یا ایھا المسلمون ان ھذا الاخیر فی وما یعقلھا الا العالمون وقد طال الکلام فی تمانا فی بیان الذاھی والمعرفی الامر والتفریط والحق ما بینہ بعض مشایخنا رحمہ اللہ تعالیٰ فی بعض رسائلہ فطالعہ ان شئت وقد ذکرت فی شرحی الاعظم الثانی کلاما لا مزید علیہ فلیرجع الیہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ (۱) وہابی نجدی دیوبندی۔ قادیانی۔ رافضی شیعہ وغیرہم معاملات میں ایک درجہ میں ہیں یا کچھ فرق ہے ان کے ساتھ رسم رکھنا کھانا پینا ان کا حقہ پینا کیسا ہے جو لوگ ان سے ایسے معاملات رکھتے ہیں ان کا حقہ پینا ان کے یہاں کھانا پینا کیسا ہے اگر ان سے قطع تعلق کرنے میں ان کی شرارتوں سے مبتلائے مصیبت ہونے کا ڈر ہو جن کا تحمل نہ ہو سکے تو کیا کرے؟

[1] تفسیر احمدیہ صفحہ مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ

(۲) ایک سنی شخص ضرورت پر بائی تینوں امامول میں سے کسی کا مسئلہ لے سکتا ہے یا نہیں؟
(۳) دو اشخاص ہندو و مسلمان میں تنازع ہے حق بجانب فیصلہ کرنے میں مسلمان کو نقصان پہنچتا ہے کافر کا حق ضبط کرنے اور مسلمان کو بچانے پر قادر ہے مگر اس کو بری کر دیا جائے تو اس پر اور نے شریعت گرفت ہے یا نہیں؟

الجواب۔ جو مرتدین ہیں نیچری وہابی دیوبندی قادیانی رافضی ان سے میل جول رسم راہ کیسی۔ نری معاملت بھی حرام ہے جو لوگ ان مرتدین کے عقائد کفریہ پر مطلع ہوتے ہوئے ان سے میل جول رکھتے ہیں حرام کار گنہگار ہیں جس پر کہ مذہب کی بدمذہبی اور کفر کہ نہ ہو پھر جب اس سے بھی میل جول ناجائز تو ان سے رسم راہ کے کیا معنی۔ بلکہ فاسق العقیدہ ہی نہیں فاسق العمل شخص کے پاس بیٹھنے کی اجازت نہیں جب تک وہ توبہ نہ کرے قال تعالٰی واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظٰلمین ۔ تفسیر روح المعانی میں حضرت پیر معروف بالکرخی قدس سرہ فرماتے ہیں القوم الظالمون ہم الفاسق والکافر والمبتدع کما فی مجمع وقال صاحب الفواتح معنی الایۃ وان کان الخطاب لہ صلی اللہ علیہ وسلم فالمراد بغیرہ من امتہ ای لا تقعد بعد ان تعلم ان القوم ظالمون لا تقعد معہم ولا تجالسہم ولا تصاحبہم ولا تماشیہم ولا تواکلہم ولا تشاربہم ولا تعاملہم ولا تعاشرہم ولا تصادقہم ولا تواصلہم ولا تزاورہم ولا تسافرہم ولا تساکنہم ولا تشاورہم ولا تؤاخذہم ولا تؤاجرہم ولا تعاونہم ولا تعاضدہم ولا تشارکہم ولا تفاوضہم ولا تعاقدہم ولا تعاہدہم ولا تخالطہم ولا تواسیہم ولا تحادثہم ولا تکاتبہم ولا تسامرہم ولا تضاحکہم ولا تماشیہم ولا تلاعبہم ولا تصاحب

یسلم علی الرجل الفاسق المعلن ای المظہر لفسقہ اھانۃ لہ وتحقیرا علی فجورہ۔

بے ضرورت و حاجت ہرگز جائز نہیں یہاں تک کہ اگر کسی کافر یا مبتدع کو سنی مسلمان سمجھ کر سلام کیا پھر اس کا کافر یا مبتدع ہونا معلوم ہوا تو کہہ دے کہ میں نے اپنے سلام سے یا تو اپنا کافروں مبتدعوں کی تحقیر کے لئے اسی میں ہے یسلم علی من ظن انہ مسلم رشخطہ انہ ذمی او مبتدع یقول استرجعت من سلامی محقورا لھم فتاوی[1] بزازیہ میں ہے فی السیر لا بأس برد سلام اھل الذمۃ وانما علی عن البداءۃ الا اذا کان محتاجا الیہ فلا بأس بہ ابتداء ولکن یکرہ مصافحتھم۔ پھر بھی انہیں مرتدوں سے میل جول کی ممانعت کی تبلیغ اس انداز سے کرتے رہیں کہ وہ ہمارا نہیں جوش غضب میں آکر انہیں کسی مصیبت میں نہ پھانس دیں واللہ تعالیٰ اعلم!

(۲) ہاں عند الضرورۃ الملجئۃ ایسا کر سکتا ہے کہ اس وقت وہ حکم خود اس کے مذہب کا حکم ہے کما بینا ہ فی فتاوانا بحمد اللہ تعالیٰ وھو نعم المولی ونعم النصیر۔ وھو تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ (۱) خارج مسجد ایک درخت موسری کا ہے اس کا ایک ٹہنہ مسجد کی آبیل پر سایہ کئے ہوتے ہے جس کے سائے میں نمازی بیٹھ کر وضو کرتے ہیں دو شخص اس درخت کو کاٹنا چاہتے ہیں باقی اہل محلہ درخت کے کاٹنے جانے کے خلاف ہیں جب اہل محلہ نے درخت کاٹنے سے روکا تو ایک شخص بولا کہ مسجد میں درخت کا ہونا جائز نہیں اہل محلہ نے کہا کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کی مسجد میں بھی درخت ہے تو اس شخص نے جواب دیا کہ اس کا گناہ مولوی صاحب کے ذمہ ہے وہ پھنکیں گے اب جواب طلب یہ امر ہے کہ جس درخت کے سایہ میں نمازیوں کو فائدہ پہونچتا ہے اور کسی قسم کا کسی محلہ والوں کو ضرر نہیں اگر درخت کا کاٹنے والا ازروئے شرع شریف کس جرم کا مرتکب ہے۔

(۲) کسی عالم کو اہل سنت والجماعت کو برا کہنے والا خصوصاً امام اہل سنت کی توہین کرنے والا ان کو گنہگار بتانے والا ازروئے شرع کیسا ہے مسلمانوں کو اس سے بات چیت سلام وکلام جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ اس درخت کے کاٹنے کا انھیں کوئی اختیار نہیں وہ درخت خالص مسجد ہے اگر مسجد میں ہوتا تو جب بھی انھیں اختیار نہ تھا خصوصاً اس صورت میں کہ اور اہل محلہ مانع ہیں اور اس درخت سے منفعت بھی ہے۔ مسجد میں یعنی موضع صلاۃ میں بعد مسجدیت درخت بے ضرورت بنا مکروہ ہے۔ ہدایہ میں ہے

---

[1] فتاوی بزازیہ علی ہامش الہندیہ ۶/۳۳۶ مطبوعہ امیریہ بولاق مصر۔ [2] ہندیہ ۵/۳۲۳ مطبوعہ مصر۔

کرہ یغرس فی المسجد لانہ کشبہ بالبیعۃ ویشغل بہ کان الصلاۃ الا ان یکون فیہ منفعۃ للمسجد بان کانت الارض نزۃ لا تستقر اصلا فانہ یغرس فیہ النخل کذا فی الذخیرۃ فتاوی قاضی خان۔ وہ شخص غلط و باطل من در گرفتہ (فتوی دیتا ہے) فتوی دیتا ہے کہ مسجد میں درخت کا ہونا جائز نہیں اگر یہ علم فتوی اتفاقاً صحیح بھی ہو جب بھی تو یہ چاہئے نہ کہ محض غلط و باطل بے علم فتوی دینا حرام ہے۔ رد المحتار میں ہے قولہ تکثیل سنن الخ فی الخلاصۃ غرس الاشجار فی المسجد لا باس بہ اذا کان فیہ فتح المسجد بان کان المسجد ذا نزۃ والاصوب الاستفتاء دینا ویدون ھذا لا یجوز اھ۔

وفی الھندیۃ عن الغرائب لو کان لفتح الناس بابہ ولا یضیق علی الناس ولا یفرق الصفوف لا باس بہ وان کان لفتح بابہ یزدحم الناس او یفرق الصفوف او کان یلقی موضع فتح بابہ النجاسۃ یمنع من ذلک اھ۔ بین الدیعۃ والمسجد یکون ھذا، وقد رأیت رسالۃ للعلامۃ ابن امیر حاج مخطوطۃ متعلقۃ بغرس المسجد الاقصی رد فیہا علی من افتی بجواز غرسہ واخذ من قولہم ھذا انہ یغرس شجرۃ المسجد فغرستہا فرع علیہ بانہ لا یلزم من ذلک حل الغرس الا لعلۃ المذکور لان فیہ شغل بالعد الصلاۃ ونحوھا وان کان المسجد واسعا او کان فی الغرس نفع ثمرتہ والا لزم جواز قطع تمرہ ولا یجوز بالاتفاق لانہ قتل علیہ الصلاۃ والسلام لیس لعرق ظالم حق۔ لان الظلم وضع الشیئ فی غیر محلہ وھذا کذلک۔ اے شخص پر فرشتگان سماوات و ارض لعنت کرتے ہیں حدیث میں ارشاد ہوا من اخرق بغیر حق لعنتہ ملائکۃ السموات والارض ناحق کسی مسلمان کو خصوصاً اس کے انتقال کے بعد... کسی گناہ کی اس کے جانب نسبت کرنا کس قدر شدید ظلم ہے پھر والد کی نسبت ظاہر ہے کہ اس سے بھی اشد ہے۔ خدا تجھے توبہ کی توفیق دے اور اسال لسان اور بدزبانی سے بچائے آمین۔ واللہ تعالی اعلم۔

(۲) اس شخص نے جو کہ اللہ تعالی اسے معاف کرے اور چاہئے کہ اعلی حضرت قدس سرہ کے مزار پر جا کر ہو کر ایصال ثواب کے کلمہ کلام پڑھ کر۔ اس نے اپنے اس غلط معلوم کے بنا پر ایسا کہا زبان دانی کی اگر اب بھی اس پر جما ہے اور توبہ اور رجوع نہ کرے تو مسلمان اس کا مقاطعہ اور میل جول بند کر سکتے ہیں اسے نہ گھسنے دیں نہ چھوڑ سکتے ہیں جب تک وہ توبہ نہ کرے کسی مسلمان کی ناحق ایذا رسانی حرام ہے حدیث میں ہے کہ من اذی مسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ نہ کہ عالم دین اور امام مسلمین کی توہین اور وہ بھی بعد وصال۔ اعلی حضرت کی مسجد میں جو درخت ہے وہ مسجد سے سیکڑوں برس پیشتر کا ہے جس وقت ریلی بھی ارادہ تھی

یہاں جنگل تھا پھر یہ مسجد بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی تعمیر کرائی ہوئی نہیں اور اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ مسجد میں درخت ہونا جائز نہیں درخت بے ضرورت بعد مسجدیت موجب صلاۃ بونا نہ چاہئے۔ کسی مسلمان کی جانب کسی گناہ کی نسبت بے ثبوت کرنا سخت شدید بات ہے اگرچہ وہ فاسق ہو نہ کہ عالم۔ علماء فرماتے ہیں لایجوز نسبتہ الخ اور ایسے جلیل القدر عالم دین امام مسلمین کی طرف نسبت وہ بھی بعد وصال شریف، کہ حیات میں تو استفتا بھی ممکن۔

مسئلہ۔ از بریلی متصل سرائے خادم مرسلہ حشمت اللہ حلوائی مورخہ ۲۹ رجب المرجب ۱۳۵۶ھ

ایک رنڈی جو کہ دودو پیسہ میں طوائفی کراتی ہے وہ اپنے یہاں کوئی کارخیر کرے یعنی ختنہ یا بزرگ کی فاتحہ یا نکاح وغیرہ وغیرہ تو وہ اس وقت دس روپیہ قرض لے کر اپنا کام کرائے اور بعد میں اپنی خوشی سے وہ اس کو دس روپیہ دے دے تو ایسا پیسہ کوئی نمازی آدمی یا طالب علم کھائے تو جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب۔ فتاوٰی مولوی عبدالحی لکھنوی میں ہے "اگر وہ شخص کہ کل مال اس کا حرام ہے وہ اگر خیرات کرنا چاہے تو قرض لے لے اور اپنے مال خبیث سے اس قرض کو ادا کرے اور قرض لے کر وہ جو دے گا اس کا ثواب اس کو ملے گا اور نذر و تحفہ وغیرہ لینا بھی اس سے درست ہوگا۔ فی الخلاصۃ قال فی شرح حیل الخصاف الشیخ الامۃ ان الشیخ ابا القاسم کان یاخذ جائزۃ السلطان وکان یستقرض لجمیع حوائجہ ویقضی دینہ بما یاخذہ من الجائزۃ واللہ تعالیٰ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی عفا اللہ عن زنتہ الجلی والخفی۔ فتاوٰی عزیز یہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب میں ہے۔

سوال۔ اگر کسے از قرض کہ مشروع ست گرفتہ مسجد احداث نماید بعد ازاں زر رشوت وغیرہ کہ غیر جائز ست زر قرض ادا نماید شرعاً احداث ایں قسم مسجد درست ست یا نہ؟

جواب۔ ایں قسم احداث کردن مسجد درست ست حکم مسجد دارد و ایں دلیل ثواب بر آں متوقع ست زیرا کہ انسان کہ قرض گرفتہ بناء خانہ و وقت ادائے دین ایں قرض اگرچہ از مال خبیث ادا نماید خبیث ایں در صورتے کہ اول قرض گرفتہ است تاثیر نمی کند۔ جو مال حلال اس نے لے کر صرف کیا وہ کھانا حلال مگر طالب علم اور مقتدار شخص کو اس کے یہاں جانا دعوت پر یا بے دعوت نہیں چاہئے کہ انگلیاں اٹھیں گی۔ تفسیرات احمدیہ[1] میں ہے ان کان مقتدی یخرج البتۃ ولا یاکل لئلا یقتدی الناس بہ وان لم یکن مقتدیا فان قعد یاکل جاز والاولیٰ ترکہ اھ خلاصۃ۔ فتاوٰی عالمگیریہ میں ہے لایجیب دعوۃ الفاسق المعلن لیعلم انہ مخون اھ

[1] تفسیرات احمدیہ ص ۲۵۶ مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ

بنشہ وکذا من غالب مالہ حرام او غیرہ حرام او غیرہ حلال وبالعکس یجب مالہ مرتبین مندوبا انہ حرام کذا فی التمرتاشی واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ ایک آدمی نے اپنے گھر میں کونڈوں کی نیاز کروائی اور سب لوگوں کو بلا کر شریک دعوت کیا دوران لوگوں کے ہمراہ زید بھی کہ غیر مقلد خیال رکھتا ہے شریک دعوت ہوا لیکن جب وہ کھانا کھا کر اٹھ گیا مجلس میں سے سنی خیال کے ایک آدمی نے اس سے سوال کیا کہ تم نیاز کو حرام کہتے ہو پھر حرام چیز کیوں کھایا؟ تب اس نے جواب دیا کہ اس میں کیا حرج ہے؟ لوگ شراب جو کہ حلال نا جائز ہے پی لیتے ہیں؟ غرض اس کے بعد وہ چلا گیا اور دوسرے دن فجر کی نماز میں اس بھی کے حمائتی لوگوں نے اس سے دریافت کیا کہ تم نے کتنی بجے نیاز کھائی اس نے جواب دیا کہ میں نے صرف ایک بجے ایسی غلطی ہوئی ہے اس پر عزیز لوگوں کے روبرو کہ سنی حمائتی کہنے لگے کہ تم کو بہتر ہوتا کہ شراب پی لیتے مگر کونڈوں کا نیاز نہ کھاتے سنی لوگوں کے زید وعمرو کی یہ کلام سن کر حملہ کے سب کو اکر زید وعمرو کے ساتھ مل جل اٹھنا بیٹھنا حتی پانی کلام کرنا بند کر دیا اب زید وعمرو مجبور ہو کر سنی لوگوں سے کہتے ہیں کہ ہم دونوں کو معاف کر دیجئے۔ دریافت طلب یہ ہے کہ شریعت کے مطابق زید وعمرو کو معاف کرنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے بدلائل معہ حوالہ کتب تحقیق مستحق عبد اللطیف فرید پوری۔

الجواب۔ زید وعمرو جب وہابی ہیں تو مسائل شنیعہ بعد الخطاء ان کی ایسی شناعتوں کا کیا پوچھنا ہے جہاں تک ہو سکے ہر کلام اس سے پہلے بھی ان کی وہابیت کی بنا پر حرام تھا اب تک وہ وہابیت سے توبہ اپنی اس اتنہ دہکائی بدلگامی سے توبہ نہ کریں ہرگز ان سے میل جول ان کے پاس بیٹھنے اٹھنے کی اجازت نہیں قال تعالیٰ۔ وامّا ینسینک الشیطان فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین۔ سنیوں سے معافی مانگتے ہیں مگر توبہ نصیب نہیں سنیوں سے کیا اس کی معافی پائی جا سکتی ہے اور ان کی معافی سے احکام شرعی ان کے سر سے اٹھ سکتا ہے جو مواخذہ الٰہی ان پر ہے ہے توبہ اور ہر طرح محض سنیوں سے معافی مانگنے سے انہیں اس سے رہنگاری ہو سکتی ہے ہاں توبہ کرتے شرم آتی ہے توبہ سے اپنی ذلت بھی جاتی ہے اس کی طرح ہے قرآن مجید نے فرمایا اذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم زید وعمرو دونوں سے ایسی نجات بھی کہ خود اپنی پر بھی ان دونوں سے توبہ میل جول کو نا جائز نہ رکھیں گے اگر مذہبی روش پر چلنا چاہیں گے اور ایسا ہی غریب کاری اگر نہ کریں گے جو آج کل ان کے اکثر نے مذہب پر

نسخہ صفا ہے ۱۲ نسخہ سوہا نمبر وہابیت ۱۲

مقدم کر رکھی ہے زید نے بکا کیا حرج ہے لوگ الخ یعنی حرام خواری میں کوئی حرج نہیں عمرو نے زید سے کہی بدتر کہا کہ تم کو بہتر ہوتا کہ شراب پی لیتے۔ شراب پینے کو بہتر کہا اور زنا کے کھانے سے بہتر کہا۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از بطی صالح شکر مستولہ کفایت حسین صاحب رضوی بکم شعبان ۱۳۳۶ھ

زید دریافت کرتا ہے کہ طالب علم قرآن عظیم کا سبق یاد کرتا ہو اس حالت میں کہ اس کا ہر حرف غلط ادا ہوتا ہو اور استاد ایک جلسہ کئے ہوئے ہو اس حالت میں کہ کچھ غنودگی کرتے ہوں اور کچھ گفتگو دنیوی اور استاد بھی ہر شخص سے باتیں کر رہے ہیں اور کچھ انکار ہے ہیں مگر طالب علم کو سبق صحیح کرانے کی استاد کو کچھ فکر نہیں ہے یہ معاملہ دیکھ کر بکر نے کہہ دیا کہ ایسی حالت میں یہ سب کام حرام ہیں تو استاد نے جواب دیا کہ کھانا بھی بکر نے کہا کہاں جب کہ اس کی کوئی خبر ہی نہیں لی جاتی ہے۔ لہٰذا حکم شرع استاد و بکر و عام کے واسطے کیا ہے؟

الجواب۔ قرآن عظیم کا سننا ہر شخص پر جو وہاں جہاں قرأت اور ہی ہو حاضر ہو فرض ہے اس وقت بولنا ہی نہیں ہر کلام کہ مخل استماع ہو گناہ ہائے ہے قال تعالیٰ۔ واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون۔ خصوصاً استاد کہ اس پر اصلاح کے لئے بھی سننا ضروری ہے اور طالب علم جو غلطی کرے اس کا بتانا لازم خصوصاً قرآن عظیم میں بے شک وہ استاد بے پروائی اور ترک فرض استماع دونوں باتوں کا مرتکب ہوگا جب کہ بعد قرأت وہ کلام یا کسی کام میں مشغول ہوا ہو یوں ہی وہ لوگ جو وہاں بیٹھے ہوں اور اگر وہ مشغول تھے پھر ان کے نزدیک طالب علم نے اپنا پڑھنا شروع کیا تو اس صورت میں یہ لوگ معذور رکھے جائیں گے ان پر الزام نہ ہوگا۔ فتاویٰ میں ہے ینبغی لقراء اھل البیت واھل مشتغلون بالعمل یعذرون فی ترک الاستماع ان اشتغلوا بالعمل قبل القرأۃ والا فلا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از حاجی ملوک پور مستقی عبدالرحمن خاں معرفت یار خاں۔

لوگ تبارک کرتے ہیں یہ فرض واجب و سنت ہے یا نہیں رسول متبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا صحابہ کرام نے یا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کرنے کا حکم دیا ہے یا کیا ہے کہ نہیں؟

الجواب۔ تبارک ایصال ثواب ہے ایصال ثواب مستحب و مستحسن ہے حضور نے بھی ایصال ثواب کیا ہے صحابہ کرام نے بھی امام اعظم نے بھی ایصال ثواب کو اچھا اور ثواب بتایا ہے اور پھر قرأت

لہ فتح ۷ ملیوسہ لاہور پاکستان ۱۲ سورۃ اعراف پارہ ۹

نیک طریقہ اچھا مانے وہ اچھا ہی ہے اس کے نکالنے والے کے لئے خود اس کا ثواب ہے اور جتنے قیامت تک اس اچھے طریقہ کو برتیں ان سب کے ثواب کے برابر ثواب بھی خود حدیث میں ارشاد ہوا من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا جو لوگ ہیں کی مسجدیں بناتے ہیں گنبد منارے تعمیر کرتے ہیں مدرسے انجمنیں بناتے ہیں ان کے قواعد و ضوابط تیار کرتے ہیں مدرسہ میں طرح طرح کے فنون کی تعلیمیں مقرر کرتے ہیں اور تدریس کے ایام معین کرتے ہیں مسجدوں میں امامت اور مکتبوں اور مدرسوں میں تدریس وغیرہ پر اجرتیں ٹھہرا کر لیتے ہیں یہ سب امور فرض واجب سنت مستحب ہیں یا کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام اور امام ابوحنیفہ اور ائمہ کرام نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے یا انہیں بلکہ اجرت پر اجرت سے خود حضور نے منع فرمایا ہے متقدمین فقہاء نے اس کی حرمت کا قول کیا ہے یا انہیں تو ان پر اجرت امامت پر اجرت مدرسی پر اجرت دعظ کی اجرت باوجود امامت و مدرسی و واعظی کیوں لیتے ہیں جس کام سے حضور نے منع فرمایا نہ اس کا حکم دیا اگرچہ نفس ایصال ثواب فرمایا اس کو تو حرام ٹھہراتے ہیں اس کے کرنے والے کو بدعتی اور کیا کہتے ہیں اور جس سے حضور نے صاف صاف منع فرمایا تمام اکابر متقدمین نے اسے حرام بتادیا ہے منع فرمادیا ہے۔ والاول وانا قولنا باللہ وہو تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر بریلی محلہ قرولان مرسلہ سید احمد شاہ صاحب بتاریخ ۲۰ رمضان ۱۳۱۱ھ روز جمعہ نمازی لوگوں نے ایک فہرست بنا کر ہر ایک آدمی کا نام لکھا اور یہ طے کیا کہ جو کوئی نماز پڑھنے کے لئے نہیں آئے گا تو اس پر چار آنہ جرمانہ کیا جائے گا جرمانہ کرنے سے نمازی لوگوں کی نیت یہ ہے کہ وہ نماز پڑھنے لگیں اور اس جرمانہ کے پیسہ کو کسی نیک کام میں خرچ کیا جائے۔ تو یہ جرمانہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب تعزیر بالمال ناجائز ہے جرمانہ کرنا دینا چاہئے۔ مگر فتاوٰی ہندیہ خلاصہ میں فرمایا سمعت من غیر واحد من اصحابنا رحمہم اللہ تعالیٰ ان التعزیر بالمال فی الاماکن التی رأی القاضی او الوالی جاز ویصیر ذلک مالا للمعزر یعنی بہ الباقون رحمہم اللہ تعالیٰ۔ فتاوٰی خلاصہ کے اس ارشاد سے ایسے شخص پر جرمانہ کی اجازت والی و قاضی کے لئے ہوئی اگر وہ اس میں مصلحت پائیں جو عادت میں حاضر نہیں ہوتا۔ تو جو نمازی نہیں پڑھتے ان پر بدرجہ اولیٰ۔ مگر یہ اتنا نہ ہو کہ جب تک جرمانہ کی اس طرح سے اس کی اصلاح ہو جائے تو بعد اصلاح واپس کر دیں اور واپس کرنے سے پہلے اس شخص کی وفات ہو جائے کا صحیح اندازہ ہو تو کسی نیک کام میں اس کی طرف

ف۱ فتاوٰی خلاصہ جلد دوم مکتبہ مصطفوی پشاور ف۲ مشکوٰۃ صفحہ ۳۱

سے لگادیں یہاں قاضی کہاں۔ یہاں اعلم علماء بلدہ سنی صحیح العقیدہ غیر فاسق قائم مقام والی ہے اس کی اجازت سے یہ تعزیر کی جاسکتی ہے جس کی اصلاح ہوجائے اور واپس کرنے پر پھر اس کے بگڑ جانے کا اندیشہ نہ ہو تو بعد اصلاح اسے اس کی رقم واپس دے دی جائے اور جس کے بگڑنے اور تعزیر کی عادت ہی جانے کا اندیشہ ہو اس کی رقم کسی نیک کام میں صرف کردی جائے اگر اس سے اجازت لے لی جائے تو اچھا ہے اور اگر وہ اجازت نہ دیں تو بھی اس کی طرف سے کسی نیک کام میں لگادی جائے کہ اسے ثواب پہونچے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ لڑکیاں جو کپڑے کی گڑیاں آدمی اور عورت کی شکل بنا کر کھیلتی ہیں تو یہ جائز ہے یا نہیں زید کہتا ہے کہ جب تصویر کھیلنا ناجائز ہے تو گڑیوں کا کھیلنا بھی ناجائز ہوا اور یہ بھی ثابت ہے کہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بچپن میں گڑیاں کھیلتی تھیں۔

الجواب۔ تصویر کشی بے شک ناجائز ہے۔ بنی ہوئی گڑیا جس کے ناک نقشہ کچھ نہیں ہوتا محض کالے ڈورے سے کچھ نشان کردیے جاتے ہیں ان سے کھیلنے میں بچوں کے لئے حرج نہیں جیسا کہ حدیث ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ظاہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از محلہ قرولان مسئولہ سید احمد شاہ صاحب۔ ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۲۷ھ

حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صاحب زادہ تین تھے یا چار اور ان کے اسماء مبارکہ کیا کیا ہیں؟

الجواب۔ اس بارہ میں روایات بہت مختلف ہیں ان چار اولاد پر تو سب کا اتفاق ہے حضرت سیدنا قاسم و سیدنا ابراہیم اور چار صاحبزادیاں حضرت زینب اور حضرت رقیہ و حضرت ام کلثوم و حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا و عنہن۔ صاحبزادے کسی روایت سے تین اور کسی روایت سے تین سے زائد بھی معلوم ہوتے ہیں۔ قاسم عبداللہ۔ طیب۔ طاہر۔ مطہر۔ فتاوی حدیثیہ[1] میں ہے سئل رضی اللہ عنہ عن ھذا وان دیننا الکرام علیہ وعلیہ افضل الصلاۃ والسلام فاجاب بقولہ اتفق علیہ من عرست ذکر ان القاسم وابراھیم وثلاث بنات زینب ورقیہ وام کلثوم وفاطمۃ وھؤلاء الاربع اختلفوا من صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واختلف فیما سوی ھؤلاء الستۃ فضم الیھما ابن اسحاق الطیب والطاہر فتکون ثمانیۃ ام بعۃ ذکور واربع اناث والزبیر بن بکار عبداللہ مصاب صغیرا ہکذا قال وھذا

[1] فتاوی حدیثیہ ص۱۳۱ مطبوعہ مصر

[illegible] الطیب والطاہر عند اکثر اھل النسب قال الدمامینی وھو لایثبت ذکورھم بھما لانہ ولد [illegible] البنوۃ فعلی ھذا لھم سبعۃ ثلاث ذکور واربع اناث وقیل ھو غیرھما فھم علی ھذا خمسۃ ذکور واربع اناث۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ زید کہتا ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جو جنازہ مبارک کی نماز امام کے ہر ایک نے علیحدہ علیحدہ پڑھی اس کی کیا وجہ ہے اور غسل میت مع ملبوس دیا گیا تھا یا خیر ہوئی؟

جواب۔ بزاز و طبرانی نے یہ روایت ذکر کی ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اس کی وصیت فرمائی تھی یہ موجب ارشاد حضور پرنور سید العباد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وآلہ واصحابہ الی یوم التناد فرادی فرادی پڑھی امام ابن کثیر نے فرمایا کہ یہ امر مجمع علیہ ہے کہ حضور پر نماز ہر ایک نے علیحدہ علیحدہ پڑھی ہے اس [illegible] میں اختلاف ہے کہ آیا بعض تعبدی ہے یا بسبب اس کی وجہ بھی کہی جائے کہ ہر ہر صحابی [illegible] ہو حضور پر نماز پڑھنے کا شرف حاصل کرے اور حضور کی جانب صلاۃ سے مباشر ہو کہ اللہ [illegible] نے ہر ہر مسلمان کو حضور پر صلاۃ و سلام کا امر فرمایا تو ہر ایک پر لازم ہوا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر حضور کی [illegible] مباشرت صلاۃ کرے اور فرمایا کہ مالکم اس میں بنائے آخر میں حدیث میں ہے ان اول من صلی [illegible] انا کیف اھل بیتہ علیہ الناس فوجا فوجا علیہ السلام وآخر زرقانی شرح مواہب میں [illegible] عباس عند ابن ماجہ لما فرغوا من جھاز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایھا الناس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یصل علیہ احد منکم فصلوا علیہ افواجا وادخلوا علیہ الناس علیہ صلی اللہ علیہ وسلم ارسالا الی حدیث مات ستۃ بعین یصلون [illegible] فاذا فرغت دخل النساء حتی اذا فرغن دخل الصبیان ولم یؤم الناس علی رسول اللہ صلی اللہ [illegible] احد قال ابن کثیر ھذا امر مجمع علیہ واختلف فی ان ھذا تعبد او لمعقول معناہ اولیا فذکر کل [illegible] علیہ وسلم سببہ قال السھیلی قد دلہ بروایۃ تعالیٰ انہ وملائکتہ یصلون علیہ وامر کل واحد [illegible] المؤمنین ان یصلی علیہ فوجب علی کل احد ان یبادر الصلاۃ علیہ متابعۃ الیہ والصلاۃ علیہ بعد [illegible] من ھذا القبیل قال وانما فان الملائکۃ تلی ذلک امتہ۔

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو غسل مع قمیص مقدس دیا گیا زرقانی میں ہے من ما اتفق ما روی [illegible] ابیہ وغسل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قمیصہ الولیلان یری ما یفعل بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ [illegible] وجب شایعۃ کما ظھر وموتا امر فعلہ علیہ نبایہ فلما اتفقوا الی اللہ علیہ ما انور حتی ما تھوروا

[illegible] زرقانی شرح مواہب جلد ۴ ص ۲۹۱ مطبوعہ بیروت (لبنان) [illegible] زرقانی شرح مواہب جلد ۴ ص ۳۱۳ مطبوعہ بیروت

الاوزقنہ فی صدورہم ثم کلموہم من ناحیۃ البیت لایدرون من ہو فغسلوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ ثیابہ فقاموا انتبہوا من النوم فغسلوہ وعلیہ قمیصہ یصبون الماء فوق القمیص ویدلکونہ بالقمیص رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ واصلہ فی ابی داؤد عن عائشہ وابن ماجہ عن بریدۃ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از سیتاپور ضلع بریلی مرسلہ مستری عبدالشکور ۱۲ رمضان ۵۶ھ

(۱) فاتحہ مروجہ سنت ہے زید فاتحہ کو سنت کہتا ہے اس کا کہنا ٹھیک ہے یا نہیں بروئے شرع فاتحہ کیا ہے؟

(۲) اگر کوئی شخص تمام عمر باوجود قدرت کے اپنے اجداد و آبا کی و اولیاء کرام کی جناب غوث اعظم کی گیارہویں محفل میلاد اقدس نہ کرے اور تمام عمر یا رسول اللہ نہ کہے تو تمام امور مذکورہ کے نہ کرنے سے کفر و اسلام کا سوال پیدا ہوتا ہے یا نہیں۔ شخص مذکور صوم و صلاۃ امر و نہی کا پابند و متبع سنت ہے؟

(۳) مزار پر جاکر چڑھانے کا کیا ثواب ہے اور اس سے صاحب مزار کو کیا فائدہ پہونچتا ہے؟

الجواب ایصال ثواب سنت ہے صدقہ کرنا سنت ہے قرآن عظیم کی تلاوت برائے ایصال ثواب سنت ہے دعا سنت ہے فاتحہ میں اور کیا ہوتا ہے رہی تعیین وہ عرفی ہے شرعی نہیں اور اس کی غرض صحیح ہے فتاوی حدیثیہ میں ہے اس طعن مبنی ست بر جہل یا احوال مطعون علیہ زیرا کہ غیر از فرائض شرعیہ مقررہ را ہیچ کس فرض نمی داند آرے زیارت و تبرک بقبور صالحین و امداد ایشان باہدار ثواب و تلاوت قرآن و دعائے خیر و تقسیم طعام و شیرینی امور مستحسن و خوب ست باجماع علماء و تعیین روز عرس ہمائے آنست کہ آں روز بر کرانتقال ایشاں می باشد از وہا العمل بدار الثواب والاجر و فرنگ ایں عمل واقع شود موجب فلاح و نجات ست و خلف را لازم ست کہ سلف خود را بایں نوع بر و احسان نماید چنانچہ در احادیث مذکور است کہ ولد صالح بدیں عمل و تلاوت قرآن و ہدار ثواب و اجرات قرار دادن مبنی بر کمال بلاغت و اقرار بفضل ست اسی میں ہے در درمنثور سیوطی مرقوم ست عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یاتی قبور الشہداء کل حول فاذا اتی شعب الشعب سلم علیہ وقال سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار واخرج ابن جریر عن محمد بن ابراہیم قال کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یاتی قبور الشہداء علی راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار وابوبکر وعمر وعثمان الخ

لہ فتاوی حدیثیہ جلد اول ص ۱۴۹۔ لہ در منثور جلد ۴ ص ۸۰ مطبوعہ بیروت

حق التصدیق الکبیر من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یقال قبر ابی القاسم او ابی الشہداء او ابی کل حی فعلیہ السلام علیکم یا صاحب القبر فلان او یا فلان السلام الایہ۔

فتاوی حدیثیہ میں جہاں حضرت شاہ صاحب کا مجلس ذکر وفات شریف اور مجلس شہادت حسنین کریمین کو ناجائز بتایا ہے اس کے ختم پر یہ عبارت ہے۔ "بعد ازاں ختم قرآن مجید وغیرہ کہ بعد ازاں ختم فاتحہ نمودہ می آید مذموم بین اگر شخصے گوئد کہ الحمد سلام فی الحمد یا امر بہ مشروع است اتفاق می شود ظاہر ست کہ در بین اکثر حضار مجلس را وایں فقیر را ہم رقت دریکا لاحق می شود این ست قدرے کہ حاصل می آید بلکہ اگر چیز زائدہ فقیہ ہمین وضع کند مذکور شد جائز نمی بود اقدام بر آں اصلاً نمی کردہ واللہ تعالیٰ اعلم۔ فاتحہ مروجہ کے مستحسن و مستحب ہونے میں کچھ شک نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) اگر دوسرے سعادت بجا نہیں لاتا اور یہ برکات حاصل نہیں کرتا تو انکار بھی نہیں رکھتا تو بدنصیب تو نہیں نا سعادت مند بدنصیب حقرہ ہے۔ ابھی شاہ صاحب کی عبارت میں گذرا کہ خلف را لازم ست کہ سلف خود را ایں نوع بروا احسان نماید اور جو دین میں بدعتِ سیئہ امور مستحسنہ مذکورہ کا انکار کرتا ہے انھیں منورعبا سے لوگ کی شریعت دل سے گڑھتا ہے حدیث محکم سے ملعون ملائکہ زمین و آسمان ہوتا ہے قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد ملعون علیہ لعنۃ اللہ والملٰئکۃ والناس اجمعین۔ جس طرح کسی بات کو جو اپنی طرف سے نہیں کہا جا سکتا قرآن و حدیث ہی کی رو سے کہا جائے گا ویسی ہی کسی بات کو ناجائز بھی اپنی طرف سے نہیں کہا جائے گا بارشاد الٰہی و فرمان رسالت پناہی جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کہا جائے گا۔ بے کسی دلیل شرعی کہہ دینا کہ وہ امور مذکورہ بدعت سیئہ ممنوعہ ہے ممانعت کی کوئی آیت یا حدیث پیش کرنے کے [illegible] کہاں کنتم صٰدقین ۝ قل اللہ اذن لکم ام علی اللہ تفترون ۝ ممنوع کہنے والا ذمہ دار ہے دلیل مانگی جائے تو کہے کہ آج کل وہابی کا یہی شعار ہے۔ یہ تو محض انکار کا حکم ہے کہ وہ متبع غیر سبیل مومنین ہے۔ اور جن کا انکار بدعت سیئہ اور توہین و تخصیص پر مشتمل ہے ان کا حکم اس سے زیادہ سخت ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) مزارات اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تمام عوام سے زیادہ کرنا کہ لوگ وہاں حاضر ہوں ان کے فیوض و برکات سے متمتع ہوں اور نادانستگی کے سبب ان کی اہانت سے بچیں چادریں ڈالنے سے یہ مقصود نہیں مسلمانوں کو فیوض و برکات اولیائے کرام سے بہرہ مند کرانا اور منکرین اولیاء کرام سے بچانا ہے

[illegible] ۱۲ منہ ۱۱ منہ ۱۰ منہ

کار ثواب ہے اور مستحب و مستحسن ہے کہ نصیحت و خیر خواہی مسلمین ہے صاحب مزار کو چادر کی حاجت نہیں مگر ان حاضر ہے کہ جب امتیاز قبور عوام سے ہوگا تو وہاں لوگ حاضری دیں گے اور ایصال ثواب کا خاص اہتمام کریں گے۔ یوں گذرتے ہوئے نہ چلے جائیں گے شامی میں ہے اذا قصد بہ التعظیم فی عیون العامۃ حتی لا یحتقروا صاحب القبر و لجلب الخشوع و الادب للغافلین الزائرین فھو جائز لان الاعمال بالنیات وان کان بدعۃ فھو کقولھم بعد طواف الوداع یرجع القھقری حتی یخرج من المسجد اجلالا للبیت حتی قال فی سراج السالکین انہ لیس فیہ سنۃ سرویۃ ولا اثر محکی وقد فعلہ اصحابنا انتھی۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از قصبہ بگہر محلہ شیر پور ضلع بستی عبد الحامد قادری اشرفی ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۵۹ھ

(۱) میلاد شریف میں قیام کرنا جائز ہے یا کہ نہیں؟

(۲) سامنے کھانا یا شیرینی وغیرہ رکھ کر فاتحہ کرنا جائز ہے یا کہ نہیں؟

الجواب۔ (۱) قیام مجلس میلاد جائز و مندوب و مستحسن ہے اور اس زمانہ میں کہ اس کا انکار و ہابیت کا شعار ہے قیام کرنا متاکد ہے تفصیل اگر منظور ہو تو رسالہ مبارکہ مآثر القیام تصنیف لطیف اعلیٰ حضرت سیدنا الوالد الماجد مجدد المائۃ الحاضرہ قدس سرہٗ ملاحظہ کریں واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) جائز ہے فتاوی عزیزیہ حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہٗ میں ہے "فاتحہ بر شیرینی یا طعام نمودہ تقسیم در میان حاضران نماید ایں قسم معمول در زمانہ پیغمبر خدا و خلفاء راشدین نہ بودہ اگر مے کسے ایں طور کند باک نیست زیرا کہ درین قسم تحریم نیست بلکہ فائدہ احیاء اموات را حاصل می شود" اسی میں ہے "اگر مالیدہ و شیر برنج بنام فاتحہ بزرگ بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پختہ بخورند مضائقہ نیست جائز ست و اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شود ہیں اغنیاء ہم خوردن ازاں جائز ست" زیادہ تفصیل مطلوب ہو تو رسالہ مبارکہ مائدۃ الفائزہ تصنیف شریف اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ مطالعہ کریں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ زید کا قول ہے کہ شراب تھوڑی مقدار میں کہ حد سکر کو نہ پہنچے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کا پینا جائز و حلال ہے یہ صحیح ہے یا نہیں اگر نہیں تو مع حوالہ کتب جواب عنایت ہو بینوا توجروا۔

الجواب۔ زید کا قول حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر افترا ہے اس پر سہل آن

لے شامی جلد ۶ ص ۳۶۲ مطبوعہ مصر

[illegible] اس افتراء سے توبہ اور رجوع لازم۔ اس نے اس جلیل الشان رکن دین امام مسلمین پر کفر کا افتراء
[illegible] لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ شراب پیشاب کی طرح عین نجاست ہے جسے قرآن عظیم نے رجس
[illegible] قال تعالٰی یاایھا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطٰن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون ۔ انما یرید الشیطٰن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوٰۃ فھل انتم منتھون ۔

اور رجس پلیدی محرم العین، جس کے دماغ میں عقل کا چراغ کچھ بھی روشنی دے رہا ہو وہ بھی یہ نہ کہے گا کہ کسی پلیدی کا کوئی قلیل حصہ حلال ہے کثیر حرام ہے بلکہ جو شی عین نجاست ہو نجاست کا کوئی ذرہ یا کوئی قطرہ پڑجانے سے پاک شی ناپاک ہوگئی جب تک وہ ناپاک پلیدی اس وقت تک کوئی صحیح دماغ والا [illegible] یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کا کثیر حرام، قلیل حلال ہے شراب حرام قطعی ہونے اس کی حرمت کتاب وسنت [illegible] امت سے ثابت امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ پر اس کی تھوڑی مقدار کی حلت کا قول نری [illegible] ہے ان کے نزدیک شراب کا حکم زیادہ سخت ہے کہ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مذہب [illegible] پر اسے سرکہ بنالینا جائز ہے ان کے نزدیک یہ بھی ناجائز۔ افسوس کہ اس وقت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مذہب کی کوئی ایسی کتاب جس میں حکم شراب ہو مجھے نہیں مل سکی کہ میں اس سے نقول پیش کرتا۔

حضرت عارف باللہ سیدی ملا احمد چیون قدس سرہ العزیز تفسیرات احمدیہ[1] میں زیر آیہ مذکورہ تحریر فرماتے ہیں عندنا نجاسۃ الخمر غیر معلول بالسکر ولا موقوف علیہ ومن الناس من قال انہ انما حرم لانہ یسکر فیحصل الفساد وھو الصد عن ذکر اللہ والصلاۃ وھذا یکذبہ عندنا الانہ انما ذکر عن الکتاب فان اللہ سماھا رجسا حیث قال رجس من عمل الشیطٰن والرجس ما ھو غلیظ النجاسۃ وعلیہ انعقد اجماع الائمۃ وبہ قالت الائمۃ فھی حرام لعینھا نجس نجاسۃ غلیظۃ کالبول والدلیل القطعی وکذا سمیناھا الادلۃ الدلیل القطعی وقطعنا القول فی حق مسلم حق لا یحل شربھا ولا یجوز بیعھا لان اللہ تعالٰی لما سماھا رجسا فقد اھانھا والتکریم شعر العرف فان الاھانۃ بالاعم الاصح وکذا الانتفاع بھا لان الانتفاع بالنجس حرام ولان اللہ تعالٰی امر الاجتناب عنہ حیث قال فاجتنبوہ وفی الانتفاع بھا اقتراب عنھا ویحتمل ان یجوز بیعھا وان لم یجز شربھا ولا یؤکل

[1] تفسیرات احمدیہ ص ۲۲۳ مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ سہ سورۂ مائدہ آیت ۹۰

فیہا الطبع یحق بعد ما صارت خمرا الا ترق حرمتہا بالطبخ ولکن یجوز تخلیلہا عندنا خلافا للشافعی

مسئلہ۔ از سیرٹھ مستفتی مولوی محمد حسین صاحب موجد طلسمی پریس۔ ۴ شوال المکرم ۱۳۲۵ھ

مستورات کو اپنے پیر و مرشد قبلہ سے پردہ کرنا چاہئے یا ان کے سامنے آنا چاہئے اگر بزرگان دین کا معمول بھی کچھ ارشاد ہو تو بہتر۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ عورت پر ہر غیر محرم سے پردہ فرض ہے۔ پیر استاد محرم نہیں ہوتا بعض اجنبی ہے جو بزرگان دین ہیں وہ پردہ کو لازم ہی جانتے ہیں۔ شرعًا اجانب سے پردہ لازم۔ ملا علی قاری کی مسلک متقسط میں ہے فرماتے ہیں ستر الوجہ عن الاجانب واجب علی المرأۃ جو عورتیں خود بے پردہ پھرتی ہیں ان کو ہدایت کرنا پیر کا کام ہے اگر وہ پردہ نہ کریں خود سامنے آئیں اور ان کی طرف دوسری نگاہ قصدی نہ ڈالی جائے تو اس پر الزام نہیں۔ بزرگان دین عورت کی آواز کو بھی عورت بتاتے ہیں اور اس کی آواز بھی سننا جائز نہیں جاتے۔ سیر الاولیاء شریف میں ہے "گفت اگر امامی در نماز باشد و جماعتے در عقب او مقتدی شوند و در ایں جماعت عورات ہم باشند پس اگر امام را سہو واقع شود چہ فرمائے کہ اقتدا کردہ باشند یکے بہ تسبیح اعلام دہد بگوید سبحان اللہ واگر زنے واقف شود او چگونہ امام را آگاہ کند۔ سبحان اللہ بگوید زیرا کہ نشنید آواز شنودن پس چہ کند پشت دست بر کف دست زند و کف دست بر کف دست نہ زند کہ باہوی ماند۔

یعنی حضور نظام الملۃ والدین سلطان المشائخ نے فرمایا کہ اگر جماعت ہو رہی ہو اس جماعت میں عورتیں بھی ہوں اور امام کو سہو ہو۔ مردوں سے کوئی امام کو سہو سے تسبیح کہہ کر مطلع کرے اور اگر عورت سہو پر وقوف پائے تو وہ تسبیح نہ کہے کہ عورت کی آواز سننا جائز نہیں وہ کیا کرے کس طرح سے اعلام سہو کرے وہ پشت دست کف دست پر مارے۔ تالی نہ بجائے کہ تالی لہو لعب میں بجائی جاتی ہے۔ پردہ کا حکم حکم شرع ہے اور بزرگ کا کوئی قدم شرع سے ہٹ نہیں سکتا اس کی بزرگی باقی رہنے کے لئے ضروری ہے اتباع شریعت علی وجہ الکمال۔ اور پیروی سنن بروجہ کمال۔ تو بزرگوں کا معمول پوچھنا ہی زائد سوال ہے۔ بزرگوں کا معمول اتباع شرع جب ٹھہرا اور پردہ کا حکم حکم شرع تو خود ظاہر کہ بزرگوں کا معمول پردہ رہا اور ہے اور رہے گا۔

بعض اولیاء کرام کے مرید جو خود بھی درجۂ ولایت پر فائز تھے ایک انہایت حسین جمیل خوبصورت پر نظر پڑی جو بے پردہ جا رہی تھی ساتھ ہی اسی آن میں اس کا جہنمی ہونا منکشف ہوا آپ نے دوسری نظر

بالقصد متاسف ڈالی کہ کیسی حسین تمثیل ہے اور اس کا کیا برا تھکانہ جب مرشد برحق کی خدمت میں حاضر ہوئے سلام عرض کیا دونے اقدس پھیر لیا۔ دوسری جناب حاضر ہو کر سلام عرض کیا ادھر سے ادھر چہرہ شریف پھیر لیا اس سے متعین ہو گیا کہ آج کوئی گناہ میں نے کیا ہے کوئی جرم مجھ سے ہوا ہے کوئی خطا کوئی قصور ہوا جس سے سرزد ہوا غور کیا تو یہی سمجھ میں آیا کہ اس نامحرم عورت کی طرف میں نے نگاہ کی تھی عرض کی حضور وہ نگاہ ناسف تھی وہ نگاہ شہوت نہیں تھی ارشاد ہوا کہ مگر شرع نے دوسری نگاہ کی اجازت تو نہیں دی۔ اللہ اللہ آج کل کے لوگ بے پردگی پر راضی رہتے ہیں وہ بننے کے بزرگ ہیں بزرگ صورت ہونا اور ہے اور بزرگ ہونا اور۔ حقیقتاً وہ بزرگ نہیں، ہر گزیدہ بزرگ نہیں۔ جو تابع شریعت نہیں کیسا ہی بظاہر بزرگ صورت بلکہ صاحب کشف کرامت ہو الاستقامۃ فوق الکرامۃ شریعت پر استقامت ہے اور کشف و کرامت نہیں تو ہزار کرامت سے زائد کرامت استقامت ہے اور لاکھ کرامت دکھائے شریعت سے برکراں ہے

واللہ ورسولہ اعلم وعلمہ اتم تعالیٰ وتقدس اعلم!

یہ حکایت اس وقت سمجھ میں نہیں آتا کہ کس کتاب میں کن کن بزرگوں کے متعلق دیکھی غالباً اسی سیر الاولیاء شریف میں ہے اور حضور سلطان المشائخ اور ان کے مرید کی کا واقعہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ از رام پور مسئولہ علی حسین خان صاحب عرف بھولی میاں خاں صاحب وکیل ۱۷ شوال المکرم

ایک ایسی ریاست ہے جس کا رئیس اول سنی المذہب تھا اور جن افواج کی امداد سے یہ ریاست قائم ہوئی وہ بھی اکثر سنی المذہب تھیں، چند سنی المذہب رئیسوں کے بعد بعض رئیسوں نے شیعہ مذہب اختیار کر لیا اور رئیس حال بھی شیعہ مذہب رکھتا ہے اس ریاست میں ہمیشہ سے حنفی مذہب کا احترام کیا جاتا تھا حنفی قوانین جاری تھے افطار صوم کے وقت صرف ایک توپ اعلان افطار کے لئے چلائی جاتی تھی۔ جو سنی قاضی کے حکم سے سنیوں کے افطار کے وقت چلتی تھی اور کوئی کام ایسا نہ کیا جاتا تھا جو حنفی مذہب کے احترام کے خلاف ہو۔ رئیس حال نے حنفی قانون کو توڑ کر کے اس کی جگہ خود ساختہ قوانین جاری کرائے۔ شرع شریف کی جگہ خود ساختہ قوانین پر عمل ہونے لگا۔

دسویں محرم کو بازار سوگ میں بند کر دیے جانے لگے ذوالجناح وغیرہ کے جلوس آبادی اور بازاروں سے گذرنے لگے اور افطار کے لئے دو توپیں سر ہونے لگیں ایک سنی افطار کے وقت دوسری شیعہ افطار کے وقت سنی آبادی کے وہ لوگ جو اتفاق سے سنی افطار کی توپ نہ سن سکے یا دیہات کی آبادی جہاں پہلی

توپ کے سننے سے عاجز رہے وہ شیعہ اوقات پر روزے افطار کرنے لگے ایسی حالت میں حنفی المذہب کو ان جہلا جہالتوں کے خلاف احتجاج کرنا مذہبًا لازم ہے یا نہیں اور بالخصوص سنی علماء کا فرض مذہبی ہے یا نہیں کہ وہ ان جہالتوں کے خلاف آواز بلند کریں اگر اس احتجاج میں اندیشہ نقصان اٹھانے یا قید و بند ہونے کا ہو تب بھی احتجاج کرنا علماء کے لئے ضروری ہوگا یا نہیں؟ بینوا بالصدق والصواب توجروا۔

الجواب۔ امر بالمعروف و ازالہ منکر بقدر قدرت و استطاعت فرض ہے حدیث میں ہے[1] من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان امر بالمعروف و ازالہ منکر میں اگر ضرر لاحق ہو تو ایسے وقت اگرچہ ترک موجب اثم نہ ہوگا مگر امر بالمعروف کرنا منکر کا مٹانا بہت عظیم کار ثواب ہوگا یہاں تک کہ اس میں اگر کسی کی جان جائے تو افضل شہدا ٹھہرے پھر پر امن رہتے ہوئے محض احتجاج پر لحوق ضرر کا کسی ایسے شخص سے جو کتنا ہی ظالم ہو مگر اگر اس کی بے جا تائید حد تک نہ پہونچی ہو کہ وہ ظالم کہے جانے اور بدنام ہونے کی پرواہ نہ کرے ہرگز کوئی اندیشہ بھی نہیں ہو سکتا علمائے کرام وغیرہم ساتر انام خواص اور عوام سب پر ہر ایک فرد پر۔ اپنے حسب قدرت و استطاعت تحریر و تقریر ہر تدبیر سے ان مظالم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا شرعًا عقلًا ہر طرح لازم۔ اور ظلم پر مظلوموں کی آہ بلند ہونا ایک فطری بات ہے جو ہرگز کسی ذی انصاف کے قانون کی زد میں نہیں آسکتی اور جو اس پر بھی دفعہ ۱۴۴ نافذ کرے وہ ہرگز کسی عاقل کے نزدیک ذی انصاف ہستی نہیں ٹھہر سکتی۔ وہ جنا کا رستم شمار ایسا ہوگا کہ ظالم مارے اور رونے نہ دے (اہل سنت کی ریاست پر ارتفضی کا قبضہ ہی خود بڑا ظلم اور تمام مظالم کی جڑ ہے۔ پھر ظلم بالائے ظلم یہ کہ) اہل سنت کے مذہب و مذہب کے خلاف احکام جاری کرنا۔

سوگ حرام ہے بحیثیت سوگ کرانا ان کے مذہب کے احکام کو مٹانا قوانین شریعت کیسر اٹھا کر ان کی جگہ خود ساختہ غیر شرعی قوانین جاری کرنا یہ تو نہ صرف اہل سنت بلکہ ہر اس شخص کے نزدیک بھی اشد ظلم ہے جو اسلام کا نام لیوا ہو ہر سنی مسلم کا فرض اہم ہے کہ وہ ان مظالم حکام روافض پر زور صدائے احتجاج بلند کرے اور ان کی اصل کی بیخ کنی کی پیا ہے پوری یک جہتی کے ساتھ یک دل یک زباں ہو کر احتجاج کریں اور جب تک دم میں دم ہے برابر احتجاج کرتے رہیں رئیس اگر توجہ نہ کرے گورنمنٹ کے کانوں تک اپنی چیخ پکار پہونچائیں وہ گورنمنٹ جو اپنے خود ساختہ قانون کا احترام اور اس کا لحاظ پاس اسامنے رکھی جاتی ہے کہ ایڈورڈ ہشتم کو اس کی خلاف ورزی کے ارادہ پر تخت سے اتار دیتی اور ملک بدر ہونے پر مجبور

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۴۳۱

کردیتی ہے کیا وجہ وجیہہ ہو سکتی ہے کہ وہ گورنمنٹ اہل سنت کے استیصال پر کمر روافض کی سنیوں پر کھلی ہی دین و مذہب کے خلاف ہے ان کے یہ مظالم نہ ہوتے تو ایک ہی وجہ واجب العزل کرنے کے لئے بہت کافی وجہ تھی روافض کو برسر حکومت و اقتدار رہنے دے اور سنیوں کے دینی ایمانی مطالبہ کو ٹھکرا دے اگر گورنمنٹ سنیوں کے اس مذہبی مطالبہ کی پرواہ نہ کرے اور ان کی ہدایت استیصال پر کان نہ دھرے تو ہر ذی انصاف کی نظر میں اس کے ادعائے انصاف کی جو قدر ہوگی وہ محتاج بیان نہیں خصوصاً ان مظالم واضحہ فاضحہ پر بھی اگر کچھ شنوائی نہ ہو اور ستمدیدوں مظلوموں کی چیخ پکار نہ سنی جائے معمولی اوقاف کا متولی جب دیانت کے خلاف کرتا ہے شرعاً عقلاً ہر طرح ذی ہوش اور عقل سلیم سے خدا سا واسطہ رکھنے والے کے نزدیک بھی واجب العزل ہو جاتا ہے نہ کہ ایسے ظالم جابر حاکم

ریاست و بادشاہت حکومت و امارت سے کوئی شخص کسی ذی انصاف کے نزدیک مالک نہیں ہو جاتا کہ جیسا چاہے ویسا چاہے تصرف کرے۔ انگریزوں نے اپنے خود ساختہ قوانین پر جیسے بادشاہ انپٹر یس حاکم ہیں اس کے لئے لازم ہے کہ وہ ان قوانین کا احترام کرے اور جو حدود مقررہ ان کے لئے ان کے قلم سے باہر نکالے اگر تجاوز کرے گا اس حد بندی کو توڑے گا انہیں انہیں اونٹا جائے گا۔ تاج و تخت سے محروم کر دیا جائے گا پھر کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں کی ریاست میں جہاں ان کے شرعی حدود و قوانین جاری تھے جسے حدود شرعیہ کے اندر حاکم بنایا وہ حدود شرعیہ کو توڑے اور ان سے تجاوز کرے پھر بھی اسے قوت اس کے بنائے ہوئے ایسے حکام کو جو سراسر ستم پر ستم ظلم پر ظلم کرتے رہیں مسلمانوں کے سر پر بٹھائے رہے دوکان کی طرح مسلط رکھا ہی جائے مسلمانوں کی چیخ پکار کچھ نہ سنی جائے مسلمانوں کے کاندھوں پر ان کے دین و مذہب کے خلاف زبردستی ایسے ظالموں کی حکومت کا بار رکھا ہی جائے خصوصاً ایسی حالت میں کہ وہ ان حاکموں کے دین و مذہب کی علی الاعلان ہتک کریں اور ان کے نزدیک جو مذہب باطل ہو اس کی پیروی کے لئے انہیں مجبور کرتے ہوں۔

اہل سنت کے دینی و مذہبی احکام ان عبارات سے ظاہر ہیں اوپر گذر چکی من رمی مؤمنا بکفر فھو کقتلہ الحدیث اس کی شرح تیسیر شرح جامع صغیر میں حضرت سید عبدالرؤف مناوی قدس سرہ وغیرہ علماء نے یوں فرمائی من رمی ای بدعۃ کوشھر السلفیین المکفرین المتعصبین منکرا ای شیئا قبحہ الشرع فعلا او قولا فلیس ببدعۃ وھو ما شرعا او عقلا فقد یستقبح الانکار علیہ بان

ظن لحوق ضرر به فبلسانه ای بالقول کاستغاثة او تویخ او اغلاظ بشرطه فان لم یستطع ذلک بلسانه لوجود مانع کخوف فتنة او خوف علی نفس او عضو او مال فبقلبه ینکر ویجب بان یکره بقلبه ویعزم انه لو قدر فعل ذلک ای الانکار بالقلب اضعف الایمان ای خصاله فالمراد به الاسلام اذ آثاره وثمراته۔ تیسیر ج ۲ ص ۳۱۸ مطبوعہ مصر

رواہ الامام احمد بن حنبل ومسلم وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ والنسائی عن سیدنا ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حدیث امام احمد نے اپنی مسند میں اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں اور ابوداؤد ابن ماجہ وترمذی وامام نسائی نے حضرت سیدی ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

فتاوی خلاصہ میں فتاوی صغریٰ سے ہے الامر بالمعروف یجب وان کان یلحقہ الضرر غالبا او یعلم بالدلائل الفتاوی القاضی الامام اذا رأی الرجل منکرا من قوم وہو یعلم انہ لو نہاہم عنہ قبلوا منہ فانہ لا یسعہ ان یسکت ویترکہ وان کان یعلم انہ لو نہاہم لا یمتنعون وسعہ ان یترک والنہی افضل وان علم انہم ینتہون او یشتمونہ لو نہاہم وسعہ ان یترکہ۔ ردالمحتار ج ۳ ص ۲۴۱ باب البغاۃ میں ہے ذکر فی شرح السیر انہ لا بأس ان یحمل الرجل وحدہ وان ظن انہ یقتل اذا کان یصنع شیئا بقتل او یجرح او یہزم وقد فعل ذلک جماعۃ من الصحابۃ بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویرد احد صدورہم علی ذلک فاما اذا علم انہ لا یغنی فیہ فانہ لا یحل لہ ان یفعل علیہم لانہ لا یحصل بحملتہ شیئا من امر الدین بخلاف نہی فئۃ المسلمین عن منکر اذا علم انہم لا یمتنعون بل یقتلونہ فانہ لا بأس بالاقدام وان رخص لہ السکوت الخ حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ ج ۲ ص ۱۹۵ میں ہے حمل الناس علی الطاعۃ واجتناب المعصیۃ فہو الحسبۃ اسی میں ج ۲ ص ۱۹۶ پر ہے الجہاد فی سبیل اللہ تعالیٰ لا یجوز للمسلم عند تیقن القتل من اہل الحرب والبغی وعند عدم النکایۃ الکمزۃ المحاربین وتجوز الحسبۃ من الانسان عند تیقن القتل لہ ممن یحتسب علیہ وعدم النکایۃ فیہ ولا یرتفع جوازہا بسبب ذلک ولا یخفی ان التسبب علی القتل فی ہذہ المسألۃ لیس بمعصیۃ فلا یمنع جواز الحسبۃ وتسبق شروعۃ معہ وکذا لو عدم النکایۃ والتأثیر لا یمنع الجواز ویکون ذلک من المحتسب اذا قتلہ من احتسب علیہ من افضل شہداء عند اللہ تعالیٰ اہ مختصرا۔

کوئی یہ سمجھے کہ یہ حکام کے لئے یہ احکام ہیں ہمارے لئے نہیں۔ اسی حدیقہ ندیہ میں ج ۲ ص ۱۹۶ حاکم جابر ظالم جائر پر احتساب کرنے والے اور اس پر مظلوم محتسب مقتول کی نسبت حدیث نقل فرمائی

ف فتاوی خلاصہ جلد دوم ص ۴۱۲ مطبوعہ پشاور۔ ف ردالمحتار جلد ۳ ص ۲۴۱ مطبوعہ مصر۔ ف حدیقہ ندیہ جلد ۲ ص ۱۹۲ و ۱۹۶ و ۱۹۷ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان پاکستان

سید الشہداء حمزۃ بن عبد المطلب ورجل قام الی امام جائر فامرہ ونہاہ فقتلہ رواہ الحاکم باسنادہ عن
رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ حدیقہ ندیہ میں اسے مع شرح یوں ہے عن جابر عن
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال سید الشہداء ای افضلہم عند اللہ سبحانہ وتعالیٰ عم النبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حمزۃ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورجل من المسلمین والمراد
بالمسلمین الکمل فلا رأی والمعنی قام الی امام ای حاکم جائر ای ظالم عن عمد فامرہ بالعدل والانصاف
ونہاہ عن الجور والظلم فقتلہ ای قتل الامام الجائر ذلک الرجل الذی امرہ ونہاہ فانہ یکون من
افضل الشہداء بحیث بذل نفسہ فی سبیل اللہ تعالیٰ انتہی میں دوسری حدیث نقل فرمائی ص۱۹۶ ج۲
قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل الجہاد کلمۃ عدل عند سلطان جائر رواہ عند ابن ماجہ
ابو داؤد باسنادہ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع شرح اس طرح ہے افضل الجہاد
قول اللہ تعالیٰ کلمۃ عدل ای حق وانصاف قالہا رجل مسلم بین یدی اللہ تعالیٰ عند سلطان
ای الفئۃ سلطنۃ علی الناس جائر ای ظالم او عند امیر ای حاکم جائر ای ظالم۔

نیز اسی میں اسی ج ۲ ص۱۹۶ پر یہ حدیث نقل فرمائی قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
لا تزال کلمۃ لا الہ الا اللہ تنفع من قالہا وترد عنہ بلاء العذاب والنقمۃ ما لم یخلطوا بہا قالوا یا
رسول اللہ وما الاستخفاف بہا قال نظر العبد بما یسوء اللہ فلا ینکر ولا یغیر رواہ الاصبہانی باسنادہ
عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ مشکوٰۃ تحریف باب الامر بالمعروف میں یہ حدیث ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے فرمایا ان تصیب حقوق اخر الزمان من سلطانہم شدائد لا یخبرون الا رجل عرف
دین اللہ فصاحہ علیہ بلسانہ ویدہ وقلبہ فذلک الذی سبقت لہ السوابق ورجل عرف دین
اللہ فصدق بہ ورجل عرف دین اللہ فسکت علیہ فان رأی من اہل الخیر احبہ علیہ وان رأی
من اہل الشر بغضہ علیہ فذلک یلقی اللہ بوزق ابیض کلہ۔

اشعۃ اللمعات ج ۴ ص۱۰۱ مطبوعہ مصطفائی میں حضرت شیخ محقق محدث دہلوی قدس سرہ اس حدیث
کی شرح یوں فرماتے ہیں بدرستی کہ شان ایں است کہ می رسد مراد آخر زمان را ارباب سلطنت و ارشاد
و ابائے سنت و دین از مشاہدہ منکرات و استماع باطل کہ نجات کمی یابد ازاں و بائے از سلطان کہ
بلائے می رسد مگر مردے کہ شناخت دین خدا را بکمال و تمام و استقامت گزید بران پس کنارہ کرد دین

لمعات تکملہ مرقاۃ ج ۱ ص۲۹۵ و ص۲۹۶ مطبوعہ رشیدیہ پاکستان کے شکوٰۃ طریف ص۴۳۸

یا بر آن بادر زبان و بدست و بدل خود پس آں مردے ست کہ پیش رسیدہ است و او را سابقہا از سعادت در دنیا و در آخرت و بشارت بخیر او مشہور و توفیق طاعت و عبادت و قول حق سبحانہ ان[1] الذین سبقت لہم منا الحسنی اشارت بآنست و سابقہ ہر خصلتے فاضلہ را گویند۔ فلاں را سابقہ است درین امر یعنی سبقت کردہ و پیشی گرفتہ است بہر دم درین کار۔ و مردے دیگر کہ وے بشناخت دین خدا را مایک درجہ کمتر از اول پس تصدیق کردہ بدین و راست دانست آں را یعنی جہاد کرد بزبان و دل نہ بدست بقرینۂ مقابلت چون تصدیق کار دست و زبان تمام است تہر از یں دو تصدیق کردہ۔ و مردے دیگر کہ بشناخت دین خدا رانی الجملہ پس خاکے گزید بر آن و جہاد نہ کرد مگر بدل پس ازان بریان حال و صفت ایں مرد کرد و فرمود پس اگر می بینید ایں مرد کے را کہ کار ہائے نیک می کند و جہاد می دارد و ابنائے ایں دو اگر می بینید کسے را کہ عمل بغیر حق می کند دشمن می دارد او را و ابنا بدر ایں پس آں مرد نجات می یابد بنا بر پوشیدہ داشتن وے محبت خیر و بغض باطل با ہم پس ایں ہر سہ قسم از مردان عارف و شناسا بدیں اند در مرتبہ متفاوت اول سابق دوئم مقتصد و ثالث ظالم چناں کہ در آیہ کریمہ ثم[2] اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا الآیہ۔

شرح فقہ اکبر میں ہے کہ فسق و ظلم کے سبب مستحق عزل ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ فاسق اہل ولایت سے ہے یا نہیں امام محمد سے اس میں دو روایتیں ہیں اور امام شافعی سے بھی امام اعظم کے نزدیک وہ خلیفہ ہو سکتا ہے مگر وہ قاضی امیر اور خلیفہ اتفاقاً سب کے نزدیک مستحق عزل ہے علامہ علی قاری شرح فقہ اکبر مطبوعہ مطبع حنفی صفحہ ۱۷۹ میں فرماتے ہیں عن الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ ان الامام ینعزل بالفسق والجور وکذا کل قاضی وامیر ومنشأ الخلاف ان الفاسق لیس من اہل الولایۃ عند الشافعی لانہ لا ینظر لنفسہ فکیف ینظر لغیرہ وعن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ ہو اہل الولایۃ حتی یظہر الامر الفاسق تزویج ابنۃ الصغیر والمطر فی کتب الشافعیۃ ان القاضی ینعزل بالفسق بخلاف الامیر والفرق فی انعزالہ وجوب نصب غیرہ لئلا تفوت مصالح العباد من الشرک بخلاف القاضی وقیل عدم انعزال الامام ہو المختار من مذہب ابی حنیفۃ والشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما وعن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ روایتان بکون الفسق العزل اتفاقاً۔

---

[1] پ ۱۷ ع ۱۳ سورۂ انبیاء آیت ۱۰۱ [2] سورۂ فاطر آیت ۳۲

درمختار[1] میں ہے۔ ان بایع الناس الامام واحد ظن حکمہ فیہا حجر عن قہرہم لا یعزل لما فیہ من الفساد فی الاعزل ان کان لہ قہر وغلبۃ لعموم ولایتہ والا یعزل بہ لانہ سفیہ۔ الخ

شامی[2] ہے قولہ والا یعزل بہ ای ان لم یکن لہ قہر ومنعۃ ینعزل بہ ای بالجور قال فی شرح المقاصد ہل عقد الامامۃ مما یزول بہ مقصود الامامۃ کالردۃ والجنون المطبق وصیرورتہ اسیر الایرجی خلاصہ قلت المراد الذی یفضی للعلوم وہی العمی والصمم والخرس وکذا بخلع نفسہ لعجزہ عن القیام بصالح المسلمین وان لم یکن ظاہرا بل استشعر من نفسہ ذلک قولہ وکذا فی العزل بہ الفسق والاکثرون علی انہ لا ینعزل وہو الحق من مذہب الشافعی وابی حنیفۃ رحمہما اللہ تعالیٰ ومن تجدد روایتان و فسق العزل بالاتفاق اہ وقال فی البحر وانما قیدنا بعدل لانہ لو جار وفسق لا ینعزل ولکن یستحق العزل ہل ہذا مستفاد من فتنۃ ام وقد یقال ان وجہہ ان الامامۃ خلع الامام وعزلہ بسبب یوجب مثل ان یوجد ما یوجب اختلال احوال المسلمین وانتکاس امر الدین کما کان فیہ فعلہ واقامتہ لاستغلبہا واستیلائہا وان ادی خلعہ الی فتنۃ اعظم ادنی المضرتین۔

جب ظالم وجابر فسق وفجور سے خلیفہ امام بھی مستحق عزل ہوجاتا ہے تو یہ حکام جو کہ ظالم جابر فاسق فاجر ہیں ان کا عزل تو بدرجۂ اولیٰ واجب لازم ہوگا مستحق تو وہ بھی نہ صرف ظالم فاسق فاجر بلکہ جو کافر کیوں کر واجب العزل نہ ہوگا) اس کے معزول کرانے کی کوشش اور اہم سعی بھی جو کرنی ہے اس کے ذمہ کیوں ضروری نہ ہوگی ہاں یہ بھی فسق وفجور وہ منعزل نہ کہا جائے گا جو قہر وغلبہ رکھتا ہو اس کے مقابلہ کی لوگوں میں طاقت وقوت نہ ہو اور اگر ایسا خلیفہ مرتکب ظلم وجور وفسق وفجور ہوا ہو جو لوگوں پر کافی قہر وغلبہ رکھتا ہو لوگوں میں طاقت وقوت ہو کہ وہ ان کا مقابلہ نہ کرسکے تو خود ہی منعزل ہوجائے گا مجمع الانہر ج ۱ ص ۶۳۲ باب البغاۃ میں ہے

الامام اذا جار لا ینعزل ان کان لہ قہر وغلبۃ والا ینعزل اہ مجمع الانہر ج ۱ ص ۶۸۲ باب البغاۃ میں ہے۔

الخروج قہر مسلمون عن طاعۃ الامام ای الخلیفۃ العدل لان امرہ ظہر وہم خلعوہ جوابہ نظام

وجہہ اہ وبہذا کما فی اکثر الکتب قال قولہ وفی التتمۃ الخ وفیہ سئل ابو حنیفۃ ان یکون الامام ظالما

مسلمون قال ان الامام لا یخلع فی معصیۃ بالناس والاجماع اہ مختصرا از الجوہرۃ ج ۲ ص ۱۷۴ میں ہے یجب

طاعۃ الامام وان جار لانہ بعزلہ یقع الہرج والمحاذیر خلاف الشرع۔

جب خلیفہ امام کے بارے میں یہ احکام ہیں تو پھر حکام وہ بھی بالفعلی ظالم جابر کا

[1] درمختار کتاب الجہاد ص ۳۵۱ مطبوعہ مجتبائی دہلی۔ [2] شامی کتاب الامامۃ ج ۱ ص ۵۵۰ مطبوعہ مجتبائی دہلی

کیا پوچھنا اس کے متعلق حکم ظاہر پھر یہاں جب کہ ان پر خروج کی قوت واستطاعت مفقود ہے تو خروج کی ایسی حالت میں اجازت ہی کہیں نہ کوئی کر سکتا ہے نہ کرے گا یا رب اگر طاقت ہوتی اور ان پر خروج کیا جاتا جب بھی تو اس سے لوگ یا ملکی نہ ٹھہرتے تو محض استہجاج کو جو بغاوت ٹھہرائے اس سے بڑھ کر ظالم طاغی کون ہوگا اے ملکی وغیر ملکی کی رحمت اٹھانے والو! اور اس پر قید و بند کی کڑیاں جھیلنے والو! اور طرح طرح کی ایذائیں برداشت کرنے والو! ذلتوں خواریوں رسوائیوں میں پڑنے والو! بلکہ اپنے سینوں پر اس کے لئے گولیاں کھانے والو! آج تمہیں کیا ہوا کہ تم ایسے کھلے مظالم کس پر جو تمہاری جانوں ہی پر نہیں مذہب پر بھی ان پر تم چپ ہو بیٹھے ہو کہ ایسے مظالم ہو کرے تو صدائے استہجاج بلند کرنا لازم ہے یا نہیں۔ غیرت۔ غیرت ضرور ضرور ضرور ہر ذی حس سے استہجاج بلند کروا یسی کہ نہ صرف ہندوستان کی حکومت ہی کے ایوانوں میں گونجے بلکہ ایسی کہ سات سمندر پار لندن میں زلزلہ افگن و قصر بکنگھم کو لرزاں اور والا حکومت کو ہلا دے۔

قید و بند کی پروا نہ کرو ظالموں کو ظلم کرنے دو تم صبر کرو یعنی تمہارا اتھ نہ اٹھے۔ ہاں ظلم پر بھیجے جاؤ ہر ستم پر بلائے جاؤ ظالم جائر حاکم جابر سے ستم گار جفا کار بھی اگر نہ کہہ سکو تو اپنی مظلومی کی داستانیں تو سنائے جاؤ گورنمنٹ کے کان تک اپنے گریہ و فغاں کی آواز پہونچانے میں تمہیں جو تم نہیں کر سکتے اس کا حکم نہیں دیتا نہ ایسا امر کر سکتا ہوں (جب کہ تم میں خروج کی طاقت و قوت جہاد کی استطاعت نہیں یہ حکم نہیں دیتا کہ تم ایسا کرو ایسے وقت تمہیں ایسا نہ چاہئے) مگر فقط اپنی داستان مظلومی سنانے کی طاقت واستطاعت تو رکھتے ہو۔ جو کہ سکتے ہو وہ کرو۔ بات ایسی کی جائے جس کی زد تمہارے مذہب پر نہ پڑتی ہو حتی الامکان اس کی زد سے مذہب کو بچاؤ اپنے مقدور بھر زبان اپنے سر لو مگر مذہب کو محفوظ رکھنا چاہو واللہ الہادی واللہ تعالیٰ اعلم (اغنیوں کے شہر میں جہاں سنی کی حکومت ہو اگر سنی ان کے ساتھ ایسا ہی پیش آئے اور ان کے مذہب کی ایسی ہی ہتک کرتے تو کیا روا تھا کہ مذہب ایسے سنی حکام کے متعلق ایسے احکام نہ دیتا جو ہم نے تحریر کئے اگر دیتا تو معلوم ہوا کہ واقعی مذہب پر بھی ایسے ظالم جائر حاکم جابر کا حکم یہی ہے واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ از موضع وحصاری ڈاک خانہ پھر اضلع علی گڈھ مرسلہ عبدالمجید خاطر صاحب حافظ رفعت علی صاحب وسلمان موضع ۲۵ رشوال ۱۳۵۶ھ۔

استفسار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

عالم جلیل فاضل نبیل حضرت مولانا المکرم والمعظم دامت برکاتہم الجمالیہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

صاحب واحترام خدمت والا میں التماس ہے کہ حسب ذیل امور کو ملحوظ فرماتے ہوئے کہ

(ا) کانگریس کو جملہ اقوام ہند کی مجموعی اور حقیقت میں اہل ہند کی خالص جماعت ہے گورنمنٹ نے عارضی یا مستقل طور پر کچھ اختیارات تفویض کر دیے ہیں جن سے ناجائز فائدہ اٹھا کر (اہل ہند) قوم کو خروج اور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلاموں کو ترک دینا چاہتے ہیں ؛

(ب) کانگریس کے مقابلہ میں اہل اسلام کی جس قدر جماعتیں کام کر رہی ہیں ان میں مسلم لیگ لفظاً و معناً حقیقت کے کہ یہ مسلمانوں کو جنوں سے علیحدہ رکھنا چاہتی ہے اور ان کو جداگانہ طور پر ترقی دینے کی مدعی ہے اس لحاظ سے کہ اس کا اثر و نیگ دستے ہے لیگ زیادہ کامیاب اور سرمد آوردہ ہے جس کی اہمیت کا اندازہ حسب ذیل طور پر ان حقائق سے بھی ہوتا ہے کہ کانگریس ہر مسلم جماعت کو نظر انداز کرتے ہوئے مسلم لیگ اور صرف مسلم لیگ کے اشتراک عمل اور تعاون کا مطالبہ اور خواہش کر رہی ہے ؛

(ج) ہم لوگ اول تو خود مشکین کی اس روز افزوں ترقی اور ہنگامہ آرائی کو بری نظر سے دیکھتے ہیں دوسرے ہم جس حلقہ میں آباد ہیں وہ مسلم رد سما کا زیر اثر ہے حضرت رد سما بھی ان کی حرکتوں سے نالاں و بیزار ان کی جانب سے ہمیں پورے طور پر اجازت ہے کہ اگر ہم چاہیں تو مسلم لیگ کی مقامی شاخ سے علاحدہ قائم کر سکتے ہیں ؛

(د) بعض حضرات قطعاً غیر جانبدار رہنے کی تاکید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کانگریس اور مسلم لیگ دونوں جماعتیں ایک ہی مقصد کو لے کر آئی ہیں اور عنقریب متحد و متفق ہو جائیں گی عزائم دونوں کے مذموم ہیں اور دونوں کا حکم ایک ہے ؛

(ہ) جب ان حضرات سے جو غیر جانبداری کے علم بردار ہیں دریافت کیا جاتا ہے کہ ہماری خاموشی اور مخالفین کی حوصلہ افزائی کا باعث ہوگی تو جواب دیتے ہیں کہ جہد و جہد تم کیا کرو لیکن نہ مسلم لیگ کی معیت اور حمایت میں بلکہ کسی شرعی نظام کے ماتحت اور جب کہا جاتا ہے کہ وہ شرعی نظام کیا ہو سکتا ہے تو مشورہ دیتے ہیں کہ اہل سنت و الجماعت کے امام حضور انور قبلہ عالم حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت مولانا الحاج الشاہ عبد المصطفیٰ شاہ احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ کے آستانہ عالیہ سے استفسار کرو انشاء اللہ تعالیٰ ہر قسم کے استفسار کا مکمل جواب اور ہر مشکل کا حل ہو جائے گا۔ لہٰذا فتویٰ صادر فرمائیں کہ عند اللہ و عند الناس کہ شرعاً حیثیت سے مسلم لیگ میں شرکت کرنا جائز ہے یا نہیں اور اگر نہیں تو مدلل طور پر بیان فرمایا جاوے کہ کیوں

نوٹ : اصل میں ایسا ہی ہے

نیز جو لوگ غیر جانبدار ہیں ان کے لئے اسلامی حیثیت سے کس انجمن یا جماعت کی رکنیت موزوں ہو سکتی ہے مولیٰ تعالیٰ حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل میں ہمیں ہلاکت سے بچائے اور اسلام کے حافظ و ناصر ہونیز علمائے اہل سنت اور بالخصوص امام اہل سنت حجۃ الاسلام مفتی عالم فقیہ اعظم ناظم دارالافتاء آستانہ عالیہ رضویہ کا سایہ ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے آمین ثم آمین فقط والسلام۔

الجواب۔ مسلم لیگ جہاں تک ہمیں معلوم ہے وہ اب چند روز سے کانگریس سے جدا ہوئی ہے جب کہ کانگریس اپنے نشۂ کامیابی سے مخمور تھی اور اس نے نہایت بری طرح ان بعض افراد کے جنہوں نے مسلم لیگ نام رکھ لیا ہے بعض مطالبات کو ٹھکرا دیا اور ان کی ایک نہ سنی ذرا بھی التفات نہیں کیا۔ اور گمان غالب ہے کہ جب کانگریس کا نشہ ہرن ہوگا اور وہ مسلم لیگ کے ان مطالبات کو مان لے گی تو مسلم لیگ پھر کانگریس میں منضم و مدغم ہو جائے گی آج یہ افراد جنہوں نے مسلم لیگ ایک گروہ یا جماعت کا نام جو بھول بسر کا تھا رکھ لیا ہے ان کی کہہ رہے ہیں۔ خیر اب بعد خرابی بسیار اب اگر آنکھیں کھلی ہیں مبارک ہو اور خدا کرے کھلی رہیں مگر جب کہ وہ ایک ایسی جماعت ہے جو غیر سنی ہی نہیں ایسے لوگوں پر مشتمل ہے جو نام اسلام ہی لے سکتے ہیں تو اس کی رکنیت و شرکت کی تو شرعاً اجازت نہیں ہو سکتی لقولہ تعالیٰ وامّا ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظٰلمین ۵ وقولہ عزوجل ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار ۶ وقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تجالسوھم ہاں اس کی اس بارے میں مخالفت بھی نہ کی جائے کہ کانگریس کی شرکت حرام ہے کانگریس سے بچنا مسلمانوں پر لازم ہے کانگریس اسلام و مسلمین کی دشمن ہے کانگریس سے کبھی مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

مسلم لیگ یہ جو کچھ کہہ رہی ہے وہی ہے جو اہل سنت علماء کے ارشادوں خصوصاً اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت شیخ الاسلام والمسلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آج مسلم لیگ ہماری جنوبی ہند کی بعد مدت اسے اتنی ہدایت ہوئی ہے۔ خدا کرے کہ وہ اس ہدایت پر قائم رہے اور پوری ہدایت نصیب ہو یعنی خالص اہل سنت کی جماعت ہو جائے۔ آمین مسلم لیگ کا سنی نمائندہ مسلمانوں کی ہمدردی کا مستحق ہے بمقابلہ کانگریسی شخص کے مسلم لیگ کے سنی نمائندہ کی معاونت کی جائے۔ اس کی بھی مخالفت اس لئے کہ وہ مسلم لیگ کا نمائندہ ہے نہ کی جائے۔ ہاں مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ خالص اہل سنت کی اس اہمیت کے رکن بنیں اور اسے ہر طرح قوت پہونچائیں اس کی ہر ممکن اعانت کریں جس کے مقاصد

---

۵ پ ۷ رکوع ۱۲ ۶ پ ۱۲ رکوع ۱۰ سورۂ ہود آیت ۱۱۳

میں تمام مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت وصیانت کا انتظام کرنا اور فوائد مسلمین کے متعلق صحیح مشیر حالات پر سے گورنمنٹ و نہایان اہل کو آگاہ کرنا اور قانون نافذ الوقت موجودہ و آئندہ میں تعرض فوائد مسلمین سے تسلیم و تبدیل کی کوشش کرنا ہے خدا مسلمانوں کو کامیاب کرے اور دشمنوں کے مکائد سے بچائے آمین واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ زمانہ ماضی میں سلاطین رذیل قوموں کو ضرورت سے زیادہ علم نہیں دیتے تھے وہ کون سی رذیل قومیں تھیں اور کیا پیشہ کرتے تھے اور وہ کون سے سلاطین تھے اور اگر سلاطینوں نے ایسا کیا ہے تو کیا ان کو اپنے قانون شریعت یا اپنے خود بادشاہی قانون سے تحریر کیا ہے اور گذارش یہ ہے کہ آپ نے ہمیں سمجھایا لیکن کچھ لوگوں کی سمجھ میں نہیں آیا۔ اس وجہ سے تفصیل سے لکھ کر سمجھا دیجئے کہ سب کی سمجھ میں آجائے؟

جواب۔ ضرورت سے زیادہ علم وہ جو فرض عین نہ ہو۔ جتنا علم فرض عین ہے اس سے ہرگز کسی مسلمان کو روکنا جائز نہیں نہ کسی نے اس سے روکا بعض سلاطین اسلام سے مراد مثلاً حضرت سلطان اورنگزیب ہو متشرع اور عالم السلطان تھے انھوں نے خود اپنی رائے سے ایسا نہ کیا بلکہ غیر اہل سے اپنے علم کو روکنا جس کا وہ اہل نہ تھا حکم شرع ہی ہے نہ ہر شخص سے اس کی استعداد اور اس کی عقل میں جتنا سمجھ سکے اتنا ایسی بات کرنے کا حکم ہے کلموا الناس علی قدر عقولھم وغیرہ وغیرہ ارشادات سے یہ امر روشن ہے پھر ہر شخص اگر ضرورت سے زائد علم سیکھنے میں مشغول ہو تو دنیا کے نظام کا دین بڑی حد ضرورت کا علم تھوڑا نہیں کہ کل بہت سے علماء کہلانے والے ضروری باتوں کا علم نہیں رکھتے ان احادیث ہیں۔

(۱) الناس معادن (کمعادن الذھب والفضۃ) والعرق دساس یادب السوء کعرق السوء۔

(۲) تخیروا لنطفکم وانکحوا الاکفاء وانکحوا الیھم وفی الحدیث فان النساء یلدن اشباہ اخوانھن واخواتھن۔

(۳) تزوجوا فی الحمر الصالح فان العرق ساوس۔

(۴) العرب اکفاء والموالی اکفاء الموالی الا الحائک والحجام۔

(۵) خیارھم فی الجاھلیۃ خیارھم فی الاسلام۔

(۶) ان فلانا اھدی الی ناقۃ فعوضتہ منھا ست بکرات فظل ساخطا فقد ھممت ان لا اقبل

هذایة الامن قریشی او انصاری او ثقفی او دوسی۔

(۴) وغفار ومزینة وجهینة خیر من بنی ومن بنی عامر ومن الحلیفین بنی اسد وغطفان۔

(۵) ایاکم وخضراء الدمن المرأة الحسناء فی المنبت السوء۔

(۶) لاتسکنن خروج ذوات الاحساب الامن الاکفاء

(۷) تخیروا الی الاعراف وقودوا وانتقوا عن اعراضکم من السفلة۔

(۸) اول من اشفع له یوم القیامة من اتقی الله یتقی شرا لاقرب فالاقرب من قریش شرالانصار شم من آمن بی واتبع من الجن شم من سائر العرب شرالامم جیء من اشفع له اولا افضل۔

(۹) یؤتی الحاسبین والصابرفة والحائکة۔ اور لاتجعلہ جائزا ولاضائعا ولاجبانا۔

ان احادیث اور ان کے علاوہ اور واقعات الامر دلون کی تفسیر دیکھنے سے شرافت ورذالت اور اس میں تفاضل اور یہ کہ کون شریف اور کون نہیں سب کچھ روشن تر ہے کہ صحبت کے اثر سے جب آدمی متاثر ہوتا ہے اور جس ماحول میں بیٹھتا ہے اس سے اثر لیتا ہے تو اسی سے واضح کہ پست اخلاق رکھنے والے اجن کی نسلیں اسی میں گذری ہوں اس اثر کا کیا پوچھنا۔ کاروباری مشغول لوگ ضروری علوم کی طرف بھی پوری توجہ کی فرصت نہیں رکھتے تو ظاہر ہے کہ ان کے افکار مشغولہ اور ان کے اذہان غیر صافیہ میں ضرورت سے زائد علم کی استعداد کہاں الا ماشاء اللہ جس میں اخلاق فاضلہ ہوں وہ شریف اور جس میں اخلاق دنیہ ہوں وہ رذیل اور بہت سی باتیں اور اذکار سوالات سے ممانعت شرعی ہے قال تعالیٰ[1] یاایها الذین آمنوا لاتسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسؤکم واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از محمد گیر جعفر خاں مسئولہ مولوی غلام محمد یٰسین صاحب بدایونی الثانی

ایک اشتہار دہلی سے آیا ہے اس میں تحریر ہے کہ سورۂ اِنَّا اَنْزَلْنَا کھانے کی چیز پر دم کرکے ہمیشہ سے مضمون ہے گا زید کہتا ہے کہ کیا بناتے ہیں لیکن کسر رہ جاتی ہے۔ جیسے حضرت بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ اخلاص پڑھ کر مٹی پر دم کیا سونا ہو گیا زید کو دے دیا پھر زید نے وہی سورۂ اخلاص مٹی پر پڑھ کر دم کیا وہ مٹی رہی اسی طرح اس سورت کے پڑھنے سے کوئی اثر نہیں رہ سکتا۔ اس کے بیان سے بھی منشا پایا جاتا ہے اس مثال کے بیان کرنے سے اور لوگوں کو اس عمل سے روک دیا زید پر کیا شرعی جرم عائد ہو سکتا ہے بینوا توجروا۔ نقل اشتہار

[1] سورۂ مائدہ آیت ۱۰۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں امراض ظاہرہ و باطنہ دونوں کا علاج رکھا ہے۔ دیکھا جاتا ہے کہ آج کل ہیضہ کی وبا بکثرت پھیل رہی اس واسطے الدال علی الخیر کالفاعل کو ذہن میں رکھتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ جب تک اس مرض کا چرچا ہو اس وقت تک کے لئے پابندی کے ساتھ تین مرتبہ سورۂ یٰسین آخر تک پڑھ کر ہر کھانے پینے کی چیز دم کر لیں۔ خدانخواستہ یہ صورت پیش آئے اسی وقت تین مرتبہ سورۂ یٰسین پڑھ کر دم کر کے پلا دیں انشاء اللہ العزیز شفاء ہوگی۔

نوٹ۔ استشفاء کے لئے سوچم کی کثرت کی بجائے گناہوں سے پرہیز کرو۔ نماز کی تبلیغ کرو زیادتی کے ساتھ۔

الجواب۔ اس شخص نے جو کہا ٹھیک کہا اور بہت بیہودہ حرکت کی کہ نیک عمل سے روک دیا ہے قرآن عظیم ظاہر و باطن ہر مرض کی دوا ہے شفاء ہے قال اللہ تعالیٰ وننزل من القرآن ما ھو شفاء ورحمۃ للمؤمنین وقال اللہ تعالیٰ قل ھو للذین اٰمنوا ھدی وشفاء للمؤمنوں کے لئے شفاء ہے اور ظالموں کے لئے خود فرمایا ہے ولا یزید الظالمین الا خسارا قرآن عظیم سے طالب شفاء عہد کریم حضور علیہ الصلاۃ والتسلیم سے آج تک تمام مسلمانوں میں جاری و ساری ہے اس کا تو کوئی مسلمان کیوں انکار کر سکتا ہے۔ کسی مسلمان سے یہ ملفوظ کیسا موہوم بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ اس کا مطلقاً منکر ہو اس شخص نے جو الفاظ لکھے ہیں ان سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ قرآن عظیم سے طالب شفاء ہونا ہی غلط ہے۔ گمراہ کا یہ مطلب مطلقاً انکار نہ ہوگا بلکہ یہ کہ قرآن عظیم شفاء کے لئے نہیں اتارا گیا ہے [illegible] جن سے ظاہر خواہ فائدہ ہو جیسا قرآن عظیم کی تلاوت یا کتابت [illegible] ان کی زبان کہاں اور ہماری زبان کہاں ہماری زبان ہو تو ہو ہمارے [illegible]

ہاں ان سے مفہوم ہو گئی مگر ہماری زبان سے تلاوت ہونے پر بھی ہوتی ہیں تو تاثیر قرآن کا وہ مطلقاً منکر نہیں معلوم ہوتا۔ عیاں آلو زبان سے پڑھا جائے اس کی تاثیر کا منکر معلوم ہوتا ہے اور یہ اس کی ناہی ہے بلا شبہ وہ ہیں اللہ عزوجل نے شفاء رکھی ہے وہ کا ثمرہ فائدہ تعالیٰ شفاء ہوتا ہے بشرطیکہ حاذق ہو ناظر نہیں کہ طبیب حاذق استعمال کرے تو فائدہ ہو غیر طبیب حاذق استعمال کرے تو فائدہ نہ ہو اس شخص کے طور پر تو ہو علی ہذا قاطون بقاط سقاط اور سلوجالی لوس ہی نسخہ لکھیں تو فائدہ ہوگا اور نہ نہیں یہ اس کی جہالت ہے۔ اگر وہ لوگوں کو ایسا کہہ کے روکے تو لوگ اس کو ہنسی میں گے اور کبھی دوا لے نہ کریں گے۔ مگر آہ از ضعف اسلام آہ۔ آہ افسوس ان بے خبروں پر جو اس بدعقل بدمنش بے خرد

لے سورۂ اسراء آیت ۸۲

کہ اس بے حد وہ مخالفت پر قرآن عظیم سے شفا حاصل کرنے سے روکیں ایسے لوگ سخت بدنصیب ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از مقام سیدانا ڈاک خانہ نیلوہو ضلع شاہ آباد آرہ مسئولہ حکیم شیر الدین احمد صاحب۔

(۱) تردید سیدنا رد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اوفروا اللحیۃ الخ ضرور پر عامل نہیں ہے یعنی اس کی ڈاڑھی بالکل منڈی ہوئی اور مونچھیں بے حد بڑی بڑی ہیں؟

(۲) بظاہر تارک الصلاۃ ہے یعنی اس صورت میں کہ جماعت ضروری ہے اور وہ جماعت میں بالکل شریک نہیں ہوتا؟

(۳) دعوی عشق و محبت اللہ و رسول بھی ہے اور اپنے آپ کو مخمور الست سمجھتا ہے۔

(۴) پیری مریدی کا سلسلہ زوروں پر جاری رکھتا ہے مگر بظاہر معتقدین کے سامنے اپنی ناکساری ان لفظوں میں ظاہر کرتا ہے کہ بھائی ہم داڑھی منڈے ہیں اور مونچھیں بڑی بڑی ہیں تم لوگ سمجھ کر مرید ہو مگر لوگ اپنی عقیدت سے مجبور ہو کر مرید ہوتے ہیں تو کیا ایسا شخص کا مذکورہ بالا فعل اور روئے شریعت و طریقت جائز و روا ہے؟

(۵) ایسے پیر شرعاً و طریقتاً کیا حکم صادر ہوتا ہے اور بیعت شرعاً روا اور جائز ہے اگر ناجائز ہے تو ایسی صورت میں مریدوں کو کیا کرنا چاہئے جواب ارسال فرما کر ماجور ہوں؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ داڑھی حد شرع سے کم رکھنے والا فاسق و فاجر ہے لہو ہیں بے عذر شرعی تارک جماعت فاسق مستحق اہانت ہے اس کی تعظیم حرام ہے غنیہ وغیرہ کتب معتمدہ میں ہے لو قدموا فاسقا یاثمون لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیہم اھانتہ شرعاً۔ شرائط پیری سے یہ بھی ہے کہ فاسق معلن نہ ہو ایسے شخص سے بیعت جائز نہیں۔ مریدوں کو کسی سنی صحیح العقیدہ غیر فاسق ایسے شخص سے جو اپنی ضرورت کے مسائل جانتا اور زیادہ ہونے پر کتاب سے نکال سکتا ہو جس کا سلسلہ متصل اور صاحب اجازت ہو، بیعت ہونا چاہئے۔

حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ السامی[1] صبح سنابل شریف میں فرماتے ہیں "اے برادر آنچہ پیری و مریدی رسمی و اصحی بیش نماندہ است و آن رسم و اسم نیز مبنی بر چند شرائط ذاتی و حال کہ بے آن شرائط اصلا پیری و مریدی درست نیست اما نخست از شرائط پیری یکے آن ست کہ پیر مسلک صحیح داشتہ باشد

---

[1] صبح سنابل شریف ص۳۹ مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور [2] تنویر ص۴۸، [3] الختار الاول ص۴۱۴ مطبوعہ کوئٹہ [4] مشکوٰۃ ص۳۸۰

دوم از شرائط پیری آنست کہ پیر ادائے حق شریعت قاصر و متہاون نباشد سوم از شرائط پیری آنست کہ پیر اعتقاد درست بود موافق مذہب اہل سنت و جماعت پس ایں رسمی کہ از پیری و مریدی ماندہ است بے ایں سہ شرائط اصلاً درست نیست و ایں ہر سہ شرائط بیانے مختصر واضح کنم تا شرط اول کہ مسلک صحیح است مرید صادق را خلص سلسلہ درست باید کرد و در اکثر جا اغلاط و ضبط گشتہ است نوعی ازاں آنست و درویشی کہ در ہمہ جہات بسبب غفلت و بے ہمتی دیگر فرزند خود را خلافت نمی دہد و مریدان را وصیت ہم نمی کند کہ بعد از من باید کہ فرزند من فرزند مرا پوشانید و او را بجائے من بنشانید تا مریدان آن مقام روز سوم خرقہ پدر بسر او می پوشاند و او را بجائے پدر می نشاند و از صحت و غیر صحت ایں کار کسی را اندک خلقی بیعت او اسیری گردد و او را بے رخصت و اجازت پدر پیری شود ہمہ ضلالت و ضلالت ست چہ اگر چہ خرقہ متروکہ پدر بسبب ارث ملک بسر رسد و لیکن شرط صحت بیعت رخصت و اجازت پدر ست نہ مجرد خرقہ پدر مؤلف راست۔

قطعہ:

اے پسر شرط صحت بیعت — در طریقت اجازت سلف ست
بدل سکہ بہ نہر و مسزن — کاں رہ کاسدان ناخلف ست

نوع دیگر آنست اولیائے اسلاف کہ قطب و غوث بودند فرزندان ایشاں بے صحت اسناد و بے رخصت و اجازت بمجرد نسبت فرزندی خلق را مریدی کنند و خلق می دانند کہ باسمانوادۂ فلاں قطب و غوث پیر درست کردیم و او بہت آوردیم سر بسر گمراہی ست۔ شرط دوم از شرائط پیری آنست کہ عالم و عامل باشد بر جملہ عبادات از فرائض و واجبات و سنن و نوافل و مستحبات و در ادائے این احکام قاصر متہاون نبود چنانچہ در ہر وضو مسواک کند و شانہ محاسن بگرداند کہ این ہر دو سنت ست و ہر پنج نماز با جماعت ادا کند و تعدیل ارکان نگاہ دارد و آنچہ بدین ماند و آنچہ انواع عبادات عالم نبود عامل نتواند شد و از حد شرع بیرون نرود پس پیری را نشاید زیرا کہ ہر کسی از مقام حقیقت بیعت بطریقت قرار گیرد و ہر کہ از طریقت بیعت بر شریعت قرار گیرد و ہر کہ از شریعت بیعت بگراہی گرود و مرد گمراہ پیری را نشاید ادا مرد درویشی مرجع خلائق بود چنانچہ اگر خلائق بر بیعت و اجابت او رجوع دارند او را احتیاط و تحریات شریعت فرض لازم ست باید کہ یک دقیقہ از دقائق شرع از دست نہ شود کہ دیر گاہی مرید است تا بحمت گویند کہ سر ما ایں چنیں کار کردہ است پس او مثال و مثل گردد شرط سوم از شرائط پیری آنست کہ پیر را اعتقاد درست باید موافق مذہب سنت و جماعت و سنی بے تعصب باشد کہ رسول علیہ الصلاۃ والسلام از جملہ ہفتاد و سہ گروہ یک گروہ

مار ستگار فرمودہ است واز مخالفت دو گروہ احتراز واجتناب نمودہ وآن یک گروہ قوی باشند کہ بر کتاب و سنت واجماع صحابہ پیروی دارند۔ مرید چوں پیر را بایں ہر سہ شرائط موصوف یابد بیعت باو کند کہ جائز و مستحسن ست واگر دیگر از ین ہر سہ شرائط یکے مفقود بود بیعت باو جائز نباشد واگر کسے از سبب نادانی با او بیعت کردہ باشد باید کہ از ان بیعت بگردد۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از بمبئی بھنڈی بازار۔ مالکا منزل۔ مرسلہ حکیم مولوی سید فضل رحیم مولوی محسن صاحبان عجل اللہ امرہما

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واصلی واسلم علی رسولہ وحبیبہ الکریم۔ زید عمرو بکر تین حقیقی بھائی ہیں ان تینوں کے والد کثیر جائداد چھوڑ کر مرے ہیں بڑے بیٹے کے دخل وتصرف میں تھی اگر منجلے بھائی کو روپیہ لینے کی ضرورت تھی چنانچہ عمرو نے اپنے بڑے بھائی سے کہا مجھے مبلغ تین سو پچاس روپیہ کی ضرورت ہے آپ میرے والد کی جائداد میں سے دیجئے اور بوقت تقسیم ترکہ پدری کے تین سو پچاس روپیہ وضع کر دیجئے۔ زید نے مبلغ تین سو پچاس روپیہ یہ کہہ کر دیے کہ میں تمہیں قرض دیتا ہوں تم ادا کر دینا حالانکہ وہ تین سو پچاس روپیہ جو عمرو کو دیے تھے عمرو کے والد ہی کی جائداد کے تھے اور جائداد ہنوز تقسیم بھی نہیں ہوئی تھی اس کے باوجود بھی عمرو نے کو زید کے منجلے بھائی سے زید نے بھائے تین سو پچاس روپیہ کے پانچ سو روپیہ لے لئے اور تین سو پچاس روپیہ کی رسید زید نے انھیں گواہوں کے سامنے جن کے روبرو زید نے عمرو کو تین سو پچاس روپیہ دیے تھے یہ کہہ کر پھاڑ ڈالی کہ اب میرا قرضہ عمرو کے ذمہ ایک حبہ بھی نہیں رہا لیکن زید نے اپنے چھوٹے بھائی بکر کے نام اپنے روزنامچہ میں یہ صریح رد رقم وصیت لکھ دی کہ میرے مرنے کے بعد مبلغ تین سو پچاس روپیہ جو میرے منجلے بھائی نے مجھ سے قرض لئے ہیں وہ تم یعنی بکر ان سے یعنی عمرو سے لے کر میرے بچوں کو دے دینا۔

اول تو رقم مذکورہ عمرو نے ادا کر دی حالانکہ ادا کرنا لازم نہیں تھا کیوں کہ عمرو کے باپ کی جائداد میں سے روپیہ زید نے عمرو کو دیا تھا دوسرے روزنامچہ میں کسی کی گواہی نہیں ہے ——— تیسرے روزنامچہ شرعاً مصدقہ نہیں ان امور کے علاوہ زید کو انتقال کئے ہوتے بیس سال کا عرصہ گذر گیا کبھی زید کے بڑے لڑکے یا لڑکوں نے جن کے قبضہ میں ان کے باپ کا جملہ مال ومتاع اور روزنامچہ ہے اپنے چچا عمرو سے نہیں کہا کہ تمہارے ذمہ ہمارے باپ زید کا اتنا روپیہ واجب الادا ہے پھر ایک مرتبہ زید کے لڑکے نے اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے لاہور آکر اپنے منجلے چچا عمرو مذکور سے مبلغ چار سو روپیہ قرض لئے اس وقت بھی زید کے بڑے لڑکے نے عمرو سے یہ نہیں کہا کہ اس کے باپ کے اتنے روپیہ اس پر ہیں پھر جب زید

کے لڑکے نے اپنے چچا عمرو کا قرض پانسو روپیہ ادا کر دیا اس وقت بھی اس نے اپنے باپ کے اس روپیہ دینے روزنامچہ کا تذکرہ نہیں کیا لیکن دس پندرہ دن کے اندر زید کے بڑے لڑکے اور اس کے بھائیوں نے اپنے باپ کا روزنامچہ مجھے یعنی عمرو کو دکھلایا اور مجھ سے بکر جو زید اور عمرو کا چھوٹا بھائی ہے جس کا نام روزنامچہ میں لکھا ہے وہ اور زید کے لڑکے جھگڑا کر رہے ہیں کہ زید کا روپیہ ادا کرو عمرو نے خدائے تعالیٰ کی قسم کھائی کہ اس پر ایک پیسہ زید کا نہیں اس قسم و حلف کے بعد بھی وہ لوگ نہیں مانتے لہٰذا آپ سے گذارش ہے کہ کیا وہ روپیہ عمرو زید کے لڑکوں کو شہادت دے سکتا ہے اور کیا وہ روزنامچے کی جھوٹی اور دروغ بافی کی وصیت پوری کی جا سکتی ہے؟ بینوا بالکتاب توجروا من اللہ الوہاب۔

الجواب۔ روزنامچہ میں لکھا ہونا شرعی ثبوت نہیں جو لوگ مدعی ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ اپنے دعوے کو شرعی طور پر رسید سے ثابت کریں اور جب وہ پیش نہ کر سکیں تو باطل ہے اس پر جو مدعی گوید دعوی بلا دلیل قبول نہ کردن ہیں ان کا دعوی محض باطل شرعاً پیش نہ رفتہ مدعی ہے اور منکر پر حلف (البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر) جب ان کا بینہ سے خالی ہے اور عمرو قسم کھا کر انکار کرتا ہے تو اس کا دعوی خارج ہوگا عمرو کا انکار معتبر واللہ تعالیٰ اعلم۔

روزنامچہ میں تو مدعا علیہ کی تحریر بھی نہ ہوگی اگر مدعی خود مدعا علیہ کی سی تحریر پیش کرتا اور مدعا علیہ کہ اس سے انکار ہوتا تب بھی مدعی کا دعوی ڈگری نہ ہو سکتا خانیہ میں ہے (علی ادعی علی رجل مالا فانکر المدعی علیہ فاخرج المدعی خطا بالف الذی علیہ بذلک المال وقال ھذا خط المدعی علیہ فانکر المدعی علیہ ان یکون خطہ فاستکتب خطہ وکان بین الخطین مشابہۃ ظاھرۃ اختلفوا فیہ قال بعضھم یقضی القاضی علی المدعی علیہ بذلک المال وقال بعضھم لا یقضی وھو الصحیح وتمامہ فی البیاع و در مختار میں ہے اسی کا اپنا خط اس پر حجت ہے یہ نہیں کہ دفتر صراف وغیرہ میں جو کچھ مکتوب ہو جس کا مکتوب ہو وہ سب ہر کار اس پر اور اس کے لئے حجت ہے۔

رد المحتار میں ہے[1] اعلم ان ھذا کلہ فیما کتبہ علی نفسہ کما قیدہ بعض المتاخرین وھو ظاھر بخلاف ما کتبہ لغیرہ فانہ لو ادعاہ بلسانہ صریحا لا یؤخذ بخطہ بہ فکیف اذا کتبہ ولذا قیدہ فی الخزانۃ بقولہ کتب علی نفسہ کما سیرد ذکرہ فی شرح الوھبانیۃ الخ بلخ قالوا یاکد البیاع تحبۃ لازمۃ علیہ فان قال البیاع وجدت بخطی ان علی فلان کذا الف درھم قال السرخسی وکذا خط السماسر

[1] ہندیہ جلد ۲ ص ۳۰۰ مطبوعہ بیروت ۔ [2] رد المحتار جلد ۵ ص ۳۲۶ مطبوعہ مصر

والصراف اھ فقولہ ان علی لقولہ الخ صریح فی ذالک واما قول ابن وھبان فی تعلیل المسألۃ لانہ لایکتب الامالۃ وعلیہ فمرادہ ان البیاع ونحوہ لایکتب فی دفترہ شیئا علی سبیل التجویز للخطا والنھو واللعب بل لایکتب الامالۃ اوعلیہ ولایترک من ھذا ان یعمل بکتابتہ فی الذی لہ کما لایخفی خلافا لمن فھم منہ ذالک وجب تقییدہ بما اذا کان دفترہ محفوظا عندہ فلو کانت کتابتہ فیما علیہ فی دفاتر خصمہ فالظاھر انہ لایعمل بہ خلافا للمحشاہ لان الخط مما یزور وکذا لو کان لہ کاتب والدفتر عند کاتبہ لاحتمال کون الکاتب کتب ذالک علیہ بلا علمہ فلا یکون حجۃ علیہ اذا انکر اوظھر ذالک بعد موتہ و انکرتہ الورثۃ اھ

اسی بیس منٹ کتاب الاقرار میں ہے ذکر القاضی ھلال علی آخر الاجارۃ خطا وقال ان خط المدعی علیہ بھذا المال خلاف خطہ فاستکتب وکان بین الخطین مشابھۃ ظاھرۃ تدل علی انھما خط کاتب واحد لایحکم علیہ بالمال فی الصحیح لانہ لایزید علی ان یقول ھذا خطی وانما حررتہ لکن لیس علی ھذا المال وثیقۃ لایجب کذا ھنا الا فی دفتر الصاغ والبیاع والصراف اھ وقال السائحانی وفی المدنی عن الظھیریۃ لوقال وجدت فی کتابی ان لہ علی الفا اوجدت فی ذکری اوفی حسابی اوبخطی اوقال کتبت بیدی ان لہ علی کذا کلہ باطل وھو الصحیح من اقوال ستۃ مشائخ قالوا فی دفتر البیاع ان ما وجد فیہ بخطہ الیہ فھو لازم علیہ لانہ لایکتب الا ما علم الناس لہ وما للناس علیہ صیانۃ عن النسیان والبناء علی الدفاتر الظاھرۃ واجب اھ فقد استفدنا من ھذا ان قول ائمتنا لایعمل بالخط یجری علی عمومہ واستثنی دفتر الصاغ والبیاع لایظھر لی الا ان یعزی الی جماعۃ من ائمۃ بلخ وان یقید بکونہ فیما علیہ۔

عبارت شامی سے یہ بھی روشن کہ اگر روزنامچہ میں مدعا علیہ کی سی تحریر وصول بھی ہوتی تو بھی وہ وصول نہ ہوتی جب کہ وہ روزنامچہ اس کے فریق کا ہے کہ خط خط کے مشابہ ہوتا ہے بنالیا جاتا ہے اور میں کہتا ہوں کہ اگر مدعا علیہ کو وہ تحریر تسلیم بھی ہوتی جب بھی جب کہ وہ اس قرض کو تسلیم نہیں کرتا ہے وصول نہ ہوسکتی کہ روزنامچہ کی تحریر اتنا ہی تو بتاتی ہے کہ مدعا علیہ نے یہ قرض لیا تھا اس کے ذمہ اس کا باقی ہونا یہ روزنامچہ کی اس تحریر مدعا علیہ سے نہیں ثابت ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ سعید احمد باغ بیرائی۔

مسنونات کو میلاد شریف پڑھنا ایسی مجلس میں کہ جس میں صرف مسنونات ہی ہوں جائز ہے

سلہ ردالمحتار جلد ۵ صفحہ ۱۱۱ طبع مصر

نہیں؟

الجواب۔ ہاں اگر غیر محرم کی آواز نہ جائے تو اس کی آواز سے گھر کے اس حصہ میں جہاں عورتیں ہوں غیر محرم ان کی آواز نہ سنیں تو اس کی آواز سے پڑھیں اس میں حرج نہیں۔

مسئلہ۔ از مولوی عبدالرحمان صاحب مدرس مکان جنوبانا پھوڈاکخانہ ٹھیڑ ضلع بھاگلپور۔ ۱۲ صفر

ایک شخص اپنے پیر کے قدموں پر سر رکھ کر قدم بوسی کرتا ہے اور دونوں ہاتھوں کی بڑی انگلیوں کے ناخن پر اپنے پیر صاحب کی صورت تصور کرتا ہے اور عبودیت رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ اللہ ہے اور لوگوں کو شامل کر کے ذکر جلی کرتا ہے اور مجمع میں کھڑے ہو کر دو جگہ بیعت تنگ ہے اس میں کافی جگہ نہیں ہے) نماز نہیں پڑھ سکتا اس لئے نہیں بیٹھ کر اپنے پیر صاحب کا دھیان کرتا اور نماز پڑھتا ہے۔ سر کے بال گردن کے نیچے تک ہیں اور کسی کو سلام نہ کرتے نہ لیتے ہیں اور باجا بجا کر گانا گاتا ہے اب ان کے ساتھ کھانا اور دعوت کھانا چاہیے یا نہیں اور ان کے ہر کام میں شرکت کرنا کیسا ہے اور جو ان کے مکان میں دعوت کھاتے اور ان کے فعل کو اچھا سمجھتے ہیں اور ہر کام میں شرکت کرتے ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے اور ایسے عقیدہ کے لوگوں پر کیا حکم جاری کرنا چاہیے یہ عقیدہ ٹھیک ہے یا نہیں اور یہ لوگ علماء کرام بھی کہتے ہیں؟

الجواب۔ قدم بوسی علماء اولیاء جائز ہے اور بزرگوں کی معمول بلکہ سنت ہے جو پیر قدم بوسی کے لائق ہو اس کی قدم بوسی میں حرج نہیں اور جو شخص پیری کے لائق نہ ہو اس سے بیعت بھی نہیں چاہئے قدم بوسی کیسی؟ تصور شیخ جائز نہیں حقیقت۔ اور بزرگوں کا طریقہ ہے شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی القول الجمیل میں لکھتے ہیں قال الرکن الاعظم ہو القلب بالطبع وصف النبی والتعلیم وملاحظۃ صورتہ بان یتصور ان روحہ تعالیٰ مظاہر یکثیۃ الخ یہاں تک کہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی لکھتے ہیں۔ جائز ہے بیعت پیر کی اس میں شک نہیں کہ وہ اندر قبلہ توجہ۔ جیسے نماز میں توجہ الی القبلہ ہوتی ہے اور وہ مطلوب ہے اور یہ بھی ہے کہ قبلہ توجہ باطن مرغوب ہے۔

پیر کو خدا کہنا یا اس کی صورت کو خدا جاننا یہ کفر خالص اور شرک محض ہے نری بت پرستی کی طرح ہے وہ جاہل ہر گز پیری کے قابل نہیں جو اس صورت کو خدا کرتا ہے جو اپنے ناخن پر خیال کرتا ہے ذکر خفی جائز ہے جب کہ کسی مصلی یا نمازی کسی مریض کی تکلیف کا باعث آرام میں خلل نہ ہو تنگ مکان یا تنگ مجمع میں ذکر خفی

پیر کا تصور کرنا اس میں حرج نہیں بال کاندھوں تک ہوں تو حرج نہیں اس سے زائد ہوں تو زائد ہونا ناجائز ہے سلام نہ کرنا برا ہے سلام کا جواب واجب ہے اس کا ترک بے وجہ شرع گناہ ہے باجہ بجانا اور اس پر گانا حرام حرام ہے ایسے شخص سے میل جول ربط ضبط ناجائز جب تک وہ توبہ نہ کرے۔ اس کے ناجائز امور کے مرتکب ہونے سے جو واقف ہوں اور پھر اس سے ملیں وہ گناہ گار ہیں اور جو اس کے عنوان میں وہ اسی رسی میں گرفتار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از شہر کہنہ از مکان مصطفےٰ علی خاں بریلی

(۱) کسی شخص کی جائداد پر قرضہ سودی ہے تو اس شکل میں اس جائداد کی آمدنی کا روپیہ خواہ خود کھائے یا اولاد کھائے یا خدا کی راہ پر دے اس کا کچھ ثواب ہے یا نہیں اور اس کا نماز یا روزہ قبول ہوگا یا نہیں؟

(۲) امام ضامن باندھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اگر کوئی شخص اپنا تیجہ اور چالیسواں کا کھانا کر چکے تو دوسرے شخص کی فاتحہ کا کھانا کھا سکتا ہے یا نہیں؟

(۴) لوگ زیارتوں پر جاتے ہیں اور دین و دنیا کی باتوں کے لئے دعا مانگتے ہیں خواجہ صاحب یا اور کسی کی زیارت پر اس صورت میں ان کی مراد پوری ہو جاتی ہیں۔ تو ایسی صورت میں دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں یا نیاز ماننا جائز ہے یا نہیں یا خود نیاز دلوانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ سودی قرض لینا دینا حرام ہے نرا اصل کا ادا کرنا لازم جتنا جتنا دے سکے دے جتنی کی ادا پر قادر ہو اتنا بے وجہ شرعی (نہ دینا) گناہ و حرام نرا ظلم ہے حدیث میں فرمایا مطل الغنی ظلم اپنے اور اس کے ذمہ جن کا نفقہ ہے وہ تو مصارف ضروریہ سے ہیں خدا کی راہ میں دینا ہی ہے قرض اور قرض ادا کرے قرض ادا نہ کرے اور فقیر کو دے دے یہ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) امام ضامن کا روپیہ کپڑے میں باندھا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ شخص بفضلہ تعالیٰ بخیر و خوبی واپس آئے گا تو حضرت کی فاتحہ دلائی جائے گی اس میں حرج نہیں اور اگر سونے چاندی کا تعویذ سا بنا کر باندھے تو یہ ناجائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) کھا سکتا ہے۔

(۴) اللہ عزوجل سے دعا بوسیلے بزرگان مانگنے میں کچھ حرج نہیں اور یہی ہوتا ہے بزرگوں سے بھی

بھی عرض کیا جاتا ہے کہ حضرت بھی دعا کریں فاتحہ جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ میری ایک عزیزہ مرض تپ دق میں مبتلا ہیں ڈاکٹر صاحبان کی رائے شیر مادہ خر مفید بتاتے ہیں مگر مریضہ اس چیز کے استعمال کرنے کو منع کرتی ہیں کیونکہ وہ حرام خیال کرتی ہیں ایسی حالت میں اس کا استعمال جائز ہے کہ نہیں بینوا توجروا۔

الجواب۔ مولیٰ عزوجل انھیں صحت تامہ عطا کرے بہت اچھی نیک خیال بی بی ہیں مادۂ خر نجس ہے جائز نہیں، حرام میں شفا نہیں، ہاں اگر طبیب حاذق مسلم غیر فاسق کہے کہ اس مرض کی اب یہی دوا ہے یہی اس کا علاج ہے تو اس وقت اس کے حق میں وہ حرام نہ ہوگا یعنی بقدر ضرورت اور اس وقت اس سے شفا کی امید بھی ہوگی فتاوی خلاصہ[1] میں ہے التداوی بما فیہ من الانآن الخالص حرام علیہ لانہ لاباس بہ قال الصدر الشہید فی الفتاوی وفیہ نظر وکذا یکرہ المعالجۃ فی الجراحۃ بعظم الخنزیر وشعرہ کذا فی الخلاصۃ۔ اختلف فی التداوی بالخمر فظاہر المذہب المنع کما فی مصباح البصر لکن نقل المصنف عن الحلاف قیل ترخص اذا علم فیہ الشفاء وحرمتہ دواء الخمر کما رخص للعطشان وعلیہ الفتوی۔

بہرحال اضطرار مضطر کے حق میں قدر ضرورت حکم حرمت مرتفع ہو جاتا ہے خود حدیث میں دوا بالخبیث سے نہی وارد تداوی بالحرام سے ممانعت فرمائی، ان کے ساتھ حدیث عرینین جس میں بول شتر کے دوا کے استعمال کا حکم موجود بھی نظر کیں ہے بات وہی ہے کہ احکام حالت اضطرار احکام حالت اختیار سے جدا ہیں علامہ بدرالدین محمود عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں اجابوا عن حدیث العرنیین بانہ قد کان الضرورۃ فلیس فیہ دلیل علی انہ حلال فی غیر حالۃ الضرورۃ الخ مضطر کا استعمار خود قرآن عظیم کے ارشاد کریم سے معلوم کہ فرمایا الا المضطر رتم الیہ اور فرمایا فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از دیوبند ضلع سہارنپور خزانہ گارڈ برسلہ حافظ محمد یوسف شاہ خاں صاحب آخر ذی قعدہ ۱۳۴۷ھ قبلہ وکعبہ بعد جناب مولانا مقتدانا پیر مرشد صاحب دام ظلکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بندہ بخیریت ہے اور خیر وعافیت مزاج مقدس مطلوب۔

آپ کی دعا سے رمضان شریف میں اس عاصی نے پولیس لائن سہارنپور کی مسجد میں تراویح میں سنایا حضور والا کی غیبت معلوم ہونے کی وجہ سے لکھ رہے ہیں بچوں کی ختنہ

---

[1] فتاوی خلاصہ جلد دوم ص ۵۲۳ مطبوعہ نولکشور، [2] سورۂ بقرہ پ ۲، [3] در مختار مع شامی جلد اول ص ۱۴۳

یا نو سال ہی کی عمر میں ہونا چاہئے یا ۸ سال ۱ سال میں بھی ہو سکتی ہے چونکہ میں نے یہ سنا ہے یا نو سات سال کی عمر میں یا نو سال کی عمر میں ہونا چاہئے اس کے متعلق واضح تحریر فرمادیجئے ؟

الجواب۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعونہ تعالیٰ مع الخیر ہوں آپ کا عافیت خواہ ختان کا وقت جب سے اس تکلیف کو برداشت کرنے کے قابل ہونا شروع ہوتا ہے اور حد بلوغ کو پہونچنے سے بالغ ہونے سے پہلے پہلے ہونا چاہئے نو سال کی عمر پوری ہونے تک کر دیا جائے ۹ سال کے بعد بھی کوئی برائی نہیں۔ زیادہ دیر نہ کرنی چاہئے۔ اور بعد بلوغ اگر اپنے ہاتھ سے کر سکے تو کرے امام محمد الائمہ حلوانی سے خلاصہ میں[1] ہے وقت الختان من حین یحتمل ذلک الی ان یبلغ۔ ۹ سال سے پہلے ہو تو بہتر خلاصہ میں ہے فی الخانیۃ والقاضی الامام ینبغی ان یختن الصبی اذا بلغ تسع سنین فان ختن دون ذلک فحسن وھو اصغر من ما قال فحسن وان کان فوق ذلک قلیلا قالوا لا بأس بہ وا بو حنیفۃ قدر وقت الختان واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ زید کہتا ہے کہ بکر عمرو نے اغلام کیا عمرو مجلس میلاد شریف پڑھتا ہے لیکن زید فاسق معلن ہے عمرو انکاری بھی ہے اور تائب بھی ہے صورت مسئولہ میں جب کہ دوسرا گواہ بھی نہیں ہے عمرو میلاد شریف پڑھ سکتا ہے عمرو دار حمی بھی نہیں رہ سکتا ہے اگر عمرو توبہ کر لیوے اور دار حمی کتروانے سے توبہ کر لیوے تو میلاد شریف پڑھ سکتا ہے یا نہیں زید پر از روئے شرع شریف کیا حکم ہے شریعت مطہرہ میں عیب پوشی کا حکم ہے یا پردہ دری کا کیونکہ زید ہر گلی کوچہ میں کہتا پھرتا ہے بینوا توجروا۔

الجواب۔ زید جب فاسق معلن ہے اس کی بات پر فوراً بے تحقیق اعتماد جائز نہیں قال اللہ تعالیٰ ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا ان تصیبوا قوما بجھالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین۔ خبر فاسق واجب التوقف ہے کیسی ہی خبر ہو اور کیسا ہی وہ شخص ہو تفسیر[2] احمدیہ میں ہے المعنی ان جاءکم فاسق بخبر فتوقفوا وتحققوا ولا تعتمدوا علیہ والمال واحد ای فتوقفوا الی ان تبین لکم الحال ان تصیبوا قوما بجھالۃ ای کراھۃ ان تصیبوا قوما جاھلین بامرھم فتصبحوا ای فتصیروا نادمین علی ما فعلتم من قتلھم لو لم تتوقفوا فی خبرہ فانکشف بعد ذلک براءتھم وعدالتھم مرتین فتندموا وقت ندم لا ینفعکم ولا یرفع عنکم المأثم ولا یدفع عنکم الاثم والمقصود الآیۃ دلیل علی ان خبر الفاسق واجب التوقف وانکر فاسق ونبأ الفاسق ای فاسق فاسق نبأ ای خبر کان۔ پھر کسی کبیرہ کی کسی مسلمان کی جانب نسبت بے تحقیق جائز نہیں نہ کہ ایسا گندہ کبیرہ عمر جب

---

[1] فتاوی خلاصہ جلد ۳ صفحہ ۴۱۵ مطبوعہ لاہور [2] تفسیرات احمدیہ صفحہ ۱۰۱ مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ علی سورۃ الحجرات آیت ۶

اس سے انکار نہیں کرتا ہے تو ہرگز محض زید کے کہنے سے اس پر اس گندے الزام کو نہ تھوپیں میلاد شریف۔
اس سے پڑھوا سکتے ہیں مگر بعد توبہ بقصد زجر زید گنہ گار ہے توبہ کرے اور عمرو سے معافی چاہے جھوٹ
بولنا خود کبیرہ ہے اور تہمت افتراء وہ (بھی) ایسا گندہ۔ یہ اور بھی اشد ہے اگر الفاظ زنا سے ہوں تہمت مترشح ہو تو
پھر جب کہ وہ اشاعت فاحشہ کو دوست رکھتا اور اسی اشاعت کے قصد سے گلی کوچہ کہتا پھرتا ہے دونوں
عذاب میں عذاب الیم کا مستوجب ہے قال تعالیٰ ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین اٰمنوا لھم
عذاب الیم فی الدنیا والاٰخرۃ واللہ یعلم وانتم لا تعلمون۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از ابورو۔

زید اور بکر دونوں حقیقی برادر ہیں۔ زید کی شادی ہوگئی ہے اور بکر نوجوان اور خوبرو نوجوان ہے جس کی
شادی نہیں ہوئی ہے۔ زید کا سسرال سے ایک شب اپنی زوجہ کو اپنے بھائی بکر کے ساتھ تنہا بھیجنا کیسا ہے۔ بکر اس موقع کو غنیمت جان کر اپنی بھاوج پر جملہ اوقات زنا شب کے ۱۱ بجے کرتا ہے۔ بھاوج
اپنے شوہر کے حصہ بھائی ہے۔ بکر کچھ سمجھ کر کہ کے دروازے سے باہر جاکر کنڈا لگا دیتا ہے۔
بھاوج نوکر اور دروازہ بند کر کے اندر سے کنڈی لگا دیتی ہے بکر بہت کوشش کرتا ہے کہ دروازہ کھول دیا
جائے مگر بھاوج نہیں کھولتی ہے جب متواتر دو پریشان کرتا ہے کسی طرح دروازہ کھل جاتے
بھاوج نے گھر کی میں سے پڑوسیوں کو آواز دی کہ بھائیو دوڑو۔ دوڑو۔ کچھ لوگ جمع ہوئے ان لوگوں نے
عورت کو وہاں سے علیحدہ کر کے اپنے ہال بچے کے ہمراہ بٹھایا اور موذی کے پھندے سے بھائی اور بکر سے
دریافت کیا کہ ایسی حرکت کیوں کرتا تھا تو اس نے ان سے بھی بدکلامی کی جس پر انھوں نے اس کی سزا دار
پیٹ کی تواضع دی صبح کو جب زید اپنے مکان پر پہنچتا ہے تو کل واقعات بیوی نے سنائی زید بکر کو
بلا کر اس سے پوچھا ہے تو وہ زید سے بیان کرتا ہے کہ بھاوج غلط الزام لگاتی ہے زید بھائی کا یقین
کرتا ہے اور بی بی کو برا بھلا کہتا ہے اور کہتا ہے کہ دروازہ کیوں نہیں کھول دیا بیوی جواب دیتی ہے کہ
عصمت بچانے کی غرض سے۔

زید کہتا ہے کہ اگر ایسا ہوا تو پھر حرج نہ تھا مگر دوسرے کے گھر جانے سے میرے مکان سے
نکل گئی اور میری بدنامی ہوئی میں تجھے طلاق دے دوں گا بھائی کو نہ چھوڑوں گا طلاق کی دھمکی بار بار
دے چکا ہے اس واقعہ سے قبل اکثر بیوی نے شوہر سے بکر کی بے ہودہ مذاق عمل کی شکایتیں کیں مگر

ف سورہ نور پ ۱۸

زید یقین نہ لایا چونکہ بکر نے بھائی زید کو پیشتر سے یقین دلا کر ذہن نشین کرایا تھا کہ بھاوج مجھ پر جھوٹا الزام لگائے لگائی ہے کہ بھائی بھائی جدا ہو جائیں چونکہ میرا رہنا اسے ناگوار گذرتا ہے۔ غیر لوگ خوب جانتے ہیں کہ بکر کا چال چلن قابل اطمینان نہیں اور وہ زید کی آنکھوں میں پردہ ڈالے ہوئے ہے اور اس آڑ میں اپنے ناجائز ارادہ میں کامیاب ہونا چاہتا ہے زید کی زوجہ قسمیہ حلفیہ شوہر سے اس کی خراب باتوں کا اظہار کرتی ہے مگر شوہر اپنے بھائی کی محبت میں یقین نہیں کرتا اور جواب دیتا ہے کہ تجھ کو چھوڑ دوں گا تجھ کو طلاق دے دوں گا مگر بھائی کو نہ چھوڑوں گا بلکہ کوشش کرتا ہے کہ ان حرکات پر بھی زوجہ بھائی سے مل کر رہے اور اسے ناراض نہ کرے۔ ایسے شخص کے ہمراہ کھانا پینا و دعا سلام امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ جب تک وہ شخص اس بے ہودہ کلمہ سے کہ اگر ایسا ارادہ کرتا تو کچھ حرج نہ تھا توبہ نہ کرے نیز اس سے کہ وہ اپنی عورت کے ساتھ اپنے بھائی کی خلوت پر تو کم از کم راضی ہے اور کسی بات کا اگر اسے یقین نہیں ہوتا عورت کو جھوٹا جانتا بھائی کو سچا جانتا ہے تو اتنا تو ہے کہ وہ بھائی کے ساتھ عورت کی تنہائی کو روا رکھتا ہے اور جب تک وہ اپنی عورت کا بھائی سے پردہ نہ کروائے اس سے مسلمان متدین تعلق نہ کریں اسے امام نہ بنائیں اس کے پیچھے نماز سے احتراز کریں۔ عورت پر غیر محرم سے پردہ لازم ہے۔ دیور، جیٹھ، پھوپھا، خالو، بھتیجے، بھانجے، سسر کے بھائی سب غیر محرم ہیں۔ شوہر کے بھائی سے پردہ کرے اگر شوہر اس پر مجبور کرے کہ وہ اس کے بھائی کے سامنے اس سے پردہ نہ کرے تو اس میں اس کی اطاعت نہ کرے۔ اس کا شوہر تو اس خلاف شرع کرنے سے اشد گنہ گار مستحق نار ہوگا ہی عورت بھی گنہ گار ہوگی۔ اگر اس کے کہنے سے ایسا کرے گی۔ وہ اگر مجبور کرے تو اپنے محارم سے کسی کے یہاں جہاں اسے امن ملے چلی جائے جب تک شوہر اس کا عہدہ نہ کرے کہ وہ اسے اپنے بھائی کے سامنے جانے پر مجبور نہ کرے۔

یہ غلطیات جاہلوں میں مشہور ہے کہ عورت بے اجازت شوہر گھر سے نکلے تو نکاح سے نکل جاتی ہے غیر محرم کے یہاں بعض اوقات جن میں اجازت شرعیہ ہوں ان کے سوا عورت کو جانا ناجائز و گناہ ہے اگر شوہر اجازت دے۔ شوہر اجازت دے گا تو وہ بھی گنہ گار ہوگا مگر نکاح سے کسی گناہ کے سبب نہیں نکلتی۔ اس وقت کہ مکان میں اس کی عصمت پر حملہ ہو چکا تھا اور بمشکل وہ اس سے اپنی عصمت بچا سکی تھی اور اس وقت اس مکان میں میسر نہ تھی اس کو اپنی عزت اپنی آبرو پر اندیشہ تھا بہتک حرمت کا خطرہ تھا جو اس کی جگہ جا تھی آئی وہاں چلی گئی اگرچہ غیر محرم کے یہاں پناہ لے سکی۔ مثلاً [illegible] فلیفترا هو فهما۔ اس

حیرت کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہا جاتا ہے اگر فی الواقع وہ اس وقت اس خطرہ اس اندیشہ سے یوں ہی نکل سکتی تھی تو گئی گاڑی بھی نہیں ہوتی۔ شوہر نے جو کلمہ کہا ہے کہ اگر ایسا ہوجاتا تو کچھ حرج نہ تھا مگر دوسری جگہ جانے سے میرے نکاح سے نکل گئی اور میری بدنامی ہوتی یہ نہایت بے حیائی بے شرمی بد عقلی بے وقوفی اور شرع مطہر کی خلاف ورزی ہے اس کے برعکس لاف زنی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از مائے پریلی مرسلہ شیخ چھدا صاحب ۱۲ محرم الحرام ۵۸ھ

بعض بعض لوگ کہتے ہیں ہندوستان دارالحرب ہے دارالاسلام نہیں لہٰذا یہاں جمعہ ادا نہیں ہوتا ہے ظہر پڑھنا چاہئے کیا ایسا ہی حکم شریعت شریف میں ہے؟

الجواب۔ ہندوستان دارالاسلام ہے دارالحرب نہیں یہاں جمعہ شہر و قصبات میں فرض ہے گاؤں میں جمعہ و عیدین کی نماز نہیں ہوسکتی کہ جمعہ و عیدین کی نماز کے لئے مصر ضروری ہے واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از پوسٹ ہال ضلع ہوڑہ مرسلہ امام بخش صاحب قوال ۱۲ ربیع الاول ۵۸ھ

فلم یعنی بائسکوپ دیکھنا جائز ہے یا ناجائز کیونکہ ان دنوں ایک حج فلم تیار ہوکر کلکتہ میں آیا ہوا ہے جس کو بتایا گیا ہے کہ علماء عرب و مصر نے جائز قرار دیا ہے اور شاہان عرب و مصر نے خود دیکھا ہے اور سند کیا ہے دنیا اسلام کو بڑی اہمیت کے ساتھ دیکھنے کا شوق دلایا ہے اس لئے عام مسلمانوں میں اس کی ورش پیدا ہے کہ جب علماء عرب و مصر نے جائز کیا ہے تو پھر اس فلم کا دیکھنا کیسے ناجائز ہوسکتا ہے امید وار ہیں کہ احکام خداوند جل و علا و فرمان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہم مسلمانوں کو آگاہ فرما کر ثواب شرع سے بہرہ ور کیا جائیں گے؟

الجواب۔ [illegible] واللہ اعلم کیا جائے کہ آج ہر قوم کہ مسلمانوں کو ہر طرح ایسی چیز کے حرام ہونے کا علم ہے [illegible] میں ملک ہوگا کہ اس تماشہ کے جواز کا خواب بھی نہیں دیکھا ہوگا نظر آئے گا وہم ہوگا کہ کسے اندیشہ ہوگا کہ اسے حرام ہے خواص و عوام مطلقاً گناہ و حرام جانتے مانتے ہیں کبھی اسے اگر جاتے ہیں کہیں گے خواص کبھی مبتلا ہوجاتے ہیں ہوسکتا ہے ہی نہیں خود اپنی آنکھوں دیکھا بیان کرجاتے ہیں گے کہ ہمارے سامنے ہوا کہ کوئی بدنام اس گانے بجانے اور تصاویر بنانے کا تماشہ دیکھنے دکھانے کو جائز سمجھ جائے گا اور ہی اس دلیل ذلیل سے کہ فلاں جگہ کے عوام ہی نہیں خواص بھی اس میں مبتلا بتائے جاتے ہیں کہ یہ گمان ہوگا کہ

کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ سمجھدار بھی۔ شریعت کہیں کے مولوی کہلانے والے حاکموں بادشاہوں کے قول فعل کا نام رکھے گا کہ وہ جو کہیں کریں جائز و حلال ہوگا کیسے ناجائز و حرام ہوگا۔

اب تک تو مسلمان یہی سمجھتے تھے کہ جاہل سے زیادہ عالم عوام سے زیادہ خواص پر ارتکاب گناہ سے اشد الزام ہوتا ہے رذیل سے زیادہ شریف ارتکاب گناہ پر مورد الزام ملعون و ملام ہوا کرتا تھا یہ نہ جانتے تھے کہ اب زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ مولوی کہلانے والوں اور بادشاہوں کے ایسے ناجائز قول و فعل کو سن کر بجائے اس کے کہ انھیں اشد طور سے مجرم سمجھیں ان پر اشد طعن کریں انھیں تحت ملعون ملام ٹھہرائیں ان کے اس قول و فعل کو دلیل جواز بنالیں گے والعیاذ باللہ تعالیٰ وہ بھی ایسا جس قول جس سے مسلمانوں کے دین کو ہنسی کھیل بنا لینے والوں کی امداد و اعانت ہو حج مسلمانوں کے دین مقدس کا رکن ہے اس کا تماشا بنانا دین کو ہنسی کھیل بنالینا نہیں تو کیا ہے فانا للہ وانا الیہ راجعون ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ سینما دیکھنا تو ویسے بھی حرام ہے اور حج فلم کا تماشہ دیکھنا حرام در حرام اشد خبث کا م ہے حج فلم کے ساتھ راضی ہونا اپنے دین کو ہنسی کھیل بنالینے پر راضی ہونا ہے اس سے اخبث اور اشد نجس ہر حرام اور کیا ہوگا۔ گانے بجانے کی حرمت اور تصاویر کی ناجوازی کے متعلق اگر تفصیل دیکھنا ہو تو عطایا القدیر اور التحریر رسائل اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ ملاحظہ کریں۔

بعض لوگ خوشامد میں بادشاہوں حاکموں کے سامنے ایسے ہو جاتے ہیں کہ وہ دن کو رات کہیں تو یہ بھی ان کی ہاں میں ہاں ملانا ضروری خیال کرتے ہیں جو وہ کریں ان کے خوشامد میں یہ بھی ویسا ہی کر گذرتے ہیں ہنسیں فرمایا گیا الناس علی دین ملوکھم بادشاہ کے دین کا لوگوں پر اثر ہوتا ہے لوگ بادشاہ کے دین کے رنگ میں رنگ جاتے ہیں مگر یہ آج تک غالباً نہ ہوا تھا کہ محض ان کے قول و فعل کو دلیل جواز ٹھہرایا گیا ہو اور شریعت ان کے ہاتھ میں یا ان کے قول و فعل کے تابع سمجھی گئی ہو اب جو ہو سو ہو کہ ہے پھر انہاری اشتہاری پر اپنے گھڑا کے معلوم نہیں عرب و عجم کے علماء کا نام بدنام کیا جاتا ہے ہر گز علماء ایسی نحیف بات نہیں کہہ سکتے ہر گز ایسی فضیع امر سے راضی نہیں ہو سکتے ہر گز ایسے فحش کام کو پسند نہیں کر سکتے۔ علماء کو بدنام کرنے والے بدنام کنندۂ نکونام چند ہندوستان ہی کے ہیں ہر جگہ نہیں ہیں یہاں ہندوستان ہی میں دیکھو ایسے لوگ وہابی حشرات الارض کی طرح پھیلے ہوئے ہیں۔ کیسے کیسے اجہل آج کل مولانا اور علامہ بنے ہوئے ہیں ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است جو کہا پہلے تو فریب دہی کو بڑے بڑے علماء اور ائمہ

جوتے سیدھے کار ہوتے تھے اب تو جورن والوں کی طرح زبان کھول لی یا ٹھیکروں میں نوکری کرلی اور
علماء سے تقریریں کچھ عبارت اور گانے کی مشق پیدا کرلی اور مولانا ہوا اور بڑے سے بڑا مولانا ہوا فاضل
کی کھائی اور علامہ کی ڈگری کے لئے تو اتنا بھی نہیں گھر بیٹھے علامہ بن جاتا ہے اخباروں میں اشتہارے
سے مضمون لکھے اور اپنے نام کے ساتھ علامہ کا لفظ خود ہی لکھ دے اپنے آدمی سے لکھوایا کرے
ہزار آدمی ایسے بنالے جو علامہ علامہ کہا کریں ہندوستان بھر میں علامہ مشہور ہو جائے گا۔ وما حصول ولا قوۃ
الا باللہ۔

اگر یہ واقعہ ہے کہ بعض کے کہنے لوگوں نے حج فرض کے ساتھ اظہار رضا کیا اسے جائز بتایا ہے تو وہ ایسے
ہی مولانا اور ایسے ہی علامہ ہیں۔ ہرگز کسی عالم دین کی یہ ایک حرکت بھی قبول نہیں ہو سکتی یہاں دل
ایک مشہور عام رسوا بین الخواص والعوام رسم بھی تو سنیا کی ظلموں کو دیکھتی خواص کی تو نہیں لکھتی اور
لکھتی ہے۔ ایسے ہی بعض جہلہ دنیا دار ہم دین سے آزاد بالوں نے حج ظلم کو پسند کیا اور دیکھا
بھالا ہوگا اور بالفرض اگر دنیا بھر کے خواص و عوام کسی ایسے حرام کا ارتکاب اور اسے پسند کریں تو کیا اس سے
حرام جائز ہو جائے گا ہرگز نہیں۔ لا الہ الا اللہ ان اللہ لا الہ الا اللہ ولا نعبد الا ایاہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از ۲۸ جمادی الآخرہ ۱۳۲۹ھ

ایک شخص کسی قصبہ یا کہ چھوٹے شہر سے تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر بے تجلس ہر ادکرے ہر جمعہ کے
روز اور یہ جلسہ کبھی نہ ہوتی ہوا ہو جس میں نوجوان عورتیں بھی کثرت سے صبح سویرے سے شہر سے نکل کر
وہاں جاتی ہوں اور وہاں جا کر کے گنبد کے اندر داخل ہو کر جس کا بالکل تنگ دروازہ ہو اس سے اندر داخل
ہو کر اور وہاں روشنی وغیرہ کا کچھ انتظام نہ ہو اور جب سے یہ کام شروع ہوا ہے بہت سے ناجائز طریقے سے
عورتوں کا آنا جانا بھی ہو چکا ہے۔ چنانچہ بعض آدمیوں نے اپنی عورتوں کو طلاقیں بھی دی ہیں۔ جو آدمی
کرانے والا ہے اس کے کئی دفعہ یہ لفظ کہے ہیں اور عام مجمع میں کہے ہیں کہ خدا کی قسم میں بھی زنا وغیرہ ہوتا ہے
شرابیں پی جاتی ہیں الغرض تمام برائیاں وہاں ہوتی رہتی ہیں۔

جو دعوت خواہ ساتھ لے جاتا ہے وہ سارے تقریباً صوبہ بھر کا شریعت کے خلاف ہونے میں
مشتہر اشتہار دے جاتے ہیں اور اہل شہر اس بات کو بہت برا سمجھتے ہیں پہنچا نہیں روکنے کی کوشش بھی کی ہے
اس نے وعدہ بھی مسجد میں یہ کر کیا کہ آئندہ میں نہ کیا جاؤں گا اور عورتوں کو بند کر دوں گا اگر عورتیں نہ

رکیں تو میں جانا بند کر دوں گا لیکن اس کے بھی خلاف کرتا ہے اور کہتا ہے خواب میں حضور نے فرمایا ہے کہ عورتیں جہاں چاہیں جانے دو کیوں روکتے ہو لہٰذا ہم اہل سنت والجماعت حنفی ہیں ہم آپ سے اس کا فتویٰ قرآن حدیث اور فقہ حنفی کی مدد سے طلب کرتے ہیں آپ فقہ حنفی کی عبارتیں مہربانی کر کے نقل فرمادیں تاکہ آج کل کے علماء کی ذاتی رائے سے بچ کر فقہ حنفی کے اور امام ابوحنیفہ کے مقلد ہو جائیں اور کبھی کبھی تو جوان لڑکیاں بھی وہاں بلند آواز سے نعتیں پڑھتی ہیں مہربانی فرما کر ہر ایک جزیہ کا حدیث قرآن وفقہ سے جواب عنایت فرماویں۔

الجواب۔ نزول رحمت اور سرور بالا رسول بالا رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر وقت ہے سبب نزول رحمت ہے ورفع رحمت ہے مردہ ذکر سے انس پاتا اور وحشت دفع ہوتی ہے میلاد مبارک میں ذکر آلہ وذکر حضور پر نور رسالت پناہی ہوتا ہے اس طرح وہاں عورتوں کی شرکت نہ چاہئے مگر اس سے وہ فعل ناجائز نہیں ہو سکتا جو کو روکا جائے کوئی اچھا کام پہلے نہ ہوا اب شروع کیا جائے اس سے وہ برا نہیں ہو سکتا اچھا کام جب ہوگا اچھا ہی ہوگا حدیث من سن فی الاسلام سنۃ الخ اس سے یہ امر ظاہر اور اصل کا عوارض سے باطل نہ ہونا بالکل واضح و باہر کیا مساجد میں جمعہ کو یا کسی دن عورتیں آئیں اور ایسی بے حیائی اور شرارتیں کہ مردوں کے ساتھ کھڑی ہوں دروازے سے مردوں کے ہجوم میں آئیں جائیں تو ان کی اس ناجائز حرکت سے مسجد ہی کو نہیں اور جمعہ ہی کو ناجائز بتایا جائے گا جہاں جمعہ ہوتا ہے وہاں کے جمعہ کو نہ سہی آج کسی مسجد میں نیا جمعہ قائم ہوا سی کو سہی۔ عورتوں کو وہاں حاضری سے مخصوصاً اس بے حیائی کے ساتھ اس سے روکا جائے۔ وہ عورتیں اور ہوا اس بے حیائی سے راضی ہوں وہ سب گنہ گار حرام کار مستحق نار ہیں۔

میلاد مبارک کی نسبت وہ حکم لکھا گیا ہے جو اوپر مذکور ہوا میلاد مبارک کا نام کر کے وہاں بجائے میلاد مبارک عشقیہ اشعار گانا گوانا نوجوان عورتوں کے جذبات کو ابھارنا مقصود ہو تو اس کے حرام ہونے میں کیا کلام۔ وہ شخص نہایت بدانجام ہے جس نے ایسا کہا کہ یہ معظمہ کا نام لے کر مکہ معظمہ کو بھی عوام کعبہ ہی کہتے ہیں اس سے بظاہر اس کا مقصود بھی نفس کعبہ نہیں بلکہ شہر مکہ ہی ہے اور ان لوگوں پر رد میلاد مقدس کو اس حیلے سے روکتے ہیں بھی اسے ایسا نہ کہنا چاہئے تھا اس کا انداز کلام بہت برا ہے۔ میلاد مبارک اگر وہ محسن نیت سے کرتا ہے تو عورتوں کی بے پردگی کو روکے اس طرح بے حیائی سے انھیں شرکت سے

ل مشکوٰۃ شریف ص ۳۲

مانع ہو نہ دیں تو حسب دعدہ خود ان کے مردے کے لئے ایصال ثواب کے لئے گروہ یہ کرتا ہے اس طرح کرے۔ عورتیں نہ شریک ہوں چند روز بعد جب ان کی اس بے حیائی سے حاضری کا سبب ہو جائے تو جیسا چاہے کرے۔ میلاد مبارک ایک لوگوں سے وہ میسر نہ ہوں تو مستور الحال اصحاب جو ظاہر متشرع ہوں ان سے پڑھوائے فساق سے نہ پڑھوائے۔

اس نے اگر یہ جھوٹ بکا ہے کہ خواب میں حضور نے ایسا فرمایا حضور پر افترا کیا ہے جب تو اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لیا توبہ کرے اور اللہ سے ڈرے۔ حضور پر افترا کی لعنت اس کے عظیم وبال و نکال کو ہلکا نہ جانے۔ اور اگر اس کے افترا نہیں کیا تو یقین جانے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام پاک ہیں اس سے کہ اپنی شریعت طاہرہ کے خلاف خواب میں حکم فرمائیں یقین کرے کہ حضور نے فرمایا ہوگا کہ عورتیں جہاں جائیں نہ جانے دو ہم کیوں نہیں روکتے ہو۔ اس کے سننے میں غلطی ہوئی ہو کوئی حکم خواب سے سچ ہو جائے تو پھر اوروں کے خوابوں کو وہ بھی جھوٹا نہ کہہ سکے گا۔ اگر کوئی اس کی طرح یہ ادعا کرے کہ مجھے خواب میں ایسا حکم ہوا ہے کہ عورتوں کو مزار پر نہ آنے دو اور جو اس میں مزاحم ہو اس کی گردن مارو دو جو مزار پر ٹھہر کر عشقیہ اشعار پڑھے پڑھوائے عورتوں کا مجمع کرے ان کے جذبات ابھارے ایسے ایسے مارڈالو یا یہ مزار دو فلاں شخص کی فلاں مال یہ ہیں وغیرہ سے نکاح کرا دو وغیرہ وغیرہ تو وہ اس کو مان لے گا اور اس حکم کی پابندی کرے گا اور اسے بجا لائے گا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم۔

اگر وہ یہ نہیں جھوٹ بکتا ہے اس نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی زیارت نہ کی یوں ہی خواب دیکھ لیا ہے گھڑا اور حضور پر وہ ناپاک افترا کیا جب تو اس پر شرعاً لازم ہے جلد توبہ کرنا فرض ہے اور اگر فی الواقع وہ اس دولت دیدار دیدار پُر انوار سرکار سرتاسر کا مشرف ہوا تو یقین کرے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ہرگز وہ نہ فرمایا جو اس کے سننے میں آیا۔ شیطان نے آواز و کلام میں تلبیس کی اس کے کان میں کلام ابلیس پہنچا جاتا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے وہ فرمایا ہو جو خلاف شرع مقدس ہے۔ فتاوی عزیزیہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ اما در قسم سوم شیطان گاہے آوازے و کلامے تلبیس می کند در وسوسہ می اندازد چوں بشہادت بعض روایات کہ در وقت قرأت سورۂ نجم وقت سکوت آنجناب شیطان حرف وسوسہ گفتہ بعض سامعین مشرکین واشتبہ ساخت در حین حیات ایں معنی ممکن باشد در خواب چرا ممکن نیست لہذا در شریعت غرا احکام خواب را صحت نمی شمارند الخ

لہ فتاوی عزیزیہ جلد اول صفحہ ۱۱۲ مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ

جو لڑکیاں وہاں بلند آواز سے نعت پڑھتی ہیں وہ گنہگار مرد کردار مستحق نار ہیں۔ نیز وہ مرد بھی جو ان کی آواز پر کان دھرتے اور ان کی اس حرکت پر راضی ہوتے ہیں۔ عورت کی آواز بھی عورت ہے یہاں تک کہ اگر جماعت میں شامل ہو اور امام کو سہو ہو تو سبحان اللہ نہیں کہہ سکتی امام کو سہو سے یوں آگاہ کرے کہ پشت دست بہ ہتھیلی مارے جیسا سیدنا محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز کے ملفوظات طیبات سیر الاولیاء شریف میں ہے نماز میں تکبیر و قرأت کچھ بآواز بلند نہیں پڑھ سکتی۔ فتاوی عزیزیہ یہ رسالہ نکاح زناں میں ہے بآواز بلند تسبیح وقت قرأت خواندن و نہ تکبیرات بآواز گویند ہمہ را آہستہ گویند تسبیح جا آواز بلند نکنند تا سلام ہمیں طور آہستہ ہر وقت ہر چیز را گفتہ باشند۔ ان عورتوں کو وہاں جانا ہی نہ چاہئے کہ وہاں بآواز بلند پڑھنا فقہ حنفیہ میں کہاں ہے شمی سے ہے مثل الخاصی عن جواز خروج النساء الی المقابر قال لانہ لا یخلو عن الجزع والفساد فی مثل ھذا وانما یسئل عن مقدار ما یباح لھن من الخروج عن البیت وما یحرم علیھن فاعلم انھا کلما قصدت الخروج کانت فی لعنۃ اللہ وملائکتہ واذا خرجت متعطرۃ الشیاطین من کل جانب واذا انتظر القبور یلعنھا مرج البیت واذا رجعت کانت فی لعنۃ اللہ تعالیٰ الی ان تعود الی بیتھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از میرٹھ رسالہ جناب مولوی غلام جیلانی صاحب مدرس مدرسہ ۔ ایجاد کا اول ۱۳۳۱ھ

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس شعر پر ہے یاد حضور کی قسم غفلت عیش ہے ستم الخ بظاہر یہ شبہہ ہوتا ہے کہ اس میں بغیر ذات و صفات ذوالجلال کے ساتھ قسم کھائی گئی ہے جو شرعاً مکروہ ہے۔

الجواب۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیوان فتاوی کے آخر میں اس طور پر ہوگے تھے [illegible] بعض اشخاص کا خیال ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا کمال ادب اس ترتیب کے عکس کا مقتضی تھا یعنی اپنا اسم گرامی نیچے اور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک اوپر تحریر فرماتے معلوم ہوتا ہے یہ ترتیب کاتب کی تراشیدہ ہے۔

الجواب۔ یہاں جواب یہ خیال میں آتا ہے کہ سارے حلف بغیر اللہ مکروہ (حرام نہیں اور حرام و مکروہ حرمت و کراہت من متاویۃ الاقدام نہیں۔ بعض تو ..... اس قدر اشد حرام ہیں جیسے طواغی و امثال کفار کے ساتھ حلف کہ ایک صورت میں کفر یقینی ایک ہیں ..... پھر وہ حلف جو طواغی و امثال ..... کے ساتھ خاص ہو جیسے امانت کے ساتھ حلف کہ اہل کتاب کا حلف تھا پھر حلف بالآباء وغیرہا لعنات میں ذریعہ حدیث من حلف فقال فی حلفہ باللات والعزی فلیقل لا الٰہ الا اللہ یعنی

ف فتاوی عزیزیہ جلد اول ص۱۳۱ مطبوعہ علیمی بریلی ف فتاوی ص۲۹۶ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان پاکستان

ان یکون معناہ اندہ جبل لسانہ فلیتدارکہ بکلمۃ التوحید لان صورۃ الکفر والایمان کان الی قصد
التعظیم وھو کفر وامتثال امر یجب العود عنہ بالدخول فی الاسلام مرقات میں ہے من حلف بالاصنام
فقد اشرکھا باللہ فی التعظیم فوجب تدارکھا بکلمۃ التوحید نیز مرقات میں زیر حدیث ان اللہ ینھاکم
ان تحلفوا بآبائکم من کان حالفا فلیحلف باللہ او لیصمت ہے یکرہ الحلف بغیر اسماء اللہ تعالیٰ وصفاتہ
سواء فی ذالک النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والکعبۃ والملئکۃ والامانۃ والحیاۃ والرأس وغیرھا
من اشد ھا کراھۃ الحلف بالامانۃ۔

اشعۃ اللمعات میں ہے یا ید کہ تو بہ کند و تدارک نماید بکلمہ توحید یا گوید لا الہ الا اللہ سوگند خوردن بلات و عزیٰ
طریق سبق لسان و عادت جاہلیت ست پس تدارک بکلمہ توحید بہ ہمان صورت کہ واقع شدہ است
متحقق ست و ظاہر آنست کہ مراد ہمین ست والا اگر قصد تعظیم بود کفر ثابت شدہ صریح ست و واجب ست
توبہ ازاں پس در آمدن در اسلام، اسی میں زیر حدیث من حلف بالامانۃ فلیس منا ہے گفت آں حضرت
صلعم کہ سوگند خوردن بامانت پس نیست آں کس از ما و بر نیامدہ است بلکہ از مستحبین غیر است زیرا کہ آن از عادت
اہل کتاب ست و از جہت نا بودن او از اسماء صفات الٰہی تعالیٰ بعض وے کہ صوتاً حلف ہم کنین مراد نہیں
بر وفق تاکید مقصود ہو جیسے کبھی صیغہ نداء کلام میں بے قصد نداء محض برائے اختصاص زیادہ کیا جاتا ہے
پناہ جائز و حرام نہیں، حدیث میں ہے خود حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا افلح وابیہ مرقات میں زیر حدیث
ان اللہ ینھاکم ان تحلفوا بآبائکم ہے قال القاضی فان قیل ھذا الحدیث مخالف لقولہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم افلح وابیہ فجوابہ ان ھذہ کلمۃ تجری علی لسان لا یقصد بھا الیمین بل ھو
من جملۃ ما یزاد فی الکلام لطرد والتقریر والتاکید ولا یراد بہ القسم کما یراد بصیغۃ النداء وغیرہ الاختصاص
دون القصد الی النداء واستغل۔

نیز امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں فان قیل الحدیث مخالف لقولہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم افلح وابیہ ان صدق فجوابہ ان ھذہ کلمۃ تجری علی لسان لا تقصد بھا الیمین بھر
حال قاری کہتے ہیں والاظہر ان ھذا اوقع قبل ورودہ النھی او بعدہ لبیان الجواز او لیدل علی ان النھی
لیس للتحریم تو ہر حلف بغیر اللہ پر حکم کراہت تحریم نہیں۔ یا حضور کی قسم میں بھی یا تو قسم مراد نہیں مجرد تقریر
و تاکید مقصود ہے نہ قسم یا قسم مقصود ہو تو وہ غیر خدا کی قسم ہی نہیں یا غیر خدا کی قسم ہے مگر ناجائز نہیں۔ یا ہو

ملا مرقات علی مشکوٰۃ مطبوعہ دہلی ۔ ۱۲ اشعۃ اللمعات جلد سوم ص ۲۱۱ و ص ۲۱۲ مطبوعہ منشی نولکشور لکھنؤ جلد دوم ص ۶۸۰

حضور یادِ الٰہی ہی ہے حدیث قدسی میں ہے جلشت من ذکرا من ذکری فمن ذکرنی فقد ذکر اللہ۔ تو ذکرِ الٰہی کی قسم غیرِ خدا کی قسم ہی نہیں اگر کوئی کہے یوں تو حضور بھی ذاتِ خدا سے جدا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک مگر حضور خدا بھی نہیں نہ اس کی صفت۔ لہٰذا ذاتِ حضور کی قسم نہ چاہئے اور ذکرِ حضور ذکرِ خدا ہی ہے لہٰذا اس میں حرج نہیں۔

ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یادِ حضور کی قسم میں یاد سے مراد وہ یاد جو ان کی ان کا رب عزوجل فرماتا ہے۔ یادِ حضور سے یہ مراد کہ وہ یادِ الٰہی جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے قلب اقدس میں ہر آن جلوہ فرما ہے وہ ذکرِ خداوندی جس میں حضور مشغول ہر آن اور جس سے حضور جان نور کا پرنور دواں رواں ہے۔ یادِ حضور میں لفظ حضور مرادف شہود ہے ضد غیب منافی غفلت یعنی شہود و شاہد و مشاہد و مشہود حقیقی عزجلالہ کے ذکر یاد کی قسم کہ غفلت بیش ستم ہے یادِ حضور کا یہ مطلب کہ وہ یادِ جو ولادت اقدس پھر جب سے لے کر وفات اقدس تک بلکہ اس کے بعد بھی آج تک اور تا قیام قیامت دنیا و برزخ و حشر میں جو امت مرحومہ کی فریاد سے میں فرماتے رہیں گے اس یاد کی قسم اس حیثیت سے کہ وہ وحی خدا ہے کہ فرمایا وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی یعنی اس خاص وحی الٰہی کی قسم جسے یادِ حضور سے تعبیر کیا ہے۔

اور وہ جو حدیث میں فرمایا من حلف بغیر اللہ فقد اشرک اس سے مراد یہی ہے کہ جو مشرکوں کی طرح کہ جس اعتقاد سے وہ مشرکین بتوں کی قسمیں کھاتے تھے غیرِ خدا کی قسم کھائے۔ شراح حدیث نے اس کا مطلب یہ فرمایا کہ غیرِ خدا کی قسم باعتقادِ تعظیم آن غیر کھائے تو شرک ہوگا اشعۃ اللمعات[1] میں اس حدیث کا ترجمہ فرمایا کسے کہ سوگند خورد بغیرِ خدا باعتقادِ تعظیم آن غیر پس بتحقیق شریک گردانید آں غیر را بخدا در تعظیم اگر یہ مطلب نہ ہو تو معاذ اللہ کیا وہابی کی طرح کوئی احمق یہ کہے گا کہ خود حضور نے اسے شرک قرار دیا اور خود غیرِ خدا کے ساتھ حلف زبان مبارک سے ادا فرمایا یہاں تو یا غیر ذاتِ خدا کی قسمیں ہی نہیں یا یمین مراد نہیں مجرد تقریر تاکید مراد ہے۔ اور اس میں اصلاً مخدور نہیں حدیث میں مراد علی الاطلاق حکم شرک نہیں۔ اور برقات کی عبارت سے معلوم ہو چکا کہ خود حضور نے افتح وایب فرمایا غیرِ خدا کے ساتھ حلف کی نہی سے پہلے فرمایا ہے یا بعد کہ صدورِ شرک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ہر نبی سے محال ہے اور تھا وہابی تو گنگوہی کی طرح اسے صاف شرک کہہ دے گا جیسے گنگوہی نے تقدیس القدیر میں صاف کہہ دیا کہ صدورِ شرک آنجناب سے لاحالہ ممکن حبط اعمال بدر جہا اولیٰ ممکن بلکہ اسی کے صفحہ ۲۴ پر حضور سے معاذ اللہ شرک کا وقوع ثابت

[1] اشعۃ اللمعات جلد سوم صفحہ ۲۱۲ مطبوعہ سکھر پاکستان [2] سورۂ نجم آیت ۳ [3] مشکوٰۃ صفحہ ۲۹۶ [4] نسیم الریاض جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۵ بیروت

کیا کہ شرک کے افراد بہار تک ہیں (۱) خود فخر عالم آپ ہی تو شرک ثابت کرتے ہیں اور خود اس کے ۔۔۔
۔۔۔ کہہ دے گا کہ خود حضور نے طف بغیر اللہ کو شرک کہا اور خود اخلاع واجب فرما کر معاذ اللہ شرک کیا
۔۔۔۔۔۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ فتوٰی کے آخر میں اکثر یوں اپنا نام نامی تحریر فرماتے تھے [illegible] اور کبھی اس طرح نقل فرماتے ہیں جس طرح سوال میں نقل کئے ہیں یہ طرز حضرت قدس سرہٗ کا شاہ تھا مکتوب کا ایسا ہے اور یہ بھی سوء ادب نہیں کہ جہاں ذکر نبوت صلی اللہ علیہ وسلم آیا کہ وصفہ و بارک وسلم سے یہ ادب معلوم ہوا کہ اسم جلالت بالا مکتوب تھا اس ترتیب پر مہر اقدس پشت مقدس پر تھی محمد رسول اللہ وہاں قرآن عظیم میں یوں بھی ہے محمد رسول اللہ تو معلوم ہوا کہ یہ بھی سوء ادب نہیں واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ (۱) اللہ تعالیٰ کی بخشش ہر جگہ ہوتی ہے یا کسی خاص خاص جگہ پر۔

(۲) اولیاء اللہ کا سایہ اپنی اولاد پر یا عام طور پر بصورت اعتقاد صوفیائے کرام ہر جگہ رہتا ہے یا اپنی خانقاہ یا مقبرے کی چار دیواری تک محدود رہتا ہے۔

الجواب۔ (۱) وہ جہاں چاہے اپنی بخشش اپنی رحمت اپنی برکت نازل فرمائے مگر بعض جگہ امید بخشش زائد ہوتی ہے کسی وجہ اور صالح میں اس صالح کی برکت سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(۲) اولیاء کے مراتب متفاوت ہیں اولیاء سے فیض ان کے مزار ہی پر نہیں ملتا دور سے بھی ملتا ہے مگر دور رہنے اور نزدیک حاضر ہونے میں زیادت توجہ کا فرق ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از شہر

زید میلاد شریف پڑھتا ہے اور وہابیوں کی مسجد میں بیٹھتا ہے اور وہابیوں کی بنائی نعت بھی پڑھتا ہے زید نے روایت کی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دفن کرنے کے وقت ایک صحابی نے خطاب کیا کہ اے قبر بیٹی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی اور والدہ ہیں حسن حسین رضی اللہ عنہما کی تو قبر سے آواز آئی کہ یہ کچھ حسب نسب بیان کرنے کی جگہ ہے یہاں عمل صالحہ کا ذکر کرو ہاں اسی کو لے جس کے عمل اچھے ہوں گے یہ روایت صحیح ہے یا غلط ہے اگر غلط ہے تو اس کے پڑھنے والے کو کیا حکم۔ زید جو وہابیوں کی مسجد میں بیٹھتا ہے وہابیوں سے میل جول رکھتا ہے اور ان کے پاس بیٹھ کر انھیں کی گفتگو کرتا ہے زید سے میلاد شریف پڑھوانا جائز ہے یا ناجائز ہے

اور نسبہ کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب ۔ ایسا شخص جو وہابیوں سے میل جول رکھتا ہے اتنا ہی نہیں بلکہ ان کے پاس بیٹھ کر ان کی ہاں میں ہاں ملاتا ہے اس سے ہرگز میلاد مبارک نہ پڑھوائیں اسے واعظ مسلمین نہ بنائیں یہ روایت میں نے کہیں نہ دیکھی جو بیان کرتا ہے وہ کس کتاب معتبر کی بیان کرتا ہے ثبوت پیش کرے اگر کسی معتبر کتاب کی روایت یہ ہو بھی جب بھی اس سے اس کا اگر یہ مطلب ہو کہ نسب نبوی قطعاً غیر نافع ہے تو یہ مطلب مردود ہے حدیث میں ہے مابال اقوام یزعمون ان قرابتی لا تنفع کل سبب ونسب ینقطع یوم القیامۃ الا نسبی وسببی فانہا موصولۃ فی الدنیا والاخرۃ۔ اس سوا اور بھی احادیث ہیں اور حضور علیہا الصلاۃ والسلام کا نسب کریم تو حضور کا نسب کریم ہے حضور کے صدقہ میں اوروں کے نسب بھی نافع ہوتے ہیں خود قرآن عظیم سے نفع نسب کا حال معلوم انبیاء اولیاء سے نسبت نسبی ہو یا سببی وہ نافع ہوتی ہے اور اس کا انکار نہ کرے گا مگر وہابی ایک آنکھ کھولتا ہے اور ایسی حدیثیں دیکھ لیتا ہے جو تفاخر بالانساب کے رد کی ہیں اور دوسری پٹ کر لیتا ہے حدیث میں جہاں یہ فرمایا ہے یا بنی ہاشم لا یأتین الناس یوم القیامۃ بالاعمال وتاتونہا علی ظہور، ھم وتاتون بالدنیا علی ظہورکم لا اعرفنی منکم من اللہ شیئا یہاں تک کہ حضرت سیدتنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خطاب خاص فرمایا یا فاطمۃ بنت محمد یا صفیۃ بنت عبد المطلب یا بنی عبد المطلب لا املک لکم من اللہ شیئا غیر ان لکم رحما سأبلہا ببلالہا۔

وہابی ایک بھی پوری نہیں کھولتا کہ پوری کھولتا تو اسے یہ نظر آتا غیر ان لکم رحما سأبلہا ببلالہا حضور مقام تخویف اپنے اہل بیت کو خشیۃ اللہ اور تقوی طاعت پر ابھارنے کے لئے ایسا ارشاد فرماتے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ نسب محض ضائع ہے اس سے کوئی نفع نہیں۔ امام ابن حجر مکی ہیتمی مواعق محرقہ میں فرماتے ہیں تنبیہ علم مما ذکر فی ہذہ الاحادیث عظیم نفع الانتساب الیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم ولا ینافیہ ما فی احادیث اخر من حث لاہل بیتہ علی خشیۃ اللہ والتفرغ لطاعتہ وان القرب الیہ یوم القیامۃ انما ہو بالتقوی وصحبہ عدم النفاق کما قالہ الطبری وغیرہ من العلماء انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم لا یملک لاحد شیئا لا نفعا ولا ضرا لکن اللہ عزوجل یملکہ نفع اقاربہ بل وجمیع امتہ بالشفاعۃ العامۃ والخاصۃ فہو لا یملک الا ما یملکہ ہؤلاء

کما اشار الیہ قولہ علیہ السلام ان آل ابی لیسوا باولیائی انما ولیی اللہ وصالح المؤمنین وکذا معنی قولہ لا اغنی عنکم من اللہ شیئا ای لا اقدر علی ان اجعل لکم نصیبا من غفرانہ ورحمتہ ولا اقدر ان ادفع عنکم شیئا من عذابہ ان ارادہ بکم وفی ہذا غایۃ المبالغۃ فی التحذیر والحث علی العمل والحرص علی ان یکونوا اولی الناس حظا فی تقوی اللہ وخشیتہ شراوا ما الی حمل بعضہم الاشارۃ الی ادخال نوع علیہ منہ وقیل بعدہ اقبل علمہ بالانتساب الیہ ینفع بہ یشفع فی ادخال قوم الجنۃ بغیر حساب ورفع درجات آخرین واخراج قوم من النار، واما خفی ذلک من بعضہم حمل حدیث کل سبب ونسب علی ان المراد ان امتہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ان یعتمدوا علی ذلک بل ان اسماء الانبیاء لا ینسبون الیہم وہو بعید وان حکاہ وجہا فی الروضۃ وان روی مرسلا استدل عمر بہ فی الحرص علی تزویجہ بارکشور وا قول علی المہاجرین والانصار ذلک ویروی ایضا ذکر الصہر فی الحسب مع السبب والنسب کما مر وقضیۃ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قبل ان قرابتہ لا تنفع الخ

اقول: (۱) ہذا یرد ما ذکرہ بعد الاحادیث ما فی الصحیحین وغیرہما انہ علیہ السلام انزل قولہ تعالی وانذر عشیرتک الاقربین صعد الصفا فجمع قومہ فخصہم وعم بقولہ لا اغنی عنکم من اللہ شیئا حتی قال یا فاطمۃ بنت محمد انقذی نفسک من النار فانی لا املک لکم من اللہ شیئا غیر ان لکم رحما سابلہا ببلالہا وکذا معنی قولہ لا اغنی عنکم من اللہ شیئا ای لا اقدر ان ادفع عنکم شیئا من عذابہ ان ارادہ بکم وفی ہذا غایۃ المبالغۃ فی التحذیر والحث علی العمل والحرص علی ان یکونوا اولی الناس حظا فی تقوی اللہ وخشیتہ شراوا ما الی حمل بعضہم الاشارۃ الی ادخال نوع علیہ منہ وقیل بعدہ اقبل علمہ بالانتساب الیہ ینفع بہ یشفع فی ادخال قوم الجنۃ بغیر حساب ورفع درجات آخرین واخراج قوم من النار، واما خفی ذلک من بعضہم حمل حدیث کل سبب ونسب علی ان المراد ان امتہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ان یعتمدوا علی ذلک بل ان اسماء الانبیاء لا ینسبون الیہم وہو بعید وان حکاہ وجہا فی الروضۃ وان روی مرسلا استدل عمر بہ فی الحرص علی تزویجہ بارکشور وا قول علی المہاجرین والانصار ذلک ویروی ایضا ذکر الصہر فی الحسب مع السبب والنسب کما مر وقضیۃ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قبل ان قرابتہ لا تنفع الخ

(۱) اسی پر ص ۲۱۳ سے یہاں تک احادیث صحیحین وغیرہما انہ علیہ السلام انزل قولہ تعالی

(۲) ہذا یرد ما ذکرہ بعد الاحادیث ما فی الصحیحین وغیرہما انہ علیہ السلام انزل قولہ تعالی

(۱) اسی پر ص ۲۱۳ سے یہاں تک احادیث صحیحین وغیرہما انہ علیہ السلام انزل قولہ تعالی

(۲) ہذا یرد ما ذکرہ بعد الاحادیث ما فی الصحیحین وغیرہما انہ علیہ السلام انزل قولہ تعالی

مسئلہ۔ شہادت نامہ، جنگ نامہ، نور نامہ، داستان امیر حمزہ پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ شہادت نامہ جس میں تمام تر صحیح صحیح روایات ہوں اس کا پڑھنا اچھا ہے جیسے آئینہ قیامت اور جو غلط و باطل روایات پر مشتمل ہو اس کا پڑھنا سخت برا اور ناجائز ہے۔ جنگ نامہ، نور نامہ دیکھا نہیں وہ اگر غلط روایات اختراعات پر مشتمل ہوں تو ان کا حکم یہی ہے کہ ان کا پڑھنا جائز نہیں۔ داستان امیر حمزہ از سر تا پا کذب و بہتان افترا و طوفان محض دروغ بے فروغ ہے اور اسی لئے نہیں چھپی کہ اس کا مصنف واضح تھا اس میں ہمارے اصحاب کرام پر تبرا ہے اس کا پڑھنا حرام حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از نگارہ بیان محلہ کیرنگ پیلی بھیت ٹریننگ آئی ٹی آئی بریلی مورخہ ۱۰ رجب المرجب ۸۶ھ زید ایک شخص سنی مسلمان ہے جو ٹائی باندھتا ہے جس کے چار بھائی بھی ٹائی لگاتے ہیں جو برسر روزگار ہیں اس کے بھائی بھی برسر روزگار ہیں زید کی شادی ہوتی ہے وہ اس وقت ٹائی نہیں باندھتا ہے لیکن اس کے بھائیوں کے ٹائی لگی ہوتی ہے ایک علماء دین جو کہتے ہیں کہ ٹائی باندھنا کفر ہے زید کی شادی میں شرکت کرتے ہیں کھانا وغیرہ بھی کھاتے ہیں اور اس نے زید کا نکاح بھی پڑھایا جب کہ اس کے چاروں بھائی ٹائی باندھ کر نکاح میں شریک ہوئے تھے۔ اب زید کے یہاں کھانا کھانا حرام ہے یا نہیں اور اس علماء دین نے یہ جانتے ہوئے کہ ٹائی باندھنا کفر ہے نکاح پڑھایا اور شادی میں شرکت کی اور کھانا وغیرہ بھی کھایا شریعت کی رو سے اس علماء پر کیا حکم ہے؟ صحیح جواب سے آگاہ کیجئے۔

الجواب۔ ٹائی لگانا اشد حرام ہے وہ شعار کفار بد انجام ہے نہایت بد کام ہے وہ کھلا رد فرمان ذوالجلال والاکرام ہے۔ ٹائی نصاریٰ کے یہاں ان کے عقیدہ باطلہ میں یادگار ہے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سولی دیے جانے اور سارے نصاریٰ کا فدیہ ہو جانے کی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ ہر نصرانی یوں ٹائی اپنے گلے میں ڈالے رہتا ہے ہر وقت میں۔ نشان صلیب رکھتا ہے جسے کراس یا مارک کہتا ہے۔ ٹائی کی طرح پر کراس یا مارک بھی رد قرآن ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ کہ قرآن فرماتا ہے [1] وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ یہود نے نہ عیسیٰ مسیح کو قتل کیا نہ سولی دی۔ صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وعلیہ وعلیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آل سیدنا ومولانا محمد وصحبہ وبارک وسلم۔ مگر جہال اس حقیقت سے ناواقف ہیں۔ وہ اسے محض ایک وضع جانتے ہیں اس لئے انھیں اس کے لگانے پر کافر نہ کہا جائے گا کفر بہت قول یا فعل اور بات ہے اور مرتکب کو کافر ٹھہرانا اور۔ واللہ تعالیٰ ہو الہادی وہو مولی اعلم۔

---

[1] سورہ نساء آیت ۱۵۷

تائی باندھنے والا حیث لگانے والا اور ہر فاسق ملعون ظالمین میں ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے
لا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین ۔ عارف باللہ رضا احمد مجددی استاذ سلطان
عالمگیر رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وعنہم تفسیرات احمدیہ میں فرماتے ہیں الظلمین یعم الفاسق والمبتدع والکافر
ان کے ساتھ بیٹھنا ممنوع ان کے ساتھ مواکلت مشاربت غیری مجالست سے اور زیادہ ممنوع، علماء
سے اور زیادہ بمقام لام واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ ۔ ساس یعنی بیوی کی ماں کا ہاتھ تعظیماً چومنا جائز ہے یا نہیں؟ ایک صاحب مفتی عالم یہ
فرماتے ہیں کہ ہاتھ چومنا نہیں چاہیے بسبب فساد زمانہ خاص بہن سے پردہ نہیں ہے لیکن علماء فرماتے
ہیں کہ پردہ بہتر ہے۔

الجواب ۔ بیشک وہ مفتی عالم صحیح کہتے ہیں۔ ہرگز نہ چاہیے۔ جب کہ یہ اور وہ دونوں جوان ہوں
یا ایک دونوں میں سے جوان ہو اور خوف فتنہ ہو تقبیل تو تقبیل اس صورت میں تو ہاتھ میں ہاتھ لینا بھی نہ
چاہیے شہوت ہی سے ہاتھ میں ہاتھ لینا جائز نہیں بے شہوت بھی ناجائز ہے جب کہ شہوت سے امن
ہو۔ شہوت اس وقت نہیں اس وقت خالص تعظیم و محبت ہی کے لئے ہو سو یہ ایک محبت ہی ہے
ہاتھ میں ہاتھ لینا مگر ہاتھ لانے سے شہوت سے مامون نہیں تو تقبیل کیسی؟ بعض مصافحوں جائز
ہوگا جیسے استاذ بہ کو اس وقت ہاتھ لگانا جائز نہیں اس کا اور امامہ ابنیہ کا اس بارے میں ایک ہی حکم
ہے۔ در مختار میں مجتبیٰ سے ہے۔ ومن حرمۃ دلالۃ الدلال لو دعاہا فخرج المحبوسۃ والمکاتبۃ
والمکرہۃ والمکرمۃ الغیر المحرمۃ بدون اذن صاحب او مصاحبۃ فکذا کالاجنبیۃ۔ ردالمحتار میں ہے۔ قولہ
کالاجنبیۃ ای کالامۃ الاجنبیۃ بدلیل ما فی العنایۃ، حیث قال لیدخل تحت قولہ من امۃ فانہ لو قال
حکم امۃ المحرم حکم امۃ الغیر فی الحرمۃ من الرضاع حکم امۃ الغیر فی النظر والمس الا ان الباحۃ انظر الی
البدن مبنیۃ علی حل الوطء وقد علم بانہ حرام

اور حکم امۃ الغیر یہی ہے کہ اگر اپنے نفس پر اس پر شہوت کا خوف ہو تو ہاتھ لگانا جائز نہیں۔ در مختار
وکشف الحقائق و مجتبیٰ وغیرہا اسفار میں ہے۔ والانظار (وحکم امۃ غیرہ) والمحرم (ام ولدہ کما فی

عہ لیست المراۃ ای السیدۃ وھو اولیٰ من ان یقال ..... الی قولہ الدلال کما فی بعض النسخ الصحیحۃ اما فی العنایۃ فلا وجہ لہ اصلا والظاہر ان حکم الاجنبیۃ الحرۃ فی النظر والمس غیر مراد ھنا بما فی الشارح فتدبر کتبہ مصححہ۔

فینظر الیہا کمحرم (وما حل نظرہ) مما مر من ذکر او انثی (حل لمسہ) اذا امن الشہوۃ علی نفسہ وعلیہا وان لم یامن ذلک احدہما او شک، فلا یحل لہ النظر والمس تمام مختصراً، الامن لجنبیۃ۔ رد المحتار میں ہے۔ (قولہ الامن لجنبیۃ) ای غیر الامۃ حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے۔ ومن الافات المباحۃ بشہوۃ النظر، وجدہ دامۃ الحلال لہ بخلاف المنویۃ الخ حکمہ الغیر وفیما اذا کانت امۃ او اختہ من الرضاع او امرأتہ او ابنتہا اور یہ نہ کہا جائے کہ اس صورت میں تو اپنی محارم کو دیکھنا یا مس کرنا بلکہ اپنی ماں بہن کی طرف بھی نظر کرنا حلال نہیں حالانکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من قبل ام ولد امہ کمن اتی بنتہ الجنۃ۔ تو کیا یہی تو ہوں کے لئے بھی دیا جائے گا۔ احکام الفقہ تجری علی الغالب لا من ندر فنظر الی الخاطر خیال میں ہے۔

ماں بہن کی طرف نظر یا انہیں مس کرنے میں ہرگز غلبۂ احتمالِ شہوت نہیں بلکہ یقیناً اس کا عدم اس سے امن ہی غالب ہے ہاں اس کا امکان ہے تو یہاں اس بنا پر یہ ہی کہا جائے گا کہ ماں اور محارم نسبیہ کی جانب نظر اور ان کے ان اعضا کا مس جن کی طرف نظر جائز ہے جائز ہے ہاں اگر خود اجانبین سے شہوت کا اندیشہ بھی ہو تو جائز نہیں اور امۃ غیر اور محرمات رضاع و صہر میں احتمالِ شہوت مس میں غالب ہے اور اقل درجہ احتمالوں میں تسویہ ہے اور مہر صورت یعنی غلبۂ احتمالِ شہوت۔ یعنی احتمالین میں تسویہ مانئے یہی کہا جائے گا کہ مس حرام ہے ہاں اگر شہوت سے امن ہو اجانبین سے کسی کو شہوت کا اندیشہ نہ ہو تو جائز ہے۔ کیا نہ دیکھا کہ حضرات فقہائے کرام نے ان محرمات رضاع و صہر کو کالامۃ الاجنبیۃ فرمایا جب دایۂ نظر و مس محرمات نسبیہ و رضاعیہ و صہریہ دامۃ الغیر کا ایک ہی حکم تھا تو کالامۃ الاجنبیۃ سے بہتر تو یہی تھا کہ یوں فرماتے کہ محرمات الرضاع والصہر کالمحرمات بالنسب ما حل نظرہ فمسہ من تلک المحرمات النسبیۃ حل من ہذہ النسبیۃ ایضاً مگر وہ انہیں ان کی طرح نہیں فرماتے امۃ اجنبیہ کی طرح کہتے ہیں اس میں یہی نکتہ معلوم ہوتا ہے اور اسی فرق کی جانب اشارہ جس کی تقریر ابھی ہم نے کی واللہ اعلم۔

دیکھو اس فرق کی بنا پر حکم خلوت میں فرق ہے محرمات نسبیہ سے خلوت جائز ہے۔ اور رضاعیہ و صہریہ سے ناجائز حیث کہ وہ اجانب ہیں۔

درمختار میں ہے۔ والخلوۃ بالمحرم بمباحۃ الا لاخت رضاعا والصہرۃ الشابۃ۔ رد المحتار میں فرمایا قال فی الذخیرۃ وفی استحسان الناطفی الصدر الشہید، وینبغی الخ من الرضاع ان لا یخلو باختہ من الرضاع لان الطالب ہنالک الوقوع فی المحرام اہ وافاد العلامۃ البیری ان ینبغی بمعنی الوجوب حذار قولہ والصہرۃ

الشابة، قال في التتبيه مات عن زوج وام فلهما ان يكنا في دار واحدة اذا لم يخافا الفتنة وان كانت العجوز شابة فليس لها ان يسكنوها اذا خافوا عليها الفتنة ام واصهار الرجل كل ذي رحم محرم من زوجته على التابيد، محمد والمسألة مفروضة هنا في امها والعلة تفيد ان الحكم كذلك في بنتها ونحوها فالاخصر الاخصر

اجنبیہ کے ساتھ خلوت کو مطلقاً حرام فرمایا جیسے مس ذکر مختار کی عبارت مذکورہ بالا جو الا من اجنبیہ تک ہے اس میں اس لفظ کے بعد ہے فلا یحل مس وجهها وكفيها ان امن الشهوة لانه اغلظ ولذا تثبت به حرمية المصاهرة وهذا في الشابة..... وفي الاشباه الخلوة بالاجنبية حرام اور محرم نسبی کے ساتھ خلوت کو مباح فرمایا اور یہ ظاہر کہ اگر شہوت و فتنہ کا خوف ہو تو ان کے ساتھ بھی خلوت جائز نہیں۔ اور محرمات سببیہ کے ساتھ خلوت کو مباح نہ فرمایا اور ظاہر ہے کہ اگر خوف فتنہ نہ ہو تو ان کے ساتھ بھی خلوت جائز ہے۔ پس اجنبیہ کے ساتھ بے شہوت و حاجت مطلقاً مکروہ و حرام ہے۔ وان امن الشهوة اور محرمات سببیہ کا جائز اگر شہوت سے امن ہو ورنہ ناجائز اور محرمات سببیہ کا ناجائز۔ اگر خوف شہوت و فتنہ نہ ہو تو جائز۔

اوپر جو تقریر کی گئی محض تتبع تھی جو در بارۂ خلوت یہ جملہ پایا والمسألة مصورة فيما اذا كانت العجوز شابة فللعجوز ان يسكنوها اذا خافوا عليها الفتنة اور متون و جو اختصار ایک بڑی عبارت میں بیان کر جاتے ہیں اور شروح اس میں متون کے تالع ہوا ہی چاہیں ہاں یہ حضرات کبھی تصریحات بعد شرح کرتے ہیں اور کبھی اشارات ہی سے کام لیتے ہیں اور یہ حاشیہ حضرات بھی نفس متن میں کہیں کہیں اشارے کر جاتے ہیں۔ اور اگر محرمات سببیہ کو جنہیں در بارۂ نظر مثل استثنا اجنبیہ فرمایا ہے در بارۂ مس اجنبیہ جرمی کی طرح اس زیادہ قسم میں کہ مس اغلظ ہے تو وہ شبہہ ہی ساقط ہو جائے گا اگرچہ اس کا کوئی قائل نہ ہوا لیکن رع مگر سد ذرائع واجب ہے اپنی شریعت کا۔ اس زیادہ قید میں ہے کہ جوان و حسین ہو ورنہ اگر بوڑھی اور بدشکل ہو تو بعید کے نزدیک..... مس کا تو نظر سے غلیظ ہے کمروہ ترمیمی اور بے قید مذہب یعنی سد باب فتنہ کا اس سے مخیر کیا ہی ہونا ظاہر۔ فاحفظ هذا المقام فانه قد وقع فيه الاختلاف الشديد۔ جیسے استاذ غیر کے ناحرم کے ساتھ سفر و خلوت کے بارے میں باوجودیکہ ان کی حرمت کوئی خاص حکم نہ کہ در نہیں مشائخ قرون سابقہ مختلف ہوئے کسی نے حلال فرمایا اور کسی نے حرام اور دلیلوں کی تصحیح کی گئی اس کے بعد اس زمانے میں بوجہ غلبۂ اہل فساد علامہ حصکفی نے علامہ ابن کمال سے در بارۂ مجتہدی ہی نقل فرمائی اور اسی قول کا ان سے منقح ہونا نقل فرمایا اور علامہ شامی نے اس کے ناحرم کے ساتھ خلوت کو اس سے الحاق فرمایا شامی میں ہے۔ اعود کره لعموم الفساد والمسافرة بها اما لغير ضرورة فاختلف في المنع

---

[1] در مختار جلد ۲ صفحہ ۲۶۵ مطبوعہ مصر۔ [2] شامی جلد ۲ صفحہ ۲۶۶ مطبوعہ مصر

فی الاصل وعدمہ وھما قولان صحیحان ما اقول، لکن ھذا فی زماننا فھو حرام لما سیذکرہ الشارح عن ابن کمال انہ لاشک فی حرمۃ الامۃ بلا محرم فی زماننا لغلبۃ اھل الفساد وبہ یفتی فتامل۔

اور لمس تقبیل میں علماء کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ عالم دین وسلطان عادل کے علاوہ کسی کی دست بوسی نہ چاہیے بعض ان کے سوا اوروں کی دست بوسی کی بھی رخصت دیتے ہیں جب کہ اس سے متصور اس کے اسلام کا اکرام وتعظیم ہو پھر وہ جو یوں رخصت دیتے ہیں وہ بھی ترک کو اولیٰ بتاتے ہیں اور خود غایت رخصت باعلیٰ ندا منادی کہ ترک اولیٰ ہے پھر تقبیل الرجل الرجل والمرأۃ المرأۃ کی رخصت سے تقبیل الرجل المرأۃ والمرأۃ الرجل کیونکر لگ سکتی ہے۔ حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرمایا۔ تقبیل ید الانسان العالم العلوم الشرعیۃ والسلطان العادل جائز قال فی الاشباہ من قبل ید غنی لدنیاہ فسق الا اذا کان ذا علم وشرف کذا فی الظھیریۃ ویدخل السلطان العادل والامیر تحت ذی الشرف وتکلموا فی تقبیل ید غیرھما قال بعضھم ان اراد بہ جزاء بتقبیل الید تعظیم المسلم لاسلامہ فلا باس بہ والا فالانسان ان لا یقبل ید غیر العالم والسلطان العادل اھ مختصراً اسی میں ہے۔ رخص الائمہ الشیخ شمس الائمہ السرخسی وبعض مشائخنا من تقبیل ید العالم الورع علی سبیل التبرک وعن سفیان قال تقبیل ید العالم سنۃ وتقبیل ید غنی لدنیاہ لا یرخص فیہ قال صدر الشہید وھو المختار واللہ تعالیٰ اعلم اور ایسی مجوزہ تدبیر کی شہوت کا اندیشہ ہو نہ جس پر شہوت کا شک ہو کہ اگرچہ اجنبیہ محض ہو اس سے مصافحہ اور اس سے خلوت دار و اس کا اس کے ساتھ سفر سب کچھ جائز ہے۔ وھذہ المسائل جمیعاً مصرحۃ فی الکتب الفقھیۃ مگر اس کی تقبیل کی نسبت کسی نے نہ لکھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

ایمرجنسی دور کا ایک یادگار فتویٰ

مسئلہ از مرزا تسنیم بیگ رضوی۔ چترپور (اترپردیش)

سیدی مرشدی ومولائی حضور مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین خاندانی منصوبہ بندی (فیملی پلاننگ) کے متعلق نسبندی کے آپریشن کرانے کے بارے میں (عورتوں اور مردوں کے متعلق) کیوں کہ آج کل گورنمنٹ کی طرف سے ایسے احکام آئے ہیں کہ نسبندی کا آپریشن نہ کرانے والے گورنمنٹی ملازم کو ملازمانہ ترقی نہ دی جائے گی (وغیرہ وغیرہ) بین نوازش ہوگی۔

ل حدیقہ ندیہ، ص ۳۲۳ سہیل اکیڈمی لاہور۔ ت حدیقہ ندیہ، ص ۳۲۳ سہیل اکیڈمی لاہور۔

حضور ذات خود تکلیف گوارا کر کے اس مسئلہ کو حل کر کے روانہ فرمائیں کیوں کہ میں گورنمنٹ ملازم ہوں اور گورنمنٹ کو اس کا جواب دینا ہے۔ فتویٰ قرآن و حدیث سے مدلل ہونا چاہئے؟

الجواب۔ (عون الملک الوھاب ضبط تولید کے لئے مرد کی نسبندی یا عورت کا آپریشن متعدد وجوہ سے شرعاً ناجائز و حرام ہے۔ اس میں اللہ کی پیدا کی ہوئی چیز کو بدلنا ہے اور قرآن و حدیث کی نص سے ناجائز و حرام ہے قرآن عظیم میں ہے۔ لَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ یعنی شیطان بولا میں ان کو بہکاؤں گا اور ان کو ضرور حکم دوں گا تو وہ اللہ کی پیدا کردہ چیزوں کو بدلیں گے تفسیر خازن وغیرہ میں ہے وَمِنْ ذٰلِكَ تَغْيِيْرُ الْجِسْمِ اور اس میں سے ہے جسم کی تبدیل اور تفسیر کبیر میں ہے اَنَّ مَعْنٰى تَغْيِيْرِ خَلْقِ اللّٰهِ هُوَ الْاِخْتِصَاءُ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ چیز کو بدلنے کا معنی خصی کرنا وغیرہ ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے لَعَنَ اللّٰهُ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی لعنت ان عورتوں پر جو اللہ کی پیدا کی ہوئی چیز (جسم کی تندرستی بناوٹ) کو بدلنے والی ہیں۔

نیز اس میں بے وجہ شرعی ایک کس اور عضو کا ٹنا جانا ہے وہ بھی ایسی کس ایسا عضو جو توالد و تناسل کا ذریعہ ہے اور بے ضرورت شرعی دوسرے کے سامنے ستر عورۃ بھی ستر غلیظ کھولا جانا ہے اور اس کو چھونا بھی ہے اور یہ تینوں امور بھی حرام ہیں کما فی کتب الفقہ اور یہ قاطع توالد ہونے کے باب معنی خصا میں داخل ہے اور انسان کا خصی ہونا اور کرنا بھی بالنص قرآن حدیث حرام ہے جیسا کہ آیت و حدیث سے اوپر گذرا۔

نیز حدیث میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَصَى وَاخْتَصَى یعنی ہم میں سے دوسرے انسان کو خصی کیا یا خود خصی ہوا وہ ہم میں سے نہیں (مشکوٰۃ شریف) پھر یہ گمان کہ کثرت اولاد مفلسی کا باعث ہے غلط ہے۔ بلکہ اللہ و رسول کی نافرمانی و بے حیائی کے کام مفلسی کے اسباب سے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ یعنی اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مفلسی کے باعث ہم ہی تمہیں اور انہیں سب کو رزق دیتے ہیں اور بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ خواہ ان میں کھلی ہیں اور چھپی ——— الحاصل نسبندی یا آپریشن شریعت اسلامیہ میں ہرگز جائز نہیں لہٰذا اس سے توبہ و استغفار لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(منقول از ماہنامہ الحق سنہ ۱۲ شمارہ ستمبر سنہ ۱۹۸۱ء مطابق ۱۴۰۱ھ)

مسئلہ۔ زید مومن نے اپنے اہتمام سے سوانگ کرایا اور مجمعے میں ڈوم پر نعت چھاپا اور نعت خوانی کرایا اس پر بکر کہتا ہے زید پر کفر لازم ہو گیا اس نے اپنی خوشی سے اپنے اہتمام سے سوانگ کرایا لوگ ہنسے

---

[1] سورۃ النساء آیت ۱۱۹، [2] تفسیر کبیر پارہ ۳ ص ۲۲۳، [3] تفسیر خازن پارہ اول ص ۲۳۱، [4] سورۃ انعام آیت ۱۵۱

شرع شریف کافر ہوگیا اور جن مسلمانوں نے سوانگ دیکھا کیا ان کے نکاح خارج ہوگئے۔ اور جن مسلمانوں نے سوانگ دیکھا اور رات بھر ہنسی سے پیٹ پھلائے اور بعد اختتام سوانگ یہ بھی کہا کہ رات و نقل بھی اتاری اور وہ کام اچھا دکھایا تو اس طرح دیکھنے اور کہنے والے مسلمانوں کا ایمان درست رہا یا نہیں جواب مرحمت فرمایا جائے بینوا توجروا

الجواب۔ سوانگ یا کوئی تماشا کرنا اس کا دیکھنا اس سے لذت حاصل کرنا اس کی تعریف کرنا حرام حرام ہے۔ سوانگ کرنے والے اگر کفر کرتے ہوں۔ کلمات کفریہ بکتے ہوں۔ تو اس صورت میں جو اس سے راضی ہوا اس کی صورت اس کے نکاح سے خارج اس پر فرض ہے کہ توبہ کرے تجدید اسلام کرے اور عورت سے پھر سے نئے مہر پر نکاح کرے وہ سب لوگ جنھوں نے سوانگ دیکھا اس کی تعریف کی اشد گناہ گار مستحق نار ہوئے اور تحسین قول و فعل کفر کی ہو تو ان کا بھی حکم ہے کہ پھر سے مسلمان ہوں اور پھر سے نکاح بھر جدید کریں واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سوگ منانے کو مفتی شرع نے بتایا حرام ہے نیز کہتا ہے کہ جب ذکر شہادت ہوتا ہے تو لوگ روتے ہیں یہ کیونکر ہے کیا سکوت کے مقام میں سننا چاہئے نہ خوشی کرے نوح کم فرمایا جاتا ہے بینوا توجروا۔

الجواب۔ سوگ منانا اصابت ہے اور ذکر شہادت میں رقت طاری ہونا اصابت ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ عربی اور اردو کی شعر کتابیں اور کاغذ پر جو اصحاب کے خیال سے جلا کر ان کی راکھ کسی گوشہ میں جہاں پر نہ جا سکتے ہوں وہاں دفن کر دیں تو گناہ تو نہیں ہے بینوا توجروا

الجواب۔ کچھ گناہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ محرم میں یہ مشہور کر رکھا ہے کہ صرف امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز ہونی چاہئے اور کسی کی نہیں۔ اور ہرے کپڑے پہننا چاہئے اور روئی کا بسکٹ کا شکر پارے سے لٹانا چاہئے اور تاوہ جس میں سرخ اور ہرے گدڑے رنگ کے پڑے ہوتے ہیں اس کو گلے میں پہننا چاہئے اور صاف نہ نہانا چاہئے اور عشرہ سے تیرنگ کپڑے جھاڑ نہ دینا چاہئے اور کام بھی چھوڑ دینا چاہئے؟ حکم فرمایا جائے کہ مذکورہ بالا کام درست ہیں؟ بینوا توجروا

الجواب۔ یہ سب باتیں غلط ہیں۔ محرمیوں کے اختراع ہیں ایسا کہنے اور کرنے والوں پر تو لازم واجب ہے

مسئلہ۔ ایک شخص سنی ہے اس کے یہاں برات کا کھانا ہے اس کے یہاں وہابی بھی کھانا کھانے آئیں گے لیکن اس شخص کے تئیں وہابی ہیں تاہم کہ وہ شخص برا کہتا ہے اور جو شخص سنی کھانا کھانے جائیں گے تو ان سنی شخصوں کو چند لوگ کہتے ہیں کہ وہابی ہو گئے جو شخص سنی لوگوں کو وہابی کہتے ہیں وہ شخص خود تو وہابیوں سے ملتے ہیں اور سنی لوگوں پر اتہام کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے واسطے کیا حکم ہے؟

الجواب۔ وہابیوں سے میل ان کی طرف اول میل سے آدمی مشتبہ زیادہ ہوتا ہے۔ جو وہابیوں سے ملتے ہیں گنہ گار ہیں توبہ کریں۔ محض اتنی بات سے کہ وہابی سے ملے وہابی نہیں ہو جاتا جب تک ان کی بد مذہبی کا یقین نہ ہو کہ ان کے کسی عقیدہ میں ان کا ہمنوا ہو۔ ہاں میل جول سے اس کا اندیشہ ہوتا ہے اس لئے بد مذہب سے میل جول اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا اس کے ساتھ کھانا پینا منع ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ ہندہ غیر اجانت شوہر ایک پیر کامل کی مرید ہو گئی۔ کیا یہ عائشہ کا مرید ہونا بغیر اجازت شوہر کے درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ زید نے کہا کہ ہولی ان کا پاک تہوار ہے مگر یہ اس میں چوری کرتے ہیں یعنی چوری کے مال سے ہولی جلاتے ہیں تو بکر نے جواب دیا کہ یہ ان کا ناپاک تہوار ہے لڑکا ابھی گوبر لیپ کر گئی ہے حکم فرمایا جائے زید کو خارج از ایمان تو نہ ہوا؟

الجواب۔ عورت کے لئے شوہر کی اجازت درکار نہیں ہاں شوہر باپ یا مادر وغیرہ دیکھیں کہ یہ شخص پیری کے لائق ہے؟ بے محرم عورت کا کہیں جانا درست نہیں نہ کسی نامحرم کو اپنے گھر بلانا گھر کے ذمہ داروں کو ان کے علم و اطلاع اور ان کی تحقیق کے بعد کسی لائق کو پیر بنائے واللہ تعالیٰ اعلم

۱۲ زید پر تعزیہ۔ توبہ کرے تجدید ایمان کرے جس نے مشرکوں سے ہولی کی تعریف کی۔

۱۳ صدقہ جو پاک کمائی کرتی ہے بے شک وہی اس کی مالک ہے۔ شوہر کی واجب خدمت ترک کرتی ہے تو گنہ گار ہے ورنہ گنہ گار بھی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ زید کا وضو کرنے کی جگہ پر شیشہ ٹوٹی میں کچھ رہ گیا اور زید نے عصر کی نماز پڑھنے اندر مسجد میں چلا گیا اس کے بعد زید کو بلایا تو اس نے اعلان کیا تو جس شخص نے شیشہ اور روپیہ پایا اس نے زید کو دے

دے اس پر کہنے سے یہ بات دبے ہوئے بھی یہ کلمے ادا کئے کہ ہم لوگوں میں کوئی چیز کسی کی گری ہوئی پائے تو دیتا نہیں اور ہندوؤں میں اس بات کا اتفاق ہے کہ کوئی چیز کسی کی گری ہوئی پائے تو معلوم ہونے پر دے دیتا تو ہم سے ہندوؤں کا ایمان زبردست ہے لاکھ ایمان اچھا ہے۔ بکر پر حکم شرع فرمایا جائے کہ ایمان ثابت رہا یا نہیں ہر تقدیر تو جرو ا۔

الجواب۔ جس نے وہ بکواس توبہ کرے تجدید ایمان تجدید نکاح کرے واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ ایک جماعت بنائی جس میں بارہ ۱۲ نمبر قائم ہوئے اور اس میں کچھ داڑھی منڈے اور کچھ داڑھی والے ہیں۔ اور یہ جماعت نماز کے لئے بنائی گئی اور جماعت والے نماز خود بھی نہیں پڑھتے۔ اور نماز کی دوسروں کو تاکید کرتے ہیں اور خود نہیں پڑھتے۔ دو چار مہینے لوگوں نے پڑھ کر چھوڑ دی اس کی بابت نہ تو کسی کا عقد بند کیا اور نہ کسی پر جرمانہ ڈالا کسی کو نہ محلہ سے الگ کیا اور تحت کے لئے پر جبر کیا جاتا ہے اور جو کوئی نہ دے اس کا حقہ پانی بند کرتے ہیں ان نمبروں کی بابت کیا حکم شرعی ہے۔ کچھ لوگ صبح فجر کے وقت اٹھ کے ناپاکی کی حالت میں کنوئیں سے پانی بھر کر لوگوں کے گھر میں ڈال دیتے ہیں۔ کنوئیں کا پانی وضو و غسل کے کام بھی آتا ہے تو وہ پانی وضو و غسل کرنے کے قابل ہے یا نہیں۔ اور ان شخصوں کے واسطے کیا حکم ہے جو ناپاکی کی حالت میں پانی بھرتے ہیں؟

الجواب۔ داڑھی منڈانا حرام ہے۔ نماز جان کر قصداً کرنا بہت اشد حرام اشنع کام ہے حدیث میں نماز کو دین کا ستون فرمایا اور فرمایا کہ جس نے نماز کو قائم رکھا اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے نماز چھوڑی اس نے دین کو ڈھا دیا۔ (العیاذ باللہ) دوسری حدیث میں فرمایا کہ جس نے جان کر نماز ترک کی اس نے کفر کیا۔ والعیاذ باللہ۔ دوسروں کو نماز کی تاکید کرنے والا خود نماز چھوڑنے والا اس ایندھن کی طرح ہے جو خود جل رہا ہے اور دوسروں کو فائدہ پہونچا رہا ہے۔ جرمانہ کرنا ناجائز ہے جو نماز نہیں پڑھتے یا بے وجہ شرعی جماعت کے تارک ہوں ان کا حقہ پانی بند کرنا انھیں برادری سے نکالنا جائز ہے ایسے لوگ جو نماز چھوڑنے والوں سے برادری رکھتے ہیں اور ناجائز کام تعزیہ داری میں جو شرکت نہ کرے اس کا حقہ پانی بند کرتے ہیں ان سے چاہئے ظالم ستم گار حق اللہ اور حق العبد میں گرفتار سخت گنہگار ہیں ان پر توبہ لازم کسی مستحب کام پر زجر جائز ہے نہیں شدید حرام ہے ناجائز کام پر جبر کس درجہ اشد حرام ہے۔ بدکام ہوگا کسی نیک کام کے لئے جبر جرم ہے ایسا گناہ ہے اور جب تک وہ شخص بطیب خاطر نہ دے اسے صرف کرنا اس کی برباد گناہ لازم ہوگا۔ تعزیہ داری جو شرعاً

ناپاکی ہے اس کے لئے جبراً چندہ لینا کس قدر شنیع بات ہے۔ ناپاکی کو جہاں تک جلد ہو سکے دفع کرنا چاہئے۔ غسل کر لینا چاہئے ایسے تنگ اگر کوئی مؤخر کرے کہ نماز نہ جائے نماز کے وقت میں غسل کر کے نماز پڑھ لے تو گناہ نہیں۔ پانی اگر احتیاط سے بھرے کہ اس کے جسم کے کسی حصہ پر پانی بہہ کر برتن یا کنویں میں نہ جائے تو پانی بھرنے میں بھی حرج نہیں۔ اگر کوئی ہاتھ دھو کر پانی بھرے تو ہاتھ پر جو پانی بہہ کر گرے گا اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ زید نے یہ الفاظ بولے کہ وہابی ٹھیک کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ مزاروں سے چلے گئے اور کہا کہ میں نے خود دیکھا ہے کہ مزاروں میں گڑھے پڑتے ہیں۔ اولیاء میں کچھ نہیں ہے وہ کچھ کرتے نہیں ان الفاظ پر عمرو نے جواب دیا کہ زید نے عمرو کو خاموش کیا کہ ٹھہر اور سنو عمرو نے زید کے خاموش کرنے پر بہت کی اور ضرر گیا تو عمرو پر سکوت ہاں کا حکم فرمایا جائے کہ اس کے ایمان میں تو کوئی فرق نہ آیا اور زید کے مذکورہ الفاظ بحکم شرع کیسے ہیں اور عمرو نے جو جواب زید کو دیا وہ یہ کہ اگر وہابی یوں بھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ اولیاء اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کچھ نہیں ہے کہ ان کے حجروں پر قوالی ہوتی ہے مزامیر کے ساتھ اور عورتیں جمع ہوتی ہیں اور لوگ ان کو وہاں سے بھگا لے جاتے ہیں۔ غیر عورتوں کو تو اولیاء اللہ کچھ نہیں کرتے اور نہ دیکھتے ہیں اور لوگ ان سے مرادیں عرض کرتے ہیں چاہتے ہے وہ چاہتے ہے ان میں کچھ نہیں ہے صرف خدا سے مانگو۔ تو ان وہابی، نجدی، جہلا و اب نجدی کے پیروؤں کو یہ نہیں معلوم کہ یہ کام اچھے ہے حرام ہے مکروہ ہے کہ ان کا خدا کیا نہیں دیکھ رہا ہے وہ کچھ نہیں کرتا تو اس قسم کی باتوں پر وہابیوں کے اس سے کہا جائے کہ نہیں اولیاء اللہ کے پاس جاؤ صرف خدا ہی سے مانگو اب مانگنا کیسا ہے جب ان کے قبول ان کے حوالہ نہ کریں۔ ہم تو اولیاء اللہ رضوان اللہ علیہم کے مرتبہ جانتے ہیں اور راضیں کہ تو سل سے مانگتے ہیں زیادہ تر یہ ہے کہ جو جیسا کرے گا ویسا ہی بھرے گا کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے حضور علیہ السلام کی برکت کے باب کافروں کو بھی مدت سے دنیا میں مہلت دی کہ سزا اور عذاب سے خالی نہ جائے کہ کوئی نعمت نہ ہوگی جو کفر نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کے رسول پر اس کا سوال کیسا یہ وہابی پاخانہ ڈالتے ہیں۔ اپنی ہی آنکھوں میں لیتے ہیں، ملعون، خبیث، بے حمیت، بے غیرت سنیوں کو برا کہتے ہیں۔ سنیوں کو ان سے بات بھی نہیں کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ ان دشمنوں سے سنیوں کو محفوظ رکھے آمین۔ تو یہاں عمرو کے سمجھانے میں کوئی امر خلاف شرع تو نہیں؟

الجواب۔ زید نے کہا وہابی ٹھیک کہتے ہیں اس سے توبہ کرے۔ ایسا خبیث قول بکنے والا جاہل اولیاء اللہ

کے لئے یہ کہتا ہے وہ حکیموں اور ڈاکٹروں کو خدا مانتا ہوگا جب تو اپنے اور اپنے مریضوں کے لئے ڈاکٹروں حکیموں کو شافی الامراض دافع المکروہات سمجھ کر پہونچتا ہے۔ اور کسی کو ان کے پاس جانے سے نہیں روکتا نہ روکنے سے اس وقت کچھ نہ کہا۔ رک گیا اگر رک جانا مصلحت تھا تو اس کا الزام نہیں نہ روکن مصلحت تھا اور رکا تو پر کیا بہرحال اس نے اپنا فرض ادا کر دیا اور جو کچھ کہا ٹھیک کہا جزاہ اللہ تعالیٰ، واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ چراغ کی بتی سنبھال کر وہ ہاتھ دیوار سے یا لحاف گدے وغیرہ سے پوچھنا؟

(۲) ایک چراغ سے دوسرا چراغ ملا کر روشن کرنا؟

(۳) سرس کی لکڑی کی کوئی چیز استعمال کرنا کہ جیسے اس کی لکڑی کے چوکھٹ کو اڑ لگانا؟

(۴) دیوالی، دسہرہ کے دنوں جادو سے بچنے کے لئے سرس کی لکڑی یا ٹہنی دروازے پر لگانا یہ مذکورہ بالا امور شرعاً درست ہیں یا نہیں؟

الجواب۔ لحاف گدے دیوار کو صاف رکھنا چاہئے کسی شئی سے انہیں ملوث کرنا برا ہے اور ناپاک چیز سے ملوث کرنا نامناسب ہے تیل اگر پاک ہے تو انگلی پاک رہی۔ ناپاک ہے تو انگلی ناپاک ہوگئی۔ صاف کرنے سے پاک نہ ہوگی۔ اسے پانی سے پاک کریں۔ ایک چراغ سے دوسرا چراغ ملا کر روشن کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ سرس کی لکڑی کی چیز استعمال کرنے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں نہ جادو سے بچنے کو اگر لکڑی سرس کی مفید ہوتو اسے لگا سکتے ہیں مگر اس کے لگانے میں مشابہت ہنود نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ (۱) خدا اور رسول کے مسئلے کو پنج بھائی نہیں مانتے ان پنج بھائیوں کے لئے حکم شریعت کیا ہے؟

(۲) ایک شخص سے چندہ جبریہ لیا جاتا ہے تحت کے لئے کئی مرتبہ جبریہ کیا اس شخص نے غصے میں آکر چندہ کے نام سے لو۔ جو شخص چندہ جبریہ لیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ امام حسین کو گالی دی گویا فلاں دکھایا اور وہ شخص یہ کہتا ہے کہ میں نے فلاں نہیں دکھایا اس شخص پر تہمت رکھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ خدا اور رسول سے اور پنچوں سے معافی مانگو وہ شخص خدا اور رسول سے ہر وقت معافی مانگتا رہتا ہے اور ان شخص جو جھوٹا تہمت رکھتے ہیں ان شخصوں کی کوئی گواہی نہیں دیتا کہ ہمارے سامنے گالی دی یا فلاں دکھایا گویا سننے والے ہیں۔ وہ سب پنچ کہتے ہیں کہ دعا و سلام چھوڑ دو۔ ان شخصوں کے بارے میں حکم شریعت کیا ہے جو جھوٹی تہمت رکھتے ہیں؟

الجواب۔ جو جبریہ چندہ لیتا ہے گناہ کرتا ہے۔ جو تہمت رکھتا ہے شدید گنہ گار ہے۔ جو حق مسلمان

کہ زید اپنا اور اس کا ناجائز طور پر حصہ پانی بند کرتا ہے ظلم کرتا ہے خود اپنے شخص پر اپنی ناجائز حرکات سے توبہ اور اس شخص سے معافی چاہنا لازم ہے۔ یا اگر توبہ نہ کرے تو اس کا حصہ پانی بند کیا جائے۔ پھر ہو تو اس کی جو حرمت توڑ دی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ بکر سنی ہے لیکن ایک وہابی کی ہمدردی کرتا ہے کہ وہ بھی سنی ہے اور کہتا ہے کہ نیاز کرنا نہیں منع کرتا ہے اور حلال کردہ وہابیوں سے نکاح وغیرہ ہوتا ہے انھیں سے تعلق رکھتا ہے اور مثلاً میلاد وغیرہ کو بدعت شرک سمجھتا ہے۔ اب اس سنی کے لئے کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

الجواب۔ وہابیہ زمانہ حاضرہ میں ان کی ہمدردی کرنا حرام ہے جو ہر اہل حق کو مشرک کہتا ہے خلود ابدی کے والی ہے وہابیہ کے اتباع سے کہتا ہے۔ واللہ اعلم!

مسئلہ۔ زنا کے عمل سے حمل اور ولادت پیدا ہوتی ہے اس بچہ کو لوگ حرامی کہہ کر پکارتے ہیں۔ یہ شرعاً درست ہے اور زنا کار ان کو حرامی کہنا واجب؟ حکم فرمایا جائے بینوا توجروا

الجواب۔ زنا سے جو بچہ پیدا ہوا وہ ضرور ولد الحرام ہے مگر اسے اس طرح کہنا کہ زنا سے پیدا ہوا ہے یہ ہرگز نہیں چاہئے۔ ہے کہنے کو کہا کہ زنا حرام کا ہے حرامی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ زید کہتا ہے کہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر [illegible] ہوتے ہیں، عمرو کہتا ہے کہ نہیں ہے کیا دونوں ایک دوسرے کے بدعتی و گمراہ ہو گئے؟

الجواب۔ ہر ایک جامع الشروط کے ہاتھ پر بیعت صحیح کرے پھر دوسرے سے بیعت ہونے میں مطلب نہیں کر سکتا ہے اگر ہر ایک اس سے بھی زائد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم! [illegible]

مسئلہ۔ از مصلیان جامع مسجد مدن پورہ بمبئی ۸ [illegible] ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۹۵۴ء

بخدمت قدسی مرتبت علامۂ زمانہ فقیہ یگانہ الملقب بالامام الاعظم سیدنا المولیٰ الاکرم دامت برکاتہم القدسیہ۔ السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ۔ مولانا محبوب علی خاں صاحب حضور پرنم کے تو بنائے پر جو استفتاء بریلی شریف حاضر خدمت کیا گیا تھا اس پر مسلمانان اہل سنت کے مرکزی دارالافتائے مالیہ سے جو فتوائے مبارکہ صادر ہوا وہ بہت ہی مدلل و مفصل و مکمل ہے اس میں ان تینوں اشعار معترض علیہا کے متعلق تین استفتاؤں پر جو حکم شرعی صادر فرمایا گیا ہے وہ بالکل حق و صحیح ہے لیکن ادب و نیاز کے پیش نظر عرض یہ ہے کہ وہ تینوں استفتاء واقع نہیں بلکہ واقع ان تینوں استفتاؤں کے سوا جو تھا استفتاء ہے کہ مولینا صاحب موصوف نے ان اشعار

[illegible] محمد ابراہیم احمد ابادی

کو تمام نوح اور اس کی بیبیوں کے متعلق حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام سمجھا تنگ دچست بان کا لباس سمجھ کر حدیث شریف کے لفظ ولن یکسبہا کا مفہوم سمجھا اور جیسا کہ قرآن عظیم میں سیدنا نوح نجی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان مذکور ہے (انا نخترہ الیٰ قولہ تعالیٰ فتخونا ہما) اور مثنوی شریف میں بھی متعدد جگہ پر استہزار کی جگہ موجود ہے مثلاً ع گر شہ مے دید گاز..... خبر ہا اور جان من..... را دیدی و گرد و رانہ دیدی (ملفوظات مبارکہ اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حصہ اول ص ۳۸، ۳۹ اور خالص الاعتقاد شریف کے حواشی میں بھی امتداد دیوبندیت پر استہزار جا بجا موجود ہے وقعات السنان شریف و اذخاق السنان شریف میں بھی جا بجا کفریات تعاونیہ پر استہزار موجود ہے۔ ان تینوں اشعار کو بھی کافر معنوں پر استہزار تصور کرتے ہوئے حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان قدس کے خلاف نہ سمجھا اور پرچہ میں کتابت وطباعت کے تے دیے جانے والے مسودے میں ساتوں اشعار کو مدحت سیدتنا ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اشعار سے قطعاً علیحدہ لکھا لیکن کاتب کی حماقت یا خیانت کہ ان ساتوں شعروں کو حضرت سیدتنا صدیقہ کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مدحت کے اشعار کے درمیان دو جگہ درج کر دیا مولانا موصوف کو جب اس غلطی پر اطلاع ہوئی۔ تو پریشانیوں کی بنا پر نہ یہ سمجھ کر کہ کنکوے پتھروں کو اگر کوئی شخص جواہرات میں خلط کر دے تو کنکر پتھر خود ہی بتا دیں گے کہ ہم جواہرات نہیں مسلمانوں کو ان تینوں اشعار کا مضمون خود ہی بتا دے گا کہ ہم کو بارگاہ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہرگز کچھ تعلق نہیں پھر بھی اگر بفرض غلط کسی کو کچھ شبہ بھی ہوگا تو حضرات علمائے اہل سنت اس کو سمجھا دیں گے کہ یہ اشعار ہرگز ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں نہیں بلکہ انہیں کے اور مروسان مجاز کے متعلق ہیں ان اشعار کی صحیح ترتیب شائع کرنے میں جو تساہل و تغافل برتا تھا اس سے کلم لعلماء علی الاعلان صاف لفظوں میں توبہ شائع فرمادی (رسالہ مستطاب ذی الحجہ ۱۳۲۷ھ ص ۱۷ و ص ۱۸)

استغفار ہے کہ جب کہ مولانا موصوف نے اپنے اس تساہل و تغافل کو اپنا گناہ مانتے ہوئے اس سے کھلم کھلا کئی بار زبانی و تحریری توبہ شائع فرمادی اور صحیح ترتیب کے ساتھ ورق چھپوا کر بارہا اعلان شائع فرمایا کہ جس کے پاس کتاب مذکور ہو چاہے وہ کتاب میرے پاس بھیج کر مجھ سے قیمت واپس لے لے ورنہ اس کے ص ۳۷ و ص ۳۸ والا ورق نکال کر میرے پاس بھیج کر یہ صحیح ترتیب کے ساتھ چھپا ہوا ورق مجھ سے طلب کر کے کتاب میں لگا لے جس میں سے ان ساتوں اشعار کو قطعاً نکال دیا ہے صورت مستفسرہ میں مولانا موصوف کو اپنا امام و خطیب بنانا ان کی اقتدا میں نماز ادا کرنا جائز ہے یا نہیں اور ان پر سب و شتم و طعن و تشنیع سے پرہیز

کہ عذر قابل ضرور ہے یا نہیں؟

الجواب۔ بصحت مستفسر میں جب کہ واقعہ یہ ہے کہ مولانا سلمہٗ ربہٗ وحفظہٗ وأتحفہٗ نے ان اشعار کو اس روح اور اس کی اسپرٹوں کے نہ سمجھا اور اسی لئے ان کو بحضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مظنہ، بلکہ ان پر الزام اہانت اصلاً نہیں ہو سکتا۔ وہ اس سے قطعاً بری، قصدی توہین سے تو وہ برتر ہیں ہی۔ ایسے فعل سے بھی بری ہیں جو موجب اہانت ہو اگرچہ قصد اہانت نہیں قصد بحث ہی کا ہے۔ مولانا کا مسلمانوں کے ساتھ یہ حسن ظن تو بجا تھا مگر حرام کا لبادہ پھر بھی حرام ہے کہ وہ خود قرآن اشعار کو یہ سمجھیں گے کہ وہ متعلق ام المومنین ہیں مگر حرام پہرکانے سے بہک سکتے ہیں۔ کتنی پڑھانے والے بہکانے والے کہ کا کچھ بتانے والے بہت ہیں خصوصاً وہابیہ ملاعنہ۔ مولانا سلمہٗ کو ان کی ذہانت و ذکی کے لئے جیسے ہی اطلاع ملی ویسے ہی فوراً بے تاخیر صحت نامہ چھاپ دینا چاہئے تھا۔ مولانا سلمہٗ نے جو مسلمانوں کے ساتھ حسن ظن فرمایا وہ صحیح، اسی لئے برسہا برس گذرے سوانح عمر شش حصہ رسوم کو چھپے ہوئے کسی مسلمان نے اب سے پہلے کبھی تحریراً تقریراً نہ سماعت میں نہ خلوت میں کچھ لکھ کر زبانی کہا۔ حتی کہ اپنا بھی نہ کہا کہ یا شعاب بے موقع درج ہو گئے ہیں لہٰذا صحت نامہ چھاپ دیجئے۔ یہاں تک کہ مولانا سلمہٗ کے جو سخت مخالفین بعد آمدین تر ہے جن سے آج اس بارے میں دبے قصد موافقت (معاونت دہابیہ) ہمنوائی وامانت (دہابیہ ملاعنہ) تحریراً تقریراً صادر ہو رہی ہے انھوں نے بھی اس حال سے پہلے کچھ نہ کہا صحت نامہ چھاپ دینے کا بھی مطالبہ نہ کیا۔

مجھے جہاں تک معلوم ہوا ہے غالباً اعظم علی دیوبندی نے کانپور میں اپنی تقریر میں اسے ذکر کر کے اٹھایا ہوا پھر جگہ جگہ وہ اس سے سن کر اور وہابی اسے دہراتا رہا جب بھی لوگوں کو اس کا خیال نہ ہوا۔ جی سمجھا کئے کہ وہابیہ جیسے اور افترائات دن رات کرتے پھرتے ہیں ویسے ہی یہ ہے۔ کاش اس وقت ہی مولانا خود صحت نامہ چھاپ دیتے یا انھیں وہابیہ کی اس کفر بازی افتراء پردازی کی اطلاع نہ ہوئی تھی تو کوئی سنی صاحب اس وقت مطالبہ تصحیح فرماتے خصوصاً مولانا کے مخالف لوگ۔ مولانا سلمہٗ نے چھاپنے میں تساہل کیا تغافل برتا تو وہ صاحبان جنہیں اس پر اطلاع ہوئی انھوں نے بھی مطالبے میں تساہل کیا نہ کسی ان کے خاص عنایت فرما الٰہ آبادی کو امسال سے پہلے یہ توفیق ہوئی نہ ان کے خاص الخاص ہمدرد بزرگ یا بزرگ زادے نے اب سے پہلے کچھ فرمایا (تاب سے پہلے ان بزرگ اور بزرگ زادے نے سوانح عمر شش حصہ رسوم کے اس مسودے کے اپنے یہاں ہونے سے انکار فرمایا جس کا مارہرہ شریف

سے ملنا مولانا محبوب علی صاحب نے ظاہر فرمایا جسے برسوں گزریں۔ مولانا سلمہ ربہ وحفظہ عن شرور امداد اللہ کو محض اس لئے کہ وہ برادر ہیں شیعہ پرست اہل سنت مولانا حشمت علی صاحب سلمہ کے مطالبے میں معتوب ہوئے کئی سال گذر گئے ان پر عتاب کی اور وجہ تو کوئی خیال میں آتی نہیں اگر اس کا انکار فرض یا واجب تھا تو جب ہی فرمایا جاتا پہلے فرض نہ تھا پہلے اس سے دینی دنیاوی اپنے اور اپنے خاندان کے لئے ضرر پیش نظر نہ ہوئے تھے اب کسی مصلحت کے پیش نظر اس سے انکار فرض یا واجب ہو گیا اگرچہ اس سے دین و مذہب کو کیسا ہی ضرر ہو کتنا ہی صدمہ پہونچے دہابی اور ہر مخالف خوشیاں بجائے مولانا سلمہ کے جھوٹ اور محض بے فائدہ جھوٹ کی دستاویز اس کے ہاتھ آجائے کچھ ہو مگر اپنے معتوب کو نقصان پہونچ جائے وہ بے اعتبار ہو جائے۔ یعنی عالم دین رسوائے عام ہو جائے اس کی پرواہ نہیں یوں ساری سنی قوم بدنام ہو کہ اس کے علماء کا یہ حال ہے اس کا لحاظ نہیں فرمایا گیا۔

مولوی محبوب علی صاحب نے جب یہ حصہ چھاپا ہے ضرور بالضرور خدمت کیا ہوگا کہ جب وہ معتوب نہ تھے محبوب تھے۔ اور ان کے برادران سے زیادہ اگر اس زائد اظہار محبت و کرم و عنایت و وداد از جانب بزرگ و اظہار غلامی و انقیاد از جانب مولانا سلمہ میں صحت نامہ چھاپنے کا حکم فرمایا جاتا تو مولانا سلمہ ضرور فوری تعمیل فرماتے اگر اس زمانے میں یہ اشعار اس طرح غلط جگہ ان بزرگ اور بزرگ زادے کو نظر آئے اور جب سے اب تک انھوں نے مطالبہ صحت نہ کیا تنبیہ نہ فرمائی تو کیوں؟ کیا ان حضرات نے انھیں مدح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جانا اور اسے صحیح سمجھا یا یہ سمجھا کہ یہ میں تو متعلق امم زرع وغیرہا امور ہیں جہاں غلط درج ہو گئے فانفھموا وقتلوہ برداً اور ہم نے جو کہا کہ عوام کا لحاظ ضرور تھا اس کی صحت خود ظاہر ہے بہکانے والوں کے بہکانے میں کیسا آگئے انقلابیوں کے پروپیگنڈے کا کون کون شکار ہوئے ہیں سچ ہے کہ اگر محض انقلابی دہابی بنے رہتے اپنے گلے پھاڑتے تو کبھی فتنہ اتنا نہ پھیلتا، شدنی وہ جو ہونے ہوتے نہ رہے یہ غفلت یا اہل انکاری ہونا کتنی ہو کر رہی۔

ہو سکتا ہے کہ وہ مشعر علی حضرت قدس سرہ کے متعلق امم زرع وغیرہا امور میں جائز ہوں کہ وہ ابتدائی

عہ ان کے اس انکار کی صحت کا مجھے انکار نہیں وہ اپنے طور و یقین سے اس کا انکار فرماسکتے ہیں ان کی دانست میں ہی ہے کہ ان کے کتب خانے میں انہیں فہرست کتب خانہ میں عادت کی کتاب کیوں ہوگی مگر یہ کہ شاید حضرت غفیر العلم جہاں مدار صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بلیاوی وغیرہ کہیں سے یا کوئی اور صاحب لے گئے اور پھر کسی طرح شیخ کھول سے پاکیوں میں غلط ہو کے دہلی پہونچ گیا پھر کسی معاند زادے کے ذریعے سے مولوی محبوب علی خاں صاحب کو ملا اور انہوں نے اس کا اشتہار کر دیا ہو سکتا ہے۔

کلام سے بعض باتیں کسی موقع پر خلاف تقدس بھی جاتی ہیں اور وہی بعض امور موقع پر کہ منافی تقدس نظر نہیں آتیں سوال میں حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مثنوی کے بعض الفاظ مذکور ہوئے انھیں مثنوی میں دیکھنے والوں میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ سنا گیا جو حضرت مولانا رومی قدس سرہٗ کے متعلق یہ کوئی حرف رکیک تا افضل الصحابہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (غزوۂ حدیبیہ میں مروان مسعود ثقفی سے جب کہ وہ حالت کفر میں کفار قریش کے سفیر بن کر آئے تھے) فرمایا تھا اُنتف بظر اللات ہم زبان زبان کا بھی فرق ہوتا ہے۔ عربی میں وہی بات اتنی معیوب نہیں ہوتی اردو میں اس کا ترجمہ کردو معیوب ہوتا ہے۔ یوں ہی عربی فارسی اردو کو چھوڑیے ہر ایک متخصص بلغت اللات کا ٹھیٹ محاورہ نہ آپ کر سکیں گے نہ مہذب دنیا اسے سننا گوارا کرے گی۔

حدیث کے لفظ ان شتمک فاشتمہ کی تشریح میں حضرت شیخ نے اس صورت میں حدیث کے اس لفظ کو دیکھنے کے بعد اگر اس شعر کو متعلق حضرت مخدوم مرزا صاحب اعلیٰ حضرت کا شعر سمجھا تو مولانا سلمہ پر کوئی حرف نہیں آتا اس صورت میں ان پر کوئی الزام تو نہیں۔ بس یہی کہ انھوں نے تساہل کیا غافل پر نہ ہونا چاہیے تھا جب انھوں نے اس سے حکم کھا تو یہی کرلی تو اب ان پر یہ الزام بھی نہ رہا سب وشتم دلعن وطعن کا حرام ہونا خود ظاہر۔ سب وشتم دلعن تو کسی صورت میں بھی جائز نہ تھا۔ طعن کا بھی کوئی موقع نہ رہا ان کی اس توبہ کو قبول واجب ہے جو لوگ ان کی توبہ کے بعد بھی ان پر طعن کرتے ہیں وہ سخت مجرم ہیں۔ حق اللہ اور حق العبد میں گرفتار ہوتے ہیں۔ وہ ظالم جہنم کا ایندھن ہیں۔ قہر قہار وغضب ستار سے ڈریں۔ وہ لوگ جو اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں طرح طرح کے گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں وہ ارشاد الٰہی ﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ﴾ کا مصداق ہیں وہ فرمان رسالت پناہی ﴿اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ﴾ کے نیز ارشاد نبوی ﴿اِذَا غَلُظَتْ فَظَّ غَلِيْظٌ﴾ کے غافل یا شاذ ہیں ان کا انجام بد ہے۔

دوبارہ گمانی کے جرم عظیم میں مبتلا ہیں جو ان کی بار بار کی توبہ کو توبہ کہہ کر رد کرتے کراتے ہیں کہ انھوں نے تقیۃً توبہ کی اور یہ توبہ محض نمائشی ہے۔ عزل امامت کے خوف سے ہے۔ تفسیرات احمدیہ میں حضرت عارف باللہ سید ملا احمد جیون قدس سرہٗ زیر آیہ کریمہ ﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ﴾ الخ فرماتے ہیں ﴿قَالَ اللّٰهُ الْاَعْلٰى قَالَ اُسْلِمْ قُلْتُ اَسْلَمْتُ مُتَّقِيًا اَوْ مُتَّقِيًا قَالَ قُلِ الصَّلٰوةَ قَالَ اَلصَّلٰوةُ خَلْفَكَ قَالَ اَلْيَمِيْنُ قَالَ لَا اَسْلَمْتُ قَالَ عَلَيْكَ وَعَلٰى اٰلِكَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ﴾

ف۱ سورۂ آل عمران پ۳ ع۱۵ ف۲ کنز العمال ج۱ ص۱۱۳ ف۳ سورۂ بقرہ پ۲ ع۱۳ ف۴ تفسیرات احمدیہ ص۴۲

رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ یہ لوگ ان صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق بھی ایسی اوہام پکاتے جن پر توبہ فرض ہوئی انھوں نے توبہ کی یا صحابہ ہی کے ساتھ حسن ظن لازم ہے۔ انھیں کے ساتھ بدگمانی حرام ہے اور مسلمانوں کے ساتھ بدگمانی حلال ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ کسی مسلم کی طرف کسی گناہ کی نسبت بے ثبوت صحیح شرعی نہیں کی جا سکتی۔ دل کا حال یہ کیسے جانتے ہیں کہ انھوں نے یہ بناوٹی توبہ امامت کے لئے کی ہے حقیقی توبہ نہیں کی اخلاص نہیں یہ تو لوگوں پر توبہ کا دروازہ بند کرنا ہے پھر کوئی مسلمان ہونے آئے تو یہ اسے دھکا دے دیں گے کہ یہ تو فلاں غرض سے اسلام لانا ظاہر کرنا چاہتا ہے یہ مسلمان نہیں کیا جا سکتا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہ۔ الجواب صحیح۔ احمد ابراہیم

نوٹ۔ یہ فتویٰ کتاب فیصلہ مقدسہ شرعیہ قرآنیہ سے اخذ کیا گیا ہے۔ محمد ابرار احمد مجددی مرتب

کتاب الوصایا

وصیت کا بیان

مسئلہ۔ مسئولہ محمود الرحمٰن معرفت خان زادہ عنایت محمد خان غوری فیروز پرنٹنگ ورکس لاہور ۱۰ ذی القعدہ ۵۸ھ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ مندرجہ ذیل وصیت نامہ از روئے شرع مقدس درست ہے یا نہیں اگر نہیں تو قرآن وسنت کی روشنی میں کیسے ہو۔ تتمہ (ذمنی) اگر برادر اکبر عمر برس کا ہو اور قارون سے زیادہ امیر اور اس کے چھوٹے بھائی ایک دن اور ۱۲ ماہ گیارہ دن کے ہوں باپ کے پاس فقط سو روپے ہوں ان کا شرعی حصہ کیا ہوگا؟

نقل وصیت نامہ۔ منکہ عبداللہ..... کا ہوں میں اپنی کامل عقل وہوش کو برقرار رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل وصیت نامہ تحریر کرتا ہوں تاکہ اگر اچانک کسی وجہ سے میری موت واقع ہو جائے تو میرے بعد میرے لڑکوں میں کسی قسم کے جھگڑے نہ ہوں خدا کے فضل سے میرے تین لڑکے ہیں۔

اول لطف اللہ جس کی عمر اس وقت تقریباً ۲۸ سال ہے اور اس کی والدہ بقدیر الٰہی عرصے

نعمت ہوگی ہے۔ لطف اللہ کی تعلیم اور شادی کے حقوق میری طرف سے کلیم ادا ہو چکے ہیں۔ دام منت اللہ
دام حکمت اللہ دونوں کی عمریں اس وقت نو سال اور ایک سال ہے اور ان کی والدہ خدا کی مہربانی سے
احیات ہے میری وصیت ہے۔

(۱) مکان فلاں کائوں والا مکان جو میرا اور میرے برادر حقیقی میاں فضل اللہ صاحب کا مشترکہ ہے اور جو
حصہ والد صاحب مرحوم کی وراثت ہے اس مکان کے میرے نصف حصے میں میرے تمام ورثاء
میں سے ہر ایک کا مساوی حق ہے۔

(۲) علاوہ ازیں جو کچھ میری ذاتی پیداکردہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ ہے جس میں میرا شہر والا مکان واقع
فلاں محلہ میرے برادر نسبتی فضل اللہ کی رقوم شامل ہیں اور اگر روپیہ پوسٹ آفس سیونگ بینک میں ہو غیر
ازاں ان سب کے مالک میرے دونوں چھوٹے بیٹے منت اللہ و حکمت اللہ زیر سرپرستی ان کی والدہ ہوں
اور ان میں میرے بڑے لڑکے لطف اللہ کو کسی قسم کا دخل یا حق حاصل نہ ہو۔ فقط عبید اللہ الاحمدی ۱۳۲۳ھ

جواب۔ یہ وصیت مرا سرنا جائز ہے والعقود والفصول بھی ہے کہ جو اس کا حصہ ہے اس کے اور ورثاء
کے موجود ہوں گے تو شرعی حکم شرعی مطابق حصہ مساوی پائیں گے اور پھر وصیت حق ورثاء اس نے ناجائز ہے
کہ وصیت وارث کے لئے جائز نہیں۔ نزول کیت سماویہ سے وصیت برائے وارث منسوخ ہو چکی حضور
پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ عام حجۃ الوداع میں فرمایا ان اللہ تبارک وتعالیٰ قد اعطی کل ذی حق
حقہ فلا وصیۃ لوارث۔ بے شک اللہ عزوجل نے ہر حق دار کی حق کا اس کا حق عطا فرما دیا یعنی اس کا معین کر دیا جس
وارث کے لئے وصیت نہیں رواہ ابوداؤد وابن ماجہ والترمذی عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حدیث
مشکوٰۃ شریف میں بھی سنن ثلاثہ مذکورہ سے نقل فرمائی مشکوٰۃ میں بروایت دار قطنی ہے ولا تجوز وصیۃ لوارث
کسی وارث کی میراث قطع کرنا اس کو ضرر پہونچانا حرام ہے ایسے شخص کے لئے سخت وعیدیں وارد۔ حدیث
میں ہے۔ ان الرجل لیعمل او المرأۃ بطاعۃ اللہ ستین سنۃ ثم یحضرھما الموت فیضاران فی الوصیۃ فتجب
لھما النار۔ بے شک مرد یا عورت طاعت الٰہی میں ساٹھ برس گذارتے پھر مرنے کے وقت ایصال ضرر کریں کہ کسی
کو حصہ نہ دیں یا اس کے حصے کو بقصد مضارت ثلث پر زیادت کریں تو ان کے لئے جہنم کی آگ واجب۔
رواہ الامام احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجۃ کذا فی المشکوٰۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
اس حدیث کو بیان فرما کر سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ من بعد وصیۃ

یوصی بها الوالدین غیر مضار الی قوله) وذلك الفوز العظیم۔ نیز حدیث میں فرمایا۔ من قطع میراث وارثه قطع الله میراثه من الجنة یوم القیامة۔ جو اپنے وارث کی میراث قطع کرے گا اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی میراث جنت سے قطع فرمادے گا۔ رواہ البغوی فی المشکوٰۃ وابن ماجة فی سننه عن انس والبیهقی فی شعب الایمان عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنهما۔ لہٰذا میں نے زیر حدیث اول فرمایا۔ لہٰذا نزلت آیة المواریث نسخت الوصیة۔ ابن ماجہ میں سیدنا ابوہریرہ سے یہ روایت ہے قال صلی الله علیه وسلم ان الرجل لیعمل بعمل اهل الخیر سبعین سنة فاذا اوصی جاف فی وصیته فیختم له بشر عمله فیدخل النار وان الرجل لیعمل بعمل اهل الشر ستین سنة فیعدل فی وصیة فیختم له بخیر عمله فیدخل الجنة قال ابوهریرة واقرؤا ان شئتم تلك حدود الله (الی قوله) عذاب مهین۔

۲؎ جو کہا اس کا حشر وہ ہے کہ وہ لعنت اللہ اور اس کے دونوں بھائیوں سب کا حصہ مساوی ہے اور یہ وصیت ناجائز، ہاں اگر خود ہی لعنت اللہ دونوں بھائیوں کے حق میں چھوڑ دے باپ کی مرضی کے موافق کرے تو اسے اختیار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ شرعی طور پر والدین کی وصیت کو پورا کرنا کہاں تک لازمی وضروری ہے جس میں کسی کا نقصان کسی قسم کا بھی نہ ہو اور وہ وصیت بھی جائز ہو۔

الجواب۔ ہر وصیت کا پورا کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

کتاب المیراث

وراثت کا بیان

مسئلہ۔ از بنارس محلہ مدن پورہ بیٹہ مرسلہ حاجی اثر الدین جلال الدین صاحبان ۱۲ محرم الحرام ۱۳۲۸ھ زید نے انتقال کیا اور چار بیٹے چھوڑے عمرو، بکر، خالد، انس چاروں فرزند آپس میں مل کر کاروبار تجارت کرتے تھے اور ایک ساتھ کھاتے پیتے تھے ازاں بعد خالد نے انتقال کیا ایک بیوی اور ایک لڑکا اور ایک لڑکی چھوڑی چند روز بعد بکر کا انتقال ہوگیا اور دو لڑکے چھوڑے اس کے بعد عمرو نے دو

۱؎ حکومۃ شریعت ص۱۹۶، ۲؎ کنز العمال جلد ۲۲ ص۱۹۵ مطبوعہ حیدرآباد

لڑکے دو لڑکیاں چھوڑ کر انتقال کیا اور انس بھی ایک بیوی کو چھوڑ کر لاولد انتقال کیا بکر کے دونوں فرزندان نے اپنی بیوی و فرزندان و دختران کو چھوڑ کر بے بعد دیگرے انتقال کیا یہ چھ گی فرزند و دختر خالد و بیوی بکر کے پوتے اور بیوی و دو لڑکیاں عمرو و دو لڑکیاں انس اخوذ ایک تقسیم ہوا ترکہ منقولہ و غیر منقولہ نقد و جنس و تجارت وغیرہ کی ہوگئی اور بکر کا ربع حصہ بکر کے پوتے کے حوالہ کیا گیا بکر کے پوتوں نے اپنی پھپھیوں کو حصہ تقسیم نہیں کیا اور بکر اینڈ سنس کے نام سے تجارت شروع کر دیا تجارت شروع کرنے کے لئے دو پھپھیوں سے اجازت لی اور نہ اس کی انہیں مزاحم ہوئیں۔ اب بکر کی ایک پوتی فرم سے علیحدہ ہونا چاہتی ہے اور اپنے حصہ کی طالب اور اصل و انتفاع آج تک کا چاہتی ہے لہذا شرعاً بکر کی پوتی اپنے دادا کی زندگی تک کیا جس روز تقسیم ہوئی ہے اس روز تک کا اور آج تک کا اصل اور انتفاع دونوں طلب کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب بکر کی پوتی اور صورت حالہ خود اگر روز وفات والد سے آج تک خود عمل میں شریک رہی یا اس کی نیت سے عمل ہوتا رہا تو جب تک ایسا ہوا اس وقت تک وہ روز کی بھی مستحق ہے روز تقسیم تک تمام ہے کہ اس روز تک کا اس کا حصہ مال کل زر و مال و تجارت سے بکر کے پوتوں کے حوالہ کیا گیا تو اس وقت تک عمل میں بیچ وہ خود شریک رہے یا یوں کہ ان سب کی طرف سے عمل ہوتا رہا اور وہ راضی رہے تو حاصل یہ روز تقسیم تک حاصل ہوا اس میں اپنے حصہ کی قدر بکر کی پوتی کا استحقاق ہے ہی اب بکر کے پوتوں نے جو دکان مال مشترک سے کھولی اگر اسے خاص اپنے لئے کھولا ہے تو اس صورت میں بکر کی پوتی اپنے حصے کے زر اصل ہی کی مستحق ہے اس کے بھائی اس کے حصے کے ذمہ سب میں ان پر اس کے حصہ کا مال اسے دینا لازم ہے نفع صرف ان کا ہے مگر جو ان کے حصہ کا ہے وہ طیب ہے اور اس تجارت میں جو اس کے حصہ کا ہے وہ خبیث اس کے حصہ کا نفع راہ تصدق کریں اور بقیہ اگر سب اس کو اپنی بہن کو دیں اور یہی بہتر ہے

اور اگر انھوں نے خاص اپنے لئے تجارت شروع نہ کی بلکہ سب کی نیت سے اور دوکان از نام بکر اینڈ سنس کھولا یہ بتا کے کہ انھوں نے اسے خاص اپنے لئے نہیں کھولا ہے بلکہ جیسا مال مشترک ہے ایسے ہی دوکان بھی مشترک رکھی ہے اور سوال کے یہ لفظ کہ اب وہ فرم سے علیحدہ ہونا چاہتی ہے کہ یہ بتا رہے ہیں کہ وہ اور شرکا سب اسے شریک فرم سمجھتے رہے ہیں تو اس صورت میں بکر کی پوتی آج تک کے نفع کی بھی مستحق ہے مگر جب کہ سنس میں اللہ کو مرفالڑکے ہی آتے ہوں لڑکیاں اس کے نیچے نہ آتی ہوں اور

لڑکے اس کے مدعی ہوں کہ انھوں نے دوکان خاص اپنے لئے کی اس میں لڑکی کا کوئی حصہ نہیں رکھا۔
عقود الدریہ میں ہے۔ سئل فی اخوۃ نصبۃ تلقوا ترکۃ من ابیہم فلنفذوا فی الاکتساب والعمل فیعلم علی کل قدر استطاعۃ فی مدۃ معلومۃ وحصل ربح فی المدۃ معلومۃ فھل تکون الشرکۃ وما حصلوا بالاکتساب بینھم صحیحۃ وان اختلفوا فی العمل والرای کثرۃ وصوابا فاجاب المرحوم نعم اذا کل واحد منھم یعمل لنفسہ واخوتہ علی وجہ الشرکۃ۔ اسی میں ہے۔ الظاھر انھا شرکۃ ملک لا یجری فیھا التفاوت فی الربح بل یکون مالی ایدیھم بینھم سویۃ کما مر وھذہ المسألۃ تقع کثیرا خصوصا فی اھل القری حیث یموت ابوھم ویترک ابنین وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت احدھم ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثانی ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثالث ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الرابع ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الخامس ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السادس ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السابع ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثامن ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت التاسع ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت العاشر ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الحادی عشر ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثانی عشر ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثالث عشر ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الرابع عشر ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الخامس عشر ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السادس عشر ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السابع عشر ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثامن عشر ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت التاسع عشر ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت العشرون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الحادی والعشرون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثانی والعشرون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثالث والعشرون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الرابع والعشرون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الخامس والعشرون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السادس والعشرون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السابع والعشرون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثامن والعشرون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت التاسع والعشرون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثلاثون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الحادی والثلاثون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثانی والثلاثون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثالث والثلاثون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الرابع والثلاثون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الخامس والثلاثون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السادس والثلاثون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السابع والثلاثون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثامن والثلاثون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت التاسع والثلاثون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الاربعون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الحادی والاربعون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثانی والاربعون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثالث والاربعون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الرابع والاربعون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الخامس والاربعون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السادس والاربعون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السابع والاربعون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثامن والاربعون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت التاسع والاربعون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الخمسون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الحادی والخمسون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثانی والخمسون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثالث والخمسون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الرابع والخمسون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الخامس والخمسون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السادس والخمسون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السابع والخمسون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثامن والخمسون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت التاسع والخمسون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الستون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الحادی والستون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثانی والستون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثالث والستون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الرابع والستون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الخامس والستون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السادس والستون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السابع والستون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثامن والستون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت التاسع والستون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السبعون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الحادی والسبعون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثانی والسبعون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثالث والسبعون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الرابع والسبعون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الخامس والسبعون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السادس والسبعون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السابع والسبعون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثامن والسبعون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت التاسع والسبعون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثمانون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الحادی والثمانون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثانی والثمانون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثالث والثمانون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الرابع والثمانون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الخامس والثمانون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السادس والثمانون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السابع والثمانون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثامن والثمانون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت التاسع والثمانون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت التسعون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الحادی والتسعون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثانی والتسعون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثالث والتسعون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الرابع والتسعون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الخامس والتسعون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السادس والتسعون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السابع والتسعون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثامن والتسعون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت التاسع والتسعون ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت المائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الحادی والمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثانی والمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثالث والمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الرابع والمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الخامس والمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السادس والمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السابع والمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثامن والمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت التاسع والمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت المائتان ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الحادی والمائتان ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثانی والمائتان ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثالث والمائتان ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الرابع والمائتان ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الخامس والمائتان ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السادس والمائتان ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السابع والمائتان ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثامن والمائتان ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت التاسع والمائتان ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثلاثمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الحادی والثلاثمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثانی والثلاثمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثالث والثلاثمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الرابع والثلاثمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الخامس والثلاثمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السادس والثلاثمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السابع والثلاثمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثامن والثلاثمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت التاسع والثلاثمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الاربعمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الحادی والاربعمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثانی والاربعمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثالث والاربعمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الرابع والاربعمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الخامس والاربعمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السادس والاربعمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السابع والاربعمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثامن والاربعمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت التاسع والاربعمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الخمسمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الحادی والخمسمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثانی والخمسمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثالث والخمسمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الرابع والخمسمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الخامس والخمسمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السادس والخمسمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السابع والخمسمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثامن والخمسمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت التاسع والخمسمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الستمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الحادی والستمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثانی والستمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثالث والستمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الرابع والستمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الخامس والستمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السادس والستمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السابع والستمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثامن والستمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت التاسع والستمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السبعمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الحادی والسبعمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثانی والسبعمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثالث والسبعمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الرابع والسبعمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الخامس والسبعمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السادس والسبعمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السابع والسبعمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثامن والسبعمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت التاسع والسبعمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثمانمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الحادی والثمانمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثانی والثمانمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثالث والثمانمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الرابع والثمانمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الخامس والثمانمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السادس والثمانمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السابع والثمانمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثامن والثمانمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت التاسع والثمانمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت التسعمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الحادی والتسعمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثانی والتسعمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثالث والتسعمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الرابع والتسعمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الخامس والتسعمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السادس والتسعمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السابع والتسعمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثامن والتسعمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت التاسع والتسعمائۃ ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الحادی والالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثانی والالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثالث والالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الرابع والالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الخامس والالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السادس والالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السابع والالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثامن والالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت التاسع والالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الالفان ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الحادی والالفان ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثانی والالفان ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثالث والالفان ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الرابع والالفان ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الخامس والالفان ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السادس والالفان ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السابع والالفان ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثامن والالفان ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت التاسع والالفان ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثلاثۃ الالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الحادی والثلاثۃ الالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثانی والثلاثۃ الالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثالث والثلاثۃ الالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الرابع والثلاثۃ الالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الخامس والثلاثۃ الالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السادس والثلاثۃ الالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السابع والثلاثۃ الالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثامن والثلاثۃ الالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت التاسع والثلاثۃ الالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الاربعۃ الالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الحادی والاربعۃ الالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثانی والاربعۃ الالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثالث والاربعۃ الالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الرابع والاربعۃ الالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الخامس والاربعۃ الالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السادس والاربعۃ الالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السابع والاربعۃ الالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثامن والاربعۃ الالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت التاسع والاربعۃ الالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الخمسۃ الالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الحادی والخمسۃ الالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثانی والخمسۃ الالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثالث والخمسۃ الالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الرابع والخمسۃ الالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الخامس والخمسۃ الالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السادس والخمسۃ الالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت السابع والخمسۃ الالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت الثامن والخمسۃ الالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ کیف شاء ثم یموت التاسع والخمسۃ الالف ویترک ابنا وبنتا فیاخذ کل واحد منھم نصیبہ ویتصرف فیہ

الصفات والعلم یلحق عند اہل الواجب بالذات وھو تعالیٰ اعلم وعلمہ احکم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ۔ از گورکھپور محلہ کہنہ گورکھپور مرسلہ مولوی الفت علی صاحب فاروقی برکاتی رضوی مصطفوی سلمہ ۲۴ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ۔

سوال۔ مسماۃ ہندہ اپنے شوہر کے انتقال کے بعد مرتکبہ زنا ہوئی آیا ایسی صورت وہ محروم الارث والمیراث عند الشرع قرار پائے گی یا نہیں حالانکہ زانیہ مذکورہ کے لئے شرعاً احکام کیا ہیں حکم رجم ہے ساتھ ہی اس کے حکومت ہائے ہند وبیرون ہند کی قانون استحقاق ارث وغیرہ کے لئے کیا قانون ہے۔ بینوا وتوجروا بالدلیل والکتاب۔

الجواب۔ بدکاری ارث سے محروم نہیں کرتی ورنہ صرف بدکار کیا ہوا ایسا متقی ہوتا جس سے کبھی کوئی گناہ سرزد نہ ہوا کفر تو ایسی چیز ہے کہ اس سے حکم ورثہ منقطع ہوجاتا ہے اور یوں ہی ارث سے محروم ہوجاتی ہے۔ بے شک زنائے محصنہ کے لئے رجم ہے اگر رجم ہوتی اور اس سے ہو جاتی تو شوہر کی زندگی میں مرنے سے شوہر کا ترکہ نہ پاتی کہ ترکہ تو شوہر کے بعد ہوگا اور وہ شوہر کے سامنے مرگئی۔ بکر جب کہ یہاں اسے سزائے رجم نہیں دی جاسکتی وہ زندہ ہے اور شوہر مرگیا تو یوں کہ کوئی گناہ ارث سے محروم نہیں کرتا نہ ہی محرومی ارث کا سبب ہوگا۔ لہٰذا اگر کہ مستحق ہے اور مہر وہ تو بہر حال عفت کا دیا ہی جائے گا اگر یہ شوہر کی زندگی میں مرے خود یا رجم سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقیر امجد علی عفی عنہ

مسئلہ۔ از آنولہ ضلع بریلی مسئولہ از مولوی عبداللطیف صاحب ۲۴ رمضان ۱۳۵۲ھ

زید کے والد نے بوجہ مطیع نہ ہونے کے عاق نامہ لکھ دیا کہ میری جائداد سے کوئی تعلق نہیں تو کیا شرعاً عاق نامہ معتبر ہے اور زید بعد والد کے جائداد کا وارث ہوگا یا نہیں؟

الجواب۔ ضرور وارث ہوگا اگرچہ ہزار عاق نامے لکھ دے عقوق سے وارث غیر وارث نہیں ہوجاتا اور عاق کر دینا کوئی چیز نہیں ہو عاق ہے وہ عاق نامہ لکھنے سے عاق نہیں پہلے ہی سے عاق ہے عاق نامہ لکھ دینے کے عقوق سخت گناہ ہے مگر گناہ کے سبب سے وراثت سے محروم نہیں ہو سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ مرسلہ شیخ محمد عبدالقیوم کٹرہ پختہ کوچہ چاہ آنولہ ربیع الآخر ۱۳۵۲ھ

زید کی منکوحہ نے اپنے ذاتی مال سے مبلغ ایک ہزار روپیہ بلاشرط اپنے شوہر زید کو دیے اور یہ کہا کہ یہ رقم لے لو اور جو تمہاری سمجھ میں آئے کرو، تمہیں اختیار ہے چنانچہ زید نے وہ رقم لے لی اور تقریباً دو سال بعد زید نے ایک تجارت شروع کی جس میں اپنے روپیہ کے ساتھ یہ روپیہ لگا دیے آٹھ ماہ تک کاروبار کرنے کے بعد دوکان میں آگ لگ گئی جس سے بہت نقصان ہو پہنچا زید کا قرض تقریباً آٹھ ہزار روپیہ کا مقروض ہو گیا لیکن زید نے پھر اتنا سے مال قرض لے کر تجارت جاری کر دیا اور محنت کر کے تھوڑے عرصہ میں اتار کا کل قرضہ ادا کر دیا فی الحال اب تک وہ رقم کما یا کی کے ساتھ جاری ہے اب زید کی منکوحہ کا انتقال ہو گیا ورثہ میں صرف مال اور شوہر ہے مال کا مطالبہ ہے کہ متوفیہ نے جو روپیہ زید کو دیا تھا اس میں شوہر کا اب میرا بھی حصہ ہے لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ متوفی اس رقم کی مالک تھی یا نہیں اس طرح بلاشرط دینے سے ہبہ ہوتا ہے یا نہیں اور آگ لگنے کے بعد کچھ بچ رہتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ عورت نے اگر روپیہ بہ نیت ہبہ دیا تھا تو وہ زید کا ہو گیا اگر بطور قرض دیا تھا تو زید اس کا مقروض ہے عورت کے انتقال کے بعد اس کے ورثہ کا ہے جس میں زید بھی ہے عورت جب مر چکی ہے اس کا بیان ہو نہیں سکتا جس سے معلوم ہو اس نے کس نیت سے زیادہ تر باتیں ممکن ہوا کرتی ہیں عورتیں ہمیشہ تو اپنے شوہر کو روپیہ پیسے دیتی ہیں اور قرضاً بھی بلکہ تجارت کے لئے بھی جس میں شوہر بطور مضارب ہوتا ہے یا محض کار کن عورت نے جس نیت سے وہ روپیہ دیا ضرور اس کے آثار ظاہر ہوں گے اس عرصہ میں مرحومہ نے جو کچھ اس روپیہ کی بابت کہا کیا ہو اس سے اس کی نیت کا حال معلوم ہو اس نیت ہی پر حکم ہو گا اگر خاموش ہی مر گئی تو اس صورت میں ظاہر یہی ہے کہ اس نے ہبہ کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از شیخ فتح غزنی اللہ بخش صاحب ۲۹ شعبان

زید نے جب کہ شریعت جانے کا ارادہ کیا تو اس نے اپنی جائداد کا انتظام اس طرح کیا لڑکیوں کو حصہ نہیں دیا جو کچھ جائداد تھی لڑکوں کے نام تقسیم کر دی اور بیوی کو اس کا حق سمجھ کر کچھ جائداد کا مالک بنا دیا لڑکیوں کو اس خیال سے محروم رکھا کہ اگر میں مکہ معظمہ سے واپس نہیں آیا یا میری زندگی نے وفا نہیں کی تو قانون شرع محمدی سے لڑکیوں کو بھی حصہ پہنچ جائے گی اور میں لڑکوں اور بیوی کو لکھ جاؤں گا تو ہماری مہربان گورنمنٹ کے قانون کی رو سے میرے بچے قانون اسلام کی زد اور تباہی سے محفوظ رہیں گے اور میرے لڑکیوں کے بنائے کچھ نہ ہو گا اس خیال سے جائداد کو تقسیم کرنے والا کس سزائے شرعی کا مرتکب ہے یا جزا کا مستحق ہے جزا اور سزا مستحق ہے صاف

صاف تحریر فرمائیں بینوا توجروا

الجواب۔ وہ شخص جس نے لڑکیوں کو میراث سے محروم کیا وہ بھی ایسا ویسا گناہ گار ہوا بعض علماء نے کبیرہ کہا ایک غریب حدیث میں ہے لن یدخل الجنۃ من حبس میراث وارثہ قطع اللہ میراثہ من الجنۃ یوم القیامۃ۔ امام نووی تیسیر شرح جامع صغیر میں زیر حدیث مذکور فرماتے ہیں۔ ای ان استحل حرمان الوارث حراما وھذا محمول علی من انکر الارث واللہ تعالیٰ اعلم

سئلہ۔ از شہر بریلی محلہ کرک کوٹیاں مسئولہ عبدالمجید خاں مورخہ ۱۲ رمضان المکرم ۱۳۵۵ھ

زید بدمذہب سنت والجماعت اور زید کی شادی عورت اہل سنت والجماعت سے ہوئی بعدہٗ کچھ عرصہ قریب دس سال کے عورت مذکورہ قادیانی ہوگئی اور ہے اب قریباً دو سال سے زید کا انتقال ہوگیا اب عورت مذکورہ ارث کی مستحق ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ مرتد مذکورہ مرجائے گی فان لا یعتد بالارتداد بعد الموت کما فی الدر المختار وغیرہ مگر نہ پائے گی کہ مرتد مسلم کا وارث نہیں اگر چہ کل مفتی بہا قول ہے وہ ان ارادے کے سبب نکاح سے نہ نکلی بدستور زوجہ رہی مگر میراث نہ پائے گی یہاں بقائے نکاح موجب توارث نہیں جیسے فتاوٰی ہندیہ میں اس صورت میں کہ زوجین میں ایک مرتد حالت ارتداد میں مرگیا فرمایا کہ مرتد شوہر کی وارث نہیں۔ ان ارتد احد الزوجین معا ثم مات احدھما لم یرث الحی منھما لان بقاء النکاح بینھما لا یوجب التوارث کما فی الھندیۃ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سئلہ۔ از کنگر سادات مسئولہ معرفت جناب میر نذر حسن صاحب ۲۰ رجب ۱۳۵۵ھ

میر الزام بحالت ثبات عقل ہے لیکن میرے ساتھ میں اس طرح پیش آتا ہے کہ تخمیناً عرصہ ایک سال سے مجھ سے بات نہیں کرتا ہے نیز توہین کرتا ہے عزت کا خواہاں ہے میں ہوں میں سخت کمائی سے مقابلہ پڑتا ہے میں یہ ثابت ہوتا تھا کہ میرے مارنے پر تیار ہے میں نے اس کی حرکات و بیہودگیوں پر غور کر کے یہ تہیہ کیا ہے کہ میری زمینداری وغیرہ وغیرہ جو کچھ میری ہے بعد میرے مستی مذکور کو حاق نامہ لکھنے سے حصہ سے کچھ شرعاً پاتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ وہ لڑکا سخت فاسق فاجر شدید حرام کار اشد گناہ گار مستحق نار مستوجب غضب جبار مستلزم قہر قہار حق الشرع حق اب میں گرفتار ہے اس پر اپنی اس خبیث نہایت شنیع حرکت سے توبہ لازم ہے اور اپنے والد سے معافی چاہنا نہایت عاجزی پورے انکسار انتہائی تذلل کے اظہار کے ساتھ یہاں تک معافی

ف فتاوٰی ہندیہ جلد ۲ صفحہ ۴۵۸ مطبوعہ مصر ف ابن ماجہ مکتوب شریف ۲۰۱

چاہتا ہے کہ باپ معاف کردے اور دل سے راضی ہوجائے باپ کے ساتھ گستاخی کو ہلکا نہ جانے۔ سخت قہر اور عظیم غضب کی بات ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ گستاخی تو بہت سخت ہے محض نافرمانی جس سے انھیں ایذا ہو بھی العقوق ہے اور عقوق حرام و کبیرہ ہے حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں علیہ الصلاۃ والسلام الا انبئکم باکبر الکبائر (۳ بار) کہا میں تمہیں سب کبیروں سے بڑے کبیرہ کی خبر نہ دوں صحابہ کی عرض پر فرمایا الاشراک باللہ وعقوق الوالدین الخ خدا کا شریک کرنا اور ماں باپ کو ستانا۔ عقوق والدین جنت سے محرومی کا باعث ہے اور بالکل محرومی کا سبب ہوسکتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ عقوق والدین کی نحوست سے خوف کرنا چاہیئے کہ کلمہ اسلام پر خاتمہ نصیب نہ ہو یا معاذ اللہ ایمان ہی پر موت سے محروم رہے۔

عقوق والدین لعنت کا سبب ہے حدیث میں ہے۔ ثلثۃ لا یدخلون الجنۃ العاق لوالدیہ والدیوث (رجلۃ النساء) عقوق والدین ایسی خبیث ہولناک شے ہے کہ شرک کے بعد اسی کو فرمایا۔ عقوق والدین ایسا شنیع کام ہے کہ حدیث میں دیوثی سے بھی پہلے اس کو ذکر فرمایا دیوثی سے بھی بدتر ٹھہرا۔ عقوق والدین ایسی ناپاکی ہے کہ اس کے ساتھ نہ فرض قبول نہ نفل حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے فرمایا۔ ملعون من عق والدیہ ملعون من عق والدیہ ملعون من عق والدیہ ماں باپ کے ساتھ گستاخی ملعون کا کام ہے حدیث میں ہے۔ لعن اللہ من سب والدہ۔ ماں باپ کا حق ماننا ان کا شکر گذار رہنا ایسا فرض ہے کہ اسے قرآن عظیم نے اللہ عزوجل کے حق کے بعد ہی ذکر فرمایا کہ فرمایا ان اشکرلی ولوالدیک۔ ماں باپ کو گالی دینا، تو گالی دینا انھیں اف کہنا بھی حرام ہے قرآن عظیم کا ارشاد ہے ولا تقل لھما اف وہ شخص اگر توبہ نہ کرے مسلمان اس سے میل جول رابطہ نسبت برادرانہ سلام کلام چھوڑ دیں یہاں تک کہ وہ توبہ کرے اور اپنے اس شدید جرم نافرمانی ایذا رسانی گستاخی کے معافی والدین چاہے۔ والدہ والدہ سے کسی مسلمان کو ناحق ستانا ایذا دینا اس جل جلالہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دینا ہے کما فی الحدیث۔

مگر جب تک وہ مسلمان ہے اس وقت تک یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ اپنے والد کا وارث بعد والد نہ ہو۔ وارث بنانا والد کا کام نہیں کہ وہ چاہے لکھ جائے وہ وارث ہو اور جس کو لکھ دے کہ یہ وارث نہ ہو وہ وارث نہ ہو۔ عاق نامہ لکھ دینا لغو ہے۔ عاق کہنے سے عاق نہیں ہوتا۔ عاق تو وہ چیز ہے یہ عاق کرے یا نہ کرے عاق نامہ لکھے یا نہ لکھے۔ اگر عاق کو یہ عاق نہ سمجھے نہ کہے نہ لکھے تو اس کی غلط فہمی سے اس کا عقوق نہ جائے گا

لے سورۂ لقمان آیت ۱۴، ۔ سے سورۂ اسراء آیت ۲۳، ۔ سے کنز العمال جلد ۱۶ صفحہ ۴۵۶

یوں اگر غیر عاق کو یہ لکھ دے یا کہہ دے تو اس کے کہنے سے وہ عاق نہ ہو جائے گا۔ جو عاق ہے وہ اس عقوق کی بنا پر وراثت سے محروم نہ ہوگا اور وہ گناہ کرتا ہے تو اس کے گناہ سے اس کے والد کو گناہ کی اجازت نہ ہو جائے گی میراث وارث سے بھاگنا گناہ ہے بعض علما نے تو اسے کبیرہ فرمایا حدیث میں ہے۔ من فر میراث وارثہ قطع اللہ میراثہ من الجنۃ یوم القیامۃ تیسیر شرح جامع صغیر میں اس حدیث کے نیچے فرمایا۔ افاد ان حرمان الوارث حرام وعدہ بعضھم من الکبائر واللہ تعالیٰ اعلم

WWW.NAFSEISLAM.COM

لہ ابن ماجہ مشکوٰۃ ص ۲۶۶

ضمیمہ

فتاوی مصطفویہ کی کتابت مکمل ہونے کے بعد کچھ نئے فتاوے موصول ہوئے جو اس میں نہیں تھے تو وہ اس ضمیمہ کے تحت شامل کیے گئے ——— مرتب غفرلہٗ

مسئلہ از شہر اکباب تھانہ کہ کہ موضع کاوٹی بازار مرسلہ مولوی سکندر علی صاحب بنگالی طالب علم مدرسہ نیازیہ حیدرآباد دکن سیتاپور ۱۴ محرم الحرام ۱۳۲۹ھ

ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ فی ھذہ المسألۃ فقہائے قائم نے زید اکہ در قرابتش بنت بنت رضائی مرد اور حقیقی قاسم باشد بحالہ تکاحش آورد و دخل او چناں بود کہ موافق مذہب خود جائز ست۔ از علمائے استفسار نمودہ بود ایشاں بصحت تکاحش قضا نمودند پس از چندے علمائے احناف بعدم جواز تکاحش فتوے می دادند و جماعت مسلمین را اباحت و مواکلتش منع می کنند مادامے کہ تفریق تکاحش نکنند۔

جواب بنگالیان

بر تقدیر تصدیق مسئول عنہا علمائے شریعت غرا و فضلائے طریقت بیضا الہامہ فقہائے مذہب حنیف و علمائے ملت منیف می نگارند کہ چوں علمائے مذہب مستحسنہ شان جمہ باشد یا متعدد باشد یا متعارض باشد و اعلم کہ مذہب حکم بجواز صادر نمایند و قضا بر آں تنفیذ فرمایند و پس آں دانستہ رود توقف یا فتنہ کہ بہاں عمل و تعمل زیشان بظہور پیوستہ بطبق مذہب شان نہ بروانستہ و بمشرب یکے از ائمہ دیگرے کہ مذہب و محمود و سنت جماعت ست درپیوستہ پس باز دیگر تنقیض و تردید آنہا کردن روا و جائز نباشد زیرا کہ مسلک تقلید نمودہ کہ ہم خالی از تحقیق دارد و ہاں عمل و فعل ولا محالہ صحیح و درست دارد و نیز از تقلید ظنی از مذہب مستمرۃ خود خارج نشوند و منصب ہداں مذہب دیگر نگردند پس مناکحت قاسم بدیں منوال ہمیں منوال صادقست کہ لاریب ولا محالہ صحیح و ناقذ گردیدہ است اگرچہ بالعرض و التقدیر مخالفت مذہب حنفی آمدہ۔

لیکن بسلک اہل ظواہر کمثل امام ہمام شافعی علیہ رضوان الباری وغیرہ کہ مسلوک و مشمول بسنت جماعت
بوده و هستند کہ علمائے احناف لفظ مجاز مذہب شان مظنون شده بنت بنت رضائی امام ابو عبد الحق قاسم
کہ بود و حکم کاهش داده بود نه کہ ثابت گردد تحت حجاب ممنوعات کلیہ حنفیہ محجوب و مستور بوده و در ضمن مخابرہ با امور
مباحات اہل ظواہر کہ بحیث شافعی وغیرہ وستہ کشوف و مظہر شده پس ہر گز طاہر احناف را نبی رسد کہ تفرق و اختلاف
در میان حنش کند کہ آن مسلم محمدیہ و منکر سنت جماعت گردد و خلافت سبکے را از سنت جماعت عند اللہ موجب ضلالت
نام برد کما قال العلامۃ ابن عابدین الشامی الحنفی فی ردالمحتار ناقلا عن العلامۃ الشرنبلالی فی عقد الفرید
ولیس لہ التقلید بعد العمل کما اذا عمل مقلد الحنفی علی مذہب الشافعی اکل مذہبہ ثم تزوج بلا شہود ثم بلا ولی
ثم بلا صداق ثم طلقہا قبل الدخول ثم راجعہا ثم طلقہا ثلثا فی مجلس واحد ثم تزوج اختہا من الرضاعۃ
فانہ یحد عند الکل لانہ لا یعتقد حلہ بعد ان عمل علی خلاف مذہبہ اھ قال فی الدر المختار وفی التتارخانیۃ عن الذخیرۃ
عن محمد بن سلمۃ سئل ابو نصر عن رجل شافعی المذہب تزوج امرأۃ بغیر شہود ثم تحنفوا ثم ماتت ہل یرثہ
قال نعم لانہ لما تحنف فقد ترک مذہبہ اھ قلت وقولہ لانہ لما تحنف الخ یفید ان الحنفی لو تزوج بلا شہود
ثم تحول شافعیا ثم مات ورثتہ لانہ لما تحول شافعیا فقد ترک مذہبہ اھ قلت وقولہ لانہ لما تحنف الخ یفید ان الحنفی لو تزوج بلا شہود
ثم تحول شافعیا ثم مات ورثتہ لانہ لما تحول شافعیا فقد ترک مذہبہ اھ قلت وقولہ لانہ لما تحنف الخ یفید ان الحنفی لو تزوج بلا شہود
ثم تحول شافعیا ثم مات ورثتہ لانہ لما تحول شافعیا فقد ترک مذہبہ اھ قلت وقولہ لانہ لما تحنف الخ یفید ان الحنفی لو تزوج بلا شہود
ثم تحول شافعیا ثم مات ورثتہ لانہ لما تحول شافعیا فقد ترک مذہبہ اھ قلت وقولہ لانہ لما تحنف الخ یفید ان الحنفی لو تزوج بلا شہود

و دلیل مذہب الظاہر کہ ملحق بسنت جماعت ست و مخالفت فرعی مذہب در مخابرہ با احناف می دارند بحیثیت
امام ہمام شافعی و غیرہ وستہ و ہمین سنت چنانچہ شارح مسلم امام نووی در شرح آں می نگارند واما مخالفتہ فی فطنا
الاہل الظاہر فانہ علی خلاف الاکثرین حیث قالوا یجوز نکاح المرأۃ بغیر ولی والصحیح وفاقا لنا ذی عن ابن عمر و
عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہم) واحتجوا بقولہ تعالی وانکحوا الایامی منکم والخطاب مع الاولیاء ولان البضع
لا یملک الا بالعقد والعقد کما ذکرہ الشافعی والاصحاب ولامام ابو عیسی ترمذی در جامع ترمذی شان نزول آیت
حدثنا الحسن بن علی الخلال حدثنا ابن نمیر عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ قالت جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فقال ان ابنتی ابت ان ترد ید رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اجلس
وقال لہ ذلک ثلثا فقال فانی قد زوجت ابنتی عمی ابنہ فقالت ایما امرأۃ نکحت بغیر اذن مولاہا فنکاحہا باطل
ثلثا فدخل بہا فلہا المہر بما استحل من فرجہا فان اشتجروا فالسلطان ولی من لا ولی لہ قال ابو عیسی ہذا حدیث حسن صحیح والعمل علی ہذا

بعض اهل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وغیرہم کرھوا الدین افضل والاصل
فی ھذا حدیث عائشۃ وقد رخص بعض اھل العلم فی الدین افضل والقول الاول اصح رواہ الترمذی وقال
الشامی وتظہر ھذہ المسألۃ بما نقلہ العلامۃ بیری فی اول شرحہ علی الاشباہ عن شرح الھدایۃ لابن شحنۃ ونصہ
اذا صح الحدیث وکان علی خلاف المذھب عمل بالحدیث ویکون ذلک مذھبہ ولا یخرج مقلدہ عن کونہ
حنفیا بالعمل بہ فقد صح عن ابی حنیفۃ امام الائمۃ انہ قال اذا صح الحدیث فھو مذھبی وقد عمل بذلک
ابن عبد البر عن ابی حنیفۃ وغیرہ من الائمۃ الخ وقاضی خاں وصاحب ہدایہ چناں مذہب اہل ظاہر نقل بالتکرر
الزمردہ اند کما قال فی فتاوی قاضی خان وقال الامام المحامی الشافعی لو ثبت عن جانب الاب والعقبا
بعض ھذہ المسألۃ لابن بعضھا الاحصہ ہرگاہ از دلائل کتب فقہائے حنفیین دمہرین گردید کہ ترویح قائم نامی
نزد علمائے حنفی روا و درست گردیدہ واز اں مذہب حنفی بیروں نہ آمدہ باوجود اں اگر جماعت مسلمین بروئے زبان
طعن ولعن بکشایند لیس عند اللہ ماخوذ مشوند وعند الناس مستحق سزا کما ھو فی کتب الفقہ من اذی مسلما بقول او
بفعل ولو غیر المعین عن پس ایشاں ماوائے کہ تائب وآئب نہ شوند از معاملات ومشارکت جماعت مسلمین منع
کردہ شوند چہ آنچہ وارد شدہ کہ وایاک ومجالسۃ الشریر فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ احکم وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب
العلمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

الراقم احقر الحقیر
محمد عظیم الدین کیموی بہاری اردوی خلف الہدی شیخ اکبر علی
بانی مسجد ومہتمم مدرسہ اسلامیہ محلہ دوتی

تحریر دیگر بہ تائید آں

آنچہ مذاہب ائمہ از اہل علم در حق ست وحق ہماں دانست اگر چہ مطلق یا مقید محض بمذہب شان
عمل وقطع تعدی کردہ باشد کہ خلاف مذہب شان دموافق مذہب دیگرے کہ معدود بہ سنت جماعت ست
بخطائے فاحش شان ملحق گشتہ فقہا اصناف روائی دارند کہ باردیگراں در ابطال وافساد کنند تا موجب تحقیر وتنقیص مذاہب
ائمہ سنت جماعت لازم نیاید آں خطائے عظیم وسخط جسیم باشد عند اللہ تعالیٰ لہذا علما ازاں ابا واستکبار فرمودند وروایتے
بروایت صحیح مروی شدہ کہ بامے در مجلس شریف حضرت پیران پیر غوث اعظم شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ

[illegible] کہ مذکور شدہ بود کہ امام احمد حنبل در اجتہاد پایہ چنان ندارند کہ تقلید مذہب شان جماعت قلیل دانند بگو
[illegible] حضرت پیران پیر رضی اللہ عنہ تقلید نمودہ و پیش ازیں ہمہ مذہب امام مالک بودند سبحان اللہ اعظم شاہد و اکبر شاہم و قوام
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم و شان ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم و رحمۃ اللہ فرمودند و نقل السیوطی عن عمر بن عبد العزیز اختلاف
[illegible] ائمہ ہدی رحمۃ من اللہ تعالیٰ علی ہذہ الامۃ کل توسع عرد و کلہم علی ہدی و کل یرید اللہ تعالیٰ و شاہد فی کشف
[illegible] تمام نزد فقہائے حنفی صحیح آمد اگرچہ الغرض مخالفت مذہبی رنگے داد و از حضرت پیران پیر
[illegible] کہ احترام ائمہ مذہب واجب و لازم تر است ۱؎ الفتوی باسمان النظر و صحت بذلک اسما کہ بصفحات اکتب المصریہ
[illegible] صحت صحیحا ما اتا الکتاب و ہو انتقا الصواب و اللہ علم حقیقۃ الحال و الیہ المرجع و المآل۔ کتبہ الفقیر الراجی
الی رحمۃ ربہ الخلاق عبد الرزاق الکیدی عفی عنہ۔

الجواب۔ ایں ہمہ جہل شدید و ضلال بعید و افترا بر شرع مجید بہ است بسماع بابت بنت الاخ بعینہ بچہ سماع
[illegible] خمر خوست تنہا اشد یا رضا و حرام قطعی ست باجماع ائمہ دین و نص قرآن مبین و صحاح احادیث سید المرسلین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعینہ نسبت جوازش با امام شافعی خواہ با امام دیگر از ائمہ مسلمین خطائے محض ست و ایں
گمراہان کہ فتوی بجوازش دادہ اند ہمانا بدتر از ہزاراں دجال بد تر از ہزار ابلیس و اگر ایں من کہ فتوی بلعنہ ایشاں را
[illegible] کند بجہ حرام خدا را حلال می نماید ہیچ کسان را حرام و خست حرام ست کہ تصدی باتمام کند و در حدیث فرمودہ ست
[illegible] بعینہ بجہ ملعونست ملعکۃ السماء و الارض ہر کہ بے ظلم فتوی دہد ملائکہ آسمان و زمین بر او لعنت کنند آں اگر چہ اند
[illegible] ایں فتوائے نفاذ ہر دو ملعون ست و بر آن حاکمان دایں مفتیان تو بہ فرض ست و نہ مسلمان را مجالست ایشاں
[illegible] و ہیچ امر فتوی از ایشاں خواستن حرام ست قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من ذہب الناس عرضا جاہ الاطلا
[illegible] و ضلوا۔

متیقن عاقل نکند ایں کہ گفتہ شد غیر خواہی ایشاں بود حرام خدا را حلال گرفتن و نماز و قرآن را [illegible]
[illegible] ایں است ہر گز ہیچ ضلالت نظیر تنہ کرد مستوجب آنکہ رست نہ مستحق شکوت و آنکہ ہدی مست شاید
[illegible] و بر آں دلیل زائی فرض ست کہ در شتر از تصرف خود و اگذارد و بر آں منکوحہ مزید فرض ست کہ بیاے کہ دارد از
[illegible] گرفتن نمودن آں و مردان آں و مجنوان اینہا ہمہ غلب شدید الہی را منتظر باشند و نالہ
[illegible] الا باللہ العلی العظیم۔ امام اجل ابو زکریا نووی کہ امام اشیخین مذہب امام

۱؎ [illegible] ۲؎ بخاری و مسلم [illegible] ۳؎ سورۂ نور آیت [illegible]

مطلبی ست ونفس او ہیچ نص امام شافعی ست رضی اللہ تعالیٰ عنہم در شرح صحیح مسلم فرماید اما الرجل فمنسوب ذلک الیہ لکونہ زوج المرأۃ او مولاھا لذلک او شبہۃ فھذا ھو مذھب العلماء کافۃ ثبوت حرمۃ الرضاع بینہ وبین الرضیع ویصیر ولد الولد اولاد الرجل اخوۃ الرضیع واخوات ویکون اخوۃ الرجل اعمام الرضیع و اخوات عمات ویکون اولاد الرضیع اولاد الرجل ولم یخالف فی ھذا الا اھل الظاھر وابن علیۃ۔

ایں تصریح صریح ایں امام شافعیہ ہیں کہ مذہب او وجملہ علماء تحریم ست ودر وخلاف نکردند جز فرقہ ظاہریہ و ابن علیہ طرفہ آنکہ عجب عبارت مذکورہ نووی ازیں جا نقل کردہ کہ لم یخالف فی ھذا الخ وصدر کلام کہ فرمودہ بودند کہ مذہب او مذہب جملہ علماء تحریم ست دریردہ اخفا داشت وامام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ را ظلما از اہل ظاہر شمرد حالانکہ ظاہر یہ طائفہ ایست مخالف ائمہ اربعہ وسائر مجتہدین۔ شاہ عبد العزیز صاحب گفتہ اند او وظاہر یہ متیقناں را از اہل سنت وجماعت شمردن در چہ مرتبہ از جہل وسفاہت ست راضیان کہ ظاہر یہ را سنی گرفتہ با قوال ایشاں بر اہل سنت اعتراض می کردند شاہ صاحب جوابش دادند کہ فرقہ ظاہریہ ہرگز ما نا اہل سنت نیست این جہل وسفاہت شماست کہ ایشاں را سنی گرفتہ بر سنیان طعن می کنید امام ابن حجر مکی شافعی در کف الرعاع فرماید واعلم ان الائمۃ رحمہم اللہ ای الظاہریۃ لا یعتد بخلافھم ولا یجوز تقلیدہ احد منھم لانھم سدوا العقول حتی انکروا القیاس الجلی بل انکروا ما ھو معلوم لاصحاب ظاہریۃ محضۃ تکاد عقولھم ان تکون معھم ومن وصل الی انہ یقول انہ یقال الشخص فی الامر الجنسی او فی اتباع شخصہ فی الامر المحسوس کیف یقاس بھم ومن وجد من العقل اقل من القلیل۔

ہمچناں دیگر اکابر شافعیہ تصریح بایں فعل کردہ اند ودر مذہب خود بوجے از خلاف ندادہ اند واہل اکابر اند مذہب اربعہ واصحاب ایشاں وکتبہائے امصار گفتہ اند امام احمد عسقلانی شافعی در پرشاد الساری فرمودہ وقیل حل ابن ابن الفعل بحرمۃ حتی ثبت الحرمۃ فی جدۃ صاحب الابن کما ثبت فی جانب الرضعۃ فان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب وھذا ھو مذھب الشافعی وابی حنیفۃ ومالک واحمد کجمھور الصحابۃ والتابعین وفقھاء الامصار کما فی حنیفۃ وصاحبیہ وھو الشافعی واحمد واتباعھم الی ای دون الفعل بحرم امام ابو یوسف ارد بیل شافعی در کتاب الانوار فرماید والفعل الذی منہ الابن ابوہ وان علا من الرضعۃ وغیرھا اخوۃ واخوات علامہ زین الدین شافعی تلمیذ ابن حجر مکی در قرۃ العین فرماید تصیر الرضعۃ

لہ نووی شرح صحیح مسلم ص ۴۷۶ ج ۱، لہ جلد ۱ ص ۱۲۲ بیروت، لہ جلد ۱ ص ۱۲۲ طبع حجری

[illegible] ... [illegible] ... [illegible]

[illegible] ... [illegible] ... [illegible]

[illegible] ... [illegible] ... [illegible]

فرمود و تعلق الا بما حل عقده یضره من الصناع ما یضره من النسب وحکم برخلاف اجماع نفاذ نیست اگر چہ ثقات اثبات از حکایات شاذہ غافل نبودند بلکہ خود ذکر نمودہ اند باز تصریح فرمودہ کہ دریں مسئلہ جز ظاہریہ وابن علیہ کسے برخلاف نیست چنانکہ از امام قاضی عیاض مالکی وامام ابوزکریا نووی شافعی وامام محمود عینی حنفی گزشت فن التغریب فی الاعراب الیہ علی ما وقع فی فتح الغیث واگر بالفرض ایں جا قولے ضعیف حکمی بود کما اول بہ فی الفتح المفتی پس حکم وفتوے بر قول ضعیف ومرجوع خود جہل وخرق اجماع است کما فی تسہیم البنودی للعلامۃ قاسم والدر المختار ثالثاً حکم خلاف قاضی مجتہد است مقلد را روا نبود برخلاف امام خود حکم کردن در تنویر الابصار است تصنع فی مجتہد فیہ بخلاف رأی مولاہ ومقلد ما یبیح الفتوی ودر درمختار است وہو حکم القاضی بحکم خالف، لمذہبہ صاحح اصلا بطل ودر ردالمحتار گوید اما المقلد فلا یملک الخالفۃ عجیب عبارتش از سابق ولاحق قطع کردہ آمد ودر خود در قدر منقول خود تناقضی ندید۔

رابعاً اگر فرضاً گزیر قضا بشرعی چیزیست کہ رفع خلاف می کند نہ کہ دو خلاف خواند وخود را بمسند افتا نشانند ہر چہ خواہند بزبان راند وخلاف مرتفع شود ومذہب مردود ومندفع حاشا للہ لا اقول بہ ما اہل فضل اہل فضل فضلا عن فضل نسأل اللہ العفو والعافیہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر مصطفےٰ رضا قادری نوری غفرلہ

فی الواقع بساط مذکور باطل وحرام محض ست وبرائکس رو دفتر مقدر راہ خود ش فوراً فوراً نمود باشد ان غرض ست تزویر کہ ایں ہا ل جہل وتعدی او ظلم شدید۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

(منقول از فتاوی رضویہ جلد نہم صفحہ ۳۳۰ تا ۳۳۶)

طرق الهدای والارشاد
الیٰ
احکام الامارۃ والجہاد
۱۳۴۱ھ

پیش لفظ

از حضرت علامہ مولانا ابوالشرف محمد شرف الدین اشرف الجائسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الحمد للہ رب العٰلمین۔ حمد الشاکرین۔ علیٰ ما ھدانا الی الصراط المستقیم۔ واقامنا علی الدین القویم ووقانا عذاب الجحیم۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین۔ والائمۃ المتکاثرۃ۔ المتواترۃ المتظافرۃ۔ الذین لا تعد ولا تحصیٰ لاسیما بضعۃ حبیبہ المحتبیٰ المرتضیٰ المصطفیٰ۔ الزکی الرجیح الکریم۔ علیہ الصلاۃ والتسلیم۔ وعلیٰ آلہ وصحبہ والخلفاء الراشدین۔ واحد اصہات المومنین۔ وعشیرتہ والاقربین۔ اولی الصدق والصفاء لعرصۃ العرصۃ اشرف من عمر نعائمہ۔ واعظم من عظموا الائمہ۔ وافضل صلوات اللہ۔ واکمل تسلیمات اللہ۔ وانمی برکات اللہ۔ واکرم تحیات اللہ۔ علیٰ اول مخلوقات اللہ۔ الامین المکین۔ شافع المذنبین المتلوثین۔ الخاطئین الحالکین۔ سید الاولین والاٰخرین۔ والانبیاء والمرسلین۔ والملئکۃ المقربین۔ قامع اصول الشرک والمشرکین۔ وقالع اساس الکفر والکافرین۔ مستوصل بنیان نفاق المنافقین۔ ھادم قلاع فساد المفسدین الباغین۔ دامغ ادمغۃ الطاغین۔ الخارجین المارقین۔ المارقین من الدین۔ مروق السھم من الرمیۃ والشعرۃ من العجین۔ المنقصین لشانہ والمکذبین۔ لربہ والملئکۃ والنبیین الذی الف بہ ربہ بین قلوب المسلمین۔ وحرم علیٰ عبادہ موالاۃ سائر الکفرۃ والمشرکین ھو الامام۔

اشرف الانام، قرۃ القام مبدد الظلام، ھادی سبل السلام شرف الدین وغرۃ الاسلام مخلصۃ
اللہ فی السموات والارضین، صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی آلہ الطیبین، وصحبہ الطاھرین، وعلینا
الراشدین المرشدین، والھادین المھدیین وعلینا وعلی سائر امتہ اجمعین، آمین آمین، بحرمتک
یا ارحم الراحمین۔

بعد حمد و نعت۔ برادران اہلسنت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فقیر امیدوار کہ جو کچھ عرض کرے آپ
اسے گوش حق نیوش سے سنیں گے اور بنظر انصاف سے ملاحظہ فرمائیں گے حق ہو قبول فرمائیے معاذ اللہ دل
پائے تورد فرمادیجئے بنی سنئے اور فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین
ھدٰھم اللہ واولئک ھم اولوا الالباب کے مصداق بنیئے۔

عزیزان ملت! ہم آج دیکھ رہے ہیں کہ ہم مسلمان جس بستی میں ہیں کوئی قوم نہیں آج ہم کفار کے قبضہ
اقتدار میں ہیں کل ان پر حکمراں تھے آج ان کے محکوم ہیں کل وہ ہمارے محتاج تھے آج ہم ان کے دست نگر
کل وہ ہمارے غالب تھے آج وہ ہم پر قہری بلا کی طرح مسلط ہیں وہ ظفر کرتے ہیں ہم ہستے ہیں وہ غم کرتے ہیں
ہم دم نہیں مار سکتے ہم ہیں اور رنج و غم کے پہاڑ ہم ہیں اور ہموم و آلام کے گراں بار انبار ہم روز آفت نئی آفتوں
سے دوچار ہیں بے در بے شامتیں ہم پر سوار ہیں۔ ہر دن ہم مصیبتوں کا شکار ہیں۔ ایک مصیبت ٹلتی نہیں کہ دوسری
اس سے سخت تر آجاتی ہے ایک آفت تم نہیں ہوپاتی کہ اس سے بھی عظیم تر مصیبت آجاتی ہے ؎

ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا جینا
پھر وہی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی

یہی کہتے گزرتی ہے۔ کبھی آپ حضرات نے اس پر غور فرمایا کہ آخر یہ عظیم تغیر و تبدل یہ شدید انحطاط ہمارے
کیوں ہوا کبھی اس کے علل و اسباب کی تلاش فرمائی۔ میں تو مدتوں سرگرداں رہا اور اس مسئلہ پر غور کرتا رہا کہ مسلمان
باوجود اسلام پر ستی و توکل اور قصدات و تنزل میں کیوں ہیں ہم سے تو ہمارے رب مالک و مولیٰ تبارک تعالیٰ کا
وعدہ صادق ہے لا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین تم سست اور غمگین نہ ہو تم ہی غالب رہو گے۔ تم ہی
غالب رہو گے ہم ہی فتح و نصرت فتوحات و حشمت جاہ و منصب و عزت پائے مگر اپنی زبوں حالت بالکل برعکس
سے بہت کچھ فکری کچھ سمجھ میں نہ آیا ایک ایسا معمہ تھا جس کا حل بہت دشوار معلوم ہوا میں مسلمانوں کو نامسلم
خیال کر سکتا نہ ہوں نہ خدا اس واحد قہار جبار ذوالجلال کے وعدہ صادقہ میں وہم شائبہ کذب لا سکتا تھا معاذ اللہ ایسا

لہ سورۃ محمد آیت ۳۵ لہ آل عمران آیت ۱۳۹

کہہ سکتا ہے اور کس کی مجال کہ اس کا کذب بالذات محال وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا[1] وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا[2] اللہ سے زیادہ کس کی بات راست اور اس سے زائد کس کا قول سچا۔

میں جتنا سنتا سمجھا ہوں زیادہ الجھتا جاتا ہوں۔ جتنا جتنا سوچتا حیرانی اور تعجب بڑھتا جاتا ہے۔ خوبی قسمت کہ ان دنوں حضور پرنور آقائی حضرت محمد دین و ملت کے رسالہ مبارکہ فلاح و نجات ہی کی زیارت سے مشرف ہوا جس سے یہ عقدہ بالکل حل ہوا اور میں اس نتیجہ پر پہونچا کہ جو کچھ ہے اپنا ہی کرتوت ہے جو بویا تھا وہ کاٹ رہے ہیں۔ ارشاد فیض بنیاد مَآ اَصَابَتْکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ[3] کی تصدیق ہے۔ جو مصیبت ہم پر آتی یا آئے گی وہ سب اپنے ہی ہاتھوں لائی ہوئی ہے یا ہوگی۔ ہاں ہاں یہ اور اس طرح کے غفلت کاہل اور ہمہ اوست پر حضرت رسالت پناہی سے بے پروائی کا ثمرہ ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ[4] اللہ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں۔ وہ دوسروں کے مسلمانوں سے بدنام کے انگلستان کے بعد فَاِنْ تَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ بھی فرمادیا ہے یعنی اگر تم پھر مسلمان رہو گے تو نہیں غالب رہو گے۔

اب بجائے حالت پر نظر کرنے کے تمہاری پریشانی دیکھ کر اور تعجب غائب اور حیرانی کا نور کہ جب شرط عدم مخالفت کا وجود خود مفقود ہے کہو کہ آج کل کے مسلمانوں کی یہ حالت نہیں کہ اعمال تو اعمال عقائد سے بھی بہرہ نہیں۔ جیسے انہوں ان سے کہہ سرکار نہیں۔ اور مرکز بجائے آدمی سے اپنا مطلب حضرت خدا ہی کا ہو گیا ہے۔ شراب خواری۔ قمار بازی کی لعنت کی کثرت آج مساجد نمازیوں کی کثرت کی بجائے قلت سے تنگ۔ رمضان مبارک روزہ داروں کی کثرت میں تنگ۔ فرمایا کہ نہیں امراض بھی تو ہیں ہے ان کے ظہور ہاں ان کے ظہور کے ہاں سنت اللہ ہیں۔ ہر سال زکوٰۃ کا ہار سر پر سوار ہے مگر اغنیاء پر بار نہیں۔ آپس میں وداد و خلوص۔ محبت و اتفاق کی جگہ بغض و حسد و شقاق و نفاق کی گرم بازاری غیروں سے میل جول پر ان کی محبت یاری کا دم بھرنے سے ہر دن ہر دل ہر دل سے پیت ہے۔ قال اللہ قال الرسول۔

کیا ہر مسلمان ایسے ہی ہوتے ہیں۔ ان کے کارنامے یہی ہوتے ہیں۔ عوام بیچارہ کی کیا شکایت۔ آپ علماء اعلام کہ گان علم کی جانب سے جو کمیاں قائم کی جاتی ہیں کہ فلاں فلاں منتظم جماعتیں نہیں ہیں ان میں شور غل تو بہت کچھ مچایا جاتا ہے ترقی ترقی کے نعرے لگائے جاتے تنزل کے مرثیے پڑھے جاتے ہیں لوگوں کے لوہے بلند کئے جاتے ہیں مگر بجائے اس کے کہ تنزل کے اسباب و علل تلاش کئے جاتے ان کے

---

[1] سورۃ نساء آیت ۱۲۲ [2] سورۃ نساء آیت ۸۷ [3] سورۃ شوریٰ ۳۰ [4] سورۃ آل عمران آیت ۱۶۵

منی رواج دیا جاتا ہے جاتے ہوتا کیا ہے اسلام کی خدمت کے بہانے مشرکین سے استمداد منوایا جاتا ہے۔ ان پر قرآن وحدیث کی عمر شار کی بجائے کافر کی حمد خطبہ جمعہ میں بلند منبر مسجد پر بحمد اللہ وحدہ لاشریک لہ سے ملائی جاتی ہے نعوذ باللہ شدذکر مصوت من اللہ کہا جاتا ہے بلکہ صاف صاف بالقوۃ کی ٹھپی لگا کر نبی مانا جاتا ہے۔ اے نہاتما (روح اعظم) حضرت وسیما کہا جاتا ہے انھیں مدعیان علم میں بڑے بڑے جمے جمائے والوں نے کہا گاندھی اوتار ہیت رائے وغیرہ مشرکین کی طرح خدا سے ڈرنے والا کوئی خدا نے پیدا ہی نہ فرمایا۔ کان ربک قد یخلق لخشیۃ ربہ من جمیع الناس انبانا۔

یوں مالک عرش وفرش محبوب رب العرش سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی انھیں بڑھایا تک کی ٹکٹی اٹھا کر رام رام ست ست کہتے ہاکرائے مرگھٹ تک پہونچایا۔ گاندھی کی جے کا بار بار وزانہ نعرہ لگوایا اپنے ہاتھوں پر کفری علامت تشقہ کھنچوایا۔ اور پھر فخر کے ساتھ کہا۔ تشقہ کھنچوا دیر میں بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا دیر تلک من الامور الشنیعۃ المتوحۃ الکفر نعوذ باللہ وجمیع المسلمین منہا۔ سچ سچ کہنا۔ کیا یہ امور اسلام کی مدد ہیں یا اس کا ہدم۔ لطف یہ کہ یہ امور شنیع کن اسلام کر کے اسلام کو زہر یلا اہل رسم قاتل دینے اور الٹی چھری سے ذبح کر ڈالنے ہی کو تبلیغ کہا جاتا ہے بلکہ فائدہ کو اسی میں منحصر سمجھا جاتا ہے کہ اگر ایسا نہ ہوا تو ترکوں کو کوئی فائدہ کسی طرح نہیں پہونچا انھیں فائدہ جب ہی ہوگا جب کہ ہندی مسلمان ہندوؤں کی غلامی اختیار کریں گے۔ انھیں نبی مانیں گے جزیرۃ العرب جب ہی آزاد ہوسکے گا جب ہندو اس پر قرآن وحدیث کی ٹھوکر نثار کریں گے اور ممالک اسلامیہ کی آزادی کی یہی صورت ہے کہ مراسم کفر اختیار کئے جائیں اور شعائر اللہ مٹائے جائیں یہ آخر الدوا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

بفرض باطل یہ مفید بھی ہوتا جیسے کبھی سنکھیا۔ تو پہلے سبب اصلی کا ازالہ ضرور تھا کہ جب تک سبب باقی مرض باقی مریض کو بخار آتے تو طبیب کا کام اصلاح خلط فاسد ہے نہ کہ نرا شربت وغیرہ کوئی مسکن دینا یا صرف مکس کی دفع حرارت کی کوئی تدبیر کرنا یوں فسادا غلاما سے حرارت غریزی کا اطفا ہوتا رہے گا اور دن بدن مرض بڑھتا جائے گا انجام کار حرارت غریزی کا ہجان باعث ہلاک مریض ہوگا غرض مرض کو دور کرنا اور سبب کو باقی رکھنا سخت نادانی وحماقت اور اہلاک والناس ہے۔ چاہئے یہ تھا کہ عقائد واحکام وحقوق اسلام کی تعلیم دیتے مناہی کے ارتکاب اور مضار سے اجتناب کی ہدایت کرتے تو یہ تو نہ ہوا بلکہ کیا ہوا یہ کہ جن باتوں سے پرہیز قریب فرض تھا اور جن کے اختیار کرنے سے نقصان یقینی تھا انھیں کرنے کا حکم دیا بیٹھے دیکھتے رہے

اور سنی نہ کیا اور جو ہدایتیں عمل کرنے کی تھیں انھیں نہ خود کیا نہ ان سے اوروں کو آگاہ کیا یعنی معاملہ بالکل برعکس ہوا یعنی دوا سے پرہیز رہا اور جن سے پرہیز چاہئے تھا ان کا استعمال ہوا۔ بات یہ ہے کہ ع

او خویشتن گم ست کرا رہبری کند

دوسروں کو کیا ہدایت کرتے خود اندھے بہرے بن کر چاہ ضلالت میں ڈوبے۔ کہ ہندوؤں سے اتحاد منایا اپنے ہاتھوں پر ان کی غلامی بندگی انقیاد کا ٹیکا لگایا۔ دشمنان خدا و مصطفےٰ جل وعلیٰ وعلیہ التحیۃ والثناء سے محبت و وداد واجب ٹھہرایا۔ احکام اسلام کو پس پشت پھینکا بلکہ انھیں پاؤں سے مل ڈالا دو لتیوں سے کچل ڈالا۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی الاعلی یہ عرض وہ کچھ کیا جسے دیکھ کر بلکہ سن کر سچے مسلمان کا دل کانپ اٹھے۔ سر سے پاؤں تک ہر بن مو سے پسینہ چھٹ چکے اسلام کی مدد کرنے اٹھے تھے اچھی مدد کی۔ جیسے کسی نے مرے پر ہیضہ لات اور دی کیا اسلام کی ترقی کفریات اور اس کی مدد اس کے احکام زمین پر مار دینے سے ہو سکتی ہے۔ ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

آہ آہ از ضعف اسلام آہ آہ
آہ آہ از نفس خود کام آہ آہ

کاش مسلمان اب بھی آنکھیں کھولیں۔ آخر یہ خمار کب تک یہ غفلت تا بکے ایک دن آنے والا ہے کہ سارا نشہ ہرن ہو جائے گا۔ پھر کچھ بنائے نہ بن پڑے گا۔ للہ للہ آنکھیں کھولو اچھے برے کھوٹے کھرے کی تمیز پیدا کرو۔ بس اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے واسطہ رکھو۔ اسی کا نام اسلام ہے اور مسلمان کا یہی کام ہے جو تمہیں اللہ و رسول کے احکام پہونچائے وہ مانو اور اسے اپنا خیر خواہ اور سچا دوست جانو۔ اور جو احکام الٰہیہ و اوامر نبویہ سے منہ پھیرے اور تمہیں اس کی طرف بلائے تو اس کے پیچھے مت لگو اسے جہنم جانے دو۔ اور اپنا حقیقی دشمن جانو یہی ہے وہ جو قرآن عظیم میں ارشاد ہوا وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ اور اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ یہی ہے وہ جو حدیث کہ ہم نے قریباً لا تجالسوھم ولا تواکلوھم ولا تشاربوھم ولا تناکحوھم واذا مرضوا فلا تعودوھم واذا ماتوا فلا تشھدوھم[1] یعنی خان کے پاس بیٹھو نہ ان کے ساتھ کھاؤ نہ ان کے ساتھ پیو نہ ان سے بیاہ شادی کرو اور وہ جب مریض ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو اور وہ اگر مریں تو ان کے جنازہ پر نہ جاؤ۔

دیکھو دیکھو اللہ واحد قہار عزوجل جلالہ اور اس کے رسول دونوں جہان کے سردار احمد مختار صلی اللہ

[1] سورۂ انعام آیت ۶۸ [2] یہ حدیث ابوداؤد ابن ماجہ حلیہ اور ابن حبان کی روایت کا مجموعہ ہے۔ مرتب احمدی

تعالیٰ علیہ وسلم سے ڈرو اس وقت سے خوف کرو جب اسلام فریاد ہی ہوگا کہ مجھے میرا ہی نام لینے والوں نے ضیعت کیا مسلم کہلانے والوں نے میری جڑ کھودی۔ مجھے نہایت بے دردی سخت بے رحمی کے ساتھ آگ میں پھینکا اور تم سے سوال ہوگا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مشقت ہائے عظیم برداشت فرما کر بویا ہوا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین کا اپنے مبارک خون کی ندیاں بہا کر سینچا ہوا سرسبز پھلتا پھولتا اسلام کا درخت تم نے کیوں کاٹا کیوں کٹنے دیا۔ کیا اس دن کے لئے تم نے کوئی جواب تیار کر لیا ہے۔ کیا اس دن جب واحد قہار و جبار پکار فرمائے گا اور تمام خلائق کو بولنے کا حکم دے گا کہ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ[1] تو کسی کا کوئی حیلہ بہانہ چل سکتا ہے فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ[2]۔

اے اسلام کے مدعیو خدا کو مانو چاہو گو اللہ ہوش سنبھالو شام سر پر سوار ہے۔ اب اور کیا انتظار ہے کچھ مہلت باقی ہے جب تک سانس آتی ہے طبیعت ہانو عظیم سفر پر ہے۔ وہاں کا یہاں غیر غریب ہے منزل کڑی ہے۔ بوجھ بھاری ہے۔ تمہیں کچھ فکر نہیں۔ وہی غفلت شعاری ہے ہائے کیا امت تمہاری ہے۔ کیسی آمادگی ہے۔ کر ہمت ہمت کرو۔ سامان سفر درست کرو اپنے رب کے حضور سر نیاز جھکاؤ۔ توبہ و استغفار کرو اپنے سر سے یہ گناہوں کا گراں بار اتار دھرو۔ اس تغافل کے بدلے اور اس بدمستی و بے ہوشی کے بدلے تم نے اب تک دیکھے اور اگر تم نے اپنی حالت نہ بدلی تو اس سے سخت تر آگے دیکھو گے۔ جب تک تم دین والے تھے تمہیں ہر جگہ حکومت و اقتدار تھے۔ تم میں کا ایک ہزار پر بھاری تھا۔ تمہاری خون آشام تلوار کے کارنامے تاریخ کی جبینیں گرا دیں۔ ان کے خون کی ندیاں بہا دیں۔ ہر شرکس کی دھجیاں اڑا دیں۔ عالم میں تمہاری دھاک تھی تمہارا رعب تھا تمہاری ہیبت و شوکت تھی۔ تمہاری سطوت و ہیبت تھی۔ تمہاری زبانوں پر اللہ اکبر کے ورد تھے دعوت و جہاد کا شغف تھا جس سے ہر کافر کے بدن پر لرزہ تھا۔ تمہارے خوف سے ہر جہم کافر لرزاں تھا اور ہر قلب مشرک تم سے ترساں تھا۔ تمہاری ہمت کا یہ عالم تھا اور تمہاری شجاعت کا عام شہرہ تھا۔ غرض ہر فن میں طاق تھے۔ شہرۂ آفاق تھے۔ اب وہی تم ہو کہ خود اپنی نظروں میں ذلیل ہو۔ بہ نسبت سابق بہت کچھ کر سکتے ہو مگر کچھ نہیں کرتے ہو یہ کہ تم کچھ نہیں علیل ہو۔ جب تو دشمنوں سے ملتے ان سے اتحاد کرتے مشرکوں سے محبت و وداد کرتے بلکہ ان کی غلامی و انقیاد کا دم بھرتے ہو اللہ اور دشمنان رسول اللہ سے میل جول کرتے ہو۔ اور اس میں بھی خدا کی حجت ملحوظ رکھی ہے کہ کہ اس واسطہ قہار سے مخصوص کرتے ہو۔ اس سے استہزاء کرو اس کے قہر سے ڈرو اس کے غضب کو تھوڑا نہ سمجھو اس کے عتاب کو دیکھو اَنَّ بَطْشَ

---

[1] سورہ یٰسین آیت ۶۵ [2] سورہ انعام آیت ۱۵۰

[illegible] کے مصداق نہ ہو مشرکوں مرتدوں کو چھوڑ دان کی دوستی یاری سے علیحدہ
[illegible] کے جھوٹے وعدوں کا اعتبار نہ کرو بے ہودہ لغو فضول بے معنی عہدوں پر اعتماد اعتبار نہ کرو ان کی کسی بات پر
[illegible] دھوکہ فریب سے ناتے توڑ دو شتر بے مہار بنو دل سے دین الٰہی و شریعت رسالت پناہی خوب جما لو وصلی اللہ تعالیٰ
[illegible] کے مددگار بن جاؤ یا ایھا الذین امنوا کونوا انصار اللہ پر عمل کرو اور یا ایھا الذین امنوا ان تنصروا اللہ
[illegible] فقد نصرہ اللہ اپنے دل میں نظر فرما کر انعام الٰہی کے لئے تیار ہو اور اکرام رسول اللہ کے سزاوار بنو اگر تم اللہ
کے دین کی مدد کرو گے وہ تمہاری مدد فرمائے گا اور جب وہ تمہارا مددگار ہو گا پھر وہ ایسا کون ظالم و ستمگار ہے جو
تم پر ظلم و ستم کر سکے گا جب تم اللہ و رسول کے مقبول و منظور ہو گے تمہیں مظفر و منصور رہو گے ہر گز ہر گز کسی سے مغلوب
[illegible] کوئی تمہارا کام بگاڑ نہیں سکے گا۔

[illegible] کے فرمان ربانی [illegible] کا مطلب [illegible] پڑھا نہیں کیا تم نے ارشاد قرآن [illegible]
[illegible] کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کس طرح اللہ نے کلمہ طیبہ کی مثال بیان فرمائی [illegible] اس کلمہ طیبہ
[illegible] کے مقدس اسلام کا ہو اس وقت جب کہ دنیا میں ایک بھی روئے زمین پر کوئی ایک جان بھی [illegible]
[illegible] کہنے والی اور ایک خدائے واحد احد صمد کی جاننے اور ماننے والی بظاہر تھی صرف ایک ذات پاک
[illegible] جل جلالہ کا اور اس وجود اس کے کہ اس کی رحمتیں بے شمار اور ان گنت روئے
[illegible] کے اور نعمتیں کھائے جاتے تھے مگر ساری دنیا مخالف ہو گئی اور سب کی متحدہ کوشش ہوئی کہ
[illegible] کا نام اور اس کے [illegible] کا نشان دنیا کے صفحہ پر سے مٹا دیا جائے یہ حقانی آواز نہ دبنے والی
[illegible] سے اسی نے اس ذات مقدس کو کفار کے مخفی سازش سے بچایا کبھی قتل و ہلاک کے مشورے ہوئے
[illegible] کبھی ان کی اس تدبیر کی کہ صبح نماز میں سجدہ سے سر نہ اٹھائے سے بچا دیا کبھی [illegible]
[illegible]

ہوا پھیلا ہوا تھا اور بھلا ہوا اس کی شانیں غرب سے شرق اور جنوب سے شمال تک پہونچیں اور انھوں نے اپنے تئیں شہسوار سلیم میں اس دنیا کے بہت کثیر مسافروں کو لے لیا وہ بھیانک شور وہ بے ہودہ غل اس حقانی آواز کو نہ پا سکا وہ آواز اعلیٰ اور ایسی اعلیٰ کہ دنیا کی ساری آبادی میں پہنچی بلکہ ہر ہر دشت و جبل میں گونجی یہی تھا

[illegible] کیا تم نے دیکھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کیسی جرأت کتنی دلیری سے لکھوکھا کفار کا مقابلہ فرمایا تین تین سو ہزاروں کے منہ پھیر دیئے سب کے اوسان خطا کر دیئے۔

کیا آپ حضرت صدیق اکبر کی ہمت حضرت عمر فاروق کی صولت۔ حضرت علی مرتضیٰ کی شجاعت حضرت عثمان غنی کی شوکت حضرت خالد و حضرت عمار بن یاسر کی دلیری جرأت بھولے ہوئے ہیں جن کی کفار کے قلوب پر ہیبت کے بیٹھے ہوئے ہیں جن کے نام سے ان کے اجسام بید کی طرح لرزتے اور قالب تھر تھر کانپتے ہیں کیا آپ نہیں جانتے ہیں کہ ایک لاکھ کے مقابلہ میں صحابہ صرف دس ہزار آتے ہیں۔ اور کفار پر قہر کی بجلیاں گراتے ہیں کیا تم بھولے ہوئے ہو کہ جبلہ بن ایہم غسانی کے ساتھ ہزار لشکر میں صرف تیس صحابہ ساری رات اپنے گھوڑے کے حضور لیا غل میں سر جھکا کر صبح کرتے ہی نماز فجر سے فراغت کر کے قتال کے لئے گھس پڑتے ہیں اور ایسی لڑائی لڑتے ہیں جس سے کفار تھر تھر کانپتے اور آخر کار بھاگ پڑتے ہیں کفار کے دس ہزار قتل ہوتے اور دس ہزار اسیر اور مسلمانوں کے صرف پانچ شہید ہوتے اور پانچ گرفتار۔ ان پانچوں گرفتاروں کا خیال مذموم کر کے ذرا دم نہیں لیتے آرام کا خیال نہیں کرتے فوراً پھر تعاقب فرماتے اور پھر ٹکراتے ہیں کیا آپ نہیں جانتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گھوڑے بھوکے ہوتے ہیں صرف تین تنہا ہزار ہا کفار کے ٹڈی دل میں ان کے سپہ سالار حضرت عبیدہ سے بات کرنے جاتے اور وہاں اس کے بادی سے مناظرہ فرماتے ہیں ایک دن پہلے لڑائی میں اس کے بھائی بطریق کو قتل کر چکے ہیں حضرت عبیدہ کو ایک کافر یاد دلاتا ہے کہ تیرے بھائی کو ابلق نے قتل کیا ہے وہ یہ سن کر ان تینوں پر حملہ کر دیتا ہے اور یہ شیر کی طرح ان بھیڑیوں کے گلے کو کاٹ کر رکھ دیتے ہیں یوں اس لڑائی کا خاتمہ ہوتا ہے کہ ایک کافر بھی نہیں بچا سب کھیت رہتے ہیں یہ صحابہ تو صحابہ ہیں کیا تم نہیں جانتے محمود غزنوی کے اس ہندوستان پر آج نہیں جب کہ ہندوؤں میں کوئی قوت نہیں جب کہ ہندو اپنی قوتوں پر پھولے نہیں سماتے ہیں بڑے بڑے راجہ کے حکومت بجاتے تھے ستر سو لے یاد نہیں کیا تم نے شہاب الدین غوری کا نام نہیں سنا ہے کہ ہم تیرہ راجاؤں کو تم نے بابر ہمایوں سلیم جہانگیر شاہجہان۔ عالمگیر وغیرہ سلاطین اسلام کو بھول گئے

اب تم سات کروڑ ہو جب نمود کے ساتھ کے آئے تھے تو بہت کم تھے اور کیا کیا تھا۔
بات یہ ہے کہ وہ مسلمان تھے ہم جیسے مسلمان نہیں بلکہ ایک اللہ سے ڈرنے والے اپنے مذہب پر مرمٹنے والے۔ اپنے دین کا درد رکھنے والے۔ آج اگر تم بھی ویسے ہی بن جاؤ گے تم بھی وہی ہو جاؤ گے کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مشرکین سے جہاد فرماتے ہوئے کبھی یہودی یا عیسائی سے مدد چاہی یا یہود یوں عیسائیوں سے قتال فرماتے ہوئے مشرکین سے استعانت فرمائی۔ بلکہ حضور نے تو یہ کیا کہ کفار امداد کے لئے آئے اور انکار فرما دیا کما قال اللہ تعالیٰ لَا نَسْتَعِیْنُ بِالْمُشْرِکِیْنَ ہم کافروں سے مدد نہیں چاہتے ہم ہرگز مشرکین کی مدد نہ لیں گے۔ اچھا حضور کی شان تو ارفع و اعلیٰ بلند و بالا ہے کیا صحابہ کرام سے بھی کسی نے کبھی کسی کافر یہودی نصرانی مشرک مجوسی سے اتحاد کیا یا وداد فرمایا۔ انھوں نے تو یہ بھی گوارہ نہ کیا کہ کافر کو محرری دے دی جائے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری کی اس عرض پر کہ میرا ایک محرر نصرانی ہے حضرت عمر فاروق نے فرمایا تمہیں اس سے کیا علاقہ خدا تمہیں سمجھے کیوں نہ کسی کھرے مسلمان کو محرر بنایا کیا تم نے یہ ارشاد الٰہی نہ سنا یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓی اَوْلِیَآءَ۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر گذارش کی۔ اس کا دین اس کے لئے ہے مجھے تو اس کی محرری سے کام ہے۔ اس پر انھوں نے فرمایا میں کافروں کو گرامی نہ کروں گا جب کہ انھیں اللہ نے خوار کیا میں انھیں عزت نہ دوں گا جب کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں ذلیل کیا میں ان کو قرب نہ دوں گا جب کہ اللہ نے انھیں دور کیا۔ انھوں نے عرض کی بصرہ کا کام ہے اس کے بغیر نہ ہوگا انھوں نے فرمایا مر نصرانی تو؟ والسلام

یہ تھی نہ ہی صحابہ کی شان بھی عظیم اور ان کا مرتبہ بھی فہیم ہے۔ اور سالکین اسلام کو دیکھو کیا ان میں سے کسی نے کبھی ناپاک نام اتحاد کا سنا تھا۔ اکبر کا نام نہ لینا وہ اپنی نجس حرکات کے باعث مسلمان ہی کب تھا۔ اللہ کے بندو اسلام کی نعمت حریت کو پامال نہ کرو۔ ہندوؤں کی غلامی چھوڑ دو۔ جیسے روافض کو تمہارے بزرگوں نے چھوڑا تو ہیں تمام مرتدین سے قطع کر لو ایک خدائے واحد احد صمد پر توکل کرو اور وَعَلَی اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ پر کاربند ہو جاؤ۔ پھر تمہاری چاندی ہے۔ دنیا تمہاری باندی ہے۔ جسے چاہو رکھو جسے چاہو نکالو ایک ذرا ہوش تو سنبھالو۔ ہاں ہاں خبردار جہاں اِنْ یَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ہے وہیں وہیں اسی آیۂ کریمہ میں وَاِنْ یَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُكُمْ ہے۔
برادران امت اعلمائے کرام کی پکار سنو قوم نوح علی سیدنا و علیہ الصلاۃ والسلام کی طرح انکار و استکبار

لہ ابن ماجہ ص ۲۸ رشیدیہ لہ سورۂ مائدہ آیت ۵۱ لہ مجادلہ آیت ۲۲ لہ آل عمران آیت ۱۶۰ لہ ایضاً آیت ۱۶۰

نہ کرو۔ صندر نہاد ہو۔ ہٹ سے باز آؤ۔ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ کی تعمیل میں ان سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ انھیں دور کرو۔ ان سے نہ بھاگو وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ کا تمغہ لو اور وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ کے تمغے سجاؤ بری صحبت برا رنگ لائے گی تمہیں رسوا کرے گی شرمائے گی خدا ان سے بچائے اچھی صحبت اچھا رنگ رچائے گی خیر کثیر دے گی صالح بنائے گی۔ اللہ سے استقامت کرو۔ مولانا رومی و حضرت سعدی کے ارشاد نغمہ (مثنوی)

صحبت صالح ترا صالح کند — صحبت طالح ترا طالح کند

(سعدی)

گلے خوشبوئے در حمام روزے — رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری — کہ از بوئے دلاویز تو مستم
بگفتا من گلِ ناچیز بودم — ولیکن مدتے با گل نشستم
جمالِ ہم نشین در من اثر کرد — وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

ان کو ایک کان سن کر دوسرے سے اڑا دو بلکہ گوش حق نیوش سے سن کر عمل کرو۔ دین و مذہب سے بے خبری علمائے امت سے بدعقیدگی کا لازمی نتیجہ اور ان سے کشیدگی کا اثر ہے۔ اور یہ ساری کلفتیں رنجشیں مشکلیں دقتیں صعوبتیں اذیتیں اہانتیں آفتیں آپا اسی کا ثمر ہے یہی وجہ ہے کہ آج ان مسائل میں جو سراسر بدیہی طے شدہ ہو چکے اختلاف کی گرم بازاری ہے۔ ان میں مناقشے ہیں۔ اور بہت تو وہ ہیں جن پر روز روشن کی طرح مسئلہ ظاہر و باہر کر دو سب بھی انھیں انکار ہے ضد ہے اصرار ہے ہٹ ہے استکبار ہے اگر یہی رنگ ہے تو خدا خیر کرے کل کہیں تو عبدہ اللہ اور رسالت رسول اللہ پر بھی جھگڑے نہ اٹھیں۔ ابھی کئی دن کی بات ہے حدیث سے طے شدہ ہر زمانہ کے فقہاء کرام کے طے کردہ مسئلہ اقتدائے ثانی امام جمعہ کی داخل مسجد مکروہ ہونے اور خارج مسجد صحت ہونے پر کتنا عظیم کیسا شدید انکار ہوا ہر طرح ثابت کر دیا گیا کہ اقتدائے ثانی امام مسجد سے باہری جمعہ نہ صحت ہے مسجد کے اندر ہونے کی ممانعت ہے مگر مکفرین نے ہر گز نہ مانا وہی ایک بات کی ہر غے کی ایک ہی ٹانگ رہی۔ عبادات میں تحریفیں کیں علمائے کرام پر افترا کئے بہتان اٹھائے یہ سب کچھ ہوا مگر صحت باہر ہونے کا کسی طرح اقرار نہ ہوا۔

یوں آج یہ مسئلہ عبادو خلافت و قرآنی و ترک موالات ہے۔ جس پر آئے دن جھگڑا ایک بات ہے خدا کی شان وہ لوگ جو کھلے کھلے کفروں پر تکفیر کرتے تھے ان مسلمانوں کو جنھوں نے دابہ وغیرہ کے وہ وہ

لہ سورۃ قصص آیت ۵۵ لہ سورۃ اعراف آیت ۱۹۹ لہ سورۃ فرقان آیت ۷۲

کہتے ہیں کہ ہمیں اصلاً رسول کی گنجائش نہیں ان کی تکفیر کی کافر کا خطاب دیتے تھے ان مسلمانوں کے یہاں کفر کی تعریف ہی اور تھی آج خود وہ اسی کا شکار ہیں۔ آج ان کے یہاں بے شک کفر کی تعریف ہے جس میں ذرہ برابر کفر کے قریب ہوتے ہیں آسمان کا تھوکا منہ پر پڑتا ہے اور چاند پر خاک ڈالنے کا یہی حاصل ہوتا ہے کہ وہ لوٹ کر اسی کے منہ پر اور آنکھوں میں پڑتی ہے جو اس پر خاک اڑیتا ہے۔ آج ان لوگوں کے نزدیک جو ہندوؤں سے اتحاد کے لئے کافر ہے جو ہندوؤں سے محبت و وداد کو فتوح و اجانب کہے وہ کافر ہے۔ جو کفر نہ پہنے کافر ہے جو انگریزی ملازمت کرے کافر ہے۔ جو ہندوؤں کی خلافی نہ کرے اسلام کا دشمن ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

مسئلہ اذان پر تو تعامل تعامل پکارا جاتا تھا۔ اجماع اجماع کی رٹ لگی۔ جو درحقیقت غلط تھا جس کی کوئی اصل نہ تھی اور جس پر واقعی اجماع ہے جس پر فی الحقیقت تعامل ہے تو اب تعامل و اجماع پکارنے والے اپنے پر آرائش کی رٹ لگانے والے سنت کا نام لیوا آپ سے باہر ہوئے جاتے ہیں اب کہاں ہے خود ہی کہہ رہے ہیں اور خواب خوش خرگوش ہیں۔ اب کیوں خاموش ہیں شروع خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید۔ اللہ عزوجل ہمارے ہے آمین۔

آج یہ فتنہ مخیبہ ارتداد

تمہارے اسی نام نہاد اتحاد اور محبت و وداد اور غلامی و انقیاد کا نتیجہ ہے سچ کہو کیا پہلے بھی کسی نام کے مسلمان کو بھی ہندو ہوتے دیکھا ہے۔ اللہ اکبر دھوتی پرشاد اور یہ ہمت۔ گھاس کھانے والوں میں یہ جرأت کہاں سے پیدا ہوئی۔ اسلام تم نے انھیں کیا دیا تھا جس کی تم نے انھیں ہمت دلائی تم نے انھیں ہمارے درمیان

شرم شرم شرم۔ هَذِهِ مَنْكُمْ مُسْتَقِيمٌ ۝ نہ تم ہندوؤں کے طاغوت گاندھی کو اپنا باوی اپنا ابراہیم تمام اپنا پیشوا اپنا راہنما اپنا فخر کہتے نہ تم اس کا اندھا دھند اتباع کرتے نہ تم اس پر قرآن و حدیث کی تمام عمر نثار کرتے نہ تم اسے مبعوث من اللہ جانتے نہ تم اسے نبی بالقوۃ مانتے۔ نہ تم اسے جبریل امین کا لقب روح القدس دیتے نہ تم اسے خضر و عیسیٰ بلکہ تمام انبیا بلکہ سید الانبیا سے افضل بتاتے نہ تم اس کے آگے ملائک کے سر جھکاتے۔ نہ تم آج ہندوؤں کی تختیں اتنی بڑھاتے کہ وہ یہ کہنے پاتے کہ مسلمانوں کے تمام مقامات مقدسہ بلکہ کعبہ مکرمہ بھی آدم کا جھنڈا گاڑیں گے نہ تم یہ کفر پیشہ خود ستے نہ اوروں کو سنواتے شرم شرم شرم هَلْ اَنْتُمْ مُسْتَقِيمُونَ ۝

اے کاش مسلمان اب بھی بیدار ہو جائیں تو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ ہندو بے بہبود کو ان کی اس دریدہ دہنی ان کی اس ناپاک حرکت اور صریح گستاخی اور سخت بدلگامی اور ہر فرد مسلمان کا سر اچکا دینے کی دو دھیا دو دھیا دو دھیا۔ اور اپنے بزرگوں کی یاد تازہ فرما دیں اسلام کا پرچم ان کے سروں پر لہرا دیں خدا کے پسندیدہ دین کا علم ان کے قلب و دماغ میں نصب کرا دیں شجاع اسلام ان کے سینوں میں لگا دیں۔ مسلمانو اٹھو اللہ جل جلالہ اٹھو امتحان کا وقت ہے آزمائش کا عہد ہے دیکھو دیکھو کسوٹی پر پورے اترو یا اے اسلام کی مدد کرو۔ اگر خدانخواستہ تم نے بے پروائی کی اور اس کی مدد نہ کی تو واللہ واللہ ثم واللہ کہ اسلام کا کچھ نہ بگڑے گا اس کا ذرا نقصان نہ ہوگا تم ہی بگڑ جاؤ گے۔ تم ہی نقصان اٹھاؤ گے تم ہی ٹوٹا کھاؤ گے تم ہی خراب و خستہ دست و پا بستہ قیامت میں آؤ گے بلکہ دنیا میں اس بے حمیتی اس بے حیائی اس بے غیرتی کا مزہ پاؤ گے۔ اسلام کا مالک اسلام کا حافظ اللہ واحد قہار ہے وہ اس کی حفاظت فرمانے والا ہے اس کے دشمنوں کو برباد کر دینے والا ہے۔ وہ خود فرماتا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ قوم نوح کو کس نے ہلاک کیا نمرود مردود کو مچھر سے کس نے تباہ کیا۔ عاد و ثمود کو کس نے برباد کیا فرعون کو کس نے غرق کیا اصحاب فیل کو چھوٹے سے پرندابیل سے کس نے صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔

وہی ان ہنود کی اس خواب کی تعبیر لائے گا مگر دیکھنا تمہارا ہے کہ تم کیا کام کرتے ہو تم کیسا دامن اسلام سے باندھتے ہو۔ بسا غنیمت ان مدعیان اسلام سے جو باوجود ہنود بے بہبود کی ان تمام حرکات شنیعہ کے آج تک وہی پرانے بے سر و پا گانے گاتے جاتے ہیں وہی اتحاد و اتفاق حرام کی رٹ لگاتے جاتے ہیں علمائے کرام اہلسنت کشرہم اللہ و شکر مساعیہم نے بارہا ان کی جن اباطیل کا رد فرمایا دودھ کا دودھ پانی کا پانی کر کے دکھا دیا انھوں کو گھر تک پہنچا دیا مگر وہ ہیں کہ وہی فرمائے جاتے ہیں۔ اسلام پر یہ وقت ہے مگر انھیں فتنہ پردازی جھگڑے بازی سوجھی ہے جگہ جگہ یہ جھگڑے اٹھائے جاتے ہیں۔ شاہجہان پوری ولاہوری سوالات کے جواب میں یہ رسالہ مبارکہ

بلہ سورۂ مائدہ آیت ۱۰۴ ۔ سورۂ حجر آیت ۹

طریق الہدیٰ والارشاد الی احکام الامارۃ والجہاد جو امتیاز کی نہایت اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے جامع ہے قوانین کے نظم حال اور خیال مآل اور رسم فاسد کے قلع کا قامع ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ حاضر ہے ملاحظہ فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ اہل کی توفیق عطا فرمائے اور بصدقہ مصنف مغفور کی اس کتاب کو اور اس میں اپنے موفور تفضیل بخشے بتاریخ یوم التشریق یوم السبت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مغفور عرض کرے آمین۔ وانا العبد ابو الشرف محمد شرف الدین اشرف الہاشمی غفر لہ المولی القوی الغنی بجاہ حبیبہ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ از اناوہ حویلی پتھران والی موجی دروازہ سرائے خلیفہ شہاب الدین صاحب ۲۱ محرم ۱۳۲۱ھ

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ الخ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ جو فرض مندرجہ بالا آیت کی رو سے مسلمانوں پر عائد ہوتا ہے اس زمانہ میں اس کی تعمیل کس طرح ہو سکتی ہے اگر مسلمان اس پر عمل نہ کریں اور نہ ہی عمل کرنے کے لئے کوئی تدابیر سوچیں تو کیا مسلمان مورد عتاب ہوں گے بینوا توجروا نیز یہ بھی فرمائیں کہ اس فرض کی اہمیت اسلام میں کس درجہ کی ہے۔

مکرمی معظمی جناب مولانا مولوی صاحب دام اللہ فیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عرض شریف! فتویٰ نما جناب کی خدمت میں روانہ کیا جاتا ہے اس پر نظر کیجئے اور قرآن مجید اور سیرت نبوی سے اس کا ثبوت دیجئے اور لکھئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس آیت کو کیسا سمجھا اور اس پر کس طور سے عمل کیا اور اس سے کیا فوائد مرتب ہوئے۔ کیا اب یہ آیت منسوخ ہے یا اب بھی کوئی مفید عمل کر سکتی ہے۔ اگر کر سکتی ہے تو کیا علمائے دین نے اس کی تبلیغ واضح طور پر کر دی ہے کہ مسلمین کو اب عمل کرنے کے لئے تیار کریں یا نہیں۔ اگر اب بھی تیار نہیں تو کیا اس آیت کے تحت میں آئے ہیں یا نہیں وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ اگر آتے ہیں تو کیوں اب بھی اللہ کا خوف نہیں کرتے اور کیوں اپنی ہلاکت کو تائب ہو کر سنوارتے نہیں لیتے نیز یہ بھی عرض ہے کہ اس آیت پر عمل نہ کرنے سے اسلام کو کس قدر نقصان پہنچا ہے اور اگر آئندہ بھی عمل نہیں کیا گیا تو کس قدر نقصان

پہونچے گا خدا کے لئے میری اس یاددہانی سے فائدہ اٹھائے اور خلق خدا کو راہ راست پر لائے میں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے اور اب آپ اپنا فرض ادا کیجئے۔ والسلام خاکسار خلیفہ شہاب الدین۔

الجواب چند مقدمات استماع فرمائیے کہ وضوح حق بروجہ اتم و اکمل ہو اور انشاء اللہ تعالیٰ نور حق آفتاب نصف النہار سے زیادہ تاباں درخشاں ہو کر شبہائے مخالفین کو ضیوء کر دے اور معاندین کی نگاہوں میں چکا چوند مچا دے واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ۰

(۱) ہم مسلمانوں کے آقا و مولیٰ ملجا و ماویٰ نبی کریم رؤف و رحیم رافع مناصب و اعلام نافع اسقام دافع جملہ آلام شافع آثام شارع اسلام علیہ وعلیٰ سائر الانبیاء الکرام وعصبہ العظام وآلہ الفخام افضل الصلوٰۃ واکمل السلام تمام عالم کے لئے رحمت عام ہیں اصل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اسی لئے ان کی مقدس شریعت نہایت سمحہ سہلہ ہے والحمد للہ تعالیٰ وہ پاک ہے اس سے کہ کسی ایسی بات کا حکم دے جو فوق طاقت و قوت بشر اور انسانی وسعت سے باہر ہو اسی پر بعض کتاب کریم بعض قرآن عظیم نے نزول فرمایا یہ ارشاد فرمایا آیا لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا اور یہ فرمان الٰہی سنا آیا لا تکلف اللہ نفسا الا ما اتاہا ہو یہ ارشاد فرمایا لا یکلف نفسا الا وسعہا خود آپ نے جو فرمان عمل کیا اس میں آچکا ہے ان کلفتکم فقد اعنتکم ہے حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا امرتکم بامر فاتوا منہ ما استطعتم وہ ہے فان لم یستطع فبلسانہ وان لم یستطع فبقلبہ۔

(۲) یہ ایسا پاک شریعت اس سے منزہ ہے کہ بے فائدہ و عبث امر کا حکم فرمائے قال اللہ سبحنہ و تعالیٰ وما خلقنا السماء والارض وما بینہما لعبین۔ ھذا کلہ ما افادہ امامنا المجدد وامامۃ الملۃ الحاضرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۳) اپنی عزت و جان و مال خصوصاً ایمان کی حفاظت تو اہم فرائض سے ہے یہاں تک کہ اعظم فرائض نماز سے بھی اہم تر ہے کہ نماز اور سب فرائض فرع ہیں اور وجود اصل۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ اپنے ہاتھوں اپنی جانیں ہلاکت میں نہ ڈالو۔

(۴) فتنہ و فساد سخت شنیع و قبیح و منہی عنہ ہے قال علیہ الصلوٰۃ والسلام الفتنۃ نائمۃ لعن اللہ من ایقظہا۔

(۵) ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے جو کام کل کا ہے آج نہ ہو گا جو کل ہو سکتا تھا آج نہیں ہو سکتا کہ پہلے کا وقت آیا نہیں اور دوسرے کا وقت گذر گیا۔ لوہیں ہر بات کہنے کا ایک موقع اور محل ہوتا ہے بے موقع بے محل بات کہنا لوگوں کو ہنسنے کا موقع دیتا ہے ایسی بات لغو بے فائدہ اور بے اثر ہوا کرتی ہے ــــ

ہر سخنے موقع و ہر نکتہ مقامے دارد۔ جب یہ مقدمات خود محمد ﷺ ہو لے اب اصل مقصود کی جانب چلئے۔

فاقول وباللہ التوفیق۔ ان مقدمات سے ظاہر ہوا کہ ہر حکم انسانی قوت و طاقت بشری وسعت و استطاعت سے باہر ہے۔ وہ ہرگز حکم شریعت مطہرہ نہیں جس حکم میں کوئی فائدہ نہ ہو جو محض لغو و بیہودہ ہو ہرگز ہماری پاک شرع کا حکم نہیں جس حکم میں بے فائدہ اتلاف جان و مال کا لمس ہو وہ اس شرع مبین کا حکم نہیں۔ یہ بیچ میں کہاں سے ٹپک پڑے جانیں فضا ہو ہوا ہوں وہ کبھی مقدس اسلام کا حکم نہیں ہو سکتا۔ اب یہ خود دیکھ لو کہ یہاں اس وقت حکم جہاد میں تکلیف مالا یطاق ہے یا نہیں۔ اس میں کوئی فائدہ ہے یا سراسر تعطیب۔ جانوں کی بے وجہ ہلاکت ہے یا حفاظت نفس و اموال کی امانت ہے یا اہانت۔ اس میں مسلمانوں کی عزت ہے یا ذلت۔ یہ تو محل نزول وقت ہے یا ناس وقت پر۔ ان امور پر غور کر لینے کے بعد مسئلہ بالکل صاف ہو جائے گا اسلام حفاظت ہے یا ہلاکت کا ان سے ہو تو تمام ہتھیاروں سے لیس ہونے اٹھنے کا حکم دینا کبھی نہیں اور تکلیف فوق الوسعت نہیں کیا رسول کو جو ہتھیار لڑنے کی بات سے اٹھانا نہیں جانتے تھے کہ وہم میں بھی کبھی نہیں گذرا کہ بندوق کس طرح اٹھائے جاتے ہیں کیا کبھی ہمارے آقا نے بلند پہاڑ کی چوٹیوں سے جنگوں کے بھگانے توپوں کے دھماکے ہوائی جہاز کے معرکے خواب میں نہ دیکھے انہیں توپوں کے سامنے کر دینا کچھ زیادتی نہیں کیا رسول سے میدان کرا دینا اور ان کی جانیں مفت گنوا دینا حرکت نہیں کیا یہ فتنہ و فساد نہیں کہ مسلمانوں کی مفت جانیں مفت ضائع ہوں اس سے بڑھ کر اور فتنہ اور اس سے زیادہ فساد فی الارض کیا ہوگا ایک مسلمان ایک کعبہ نہیں ہزار ہوں ان سے زیادہ افضل و برتر ہے ؎

دل بدست آور کہ حج اکبر است　　از ہزار کعبہ یک دل بہتر است

قتیہ المستملی میں ہے علامہ ابراہیم حلبی فرماتے ہیں شیخ ابو الحسن ابو الحارث من حرسہ اللہ تعالیٰ تو ایک مسلمان کا اتلاف کہ بچانے سے بڑھ کر ہے بلکہ ساری دنیا کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل سے کہیں ہلکا ہے نبی اصل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں [illegible] تو ایسی حالت میں جہاد کی رٹ لگانا غیر قوموں کو اپنے اوپر ہنسانا اور ان سے یہ طعن اٹھانا ہے ؎

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

اور جب کہ وہ ان شنائع قبائح پر مشتمل ہے حرام حرام ہے وہ ہرگز حکم شرع نہیں شریعت پر افترا کرنا مفسدات

سلہ جامع ترمذی باب ما جاء فی تعظیم المؤمن ۲۰۳۲ ۱۲ منہ ۱۲

ہے جو آج اسے حکم الٰہی اور حضرت رسالت پناہی ٹھہرا رہے ہیں مسلمانوں کے سخت دشمن ہیں وہ اللہ و رسول پر افترا کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ اور فرماتا ہے رب تبارک و تعالیٰ اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ اور ارشاد فرماتا ہے عز و علا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُکُمُ الْکَذِبَ ھٰذَا حَلٰلٌ وَّھٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ اور فرماتا ہے جل جلالہٗ و عم نوالہٗ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ یہاں کے شہتے بے سوچے بے جگ سے ناواقف مسلمان ان پر تو ان پر خود سلطان اسلام جس کے پاس سامان حرب بھی ہو اور باقاعدہ فوج بھی وہ اگر یہ سمجھے کہ کفار نہ آئیں یہ فوج و سامان انھیں کافی نہ ہوگا تو ایسی حالت میں اسے ان سے پہل نا جائز ہے کتب میں یہ مسئلہ مصرح ہے شامی و الدر المختار میں فرمایا ھذا اذا غلب علی ظنہ انہ یعلم والا فلا یباح قتالھم۔

خود اس گاندھی امت کے لیڈر اعظم مولوی عبد الباری کو مسلم ہے کہ یہ وقت وقت جہاد نہیں اور یہ کہ وہ نامفید اور بے ضرورت اہلاک نفس ہے۔ وہ اپنے رسالہ ہجرت میں کہتے ہیں "میں کشت و خون کو خصوصاً مع حملہ کی صورت میں جیسا کہ انگریز کرتے ہے غیر مفید سمجھتا ہوں کیونکہ اس کے اسباب مجتمع نہیں" وہی رسالہ میں لکھتے ہیں "اس میں شک نہیں کہ اہلاک نفس بلا ضرورت جائز نہیں قائلون جن امور کو روکتا ہے ان کو نہ کرنے میں ہمیں عذر ہے" جہاد تین قسم ہے یہ حکم ہجرت اس وقت یہاں سنانی سے خاص ہے تجھے آج لیڈران قوم ٹھہرا رہے ہیں سنانی و یہانی وہ بفضلہ تعالیٰ علمائے سنت و تمام اہلسنت نے کیے کرا رہے ہیں اور انشاء اللہ کرتے رہیں گے۔ لیڈران اٹلے چلے کہ جو حرام تھا اسے فرض بتایا اور جو فرض تھا اسے اپنے چہیتے اپنے پیارے ہندوؤں کے ساتھ حرام کیا۔

اصل یہ ہے کہ وہ گاندھی کو اپنا امام و پیشوا ہادی و راہنما جانتے بلکہ نبی بالفعل مانتے کہ اسے ذکر مبعوث من اللہ کہتے اور اس پر ساری عمر قرآن و حدیث قربان و نثار کرتے ان صاف صاف لکھتے ہیں خدا نے ان کو (گاندھی) کو مذکر بنا کر بھیجا ہے ان کو (گاندھی) کو اپنا راہنما بنایا ہے جو وہ کہتے ہیں وہی مانتا ہوں۔ میرا حال تو سردست اس شعر کے موافق ہے ؎

جو یکہ آیات و احادیث گزشت
رفتی و شارعت پرستی کردی

لہٰذا گاندھی کے اقوال و احکام پر سر جھکاتے اور احکام اسلام کو پس پشت ڈالتے ہیں اس کے مخالف

لہ سورۂ نحل پ ۱۴ ع ۱۵ لہ سورۂ نحل پ ۱۴ ع ۱۵ لہ سورۂ طٰہٰ پ ۱۶ ع ۱ لہ سورۂ آل عمران پ ۴ ع ۱۵

اسلام قبول کر قرآن و حدیث کا لباس پہناتے ہیں۔ جو کچھ وہ کہتا ہے یہ کہتے ہیں جو وہ کرتا ہے یہ کرتے ہیں غرض تمام
باتیں ہوتے ہیں، وہ نہ کیا آج سے قبل قرآن عظیم میں آیات جہاد و ترک موالات نہ تھیں۔ کیا وہ دن بھولے جا سکتے
ہیں جب کہ قرآن عظیم سے یہی آج تڑے لے چھڑے دعوے ترک موالات از نصاریٰ کرنے والے نیا چھوٹا
[illegible] نصاریٰ کے بڑے حمایتی بنے ہوئے تھے ان کی اطاعت فرض ٹھہراتے تھے
[illegible] شمار کراتے تھے ان سے سرتابی کو حرام اور ان پر چڑھائی کو عداوت و فساد فرماتے تھے مسلمانوں
[illegible] مفسد خطاوار ہونے کا حکم لگاتے تھے آج یہ نصاریٰ ظالم ہیں کل تک یہی ہر دل نیک دل ہر
تھے آج ان کی کچھ باتیں ظلم ہوتے ہیں کل تک عدل و انصاف تھا آج ان میں مقدمات لے جانا حرام ہوئے
[illegible] کہ ان خلاف شرع فیصلے ہوتے ہیں کل تک یہی کچہریاں عدالتیں تھیں۔ بلکہ عدالتیں آج تک کہا
[illegible] یہاں تحقیق طلب ہے۔

اس وقت ہمارے پیش نظر ایمہ دیانہ کی کتاب "تذکرۃ التوحید" ہے جو ان کے ایک امام مرحوم کی سوانح
[illegible] میں مدرسہ شاہی کے واقعات سے اپنے اس امام مرحوم شہید اور گلوری کی گرفتاری کا واقعہ گرفتاری و ہاں کا آنا ذکر کیا
[illegible] میں ان نصاریٰ کو جو آج بحکم گاندھی کافر ہوئے ہیں سے آج باتباع گاندھی موالات حرام و کفر ہے موالات
[illegible] معاملات بھی ناجائز ہے۔ جو باوجود اس اختلاف کے کہ اس زمانہ ۱۸۵۷ء میں ہزار ہا مسلمان نصاریٰ کو
[illegible] پڑھائے گئے (ذکر کمالات رشید صفحہ ۲۰) ظالم نہ تھے آج بقول گاندھی ظالم ٹھہرے وہ بھی جب کہ
[illegible] والے باغ کا واقعہ پیش آیا جو نہتے کانپور کی سڑک پر مسلمانوں کے سینے چھلنی ہوئے دیکھے ہیں کہ کیا کشت و خون
[illegible] کل تک وہ مالک تھے یہ مملوک تھے وہ سردار تھے یہ غلام تھے وہ قدیم تھے یہ خادم تھے یہ بندے تھے
[illegible] تھے وہ پیارے تھے یہ ان کے جاں نثار تھے کہ انھیں انسر سرکار مالک کے مقرر القاب رحم دل نیک
[illegible] کے خطاب تھے۔ اور ان کے مقابل مسلمان باغی مفسد مجرم خطاوار تھے۔ انھیں نصاریٰ پر اپنے امام مرحوم
[illegible] نثاری کو شرف فرد مباہات کے ساتھ یاد کیا۔

آپ کو ان مفسدوں سے مقابلہ بھی کرنا پڑا اور خون کے غول بہتے تھے حفاظت جان کے لئے ان
[illegible] کہتے تھے اور گولیوں کی بوچھاڑ میں بہادر شیر کی طرح نکلے چلے آتے تھے ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ گھوڑے
[illegible] جان تمام ہوئی اور طبیب روحانی حاجی صاحب رفیع الخاطر ضامن صاحب کے ہمراہ تھے کہ بندوقوں
[illegible] ہو گیا ہر ذرا دیر ہوتا اپنی سرکار کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگنے یا ہٹ جانے والا نہ تھا

اس لئے اٹل پہاڑ کی طرح جما کر ڈٹ گیا اور سرکار پر جاں نثاری کے لئے تیار ہو گیا۔ اللہ رے شجاعت و جوانمردی کہ جس ہولناک منظر سے غیر کا پتہ پانی اور بہادر سے بہادر کا زہرہ آب ہو جائے وہاں چند فقیر بے تلواریں لئے بے زرہ و قمیصوں کے سامنے ایسے جمے رہے گویا زمین نے پاؤں پکڑ لئے ہیں چنانچہ آپ پر فریب ہوئیں اور حضرت حافظ ضامن زیر ناف گولی کھا کر شہید بھی ہو گئے۔" [1]

اللہ اللہ یا ایں شورہ شوری یا ایں بے نمکی۔ کہ نری معاملت سے آدمی کافر ہو جائے۔ یا کم از کم حرام کار ٹھہرے۔ لطف یہ کہ وہی انگریز ہیں وہی ان کا مذہب وہی ان کی گھٹا روہی رفتار وہی کردار اور اس سے بڑھ کر نادان اور احمق کون ہو واقعہ فاجعہ کا پیش نظر ہوتے ہوئے آنکھیں بند کر کے یہ کہہ دے کہ اب مسلمانوں کی محبت نے انھیں انگریزوں کے ساتھ طرز عمل بدلنے پر مجبور کر دیا جب ترکوں پر مظالم دیکھے جا رہے ہیں اپنے بھائیوں کے لئے اپنے سرکار طرفداروں مالکوں سے منہ موڑ لیا اپنے پیاروں سے وہ رشتہ جہاں نثاری توڑ لیا اگر کوئی بد عقل ایسا کہے تو اس کا جواب اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے جو حدیث میں ارشاد ہوا کہ لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ کیا کانپور اور دہلی کے مسلمان مسلمان نہ تھے کیا ان پر ظلم نہ ہوئے کیا وہ مسلمان نہ تھے جو غدر میں شریک تھے جن سے انگریزوں کی جانب سے یہ لڑے وہ مسلمان تو تھے مگر اس ہمدردی کے قابل نہ تھے یہ ہمدردی تو ترکوں ہی کے لئے خاص ہے دوسرا اس میں ان کا شریک نہیں ہو سکتا اگر ہے تو وہ جو فرق کیا ہے کہ ترکوں پر جو ظلم کرے وہ ایسی سزا کا مستحق ہو اور ساری دنیا کے مسلمانوں پر شوق سے ظلم کرے ان کی بلا جانے یہ شرپسند جس نہ ہوں وہ تعزیرات صفحہ وار درج ذیل ہیں جن میں انصاری کی وہ تعزیریں مدجلیں منقیتیں اور مسلمانوں کی وہ کچھ کو جنہیں تخصیص تذلیلیں ہیں۔

اپنی سرکار سے باغی صفحہ ۲، سرکاری خیر خواہ صفحہ ۴، تھانہ بھون سرکاری فوج سے گھیرا گیا حاشیہ صفحہ ۵، اپنی سرکار کے مخالف صفحہ ۸، سرکار پر جاں نثاری صفحہ ۷، سرکاری خیر خواہ صفحہ ۹، ملازمان سرکاری صفحہ ۱۰، سرکار کے نزدیک باوجاہت صفحہ ۱۱، سرکاری بغاوت صفحہ ۱۲، سرکاری انعام یافتہ صفحہ ۱۳، آپ حضرات اپنی مہربان سرکار کے دلی خیر خواہ تھے تازیست خیر خواہی ثابت رہے صفحہ ۱۴، آپ درشیا احمق کے ہوتے تھے کہ میں جب تحقیقات میں سرکار کا فرمانبردار ہوں تو مجھ پر الزام سے بری کیا ہو گا اگر ایسا ہوتا تو سرکار مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے سو کرے۔ ملازمان سرکاری صفحہ ۱۶، رحم دل گورنمنٹ صفحہ ۱۷، ایضاً صفحہ ۱۸، نیک دل رعیاں صفحہ ۱۹، الزام بغاوت صفحہ ۲۰، ۲۱، ۲۲، وہ سال تھا جس میں (گنگوہی) پر اپنی سرکار سے باغی ہونے کا الزام لگایا گیا صفحہ ۲۳، بغاوت کا علم قائم کیا نوجیں باغی ہوئیں صفحہ ۲۴، بنکسی صاحب انگریز سے جو باغیوں کی سرکوبی کے لئے حکم عدالت کا

[1] ابوداؤد جلد دوم ص ۳۳۱

ہم تعین کر ضلع سہارن پور میں تعین کیا گیا تھا۔ (حاشیہ صفحہ ۲) گورنمنٹ نے باغیوں کی بغاوت کے باعث اپنا
امن اٹھا لیا (صفحہ ۳) مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگنے والا تھا (صفحہ ۵) جب بغاوت و فساد کا قصہ
ہوا (صفحہ ۶) باغیوں کی سرکوبی شروع کی (صفحہ ۷) نہ ایسی اندھی جنگ بغاوت کبھی دیکھی یا سنی (صفحہ ۸) باغی
کی اعانت سرکاری بغاوت (صفحہ ۹) ان کو باغی و مفسد اور مجرم و سرکاری غدار ظاہر کیا تھا (صفحہ ۱۰) مفسدوں میں
شریک (صفحہ ۱۱) کلم فساد کھلم کھلا بلند کیا (صفحہ ۱۲) مفسدوں میں شریک ہونے کی راہ چلائی (صفحہ ۱۳) مفسدوں سے
ستادہ (صفحہ ۱۴) جب مفسدوں کی معرکہ آرائی سے بچا (صفحہ ۱۵) بزدل مفسدوں کو (صفحہ ۱۶) یہ نحس کرش حصہ فساد
سے کہ دل دیتے تھے (صفحہ ۱۷) یہ جماعت مفسدین (صفحہ ۱۸) ہمارا کام فساد کا نہیں ہم مفسدوں کے ساتھی (صفحہ ۱۹)
گرفتاری کے لائق نشان کرے اور ولالت کے دستی مکانات (صفحہ ۲۰) عدالت سے حکم ہوا (صفحہ ۲۱) جس وقت حاکم کا حکم
ہوا ہے ان کی اتباع اور ہوس کی تصویر کا دوسرا رخ۔

اب کمیٹی مسمی بہ جمعیۃ العلماء اور ہز خلافت کمیٹی سے ضروری سوال ہے

ایسے لوگ جنھوں نے اس گورنمنٹ کو جس کی نسبت کہہ چکے ہیں حضرت کا یہ فتویٰ ہے کہ جہاں اس سے موالات
و مسالمت کرے گا وہ دار الاسلام سے دار الحرب ہو جائے گا وہ دار الحرب ہو جانے کے بعد وہاں کے ان کو کیا ان کو ترک ہجرت
ہے کہ جہاں ایک دل ملک سرکار وغیرہ کہیں ان کی دل بھر خواہی کا کام جہاں ان پر جہاں نثاری کرتا ہو تیار
ہیں جہاں بلکہ گرگزیں ان کی جانب سے مسلمانوں سے رسمی اور اسے قدرے خوشی خوشی بیان کو بس ان کی بھر پور
موالات کہیں (جن کی نسبت کہہ آئے فرماتے ہیں کہ ان میں سراسر ظلم ہوتا ہے) جنھوں نے ان کے وہ اکرام و
تعظیم کی اور مسلمانوں کو شام و شتیں دیں کہ یہ ہیں جھوٹے دشمن کذاب مستحق لعنت و طلب قتل
ہیں نہ جہاد کی مقام موذی کہا ہے یا کچھ نہیں۔ سچ کہئے مسلمان ہیں اس نے کلیۃ العلماء خلافت کمیٹیوں کے
ارکان ہیں۔ آپ لوگوں کے نزدیک ایسے ظلم کو بلکہ کسی کافر کو جس سے اپنے علم بھی نہ سادہ ہوئے ہوں سرکار
سے خوب کہنا جائز ہے یا ناجائز۔

اس حدیث کا کیا مطلب ہے لا تکونوا الذنابی سبا فان سبا فان لعنت سبا فان لعنت سبا فان لعنت سبا فان لعنت سبا فان لعنت
مشکوٰۃ الفساق فضب الرب واعاذنا منہ العاص کے کیا معنی ہیں ان دونوں حدیثوں سے ان
کا حکم ہوگا جنھوں نے فاسق و منافق نہیں کہے کافروں کی تعریفوں کے پورے پل باندھے۔

کافر کو نیک دل کہنا کیسا ہے۔ ان پر جاں نثار کرنے والے کا کیا حکم ہے۔ کافروں کی طرف سے مسلمانوں سے لڑنا کیا حکم رکھتا ہے۔ کافروں کے ہمراہ دار گروہ سے اگر کوئی قتل ہو کیا شہید ہوگا۔ جو لڑے مرے کیسا ہے اس کا کیا حکم ہے۔ بغاوت کے کیا معنی ہیں۔ باغی کا کیا حکم ہے کیا اندر کے مسلمان باغی تھے باوجود شرعی مسلمانوں کی توہین و تحقیر کرنے والوں کا کیا حکم ہے مسلمانوں کو ناحق ایذا دینے اور ایذا دینے والے کی بابت حکم شرعی کیا ہے کافروں کی گرفتاری پر مسلمانوں کی پکڑ ہوئی کہ وہ بلا فیصلے ہوئے قید رہے انہیں رہائی کیا ہے اور قاتل کا کیا حکم ہے۔ بیان بالا کو خود ملاحظہ کریں کہ کون نصاریٰ جاں نثاران گورنمنٹ دلی غیر خواہان انگریزان معاندین و محاربین یا مسلمانان متعصبین و موہنین مومنان سے جو سیل جول رکھے اس کی نسبت حکم شرعی کیا ہے۔ خصوصاً وہ لوگ جو ان کی ایک ایک وقت کی دعوت میں پانچ پانچ سو روپیہ دیتے ہیں نہ صرف یہ بلکہ غریب مسلمانوں نے جو روپیہ نہایت عرق ریزی سخت جانکاہی سے کمایا اور اپنے مظلوم بھائیوں کی امداد کے لئے دیا اس پر اس بے دردی سے چکی چلائیں ان کا شاندار استقبال کیا کرائیں۔ عرض کوئی دقیقہ تعظیم کے اعزاز و اکرام کا اٹھا نہ رکھیں انھیں صدر جلسہ صدر رجعیت کریں بلکہ بعض کو شیخ الہند بنائیں۔ کیا آج سے پہلے انگریز نے تمہارے مسلمان جو غدر میں پھانسیاں دیتے گئے دریائے شور بہیے گئے سخت عذاب سہے گئے جو گائے سوؤں کی طرح کاٹ کر رکھ دیئے گئے وہ مسلمان نہ تھے۔ یا جب تک وہ عاقبت نااندیش قرآن عظیم میں ترک موالات و جہاد کے احکام نہ تھے آج گاندھی نے جسے آپ لوگ مدتوں سے مبعوث من اللہ مانتے ہیں بتائے ہیں۔ یوں یا یہ شافیا۔

مسلمانو! جیت دکھنڈے کے لوگ ہو کچھ جواب دیں مگر تم جانتے ہو کہ اگر زیب بھی انگریزی تھے مسلمان نہ تھے اور اندر کے مسلمان بھی ضرور مسلمان تھے اور قرآن عظیم میں یہ احکام بھی دلاریب تھے اور یہ لوگ گاندھی کے بتانے سے پہلے بھی قرآن پڑھتے اور ان احکام الٰہیہ کا علم رکھتے تھے۔ تو پھر ظاہر کہ بات وہی ہے جو ہم نے بیان کی کہ یہ لوگ پابند جاہ و ہوس ہیں جب انگریزی سلطنت ہل اپنا سورج چڑھا آفتاب جہانتاب تھا اب ہوس سوداج اور آزادی خود مختاری کے نشہ اور سلطنت کرنے کی خواہش کی ترنگ میں ہیں یہ ہے کہ گاندھی کے بندے ہیں جو وہ کہتا ہے وہی مانتے ہیں اگر قرآن و حدیث اس پر نثار کرتے ہیں۔ غرض خدا کے بندے نہ تھے نہ اب ہیں۔ قرآن و احادیث اسلامی احکام جب مانتے تھے جب مانتے تھے جب عوام کو بہکانے اور بھولوں کو پھسلانے کے لئے نام قرآن و حدیث کرتے ہیں پہلے انگریزوں کے جاں نثار تھے اب گاندھی پر مرتے ہیں۔ اس وقت یہ حکم جہاد بھی اسی دشمن اسلام و مسلمین گاندھی بد دین کا حکم ہے۔ جیسے پہلے ہجرت سے نقصان پہونچائے مسلمانوں

[illegible] ان کی بیش بہا جائدادیں اور اموال کوڑیوں میں بکوائے سب کے کوٹنے کو غیر مسلموں [illegible] یہاں ہمارے اپنے ہندو بھائیوں کو دلوائے۔

ہمارے اس مسئلہ جہاد کو اس نے یہاں تک کہ مسلمانوں کو جن کی روح بالکل فنا ہو چکی ہے کچھ نہ کچھ باقی [illegible] بالکل تباہ کرائے۔ اگرچہ بظاہر گاندھی کی یہ ایسی پختہ ہوا اور وہ اخباروں میں یہ شائع کرتا [illegible] سب کشت و خون کو روا نہیں رکھتا مگر اولی تامل سے یہ نکتہ حل ہو سکتا ہے غور فرمائیے جو لوگ بے حکم [illegible] توڑیں وہ انہیں اس کے مشورہ کے ایسے امر عظیم کا نام کیونکر لے سکتے معلوم ہوا کہ ہندوؤں نے ان کو یہ حکم [illegible] جہاد بیکار ہوا اس سے انگریزوں کو مرعوب کرانا اور ہندو ہی ایسی سے کام نکالوں گا حاصل ہوتی تو [illegible] کو سمجھے کہ حاصل تو گاندھی نے لی سمجھے کون۔

مسلمانو! تم نے دیکھا ہے تمہارے رب کریم کے ارشاد اِنَّهُمْ كَانُوا يَقُولُونَ [illegible] کی کھلی تصدیق اور ابھی کیا ہے اگر تم اب بھی ہوش میں نہ آئے تو دیکھو گے اور اپنے کئے کا مزا [illegible]

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

[illegible] ہوش تم اب بھی سنبھلو اور ان گندم نما جو فروشوں سے بچو ان کی تو دلی خواہش ہے کہ تم مشقت میں پڑو [illegible]

آپ کے سوالات کے اصل مقصد کا جواب تو بحمداللہ تعالیٰ یہ ہوا مگر اب دوسرے علمی پہلو پر بھی سوال کا [illegible] ہے ——— اللہ عزوجل اپنی کتاب کریم قرآن عظیم میں ارشاد [illegible] ہے اور ارشاد فرماتا ہے [illegible] اور ارشاد فرماتا ہے [illegible] اور فرماتا ہے [illegible]

جو فرض ان آیات کریمہ مندرجہ بالا سے مسلمانوں پر عائد ہوتا ہے اس زمانہ میں اس کی تعمیل کس طرح ہو سکتی ہے آپ اگر نظر رکھتے ہوں تو آپ اور نہ خود گاندھی امت کے علماء و ایڈیٹروں سے دریافت فرما کر مطلع کیجئے اگر مسلمان ان پر عمل نہ کریں اور نہ ہی عمل کرنے کے طریق کار سوچیں تو کیا مسلمان رہ سکتے ہیں ترک فرض پر مسلمان

[illegible]

عنہ ہے کا سوال عجیب ہے) نیز یہ بھی فرمائیں کہ اس فرض کی اہمیت اسلام میں کس درجہ کی ہے فتوی (استفتا) ہذا جناب کی خدمت میں بھیجا جاتا ہے اس پر غور کیجئے (اور اگر خود علم نہ رکھتے ہوں تو انھیں لیاقت گانہ دعوی ملت کو دیکھ کر غور کریں) اور قرآن و حدیث نبوی سے اس کا شان نزول دیکھئے (اور وہ دیکھیں مگر قرآن عظیم سے شان نزول دیکھنا بے عجیب) اور دیکھئے کہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کیجئے علمائے صلع بصرف لکھنے کو تسقیص شان رسالت اور لکھنے والے پر حکم کفر فرمایا ہے) نے ان آیات کو کیا سمجھا اور ان پر کس طور سے عمل کیا ہے اور اس سے کیا اثر مرتب ہوئے کیا اب یہ آیت منسوخ ہیں (یا اب مشرک مشرک نہ رہے مسلمان ہو گئے کیا آمدگی اور اہمیت آگئے اور مدن موجن مانوی وغیرہ ائمہ کفر نہیں) یا ہمارے لئے بھی کوئی مفید سبق رکھتے ہیں اگر رکھتے ہیں تو کیا علمائے (علما) نے ان کی تبلیغ واضح طور پر فرمادی ہے اگر نہیں کی تو کیا اب کرنے کے لئے تیار ہیں یا نہیں اگر اب بھی تیار نہیں تو کیا اس آیت کے تحت میں آتے ہیں یا نہیں (اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْهُدٰى) یا ہیں لکھیں ان اور ت کے درمیان الف نہیں وَالْهُدٰى..... وان (ما) یہاں کالف بیت ہیں لکھنا بیکار ہو گئے (العیاذ باللہ) اگر آتے ہیں تو کیوں اب بھی خدا کا خوف نہیں کرتے اور کیوں اپنی ماہیت کو تائب ہو کر سنوار نہیں لیتے نیز یہ بھی عرض ہے کہ اس پر بھی غور کیجئے (یا لیاقت غور کریں) کہ ان آیات پر عمل نہ کرنے سے اسلام کو کس قدر نقصان پہونچ چکا ہے اور اگر آیت پر عمل نہیں کیا گیا تو کس قدر نقصان پہونچے گا خدا کے لئے ہماری اس بیدادی سے فائدہ اٹھائیے اور خلق خدا کو راہ راست پر لائیے ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے اور اب آپ (یا وہ لیاقت) اپنا فرض ادا کریں۔ جو جواب آپ یا وہ (یا لیاقت) دیں اپنے ان سوالات کا ادھر سے بھی وہی جواب سمجھ لیں۔

عرض بات یہی ہے کہ ہر فرض بقدر قدرت و بشرط استطاعت ہے آپ مذکورہ سوال میں غور فرمائیں تو ہر شخص پر فرضیت ثابت ہوتی ہے اگر آپ میں قوت و استطاعت ہے بسم اللہ فرمائیے آپ کو کس نے روکا ہے کرم فرمائیے عرض محض بتقاضیر خواہی اسلام و مسلمین اور اتباعاً ارشادات رب العالمین و سید رحمۃ للعالمین ہے ورنہ اللہ بھلے کے رہنما کے کافرین یا کفر فاجرین اور مخالفین و معاندین کے افتراؤں بہتانوں کے جواب کو قرآنی ارشاد قُلْ مُوْتُوْا بِغَیْظِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ الفقیر محمد عبدالرحمن عفی عنہ المولوی البرہلوی
حنفی ماتریدی المتوی بہاولپور محمد عفی عنہ النبی الامی۔

لہ سورۂ بقرہ آیت ۱۵۹ لہ سورۂ آل عمران آیت ۱۱۹

مسئلہ: از شاہجہاں پور مسئولہ جناب منشی معقول حسین خاں صاحب رضوی سلمہ، مورخہ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۴۰ھ

علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کی نسبت کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ

۱۔ خلافت صحیحہ شرعیہ کس کا حق ہے؟ زید کہتا ہے قول کہ خلافت صحیحہ بموجب حدیث شریف صرف حضرت امام حسن علیہ السلام تک رہی پھر بصورت سلطنت ہوگئی اب خلافت کہاں رہی کیسا ہے؟

۲۔ ترک موالات وترک مساکات میں کیا فرق ہے؟

۳۔ کیا خان کو آپریشن شرعی ترک موالات نہیں ہے؟

۴۔ قربانی کرنا صاحب نصاب پر واجب ہے یا نہیں؟ اگر زید عمرو سے کہے کہ اس وقت تم قربانی نہ کرو میں روپیہ دیتا ہوں جس سے قربانی کروگے خلافت کمیٹی کو اکٹھا روپیہ چندہ ہوتا ہے تو دوسرے سے قربانی کرانا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ امیر افغانستان وعلماء ومفتیان افغانستان نے اس پر فتوی دے دیا ہے کہ قربانی نہ کرو روپیہ دے دو۔ قول زید شرعاً کیسا ہے؟ اور بموجب قول زید عمل کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

۵۔ کیا کفار اہل حرب وسوا ومحمت سلطنت اسلام کے لئے دی جا سکتی ہے؟ وہ مسلمان جو خلافت کے مستحق ہیں جو ساتوں شروط خلافت کا جامع ہو یعنی مرد ہو۔ عاقل ہو۔ بالغ ہو۔ مسلم ہو۔ حر ہو۔ عادل ہو۔ مجتہد ہو۔ یہ ساتوں شرطیں ایسی ضروری ہیں کہ ان میں سے اگر ایک بھی کم ہو تو خلافت صحیح نہیں ہوتی۔ خازن میں اس کی تصریح ہے۔ تبرک کے لئے امام ابوالبرکات نجم الملۃ والدین عمر نسفی اور سعادت دارین کی [illegible] کی [illegible] کے [illegible] سعد الملۃ والدین عمر تفتازانی کا ارشاد عرض کروں وہ اپنی کتاب [illegible] اس کی شرح میں فرماتے ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible] امام قریش سے ہو غیر قرشی کا امام ہونا جائز نہیں یعنی امام کا قرشی ہونا شرط ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا الائمۃ من قریش سب ائمہ قریش سے ہیں۔ اور یہ اگرچہ خبر واحد ہے لیکن جب کہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اس وقت جب کہ انصار و مہاجرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں امامت پر گفتگو ہوئی اور فریق اول چاہتا تھا کہ امام انصار سے ہو اور فریق دوم کی خواہش تھی کہ مہاجرین سے آخر اول نے کہا کہ ایک امام ہمارا تم میں سے ہو اور تمہارا تم میں سے، انصار پر حجت کے لئے روایت فرمایا اور اس پر کسی نے انکار نہ کیا انصار نے یہ ارشاد سرکار ابد قرار سنا سر اطاعت خم کیا وہ اصرار چھوڑ دیا اپنا دعویٰ واپس لیا تو اس شرط قرشیت پر اجماع صحابہ ہو گیا اور اس میں امت سے کوئی بھی مخالف نہ ہوا خوارج اور چند معتزلہ نے خلاف کیا۔ اور امام کا ولایت مطلقہ کاملہ کا اہل ہونا شرط ہے یعنی مسلمان حُر عاقل بالغ ہو (مسلمان ہونا کافر نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر کافروں کو کوئی راہ نہ دی اور آزاد ہو غلام نہ ہو کہ غلام (ایک تو اپنے آقا کی خدمت میں مشغول ہوگا دوسرے) لوگوں کی نگاہ میں حقیر اور (مرد ہو) کہ عورتیں عقل و دین میں مردوں سے کم ہوتی ہیں اور (عاقل بالغ ہو کہ بچہ اور پاگل تدبیر امور اور تصرف فی مصالح الجمہور سے قاصر ہیں اور شرط ہے کہ سیاست والا ہو یعنی امور مسلمین میں تصرف کا مالک ہو تنفیذ احکام اور حفاظت دار الاسلام اور قتال سے مظلوم کا بدلہ لینے پر قادر ہو انتہی۔

آج اس دور پُر فتن میں جہاں اسلام پر ادبار در پے مصائب نازل ہیں۔ اختلاف و تشتت و افتراق کی گرم بازاری بھی ہے بلکہ یہی ساری مصیبتوں کی اصل الاصول ہے۔ شرط قرشیت جس پر اجماع امت ہو چکا آج اسے غیر ضروری اور بے کار ٹھہرایا جاتا اور اجماع صحابہ و اتفاق سائر ائمہ و اطباق جمیع علما کو نہایت بے دردی سے توڑا جاتا ہے باوجود تصریحات علما کہ یہ شرط قطعی اجماعی ہے مثلاً شروح مواقف و مقاصد کا ارشاد: ھذا امر قطعی فلا التفات الی خلاف بعض المتاخرین بما اشار الیہ القرشیۃ دیکھ کر بھی رکیک ہوا اور در کنار تاویلات سے کام نکالا جاتا ہے مثلاً کبھی کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث امر نہیں خبر ہے جیسے القضاۃ فی الانصار۔ جیسے اس سے قضا انصار ہی میں منحصر نہیں ہوتی یوں ہی اس حدیث سے خلافت قریش میں۔

فقیر عرض کرتا ہے یہی سہی کہ امر نہیں خبر ہے مگر کیسی خبر ایسی خبر کہ جس کی بابت دوسری حدیث میں ارشاد ہوا لا یزال ھذا الامر فی القریش ما بقی من الناس اثنان (یعنی ہمیشہ امامت قریش ہی میں رہے گی جب تک دنیا میں سے دو بھی رہیں گے) کیا القضاۃ فی الانصار کے متعلق کبھی کسی اور حدیث میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ قضا انصار ہی میں رہے گی جب تک ان سے دو بھی رہیں گے؟ کبھی کہا جاتا ہے "علما و ائمہ نے سلطنتوں کے ڈر سے اس شرط کو خواہ مخواہ بڑھا رکھا ہے" قاضی عیاض سے اس کی ابتدا معلوم ہوتی ہے۔ حالانکہ اجماع کا ثبوت مشکل

لہ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۔ لہ احمد بن حنبل، مسلم جلد ثانی صفحہ

ہے محققین اہلسنت قرشیت کی شرط سے بالکل عدول کرتے ہیں" مثال کے لئے امام ابوبکر باقلانی کا نام بھی لے دیا جاتا ہے۔

گذارش ہے کہ اگر تمام محققین اہلسنت اس شرط سے عدول فرماتے نہیں نہیں صرف امام ابوبکر باقلانی ہی خلاف کرتے تو کتب عقائد میں یہ کیوں ہوتا کہ اس میں سوائے خوارج اور چند معتزلہ کے اور کسی کا خلاف نہیں مثلاً شرح عقائد نسفی میں ہے لم یخالف فیہ الا الخوارج وبعض المعتزلۃ یا یہ بھی سلطنتوں کے خوف سے کیا کہ امام ابوبکر باقلانی اور محققین کا خلاف چھپا لیا صرف خوارج و بعض معتزلہ کا دکھایا۔

لیڈرو! ڈرو اللہ سے ڈرو کیوں امام اور تمام محققین پر افترا کرتے ہو نقض اجماع صحابہ کرام کا شنیع الزام ان کے سر دھرتے ہو۔ فرمان قرآن انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون کی بھی خبر رکھتے ہو۔ نہیں نہیں تم اور قرآنی ارشاد سے خبر فانہ ایسوں سے گلہ شکوہ بے کار جن کی عمر آیات و احادیث بت پرست (گاندھی) پر نثار و لاحول ولا قوۃ الا باللہ العزیز القہار۔ ائمہ کرام و علمائے اعلام پر جو کتمان حق اور مداہنت فی الدین کے دوشنیع الزام کے اس کی جزا اللہ واحد قہار کے یہاں ہے یسئل الظلمون ای منقلب ینقلبون مگر اتنی گذارش ہے کہ علامہ علی قاری کس دل گردے کے تھے کہ باوجود سلطنت ترکیہ ایدھا اللہ ونصرھا علی اعدائھا میں سکونت کے پھر بھی وہی فرمایا جو اگلوں نے خلفائے عباسیہ کے ڈر سے کہہ دیا تھا شرح فقہ اکبر میں فرمایا یشترط ان یکون الامام قریشیا لقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الائمۃ من قریش وھو حدیث مشھور ولیس المراد بہ الامامۃ فی الصلوٰۃ فقط بل الامامۃ الکبریٰ (یعنی) خلیفہ قریشی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے الائمۃ من قریش سب ائمہ قریش سے ہیں۔ یہ حدیث مشہور ہے اور اس میں نماز کی امامت بالاجماع مراد نہیں تو ضرور خلافت مراد ہے۔ اس میں مخالف خوارج ہیں یا چند معتزلی۔

اور حضرت محقق علامہ ابراہیم حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ کتنے جری تھے جنھوں نے غنیہ شرح منیہ میں جہاں کچھ ایسی ضرورت بھی نہ تھی یہ فرمایا لا خلیفۃ الان والذی یکون بمصر فانما یکون خلیفۃ اسما لا معنیً لانتفاء بعض شروط الخلافۃ فیہ علی ما لا یخفی علی من لہ ادنی علم بشروطھا یعنی آج کل کوئی خلیفہ نہیں اور وہ جو مصر میں ہے وہ تو نام کا خلیفہ ہے۔ حقیقی نہیں کہ بعض شروط خلافت اس میں موجود نہیں جسے شروط خلافت کا ذرا بھی علم ہو اس پر یہ ظاہر ہے ——— بہت ممکن کہ یہ سلطان سلیم عثمانی ہی کے متعلق ہو کہ ۹۲۳ھ میں مصر ان کے قبضہ میں آگیا تھا اور علامہ حلبی مذکور نے مصر ہی میں تعلیم پائی اور وہاں

لہ شرح عقائد ص ۱۵۰ ۱۲ سورۂ نحل آیت ۱۰۵، ۱۲ سورۂ یونس آیت ۷۰، ۱۲ شرح فقہ اکبر ص ۱۸۸ مطبوعہ قیومی کانپور، ۱۲ غنیہ ص ۳۳۸، ۱۲ کنز العمال ج ۱۲ ص ۷۲

مدت تک رہے پھر قسطنطنیہ آئے اور وہیں تشریف رکھی سلطانی مسجد جامع کے امام مقرر ہوئے اور حضرت فاضل سعدی چلپی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے دار القراۃ میں مدرس رہے اور ۹۵۶ھ میں وصال فرمایا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا۔

اور اگر غنیہ ۹۲۳ھ سے پیشتر کی تصنیف ہو تو اگرچہ ان سلطان سلیم کے متعلق نہ ہو کی دور خلفائے عباسیہ کے بعد سلطان سلیم عثمانی کے وقت تک بہت سی سلطنتیں ہوئیں اکراد کی سلطنت ہوئی اور ترکوں کی سلطنت ہوئی جراکسہ کی سلطنت ہوئی غرض جس کسی کے عہد میں غنیہ تصنیف ہوئی ہو اس کے متعلق ہے۔ مگر تقدیر کے آگے تھے کہ کسی نے ان سے بازپرس نہ کی۔

اور علامہ شامی نے تو غضب ہی کر دیا کہ خاص سلاطین ترک کا لقب صراحت سے فرمایا۔ ردالمحتار میں ہے۔ قد تکون بالتغلب مع انہا بدعۃ وھو الواقع فی سلاطین الزمان نصرھم اللہ تعالیٰ ——— کیا شان سرشاران بادۂ گمراہی و ضلالت دیکھیں کہ علما کی زبانیں اور ان کے قلم حق بولنے حق لکھنے سے کبھی نہیں رکتے وہ اللہ واحد قہار اور اس کے رسول دونوں جہان کے مالک و مختار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کسی سے خوف نہیں کرتے مگر ان کا نفس جو خلق عظیم سے آدمی اپنے ہی احوال پر کتابے قیاس انھیں اپنا سا جانتے ہیں جیسے خود فروشاں میں سب کا یہی رنگ کہ آئے۔ اللہ کے گھر کو ہر کہ در مہ کے سوا تک کی رہ گذر بنا آتے۔ اے مدعیان علم و تہذیب و ادب۔ علما کی شان میں گستاخ نہ ہو۔ انھیں اپنے پر قیاس نہ کرو۔ مولانا معنوی کے ارشاد ؎

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر — گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر
جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد — کم کسے زابدال حق آگاہ شد
اشتیا ہا دیدۂ بینا نہ بود — نیک و بد در دیدۂ شاں یک نمود
ہمسری با انبیا برداشتند — اولیا را ہم چو خود پنداشتند
گفت ایشاں بشرِ ما مثلِ شماست — ما زایشاں بستہ خوابیم و خوریم
ایں ندانستند ایشاں از عمی — ہست فرقے در میاں بے منتہی

پر نظر کھو اگر کرام و علمائے عظام کی بے ادبی کھیل نہیں۔ آدمی کو کہاں سے کہاں پہونچا دیتی اور کیا سے کیا بنا دیتی ہے ——— عزیزان ملت! ان لیڈروں کو باوجود ادعائے سنت و دعوائے علم و مشیخت اس قدر علمی بے بہا فرشیت کو کھانے اور عمامہ کے بال اور مفتر کے پھندوں میں پھنسنے کی کیا حاجت ہے انھوں نے مسلمانوں

اسلامیہ کے پامال کرنے میں کیا نفع سوچا ہے اور ان کی اس بے ہودہ حرکت سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ سلطان المسلمین ترکی اللھم انصرہ وانصر من نصرہ واخذل اعداءہ الکفرۃ الفجرۃ اللھم دمر دیارھم وقصر اعمارھم وزلزل اقدامھم ولا تجعل لھم علیہ وعلینا سبیلا کی حرمت و عزت کے لئے خدمت حرمین محترمین کیا کہ ہے ان کی سلطنت علیہ کی حفاظت و حمایت کے لئے خلافت کی شرط حماقت ہے تحفظ و امداد سلطنت اسلام کے لئے امامت کبریٰ شرط ہی کب ہے جس کے لئے یہ لغو و فضول و بے معنی کد ہے سلطنت اسلام تو سلطنت اسلام ہے سلطان تو سلطان ہیں ہر فرد مسلم پر ہر فرد مسلم کی خیر خواہی لازم ہے الدین النصح لکل مسلم ارشاد پاک حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پر ناطق ہے۔ ھذا ان شئت التنفیر بعیت بالکتاب الجلیل۔ دوام العیش فی الائمۃ۔ قریش۔

خلافت راشدہ کاملہ بے شک حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک رہی۔ عند التحقیق یہ صحیح نہیں کہ پھر خلافت ہی نہ رہی ان کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے اور خاندان عباسیہ میں تو نہ ۹۵۰ھ تک رہی ان جب سے اب تک خلافت سے دنیا خالی ہے اہل حل وعقد کے نزدیک ارشاد پاک حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ثم یکون بعدھا ملک یا عضوض راشدہ کا المراد ہے شرح عقائد میں فرمایا الخلافۃ ثلثون سنۃ ثم بعدھا ملک وامارۃ لقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الخلافۃ الخ وقد استشھد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی ذلک بقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثلثین سنۃ من وفات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم تصیر ملکا عضوضا ومن بعدہ لا یکونون خلفاء بل ملوکا وامراء وھذا مشکل لان اھل الحل والعقد من الامۃ قد کانوا متفقین علی خلافۃ الخلفاء الاربعۃ وبعض الملوک وانیہ کعمر بن عبد العزیز مثلا ولعل المراد ان الخلافۃ الکاملۃ التی لا یشوبھا شیئ من المخالفۃ ومیل عن المتابعۃ تکون ثلثین سنۃ وبعدھا قد تکون وقد لا تکون۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ واحکم۔

جواب (۲) معاملات و معاملت میں فرق عظیم و کون بعید ہے معاملات قطعاً یقیناً ہر کافر سے مشترک ہو یا کتابی ذمی ہو یا حربی اگر حقیقیہ ہے کفر ہے اور صوریہ ہے تو حرام ہے جس پر کثیر آیات قرآنیہ ناطق اور مجوز معاملت سلامتہ کے سب سے جائز والتحقیق التام فی الحجۃ المؤتمنۃ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب (۳) ہرگز نہیں کما ھو مذکور فی رسائل اھل الحق واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب (۴) قربانی ہر آزاد مسلمان صاحب نصاب پر ایام اضحیٰ میں کسی دن کرنا واجب ہے یا سنت مؤکدہ

لہ شرح عقائد نسفی ص ۱۵۱ لہ ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۰۰ لہ ترمذی جلد دوم ص ۴۵

اس میں اختلاف ہے ہمارے امام اعظم وامام محمد وامامین زفر وحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک واجب اور امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ایک روایت میں وجوب ثابت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں سنت محمدیہ ومن لم یضح فلا یقربن مصلانا (یعنی) جو وسعت رکھتا ہو اور قربانی نہ کرے وہ ہرگز ہماری عیدگاہ میں نہ آئے یہی وہ حدیث ہے جس سے امام اعظم وغیرہ ائمہ مذکورین نے وجوب کا حکم فرمایا اور ایک روایت میں امام محمد وامام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح اسے سنت مؤکدہ فرماتے ہیں۔ فتوی قول اول ہی پر ہے اور وہی مختار للفتوی متون کا مسئلہ ہے ہدایہ میں فرمایا: الاضحیۃ واجبۃ علی کل حر مسلم مقیم موسر فی یوم الاضحی اما الوجوب فقول ابی حنیفۃ ومحمد رحمہما اللہ وقال ابو یوسف والحسن والحسن والحسن روایتین عن ابی یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ وعنہ انہا سنۃ وھو قول الشافعی وذکر الطحاوی ان کل قول ابی حنیفۃ طیبۃ وکل قول ابی یوسف ومحمد سنۃ مؤکدۃ وجہ الوجوب قولہ علیہ السلام من وجد سعۃ ولم یضح فلا یقربن مصلانا ومثل ھذا الوعید لا یلحق بترک غیر الواجب۔ ملتقطاً۔

یعنی قربانی ہر آزاد مسلمان مقیم صاحب نصاب پر یوم اضحی میں کرنا واجب ہے۔ وجوب امام اعظم وامام محمد وامام زفر وحسن کا قول ہے۔ اور ایک روایت میں امام ابو یوسف سے بھی یہی ہے کہ واجب ہے۔ اور دوسری روایت میں ان سے یہ ہے کہ سنت مؤکدہ ہے اور یہی قول امام شافعی کا ہے اور امام طحاوی نے ذکر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے قول پر واجب ہے اور امام ابو یوسف وامام محمد کے قول پر سنت مؤکدہ۔ وجوب کی وجہ تو حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ جو وسعت رکھتا ہو اور قربانی نہ کرے وہ ہرگز ہماری عیدگاہ میں نہ آئے اور مثل اس وعید ترک غیر واجب پر نہیں فرمائی جاتی۔

خیر اگر سنت ہی رکھو تو بھی ترک کرنا سخت گناہ اور اصرار سے فسق اور پکا کافر مستحق عذاب نار ہو مصداق من ترک سنتی لم تنلہ شفاعتی (او کما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہوتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے (عمداً) میری سنت ترک کی وہ میری شفاعت نہ پائے گا اعاذنا اللہ من ترکہا ورزقنا شفاعۃ حبیبہ الاعظم علیہ التحیۃ والثنا ——— قربانی اراقۂ دم ہے وہ روپیہ فقرا کو یا کپڑوں وغیرہ میں دیدینے سے ادا نہ ہوگی درمختار میں ہے فیجب التضحیۃ ای اراقۃ الدم من النعم عملا لا اعتقاد یہاں تک کہ اگر قربانی کا جانور بے ذبح کیے تصدق کر دیا قربانی ادا نہ ہوئی واجب ذمہ پر رہا۔ اور اگر ذبح کر کے سب اپنے صرف میں لے آیا فقرا کو کچھ نہ دیا قربانی ہوگئی واجب سر سے اتر گیا۔ ہاں مستحب یہ ہے کہ بعد ذبح اس کا

لہ الجامع الصغیر ص۲۳۳ لہ ہدایہ اخیرین ص۴۴۳ لہ درمختار مع شامی جلد ۹ ص۴۲۰ کوئٹہ

گوشت فقرا کو دیدے ردالمحتار میں ہے الدلیل علی وجوب الاراقۃ انہا لو تصدق بلحمہا لا یخرج عن الواجب اما التصدق بلحمہا بعد الذبح فمستحب حتی لو امسکہ تصدق بہ جاز لہم۔ زید پر توبہ فرض ہے کہ اس نے اس قول میں کہ تم قربانی نہ کرو بلکہ یہی روپیہ جس سے قربانی کرو گے خلاف بیٹی کو انگوٹھہ خشاد و مولانا فرید میں دیدو۔ دوسرے قربانی نہ گاؤ کرنا ناجائز ہے ـــــ چار گناہ عظیم کئے (۱) نہی عن المعروف (۲) امر منکر (۳) اتباع غیر سبیل مومنین (۴) مخالفت شریعت مقدس اور شرع شقدس پر اقتراء کیا اور حکم حدیث لعنت ملئکہ سمٰوٰت وارض کو اڑھا۔ کہ حدیث

ـــــ حق یعبد غیر اللہ لعنت ملئکۃ السمٰوٰت والارض ۔ و ہو ما کرہ علیہ المسلمین علی رضی اللہ

ـــــ دلیل ملاحظہ ہو کتنی معقول ہے کہ یکیونکہ امیر افغانستان وعلماء وعقلاء افغانستان نے اس پر فتوے دیے ہیں کہ قربانی گاؤ ہرگز نہ کی جائے" اولاً وہ جو امیر صاحب کی طرف منسوب اشتہار شاہجہاں پور کے کسی ـــــ نے طبع کرایا ہے۔ وہ ہرگز امیر صاحب کا نہیں۔ ان پر اور وہاں کے علماء پر بغض افترا اور عظیم بہتان ہے جبکہ ان کے ـــــ میں صاف ارشاد ہے ان اللہ یامرکم ان تذبحوا بقرۃ بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم گائے ذبح کرو۔ اس سے عامۂ مسلمین آگاہ ہیں کوئی ایسا ہی جاہل ہوگا جسے اس کا علم نہ ہوگا پھر سنت سے ثابت کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قربانی گاؤ فرمائی۔ تو ایک ایسے امر کو جو قرآن سے ثابت حدیث سے ثابت جائز ذی ـــــ مسنون ہے امیر صاحب ایدہما اللہ ونصرہما اور علماء کہے ناجائز فرماسکتے ہیں۔ ثانیاً بفرض غلط ـــــ صاحب کا کہا صاحب کا کہا غیر نہیں واصل اللہ ـــــ کرام کو ادائے ناجائز فرمانے کا کسی کا ـــــ حرام فرمانا رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حلال فرمایا وہ حلال ہے اور جسے انھوں نے حرام فرمایا وہ ـــــ قول زید وبکر قول ہے اور اس پر عمل حرام حرام قربانی گاؤ شعائر اللہ سے ہے قال تعالیٰ والبدن ـــــ فکروا من شعائر اللہ مسلمانوں پر اس کا کرنا اور جاری رکھنا واجب ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب ـــ (۱) ادائے زکاۃ کا رکن تملیک فقیر ہے بے تقیر کو دینے سے ادا نہ ہوگی در مختار میں ہے لا تصح ـــــ علی میت لم یوص بہا لتعذر تملیکہ وہو الرکن زکاۃ مسجد میں نہ صرف کیا جائے گا کہ تملیک فقیر نہیں اور وہ رکن ہے۔ ترکوں حویلیوں میں جو مقرر ہوں اور کسی کو زکاۃ کا روپیہ دیا جائے کہ وہ انھیں ان کی طرف سے دیدے یہ حیل زکاۃ ادا ہو جائے گی۔ خلافت کمیٹیوں یا مولانا فرید میں دینے سے اس کے یقین کا کوئی ذریعہ نہیں کہ وہ زر زکاۃ فقیر کو پہونچا دیں گے روپیہ یہاں بھی صرف ہوتا ہے بلکہ بہت زیادہ وہی ہے جو یہاں رہ جاتا ہے۔ ایسی حالت میں کیونکر یقین کیا جاسکتا ہے کہ زکاۃ کا روپیہ جو حق فقرا تھا وہ انھیں پہونچ بھی گیا اور جب یہ یقین نہیں تو ادائے

ـــــ ۱۲ منہ ـــــ ۱۲ منہ ـــــ سورۂ حج آیت ۳۶ ـــــ ۱۲ منہ ـــــ ۱۲ منہ ـــــ مطبوعہ کانپور

زکاۃ کا حکم کیسے صحیح ہو سکتا ہے واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہ الفقیر عبدہ المذنب مصطفےٰ رضا

القادری النوری غفرلہ

۲۸ ذی الحجہ ۱۳۴۰ھ

الاجوبۃ کلہا صحیحۃ واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقیر ابو العلا محمد امجد علی اعظمی عفی عنہ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ فقیر عبد الرحمٰن عفی عنہ

اصاب من اجاب۔ فقیر حسنین رضا قادری نوری بریلوی

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ محمد حشمت علی غفرلہ بریلوی

الاجوبۃ کلہا صحیحۃ۔ فقیر عبد الرضا محمد حشمت علی قادری رضوی الکشوی غفرلہ القوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب صواب والمجیب مثاب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ فقیر اولاد رسول محمد یاں قادری برکاتی ہاپوری عفی عنہ

الاجوبۃ کلہا صحیحۃ ومجیبہا مصیب۔ فقیر عبد الرضا محمد عطا ہر الرضوی السہسرامی غفرلہ اللہ الصمد

ہذہ الجوابات کلہا صحیحۃ ومجیبہا مصیب۔ حررہ العبد الفقیر ابو سراج عبد الحق رضوی عفی عنہ تلمیذ مولانا الافضل اوفا المولوی محمد وحی احمد غفرلہ اللہ العلی۔

فی الواقع مسائل مستفسرہ میں حضرت فاضل جلیل عالم نبیل مدظلہم العالی نے جو تحقیق انیق فرمائی ہے وہ تمام ان بحثوں کو ختم کرتی ہے جن پر دور حاضر میں تاحکم مچا ہوا ہے جوابات صحیح وصواب ہیں علمہ دار المجیب فقط

فقیر محمد اسمٰعیل غفرلہ ظہری طبیب ریاست بہاول پور۔

جوابات صحیح ہیں۔ عمر نعیمی

۷۸۶۔ جزی اللہ المقرب المجیب الفاضل المجیب الاریب خیر الجزاء ویثیب فانہ اجاد فیما افاد و اصاب فیما اصاب واللہ فی اللہ سبحانہ اعلم وعلمہ عز اسمہ اتقن واحکم۔

کتبہ

العبد المعتصم بحبل اللہ المتین

محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین

بسمہ سبحانہ عزوجل

حامداً ومصلیاً ومسلماً

لنا ما علیہ رضا المصطفٰی　　طریق الرشاد منال المنی

لقد فاز من اقتفی اثرہ　　نجی واھتدی من بہ اقتدی

ارشاد الٰہی جل وعلیٰ۔ آیت۔ مراجعت الیہم یا استطہم الخ کے متعلق لاہور سے وارد شدہ ایک استفتاء کے جواب میں۔ اکمل الفضلاء افضل الکملاء اجل العلماء الاذکیاء النبلاء۔ جان قبلہ جانم شاہزادۂ والاشان عزیز سعید کرم فاضل محترم حضرت مولینا مولوی مفتی شاہ محمد مصطفٰے رضا خان صاحب لازال بجلائل المفاخر المعالی والمواہب کاملہا وقاہا اللہ فاضلانہ محققانہ شاندار مبسوط مدلل فتویٰ مسمّٰی بہ طریق الہدیٰ والارشاد جس میں ماشاء اللہ تعالیٰ انحلال عقدۂ سوال ووضوح حق وظہور حکم شرعی کے ساتھ ساتھ۔ علی رغم زعم الزاعم۔ استفتاء وخط مذیل استفتاء کے موہانہ حکم اور مرشحانہ ادعا کے ہر ہر ادا کی پوری پوری تاز یرداری بھی ہوتی گئی ہے) ہمارے پاس آیا اور اس تحریر فیض تنویر کے مطالعے سے ہم مشرف ہوئے۔ ہم شہادت دیتے ہیں کہ مجیب فاضل لبیب کا تحریر فرمودہ یہ جواب بتائید تعالیٰ نہایت صحیح اور عین صواب مطابق مراد ومنشار سنت وکتاب ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم واللہ اجل۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سید المرسلین محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم ـــــ فقیر محمد عبد السلام ضیاء صدیقی رضوی جبل پوری کان اللہ تعالیٰ لہ۔

نحمدہ ونصلی علیٰ حبیبہ النبی الکریم　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان ما قال المجیب الفاضل بن الفاضل

قد اتی بالحق فیہ والصواب الکامل انی قد تشرفت بمطالعۃ ھذہ الرسالۃ الجلیلۃ المبارکۃ الراقی الفہامۃ سیدنا الفاضل العلامۃ الکامل الفہامۃ اللبیب اللوذعی الفطین۔ مولینا المفتی الشاہ مصطفٰے رضا خان ادام اللہ تعالیٰ ظلالہ واسبغ علیہ وعلینا سعد نعمہ وافضالہ فوجدتہا متمۃ بالحجۃ ومتممۃ بالکتاب والسنۃ۔ واسأل اللہ تعالیٰ ان یجعلہا کلہا طرق الہدیٰ والارشاد لامتہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ اعلم عن مجدہ انتہوا حکمہ۔

العبد عبد الباقی محمد برہان الحق

القادری الرضوی الجبلپوری غفرلہٗ

مسئلہ۔ اس وقت کثرت سے لوگ ایسے ہیں جو امامت سے خارج ہیں کہ ان کے فعل ناجائز چشم دید مع شاہدین دکھا دیئے گئے۔ مگر یہ لوگ نہ امامت کرنا چھوڑتے ہیں اور نہ فعل ناجائز سے توبہ کرتے ہیں تو اس پر زید ایسے اماموں کے پیچھے نماز باجماعت نہیں پڑھتا۔ تو عمرو بکر وغیرہ کہتے ہیں کہ ہم جماعت کا ثواب کیوں چھوڑیں کہ ناجائز کام کرنے والے اماموں کی کثرت ہے۔ اور زید کہتا ہے کہ یہی نہیں ہم تو ایسے خارج الشرع اماموں کے پیچھے نماز جماعت جمعہ بھی نہ پڑھیں۔ مطابق امام مقبول شرع دور ملنے پر ہم نہ جا سکیں تو ہم جمعہ کی نماز بھی ظہر کی ادا کر لیتے ہیں۔ تو کیا اس صورت میں زید گنہگار ہوتا ہے؟ اور عمرو بکر وغیرہ کے اقوال صحیح ہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ یہ نہیں کہ امام معصوم ہو۔ امام فاسق معلن نہ ہو۔ فاسق معلن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور جمعہ کی نماز تو بے جماعت ہو ہی نہیں سکتی۔ اس کا امام اگر فاسق معلن بھی ہو اور کسی غیر فاسق معلن کے پیچھے نماز جمعہ نہ مل سکے تو اسی فاسق معلن کے پیچھے نماز پڑھنا لازم جمعہ کا ترک حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سَیْفُ الْجَبَّار علیٰ کفر زمیندار

القَسْوَرَة علی اِدِّوَار الحُمُر الکفرة

۱۳۴۳ھ

ظفر علی رمۃ من کفر

۶۱۹—۲۵

ترجمہ

حضرت مولانا محمد حنیف خاں صاحب رضوی بریلوی

صدر المدرسین جامعہ نوریہ رضویہ۔ باقر گنج بریلی شریف

عرضِ مترجم

سیدی ومرشدی حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز کا یہ فتویٰ آپ سے تقریباً پچاس سال قبل انجمن حزب الاحناف لاہور کی جانب سے طبع ہوا تھا۔ بعدہٗ ایسا ناپید ہوا کہ اس کتاب کا تذکرہ سرکار مفتی اعظم ہند کے تصانیف میں اب تک کسی مقام پر میری نظر سے نہیں گذرا۔ بلکہ رازی زمان حضرت علامہ سید امین الدین صاحب قدس سرہ مرحوم علیہ الرحمہ کی نظر سے تقریباً تین سال قبل جب پہلی مرتبہ گذرا تو فرمانے لگے کہ یہی فرمایا کہ میں نے بھی اب تک حضرت کا یہ رسالہ نہیں دیکھا تھا۔ حالانکہ حضور مفتی اعظم ہند کی صحبت میں تو ایک طویل عرصہ تک بریلی شریف میں قیام پذیر رہے۔

مجھے بھی یہ رسالہ مطبوعہ تو نہیں مل سکا۔ البتہ محب مکرم فاضل جلیل حضرت مولانا سید شاہد علی صاحب رضوی رام پوری شیخ الحدیث الجامعۃ الاسلامیہ دام پور نے فوٹو اسٹیٹ نسخہ عنایت فرمایا جس پر ان کا شکر گذار ہوں۔ رسالہ اپنی کتابت وطباعت کے اعتبار سے قدیم طرز پر تھا آیات واحادیث اور دیگر عربی عبارات کا ترجمہ بھی نہیں تھا۔ میں نے اس کو نقل کیا اور پھر تمام عربی عبارات کا ترجمہ بھی کیا۔ آیات کا ترجمہ کنز الایمان سے ہی نقل کیا۔ اور دیگر عبارات کا ترجمہ خود کیا۔ اس طرح ترتیب جدید کے ساتھ یہ قارئین کر رہا ہوں۔ جہاں کوئی خامی دیکھیں وہ اسی حقیر سراپا تقصیر کی جانب منسوب کرتے ہوئے مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اسے درست کر دیا جائے۔ حضرت کا قلم اس سے پاک ہے۔ چند آیات کا ترجمہ حضرت نے خود فرمایا ہے اس لئے ہر جگہ کنز الایمان سے مطابقت بھی ضروری نہیں۔

مولیٰ تعالیٰ میری اس خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

محمد حنیف خاں رضوی بریلوی

۹ صفر المظفر ۱۴۱۰ھ

تمہید حمید

از ـــــ حضرت مولانا مولوی سید ابوالبرکات سید احمد صاحب سُنی حنفی قادری رضوی نوری
صدر انجمن خدام الاحناف لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہزار ہزار حمد اس کی وجہ کریم کو جس نے ہم کو حق عطا فرمایا اور حق پر استقامت بخشی اور حق کے مقابل تمام باطیل کو خاک و خون میں غلطاں فرمایا۔ ہمیں اہلسنت و جماعت میں داخل فرما کر اپنے پیارے حبیب مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بندہ بنایا۔ حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلامی کا شرف بخشا۔ تمام مذاہب باطلہ سے کنارہ کشی کا ہم کو حکم فرمایا۔ صاف ارشاد کیا۔ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ۔ جو کسی کافر بدمذہب سے موالات و دوستی کرے وہ بھی انھیں میں سے ہے۔ انھیں کی طرح کافر ہے۔ محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہم کو سنایا کہ۔ لا تواکلوھم ولا تشاربوھم ولا تواسوھم ولا تجالسوھم۔ بدمذہبوں کے ساتھ نہ کھاؤ نہ پیو نہ نشست و برخاست رکھو نہ ان سے انس و محبت رکھو۔[1] وایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم (ان بدمذہبوں) سے دور بھاگو اور انھیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمھیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمھیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔ الحمد للہ والمنۃ کہ محض اپنے فضل و کرم سے ہم کو ان احکامات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشی۔ مگر مطلع علی الغیوب مخبر صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آگاہ فرما چکے ہیں کہ یاتی علی الناس زمان الصابر فیھم علی دینہ کالقابض علی الجمر رواہ الترمذی۔[2] آخر زمانے میں گمراہی اور فتنہ بڑھے گا۔ آدمی کو اپنا دین سنبھالنا ایسا دشوار ہوگا جیسے ہاتھ میں انگارا لینا۔ نیز فرماتے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یصبح الرجل مومنا ویمسی کافرا او یمسی مومنا ویصبح کافرا الحدیث۔[3] صبح کو آدمی مسلمان ہوگا اور شام کو کافر شام کو مسلمان ہوگا اور صبح کو کافر۔ العیاذ باللہ۔

آج اس فرمان والا شان کی تصدیق ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ ایک طرف مرتد قادیانی اٹھتا ہے (نعوذ باللہ) نبوت و مسیحیت کا دعویٰ کرتا ہے اور کلمۃ اللہ سیدنا علی نبینا علیہ الصلاۃ والسلام کی تنقیص توہین و تکفیر کرتا ہے۔

---

[1] سورۃ مائدہ آیت ۵۱، [2] مسلم شریف جلد اول ص۱، [3] کنز العمال جلد ۱۱ ص۱۳۲، [4] جامع ترمذی جلد ۲ ص۵۲

دوسری طرف دیوبندی فتنہ کھڑا ہوتا ہے اور اللہ و رسول کی عظمت پر ناپاک حملے کرتا ہے۔ تیسری طرف نجدی مرتد نکلتا ہے۔ وہ معاذ اللہ تمام قرآن و حدیث کو باطل کر دیتا ہے۔ ایک گوشے سے چکڑالوی خبیث پیدا ہوتا ہے اور وہ امت کے نائب اعظم علیہ مطلق مختار کل سید رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو محض ایک ڈاکئے کے برابر بنا کر ان کی توہین کریہ کو بالکل جھوٹ بک دیتا ہے۔ ایک سمت سے رافضی فرقہ خارج ہوتا ہے اور قرآن عظیم کو ناقص بتاتا جبریل امین علیہ السلام کو خائن بتاتا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو سب و شتم کرتا ہے۔ ایک طرف فرقہ ضالہ ندویہ بھرتا ہے اور ہر کلمہ گو ہر مدعی ہیچ مرتدوں کے ساتھ اتحاد و اتفاق کو فرض قطعی بلکہ ایمان بتاتا ہے۔ مرتدین و مبتدعین کے رد کو خدا اور رسول کی اہانت کہتا ہے۔ ایک طرف نجدی فتنہ رونما ہوتا ہے اور تمام اہل اسلام مقلدین ائمہ اربعہ متوسلین انبیاء و اولیاء علیہم الصلاۃ والسلام و رضی اللہ عنہم کو کافر و مشرک قرار دے کر واجب القتل بیاح الدم سمجھتا ہے ایک طرف سے گاندھویہ خاقانیہ بکتا ہے کہ ہندو نے ان سب مدعیوں کو اور غیر شرکین کو اپنے اندر داخل کر کے علی الاعلان دعوی کر دیا کہ جو اس میں شریک نہ ہو مسلمان نہیں۔

پس اس پر فتن زمانہ میں لوگوں کو اپنا ایمان محفوظ رکھنا اور ان فتنوں سے بچنا از بس دشوار ہے مگر چونکہ ختم المرسل ہادی السبل سید الکل مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا تمام اہل باطل پر اسی کو غلبہ حاصل ہوگا۔ للہ الحمد کہ اس نے اپنے فضل سے اس فرمان کا مصداق علمائے اہلسنت علیہم الرضوان کو بنایا کہ انھوں نے اپنی جان اپنی زبان و قلم و قدم و درم سے دین حق کی تائید کی اور تمام مدعیوں کی حتی الامکان بذریعہ تحریر و تقریر بیخ کنی فرمائی اور الحمد للہ تعالیٰ تا دم تحریر اسی خدمت دینی میں مشغول و منہمک ہیں اور مولیٰ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے محبوب روف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں انھیں سربلندی اور کامیابی عطا فرمائی۔ فالحمد للہ علی الدوام۔ مگر یہ فتنے پیدا ہوتے ہی تھے ان کے بعد ایک تازہ فتنہ اور نکلا جو پہلوں سے زیادہ خبیث ہے یعنی فرقہ کہابیہ (زیدیہ) سنہ ۱۳۲۵ھ میں مرکزی انجمن حزب الاحناف بنا اور نے ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا اور ہندوستان و پنجاب و سندھ کراچی وغیرہا کے علمائے کرام و صوفیائے عظام کو دعوت دی اور خدا کا کرم ان فعلیان ملت کو سلامت باکرامت زندہ رکھے کہ بکلیت سفر گوارا فرمائی اور سواد اعظم کے قریب تشریف لے آئے۔

اصل مقصد انعقاد جلسہ کا یہ تھا کہ گذشتہ چند سال سے سیاسی تحریکات کی آندھیوں نے سطح اسلام پر جو خس و خاشاک پھیلا دی تھیں انھیں صاف کیا جائے کفر و اسلام کی ہم آہنگی سے جو حق و باطل میں امتیاز

مثلاً پہلا تھا اس کی روک تھام کی جائے۔ اور احقاق حق اور ابطال باطل کر کے اپنے سنی حنفی بے خبر بھائیوں کو خود غرض مطلب پرست اور عیار زیادہ تر عام کے لیڈر (حنفی نما وہابیوں سے بچایا جائے۔ الحمد للہ کہ علمائے کرام کے جو مواعظ حسنہ فرمائے ان کا خاطر خواہ اثر ہوا حتیٰ کہ مخالفین کو بھی اعتراف کرنا پڑا۔ جلسہ جو جامع مسجد مالک حنفیہ میدار کی وہ تھا جو بنام مخالفت کے نام سے بہ نگاہ مخالفت میں بارہا شائع ہوئی اور وہی نظم بعنوان فیصلہ کفر و اسلام بہ جون ۱۹۲۶ء کے اخبار زمیندار میں دوبارہ چھپی، دوران وعظ اس نظم کے اشعار کفریہ مندرجہ رسالہ ہذا کو کل بالاتفاق علمائے کرام نے ان اشعار کو کفریہ بتایا اس کے قائل و قائل کو کافر خارج از اسلام فرمایا۔ مستثنیٰ ہے تو ہوں گے لیکن وہ کوئی علوم دینیہ اسلامیہ کے عالم نہیں ہیں۔ عالم ہوتا تو ادبیات بے صوم و صلوٰۃ کے ہیں ان کو بخوبی معلوم نہ ہوتیں۔ لہٰذا اگر ان سے شاعرانہ بلند پروازی میں کوئی شرعی فروگذاشت ہو گئی تھی تو کوئی وجہ نہ تھا اس کا نسان طلب ہی تھا کہ علمائے کرام کے حضور حاضر ہوتے اور اپنی غلطی کا اعتراف کرتے اور پھر شریعت سمحہ کے تابع و مستفید ہوتے۔ اور جس طرح اشعار شائع ہوئے تھے ویسے ہی تو بہ نامہ شائع کر دیتے مگر یہ جائے اس کے وہ علمائے کرام و مفتیان عظام کو سب و شتم اور ناپاک اور گندے القاب سے یاد کرنے لگے حتیٰ کہ انجام کے کالم کے کالم علمائے کرام کی توہین و تحقیر میں سیاہ کرتے اور طرح طرح کے بہتان مفتریات اور افترا پردازی میں مشغول ہو گئے۔ خصوصاً حضرت اسرار برکت سیدی و مولای قبلہ و کعبہ قدوۃ العلماء العاملین محی السنۃ قامع البدعۃ حضور پر نور مولانا مولوی سید ابو محمد محمد دیدار علی شاہ صاحب خطیب مسجد وزیر خان کی شان والا میں وہ وہ گستاخیاں فحش سرائیاں کیں کہ مسلم تو مسلم کفار و مشرکین بھی شرما گئے۔

خیال تھا کہ دنیائے اسلام کی ملامت سے تائب ہو جائے اور اپنے کفریات سے توبہ کرتے دشنام بھی اور بہتان بندی اور افترا پردازی سے باز آ جائے۔ یہ خیال غلط نکلا اور بجائے اس کے وہ اپنے مرض و محسن نفاق خوان سوء مسدود سے ہاتھ کھینچ لے۔ الجنس یمیل الی الجنس۔ یہ کیا یقین ہو گیا کہ ہو جب فرمایا ہے الانسان حبیب الانسان و محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ یصرفون من الدین سے نکل جائیں گے۔ مصداق حدیث ہے بیڑہ کنارے پار ہوا ہے۔ شملہ یعود بعد حین پھر دین میں واپس نہ آئیں گے۔ چنانچہ مشاہدہ ہی کفر کے نشان ہونے ہی تک کوئی توبہ نامہ شائع نہیں ہوا۔ بلکہ گمراہی و بے دینی کے مضمون اشاعت سے ہر دم نئے نئے جدید متواتر مضامین کے اس وقت تک تغیر کی اشاعت کو ملتوی رکھا لیکن بعض بعض جگہ جو یہ زمیندار کی غلط بیانی اور بہتان بندی کا اثر باقی ہے۔ بس اس غلط فہمی کے دور کرنے کی غرض سے

اصحاب انجمن کی خواہش پر دو مستفتہ فتوی تکفیر زمیندار مع تصدیقات جملہ اکابر علمائے ہندوستان و پنجاب و سندھ و کراچی وغیرہ و نقل مطابق اصل رسالہ کی صورت میں ہدیہ قارئین کرام کرتے ہیں۔ اب وہ لوگ جو آفتاب حق و ہدایت کے حضور آنکھیں بند کر کے بلا تامل کہہ دیا کرتے ہیں کہ بریلی اور سہسوان و ریحان لاہور سے مسلمانوں پر کفر کے فتوے لگتے ہیں ان کے پاس کفر کی مشین ہے۔ سب کو کافر بناتے ہیں۔ آنکھیں کھولیں اور چشم بصیرت و نور ایمان سے اس رسالہ مبارکہ کو بنظر انصاف ملاحظہ کریں کہ یہ صرف علمائے بریلی اور حضرت مخدوم العلماء مدظلہ العالی ہی تکفیر فرمارہے ہیں یا تمام ہندوستان و پنجاب اور سندھ کے سنی و حنفی علمائے کرام۔

آخر میں اپنے خالص و مخلص ناواقف بھولے بھالے مسلمان بھائیوں سے باادب التجا کرتا ہوں کہ وہ ایک دفعہ اول سے آخر تک صرف بنظر انصاف اس رسالہ کو ملاحظہ فرمائیں۔ دوسروں کو سنائیں مقررین کو دکھائیں حق پسندی اور انصاف کو کام میں لائیں اللہ و رسول و قرآن کی عظمت و عزت کو سامنے رکھ کر اپنے ایمان سے قوی لیں انشاء اللہ تعالیٰ حق واضح اور عیاں ہے کہ اللہ اپنے فرض سے سبکدوش ہونے اخلاص حق و ابطال باطل کر دیا تمام محبت ہو چکی خواہ آپ لوگ خوش ہوں یا ناخوش اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشنودی مطلوب ہے۔ محض خالصاً لوجہ اللہ و نصرۃً المسلمین شائع کیا جاتا ہے۔ حسد و عناد کینہ خود بینی مکابرہ و مباحثہ جنگ و جدل سے اس میں تعلق نہیں۔ ہاں اتنا ضرور ہے۔ السنۃ مذہ حق بات کڑوی لگتی ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

دکھتی ہوئی آنکھوں کو بلاتا ہے سورج
بیمار زبانوں کو برا لگتا ہے پانی

(خیر اندیش ابو البرکات)

استفتاء

حامداً و مصلیاً و مسلماً

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اشعار ذیل کے بارے میں کہ آیا یہ اشعار شرعاً درست ہیں یا خلاف شرع ہیں۔ در صورت ثانی شاعر کا کیا حکم ہے۔ ہمارے دیار کے علماء کرام فرماتے ہیں کہ ان اشعار کا مفہوم کفر والحاد ہے اور قائل پر تجدید اسلام اور تجدید نکاح لازم اور جس طرح ان اشعار کی اشاعت عام ہوئی اسی طرح توبہ نامہ کی اشاعت بھی واجب ہے۔

بعض شعراء کا خیال ہے کہ ان اشعار کا مفہوم کفر نہیں۔ پس جناب کی خدمت میں گذارش ہے کہ اشعار ذیل کے مفاہیم پر غور فرما کر جو حکم شرع شریف ہو اسے دلائل فقہیہ سے مزین بمواہیر فرما کر پتہ ذیل پر حتی الوسع جلد واپس فرمائیں۔ جواب کے واسطے ٹکٹ حاضر خدمت ہے، والسلام

اشعار یہ ہیں

یہ سچ ہے اس پہ خدا کا چلا نہیں قابو — مگر ہم اس بت کافر کو رام کر لیں گے
بجائے کعبہ خدا آج کل ہے لندن میں — وہیں پہونچ کے ہم اس سے کلام کر لیں گے
جو مولوی نہ ملے گا تو مالوی ہی سہی — خدا خدا نہ سہی رام رام کریں گے

بینوا توجروا

محمد الدین کلاتھ مرچنٹ نائب ناظم حزب الاحناف لاہور

الجواب ۔ اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب۔ ربّ انی اعوذ بک من ھمزات الشیطٰن واعوذ بک ربّ ان یحضرون۔

اے عزیز یہ کیا پوچھتا ہے کہ یہ اشعار درست ہیں یا خلاف شرع۔ کہ دہنے ہاتھ سے ناک صاف کرنا بھی درست نہیں مسجد میں جاتے پہلے بایاں قدم رکھنا بھی درست نہیں۔ مسجد سے آتے پہلے دہنا قدم نکالنا بھی درست نہیں۔ مسجد میں ایسے زور سے چلنا جس سے آواز پیدا ہو مکروہ ہے یہ بھی خلاف شرع ہے۔ مسجد میں

زور سے بولنا بھی خلاف شرع ہے مطلقاً ٹھٹھے سے ہنسنا بھی خلاف شرع ہے۔ اے برادر دینی یہ پوچھ کیسے ابحث واضح کفریات ہیں ان میں شائبہ بھی ایمان کا نہیں۔ اور جو ان کے کفر ہونے اور ان کے قائل و قابل کے کافر ہونے میں شک کرے اس کو کیا حکم ہے، بلکہ درحقیقت بات تو یہ پوچھنے کی بھی نہیں کہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ یہ قطعاً کفر ہیں بلاشبہ کفر ہیں۔ واللہ اعلم اللہ تعالیٰ بے شک ان اشعار کا قائل و قابل کافر اور جو اس کے کفر و مستحق عذاب ہونے میں ادنیٰ شک کرے وہ بھی اسی کا سا مستحق رشتۂ دوزخ و نار و غیرہا معتقدات اسفار ہے۔

من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر — جو ایسے کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔

شعر اول کے دونوں مصرع کفر خالص ہیں پہلے میں صاف تصریح کی کہ اس بت پر خدا کا قابو نہ چلا یہ اللہ عزوجل کی کھلی توہین اور اس کی قدرت عظیمہ کا طمہ کریہ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کا رد و انکار ہے کہ ایک شیئ ایسی بھی ہے جس پر خدا کو قدرت نہیں اور اس پر اس کا قابو نہیں۔ اور وہ اس سے عاجز رہا۔

تَعَالَی اللّٰہُ عَمَّا یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا — اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں سے منزہ اور پاک ہے جو ظالم

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ — کہتے ہیں۔

یہ سرے سے الوہیت کا انکار ہوا کہ جو عاجز ہو خدا نہیں ہو سکتا تو مصرع ثانیہ نعوذ باللہ کے قائل نے الوہیت ہی کا سرے سے رد و ابطال کیا۔ تو بے شک وہ اور ہوا سے قبول کرے وہ ہر مسلمان کے نزدیک کافر ہوا جو ایسے کو کافر نہ جانے یا اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔ پہلے نے کفر کو کفر نہ جانا الوہیت ہی کا انکار اگر کفر نہ ہوا تو اور کیا کفر ہوگا۔ ایمان کو ایمان جیسا جاننا ضروری ہے یونہی کفر کو کفر جاننا جو کفر کو کفر نہ جانے گا وہ ایمان کو کیسا جانے گا۔ کہ

الا یہم یعرف بالضد ذوالضد۔ — چیزیں اپنی ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں۔

اندھا روشنی کی قدر کیا جانے گا۔ اور دوسرے نے شک کیا۔ اور کفر کے کفر ہونے کی تصدیق ضروری ہے تو شک اور ایمان جمع نہیں ہو سکتے کہ تصدیق ہی کا نام ایمان ہے اور وہ بحالت شک متمکن۔ اور دوسرے مصرع میں پہلا اپنے آپ کو خدا سے زائد قدرت والا بتایا۔ تو اس کا مرتبہ گھٹایا اور اپنا مرتبہ اس سے بڑھایا۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ یہ کتنا خبیث تر کفر ملعون ہوا۔ اس دوسرے مصرع میں اپنی الوہیت کا اثبات کیا پہلے مصرع میں خدا کی الوہیت سے اسی نے انکار کیا تھا ظاہر ہے کہ مطلب یہ ہوا کہ لوگ جسے خدا کہتے ہیں اور اس کی قدرت بہت عظیم مانتے ہیں اور اسے ہر شئی پر قادر جانتے ہیں ہم پر کہتے ہیں کہ ایک چیز ایسی ہے کہ اس

ف ۱ درمختار شامی جلد سوم ص ۳۱۱ مطبوعہ مجتبائی ف ۲ سورۂ طلاق آیت ۱۲ ف ۳ سورۂ اسراء آیت ۴۳

سے وہ عاجز رہا وہ اسے اپنی قدرت سے دبا کر رہا مگر اس کا اس پر قابو نہ چلا۔ تو وہ خدا نہ ہوا کہ خدا عاجز نہیں ہوتا اور جس چیز کو بھی رام کر لیں گے جس پر لوگوں کے خدا کا قابو چل سکا جس سے وہ عاجز رہا کسی طرح اسے رام کر لیا۔ تو ہم ہر شی پر قادر ہوئے تو ہم خدا ہوئے نہ کہ وہ عاجز جسے لوگوں نے خدا بنا لیا۔ والعیاذ باللہ سبحانہ وتعالیٰ۔ کیا کوئی مسلمان اس کے کفر ملعون ہونے میں اونی شک لائے گا۔ بے شک ہر مسلمان کہے گا کہ وہ سب یکفر ہے اور اس کا قائل وقابل کافر ہے۔

یونہی اس کا وہ دوسرا شعر جس کو خالص بے مسلمانوں کا دین مقدس اسلام اللہ کو جسم وجسمانیات سے پاک بتاتا ہے۔ مکان جسم ہی کے لئے مخصوص ہے تو اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے وہ جسم نہیں۔ نیز مکان مخلوق ہے وہ خالق ہے مکان حادث ہے وہ قدیم ہے۔ مکان جسم کو محیط ہوتا ہے اور اللہ اس سے پاک ہے کہ کوئی شی اس کا احاطہ کرے وہ اپنے علم وقدرت سے ہر شی کو محیط ہے۔

واللہ بکل شیئ محیط اور ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کا قابو ہے۔

اور شاعر مذکور کو خدا کا مکان بتانا ہے تو خدا کو جسم جانتا ہے اور اس کو اسے محیط مانتا ہے جو بداہۃ کفر ہے اس میں کسی کو شک نہیں ہو سکتا۔ بالفرض وہ اہل اسلام کے نزدیک کافر ہے اللہ ورسول کے نزدیک ہر چند اس کے مسلمان کہنے پر مصر ہو کہ اس نے کہا کہ وہ خالصۃ اللہ ہی کی ملک ہیں یہ ہے اللہ کہتے ہیں کہ یہ عذر کہ وہ مکان اور اللہ تبارک وتعالیٰ کو اس کا مکین مانتے ان کے نزدیک کافر ہے۔ یونہی جو یہ کہے کہ زمان سے مگر اسے کہ زمانہ بھی حادث ومخلوق ہے۔ اور یوں بھی کہ اس کہنے سے ان کا کیا مقدس کی توہین کی مگر جو سب کہے کہ ایسی شدید توہین وتنقیص کر کے اولیے سے اس کی کیا نسبت ہے

ما علی مثلہ بعد الفطاۃ اس جیسی غلطی کی کیا شاید وقطار

یہاں اس احتمال کی بھی گنجائش نہیں کہ مکان سے اس کے مجازی معنی مراد ہوں اگرچہ اس طور پر بھی یہ الفاظ درست نہ ہوں مگر خاص شہروں کا تسمیہ اور ایک میں خدا کا وجود بتانا اور دوسروں کو اس سے خالی اتنا اس احتمال کو قطع کر کے کلام کا خبث کفر متعین کرتا ہے۔ یونہی اس کا یہ دوسرا شعر بھی لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین کا حاصل یہ ہے کہ مولوی واہلوی اس کے نزدیک برابر ہیں۔ خدا وارام ایک ہیں کفر واسلام میں کچھ فرق نہیں۔

ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اس کے نزدیک خدا خدا نہ کیا رام رام کر لیا بات ایک ہی ہے۔ ہے حاصل وہی ہے۔ حالانکہ ہرگز خدا رام نہیں اور ہرگز رام خدا نہیں۔

تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا نسبحن	اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں سے پاک و منزہ ہے جن کو ظالم کہتے ہیں بڑے
اللہ عما یصفون۔ سبحن اللہ عما یشرکون۔	اللہ کی ذات پاک ہے ان باتوں سے کہ جن کو یہ بناتے ہیں اور جو شریک یہ مشرکین ٹھہراتے ہیں

مشرکین کا مذہب تا مہذب ہے کہ خدا ہر چیز میں رما ہوا ہے۔ حلول کئے ہوئے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے اور حلول کرنے سے پاک ہے۔ مشرک خدا کو اپنے اسی عقیدۂ خبیثہ کی بنا پر رام کہتے ہیں۔ تو خدا کو رام کہنا کفر ہوا اور خدا خدا کرنا عبادت اللہ کفر کو عبادت جاننا کفر۔ اور نہ بھی فرض کیجئے کہ وہ رام کے یہ معنی بھی نہ سمجھتا ہو تب بھی ہمارا خدا وہ نہیں جو ہو بے ہبود کا مذموم خدا ہے۔ جسے مشرکین نے خدا سمجھ لیا ہے۔ قرآن عظیم اس پر شاہد ہے۔ ارشاد فرماتا ہے۔

قل یا ایھا الکافرون لا اعبد ما تعبدون ولا	تم فرما دو اے کافرو میں نہیں پوجتا جسے تم پوجتے ہو اور نہ تم اس کی عبادت
انتم عبدون ما اعبد ولا انا عابد ما عبدتم ولا	کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں، اور نہ میں پوجنے والا ہوں
انتم عبدون ما اعبد۔ (پ ۳۰ ع ۱۲)	سے کہ کا پوجنے والا ہوں اور نہ تم پوجنے والے ہو اس کے جس کا میں پوجنے والا ہوں

اور فرماتا ہے۔

ما قدروا اللہ حق قدرہ۔ (پ ۷ ع ۲۴)	اور انھوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ اس کا حق تھا۔

تو معلوم ہوا کہ اللہ وہ نہیں ہے کہ خدا کا مذموم ہے اور جسے وہ رام رام سے پکارتے ہیں۔ تو ظاہر ہوا کہ مسلمان کا خدا خدا کرنا اور کفار کا رام رام کہنا ہرگز ایک نہیں ہو سکتا۔ اور کفار کے رام رام جپنے کو خدا کی یاد جاننا بے شک الحاد ہوا اور مشرکین میں اتنا مذہب ہو جانے کو تو دیکھو کہ خدا خدا نہ ہی رام رام کر لیں گے کہ مسلمانوں اور ان کے پیشواؤں کو چھوڑنے کے ساتھ ساتھ ان کے معبود برحق کا ترک اور مشرکین میں گھسنے کے لئے ان کے معبود باطل کا اختیار ہے اور یہ ترک اور اختیار دونوں کفر ہیں، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ کیسا اتنبث کلہ ہے۔ جو مولوی نے گھڑا ہی ہی ہی ہی کہ مولوی نے گا تو وہ بد نصیب مولوی کے خدا ہی کو چھوڑ دے گا اور مشرکین کے طاغوت مالوی کو اختیار کرے گا اور مالوی کے خدا کو پوجنے لگے گا۔ خدا کی اضافت چاہے وہ کسی صحیح لفظ ہی سے تعبیر کیا گیا ہو رام رام تو لفظاً بھی صحیح المعنی ہے۔ اگر خدا اور الٰہ اور معبود وغیرہ سے تعبیر کر کے اسے حق کی طرف اضافت نہ کرے تو اس سے الٰہ حق اور مبطل کی طرف اضافت ہو تو الٰہ باطل مراد ہوتا ہے جس سے حضرت حق تبارک و تعالیٰ ایمان

لے سورۃ اسراء پارہ ۱۵

فرعون عند الیاس کو اس طرح نقل فرمایا ہے۔

انت ربت موسیٰ وھرون۔ میں موسیٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لایا۔

جس میں فرعون کو الٰہ حق متوجہ ہونے کے لئے رب کی اضافت محق کی طرف کرنا ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ لفظ خدا کی اضافت اگر محق کی جانب ہے تو اس سے الٰہ حق مراد ہے مبطل کی طرف تو الٰہ باطل۔ کفار کو تو خدا تک رسائی ہی نہیں وہ الٰہ حق تک پہونچ ہی نہیں ان کا خدا تو ان کی ہوا ہے۔

فالٰھھم ھواھم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اور اس کا خدا اس کی خواہش نفس ہے۔

اس قائل اور ان شعار پر جنھوں نے کہا ہے کہ ان اشعار کا مفاہیم کفر نہیں۔ توبہ و تجدید ایمان فرض اور ہر فرض سے بڑھ کر فرض ہے۔ نئے سرے سے مسلمان ہوں اور اپنی اپنی بیویوں سے جب کہ وہ راضی ہوں از سر نو نکاح کریں۔ اور اگر کہیں بیعت ہوں تو تجدید بیعت بھی لازم۔ یونہی اگر حج کر چکے ہوں تو پھر حج کرنا بھی ضروری ہے کہ کفر سے اعمال حبط ہو جاتے ہیں تو پہلا حج اور اعمال حبط ہو گیا۔ اب دوسرا حج یوں فرض کہ حج کی فرضیت کا وقت عمر ہے۔ لہٰذا اب پھر حج ضروری و واجب۔ توبہ کریں اور بہانے نہ بنائیں کہ وہ کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد قال تعالیٰ۔

لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم۔ بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔

یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمان کے گھر میں پیدا ہونا اور گائے کا گوشت کھا لینا اور کلمہ اسلام پڑھ لینا بس اسلام کے لئے پختہ رجسٹری ہے کہ پھر کچھ بھی کہیں کچھ بھی کریں ہر طرح کھرے مسلمان ہی بنے رہیں پچھلے دنوں کوئی دو برس ہونے آئے بعض کچہری اخباروں میں ہماری نظر سے ایک مضمون گذرا تھا جس میں کہ جو یہ کہے وہ بھی ہندو جو یہ نا کہے وہ بھی ہندو اور جو یہ نہ مانے وہ بھی ہندو غرض ہندو نہ مذہب کی کوئی حد ہندو کی نہیں۔ اس پر ہم نے کہا تھا کہ یہ کچہری ہندوؤں کا کیا مضحکہ اڑاتے ہیں اپنے گریبان میں تو منھ ڈالیں اپنی حالت پر تو نظر کریں اپنی آنکھ کا ٹوٹینٹ دیکھیں جو اعتراض کہ ہندوؤں پر کر رہے ہیں بعینہٖ ان پر بھی وارد ہے۔ ان کے خیال میں بھی تو مذہب کوئی شی نہیں ان کے نزدیک بھی تو سارے باطل فرقے کھرے پختہ مسلمان ہی ہیں۔ اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنھیں ضال مضل کافر جانتے ہیں جنھیں حدیث میں کلھم فی النار فرمایا ناری جہنمی بتایا۔ اللہ و رسول کے نزدیک صرف ایک گروہ اہل حق ناجی ہے۔ حدیث میں الا واحدۃ فرما کر

جس کا استثنا فرمایا جس کی نشانی صحابہ کی عرض پر ما انا علیہ واصحابی۔ ارشاد ہوئے یعنی وہ فرقہ (اہلسنت) جو میرے راہ حق کا متبع ہے جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور ان نیا چیرہ خدم اللہ تعالیٰ فی الدنیا والآخرہ کے نزدیک وہ سارے باطل فرقے بھی پکے مسلمان ہیں کوئی کافر نہیں سب باایمان ہیں ناری نہیں ناجی از قسم ان ہیں کہ عبادالرحمٰن ہیں۔ دیوبندی ہوں وہابی ہوں قادیانی ہوں۔ رافضی ہوں، خارجی ہوں، غیر مقلد نجدی ہوں، ندوی ہوں، چکڑالوی ہوں، گاندھوی ہوں، غرض بدنام کنندگان اسلام سے جو بھی ہوں جتنے متبعین شیطان ہیں ان کے نزدیک سب مسلمان ہیں۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

جو خدا کا جھوٹ فوراً ممکن جانے وہ بھی ان کے نزدیک مسلمان ہے اور جو محال جانے وہ بھی۔ جو خبیث تصریح کرے کہ وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے یعنی معاذ اللہ خدا جھوٹ بول چکا وہ بھی ان کے نیال میں مسلمان ہے ایسے کو کافر جانے وہ بھی جو یہ کہے کہ قرآن ناقص ہے وہ بھی اور جو کہے۔

یتلون کتاب اللہ وما ھم منہ (اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور وہ اس سے بیگانہ ہیں۔)

اور

ویکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ (باطل کو اس کی طرف نسبت نہیں کرتے کہ لکھ کر کہیں یہ اللہ کے ہے)

اسے دخل بشری سے محفوظ مانے اور کامل جانے اور ناقص کہنے والوں کی تکفیر کرے وہ بھی۔ جو یہ کہے کہ جہل وظلم وچوری شراب خوری سے معارضہ کم فہمی ہے کہ جو مقدور اللہ ہے وہ مقدور اللہ ہے یعنی معاذ اللہ صاف کہ اللہ عزوجل ایک کذب ہی نہیں ان عیوب پر بھی قادر ہے اور ان سے بھی ملوث ہو سکتا ہے وہ بھی۔ اور جو اللہ عزوجل کو ہر عیب سے پاک جانے اور کسی عیب سے ملوث ہونے کو ناجائز جانے خدا کی الوہیت کو باطل ٹھہرا جانے اور اس پر اس قابل کی تکفیر کرے وہ بھی۔ جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے بھی تھی جبریل علیہ الصلاۃ والسلام غلطی سے حضور کو دے گئے وہ بھی۔ اور جو حضور کی تخصیص حضرت جبریل کی توہین اور اللہ عزوجل پر ناپاک افترا حضرت جبریل پر گند اچھالنا جانے اور قائل کو کافر مانے وہ بھی۔ جو حضرت مولیٰ علی وحضرت فاطمہ زہرا سبطین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو نبی مانتے اور انھیں انبیاء کرام سے افضل جانے کو کفر بتائے اور ایسے کو کافر جانے اور کسی غیر نبی کو نبی سے افضل ہونے کو محال جانے وہ بھی۔ جو اللہ عزوجل کے حبیب رب عم نوالہ کے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دے حضور کے علم عظیم کو شیطان رجیم کے علم سے گھٹائے حضور کے علم کو ہر مجنون بلکہ ہر جیح حیوانات وبہائم کے علم سے

تاک تشبیہ دے جو بجائے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کلمہ میں اشرف علی رسول اللہ کہنے اور [illegible] میں بجائے نام نامی دائم گرامی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اشرف علی رکھنے پر اپنے مربی کی تسلی کرے جو یہ کہ حضور کو تو ایسا کہنے کی کبھی خبر نہ معاذ اللہ حضور کو اپنے خاتمہ کا بھی حال معلوم تھا۔ جو یہ کہے معاذ اللہ حضور مر کر مٹی میں مل گئے۔ جو انبیاء کو چھوڑے چارے زیادہ ذلیل بھائے جو بھی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک میں آنے کو اپنے گھر کے گاؤ خر کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر جانے وہ بھی۔ اور جو ان تمام کفروں تمام سخت شدید کفروں پر ان کے قائلوں قائلوں کو کافر نہ مانے وہ بھی۔ جو سنت و اجماع اور ضروریات دین مثلاً نماز روزہ وغیرہ کا منکر ہو وہ بھی۔ اور جو ان کے وجوب کا قائل اور فرضیت مثلاً حج وصیام وغیرہ کا معتقد ہو اور ان کے وجوب و فرضیت کے منکر و مقول کو کافر نہ جانے وہ بھی۔ جو بعد ختم نبوت اپنے آپ کو نبی کہتا ہو یا یہ کہتا ہو کہ آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد بھی کہیں یا کوئی نبی ہو جب بھی آپ کی خاتمیت میں کوئی فرق نہ آئے گا وہ بھی۔ اور جو اسوں کو کافر نہ جانے وہ بھی۔ جو حضرت عیسیٰ کلمۃ اللہ تعالیٰ علیٰ نبینا وعلیہ وسائر انبیاء الصلوات اللہ وسلام اللہ سے اپنے آپ کو افضل بتائے ان کے معجزات باہرات کو جرم کامل گائے اور کہے کہ اگر یہ اسے بہانہ جانتا تو اس میں عیسیٰ سے کم نہ رہتا جو لوں کہے ؎

ان مریم کے ذکر کو چھوڑو — اس سے بہتر غلام احمد ہے

جو بجائے انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی توہین گویاں جھوٹی بتائے جو حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلاۃ والسلام اور ان کی والدہ طیبہ طاہرہ ام اللہ مریم صلی اللہ تعالیٰ علیٰ نبینا وابنہا ثم علیہا وسلم کو سرے سے سچی نہ مانے ان کی شان میں گستاخیاں کرے۔ اس بعض قدرت حق عزوجل سے جو بے باپ حضرت بتول مریم سے پیدا کیا جانے یوسف نجار (بڑھئی) کا بیٹا بتائے جو حضرت مسیح کی نرعی دادیاں گائے اور انہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبتیں کچی سچی گالیاں سنانے ذلیل بتائے جو ارادہ اس کے کہ قرآن عزیز نے ارشاد فرمایا۔

مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ۔ (پ ۶ ع ۱۰) — انہوں نے نہ اسے قتل کیا نہ اسے سولی دی۔

یہود بے بہبود نے عیسیٰ کو قتل کیا نہ انہیں سولی دی قرآن کے مقابل نجم ٹھوکے اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو یہود کا مقتول و مصلوب مانے وہ بھی۔ اور جو ان سب کو کافر نہ مانے اور قائلین و قائلین کو کافر جانے وہ بھی۔ جو سارے لوگوں کو اگر چہ ان سے کیسے ہی افعال و اقوال کفر و ضلال سرزد ہوں مسلمان جانے وہ بھی اور جو انہیں اور خود اپنے کو کافر و مرتد جانے وہ بھی جو مشرکین کی خلاف اور ان سے محبت و مودت کو فرض

جانے اور ان میں یہاں تک جذب ہو جائے کہ صاف کہدے کہ مشرک بھائیوں کو راضی کر لو گے تو خدا راضی کر لو گے۔ جو صاف کہے خدا نے گاندھی کو تمہارا فرض دینی یاد دلانے کو مبعوث کر کے بھیجا ہے۔ جو صاف کہہ دے کہ اگر دعوت ختم نہ ہو گئی ہو تو گاندھی نہیں ہوتے۔ جو صاف کہہ دے کہ میں نے اپنی ذات سے ارادہ کر لیا ہے کہ میں ہندو بھائیوں سے نہیں لڑوں گا چاہے وہ میری ماں بہن بہو اور بیٹی کی حرمت خراب کریں یا میرے قرآن شریف کو پھاڑ ڈالیں یا میری مسجدوں کو شہید کر ڈالیں۔ جو صاف دانشکاف کہے کہ گاندھی اور لاجپت رائے وغیرہ سے بڑھ کر خدا نے کسی کو نہ بنایا۔ کوئی انسان ان سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا پیدا نہ فرمایا ہے

کان ربط لم یخلق لعظیۃ سواھم من جمیع انواع الانسانیۃ۔ جو ہندوؤں کی رضا جوئی کے لئے شعائر اسلام قربانی گاؤ کے گلے پر چھری پھیر دے اسے حرام مردار جس بتائے مثل سور ٹھہرائے اور جسے کفر کے باطل ہونے کا یقین نہ ہو کہ جو یہ کہے اے ہندو بھائیو دعا کرو کہ اگر ہندو مذہب سچا ہے تو پرماتما مجھے ہندو مذہب پر اٹھائے جسے اسلام کے حق ہونے میں شبہہ ہو کہ اے مسلمانو دعا کرو کہ اگر اسلام سچا ہو تو خدا مجھے مسلمانوں کے مذہب پر اٹھائے وغیرہ وغیرہ۔ خرافات ملعونہ کفریات لعینہ بکنے والے بھی ان کے نزدیک سب مسلمان اور جو ان خباثات کفریات پر ان قائلوں قابلوں کی تکفیر کریں وہ بھی۔ والعیاذ باللہ لملئ الدیان من مکائد الشیطان۔ ہاں تکفیر کرنے والے ان کے نزدیک خطاکار ہیں۔ قصوروار ہیں مجرم ہیں گنہگار ہیں۔ ان کے خیال میں کفر کو کفر کہنا کچھ عیب نہیں کافر کہنا عیب ہے۔ جب تو کفر بکنے والوں کے طرفدار ہیں اور تکفیر کرنے والوں سے برسرپیکار ہیں کوئی کہتا ہے کہ صاحب ان کے یہاں تو کفر کی مشین ہے جس میں رات دن کفر کے تھوتھے ڈھلتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے ارے ساری دنیا کافر ہے بس یہ مسلمان ہیں۔ یہ بھی کافر وہ بھی کافر سب کو کافر کہے ڈالتے ہیں کوئی کہتا ہے یہ سب کو کافر کہتے ہیں انھوں نے اسلام کا دائرہ تنگ کر دیا ہے بڑے تنگ نظر ہیں۔ بہت تنگ خیال ہیں۔ نہایت کم ظرف ہیں۔ للہ انصاف۔ میرے نگہبان اسلام یہ محافظین ایمان و سنت حضرت شیخ الامام علیہ الصلاۃ والسلام جو اسلام کو برقرار و استوار رکھتے ہیں۔ یہ تو ایسے ویسے ہیں اور دشمنان دین و ایمان مجددین کمیٹ ڈالنا چاہتے ہیں جو مذہب کو منحۃ مسخرگی سے حرف غلط کی طرح محو کر دینا چاہتے ہیں۔ اسلام کی چہار دیواری چھوڑ کر اس کے در و دیوار کو ہدف ملامت کی نجرمت کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ وہ بڑے وسیع النظر وسیع الخیال عالی ظرف ہیں۔

فَاَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا (پ ۲۹ ع ۱۳) اللہ انہیں مہلت دے کہا انہیں مہلت دیے جاتے ہیں۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ (پ ۱۹ ع ۱۵) اور اب جانا چاہتے ہیں کہ ظالم کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔

(فتح القدیر للکمال ابن ہمام ج ۵ ص ۱۳۴) اور اب جلتا ہے ان کا فر کہنے والے کا مگر۔

تکفیر کی مشین کا فریب کار وہ آج بھی ایک ہماری ہے۔ جب تک کفر کی مشین ہماری ہے آج تم سب آؤ بکاؤ اور ہماری کفر کی مشین توڑنے والو علمائے کرام پھر تکفیر کی مشین نہ چلائیں گے تمہارے دل نہ مانیں گے یہ جہاد کار کھلے بھلے یہ سیدھے سادے مسلمانوں کو یوں چھلتے اور فریب دیتے ہیں کہ اب یہ آجکل کے علماء ایسے پیدا ہوئے ہیں جو بات بات پر لوگوں کو کافر کہتے ہیں کفر کا بازار بناتے ہیں پہلے کے علماء ایسے نہیں تھے امام صاحب تو یہ فرماتے ہیں کہ جو شخص ننانوے وجوہ سے کافر ہو اور صرف ایک وجہ سے مسلمان ہو وہ مسلمان ہے کافر نہیں مسلمانو یہ ان کی دونوں کا تنقیم کیسی ہے۔ کیا اس وقت کے علماء کچھ اپنے گھر سے کہتے ہیں جو کچھ کہتے ہیں کتاب و سنت و اقوال علماء ہی سے کہتے ہیں۔ امام عالی مقام پر یہ ان کا افترا کے خبیث ہے ہرگز کہیں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ نہیں فرمایا اور نہ کسی اور نے ایسا کہا اور کوئی ایسا کہتے فرما سکتا ہے امام تو امام ہیں عالم تو عالم ہے کوئی ذرا سی عقل والا بھی ایسا نہیں کہہ سکتا کہ جو ننانوے پہلوؤں سے کفر کا ہو اور ایک پہلو سے اسلام کا ہو اس کو مسلمان کہا جا سکتا ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ ہاں امام نے تو یہ فرمایا ہے کہ اگر ایک مسئلہ میں چند وجوہ ہوں تکفیر کی ایک قول کے سو پہلو نکلتے ہیں ننانوے اسے کفر کی طرف لے جاتے ہیں۔ اور ایک اسلام کی جانب لاتا ہے۔ سو معنی ہو سکتے ہیں ننانوے کفر اور ایک اسلام۔ لو کان و لکنہ لم یکن نہ ہو کی اس قائل نے اپنے اس قول کے معانی تکفیر سے کسی معنی کفری کا ارادہ کیا ہے اسے کافر نہ کہا جائے گا اور ایک پہلو سے اسلام ان ننانوے کفری پہلوؤں پر غالب ہو گیا اور قائل کی تکفیر سے باز رکھے گا کہ ممکن ہے کہ قائل نے یہی معنی مراد لئے ہوں تو ننانوے کفریہ کا اسی ایک معنی اسلام کو ترجیح ہوگی نہ گمان کو۔

قالہ الحق یعلو ولا یعلی۔ کہ حق اللہ تعالیٰ کا یہ ہے بلند ہوتا ہے۔

مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے۔

انہ اذا کان فی الکلمۃ وجہ یقتضی کفرہ وجہ واحد و تسعۃ وجوہ یمنع الکافر الی الاسلام ینبغی ان لا یکفر لان احتمال الکفر و الاسلام سواء بل الاسلام اولی لما ورد ان الخطاء فی ترک الف کافر اہون من الخطاء فی قتل نفس مسلم و فی الوجہ۔

جب کسی کلمہ میں ننانوے وجہ کفر کی مقتضی ہوں اور ایک اسلام کی تو امام مفتی اسلام ہی کی جانب مائل ہوگا اور ننانوے وجہ کفر ایک اسلامی وجہ پر غالب نہیں ہو سکتیں۔

یہ تھا وہ حق جسے ان مفتریوں نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے محض باطل کر کے دکھایا یہ تو یہ جانتے ہیں کہ کلمہ اسلام پڑھ لینے کے بعد آدمی کچھ بھی کہے کافر نہیں ہوتا اور قرآن و حدیث ہمیں بتاتے

ہیں کہ زمانہ اقدس میں ایسے لوگ جو کلمۂ اسلام پڑھتے تھے اور نہ صرف کلمۂ اسلام ہی پڑھتے تھے بلکہ دربارِ سرکارِ نور بار رسالت میں حاضر ہو کر شہادتیں ادا کرتے تھے کہ ضرور ضرور بے شک و شبہ یقینی حضور اللہ کے رسول حضور کی خدمت میں حاضر رہتے حضور کے پیچھے نمازیں پڑھتے حضور کے ساتھ جہاد کرتے تھے مگر اللہ و رسول نے انھیں باوجود اس کے جھوٹا فرمایا کذب منافق فرمایا اور ان کے اس کلمۂ طیبہ پڑھنے اور بڑی بڑی تاکیدوں کے ساتھ شہادت رسالت دینے اور نمازیں ادا کرنے اور جہاد میں شریک ہو کر اپنی جانیں دینے اور کفار کی جانیں لینے پر نظر فرمائی سب کو بیکار ملغوظ فرمایا قرآن فرماتا ہے۔

وَكَذٰلِكَ اِنْ نَّاقَبِلُوْا مِنْ قَبْلُ كَانُوْا هَبَآءً مَّنْثُوْرًا۔ (پ ۱۹-ع ۱)

اور جو کچھ انھوں نے اعمال کیے تھے ہم نے قصد کیا کہ انھیں ایک ایک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے کی طرح بیکار کر دیں۔

اور ارشاد فرماتا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ (پ ۱ ع ۲)

بعض وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور قیامت پر ایمان لائے اور درحقیقت وہ مسلمان نہیں۔

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ (پ ۱ ع ۲)

وہ اللہ اور مسلمانوں کو فریب دینا چاہتے ہیں اور واقع میں اپنی جانوں کو فریب دے رہے ہیں اور انھیں اس کا شعور نہیں۔

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝ (پ ۱ ع ۲)

ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کے مرض کو اور بڑھا دیا اور ان کے لئے سخت دردناک عذاب ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔

اور ارشاد فرماتا ہے۔

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۝ (پ ۲۸ ع ۳)

جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں تو عرض کرتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک بے شبہ آپ حضور اللہ کے رسول ہیں۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝ (پ ۲۸ ع ۳)

اور اللہ جانتا ہے کہ بے شک آپ اس کے رسول ہیں اور اللہ شاہد ہے کہ منافق اپنے اس دعوے میں ضرور جھوٹے ہیں۔

دیکھا قرآن مجید کا یہ قہری فتویٰ ان کے حق میں جو نہ صرف کلمۂ اسلام پڑھتے تھے بلکہ سب کچھ کرتے تھے جو صرف مسلمان کیا کرتے تھے۔ خدمت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر بھی ہوتے تھے۔ باجماعت نمازیں بھی پڑھتے تھے جہاد بھی کرتے تھے۔ سارے ہی اعمال کرتے تھے اور سنئے انھیں کلمہ پڑھنے والوں اور

بظاہر سارے اعمال خیر کرنے والوں کی نسبت قرآن عظیم کا ارشاد۔

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۝ (پ ۱۰ ع ۱۳)

تم فرماؤ اللہ کی اطاعت میں تم خوشی سے خرچ کرو یا ناپسندی سے ہرگز تم سے قبول نہ فرمایا جائے گا کہ تم نافرمان قوم ہو اور سنا نہ کہ انھیں اس سے کہ ان کے نفقات قبول ہوتے مگر اس نے کہ بیشک انھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا اور نمازوں کو نہیں آتے مگر اس حال میں کہ وہ کاہل ہوں اور خرچ کرتے ہیں اور انھیں خرچ کرتے ہیں مگر اس حال میں کہ وہ ناخوش ہوں۔

دیکھا باوجود کلمہ گوئی قرآن نے انھیں کافر فرمایا۔ ان کے زکاۃ و صدقات اگرچہ وہ خوشی ہی سے کیوں نہ دیں مردود فرمائے۔ ان کی نمازیں منہ پر ماریں۔ اور سنئے آگے انھیں حلف کے ساتھ مدعیان ایمان کے متعلق فرماتا ہے۔

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ۝ (پ ۱۰ ع ۱۳)

وہ منافق اس پر اللہ کے ساتھ حلف کرتے ہیں کہ وہ ضرور تم ہی سے ہیں یعنی مسلمان ہیں۔ اور اللہ فرماتا ہے کہ وہ تم میں سے نہیں یعنی مسلمان نہیں لیکن وہ تو ایسی قوم ہیں جو اس سے ڈرتے ہیں کہ تم ان کے ساتھ وہ برتاؤ نہ کرو جو مشرکوں کے ساتھ کیا جاتا ہے یعنی قتل و غارت تو وہ یہ حلف اٹھاتے ہیں۔

پھر فرماتا ہے۔

لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ۝ (پ ۱۰ ع ۱۳)

اگر وہ کوئی جائے پناہ یا غار یا سما جانے کا موقع پائیں تو وہ ضرور تم سے پھر کر اس کی جانب چلے جائیں جیسا بھاگنے والا بے شرپ سنے زور گھوڑا کسی سے کوئی چیز روک نہیں سکتی۔

یعنی پھر کبھی وہ تمہاری طرف منہ بھی نہ کریں۔ اور سنئے انھیں بڑے بڑے دعوٰی اسلام کرنے والوں کے لئے اس بات پر کہ انھوں نے یہ کہا تھا کہ حضور کان ہیں جو جیسا حضور سے کہہ دے اسے حضور سن لیتے اور قبول فرما لیتے اس پر قرآن عظیم کا تہدی فرمان فرماتا ہے۔

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (پ ۱۰ ع ۱۴)

اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں وہ تو کان ہیں تم فرماؤ وہ تمہاری بھلائی کے لئے ہیں اور وہ ایسا مانتے ہیں اللہ پر اور مسلمانوں کی تصدیق فرماتے ہیں نہ کافروں کی اور وہ رحمت ہیں ان کے جو تم میں سے ایمان لائے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے سخت دردناک عذاب ہے۔

اس کے بعد انھیں کی نسبت ارشاد فرماتا ہے۔

يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضُوهُ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ ۝ (پ۱۰-ع۱۴)

تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ تمہیں راضی کریں اور تمہیں راضی کرنا چاہیں کہ تمہیں ان کی جانب سے جو خبر پہنچی ہے وہ غلط ہے انھوں نے نہ تو اصل اللہ علیہ وسلم کو ایذا نہیں دی ہے اور وہ کفر نہیں بکا ہے اور اللہ و رسول اگر یہ اس کے لئے راضی ہوں تو کیا اگر یہ سچے مسلمان ہوتے۔

پھر ارشاد فرماتا ہے۔

أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَنْ يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ذَٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ ۝ (پ۱۰-ع۱۴)

کیا انھیں نہیں معلوم کہ جو اللہ و رسول کے خلاف کرے تو بلاشک اس کے لئے جہنم کی آگ ہے کہ ہمیشہ اس میں رہے گا یہی بڑی رسوائی ہے۔

اور سنئے جو وہ بکتے ہوئے بعض انھیں حلفوں کے ساتھ اپنے ایمان و اسلام کا یقین دلانے والوں نے کہا تھا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب کی خبریں بتاتے ہیں (نعوذ باللہ) وہ الغیب ہیں اور وہ غیب کیا جانیں اللہ عزوجل نے اس کی اطلاع اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرمادی اور یہ بھی فرمادیا۔

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ (پ۱۰-ع۱۴)

اگر تم ان سے پوچھو گے تو کہیں گے ہم تو یوں ہی ہنسی کھیل میں تھے۔

اگر تم ان سے اپنے قرآن کے ساتھ اس استہزا کو پوچھو گے تو ضرور ضرور وہ معذرانہ کہیں گے کہ ہم تو یوں ہی ہنسی کھیل اور خوش گپیاں کر رہے تھے کہ راہ قطع ہو اور ہم نے استہزا کا ارادہ نہ کیا تھا اس پر ارشاد فرمایا۔

قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ (پ۱۰-ع۱۴)

تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ ہنستے تھے بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔

پھر فرمایا۔

يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ (پ۱۰-ع۱۴)

وہ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ انھوں نے نہیں کہا حالانکہ انھوں نے کلمہ کفر کہا اور مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو گئے اپنے اسلام کے بعد۔

اور سنئے ان بڑے بڑے مؤکد دعوی ایمان و اسلام کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اور کفار سے بدتر جانتا

ے کے وعدہ میں پہلے انھیں ذکر فرمایا پھر اور کفار کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔

وعد اللہ المنافقین والمنافقات والکفار نار جہنم	وعدہ دیا ہے اللہ نے منافقوں اور منافقات اور کافروں کو جہنم کی
خالدین فیہا ھی حسبھم ولعنھم اللہ	آگ کہ ہمیشہ رہیں گے اس میں وہ انھیں بدلہ ہے لائق ہے اور
ولھم عذاب مقیم (پ ۱۰ ع ۱۰)	اللہ نے ان پر لعنت فرمائی اور ان کے لئے ہمیشہ کے رہنے والا عذاب ہے۔

کہ اب بھی یہ ظاہری آنکھیں رکھتے ہوئے اندھے بننے والے کہی جائیں گے حضور صلی اللہ تعالیٰ
کو لے کر خطبہ فرماتے ہوئے تین سو دوں اور ایک سو اونٹوں کو اپنی مجلس مبارک سے
اور حضور سے ہر کر حضرت فضیحت اور ہدایت رحمان کے ساتھ [illegible]
سے [illegible] کہ تو مسلمان ہے وہ سب کہتا اسلام پڑھتے تھے اہل قبا بنتے تھے کہ نمازیں باجماعت ادا
کرتے تھے مسلمان کہا کرتے تھے [illegible]
[illegible] ذکر فرما کر ارشاد فرمایا کہ ان کا فرمانا تو ان کی [illegible]
سے [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہ

بلکہ خاص لفظ مرتد کا پتہ قرآن سے دیں فرمایا ہے۔

لَا یَزَالُوْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ حَتّٰی یَرُدُّوْکُمْ عَنْ دِیْنِکُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا وَمَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَیَمُتْ وَهُوَ کَافِرٌ فَاُولٰٓئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (پ ۲ ع ۱۲)

کفار ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں گے اگر قابو پائیں اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے اور کافر ہو کر مرے۔ تو ان کے سارے اعمال اکارت ہیں دنیا اور آخرت میں وہ دوزخ والے ہیں ہمیشہ اس میں رہنے والے ہیں۔

اور فرمایا ہے:۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (پ ۶ ع ۳)

اے ایمان والو تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ اللہ کو پیارے اور اللہ ان کو پیارا مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت۔ اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

احادیث اگر ذکر کریں تو بہت ہیں۔ اور مضمون طویل ہو جائے۔ اور مقصود اختصار اس لئے صرف چند احادیث پر اقتصار و اختص کے متعلق ایک حدیث میں ارشاد فرمایا۔

لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَاِنَّ اَحَدَهُمْ لَوْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِیْفَهٗ (مسلم شریف)

میرے اصحاب پر برا نہ کہو کہ ایک تم میں سے اگر احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے گا تو ان کے ایک مد بلکہ نصف مد کے ثواب کو نہیں پہنچ سکتا۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

اَللّٰهَ اللّٰهَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰهَ وَمَنْ اٰذَی اللّٰهَ یُوْشِکُ اَنْ یَّاْخُذَهٗ (ترمذی)

اللہ اللہ میرے اصحاب کے بارے میں کہ میرے بعد ان کو نشانہ نہ بنانا جو ان سے محبت کرے گا میری محبت کی وجہ سے کرے گا جو ان سے بغض رکھے گا میرے بغض کی وجہ سے رکھے گا جس نے ان کو ایذا دی اس نے مجھ کو ایذا دی جس نے مجھ کو ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جو اللہ کو ایذا دے گا قریب ہے کہ اللہ اس کو پکڑ لے۔

ان تمہید بیان مقام کے جن کی حمایت میں آج کل اسلام کے چند رسالے اخبار نکلے پھاڑے ڈالے تھے بعض

احادیث میں ارشاد ہوا۔

یَخْرُجُ نَاسٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ لَا یَعُوْدُوْنَ فِیْهِ حَتّٰی یَعُوْدَ السَّهْمُ اِلٰی فُوْقِهٖ سِیْمَاهُمُ التَّحْلِیْقُ۔ (حدیث شریف)

کچھ لوگ مشرق کی جانب (نجد) سے پیدا ہوں گے قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کی گھاٹیوں سے نیچے نہ اترے گا وہ دین سے ایسا نکل جائیں گے جیسا شکار سے تیر۔ دین میں لوٹ کر نہ آئیں گے جیسے تیر سوفار کی طرف لوٹ نہیں سکتا ان کی علامت سر منڈانا ہے۔

ایک حدیث میں فرمایا۔

سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ اِخْتِلَافٌ وَفُرْقَةٌ قَوْمٌ یُحْسِنُوْنَ الْقِیْلَ وَیُسِیْئُوْنَ الْفِعْلَ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ اِیْمَانُهُمْ تَرَاقِیَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِیَّةِ لَا یَرْجِعُوْنَ حَتّٰی یَعُوْدَ السَّهْمُ عَلٰی فُوْقِهٖ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِیْقَةِ طُوْبٰی لِمَنْ قَتَلَهُمْ اَوْ قَتَلُوْهُ یَدْعُوْنَ اِلٰی کِتَابِ اللّٰهِ وَلَیْسُوْا مِنْهُ فِیْ شَیْءٍ مَنْ قَاتَلَهُمْ کَانَ اَوْلٰی بِاللّٰهِ مِنْهُمْ سِیْمَاهُمُ التَّحْلِیْقُ۔ (حدیث شریف)

قریب ہے کہ میری امت میں اختلاف و افتراق ہوگا ایک قوم ہوگی اس کے لوگ باتیں بنانی اچھی جانیں گے اور کام کو برا خیال کریں گے یعنی باتیں بہت بڑھ بڑھ کر کریں گے اور کام کچھ نہ کریں گے بلکہ کام کرنے کو برا سمجھیں گے قرآن پڑھتے ہوں گے مگر ان کا اس ان کی گھاٹیوں سے نیچے نہ اترے گا۔ وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے شکار سے تیر پھر دین میں پلٹ کر نہ آئیں گے جیسے تیر سوفار کی جانب نہیں لوٹتا وہ ساری خلقت جانوروں سے (جن میں کہ کہ سو بھی ہیں) بدتر ہیں شادمانی ہے اسے جو انہیں قتل کرے یا وہ اسے قتل کریں وہ کتاب اللہ کی جانب لوگوں کو بلاتے ہیں مگر ان کا کتاب اللہ سے کوئی واسطہ نہ ہوگا جو انہیں قتل کرے وہ اللہ کے نزدیک ان سے بہتر ہے ان کی علامت تحلیق ہے۔

علہ اس حدیث اور اس سے اگلی حدیث سے مسئلہ قتل مرتد بھی روشن ہو گیا۔ یہ وہ مسئلہ ہے جو امت سے جمہور ائمہ کا اجماع تھا۔ کسی نے بھی کہیں اس میں اختلاف نہ کیا مگر آج کل آزادی کی نیرنگ فضا میں چل رہی ہے اس میں بہت دین سے آزادوں سے ایک ہی نہیں بہت سے ایسے مسائل ہیں جو تہہ و بالا ہو گئے اجمالی اتفاق میں مثلاً مسئلہ خلافت قریش خواہ مخواہ دخل در معقولات دیا اور ہمارے مسلمانوں سے اختلاف کیا اور امت میں افتراق پیدا کرنا چاہا ان میں کا ہر ایک اپنے کو مرتبہ سلطان سمجھتا ہے۔ اس مسئلہ قتل مرتد پر کچھ دن ہوئے بہت غوغا خارج پکا۔ قادیانیوں اور بعض اور شیطانیوں نے بہت طوفان بے تمیزی ہر پا مسلمانوں کے بادشاہ جم جاہ سلطان حضرت میر امان اللہ خاں والی دولت خداداد افغانستان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کو اس بنا پر ظالم شہیر الاسان سر پر اٹھایا کہ ہر گز اسلام میں قتل مرتد کا حکم نہیں۔ امیر نے نعوذ باللہ اس کے دو ساتھیوں کو قتل کیا ظلم کیا ظلم کیا۔ اب یہ آنکھیں پھاڑ کر دیکھیں کہ احادیث کریمہ کے قتل مرتد کا حکم دیا نہیں۔ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے یا نہیں تین سو شیوخ اور خیال میں آئیں۔

لے نصب الرایہ جلد ۳ صفحہ ۴۱۳ مطبوعہ مجید ایمان ۱۲ ابو داؤد جلد دوم صفحہ ۲۸۵

ایک اور حدیث میں فرمایا۔

سَيَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

آخر زمانے میں ایک قوم نکلے گی ان لوگ نوجوان ہوں گے بے وقوف ہوں گے اچھی اچھی حدیث اور اچھی اچھی باتیں کریں گے قرآن پڑھیں گے جو ان کے گلے سے نیچے نہ اترے گا وہ دین سے تیر کی طرح نکل جائیں گے جب تم انھیں پاؤ قتل کرو کہ ان کے قتل کرنے میں ان کے قاتل کے لئے قیامت کے دن اللہ کے یہاں اجر عظیم ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَيْسَ قِرَاءَتُكُمْ إِلَى قِرَاءَتِهِمْ بِشَيْءٍ وَلَا صَلَاتُكُمْ إِلَى صَلَاتِهِمْ بِشَيْءٍ وَلَا صِيَامُكُمْ إِلَى صِيَامِهِمْ بِشَيْءٍ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ يَحْسِبُونَ أَنَّهُ لَهُمْ وَهُوَ عَلَيْهِمْ لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمُرُوقِ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ۔

تم اپنی نمازوں کو ان کی نماز کے سامنے حقیر پاؤ گے اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے سامنے اپنے عملوں کو ان کے عملوں کے مقابل ہلکا سمجھو گے قرآن پڑھیں گے جو ان کے گلے کے نیچے نہ اترے گا دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر۔

قال صلی اللہ علیہ وسلم من بدل دینہ فاقتلوہ، وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام لئن ادرکتہم لاقتلنہم قتل عاد، فارق الجماعۃ فمات میتۃ جاہلیۃ۔

ایک حدیث میں ارشاد ہوا۔

من بدل دینہ فاقتلوہ یکون فی آخر الزمان قوم یقال لہم الاصیصۃ فاذا لقیتموہم فاقتلوہم۔

آخری زمانہ میں ایک قوم ہوگی جسے اصیصہ کہا جائے گا تم جب انھیں پاؤ قتل کرو ایک اور حدیث میں ہے میں نے اپنی کم عقل قوم کو انھیں کے قتل کا حکم دیا ارشاد ہوا ان ادرکت قومی لاقتلنہم قتل عاد اصیصۃ فاقتلوہم فانہم مشرکون۔ میری قوم کے ان کے اعتراضات وہی ہیں جو عاد کے تھے اور وہ یہ ہے کہ ان کے خیال میں اللہ و رسول سے افضل کوئی نہیں ہے اب تم کہیں گے کہ ہمارا کام اس سے کیا کہ وہ کافروں کو کافر کہتے ہیں ہم تو نہیں کہتے اور قتل صرف کفر کے ظاہر ہونے پر کافروں پر جاری کیا جائے گا کہ کافر ہو اور ظاہر کرے یہ نہیں کہ حضرات خلفاء سے فرمائیں کہ یہ لوگ ایسے ہیں اللہ و رسول کے سامنے گستاخی کرتے ہیں ان کو قتل کیا جائے گا کہ ان کا کفر ہونا ثابت ہوگا بلکہ ان کا کفر ہونا ظاہر ہوگا اور کفر کا ظاہر ہونا بعض جاہل یہ کہتے ہیں۔ اگر حدیث میں قتل کرنے کا حکم ہے تو قرآن میں کہیں مرتد کی سزا قتل نہیں فرمائی ہے۔ تو یہ احادیث قرآن کے خلاف ہوئیں۔ اور جو حدیث قرآن کے خلاف ہو وہ نہیں مانی جائے گی قرآن کے مقابل کوئی حدیث نہیں پیش کی جائے گی۔ یہ ان کی سخت جہالت اور

لہ ابوداؤد جلد دوم ص۲۵۴ مع تیسیر القاری۔ ۱۲ منہ کنز العمال جلد ۱ ص۱۳۱ طبع دکن حیدرآباد

ایک اور حدیث میں ہے۔

إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ فِتَنٌ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ ۔ قرب قیامت بے شک ایسے عظیم فتنے برپا ہوں گے کہ آدمی صبح مسلمان ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا۔

اب تو واضح ہوا کہ محض کلمہ پڑھنا اور اہل قبلہ بننا اور قرآن و حدیث کا نام لینا ہرگز مسلمان ہونے کے لئے کافی نہیں اب دیکھنا ہے کہ یہ آنکھوں کے کورے ان آیات و احادیث کو دیکھ کر کیا کہتے ہیں۔ کیا عجب کہ اپنے زعم باطل و خیال فاسد و عاطل سے رجوع لائیں اور اللہ دے تو ہدایت پائیں۔ مگر وہ جن کے دلوں پر اللہ نے عمر فنا دی اور کانوں آنکھوں پر پردے ڈال دئے کہ حق نہ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں نہ قبول کر سکتے۔

نہایت معاندت اور انتہائی درجہ کی عداوت ہے۔ اولاً۔ اگر قرآن میں بالفرض حکم نہ ہوتا تو حکم نہ ہونا اسے باطل ہی ایک بنائے گا۔ معاذ اللہ تو قرآن مجید کے بہت معارض ہوتیں۔ جب قرآن کریم میں قتل مرتد کی ممانعت ہوتی۔ ثانیاً۔ بھی محض کذب کہ کوئی حدیث قرآن عظیم کے مقابل نہیں سنی جاتی بے شک حدیث متواتر سے نسخ حال معلوم ہوتا ہے۔ وہ جس آیت سے معارض ہوگی معلوم ہو جائے گا کہ یہ آیت مکہ ہے اور یہ بے شک حدیث متواتر سے قرآن عظیم پر زیادت بھی ہوتی ہے۔ جو احق حدیث متواتر نہ مانے گا۔ وہ قرآن کو کیا مانے گا اور شک نہیں کہ قتل مرتد کی احادیث متواتر ہیں۔ اور یہاں تو اس کی بحث ہی نہ اٹھائی کہ جب قرآن عظیم میں قتل مرتد کی ممانعت نہیں۔ تو احادیث سے معارضہ کیا معنی۔ اگر۔ مجوس و ہنود میں آفتاب نہ سمجھے اور وہ بوجہ اپنی جہالت سے وجوہ آفتاب ہی کا منکر ہو بیٹھیں تو کیا ان کا یہ وجود آفتاب سے انکار کر دینا کبھی وجود آفتاب میں کچھ شک و شبہ پیدا کرے گا۔ قاتل تو قاتل ہے۔ انھیں قرآن میں قتل مرتد کا حکم نہ ملا تو نہ سہی قرآن عظیم فرماتا ہے۔ یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ۔ تو منافقوں پر جہاد کا حکم قرآن نے دیا اور جہاد میں قتل و جہاد ہی ہوتا ہے یا کچھ اور تو قتل کا حکم حکم اسلام ہوا کر نہیں۔ اور منافقوں کے کفر بعد اسلام و ایمان کی نسبت قرآن ارشاد ہے۔ فَقَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ۔ بے شک کافر ہو گئے اپنے ایمان کے بعد وَقَدْ كَانُوْا كَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ اور بے شک منافقوں نے کفر کیا بعد اسلام کے اور کافر ہو گئے اپنے اسلام کے بعد مرتد کے سر پر کیا سینگ ہوتے ہیں۔ مرتد اسی کو تو کہتے ہیں جو اسلام کا دعوی کر کے پھر جائے۔ اور اگر قتل کے لفظ ہی پر رد ہو تو وہ بھی قرآن سے سنو۔ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ۔ کافروں کو جہاں پاؤ قتل کرو۔ اگر یہاں یہ شبہہ کرے کہ آیت میں تو مشرکین فرمایا۔ مرتدین تو نہیں فرمایا۔ ہم ان کے اس شبہہ کا بھی ازالہ کر دیں اور ان کی کوئی شاخ بھی تحقیق نہ چھوڑیں۔ قرآن عظیم نے کیا فرمایا یہی فرمایا کہ جب اشہر حرام گذر جائیں تو مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو۔ تو اس سے وہ خاص حکم کفار مراد ہے جو شرک کرتے ہیں یعنی اور اقسام کفار کو اشہر حرام گذرنے پر بھی قتل کا حکم نہ ہوا۔ مشرکین کے ساتھ یہود و نصاری مجوس۔ منافقین مرتدین اترے تھے تو اس وقت پھانسنا چاہئے

سلہ جامع ترمذی ابواب الفتن ص۴۵

ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم (پ ۱ ع ۱)	اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر کر دی اور ان کی آنکھوں پر گھٹا ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔
وان یروا کل ایۃ لا یؤمنوا بھا (پ ۹ ع ۱۱)	اور اگر سب نشانیاں دیکھ لیں تو ان پر ایمان نہ لائیں گے۔

یہ بے تہذیب و بے ادب مدعیان تہذیب و ادب، علماء پر بے تہذیبی کا الزام لگاتے ہیں اور بے ادبی کا منہ آتے ہیں کہ یہ لوگ گالیاں سناتے ہیں خلوق خدا کو حق ستاتے ہیں۔ بہت سختیاں برستے ہیں نہایت شدتیں کرتے ہیں ان کے اعتراض علماء ہی تک نہیں رہتے بلکہ اللہ و رسول تک جاتے ہیں علماء ہی ان گندی گھنونی گالیوں سے آباد انہیں پاتے بلکہ یہ کہہ کر اللہ و رسول تک ایذا پہونچاتے ہیں۔ علماء کیا فرماتے ہیں جنھیں یہ گالیاں بتاتے ہیں بے تہذیبی ٹھہراتے ہیں، علماء تو وہی کہتے ہیں جو قرآن و حدیث انھیں سکھاتے ہیں۔ وہ اگر کافر کہتے ہیں تو اللہ و رسول نے کافر فرمایا۔

کہ ان مشرکین ہی کو قتل کیا جائے اور ان سے تعرض نہ کیا جائے کہ ان کے قتل کا ابھی حکم نہ ہوا۔ بات ہوئی تو صرف مشرکوں کے قتل کی ہوئی ایسا تو کوئی جاہل سا جاہل بھی نہ کہے گا کہ قاتل تو قاتل بلکہ آیت کریمہ نے تمام اقسام کفار کو عام ہے بات یہ ہے کہ قاعدہ ہے کہ کبھی وہ یا چند چیزیں کو متلازم ایک ہی نام سے ذکر کرتے ہیں۔ جیسے کہتے ہیں ہَلْ یَسْتَوِی الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ہاں بیان کیا ہے کہ ظلمت اقسام کو شرک ہے اور نور اقسام کو ایمان۔ غالب کہ کفر تمام اقسام کو مشرکین کے لفظ سے ذکر فرمایا۔ حدیث ابھی اوپر گزری کہ روافض کی نسبت ارشاد ہوا کہ جب تم انھیں پاؤ قتل کرو کہ وہ مشرک ہیں۔ حالانکہ روافض اس خاص قسم شرک میں کسی طرح داخل نہیں تو معلوم ہوا کہ وہ کفار ہیں ایک حدیث میں ارشاد ہوا فاذا رأیتموھم فاقتلوھم فانھم مشرکون۔ جب تم انھیں دیکھو تو قتل کرو کہ وہ مشرک ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ہم ہرگز مشرکوں سے مشرکوں کی مدد نہیں چاہتے اور یہی کی نسبت ارشاد ہوا وہ ہر فاطرین ابی اور اس کے ساتھی ہیں یہودی قوم بنی اسرائیل کے لئے تھے کہ رشد و ہدایت اور نعمت نور دیئے گئے تھے تو معلوم ہوا کہ مشرکین گرچہ ایک خاص قسم کا کفر ہے مگر کبھی یہ مشرک عام بھی ہوتا ہے۔ اور کبھی اس کا اطلاق آتا ہے اب رہا کہ فرد مشرک سے کافر ہوا اسلام اگر مدعی ایمان ہو تو کیونکر کافر ہو گیا ہو۔ تو روشن ہو کہ قرآن عظیم میں ہر کافر کے قتل کا حکم ہے اور ہر کافر میں مرتد بھی ہے تو قرآن عظیم میں اس کے قتل کا بھی حکم ہے۔ فافہم۔ ایک غضب یہاں ابھی ان علماء کی اور ہو سکتا ہے کہ قرآن عظیم میں جہاد و قتال کا حکم ہے تو جیسے اور کافر سے جہاد و قتال کیا جاتا ہے اسی طرح ان مرتدین سے کیا جائے کیونکہ حکم جہاد و قتال دین اور اطاعت خدا کے لئے ہے اور یہ بھی آیت قرآن میں ہے کہ قتل نہ کیا جائے گا کہ ان کے جان و مال کی پوری ہی حفاظت کی جائے گی جیسے مسلمانوں کے جان و مال کی اور اسی طرح ان سے بھی قتل ہوگا۔ مگر مرتد اگر توبہ کرے تو قتل ہی کیا جاتا ہے اور بعض مرتد وہ ہیں کہ وہ توبہ بھی کریں جب بھی انھیں قتل ہی کیا جائے گا۔ اس کا جواب ہے

فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ (پ ۱ - ع ۱۲)
تو اللہ دشمن ہے کافروں کا۔

وہ فاسق کہتے ہیں تو قرآن نے فاسق فرمایا۔

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (پ ۱۰ - ع ۱۶)
اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

وہ اگر ضال کہتے ہیں تو خدا نے فرمایا۔

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ (پ ۱ - ع ۱)
نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا۔

وہ اگر منافق کہتے ہیں تو ان کے رب نے فرمایا۔

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ يَّاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ ۔ (پ ۱۰ - ع ۱۵)
منافق مرد اور منافق عورتیں ایک تحصیل کے جتے ہیں برائی کا حکم دیں اور بھلائی سے روکیں۔

وہ اگر فاجر کہتے ہیں تو اللہ نے فرمایا۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ۝ (پ ۳۰ - ع ۵)
یہ وہی ہیں کافر فاجر۔

وہ اگر ملعون کہتے ہیں تو قرآن نے فرمایا۔

وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ (پ ۱۰ - ع ۵)
اور اللہ کی ان پر لعنت ہے۔

وہ اگر جھوٹا کہتے ہیں تو قرآن نے فرمایا۔

لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۝ (پ ۱۲ - ع ۱۴)
جھوٹوں پر اللہ کی لعنت۔

وہ اگر ظالم کہتے ہیں تو قرآن میں آیا۔

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ (پ ۸ - ع ۲)
ارے ظالموں پر خدا کی لعنت۔

ہماری اس تقریر کے روشن مصداق رسول اللہ نبینا الصادق المصدوق الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین وصدق عبدہ وخلیفتہ امیر المؤمنین وامام المسلمین سیدنا ومولانا عمر الفاروق الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ——— حضور حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں۔ الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ الا ان یوشک رجل شبعان علی اریکتہ یقول علیکم بہذا القرآن فما وجدتم من حلال فاحلوہ وما وجدتم من حرام فحرموہ وان ماحرم رسول اللہ کما حرم اللہ، ہاں ہاں مجھے قرآن عطا ہوا اور قرآن کے ساتھ اس کا مثل سن لو کہ نزدیک ہے کہ کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر بیٹھا کہے کہ تم کو بس قرآن ہی کی پیروی کرنے رہو اس میں جو حلال پاؤ اسے حلال جانو اور جو حرام اسے حرام جانو بے شک جو چیز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وہ اگر خائن کہتے ہیں تو قرآن میں ہے۔

وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ۝ (پ ۱۳ ع ۳) ۔ اور اللہ دغابازوں کا مکر نہیں چلنے دیتا۔

وہ اگر خائب وخاسر کہتے ہیں تو یہ بھی قرآن میں ہے۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (پ ۱۴ ع ۳) وہی نقصان میں ہیں۔

وہ انھیں ناری جہنمی بتاتے ہیں تو قرآن میں ہے۔

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (پ ۱۴ ع ۳) وہ دوزخ والے ہیں ان کو ہمیشہ اس میں رہنا۔

وہ اگر فریبی کہتے ہیں تو ہم یہ بھی قرآن سے دکھا چکے ہیں وہ اگر مرتد کہتے ہیں تو ہم اس کا پتہ بھی قرآن سے بتا چکے غرض وہ کیا ہے جو علماء اپنی طرف سے کہتے ہیں، وہ حکم شریعت بیان کرتے ہیں اس پر تعزیر تعزیر لام جا، ان بدنظام پر متعدد بیان کرتے اور علماء پر بے تہذیبی بے ادبی اور تعصب وجہالت ضد وتفسانیت غرور تکبر کا الزام لگاتے ہیں۔ انھیں شریر النفس مفسد مسلمانوں میں تفریق کرنے والا، بھائیوں میں پھوٹ ڈالنے والا بتاتے ہیں ان احکام شریعت کو گالیاں ٹھہراتے ہیں۔ اگر علماء وہ سب کچھ بھی اعلان کے ساتھ فرماتے جو کفار ومنافقین کے لئے قرآن عظیم نے فرمایا اور جیسا کچھ انھیں بتایا تو معلوم نہیں یہ شریر النفس متعصب بیکار غرور جہل مفسدہ نفسانیت جہال بے عرد کیسا کچھ ہامہ سے نکلتے آپے سے باہر ہوتے قرآن نے انھیں سفیہ احمق بے وقوف بدعقل فرمایا۔

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ (پ ۱ ع ۲) سنتا ہے وہی احمق ہیں۔ کہا جائے نہیں۔

وہ اگر انھیں مفسد کہتے ہیں تو اس قرآن نے انھیں مفسد فرمایا۔

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝ (پ ۱ ع ۲) سنتا ہے وہی فساد کرنے والے ہیں مگر انھیں شعور نہیں۔

نے حرام فرمائی وہ ویسی ہی ہے جو اللہ نے حرام فرمائی اسی لئے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں سب لوگ اس پر جما دیں گے۔ اخرجہ الدارمی فی مسندہ عن السائب فان اصحاب البستن اصحاب البستن اصحاب الله۔ قریب ہے کہ لوگ آئیں گے جو تم سے قرآن پر اپنے مشتبہ کلمات سے جھگڑیں گے تو تم ان کی سند سے گرفت کرو کہ سند والے قرآن پر کیسے خوب جانتے ہیں۔ اب کہ علماء کلمات قرآن کی تفصیل بطور بسط شانی ممکن اب تو واضح ہو گیا کہ ہندی اور عربی انھیں مجمل کے بعد سے قرآن کے مطالب عالیہ تک بلند خوب بے وسیلہ رسائی حال اور جہاں کا کتنا بڑا تفاوت کے اندھے کوئیں میں گرتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ منہ عفی عنہ۔

قرآن نے انھیں جاہل بتایا۔

وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ۝ (پ ۹ - ع ۱۴) — اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ۝ (پ ۲۰ - ع ۹) — بس تم پر سلام۔ ہم جاہلوں کے طرفدار نہیں۔

قرآن نے انھیں گدھا بتایا۔

كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا۔ (پ ۲۸ - ع ۱۱) — گدھے کی مثال ہے جو بوجھ پر کتابیں اٹھائے۔

كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ۝ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ۝ (پ ۲۹ - ع ۲) — گویا وہ بدکے ہوئے گدھے ہیں کہ شیر سے بھاگے ہوں۔

قرآن نے انھیں کتا کہا۔

كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۝ (پ ۹ - ع ۱۲) — کتے کی طرح ہے تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکالے اور چھوڑ دے تو زبان نکالے۔

بلکہ کتے سور سے بھی زیادہ بدتر فرمایا۔

اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۝ (پ ۹ ع ۱۲) — وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ۔

اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝ (پ ۳۰ - ع ۲۳) — وہی تمام مخلوق میں بدتر ہیں۔

بحمداللہ تعالیٰ کلام اپنے منتہی کو پہونچا اور ظاہر و باہر ہوا کہ یہ علماء کو بے تہذیب و بے ادب بتانے والے خود بے تہذیب اور نہایت بے ادب ہیں۔ والحمد للہ العلی العظیم۔

علمائے کرام مخلوقِ خدا ہیں۔ پر عامل ہیں اور اخلاق الٰہیہ سے شدت علی الکفار ہے اس لئے وہ اپنے محبوب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ سائر الانبیاء والمرسلین وآلہ وصحبہم اجمعین کو اس کا حکم فرماتا ہے کہ ارشاد کرتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۝ (پ ۲۸ - ع ۳) — اے نبی جہاد فرما کافروں اور منافقوں سے اور ان پر سختی کرو۔

اور اسی شدت علی الکفار کی بنا پر اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب جانثار خادموں مسلمانوں کو سراہتا ہے کہ فرماتا ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ۝ (پ ۲۶ - ع ۳) — محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی کفار پر سخت اور آپس میں ایک دوسرے پر مہربان ہیں۔

اسی لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے غلاموں کو حکم فرمایا۔

لَا تَكُوْنُوْا مِثْلَهُمْ لَا تُكَابِرُوْهُمْ وَلَا تُجَالِسُوْهُمْ وَلَا تُنَاكِحُوْهُمْ وَاِذَا اسْتَشْفَعُوْا لَا تَشْفَعُوْهُمْ وَاِذَا مَاتُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ وَلَا تُصَلُّوْا عَلَيْهِمْ وَلَا تُصَلُّوْا مَعَهُمْ اَلَا كَمَا قَالَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ۔

ان کے ساتھ کھانا پینا ان کے ساتھ بیٹھنا ان کے ساتھ نکاح پیدا کرنا۔ وہ جب سفارش چاہیں تو ان کی سفارش نہ کرنا اور مرجائیں تو ان کے جنازے پر نہ جانا۔ ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھنا ان کے ساتھ نماز نہ پڑھنا ان سے بچو انہیں دور کردو کہیں تم کو گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

بلکہ اسی لئے خود قرآن عظیم میں ارشاد ہوا۔

وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۶ (پ ۷، ع ۱۳)

اور اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر کافروں کے پاس نہ بیٹھو۔

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۶ (پ ۱۲)

کافروں کی طرف ذرا بھی نہ جھکو ورنہ تمہیں آگ چھوئے گی۔

اسی شدت علی الکفار کی بنا پر فرمایا۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۶ (پ ۲۸ - ع ۲)

تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو اللہ اور قیامت پر ایمان لائے کہ محبت کرتے ہوں اس سے جس نے اللہ و رسول سے خلاف کی اگرچہ ان کے باپ دادا یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ کے لوگ ہوں۔

اگر اس قسم کی آیات و احادیث لکھوں تو دفتر درکار ہے اور مدنظر اختصار ہے اصبے یہ کہ مع ہذا اگر کسی سمت یک حرف بس ست۔ اور معاند کے لئے اوراق سمٰوٰت و ارض کے شواہد ناکافی۔ غرض اتنا تو بفضلہ تعالیٰ ہر ادنیٰ عقل والے پر روشن ہوگیا کہ علمائے کرام متخلق باخلاق اللہ المنان ہیں۔ ہر طرح اس کے اور اس کے رسول کے تابع فرمان ہیں۔ اور یہ ان کے دشمن اعدائے دین و مذہب و منبع ضلوت شیطان ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اے عزیز یہ مسئلہ بھی ایسا ہے جس کے لئے دلائل عقلیہ درکار ہیں اور اگر یہی اصرار ہے تو یہاں کب انکار ہے۔ سنئے۔ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں فرمایا۔

اِذَا وَجَبَتْ لِلّٰهِ تَعَالٰى لَا يَلِيْقُ بِهٖ اَوْ نَسَبَهٗ اِلٰى الْجَهْلِ اَوِ النَّقْصِ يَكْفُرُ۔

اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی چیز ثابت کرنا جو اس کے لائق نہیں اس کو عاجز اور عیب دار بتانا کفر ہے۔

لہ یہ حدیث مسلم ابوداؤد ابن ماجہ حمیدی اور ابن حبان کی روایت کا مجموعہ ہے۔ مرتب احمدی

اسی میں ہے۔

یکفر باثبات المکان للہ تعالیٰ فان قال اللہ فی السماء اذا اراد بہ المکان کفر وان لم یکن لہ نیۃ یکفر عند اکثرھم وعلیہ الفتوی۔

اللہ تعالیٰ کے لئے مکان ثابت کرنا کفر ہے اور اللہ فی السماء کہہ کر مکان مراد لینا بھی کفر ہے اکثر فقہاء نے بغیر نیت کے بھی کفر لکھا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

اسی میں ہے۔

لو قال اری اللہ تعالیٰ فی الجنۃ فھذا اکفر۔

اگر کسی نے کہا کہ میں اللہ کو جنت میں دیکھ رہا ہوں تو یہ کفر ہے۔

اسی میں ہے۔

از خدا کے ہیچ مکانے خالی نیست کفر

خدا سے کوئی مکان خالی نہیں کہنا کفر ہے۔

ما یکون کفرا بالاتفاق یوجب احباط العمل کما فی المرتد ولزوم الاعادۃ الی الاسلام ان کان قد حج وکونہ کالمبتدی حتی یحتاج الی تجدید النکاح مع امرأتہ ھذا اذا

جل مجدہ اتم۔

الفقیر مصطفےٰ رضا القادری النوری البریلوی عفی عنہ

لقد اصاب من اجاب حویدم الطلبۃ محمد حسنین رضا القادری النوری الرضوی غفرلہ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم محمد مختار احمد عفی عنہ صدیقی میرٹھی۔

الجواب صحیح۔ محمد سراج الدین رام پوری۔

لقد اصاب من اجاب۔ فقیر سردار علی بریلوی غفرلہ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ فقیر محمد اکرم القادری الرضوی البریلوی غفرلہ الہادی الغوی۔

یہ اشعار متعدد کفریات پر مشتمل اور قائل کافر، واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقیر ابو العلا محمد امجد اعظمی عفی عنہ صدر مدرس مدرسہ دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف۔

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ محمد اسماعیل محمود آبادی ضلع سیتا پور تو ابعات لکھنؤ۔

ان اشعار کے کفر اور قائل کے کافر ہونے میں شک نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین۔

جواب صحیح ہے۔ سید غلام قطب الدین سبزی ہند سہسوانی۔

ھذا ھو الجواب الصحیح والحق الصریح المصدق الفقیر محمد ابو اسحٰق عفا عنہ ناظم جمعیۃ الاحناف صوبہ سندھ۔

الجواب صحیح ۔ فقیر محمد حسین البلوچستانی۔

نعم ما قد اجاب فی ما اجاب واطاب واصاب فاوضح الصواب عن الباب ابو العرفان فقیر محمد غلام جان قادری رضوی عفی عنہ مدرس انجمن نعمانیہ ہند لاہور

نعم الجواب وبہذا التوفیق وحضرۃ الحبیب مصیب ومثاب ومن خالفہ سوء العتاب واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔ فقیر ابو الفتح سید الرضا محمد حشمت علی قادری الرضوی اللکھنوی غفرلہ مفتی جامعہ رضویہ منظر اسلام خانقاہ عالیہ قدسیہ رضویہ بریلی شریف۔ (مہر)

ذلک کذلک واق مصدق ذلک۔ فقیر غلام رسول قادری بھاولپوری مفتی ریاست۔

الجواب صحیح والمجیب نجیح الفقیر محمد علی القادری الحامدی غفرلہ ھذا ھو الحق۔ عبد النبی المختار محمد یار

بھاولپوری بقلم خود۔

○ جواب صحیح ہے۔ غلام محمد نجی رام پوری مدرس مدرسہ ارشاد العلوم رام پور۔

○ ابتدا اشعار مندرجہ سوال کفریات پر مشتمل ہیں جس کے کہنے والے کو کافر کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں ہے یہ اشعار کفر اور کہنے والا کافر مرتد شک ہے۔ العبد محمد سعوان حسین احمدی المجددی النقشبندی ناظم مدرسہ ارشاد العلوم ریاست رام پور محلہ چاہ شور،

○ الجواب صحیح وصواب والمجیب اللبیب مصیب ومثاب، عبد الغنی غفرلہٗ مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور ہند۔

○ بے شک یہ اشعار کفریہ اور قابل وقائل ان اشعار کا کافر ہے، کتبہ بقلمہ وقالہ بفمہ العبد المذنب ابو البرکات سید احمد غفرلہ الاحد۔

فتوای

حضرت والا برکت بالا منزلت علامہ زمان مفتی دوراں مولوی محمد ابراہیم صاحب قادری مدرس اول دار العلوم شمس العلوم بدایوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فقہائے کرام علیہم الرحمہ نے فرمایا کہ جو شخص خدائے تعالیٰ کو (معاذ اللہ) ایسے وصفوں سے متصف کرے کہ اس کے لائق نہ ہوں یا خدائے تعالیٰ کو جاہل عاجز ٹھہرائے یا اس کے کسی نام کے ساتھ تمسخر کرے اور استخفافاً ایسے قول کہے (وہ تعریضاً اور نقلاً نہ ہوں) اگرچہ کہنے والا اسے کفر نہ جانے اور اس کا اعتقاد نہ رکھے وہ شرعاً محض ایسے قول کی بنا پر کافر ہو جاتا ہے۔

فتاوٰی عالمگیری میں ہے۔

یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ او تمسخر باسم من اسمائہ الی ان قال او نسبہ الی الہزل والعبث	جو اللہ تعالیٰ کو کسی ایسی چیز سے متصف کرے جو اس کے لائق نہیں وہ کافر ہے۔ اسی طرح وہ جس نے اللہ کے کسی نام کا مذاق اڑایا یا اس

لے فتاوی عالمگیری مع خانیہ جلد دوم ص۲۵۸ مطبوعہ بیروت

الخانیہ۔ کو بالکل مانع عیب دار بتایا کافر ہے۔

اسی میں ہے۔

إذا قالوا لمن ترك سنة الظهر عند أداء العصر تهاونا بالسنة كان بعضهم يكفر وبعضهم لا يكفر وقال بعضهم يكفر وهو الصحيح وعلى هذا في الظهر إن من أتى بلفظ الكفر وهو لا يعلم أنه كفر لا يكفر إلا إذا أتى به عن اعتقاد بمنزلة سائر المسائل فإنها لا تحتمل الفساد ولا تحتمل العذر بالجهل۔

کسی شخص نے عصر کا فرض پڑھنے کے بعد ظہر کی سنت چھوڑ دی بعض علماء نے کہا کہ کافر ہوگیا بعض نے کہا کافر نہیں ہوا بعض نے کہا کافر ہوگیا یہی صحیح ہے اور ظہر میں یہی حکم ہے کہ کسی نے کفر کا کلمہ بولا اس کو علم نہیں تھا کہ کفر ہے اس نے اپنے اعتقاد سے بولا تو کافر ہوگیا ورنہ نہیں ہوا کیونکہ یہ مسائل فساد کو قبول کرتے ہیں عذر جہالت کو قبول نہیں کرتے۔

فتاوی قاضی خاں میں ہے۔

رجل تكلم بلسانه معاندا وقلبه على الإيمان يكون كافرا ولا يكون عند الله مؤمنا۔

کسی شخص نے زبان سے کفر بکا لیکن دل میں ایمان تھا تو وہ کافر ہے اللہ کے نزدیک بھی مومن نہیں۔

جو شخص نشر انظام یہ کہے کہ خدا کا اس بت کافر پر قابو نہیں چلا مگر میں اس کو اپنا مطیع کرلوں گا یا خدا خدا کی جگہ رام رام یا تباع فلاں کا فر کرلوں گا تو یہ کلمات صریح کفر کے ہیں جس میں تاویل کی گنجائش نہیں اگرچہ کہنے والا اعتقاد نہ رکھے واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

○ حررہ محمد ابراہیم الحنفی القادری البدایونی غفرلہ ○

○ الجواب صحیح۔ فقیر محمد عبدالقدیر القادری البدایونی۔

○ الجواب صحیح۔ فقیر محمد امین حنفی عفی عنہ

○ کذلک کما ذکرہ الصدر الشہید حررہ العبد المذنب ابوالبرکات

○ الجواب صحیح ابوالوصف محمد شریف کوٹلی لوہاران غفرلہ۔

○ لقد اصاب المجیب جزاہ اللہ المجیب محمد حبیب الرحمن القادری البدایونی غفرلہ

لہ فتاوی عالمگیری مع خانیہ جلد دوم ص۲۷۶ مطبوعہ بیروت ۔ ۱۲ فتاوی خانیہ مع عالمگیری جلد سوم ص۴۶۳

فتوای

فاضل جلیل عالم نبیل حامی سنن ماحی فتن حضرت مولانا مولوی سید اولاد رسول محمد میاں صاحب قادری برکاتی سجادہ نشین سرکار مارہرہ شریف، اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب۔

الجواب۔ شعر ۲ یقیناً قطعاً کفر خالص ہے۔ اس میں نہایت صاف واضح الفاظ میں خدا کو عاجز کہا۔ اور عاجز بھی کیسا کہ جس و بت کافر" پر بقول اس شاعر کافر کے خود یہ قادر ہے خدا کا اس پر کچھ بس نہیں چلا۔ اور یہ خدا کی طرف عجز کی نسبت اور وہ بھی ایسی یقیناً قطعاً اجماعاً کفر خالص ہے۔ فتاوی ہندیہ و بحر الرائق علامہ زین ابن نجیم و اعلام بقواطع الاسلام امام ابن حجر مکی علیہم رحمۃ الملک المقام میں کفر متفق علیہ کے بیان میں ہے۔

واللفظ للبحر "یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ او نسبہ الی الجھل والعجز او النقص" الخ

اعلام میں فرمایا۔ جو اللہ عزوجل کو کسی ایسی چیز سے موصوف مانے جو اس کی شان کریم کے لائق نہیں یا اس کی طرف جہل کی "سواء صدر عن اعتقاد او عناد او استھزاء" یا عجز یا نقص کی نسبت کرے وہ قطعاً کافر ہے برابر ہے کہ اس کا یہ قول اعتقاداً ہو یا عناداً یا ہنسی میں کہہ دیا ہو۔

یہ شعر اپنے اس معنی کفری میں نہایت واضح و صاف متعین ناقابل تاویل و توجیہ ہے۔ جس میں کسی ایسی تاویل کی جو اسے کفر سے نکال سکے اصلاً گنجائش نہیں، نہ ایسے کفر صریح میں ادعائے تاویل مقبول و صحیح۔ شفائے امام قاضی عیاض میں ہے۔

"ادعاء التاویل فی لفظ صریح لا یقبل" صریح لفظ میں تاویل کا دعوی نہیں سنا جاتا۔

نسیم الریاض علامہ شہاب خفاجی میں ہے۔

ولا یلتفت لمثلہ وبعد ھذا یاتا

ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور وہ یہاں کبھی جائے گی۔

اس شاعر کے خسار و بوار کے لئے اس کا یہی ایک ملعون شعر کیا کم تھا۔ نہ کہ اس نے آگے اور کفر بکا۔ اور شعر ۲ کے پہلے مصرع میں مشرک کو اپنا رہبر و رہنما ہادی و پیشوا بنانے کی اپنی شرک پرستی کو ایک تعلیق موہوم کی بے معنی آڑ کے ساتھ ظاہر کرنے کے بعد دوسرے مصرع میں صاف کہہ دیا کہ "خدا خدا نہ بھی رام رام کرلیں گے" اس شرک پرستی پر تو ورد کامل علمائے اہلسنت کے رسائل میں ہے۔ یہاں کہنا یہ ہے کہ اس دوسرے مصرع میں

کلمۂ اسلام خداوند کو ایک کلمۂ کفر رام رام سے مساوی مانتا۔ اور اس کلمۂ اسلام کو چھوڑ کر اس کلمۂ ملعونہ یعنی رام رام کو اختیار کرتا ہے۔ اور یہ دونوں یقیناً کفر ہیں۔ کفر و اسلام کے مساوی جاننے کا کفر ہونا تو بدیہی ہے۔ اور رام کے معنی ہیں رما ہوا سمایا ہوا مشرک خدا کو اسی لئے رام کہتے ہیں کہ وہ ان کے زعم فاسد میں ہر شی ہر مخلوق میں رما ہوا سمایا ہوا ہے۔ اور خدا کو کسی چیز میں رما ہوا جاننا یقیناً کفر ہے۔ شفائے امام قاضی عیاض و اعلام ابن حجر میں ہے

واللفظ للاعلام من زعم ان الاله سبحنه و تعالیٰ یحل فی شیٔ من اجساد الناس او غیرھم۔ جو یہ زعم کرے کہ اللہ عزوجل کسی آدمی یا کسی چیز میں حلول کیا ہوا سمایا ہوا ہے وہ کافر ہے۔

فھو کافر ام ملتشد۔

اور کفر اس وقت کرے یا آئندہ اس کے کرنے کا ارادہ کرے۔ بہر حال اسی وقت کافر ہو جائے گا۔ فتاوی ہندیہ میں خلاصہ سے ہے۔

واذا قصد علی الکفر وبعد ساعۃ یکون فی الحال۔ اگر کفر کا قصد کرے اگرچہ کچھ دیر بعد اسی وقت کافر ہو جائے گا۔

ھذا۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم احکم۔

کتبہ العبد المذنب محمد ریاض القادری البرکاتی المارہروی کان اللہ تعالیٰ لہ

(مہر)

۷ ربیع الحرام ۱۳۳۲ھ

الجواب صحیح والمجیب الکیب نحیح فیما قالہ فقیر محمد نعیم الدین سید احمد المکنی بابی البرکات الحسنی الحنفی القادری الرضوی النوری۔

(مہر)

فتوی

حضرت عالی درجت والا برکت فاضل طبی عالم نوری مولانا مولوی مفتی عبد الکریم صاحب دام المنوفا الحنفی مفتی کراچی۔

الجواب۔ نیچے کے تینوں شعر متوازی بکفر و ضلالت اور ان تینوں شعروں میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس کے تحقیقی معنی مہجورہ یا متعذرہ یعنی ایسا متروک الاستعمال ہو جس میں تاویل کی گنجائش ہو اس کا حمل علی من ذہب الی سماعہ فی الفن۔ تیسرے شعر کے جملہ پہلے سے اس شائبۂ شک بھی اٹھ گیا

اور تعوذ بالله من سوء ذاك للاستعاذة خالق کا اپنی مخلوق پر قابو نہ پانے کی تحقیق اور تاکید ہوگئی اور آیہ کریمہ وھو علی کل شیئ قدیر سے صاف صاف انکار ہوگیا وھذا کفر صریح۔ اور دوسرے مصرع ذات خداوندی پر اپنی مزیت ثابت کی ہے خاک بدہن قائلش چو شنید شتر کے پہلے مصرع سے اس موجود حقیقی کا کعبہ سے خلو اور ان کو اس لامکان ذات کا امکان اور مقام قرار دینا کفر نہیں تو اور کیا ہے۔ تعالی اللہ عما یصفون۔

اور دوسرا مصرع پہلے مصرع کا مؤید یعنی وہیں پہونچ کر انجم اور کلام کریں گے سے کلیم اللہ مناسب سلسلہ اور الحاد ہے۔ پانچویں شعر میں آیت کریمہ ما کذب الفؤاد ما رای والنجم اذا ھوی کا انکار ہے مولوی احمد علی یعنی مؤمن اللہ کا عارف اور جبنی یعنی غیر عارف دونوں مشرکین کے سامنے برابر ہیں۔ عالی مولوی تو مولوی مگر ایک فاسق کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔

رد المحتار حاشیہ درمختار کے باب صفۃ الصلوٰۃ میں ہے۔

ان الکافر والمبتدع والفاسق عالم بالله تعالیٰ لا ان له

قدرة والفاسق عالم ف۔

ان شعروں کا قائل کافر اور مرتد ہے الا ان یرجع ویتوب۔

حررہ الفقیر عبد الکریم المدرس السنوی الحنفی عفا اللہ عنہ الغنی کراچی۔

الجواب صحیح۔ فقیر محمد ثناء اللہ عفی عنہ اصاب من اجاب فضلہ الواحد الغنی رحمۃ اللہ الغنی ابو البرکات سید احمد عفا اللہ عنہ۔

فتوای

حضرت حامی سنت ماحی بدعت مولانا مولوی محمد ریحان احسن صاحب سنی حنفی مدرس و مفتی مدرسہ ارشاد العلوم ملیر کراچی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ ھو الموفق للصواب۔

الجواب۔ ہر چند کہ بھائے خود یہ مسئلہ نہایت صحیح و مسلم اور ہمارے شامی اور دراختار وغیرہ کتب معتبرہ فقہ میں مصرح ہے کہ حتی الامکان مسلمان پر حکم کفر نہ کیا جائے یہاں تک کہ کفر کے وجوہ اگر متعدد ہوں اور مدعی تکفیر کے صرف ایک ہی وجہ اور وہی روایت ضعیف تو بھی مفتی کو اسی وجہ کی بنا پر عدم تکفیر کرنا چاہئے لیکن یہ سب

سلہ سورۃ نجم آیت ۱۱ سلہ سورۃ فاطر آیت ۱۴ سلہ رد المحتار جلد اول ص ۳۷۰ مطبوعہ کوئٹہ

اس وقت ہے کہ قائل کا کلام کفر اور عدم کفر میں محتمل ہو اور دلول کفر میں صریح اور نص نہ ہو اس وجہ سے کہ قول صریح میں تاویل کو گنجائش نہیں۔

کما فی الشفا التاویل فی صریح لا یقبل۔ انتہی — صریح میں تاویل غیر مقبول ہے۔

وتسمی النص ولا یلتفت لذلک وبہ جزم ابن دقیق العید۔ انتہی — صریح الفاظ میں کسی طرح کی تاویل غیر معقول ہے۔

وشرح الشفا للعلامہ القاری۔

ھو موسوم وعند قواعد الشرع بذلک۔ — قانون شرع کے اعتبار سے صریح الفاظ میں تاویل مردود ہے۔

نیز یہ کہ تاویل بھی اگر صحیح اور موید بالدلیل ہو اس وجہ سے کہ تاویل بلا دلیل عند العقول نامقبول ہے۔

فی التوضیح والتلویح۔

لانہ لا یصار الی المجاز الا عند قیام دلیل۔ — جب مجاز کسی دلیل کے تحت ہو تو غیر معتبر ہے۔

اور صورت مسئولہ میں تیسرے شعر کا پہلا مصرع۔ اور چوتھا شعر اور پانچویں شعر کا آخری مصرع لزوم کفر میں صریح ہے اس وجہ سے کہ تیسرے شعر کے پہلے مصرع میں قائل خدائے تعالیٰ کے عاجز ہونے کی تصریح کرتا ہے

وھل ھذا الا کفر صریح فی التاتارخانیۃ عند۔

یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ او سبہ — جو اللہ کی کسی ایسی چیز سے صفت لائے جو اس کی شان کے لائق نہیں یا اس کو عاجز بتلائے وہ کافر ہے۔

او الجھل او الغین۔

اور جو تتے شعر کو بالفرض اگر تعریض پر محمول کیا جائے تب بھی ایسی تعریض کہ جن سے حق سبحانہ وتعالیٰ کی شان کی تنقیص مترشح ہو اور اس کی تکفیر و تعذیب کے خلاف ہونا قطعاً کفر ہے۔ فی الاعلام بقواطع الاسلام:

من نفی ما اثبت ما ھو صریح فی النقص کفر۔ — جس نے کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کیا ہے اس کی نفی کرنا کفر ہے۔

خدا خدا نہ رہا بلکہ ان بدلیا دوگو التقاط و تجمیع الفاظ و تعبیرات اور تسمیہ کا الٰہ ہو گیا کہ کبھی کسی لفظ سے خدا کو تعبیر کر دیا اور کبھی مشرک سے کہ [illegible] اخراج عن [illegible]

کما حق سبحانہ وتعالیٰ وحدہ لا شریک لہ۔ معبود برحق اور کما حقہ لائق پرستش کے جو وہ شخص اہل ہونے کے معبود باطل جن کو وہ لفظ اللہ خدا مانتے اور جانتے ہیں۔ موخر الذکر تین شعروں کے بعض الفاظ صریح کفر ہیں۔ اور شرعاً حکم کفر اس پر ہوتا ہے جس پر صراحۃً قائل کا لفظ دلالت کرے اگرچہ قائل نے قصد کفر نہ کیا ہو۔ اعلام بقواطع الاسلام میں ہے۔

حکمنا بکفرہ علی ظاھر لفظہ صریحا وقد قالہ عامدا — ہم لفظ صریح کے ظہور پر حکم کفر لگاتے ہیں اور جاہل ہونے کو حکم کفر

۱؎ فتاوی عالمگیری مع خانیہ جلد دوم ص ۲۵۸ مطبوعہ بیروت، ۲؎ سورۂ کہف آیت ۵، ۳؎ شعر العوام ص ۲۲

اطلاق هذا اللفظ كذلك كما لو اراد كفر سواء تحقق ذلك المراد او لا وذلك لان الحكم بالكفر انما هو باعتبار الظاهر فالمدار على ما يفهم من اللفظ عرفا سواء كان ذلك المفهوم مرادا او لا

الفاظ جب بھی بولے گا کافر ہو جائے گا خواہ تمہاری مراد یہ نہ ہو کیونکہ ہم ظاہر پر حکم لگاتے ہیں۔ لہٰذا اگر کسی لفظ میں چند معانی کا احتمال ہوگا اور ان میں ایک معنی ظاہر ہوں گے تو حکم اسی کے اعتبار سے ہوگا اور اسی طرح اس وقت جب کہ تمام معانی برابر ہوں لیکن ایک معنی کے لئے کوئی دوسرا مرجح ہو تو بھی اسی پر حکم کریں گے مراد و عدم مراد سے ہم کو کچھ کام نہیں۔

ثم ان كان محتملا لمعنيين فان كان لاحدهما مرجح والارادة صحيحة منه لا يقبل قوله

یعنی قائل کا قول اگر چند معانی کا محتمل ہے تو ان میں سے جو معنی اظہر ہوں گے وہ کلمہ اس پر محمول ہوگا اور نیت سے کوئی غرض نہ ہوگی اور اگر اس کا ظہور سب میں مساوی ہو اور ایک معنی کے واسطے مثلاً قرینہ وغیرہ مرجح ہو تو اس مرجح معنی پر حمل کریں گے۔ هذا ما يقتضيه المقام والله سبحانه وتعالى اعلم بحقيقة الحال۔

① العبد المجيب محمد رحمان حسين مجددی كان الله تعالى له

② الجواب صواب۔ العبد محمد معوان حسين مجددی كان الله تعالى له ناظم مدرسة ارشاد العلوم رامپور

③ نعم الجواب والمجيب مصيب وثاب وانا الفقير الى المولى القدير سيد احمد القادری الرضوی المكنى بابی البركات حماه الله من الافات،

④ الجواب صحيح، العبد محمد شجاعت علی عفی عنه مدرس مدرسة ارشاد العلوم

⑤ الجواب صحيح والمجيب نجيح لاشك فی حقيقة المسئلة المزينة المذكورة لا ينبغی للمسلم المسكين ان يرتاب فی محتواها حرره ابو الخير فيض الله رحمان دیروی مروتی بقلمه۔

⑥ الجواب صحيح والمجيب نجيح العبد الفقير محمد اكبر الحسينی القادری الشاذلوانی غفر له ولوالديه۔

⑦ الجواب صحيح والمجيب نجيح ابو الحسنات حافظ محمد احمد حسينی قادری الوسی

⑧ صح الجواب نظام الدين ملكانی ثم وزيرآبادی۔

مسئلہ۔ ایک شخص کہتا ہے، اعلیٰ حضرت قبلہ نور اللہ مرقدہٗ نے اپنے فتوٰی کتاب النکاح میں جو لاہوں وہابیوں وغیرہم کو ذلیل لکھا ہے کہ یہ لوگ ذلیل ہیں تو کیا واقعی یہ لوگ ذلیل ہیں اور یہ کہاں تک صحیح ہے۔ اور حضور ان لوگوں کو کیا سمجھتے ہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ مسلمان ہونا عزت ہے اور کافر ہونا ذلت، بھنگی چمار جنھیں وہ جو اپنے آپ کو شریف کہتے ہیں۔ یعنی مغل پٹھان وغیرہ اور وہ جوان اقوام مذکورہ سے اپنے آپ کو خود بھی چھوٹا جانتے ہیں یعنی دھنیا جولاہے

تاتاری ہو چی وغیرہ۔ آج اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو وہ اس پٹھان اس شیخ اس مغل بلکہ اس مدعی سیادت سے بہت زیادہ عزت والے ہیں جو معاذ اللہ کفر کرے وہابی یا رافضی یا قادیانی وغیرہ ہو جائے بلکہ حقیقۃً وہی عزت والا اور بڑی عزت والا ہے قال تعالیٰ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وہ ان عزتوں میں داخل جن کو اللہ نے اپنے اور اپنے رسول کے بعد عزت والا فرمایا بنص قرآنی عزت کا مسلمانوں میں حصر ہے کسی کافر کو عزت سے ادنیٰ واسطہ نہیں وہ کافر اصلی ہو یا مرتد کہ اسلام کا مدعی ہو۔ اور کفار ہی ذلیل ہیں۔ قال تعالیٰ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا پھر مسلمانوں میں عزیز و بزرگ تر وہ ہے جو متقی و پرہیزگار ہو جو جتنا اتقیٰ ہو زیادہ تقویٰ والا ہو گا اسی کا مرتبہ زیادہ بلند و بالا ہو گا قال تعالیٰ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ۔ بھنگی چمار مسلمان ہو کر تقویٰ اختیار کرے، عالم دین بنے، وہ جاہل شیخ مغل پٹھان، فاسق مغل پٹھان سے اللہ و رسول کے نزدیک زیادہ عزت والا ہے۔ اور جاہل فاسق مدعی شرافت اپنے فسق و فجور کے سبب ذلیل ہے۔ سو امر اول میں یہ چار قومیں شریعت مجمی جاتی ہیں باقی کسی حیثیت سے ان سے بہتر، اسی پر شریعت نے کفائت کا اعتبار فرمایا۔

شریعت پاک کے بعض مسائل کا مدار عرف پر ہے اگر ہندوستان میں پٹھان اور مغل اور شیخ عالم دین کو عزت سادات اپنے برابر کا نہ شمار کرتے اور عرفاً ان کی سیدوں کے بہ نسبت کفو کی کا وزن شرافت علم سے پورا نہ ہوتا تو ہرگز وہ بھی ان کے کفو نہ ہو سکتے۔ فتاویٰ رضویہ میں جہاں جولاہوں وغیرہ کو تحریر فرمایا کہ وہ عالم ہو کر بھی سیدوں کے کفو نہیں ہو سکتے وہاں یہ بھی تحریر فرمایا کہ اس وقت تک جب تک ان سے عار نہ جاتی ہے۔ جہاں وہ تحریر فرمایا کہ مغل پٹھان وغیرہ عالم ہو کر ان کے کفو ہوتے ہیں وہاں وجہ بھی لکھ دی کہ اس ملک میں مغل پٹھان وغیرہ علماء سے سادات کو عار نہیں ہوتی۔

اعلیٰ حضرت پر افترا محض ہے کہ انھوں نے جولاہوں نائیوں موچیوں کو ذلیل لکھا ہے (خدائے تعالیٰ کے ارشاد) وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ سے مفتری کو ڈرنا چاہئے اور پھر وہ بھی ایسے امام جلیل پر وہ بھی بعد وصال ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ یہ کسی روایت حقیقۃً مستلزم روایت شخص نہیں۔ کما ھو ظاھر۔ جب یہاں شرعی کذب کا محض دروغ بے فروغ ہے۔ حضرت نے ان لوگوں کو نہیں ذلیل نہ تحریر فرمایا بلکہ اس عرفی کذب کی وجہ بانی خود اسی فتویٰ میں بیان کر دی کہ کتاب النکاح حصہ سوم سے ظاہر ص۱۲ ملاحظہ ہو۔

اگر کوئی چمار مسلمان ہوا تو مسلمانوں کے دین میں اسے نظر حقارت سے دیکھنا حرام اور سخت حرام ہے وہ ہمارا دینی بھائی ہو گیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ اور فرمایا فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ۔

لے سورۂ منافقون آیت ۸ لے سورۂ مجادلہ آیت ۲۰ لے سورۂ حجرات آیت ۱۳ لے سورۂ طٰہٰ آیت ۷۱

پھر اسی صفحہ پر فرمایا ــــ کہ ان کے سوا جو تو میں رہ گئیں کہ بادی عرب میں ذلیل سمجھی جاتی ہیں الخ ــــ بلکہ اسی صفحہ ۱۱ پر بس کی عبارت دکھا کر اس کذاب مفتری نے یہ چیتا پستان باندھا وہیں تھا ؎

"پٹھان، مغل، یہاں اپنے آپ کو شرفائے اصحاب سے شمار کرتے ہیں"

ان عبارات سے اس کذاب کا کذب واضح ہو گیا اور کھل گیا کہ حضرت قدس سرہ نے کہیں جولاہوں، نائیوں وغیرہ کو ذلیل نہیں تحریر فرمایا اور وہ جو ذلیل پیشہ در تحریر ہوا وہ پیشہ کی عرفی ذلت ہے۔ ان عبارتوں میں ہر دانا بینا ہوا بادنیٰ تامل جان لے گا کہ عرف پر کلام ہے کیا جگہ جگہ پٹھان وغیرہم کو نہ فرمایا کہ وہ اپنے آپ کو شریف شمار کرتے ہیں۔ یہ تو میں شریف گنی جاتی ہیں۔ یونہی یہ کہ جولاہے، نائی وغیرہ کے پیشے ذلیل عرفی ہیں۔ رہی عرف حقیقی وہ اسلام اور حسن عمل ہے جو ۱۲ کی عبارت سے ظاہر ہے۔ ۱۳ پر فرمایا کہ شرافت محض پر منحصر نہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ تم میں زیادہ مرتبہ والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ تقویٰ والا ہے۔

جب حضرت قدس سرہ نے یہ نص فرمادی کھلا ہو گیا کہ حضرت کے نزدیک ہر وہ جولاہا، وہ نائی وہ دھوبی وہ بھٹی وہ قصائی اگر وہ پنجوقتہ نمازی جو بعد اسلام نیک عمل کرے متقی پرہیزگار ہے شریف ہے اور ہر وہ اہل پٹھان وہ شیخ جو فسق و فجور میں مبتلا ہو ذلیل ہے۔ اللہ اس مفتری کو توبہ کی طرف ہدایت فرمائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ حررہ محمد مصطفےٰ رضا نائب قادری عفی عنہ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم الصواب۔ فقیر محمد نادر رضا قادری رضوی غلام سرکار و گدائے آستانہ عالیہ رضویہ ہوں۔

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم۔ سگ بارگاہ عالیہ مدرسہ منظر اسلام محمد ابرار حسین صدیقی غفرلہٗ

الجواب صحیح۔ حضور پرنور مرشدی جی امام اہلسنت مجدد دین وملت سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہاں تو میوں کا ذلیل سمجھنا اقتراعی محض وکذب بحت ہے۔ ہر شخص جس نے حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی ہے وہ جانتا ہے کہ حضور پرنور کا ان اقوام کے سنی مسلمانوں کے ساتھ کس قدر کریمانہ مشفقانہ رحیمانہ برتاؤ تھا ان کے یہاں دعوتوں میں تشریف لے جاتے ان کے یہاں تشریف لے جا کر عطا فرماتے ان کی خواہش پر بیعت سے مشرف فرماتے، انھیں اپنے کاشانۂ پر تقریبات میلاد شریف درس سراپا قدس وغیرہ میں محبت سے بلاتے اور ان پر انتہائی شفقت فرماتے رضی اللہ عنہ اگر معاذ اللہ حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ

؎ سورۂ حجرات آیت ۱۳

ان بھائیوں کو ذلیل سمجھتے تو کیا ایسا ہی برتاؤ فرماتے، جو شخص کسی کو اپنے سے ذلیل سمجھتا ہے اس سے ایسا ہی برتاؤ کرتا ہے؟ مگر یہ کہ خدا بیدار دے ایمان دے۔ آمین۔

فقیر ابوالنفع عبدالرضا
محمد حشمت علی قادری رضوی لکھنوی غفرلہٗ وابویہ ربہ القوی

الجواب صحیح۔ فقیر محمد علی قادری، حامدی، آنولوی غفرلہٗ

مسئلہ۔ از محمد سلیمان ہرہا چندرسی پوسٹ گونڈہ

موضع سہنیاں کلاں ضلع گونڈہ کی مسجد کا منبر بہت مختصر اونچا تھا ایک سنی عالم نے نماز جمعہ کے بعد کرسی منگوایا اور اس پر بیٹھ کر فضائل نبویہ اور احکام شرعیہ بیان کئے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ محراب و منبر کے پاس کرسی پر بیٹھ کر تقریر کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ کیا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا صحابہ کرام یا ائمہ دین متبوعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں سے کسی سے ثابت ہے کہ مسجد کے اندر کرسی پر بیٹھ کر تقریر کی ہو اور کوئی معذوری نہ رہی ہو منبر کے پاس کرسی پر بیٹھنا محراب و منبر کے احترام کے خلاف ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ منبر بیٹھنے کا ہو یا کرسی کا تخت ہو یا کرسی مقرر اس پر بیٹھنا کھڑا ہوتا ہے تاکہ پورے مجمع تک آواز پہونچے اور پورا مجمع اسے سنے اور تعظیم ذکر بھی اس سے حاصل ہوتی ہے۔ پہلے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے منبر نہ تھا پھر منبر بنایا گیا۔ کرسی پر بیٹھنا منبر و محراب کی توہین نہیں جیسے خود منبر جو مسجد کے لئے بنا ہوا ہے اس پر کھڑا ہونا یا بیٹھنا محراب کے احترام کے خلاف نہیں۔ کرسی نہ ہوتی کوئی تخت بچھایا جاتا یا تخت ہوتا اس پر کرسی رکھی جاتی۔ اس میں منبر اور محراب کے احترام کے کیا خلاف ہوتا؟ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مسئلہ۔ مرسلہ جناب محمد نظام الدین صاحب قادری برکاتی نوری رسولی محلہ کھارادار واقع متصل بالا ہیر شہر سورت۔

(۱) مزامیر یعنی دھول طبلہ سارنگی وغیرہ کے ساتھ قوالی سننا جائز ہے یا ناجائز؟ زید کہتا ہے کہ صوفیوں کو مزامیر کے ساتھ سننا جائز ہے اور بکر کہتا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتاب احکام شریعت حصہ اول صفحہ ۲۳ و ۲۴ پر مزامیر کے ساتھ قوالی کو حرام لکھا ہے اور حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب فوائد الفواد کا بھی حوالہ دیا ہے۔ لہٰذا مزامیر کے

رہا ہے ہر شخص کو قوالی سننا جائز ہے۔ تو زید کا کہنا درست ہے؟ یا بکر کا قول صحیح ہے۔؟

(۲) غیر محرم عورت کو بے پردہ مرید کرنا کیسا ہے؟ زید کہتا ہے جائز ہے کسی طرح حرج نہیں۔ پردہ سے ہے (ایسا لوگ مرید کیا کرتے ہیں اور بکر کہتا ہے کہ مولینا احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتاویٰ کتاب الحظر صہ دوم صفحہ ۱۲ پر تحریر کیا ہے کہ مرید کو اپنے پیر کے سامنے بے پردہ کانا جائز ہے۔ لہٰذا جائز ہے۔ تو زید کا کہنا صحیح ہے یا بکر کا قول صحیح ہے۔؟

(۳) قادری سلسلے کا مرید چشتیہ میں طالب ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟ زید کہتا ہے۔ نقیر کو انتباہ ہے۔ قادری سلسلے کے مرید کو چشتیہ میں طالب کر سکتا ہے۔ بکر کہتا ہے کہ حضرت یا حبیب الرحمٰن رسالہ صحیح برہنہ صفحہ ۹ پر فرماتے ہیں کہ اگر قادری طریقے کا مرید کسی دوسرے طریقہ میں چلا جائے تو گو وہ باانصیب ہی ہو تو بھی بے نصیب اور مردود ہو جاتا ہے اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ عنہ ملفوظات حصہ دوم صفحہ ۲۰۰ پر تحریر کرتے ہیں کہ ہندی ان مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں کسی سلسلے کا آدمی نہیں اس سے بیعت لے لیتا ہوں سوائے خاندان قادری کے کہ بحر کو چھوڑ کر نہر کی طرف کوئی نہیں آتا۔ لہٰذا ان بزرگوں کے فرمانے سے قادری سلسلے کا مرید کسی دوسرے سلسلے میں طالب نہیں ہو سکتا۔ تو شریعت مطہرہ کے موافق تحریر فرمائیے کہ زید کا کہنا صحیح ہے یا بکر کا قول درست ہے۔؟ بینوا بالکتاب بقید وجود الصواب۔

الجواب۔ (۱) بکر کا قول صواب و صحیح ہے اور قول زید محض باطل و مہمل و قبیح، مکروہ و شاب و بیہودہ و ناجائز و حرام و معصیت و جہالت و ضلالت و موجب عذاب و عتاب و گرفتار عذاب ہے کہ وہ بے علم فتویٰ دیتا ہے اور بے علم فتویٰ دینا حرام حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۚ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا[1] وقال عز من قائل سبحانہ وتعالیٰ شانہ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ الآیۃ[2]۔ وقال تعالیٰ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا[3] الآیۃ۔ وقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں لَكِنِّيْ اُفْتِيْ وَاُدَرِّسُ لِاَنِّيْ مَامُوْرٌ بِذٰلِكَ الخ۔ مراد یہ ہیں مسئلہ کے لئے حضور پرنور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے کہ فی الحدیث مطلقاً حرام ہیں دعوتی کو حلال نہ غیر دعوتی کو۔ اور ضروری ہونا شرط باحت سماع ہے۔ جس کے لئے سماع حلال و مباح ہے۔ مجرد سماع چار قسم ہے۔ حلال۔ حرام۔ مکروہ اور مباح۔

---

[1] پ۱۵ بنی اسرائیل آیت ۳۶ [2] پ۱۴ نحل آیت ۱۱۶ [3] پ۱۴ انعام آیت ۱۶۹ [4] کتاب الحلال جلد ۱ صفحہ

اگر صاحب وجد کا میلان جانب حق اکثر و بیشتر ہے اسے مباح ہے۔ اور اگر میل بجانب زائد ہے تو اسے مکروہ ہے۔ اور جو بالکل مجاز کی طرف مائل ہو تو اس کے لئے حرام اور جو بالکلیہ جانب حق مائل اور مجاز سے یکسر منقطع اس کے لئے حلال ہے۔ بعض متصوفہ خصوصاً مریدانِ سلسلۂ عالیہ چشتیہ نے یہ غلط ڈھایا اور نیا ستم برپا کیا ہے کہ زبردستی مزامیر کے جواز کا باطل دعویٰ کر لیا ہے اور ستم بالائے ستم یہ کہ جو چشتی ہو جائے اسے مزامیر حلال۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ گویا چشتیوں کی شریعت اور ہے۔ اور سلاسل کی شریعت اور والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اس لئے مناسب کہ ہم حضور پرنور سیدنا سلطان المشائخ نظام الحق والشریعۃ والطریقۃ والدین محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز کے ملفوظات کریمہ سیر الاولیاء سے جس کے جامع حضور کے مرید و خلیفہ حضرت امیر خورد مولانا سید کرمانی قدس سرہ النورانی ہیں، یہ ثبوت حرمت پیش کریں۔ اس وقت اگر وطن سے دور اور کتب سے مہجور ہو تو اور بھی بعض سادات حضرات چشت سے ثبوت پیش کر سکتا۔ خصوصاً لطائف اشرفی، مگر منصف کے لئے یہی کافی اور ہٹ دھرم کو دفتر بھی ناوافی۔ حضور سلطان المشائخ سیر الاولیاء میں فرماتے ہیں۔

سماع بر چہار قسم ست حلال و حرام مکروہ و مباح۔ اگر صاحب را میل بسوئے حق بیشتر ست آں مباح ست۔ و اگر میل بجاز بیشتر ست مکروہ است و اگر میل بکلی بطرف مجاز ست آں حرام ست۔ و اگر میل بکلی بطرف حق ست آں حلال ست۔

اس کے بعد اس پر تفریع کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ پس می باید کہ صاحب ایں کار حلال و حرام و مکروہ و مباح بشناسد۔

پھر فرماتے ہیں کہ اہلیت سماع کے لئے چند چیزیں درکار مستمع، مسموع، آلۂ سماع یعنی قوال پس امرد نہ ہو، عورت نہ ہو، مستمع سننے والا ہو مراد سے خالی نہ ہو، مسموع وہ چیز ہو گانی جائے فحش و مسخری نہ ہو اور آلۂ سماع مزامیر جیسے چنگ و رباب وغیرہ اس سے مجلس پاک ہو۔

ارشاد فرماتے ہیں۔ چند چیز فی باید تا سماع مباح شود و مستمع و مسموع و آلۂ سماع یعنی گوئندہ مرد تمام باشد کودک نباشد و عورت نباشد و مستمع آنکہ می شنود از یاد حق خالی نباشد و مسموع آنچہ بگوید رقص و مسخری نباشد و آلۂ سماع مزامیر ست چو چنگ و رباب و غیرہ آں می باید کہ در میان نباشد ایں چنیں سماع حلال ست و سماع صوتے ست و مزمور چرا حرام باشد۔

صوفیوں کو خصوصاً چشتیوں کو ملت مزامیر کی باطل دستاویز دینے والے آنکھیں پھاڑ کر دیکھیں کہ

حضور سلطان المشائخ سید الصوفیہ سردار چشتیاں نے کہیں صوفیوں، چشتیوں کا حکم علیحدہ بیان کیا کہ سماع کی اباحت کی جو یہ شرطیں ہیں وہ غیر صوفیہ کے لئے ہیں اور چشتیوں، صوفیوں کے لئے آزادی ہے۔ ان کے لئے مطلقاً حلال ہے۔ اور یہ بھی بتائیں کہ صوفیوں کو مزامیر ہی حلال ہیں یا عورت وامرد کا گانا سننا بھی۔ فرق کیا ہے کہ ایک شے جوانوں کے لئے شرطاً اباحت تھی ان کے حق میں نہ ہو اور دوسری ان کے حق میں بھی ہو اور اوروں کے لئے بھی۔ جو علت صوفیوں کے لئے جواز کی ہوگی وہ مزامیر کے علاوہ عورت وامرد کی آواز کے لئے بھی ہو سکتی ہے۔ پھر وجہ فرق کیا ہے؟ اللہ اکبر! چشتیت کا بھوبی! اور حضور سلطان المشائخ کے خلاف فتویٰ۔

آج کل کے متصوفہ کا تو ذکر کیا۔ حضور سلطان المشائخ کے زمانہ کے بعض آستانہ دار درویش جب اس بلا میں مبتلا ہوئے تو حضور میں شکایت گذری جو سیر الاولیاء شریف میں یوں مذکور ہے۔

بخدمت حضرت سلطان المشائخ عرض داشت کہ دریں روزہا بعض از درویشاں آستانہ دار در مجمع کہ چنگ ورباب ومزامیر بود، رقص کردند، فرمود نیکو نہ کردہ اند آنچہ نامشروع است ناپسندیدہ است۔

(یعنی ایک صاحب نے خدمت سلطان المشائخ قدس سرہٗ میں گذارش کی کہ بعض وہ درویش جو آستانہ دار ہیں انھوں نے ایسے مجمع میں جہاں چنگ ورباب ومزامیر تھے، رقص کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا، انھوں نے اچھا نہ کیا کہ جو چیز نامشروع ہے، ناپسندیدہ ہے)

ایں سے بھی زیادہ اور کوئی نص درکار ہے۔ آنکھیں چیر کر دیکھو کہ حضور سلطان المشائخ کس کو ناجائز فرما رہے ہیں۔ مزامیر وچنگ ورباب کو۔ اور خوب آنکھیں مل مل کر دیکھو کس کے لئے ناجائز فرما رہے ہیں صوفیوں ہی کے لئے تو۔ اسی پر بس نہیں۔ اللہ عزوجلالہٗ کی ہزاراں ہزار رحمتیں اور کروڑ ہا کروڑ برکتیں روح پر فتوح حضور سلطان المشائخ پر ہوں کہ ان متصوفہ کے لئے بالکل جائے دم زدن باقی اور ان کے عذر مقبوح ومذبوح کی کوئی رگ سلامت نہ چھوڑی۔

اسی سیر الاولیاء شریف میں ہے۔ کہ بعد ازاں بیکے گفت۔ چوں ایں طائفہ زاں مقام بیروں آمدند بایشاں گفتند کہ شما چہ کردید دراں مجمع مزامیر بود۔ سماع چگونہ شنیدید ورقص کردید ایشاں جواب دادند کہ ما چناں مستغرق سماع بودیم کہ ندانستیم کہ ایں جا مزامیر ہست یا نہ۔ حضرت سلطان المشائخ فرمود۔ ایں جواب ہم چیزے نیست ایں سخن درہم مصیبتہا بیاید ــــــ یعنی بعد اس کے حضور کی خدمت میں شکایت گذری اور حضور نے اس کا یہ جواب فرمایا۔ ایک صاحب نے ان کا یہ عذر گذارش کیا کہ جب وہ طائفہ صوفیہ اس جگہ سے باہر آیا۔ لوگوں نے

ان سے کہا یہ کیا کیا ہوا ہے مجمع میں جہاں مزامیر تھے تم نے سماع کیسے سنا؟ اور کیوں کر رقص کیا؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہم سماع میں ایسے مستغرق تھے کہ ہمیں خبر ہی نہیں تھی کہ یہاں مزامیر ہیں یا نہیں۔ حضور سلطان المشائخ نے ارشاد فرمایا یہ جواب بھی کچھ نہیں کہ یہ عذر باطل تو تمام معصیتوں پر ہو سکتا ہے۔

یعنی آدمی شراب پیئے اور کہہ دے مجھے خبر ہی نہ تھی کہ یہ شراب ہے یا شربت، ماں کے ساتھ زنا کرے اور کہہ دے میں تو یہ سمجھا ہوا تھا کہ معلوم ہی نہ کر سکا کہ یہاں ہے یا یہوی۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

نیز اسی سیر الاولیاء میں ہے کہ حضور سلطان المشائخ کی مجلس شریف میں کسی نے حضور سے عرض کی کہ فلاں موضع میں اس وقت حضور کے مریدوں کا مجمع ہے۔ اس میں مزامیر و محرمات ہیں۔ فرمایا میں منع کر چکا ہوں کہ مزامیر و محرمات درمیان نہ ہوں، انھوں نے اچھا نہیں کیا اور اس بارے میں بہت غلو فرمایا یہاں تک کہ ارشاد کیا کہ اگر جماعت ہو رہی ہو اور جماعت میں عورتیں بھی ہوں اور امام کو سہو ہو تو مرد تو سبحان اللہ کہہ کر امام کو سہو سے آگاہ کرے اور اگر عورت سہو پر متوجہ پائے تو وہ تسبیح نہ کہے کہ اس کی آواز غیر محرموں کو سننا جائز نہیں پشت دست کف دست پر مارے اور تعقیل پر تعقیل نہ مارے کہ تالی ملاہی ہے۔ یہاں تک ملاہی و امثال ملاہی سے پرہیز واجب ہے تو سماع میں بطریق اولیٰ ملاہی سے کچھ نہ ہونا چاہئے۔ جب دستک میں اس قدر احتیاط ہے تو سماع میں مزامیر بطریق اولیٰ ممنوع ہیں۔

عبارت سیر الاولیاء یہ ہے۔ در مجلس حضرت سلطان المشائخ شخصے تقریر کرد کہ اکنوں در موضع فلاں یاراں شما جمع کردہ اند و مزامیر و محرمات درمیان ست حضرت سلطان المشائخ فرمود کہ من منع کردہ ام کہ مزامیر و محرمات درمیان و باشد نیکو کردہ اند و در آں باب بسیار غلو کرد تا گفتہ کہ اگر امامے در نماز باشد و جماعتے کردہ و قصد اقتدی شود و در آں جماعت عورات ہم باشند پس اگر امام را سہو واقع مردانے کہ اقتدا کردہ باشند بہ تسبیح اعلام دہند۔ بگوید سبحان اللہ۔ پس چہ کند۔ او پشت بر کف دست زند۔ و کف دست بر کف دست زنند کاں بدبوی مانند۔ ایں غایت از ملاہی و امثال آں پرہیز آمدہ است۔ پس در سماع مزامیر بطریق اولیٰ منع ست۔

آنکھیں کھولو دیکھو تم کہاں جا رہے ہو ؎

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی — کیں راہ کہ تو می روی بترکستان ست

کیا اب بھی جواز مزامیر کا بے سر اگ گائے جاؤ گے؟ کیا اب بھی وہی بے وقت کی راگنی الاپے جاؤ گے حضور سلطان المشائخ کے فرمان ذیشان کے آگے سر تسلیم جھکاؤ اور اپنے غلط و باطل کیے پر پشیمان ہو اور شرمائے

اپنا حضور نے مزامیر کو ناجائز حرام ممنوع و معصیت نہ فرمایا کیا حضور نے ان کا معصیت ہونا غیر صوفیہ کے واسطے فرمایا کیا خود صوفیہ کے لئے بارہا نہ فرمایا کہ میں منع کر چکا ہوں۔ انھوں نے برا کہنا شروع کام کیا معصیت کی پھر اب اب وہ کون سے صوفی ہیں جو حضور سلطان المشائخ کے مریدوں سے بھی آگے ہیں اور ہوں بھی تو علی الاطلاق یہ کہنا کہ صوفیوں کے لئے مزامیر حلال ہیں کیونکر محل ہوگا۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ہاں جو مکلف نہیں۔ یا مضطر ہیں ان کے احکام ہمیشہ مکلف و مختار سے جدا ہیں۔ احکام اضطرار اور ہیں احکام اختیار اور۔ وہ ایک مزامیر کیا ہر حرام میں مبتلا رہیں۔ پھر کیا کوئی یوں کہہ سکتا ہے کہ سور کا گوشت حلال ہے حالانکہ خود قرآن عظیم میں مضطر کا استثناء فرمایا ہے فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ موجود ہے۔ غیر مکلف پر تو احکام شرعیہ کا اجرا ہی نہیں کہ مناط شرع تکلیف ہے اور وہ اس میں مفقود ہے۔ رہا مضطر اسے اسی قدر اور اتنے ہی کی جس سے وہ مضطر ہے حضور نے رخصت دی ہے۔ بعض اجلہ اکابر جو چنگ سنتے تھے اسے کبیرہ فرماتے ہیں۔

اسی سیر الاولیاء میں ہے۔ مولینا برہان الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ کہ از فحول علماء بود است چنانکہ بارہا گفتے کہ خدائے عزوجل مرا از بیخ کبیرہ نجواندہ بر سبیل اتفاق حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ روزے فرمود کہ ایں ہم گفتی مگر بیخ کبیرہ از دریدند کہ آں کبیرہ کدام است گفت سماع بچنگ، گفت بسیار شنیدہ ام"

یہ مولینا برہان الدین بلخی ان اکابر سے ہیں جن کے فضل کے شاہد عدل حضور سلطان المشائخ قدس سرہ ہیں اور جن کے علم و عمر پر اپنے عقیدہ و حسن ظن کی بنا کی گئی حضور امام العصر برہان الملۃ والدین اوحد الدین مرغینانی قدس سرہ النورانی) نے فرمایا کہ میں شبانہ روز ان کے در پر حاضر ہوں گے اور بار نہ پائیں گے۔

اسی سیر الاولیاء میں ہے۔ سخن دمندگی مولینا برہان الدین بلخی انتماس فرمود کہ برہان الدین حکایت کرد کہ من خورد بودم بہ پنج شش سالہ کہ دیش برابر بنشستہ بود در راہے می رفتم۔ مولینا برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ پیر شد پدر من از دے تماشا کردن دور کوچہ دیگر رفت۔ مرا بر جائے گذاشت چوں کوچہ مولانا برہان الدین نزدیک رسید من پیش رفتم و سلام کردم۔ در من تبسم دیدیا ایں سخن تبسم گفت۔ کہ من در ایں کودک نور علمی بینم من ایں سخن شنیدم۔ پیش دکانے اور واں شدم۔ باز مولینا برہان الدین برزبان مبارک ایں لفظ راند کہ مرا خدائے تعالیٰ چنیں می گوید کہ ایں کودک در روزگار خود علامہ عصر خواہد شد۔ مولینا برہان الدین می گوید کہ من ایں سخن شنیدم۔ دیم چناں من بیش می رفتم باز مولینا برہان الدین مرغینانی فرمود کہ خدائے تعالیٰ مرا چنیں می گوید کہ ایں کودک چناں بزرگ شود کہ بادشاہاں بردر او بیایند و بار نیابند۔

ایسے عالی مرتبت جلیل القدر بزرگ علامۂ روزگار باوجود اس کے خود استماع فرماتے مگر اسے کبیرہ ہی نہ جانے ان کے یہ کلمات طیبہ کہ خدائے عزوجل مرا از ہیچ کبیرہ نخواہد پرسید" اس کا اعلان کر رہے ہیں کہ وہ ایسے حال میں ہیں کہ زیر قلم تکلیف ہی نہیں۔ نیز آگے ان کا یہ ارشاد کہ "اس ساعت ہم بیشتوم اگر باشد" اس کے بعد بھی بے وقت کی وہی شہنائی ہے کہ صوفیوں کو مزامیر حلال ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

فوائد الفواد شریف ملفوظات حضور سلطان المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبارت دیکھ کر بھی جس کی یہ حالت ہے تو ایسے شخص کے کیا امید کہ سیر اولیاء شریف کی یہ عبارت دیکھ کر اپنی غلطی تسلیم کرے مگر مولیٰ عزوجل کے فضل و کرم سے ہر آن امید ہے:

اے فضل کرتے نہیں آتی بار ۔۔۔ نہ ہو اس سے مایوس امیدوار

شاید اب وقت ہدایت آگیا ہو اور یہ ثواب اس فقیر کے حصہ کا ہو۔ واللہ عندہ حسن الثواب والیہ المرجع والمآب وھو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

(۲) وہ خود بے ایمان ہے جو حکم شرع کو بے ایمانی اور اس پر عامل کو بے ایمان بتاتا ہے بے شک ہر غیر محرم سے پردہ فرض ہے جس کا اللہ و رسول نے حکم فرمایا جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیشک پیر مرید کا محرم نہیں ہوجاتا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر امت کا پیر کون ہوگا وہ یقیناً ابوالارواح ہونا ہے اگر پیر ہونے سے آدمی محرم ہوجایا کرتا تو چاہئے تھا کہ نبی سے اس کی امت سے کسی عورت کا نکاح نہ ہوسکتا حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کون پیر ہوگا۔ پھر حضور نے اپنی امتی بیبیوں سے نکاح فرمایا یا نہیں؟ کیا معاذ اللہ حضور کے محرم تھے ان سے نکاح فرمایا۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

سبع سنابل شریف میں حضرت مالک ہدایت و مرکز دائرہ ولایت سند المحققین سید العلماء العاملین میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہٗ السامی فرماتے ہیں۔ باید دانست کہ در جہاں نہ ہیچ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیرے پیدا شد و نہ ہیچ ابوبکر مریدے ہویدا گشت رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ عنا۔

جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرید ہوئے تو حضرت سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مرید کی بیٹی ان ہتال بے خود کے نزدیک معاذ اللہ بیوی۔ اور بیوی سے نکاح حرام۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اللہ تعالیٰ اہل ہدایت کو محفوظ رکھے۔ احمق لفظ منہ سے نکال دیتے ہیں اور اس کے نتیجہ کا لحاظ نہیں کرتے فقیر

اس مسئلہ پر ذرا اور تفصیل کرتا اگر ضرورت سمجھتا، مگر چونکہ "السواد الاعظم" میں اس کا کافی جواب چھپ چکا ہے اس لئے اسی پر اقتصار کرتا ہے۔ سمجھنے والا اسی سے سمجھ سکتا ہے اور بد عقل بے سمجھے کے لئے دفتر بے کار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) جہاں تک فقیر سمجھتا ہے وہ یہ ہے کہ بیعت جب ایک جامع شروط کے ہاتھ پر کرے۔ پھر دوسرے کے ہاتھ پر نہیں کر سکتا کہ جو ایک کے ہاتھ بک چکا۔ اس کا غلام ہو چکا۔ جب تک آزاد نہ ہو غلامی نکال نہ دے دوسرا اس سے بیعت نہیں لے سکتا۔ یہ دوسرے کے ہاتھ بک نہیں سکتا۔ پریشان نظر دربدر پھرتا اور ذلیل و خوار ہوتا۔ در دستا اور کہیں سے فیضیاب نہیں ہو سکتا۔ جو کسی کے ہاتھ پر بیعت کرلے اور پھر پریشان نظری کرے وہ دھوبی کا کتا ہے۔ نہ گھر کا۔ نہ گھاٹ کا۔ اور جو ایک کا ہو رہے وہ ضرور فیض یاب ہوتا ہے۔ اگر پیر جامع شروط ہو اگرچہ صاحب فیض نہ ہو۔ کہ اس سلسلہ میں جو صاحب فیض ہوگا اس کی اس پر نظر کرم ہوگی اور وہ اس پر فیض ڈالے گا۔ بعض اکابر کے ملفوظات اس کے شاہد ہیں۔ طالب فیض ہیں آرزو نہیں اور یہ بالکل عوام سلاسل میں جاری ہے۔

خود اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ باوجودیکہ قادری تھے، اور سلاسل سے بھی فیض یاب تھے چشتی، سہروردی، نقشبندی وغیرہ سلاسل کی بھی حضور پر فتوح کو اجازت تھی۔ یہ اجازت کیا فیض نہیں۔ مگر وہ "یک در گیر و محکم گیر" پر عمل کرنے والے انھیں بظاہر کہیں سے ملے ویقین بھی کرتے ہیں کہ مجھے اسی در سے ملا ہے جس سے میں منتسب ہوں۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ میں آپ نے تین قلندروں کی حکایت ملاحظہ فرمائی ہوگی جو خدمت حضور پر نور سلطان المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ایک مرد ابریل کھا کر حاضر ہوئے تھے انھوں نے مریدی کہتے ہیں۔ فیض یقیناً حضور سلطان المشائخ سے پایا۔ مگر پیر کے قربان ہو رہے ہیں۔ کیوں کہ اگر پیر کی نظر کرم منتہی تو حضرت سلطان المشائخ کیوں نظر رحم فرماتے اور فیض عطا کرتے۔ یہ ہے "یک در گیر و محکم گیر" حضرت سلطان باہو قدس سرہ کا مطلب تو واضح ہے کہ جو اس سلسلۂ عالیہ کو ترک کرے اور دوسرا سلسلہ از روئے بیعت اختیار کرے اور حضرت مدی بن مسافر کے ارشاد میں غالباً بیعت سے مراد بیعت ارادت نہیں بلکہ یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ کوئی طالب فیض کے لئے آئے۔ میں ہر ایک کو فیض عطا کرتا ہوں۔ مگر جو قادری ہو کہ سکر کو چھوڑ کر نہر کے پاس کون آتا ہے۔ یا یہ کہ کسی سلسلے کا مرید اپنی بیعت توڑ کر آئے تو میں اس سے بیعت لے لیتا ہوں۔ مگر قادریوں کی بیعت نہیں کرتا کہ وہ پریشان نظر نہیں ہوتے کہ وہ جانتے ہیں کہ حضور غوث اعظم بحر ہیں اور میں نہر۔ اور اوروں کے مرید جو پریشان نظر ہوتے ہیں، اپنے پیر پر کامل اعتقاد اور پورا اعتماد نہیں رکھتے۔ وہ اگر بیعت توڑ کر آئے

میں کو میں بیعت لے لیتا ہوں۔ ھذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی۔ واللہ تعالیٰ اعلم
فقیر مصطفےٰ رضا القادری غفرلہٗ

- صح الجواب۔ خادم العلم والعلماء محمد حسنین رضا خاں
- ھذا کذلک محمد اسمٰعیل محمود آبادی عفی ریاست جلال آباد ضلع فیروزپور
- نقد اصاب المجیب رحمانی قادری رضوی غفرلہٗ
- مصطفےٰ رضا قادری آل الرحمٰن محمد عرف ابوالبرکات محی الدین جیلانی
- الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم فقیر ابوالحسن محمد علی کیہری عفی اللہ تعالیٰ عن ذنبہ الجلی والخفی
- اصاب المجیب واجاد عبدالعزیز عفی عنہ قادری رضوی مدرس مدرسہ اہلسنت
- ھذا ھو المجیب فقیر سردار علی عفی عنہ
- الجواب صحیح ابوالفخر محمد فخرالہدیٰ عفی عنہ
- الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم فقیر احسان علی مظفرپوری مدرسہ منظر اسلام ۲۰ ذیقعدہ ۴۶ھ